

# دوسری بیوی

## حنار امین خان

حیدر آباد کی ایک بہت بڑی حویلی میں رات کے دو بجے کا ٹائم تھا۔ اس وقت سارا گھر شادی کی رسموں سے فارغ ہو کر آرام کی نیند سو رہا تھا۔ لیکن اسی حویلی کے بڑے سے کمرے کے باہر دو نوکرانیاں آپس میں باتیں کرنے لگی ہوئیں تھیں۔۔۔

ارے تو جانتی ہے کیا نواب کی دوسری بیوی کا گھر الگ ہو گا یا وہ اسی حویلی میں رہیں گی۔۔۔۔۔ دو کاموالیاں سکینہ اور شمسہ آپس میں لگی ہوئیں تھیں۔۔۔

ارے پتہ نہیں، ابھی تو نواب صاحب اندر گئے ہیں تیرے سامنے ہی۔۔۔۔۔ اب پتہ نہیں کب تک وہ یہاں اُنکی دوسری بیوی بن کر رہے گی جانتی ہے نا نواب

صاحب اپنی پہلی بیوی سے کتنی محبت کرتے ہیں، سب کو اس حویلی میں یہ بات تو پتہ ہے وہ یہاں نواب کی دوسری بیوی بن کر کیوں آئی ہیں۔

--- کیوں آئی ہے سکینہ --- شمسہ نے پوچھا۔۔۔۔۔ ارے یہ والی رباب بی بی اور زر بی بی کی لائی ہوئی ہے۔ تو نہیں جانتی جب زر بی بی نے نواب صاحب کے سامنے یہ رشتہ رکھا تھا تب نواب صاحب کو یہ فیصلہ پسند نہ آیا تھا وہ اپنی ماں صاحب زرتاج بی بی سے ناراض ہو کر پورے ایک مہینہ کے لیے لاہور کی نواب حویلی چلے گئے تھے۔۔۔۔۔ ہیں ایسا کیا، شمسہ نے حیران ہو کر پوچھا تھا۔

--- اور کیا، وہ تو رباب بی بی نے بولا انکو اس سب سے کوئی اعتراض نہیں، تب ہی نواب صاحب نے ہاں بھری اس رشتہ کو۔۔۔۔۔ اچھا یہ چھوڑ یہ بتا یہ لڑکی ہے کون، شمسہ نے پوچھا تھا ارے یہی تو پتہ نہیں یہ ہے کون، لیکن میں نے ہلکا سا اسکو دیکھا ہے آج، وہ بہت چھوٹی ہے شاید ستر سال کی ہے اور بہت ہی زیادہ حسین ہے اور آنکھیں تو شاید رنگین ہیں، صحیح طرح میں نے انکار نگ نہیں دیکھا۔ لیکن بیچاری کی قسمت شاید اتنی اچھی نہیں، ایک تو نواب کی دوسری بیوی اور وہ بھی پسند نہیں اُنکی، شاید کبھی بن بھی نہ پائیں، کیوں کہ وہ رباب بی بی سے بہت

محبت کرتے ہیں۔ یہ بولتے سکینہ نے چھوٹی سی لڑکی کی قسمت پر افسوس کیا تھا۔  
اب چل سکینہ یہ ناہواٹاں جان یا انکی خاص خادمہ ہمیں ادھر دیکھ لیں پھر ہماری  
شامت آجانی ہے۔۔ ہاں چل، صبح دیکھتے ہیں نئی دلہن کو، ابھی تو نواب صاحب  
--- اُنکے ساتھ ہی کمرے میں ہیں۔۔۔ یہ بولتے دونوں ہنستی ہوئی چلی گئی تھی

-----

کمرے میں پورا اندھیرا تھا، بس ہلکی سی دو موم بتیاں جل رہی تھی۔ چھوٹی سی  
ستر اسال کی کم عمر لڑکی جو بیڈ کے بیچ میں بیٹھی تھی ڈری سہمی، کل جو وہ اپنے  
گاؤں میں اپنی پانچ بہنوں کے ساتھ ہنستی کھیلتی رہتی تھی، آج وہ کسی کی دوسری  
بیوی بن کر انہیں کے بستر پر بیٹھی تھی، اُس ننھی سی لڑکی کا دل ڈوب رہا تھا۔ نیا  
رشتہ تھا وہ بھی پہلے سے شادی شدہ حیدر آباد کے نواب کے ساتھ۔۔ نواب  
صاحب جو جب سے روم میں آئے تھے۔۔۔ تب سے وہ سامنے بیٹھے اندھیرے  
میں سگریٹ نوشی کر رہے تھے۔۔ پورا کمرہ میں گپ اندھیرا تھا۔۔ اتنے میں  
نواب صاحب کی گرج دار آواز گونجی تھی، وہ چھوٹی سی دو لہن لرزی تھی۔ اُس  
نے اپنے لہنگے کو سختی سے پکڑا تھا۔ وہ بہت ہی خوبصورت لال رنگ کے جوڑے

میں تھی جو بہت ہی باریک حیدر آبادی کام کا بنا ہوا تھا۔ اُسکی ہیزل بلیو آنکھوں  
اپنا ساراز یور اتاریں اور اپنا دوپٹہ اتار میں آنسو چمکے تھے۔ انکا حکم سن کر۔۔۔  
کر ایک طرف رکھیں۔ اُس چھوٹی سی دولہن نے اسی پل اپنا سب اتار ایک  
طرف رکھا تھا۔ سامنے بیٹھے نواب اپنی سگریٹ کو ایش ٹرے میں مسل کر باقی  
کی دو موم بتیاں بجھا کر اپنے بڑے سے بستر کی طرف بڑھ گئے۔ کچھ ہی گھنٹوں  
بعد،،، پورا کمرہ جو اُس ننھی سی دولہن کی سسکیوں اور آہوں سے گونج رہا تھا وہ  
اپنے شوہر کے نیچے تھی پورا کمرہ اندھیرے میں ڈوبا تھا بس کھڑکی سے بہت ہی  
ہلکی چاند کی روشنی آرہی تھی۔۔۔ لیکن نواب صاحب کی شدت اتنی زیادہ تھی  
۔۔۔ وہ بس سک سک کر انکو ہی لپٹ رہی تھی۔ چار گھنٹے ہونے کو آئے تھے  
اُنہوں نے اسکو اپنی قربت سے آزادی نہیں دی تھی۔ وہ بے پردہ کب سے اُنکے  
نیچے لیٹھی اُنکی درد بھری شدت برداشت کرتے بس سسکیاں لیتی چاند کی روشنی  
کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ اتنی سی لڑکی کو ان لمحات میں جو شاید اُسکی زندگی میں پہلی  
دفعہ آئے تھے۔ اتنا پتہ ضرور لگ رہا تھا اُسکے شوہر کی قربت میں پیار سے زیادہ  
عجیب سی فرسٹریشن تھی جو وہ کب سے اُسکے کے بدن پر نکال رہے تھے۔۔۔

ساری رات ایسے ہی گزری پوری رات اتنے بڑے کمرے میں بس دونوں کی  
آوازیں ہی گونج رہی تھی۔

صبح کے ساتھ بچے کا ٹائم تھا۔ وہ ابھی ابھی شاور لے کر باہر آئی تھی۔ جب وہ اٹھی  
تھی نواب صاحب روم سے چلے گئے تھے تب سے ہی وہ اپنی سوچوں میں گم تھی  
۔۔۔ ابھی تک اُس کو اس رشتے کا نہیں سمجھ رہا تھا اُس کا شوہر جو ساری رات اُس کے  
پہلو میں تھا ساری رات اُس نے جیسے چاہا اُس پر اپنی شدت اور تشنگی لوٹائی لیکن جب  
سے وہ اٹھی اُسکی نظروں نے پہلے انہی کو ڈھونڈا لیکن وہ تھے ہی نہیں۔۔۔ پھر وہ  
اٹھی جسم میں درد لیے اور جا کر گرم پانی سے شاور لیا ابھی وہ کھڑی اپنی سوچوں  
میں تھی آئینہ کے سامنے۔۔۔ دروازہ کھٹکا تھا۔۔۔ چھوٹی بیگم چھوٹی بیگم ہم رضوانہ  
دروازہ کھولیں اُس نے فوراً جا کر دروازہ کھولا سامنے ہی اماں جان کی خاص خادمہ  
رضوانہ کھڑی تھی۔۔۔ کیسی ہیں روشال بی بی۔۔۔ ہم ٹھیک ہیں۔۔۔ اچھا روشال  
بی بی وہ بڑی بی بی نے آپ کے لیے انکا یہ خاندانی جوڑا بھیجا ہے۔۔۔ تو آپ پہن لیں تیار  
جائیں پھر میں آتی ہوں۔ سنو۔۔۔ روشال نے سکینہ کو روکا۔ جی چھوٹی بی بی ہو  
۔۔۔ وہ نواب صاحب کہاں۔۔۔؟

اتنے ہی لفظ بول پائی تھی وہ معصوم سی لڑکی جسکا نصیب نواب صاحب سے بس  
ایک ہفتہ میں ہی جڑ گیا تھا۔ اور کل کی ساری رات جس طرح اُسکے شوہر نے اُسکے  
ساتھ رات گزاری تھی اُسکا سوچ سوچ کر ہی روشال کے رخسار تپ کر انار بن  
رہے تھے بار بار۔۔۔۔۔،، بی بی جی وہ نواب صاحب اپنی پہلی بیوی کے پاس  
ہیں اس ٹائم۔۔۔ اٹک اٹک کر بولی تھی رضوانہ اُسکو سامنے کھڑی پریوں کا حسن  
رکھنے والی لڑکی پر ترس آیا تھا جو بے حد حسین تھی لیکن اُسکی قسمت شاید اتنی  
خوبصورت نہ تھی۔ وہ آپ تیار ہوں چھوٹی بی بی میں آتی ہوں۔۔۔ روشال جو  
اپنی آنسوؤں سے بھیگی نظریں نیچی کر کے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بڑھی  
تھی۔۔۔ اُسکی نظریں باریک سے گہرے گلے والے سوٹ سے نظر آتی اپنی  
گہرائیوں پر پڑی تھی جہاں نواب صاحب کے دیئے ہوئے نشانات اور شدت کی  
کوئی حد نہ تھی سب سے زیادہ بے باکی اسی حصے پر دکھائی تھی اُس نے روتے ہوئے  
اپنے آنسو پہنچے تھے۔۔۔ اور کچھ یاد آیا تھا کس طرح وہ اتنی بڑی حویلی کی بہو اور  
نواب کی دوسری بیوی بنی۔۔۔ آنسو گرے تھے رخسار پر اپنے بابا کی تکلیف وہ  
باتیں یاد کرتے۔۔۔۔۔

روشال تو یہ شادی کرے گی۔۔۔ روشال جو پانچ بیٹیوں میں سب سے چھوٹی بیٹی تھی اپنے بابا کی، سب سے حسین کم گو، اُسکا حسن دیکھ کر کوئی بھی لڑکا پاگل ہو جایا کرتا تھا اُسکے پیچھے، اس لیے اُسکی امی سلطانہ بیگم نے جب تک وہ زندہ رہیں بہت چھپا کر رکھا اپنی چھوٹی بیٹی کو، اس لیے اُنہوں نے اپنی ہی زندگی میں جب روشال بس ۱۲ سال کی تھی اُسکی منگنی اپنی بہن کے بیٹے سہیل سے کر دی تھی۔۔۔ جو روشال سے ۵ سال بڑا تھا، اور کہیں نا کہیں روشال نے بھی اسکو اپنے دل میں اپنے ہونے والے شوہر کا مقام دے دیا تھا۔۔۔ لیکن اُسکی زندگی تب بدلی جب اُسکی ماں کا انتقال ہو گیا اور اُسکے بابا نے اپنی ہی بیٹیوں کو بوج سمجھنا شروع کر دیا۔ اور قسمت تب بدلی چھوٹی سی روشال کی جب روشال کو نواب صاحب کی ماں بیگم نے اُس کو راستے میں پسند کیا۔۔۔ جب نواب صاحب کی ماں زرتاج بیگم کسی کام سے حویلیاں چھوٹے سے قصبہ پہنچی تھی اور روشال بکریاں چراتی انہی کی گاڑی سے ٹکڑا گئی تھی، پہلی نظر میں ہی زرتاج بیگم نے چھوٹی سی روشال کو پسند کر لیا تھا اور پورے ۵۰ لاکھ میں اسکو اُسکے باپ سے خریدا تھا یہاں تک کہ

زرتاج بیگم نے اُسکی ساری بہنوں کی شادیوں کا خرچ یہاں تک کے اُسکے بابا کا  
مہینے کا خرچہ بھی باندھ دیا تھا۔۔۔ وہ چیخی چلائی اپنے بابا کے آگے یہ بھی بولا اُسکے  
دل میں بچپن سے بس سہیل ہے اُسکا منگیترا لیکن اُسکے بابا نے اُسکی ایک ناسنی اور  
اسکو ایمو شنلی بلیک میل کر کے، کہ اُسکی بڑی چار بہنیں ہیں جنکا نصیب اس پیسے  
سے روشن ہو سکتا ہے آخر نرم دل رکھنے والی ننھی سی روشال نے اس رشتے کو  
ہاں کر دیا اور ۵ دن بعد ہی وہ نواب کی چھوٹی دوسری بیگم بن گئی۔۔۔۔۔ یہ سوچتے  
روشال نے روتے ہوئے اپنی قسمت کا ماتم منایا تھا۔۔

میرے خداجب کل میں نے نکاح کے دو بول بولے اُسی پل میں نے اپنا آپ  
نواب صاحب کے حوالے کر دیا۔۔ لیکن شاید میری پہچان بس ایک بچہ دینے  
والی عورت اور اُنکی دوسری بیوی کی رہ جائے گی۔

قربت کے لمحات کے بعد ایک عورت صبح اٹھتے شاید اپنے شوہر کا چہرہ دیکھتی ہے  
۔ لیکن جب میں اٹھی تو وہ میرے پاس نہیں تھے شاید اپنی پہلی بیوی کے پاس  
تھے۔۔۔ افسوس مجھ جیسی بد قسمت نے تو انکا چہرہ بھی نہیں دیکھا جو میرے جسم  
پر حکمرانی کرنے والے پہلے مرد ہیں۔۔۔ یہ بولتے وہ زخمی سا ہنستی رو دی تھی۔۔



ایک ہی رات میں گڑیوں سے کھیلنے والی چھوٹے سے گاؤں کی معصوم سی لڑکی  
بہت بڑی ہو گئی تھی۔

---

کر لیا آپ نے دادی جان ہو گئی آپ خوش کیا ملا آپ کو یہ سب کر کے!!!!!!۔۔۔  
ہمیں وارث ملے گا۔ جانتے ہونا نواب خاندان میں وارث ہونا کتنا ضروری ہوتا  
ہے چھوٹے نواب۔۔۔ مل جائے گا آپ کو وارث کر لیا جو سب اُسکے ساتھ کرنا تھا  
لیکن اس سے زیادہ کی اُمید مجھ سے نہ رکھے گا یہ بولتے نواب صاحب باہر کی  
طرف بڑھ گئے تھے۔۔۔ چھوٹے نواب چھوٹے نواب۔۔۔ دادی جان رخصانہ  
بیگم چلائی تھی۔۔۔ اُنکو اپنے پوتے کی یہ بات اچھی نالگی تھی بیشک وہ لڑکی اولاد  
دینے کے لیے اس حویلی میں لائی گئی تھی پر وہ جیسی بھی تھی اُنکے پوتے کی اب  
دوسری بیوی تھی۔

ہم بھی تمہاری دادی جان ہیں اُس لڑکی کے ساتھ جو آگے جا کر ہم کو اس خاندان  
کا وارث دے گی ہم اُسکے ساتھ زیادہ نا انصافی نہ ہونے دیں گے۔۔۔ رضوانہ

رضوانہ۔۔۔ جی جی اماں جان۔۔۔ چھوٹی بہو کو نیچے لے کر آؤ۔۔۔ جی۔۔۔ دادی  
جان نے کچھ سوچتے ہوئے اپنی سٹک پر زور ڈالا تھا۔۔۔

---

روشال جو نئی نویلی دلہن کی طرح سچی ہوئی تھی ہاتھوں میں کانچ کی لال و سونے  
کی چوڑیاں تھی، دادی جان نے گجرے پہننے کو بھی بولا تھا، نوابوں کی نئی نویلی  
دلہن ایسی ہی سچی ہوئی ہوتی تھی۔۔۔ اُس نے ستارہ والے کام پر کامدار میکسی پہنی  
ہوئی تھی جو بے بی پنک کلر کی تھی جس میں روشال کا چہرہ دمک رہا تھا۔ ایک تو وہ  
اتنی خوبصورت تھی اوپر سے آنکھیں رنگین تھی جنکو دیکھتے ہی کوئی بھی پاگل ہو  
جائے۔۔۔ چھوٹی بی بی اس طرف۔۔۔ روشال جو ڈرتی سہمتی ہوئی رضوانہ کے  
پیچھے چل رہی تھی جہاں جہاں سے گزر رہی تھی حویلی کی ملازمین اسکو رشک  
بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی ایک تو بے حد حسین اوپر سے نواب کی بیوی۔۔۔  
!!! ایک ملازمہ بولی۔۔۔ کوئی شک نہیں یہ والی بیگم رباب بی بی سے بے حد  
خوبصورت ہیں۔۔۔ ہاں صحیح بولا، ایک تو چھوٹی اوپر سے حوروں جیسا حسن رکھنے  
اترتی رضوانہ کے ساتھ نیچے آئی والی۔۔۔ روشال حویلی کی بڑی سی سیڑھیاں

تھی۔۔ اُس نے نیٹ کا باریک دوپٹہ میچنگ کا ہی سر پر اچھی طرح لیا ہوا تھا۔۔۔  
شرم اور حیا میں وہ لڑکی اپنی مثال آپ تھی۔۔ بڑے سے سلائڈنگ دور کو  
کھولتی رضوانہ روشال کے ساتھ بڑے ڈائنگ ہال میں داخل ہوئی تھی۔۔۔  
روشال کی آنکھیں جھکی ہوئی تھی، رخساروں پر شرم و حیا کی سرخی چائی ہوئی  
تھی۔۔ ہاتھوں میں کپکپی سی تھی۔۔ اُس کا معصوم سادل ڈر رہا تھا پتہ نہیں حویلی  
کے لوگ کیسے تھے۔ جب وہ رخصت ہو کر آئی تھی ایک دادی جان کے علاوہ  
سب کی زبانوں سے سنا تھا وہ اس حویلی کو وارث دینے کے لیے ہی لائی گئی ہے  
۔ آنسو چمکے تھے آنکھوں میں۔۔ اتنے میں سامنے ہی بیٹھی دادی جان نے پکارا  
تھا۔ آؤ چھوٹی بہو، بیٹھو یہاں آکر!! روشال نے نظر اٹھا کر دیکھا تھا۔ دادی جان  
سامنے ہی بڑی سی کرسی پر بیٹھی تھی ساتھ ہی زرتاج بیگم تھی۔  
اور ساری ملازمین اس پاس کھڑی تھی اعتباری۔ بیٹھ جاؤ چھوٹی بہو اب کی بار زرتاج  
بیگم بولی تھی۔ روشال خاموشی سے بیٹھ گئی۔ رضوانہ بچی کو ناشتہ دو، دادی جان  
بولی۔۔۔۔۔ سب نے ناشتہ کر لیا تھا۔

-----

روشال جو کب سے حویلی کے پچھلے لان میں پول کے پاس بیٹھی تھی دوپٹہ سر سے اُترا ہوا تھا، اپنے ہی دھیاں میں اپنے پاؤں پانی میں مارتی کب سے آسمان کو دیکھ رہی تھی۔ اتنے میں سکینہ آئی چھوٹی بی بی آپ یہاں نا بیٹھے پاس ہی نواب کا ڈیرہ ہے اُنہوں نے دیکھ لیا نالینے کے دینے پر جائیں گے۔ آپ چلے اپنے کمرے میں۔ روشال ایک دم ڈر سی گئی، ہم، یہ بولتی وہ اٹھی تھی جب تک سکینہ اندر کی طرف بڑھ گئی تھی، ایک دم اٹھتے ٹائم اُسکا پاؤں ہلکا سا پھسلا ہی تھا کہ کسی مضبوط ہاتھوں نے اسکو تھاما تھا۔ ایک دم اُسکی چیخ نکلی اوچ۔۔۔ لیکن اگلے ہی پل اُسکی آنکھوں نے جو چہرہ دیکھا تھا اسکو دیکھ کر روشال کچھ لمحے کے لیے گم سم سی ہوئی تھی۔ وہ ایک ٹک اُس انسان کو دیکھ رہی تھی جو کسی سلطنت کا شہزادہ لگ رہا تھا وہی شہزادہ جنکا ذکر کہانیوں میں کیا جاتا ہے۔ دو مضبوط مردانہ بازو اُسکی کمر پر تھے اُسکی ناز کی اُس انسان کے سینے سے مس ہو رہی تھی، دونوں کی سانسیں آپس میں مل رہی تھی۔ ایک دم وہ آدمی بولا،۔۔۔ آپ یہاں کیا کر رہی ہیں۔

---

ایک دم وہ آدمی بولا، آپ یہاں کیا کر رہی ہیں۔ روشال جو اپنے حواس میں نا تھی وہ بس اُس نوجوان کی آنکھوں میں دیکھی جا رہی تھی۔ جسکی آنکھیں لائٹ براؤن تھی۔ میں نے کچھ پوچھا آپ یہاں کیا کر رہی ہیں؟ اُس خوبصورت نوجوان نے اپنی سرخ آنکھیں اُسکے حسین سراپے پر ڈالی تھی جو بے بی پینک میکسی میں بہت ہی زیادہ حسین لگ رہا تھا۔ اُسکی سرخ آنکھوں نے اب معصوم سی روشال کو خوفزدہ کیا تھا ایک دم وہ پیچھے ہوئی اور آنکھیں جھکا کر اپنے ہاتھوں کی دونوں انگلیاں آپس میں پھنسا گئی۔ کہاں ابھی وہ اُنکی شہزادوں جیسی شخصیت میں کھوئی تھی اب اُنکی غصے سے سرخ آنکھیں اُس کو ڈرنے پر مجبور کر رہی تھی۔

-- بولو یہاں کیا کر رہی ہو اب کی بار اُسکی معصوم سی ہیزل بلیو آنکھوں میں دیکھتے بولے۔ جی! وہ نا سمجھی سے بولی یہ ہے کون جو اُس سے اس طرح پوچھ رہے تھی۔ اُس سحر انگیز انسان کی آنکھوں تھے۔ وہ ڈھیروں معصومیت لیے کھڑی میں دیکھنا اب محال ہوا تھا۔۔۔ شمسہ شمسہ، وہ دھاڑے تھے۔ ایک دم اُنکے ایسے

دھاڑنے سے معصوم روشال ڈری تھی۔ شمسہ بھاگتی ہوئی آئی یہی وہ آواز تھی جسکو سنتے حویلی کا ہر انسان ڈرتا تھا اور ملازم الرٹ ہو جاتے تھے۔ روشال جوا بھی بھی اُسی نوجوان کو دیکھے جا رہی تھی، کوئی مرد اتنا حسین ہو سکتا ہے۔ لائٹ براؤن آنکھیں، ہلکی گھنی بیرڈ گھنے براؤن بال، چوڑا سینہ سفید رنگت، آن بان اور شخصیت کسی سلطنت کے شہزادوں جیسی تھی آواز جتنی رعب دار تھی اتنی پرسنلٹی مغرور تھی۔ جی جی، شمسہ ڈرتے ہوئے بولی۔ انکو اندر لے کر جاؤ۔ یہ بولتے ایک نظر روشال پر ڈالتے ڈیرہ کی طرف بڑھ گئے تھے۔ روشال جوا نہی کو جاتا دیکھ رہی تھی۔ چلیں چھوٹی بی بی ورنہ میری خیر نہیں۔ یہ کون تھے روشال نے کھوئے ہوئے انداز میں پوچھا۔ !!! ہیں۔۔۔ کیا پھوچھ رہی ہیں آپ چھوٹی بی بی آپکو انکا نہیں پتہ۔۔۔ وہ حیرانگی سے روشال سے گویا ہوئی۔۔۔ ہاں نہیں پتہ کون تھے یہ۔ معصومیت لیے شمسہ کو دیکھا۔ بی بی یہ اس سلطنت کے نواب اور آپکے شوہر نواب عالیان علی خان ہیں۔ جن سے کل آپکی شادی اور کل کی ساری رات آپ نے اُنکے ساتھ تو گزاری ہے روشال بی بی۔ یہ سنتے روشال کے قدموں تلے زمین نکلی تھی وہ حیران تھی جوا بھی کچھ منٹس پہلے اُسکے سامنے تھے

وہ اُسکے شوہر تھے۔ روشال ڈیرہ کی طرف بھاگی، آنکھیں نم تھیں۔ بی بی رک جائیں نواب صاحب نے دیکھا نہ بہت غصہ کریں گیں بی بی جی۔ روشال جو ڈیرہ کے پاس آکر رُکی تھی۔ نظریں سامنے بیٹھے اپنے شوہر پر اٹھی تھی جو اپنی پرکشش پرسنلٹی کے ساتھ اپنی نواب والی کرسی پر بیٹھے کوئی فیصلہ کر رہے تھے۔۔۔ کیا یہی میرے شوہر ہیں کیا یہ مجھے پہچان گئے تھے۔ بی بی چلیں آپ سکینہ روشال کو پکڑتی ہوئی لے گئی تھی

---

رات کے اکاٹائم تھا۔ روشال جواب ریڈ کلر کے کا مدار جوڑے میں بیڈ پر بیٹھی کب سے اپنے ہاتھوں میں پہنی لال چوڑیوں کو ہلارہی تھی۔ کب سے اُسکے ذہن اور دل پر اُسکا شوہر سوار تھا جب سے آج اُنکو دیکھا تھا۔ ورنہ کل رات وہ اُسکے بہت قریب تھے لیکن دیکھا ہی نہیں کمرے میں اندھیرا جو تھا۔ کچھ وہ ڈری ہوئی تھی کیا ہو گیا ہے مجھے، جب سے اُنکو دیکھا ہے انکا چہرہ آنکھوں کے سامنے سے جا ہی نہیں رہا ہے۔ کیا میں اتنی جلدی سہیل کو بھول گئی جس کی منگ بننے کے بعد بس اُسی کے ساتھ رہنے کی قسمیں کھائی تھی۔ پھر کیسے ایک ہی رات میں اپنے

شوہر کی بننے لگی ہوں۔ یا نکاح کا رشتہ ہی اتنا پاک ہے جو ایک بیوی کو اپنے ہی شوہر کا ایک ہی رات میں وفادار بنا ڈالے۔ یہ سوچتے چھوٹی سی روشال کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ چڑھتی جوانی میں تھی لیکن سوچ سے اتنی ہی معصوم پیاری اور حوصلے والی لڑکی تھی۔ کیا وہ آج رات آئیں گے میرے پاس یہ سوچتے ہی اُس کا دل دھڑکا تھا یا پھر وہ اپنی پہلی بیوی کے پاس جائیں گے یہ سوچتے ہوئے بھی اُس کے دل میں عجیب سی الجھن ہوئی تھی۔ میں کیا سوچ رہی ہوں میں تو بس اولاد کے لیے لائی گئی ہوں کیا وہ مجھے کبھی اپنی بیوی مان پائیں گے۔

---

رات کے ۳ کا ٹائم تھا۔ روشال کمرے سے باہر نکلی نواب عالیان آج کمرے میں نہیں آئے تھے ابھی تک، ان کا انتظار کرتے کرتے یہ ٹائم ہو گیا تھا۔ کچھ دیر پہلے اماں جان کی خاص خادمہ رضوانہ بتا کر گئی تھی کہ وہ عالیان صاحب کا انتظار کریں جب تک وہ آنہ جائیں۔ کمرے میں پانی نہیں تھا روشال کو بے حد پیاس لگی تھی اس لیے اپنے سر پر اچھی طرح دوپٹہ لیتے روم سے نکلی تھی۔ وہ بڑے سے بار آندے سے گزرتی ہوئی ایک بہت عالیشان کمرے کے دروازے کے آگے



سے گزری تھی۔ جہاں سے کچھ آوازیں اُسکے کان میں پڑی تھی۔۔ وہ آواز سنتے ہی روشال رُکی تھی۔ دماغ نے چاہا وہ ناسنے پر جو آوازیں آئیں اندر سے اُن پر اُس ننھی سی دلہن کا دل ٹوٹا تھا جو شاید نہیں ٹوٹنا چاہیے تھا لیکن کیا کرتی بیشک یہ نکاح اُسکی مرضی سے نہیں ہوا تھا لیکن تھی تو وہ نواب کی بیوی ہی بیشک دوسری ہی کیوں نہ ہو۔ وہ ایک دیوار سے لگی وہ سب سننے لگی۔ تم مجھے اب ہاتھ مت لگاؤ نواب عالیان جاؤنا اپنی دوسری بیوی کے پاس جا کر آج کی رات بھی رنکین کرو۔ رباب یہ بولتے چیخی تھی نواب عالیان جو اُسکے سامنے ٹوٹے ہوئے کھڑے تھے۔ بہت محبت کرتے تھے اپنی بیوی رباب سے۔ تم نے ہی اجازت دی تھی نا اس شادی کی پھر اب یہ شور کیسا ہاں رباب۔ قریب ہوئے تھے اُس کو ہاتھ لگانا چاہا تھا۔ مت چھو ہو مجھے عالیان جن ہاتھوں سے تم اپنی دوسری بیوی اور میری سوتن کو چھو کر آئے ہو۔۔۔ پاگلوں کی طرح تڑپتی ہوئی چیخی تھی رباب۔ دوسری بیوی اور سوتن کا لفظ سنتے باہر کھڑی روشال کا دل زخمی ہوا تھا۔ میں دوسری عورت ایک سوتن۔۔۔ یہ الفاظ بولتے ہوئے بھی اُسکی زبان کانپ رہی تھی۔ سنور باب، اب تم اتنا واویلا کیوں کر رہی ہو جانتی ہونا میں نے کبھی اس

نکاح کے لیے حامی نہیں بھری تھی لیکن تم ہی آئی میرے پاس کے عالیان تم  
شادی کر لو تو پھر ایسا ریکشن کیوں۔ ہاں جانتی ہوں میں نے ہی بولا تھا تم سے ہاں  
بولنے کو لیکن تم کتنے کمزور مرد ہونا ایک رات کا انتظار ناہوا اور جا کر دوسری  
عورت سے اپنا حق لے بیٹھے۔ تمہے کل کی رات میرے پاس ہونا چاہیے تھا میرا  
غم باٹنا چاہیے تھا۔ لیکن تم تو پہلی رات ہی اپنے آپ کو روک نہ پائے اور دوسری  
بیوی کے پاس رات گزار آئے۔ اور کل رات سے اب آئے ہو میرے پاس  
بہت وعدے کیے تھے شادی سے پہلے میں تمہاری پہلی اور آخری محبت ہوں۔  
لیکن جب اولاد نہ دے سکی تو سب محبت ختم یاد دل بھر گیا میرے سے عالیان کی  
کڑک قمیض کا کولر پکڑتے چیختی تھی۔ عالیان نے اپنا کولر اُسکے ہاتھوں سے  
چھڑوایا تھا غصے سے، آنکھیں ریڈ ہو رہی تھی جیسے آگ برسا رہی ہوں۔۔ ہاتھ  
سنجھالو رہا باب تمہاری یہ بتمیزی میں برداشت نہیں کروں گا مانتا ہوں میری  
محبت ہو تم لیکن اس طرح میرا جو تم نے گریبان پکڑا ہے۔ اس سب کی معافی  
نہیں بھولو مت میں تمہارا شوہر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک نواب بھی ہوں اپنی

گر جدار آواز میں بولے۔ رباب کو ہمیشہ سے عالیان کے اسی لہجے سے ڈر لگتا تھا۔  
ایک دم وہ اُسکے سینے سے لگی روتے ہوئے۔

I am sorry Aaliyan i am sorry یہ

بولتے وہ اُنکے سینے پر اپنے لب رکھ گئی تھی۔ نہیں  
باٹ سکتی میں تم کو کسی سے یہ سب میں کیسے برداشت کروں گی تمہاری ہر رات  
میرے بنا ہو تم اسی نہیں حویلی میں ہوتے میرے کمرے میں نہ ہو بلکہ اُس  
دوسری عورت کے کمرے میں ہو کیسے۔ دے دی تھی تم کو اجازت پر اب مجھ  
سے برداشت نہیں ہو رہا ایک ہی رات میں سمجھ گئی

I can' t live without u even a second

اب بولو کیا کروں میں، عالیان خان کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھر کر بولی تھی۔ بولو  
تم اُسکے پاس نہیں جاؤ گے۔ آج میرے پاس رہو گے۔ روشال جو باہر کھڑی یہ  
سب سن کر کرچی کرچی دل کے ساتھ دیوار سے لگی تھی۔ اُسنے ایسا رشتہ کبھی نہ  
چاہا تھا لیکن شاید خدا نے یہی سب اُسکا مقرر بنا دیا تھا۔ اچھا نار و مت رباب۔ میں  
کہیں نہیں جاتا۔۔۔ تم چلے جاؤ گے عالیان میرے سونے کے بعد۔۔۔ نہیں جاتا

میں آج تمہارے پاس ہی ہوں۔۔ بولونا عالیان میرے ہونا بولو۔ ہاں ہاں میں  
تمہارا ہی ہوں وہ تو بس اولاد کے لیے۔ یہ سنتے روشال بے یقینی میں روتے ہوئے  
اپنے کمرے کی طرف بھاگی، ابھی ابھی تو شوہر کے لیے وفاداری دل میں ہلکا سا  
گھر کرنا شروع ہوئی تھی یہ سنتے اُسکا دل پتہ نہیں کیوں ٹوٹا سا تھا۔ لیکن ایک  
بات سن لو رباب۔ بہت ہی سخت اور دھیمے پر بلند آواز میں بولے۔ میں اُس کو  
کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ نواب کبھی اپنے نکاح میں آئی ہوئی عورت کو نہیں چھوڑتا  
۔ عالیان علی خان کے لہجے میں عجیب سی دھشت تھی رباب نے بس ہاں میں سر  
ہلایا تھا۔ اور کچھ بولنے کی اس ٹائم ہمت نہ ہوئی تھی۔۔۔

صبح کے ۹ کا ٹائم تھا۔ روشال ساری رات نہیں سو سکی پوری رات بس ایک ہی  
بات دماغ میں چلتی رہی۔۔۔ ہاں ہاں میں تمہارا ہی ہوں وہ تو بس اولاد کے لیے  
۔۔۔ یہ الفاظ پھر سے یاد کرتے روشال رودی تھی۔ اپنی حیثیت پتہ چل گئی تھی  
اُسکی حیثیت ہو بھی کیا سکتی تھی جو خرید کر لائی گئی ہو۔۔ نواب صاحب رات  
اُسکے پاس نہیں آئے تھے شاید ضرورت ایک رات میں ہی پوری ہو گئی

تھی۔ اپنے آنسو صاف کرتے روشال اٹھی۔۔ آئینے کے سامنے آتے اپنا دکھتا  
روپ دیکھا جو کسی کا بھی ایمان ڈگمگا دے۔ شاید یہ حسن بھی نواب جی کو اپنا نہیں  
بنا سکے گا۔ پھر ایک بیوی کا حسن کس کام کا۔ معصومیت سے سوچا تھا۔

---

سب ڈائننگ ہال میں تھے ناشتے کے لیے بی بی جان، زر بی بی، عالیان علی خان کے  
دادا جان جعفر علی خان، اور اُنکے ساتھ والی ہی کرسی پر نواب عالیان خان بیٹھے  
تھے اپنی پہلی بیوی رباب کے ساتھ دادی جان بولی۔۔ چھوٹے نواب آپکی  
دوسری بیوی کہاں ہیں اور کل رات آپ کہاں تھے دادی جان کا ایسا سوال سنتے  
عالیان خان نے اُنکی طرف دیکھا تھا رباب نے غصے سی زر بی بی کو دیکھا، جنہوں  
نے اُس کو آنکھ کے اشارے سے چپ رہنے کو بولا تھا (نواب عالیان خان نے  
رباب علوی سے محبت کی شادی کی تھی دونوں میں بس دو سال کا فرق تھا، جب  
دونوں کی شادی ہوئی تھی تب عالیان علی خان چوبیس سال کے جوان مرد تھے  
جو بس امریکہ سے اپنی ڈگری انٹرنیشنل ریلیشن میں پوری کر کے آئے تھے، اور  
رباب علوی جو اُس ٹائم بائیس سال کی لڑکی تھی وہ عالیان کی امریکہ والی خالہ کی

اکلوتی بیٹی تھی اور زرتاج بیگم کی بھانجی تھی۔۔ جب عالیان خان امریکہ گیا تعلیم پوری کرنے تب ہی اُس کو رباب پسند آگئی۔۔ عالیان کو ہمیشہ سے ایسی لائف پارٹنر چاہیے تھی جسکی سوچ آزاد ہو جو بولڈ ہو اور رباب ویسے ہی تھی۔۔ دادی جان اور دادا جان کو رباب پسند نہیں آئی تھی۔۔ لیکن اپنے پوتے کے آگے اُنہوں نے ہار مان لی۔

دونوں کی شادی کو آٹھ برس گزر گئے تھے دونوں کو اولاد نہیں ہوئی۔ آج عالیان خان بتیس سال کے بھرپور مرد تھے وہیں رباب ۲۹ سال کی تھی۔۔ بچہ نہ ہونے کی وجہ سے نواب عالیان خان کی دوسری شادی کرانے کا فیصلہ کیا گیا۔۔

)

بولو چھوٹے نواب کہاں ہے آپکی دوسری بیوی، دادی جان چائے کی سب لیتی بولی تھی، وہ جانتی تھی کل کی رات اُنکے پوتانے اپنی پہلی بیوی کے پہلو میں گزار رہی تھی لیکن وہ اُس کے منہ سے سننا چاہتی تھی۔ میں نہیں جانتا وہ کہاں ہیں۔ عالیان خان اپنا گلا صاف کرتے بولے اپنی رعب دار آواز میں، اور پھر سے اپنی ساری توجہ کھانے کی طرف کی تھی۔ رباب مسکرائی تھی۔ دادی جان کو اپنے

پوتے کی اس رویے پر بہت غصہ آیا تھا۔ ایک دم دادی جان تھوڑی اونچی آواز میں بولی تھی۔۔ رضوانہ رضوانہ۔۔ زربی بی تھوڑا ڈری تھی۔۔ کیا ہوا امی جان۔۔ عالیان اور رباب جو مصروف تھے اپنی ہی باتوں میں ناشتہ کرتے۔ رضوانہ بھاگتی ہوئی آئی تھی۔۔ کیا ہوا اماں جان۔۔ ابھی کے ابھی جا کر چھوٹی بہو کو لے کر آؤ۔ یہ سنتے نواب عالیان خان نے سنجیدگی سے دادی جان کی طرف دیکھا تھا اور رباب نے غصے سے اپنی مٹھیاں بھیچی تھی۔ کچھ ہی دیر میں روشال رضوانہ کے ساتھ ڈائننگ ہال میں تھی۔ اُس نے لال رنگ کی انارکلی فروک پہنی تھی جو بہت ہی زیادہ بھاری تھی، لائٹ سامیکپ کیا تھا ہاتھوں میں سونے کی چوڑیاں پہنی تھی۔ اس ٹائم وہ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔۔ جیسے ہی وہ آئی اونچی آواز میں اُس نے سلام کیا تھا سب کو۔۔ سب کی نظر اُس پر اٹھی تھی بس نواب عالیان کا سارا دھیاں اس ٹائم اپنی کافی پیتے اور فون پر تھا۔ رباب نے روشال کو دیکھتے ہی نفرت سے اپنے دانت پیسے تھے۔ زربی بی کو بھی وہ خاص پسند نہیں تھی بس اپنے بیٹے کی اولاد کے لیے دو لہسن بنا کر لائی تھی۔ انکا سوفٹ کارنر صرف اپنی بھانجی رباب کے لیے تھا۔

چھوٹی سی روشال جو ڈری سہمی ٹیبل کے پاس کھڑی تھی۔ سب کی آنکھوں میں  
اُس نے اپنے لیے اجنبیت سی دیکھی تھی۔ بس دادی جان کے علاوہ۔۔ روشال  
نے ہلکی سی نظر اٹھا کر اپنے شوہر کو دیکھا تھا جو کرسی پر بیٹھے کافی کاسپ لیتے فون  
میں اب کسی سے باتیں کر رہے تھے۔ نواب عالیان خان نے ایک دفعہ بھی اُسکی  
طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھا تھا یہ چیز اُسکے دل کو لگی تھی کہیں نا کہیں۔۔ بیشک یہ  
رشتہ ایک سودے کا تھا لیکن جب سے وہ نواب عالیان کے نکاح میں آئی تھی  
ایک وفادار بیوی جیسے اُنہیں اپنا شوہر ماننے لگی تھی۔ ادھر آؤ چھوٹی بہو۔۔ روشال  
دادی جان کی طرف بڑھی۔ اور اپنا سر آگے کیا۔۔ دادی جان نے اپنی نئی پوتا بہو  
کو بے شمار دعائیں دی تھی۔ جاؤ بیٹی جا کر اپنے شوہر کے پاس بیٹھو۔۔ یہ سنتے  
عالیان خان نے دادی جان کو اور پھر اپنی ماں کی طرف دیکھا تھا۔  
ماں نے اُس کو ریلیکس ہونے کو بولا تھا۔۔۔۔۔ روشال شرم حیا کی سرخی لیے اپنے  
شوہر کی طرف بڑھی تھی۔۔ جیسے پاس گئی۔۔ عالیان خان اٹھے اپنی دوسری  
بیوی روشال کو اگنور کرتے۔۔ اب روشال نواب عالیان خان کو بہت پاس سے  
دیکھ رہی تھی۔ آنسو چمکے تھے۔۔ اچھا میں چلتا ہوں ڈیرہ مجھے ضروری کام ہے



دادی جان۔ ایک نظر بھی اپنی نئی نویلی بیوی پر نہیں ڈالی اور اپنی بلیک اجرک والی  
شال جھٹکتے مین دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ روشال بس کھڑی عالیاں خان کو  
جاتا دیکھ رہی تھی، اپنی حیثیت کا اندازہ ہوا تھا۔۔۔ وہ دادی جان ہمیں بھوک  
نہیں۔ یہ بولتے اپنے روم کی طرف بڑھ گئی تھی روتی ہوئی۔ دادی جان کو بہت  
افسوس ہوا تھا معصوم سی بچی کے لیے۔

-----

رات کے ایک کاٹم تھا۔ روشال ابھی بس شاور لے کر نکلی تھی وہ کب سے  
نواب عالیاں کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔ پچھلے دو دنوں سے وہ انتظار میں تھی آخری  
دفعہ اُنکو اُس دن کھانے کی ٹیبل پر دیکھا تھا جب اُنہوں نے ایک دفعہ بھی اُس کو  
دیکھنا ضروری نہیں سمجھا تھا۔ روشال جو اس ٹائم ڈارک گرین فٹنگ والی کرتی  
میں تھی جس کا پہلا اور پچھلا گلابت ہی زدہ گہرا تھا۔ آگلی گہرائیاں پورے آب و  
تاب سے چمک رہی تھی۔۔۔ پچھلے گلے سے اُسکی دودھیا پشت نظر آرہی تھی  
جہاں سے ہلکی ہلکی اُسکی بلیک سٹرپ چمک رہی تھی۔ کمر پر گھیلے بال بکھرے  
تھے۔ اُس کے بال بھی اُسی کی طرح بہت خوبصورت تھے۔ لمبے گھنے ڈارک

براؤن رنگ کے سلکی بال تھے۔ اُس نے ہلکا سا بلش اور لپ بام اٹھا کر لگایا تھا۔  
چھوٹی تھی پر اتنا سمجھتی تھی ایک شادی شدہ عورت سچی سنوری رہتی ہے۔ کچھ  
پل روشال نے اپنے آپکو آئینہ میں دیکھا اور بیڈ کی طرف بڑھ گئی۔ کمبل ایک  
طرف کر کے بیٹھی۔ اور کمرے کو دیکھنے لگی یہ کمرہ بھی بہت شاندار تھا لیکن  
نواب عالیان خان کا اپنا ذاتی کمرہ نہیں تھا۔ اُن کے روم میں اُنکے ساتھ رباب  
رہتی تھی۔ یہ کمرہ روشال کے لیے بس تیار کیا گیا تھا۔

نہ ہماری اُنکی زندگی میں کوئی جگہ ہے ناشاید کبھی اُنکے کمرے میں ہو پائے گی۔  
آنسو گرے تھے۔ لگ رہا ہے آج کی رات بھی نہیں آئیں گے، شاید رباب بی بی  
کے پاس ہیں۔ یہ سوچتے روشال نے اپنا دوپٹہ اتار کر سائڈ رکھا تھا اور کمبل لیتے  
لیٹنے ہی لگی تھی۔ ایک دم دروازے کے ٹک کر کے لاک کھولنے کی آواز آئی  
تھی۔ وہ سنتے روشال اُٹھ کر بیٹھی تھی گھبرا کر اور اپنی معصومیت بھری آنکھوں  
سے دروازے کی طرف دیکھنے لگی۔

ایک دم دروازے کے ٹک کر کے لاک کھولنے کی آواز آئی تھی۔ وہ سنتے روشال اُٹھ کر بیٹھی تھی گھبرا کر اور اپنی معصومیت بھری آنکھوں سے دروازے کی طرف دیکھنے لگی یہ سوچتے روشال نے اپنا دوپٹہ اتار کر سائڈر کھا تھا اور کمرے کی لپٹنے ہی لگی تھی۔ ایک دم دروازے کے ٹک کر کے لاک کھولنے کی آواز آئی تھی۔ وہ سنتے روشال اُٹھ کر بیٹھی تھی گھبرا کر اور اپنی معصومیت بھری آنکھوں سے دروازے کی طرف دیکھنے لگی۔

پر جو دروازے پر کھڑا تھا اُس کو دیکھتے ہی روشال نے شرم اور حیا کی سرخی لیے گہرا سانس لیا تھا۔ کیوں کے سامنے نواب عالیان علی خان اپنی مغرور پر سنالٹی کے ساتھ کھڑے تھے روشال ایک دم اُٹھ کر کھڑی ہوئی تھی دوپٹہ بیڈ پر ہی پڑا تھا۔ نظریں جھکی ہوئی تھی۔ شرم و حیا سے گال لال ہو رہے تھے۔ ایک تو اُسکا شوہر سامنے تھا اوپر سے جلدی اور گھبراہٹ میں اُس نے سینے پر دوپٹہ بھی نہیں ڈالا تھا۔ اب وہ اپنا دھتاروپ لے کر نواب صاحب کے سامنے کھڑی تھی۔ ہاتھوں میں ہلکی ہلکی سی لرزہٹ تھی نواب صاحب کمرے میں داخل ہوتے اپنی کم عمر بیوی پر استحقاق بھری نظریں ڈالتے صوفہ کی طرف بڑھے۔

عالیان خان کی گہری نظریں ابھی تک پورے حق سے اپنی نئی نویلی بیوی پر تھی۔۔ وہ صوفہ کی طرف بڑھے ایک ہاتھ سے اپنی شال اتار کر صوفہ پر پھینکی ابھی تک نظریں اپنی بیوی کی ناز کی پر تھی۔ روشال نے ہلکی سی نظریں اٹھا کر اُنکو دیکھا لیکن جیسے دیکھا اُسکا دل دھڑکا تھا۔۔ نواب صاحب اُسکو بہت ہی زیادہ گہری نظروں سے دیکھتے اب اپنے کرتا کے بٹن کھول رہے تھے۔ اب وہ بٹن کھولتے رو شال کی طرف بڑھے تھے۔ نواب صاحب کو اپنی طرف آتا دیکھتے رو شال نہ محسوس انداز میں پیچھے کی جانب بڑھی تھی۔۔۔ اور پیچھے ہوتی اُس سے پہلے ہی عالیان خان اُسکی کمر پر ہاتھ رکھ کر اپنی طرف کھینچ چکا تھا۔۔۔ روشال کٹی ڈال کی طرح اُنکے چٹانی سینے سے لگی تھی۔۔ نواب عالیان خان نے بھرپور اُس کی ناز کی محسوس کی تھی۔۔ روشال کا دل دھڑک رہا تھا۔۔۔ اب وہ اُنکے احسار میں سرخ گلاب بنی ایک مجسمہ کی طرح کھڑی تھی۔ نواب صاحب جو برے استحقاق اور خمار بھری نظروں سے اُسکا اوپر سے نیچے تک معائنہ کر رہے تھے۔۔ اُنکی نظریں روشال کی ناز کی پر تھی جو فٹنگ والی کرتی میں چھلک چھلک کر باہر آرہی تھی۔۔۔ گہرائیوں پر تھی۔ اب نظر اُسکی گلے سے نظر آتی

نظر اوپر سے ہوتی ہوئی اُسکے ہاتھوں پر اٹکی تھی۔ جن پر نواب عالیان خان کے نام کی مہندی لگی ہوئی تھی اوپر سے لال کانچ کی چوڑیاں جو روشال کے ہاتھوں کو اور زیادہ خوبصورت بنا رہی تھی۔ نواب عالیان خان نے اُسکی تھوڑی سے پکڑ کر چہرہ اوپر کیا۔ اپنی دمدار گہری آواز میں بولے۔۔ اوپر دیکھو میری آنکھوں میں۔۔ اُسی پل روشال نے نظریں اٹھا کر اُنکی آنکھوں میں دیکھا تھا۔ نواب عالیان کے ہاتھ جو اپنی گستاخیاں کر رہے تھے پورے حق سے۔۔ ایک ہاتھ بے باکی سے اُسکی کمر پر ریختا قمیض کی پچھلی زپ پر گیا تھا۔ اور ایک ہاتھ جو اُنہوں نے پورے حق سے اُسکی ایک ناز کی پر رکھا تھا۔ روشال جو سسک پڑی تھی۔ اتنے ہی دیر میں نواب عالیان روشال کی بیک زپ کھول چکے تھے۔ اتنے ہی دیر میں نواب عالیان جو روشال کی بیک زپ کھول چکے تھے۔۔ یہ محسوس کرتے روشال جھکی تھی۔ روشال کی نظر نواب لاپنے آپ میں سمٹی سی تھی۔ اور زیادہ پلکیں عالیان خان کی برہنہ سینے پر تھی جو کسرتی ہونے کی وجہ سے اور زیادہ چوڑا لگ رہا تھا۔ نواب عالیان خان اُسکے چہرے پر جھکتے بولے۔۔۔ اُنکی تپش زدہ سانسیں روشال کے چہرے پر آرہیں تھیں۔۔ خمار زدہ آواز میں نواب عالیان بولے۔۔

جاؤ جا کر بستر پر لیٹھو۔۔۔ یہ سنتے روشال کی سانسیں تیز ہوئی تھیں۔۔۔ وہ شاید نواب صاحب کا مطلب سمجھ گئی تھی۔۔۔ اور زیادہ پاس ہوئے۔۔۔ ایک اور بات سنو!!! بستر پر جانے سے پہلے یہ چوڑیاں اتار دو ورنہ میں نے شادی کی رات کی طرح توڑ دینی ہیں۔ آنکھوں میں بے پناہ سرخی اور خمار لیے بولے تھے۔۔۔ تو توڑ دیں۔ یہ بھی تو آپ کے لیے ہی پہنی ہیں۔۔۔ بہت ہی زیادہ مٹھاس اور دھیمے لہجے میں بولی روشال۔۔۔۔۔ یہ سنتے نواب عالیان خان چپ ہوئے تھے اور زدہ استحقاق سے اپنی دوسری بیوی کو دیکھا تھا۔۔۔ جو اپنی تمام رعنائیوں سمیت بیڈ پر بیٹھی تھی۔ اب روشال اپنی بھگی اور معصوم بلیو آنکھوں سے اپنے نواب جا کر کو دیکھ رہی تھی۔

روشال کا بے پناہ حسن دیکھتے نواب عالیان جو ایک مضبوط اعصاب کے مالک تھے بہکے تھے اور اگلے ہی پل نواب عالیان خان اپنی بیوی روشال کے اوپر تھے۔ آہستہ آہستہ نواب عالیان نے مخملی کمبل کے اندر دونوں کے درمیان سارے پردے گرائے اور روشال کے پنکھڑیوں جیسے لبوں کو اپنی گرفت میں لیتے عالیان خان نے ایک ہاتھ کی بے باکی دکھاتے روشال کا نازک سا کالا پردہ

بھی ہٹایا تھا۔ روشال نے سسکتے ہوئے ایک دم نواب عالیان کا ہاتھ پکڑا تھا۔ جسکو وہ ایک سیکنڈ میں پکڑ گئے تھے اور اُسکی نازک کلائیوں کو اپنی گرفت میں لیتے تکیوں پر پن کیا تھا۔۔۔ اور آنکھوں میں سرخی لیے نواب عالیان غرایا تھا۔۔۔ اب میرے ہاتھ مت پکڑنا اپنی قربت میں برداشت نہیں کرتا، تم میری کسی چیز کو پکڑ کر مجھے روکو۔۔۔ سنا تم نے۔۔۔ روشال اپنی بلیو آنکھوں میں اُس نے ہاں میں موٹے موٹے آنسو لاتے نواب عالیان کی آنکھوں میں دیکھتے سر ہلایا تھا۔۔۔ ایک ہی رات کی قربت میں وہ اتنا توجان گئی تھی نواب صاحب قربت کے لمحات میں بس اپنی کرتے ہیں۔ کچھ ہی لمہوں بعد جیسے جیسے رات ٹھنڈی ہو رہی تھی۔۔۔ کمرے میں روشال کی سسکیاں گونج رہی تھیں۔ پورا کمرہ نواب عالیان کی شدت سے لرز رہا تھا۔ نواب عالیان خان روشال کے پورے جسم پر پورے حق سے اپنا حق جتا رہے تھے۔ اُسکے جسم کی ہر گہرائی کو بہت ہی زیادہ حق سے چھو رہے تھے۔ پورا کمرہ عالیان خان کی بے رحم شدت سے لرز رہا تھا۔ چھوٹی سی روشال جس نے تکیوں کو کس کر پکڑا تھا۔ نواب صاحب کی شدت اُسکے جسم اور نازک حصّوں پر بہت زیادہ تھی۔ جو چھوٹی سی روشال کے

لیے سہنا نہ ممکن تھا لیکن وہ اُنکی بیوی تھی اُنکی شدتوں کو اُسی نے تو سہنا تھا۔ اس لیے وہ بار بار سسک کر عالیان خان کو لپٹ رہی تھی۔ رات کے تیسرے پہر کا ٹائم تھا۔ باہر جتنی ٹھنڈ تھی اتنی ہی کمرے میں نواب عالیان خان اور روشال پسینے میں ڈوبے تھے۔ روشال کے جسم کی آگ اور زیادہ نواب عالیان کو بے خود بنا رہی تھی وہ پچھلے چار گھنٹوں سے روشال کی روح میں اترے ہوئے تھے وہ ان سرور بھرے لمہوں کا پورا لطف اٹھا رہے تھے۔ عالیان علی خان لذت کی انتہا پر تھے۔

آج انکا جسم دماغ اور دل اس بات کا اقرار کر گیا تھا۔ اُنکے نیچے لیٹھی ہوئی یہ چھوٹی سی لڑکی کا بدن اپنے آپ میں ایک تباہی ہے۔ جو سکون اور لذت اُسکا بدن نواب صاحب کو دے گیا تھا شاید ہی ایسے لمحے اُنہوں نے پہلے کبھی محسوس کیے ہوں۔ پوری رات گزر گئی تھی، ابھی تک نواب صاحب نے روشال کو نہیں چھوڑا تھا ابھی بھی وہ اُسکی روح اور تنگ گہرائیوں میں اترے ہوئے تھے۔ ستر اسال کی روشال کے لیے اتنی شدت برداشت کرنا مشکل ہوا تھا۔ لیکن اُس کی آج بھی ایک بات یاد تھی اپنی خالہ کی بولی ہوئی، کبھی اپنے شوہر کو قربت کے لمحات میں



جھٹکنا مت جتنا وہ تمہاری قربت کا دیوانہ ہو گا اتنا ہی وہ تمہارے پیچھے پاگل ہو گا۔  
پوری رات روشال نے عالیان خان کا پورا ساتھ دیا جیسے جیسے اُنہوں نے اُس کو  
چھونا چاہا، اُسکی گہرائیوں میں اُترنا چاہا، اُس نے ایک لمحے کے لیے بھی اُنکو نہیں  
روکا۔ قربت کے لمحات میں اُسکے ہاتھ نواب عالیان کی کمر اور بالوں میں بس  
رینگتے رہیں۔ کہیں نہ کہیں آج اُس نے پوری طرح اپنے شوہر نواب عالیان کو اپنا  
شوہر اور اپنے آپکو بس اُنکی دوسری بیوی جس نے اُنہیں انکا بس وارث دینا ہے  
، قبول کر لیا تھا اپنی قسمت کو ننھی روشال نے۔ صبح کے پانچ کاٹائم ہو رہا تھا ابھی  
تک نواب عالیان نے روشال کو نہیں چھوڑا تھا اب وہ اُسکی دھڑکنوں کے مقام پر  
اپنی زبان لگا رہے تھے اور وہاں اپنی شدت کے رنگ بکھیر رہے تھے۔ روشال  
جو شرم سے سرخ ہو رہی تھی وہ پوری بے پردہ نواب عالیان خان نیچے تھی اور  
جیسے چاہ رہے تھے ویسے اُسکے جسم کو اپنا بنا رہے تھے۔

اب پھر سے وہ اپنا ہاتھ اُسکی نیچے کی گہرائی میں لے جاتے، وہاں اپنی انگلیاں مسلتے  
ہلکا سا پیچھے ہوتے بے دردی سے روشال کے جسم کا حصہ بنے تھے۔ روشال کی  
چیخ نکلی تھی، جسکو عالیان خان اپنے لبوں میں ہی گھونٹ گئے تھے۔۔۔ آدھے

گھنٹے بعد بہت اونچی آواز میں نواب عالیان کا فون بجا تھا۔ وہ بد مزہ ہوتے پیچھے ہوئے۔ روشال جس نے گہری سانسیں لی تھیں۔ فون اٹھایا عالیان خان نے اور کان سے لگاتے سننے لگے ساتھ ساتھ وہ پھر سے اُسکی نچلی گہرائی میں اتر کر اپنے عمل میں تیزی لائے۔ تیز تیز سانسوں کے ساتھ بولے۔۔ ہم آ رہا ہوں رباب، یہ بولتے روشال کے اوپر سے اٹھتے سائڈ پر ہوتے تکیہ پر گرے تھے۔ روشال جو اب نواب صاحب کو دیکھ رہی تھی جو بے پناہ اپنے چہرے پر سنجیدگی لیے رباب کو بول رہے تھے۔ آ رہا ہوں رباب۔۔۔ یہ سنتے روشال کی ہیزل بلیو آنکھیں پتہ نہیں کیوں انکا اُنکی پہلی بیوی کا فون شدت سے بھیگی تھیں۔ ان لمحات میں سننا اچھا نہیں لگا تھا۔ نواب عالیان خان نے سیدھے ہوتے نیچے سے اٹھا کر اپنا ٹراؤزر پہنا تھا اور پھر کرتا پہنتے بٹن لگانے لگے۔ ایک دم عالیان خان نے روشال کی طرف دیکھا۔ اُس نے حیا سے اپنی نظریں جھکائی تھیں۔۔ میں جا رہا ہوں کپڑے پہن لو۔ یہ سنتے فوراً اُس نے اپنے آپ پر کمبل لپیٹا تھا۔ اب کی بار اُنہوں نے ایک نظر بھی روشال کو نہیں دیکھا فون پکڑا اور روم سے باہر نکل گئے۔۔

روشال جو کبیل کو اپنے سینے پر کس کر پکڑ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ شاید  
میں ایک دوسری عورت ہی رہ جاؤں گی، بے حد روتے ہوئے روشال بولی تھی۔

-----

صبح کے آٹھ کا وقت تھا۔ روشال برآمدے سے ہوتی ہوئی باورچی خانہ کی طرف  
جاتی تھی۔ ایک دم باورچی خانہ کے دروازے پر رُکی اور جو باتیں سنی اُسکے بعد  
روشال کو یقین آگیا تھا اُسکا وجود نواب عالیان خان کے لیے کوئی معائنہ نہیں  
رکھتا۔

شمسہ۔۔۔ باب بی بی اور نواب صاحب کا ناشتہ نہیں بنانا وہ ایک ہفتہ کے لیے  
لاہور گئے ہیں باب بی بی کے ساتھ، سکینہ بولی۔ جانتی ہے نہ پاگل ہیں نواب  
صاحب باب بیگم کے لیے، میں نے سوچا تھا اپنی چھوٹی خوبصورت دوسری  
بیوی کے ساتھ ہنی مون پر جائیں گے لیکن وہ تو باب بی بی کے ساتھ ہنی مون پر  
نکل گئے۔ یہ بولتے سکینہ کا قہقہہ چھوٹا تھا۔۔۔ روشال جسکا دل اس بات پر ایک  
بار پھر ٹوٹا تھا۔ کیا مقام تھا اُس چھوٹی سی جوان لڑکی کا آج حویلی کی نوکریاں اُسکا  
مذاق اڑا رہی تھی۔

-----

ایسے ہی ایک نہیں دو ہفتے گزر گئے تھے نواب عالیان رباب کے ساتھ لاہور میں  
ہی تھے۔۔ ان دو ہفتوں میں روشال کو اپنی اہمیت کا احساس ہوا تھا کہ وہ اپنے  
شوہر کے لیے کوئی معائنہ نہیں رکھتی۔۔

ایسے ہی ایک نہیں دو ہفتے گزر گئے تھے نواب عالیان رباب کے ساتھ لاہور میں  
ہی تھے۔ ان دو ہفتوں میں روشال کو اپنی اہمیت کا احساس ہوا تھا وہ اپنے شوہر کے  
لیے کوئی معائنہ نہیں رکھتی۔ صبح کے اکاٹائم تھا۔ روشال اپنے کمرے سے نکل  
کر ہال کی طرف بڑھی، اس وقت وہ چوری دار پاجامہ اوپر انارکلی نارنجی رنگ کی  
بہت ہی زیادہ خوبصورت فروک پہنی ہوئی تھی، سر پر کا مدار دوپٹہ ہیوی لیا ہوا تھا  
، ہلکا سا میکپ کیا ہوا تھا ہاتھ مہندی سے سجے تھے۔۔ وہ ہال کی طرف بڑھ رہی  
تھی آنکھوں میں روشال کے ہلکی سی نمی تھی۔ چھوٹی سی روشال جس کا چہرہ جتنا  
معصوم تھا اُس سے زیادہ وہ معصوم تھی۔ کوئی بھی اُسکی معصومیت دیکھ کر اُسکا

اسیر ہو جاتا تھا اُسکے گاؤں میں، اس لیے اُسکی ماں اُس کو بہت چھپا کر رکھتی تھی۔  
کی نند وہ اپنا دوپٹہ ٹھیک کرتی ہال میں آئی تھی جہاں زر بیگم اپنی بیٹی روشال  
زینب کے ساتھ بیٹھی باتیں کر رہی تھیں۔ روشال سلام کرتی ہوئی آئی تھی۔ زر  
بیگم اور زینب نے اُس گڑیاسی لڑکی کی طرف دیکھنا بھی ضروری نہیں سمجھا۔ یہ  
دیکھتے روشال کی آنکھیں شدت سے بھیگی تھیں۔ وہ وہاں سے بھاگتی ہوئی پول  
سائڈ آئی تھی۔ آج کل یہی جگہ اُسکی پناہ گاہ تھی۔ وہ اپنی آنکھوں کو بے دردی  
سے رگڑتے پول کے کنارے پر بیٹھی تھی اپنے پاؤں ڈال کر۔

کیا وجود ہے میرا یہاں، دو ہفتوں سے زیادہ ہو گیا ہے اُنکو گئے ہوئے۔۔ کیا نواب  
جی نے مجھ سے شادی بس جسمانی رشتہ بنا کر وارث حاصل کرنے کے لیے کی  
تھی۔ ہاں پاگل روشال اُنہوں نے تجھ سے اسی مقصد کے لیے تو شادی کی ہے  
۔۔ بھول گئی کیا۔۔ اپنے سر پر ہاتھ مارتے ہنستے ہوئے رودی تھی کیا میری قسمت  
یہی ہے کیا ایک دوسری بیوی کو اپنے شوہر سے وہ مقام، عزت اور پیار نہیں مل  
سکتا کیا کبھی، مانتی ہوں میں ایک ان چاہی عورت ہوں نواب جی کی زندگی میں، پر  
میں بھی ایک انسان ہوں درد ہوتا ہے، شوہر ہیں میرے نہیں دیکھ پارہی یہ سب

اگر وہ اپنی پہلی بیوی کو وقت دے سکتے ہیں، کیا میں کچھ پل اُنکے ساتھ نہیں گزار سکتی۔ یہ بولتے بولتے روشال رو دی تھی۔

پچھلے دو ہفتے میں روشال کو اُس کی حیثیت پتہ چل گئی تھی۔ ان ہفتوں میں بس ایک دادی جان نے ہی اُس کو پوچھا تھا اور روشال کو یہ بھی بتایا تھا ایک شوہر کو کیسے اپنے قریب کھینچا جاتا ہے۔۔ دادی جان کے علاوہ گھر کے کسی فرد یہاں تک کے ملازموں نے بھی اُس کو نہیں پوچھا تھا۔ ایک عورت کی سسرال میں حیثیت اور مرتبہ تب ہی ہوتا ہے جب اُسکا شوہر سب کے سامنے اُس کو عزت اور حق دیتا ہو۔ روشال نے چاند کی طرف دیکھا تھا۔ اور شکوہ کیا اپنی معصوم آواز میں۔ ایک چاند ہی تھا جو اُسکی روز باتیں سنتا تھا۔ کیسے وہ رباب بی بی کے ساتھ راتیں گزار رہے ہیں۔ کیا اُنکو ایک پل یہ یاد نہیں آتا اُن کی ایک اور بیوی ہے جس کا بھی اُن پر حق ہے۔۔ ایسے تنہا وہ مجھے چھوڑ گئے کیا میں وارث دینے کے علاوہ اُنکی کچھ نہیں۔ وہ دوراتیں جو نواب جی نے میری قربت میں گزاری کیا ایک پل کے لیے اُن کو یہ احساس نہیں ہوا کہ میں بھی اُنکی بیوی ہوں۔ لیکن مجھے ان ہفتوں میں اتنا پتہ چل گیا، جو دوراتیں میں نے اُنکی قربت میں گزاری وہ

میرے جسم کو کہیں نا کہیں انکا عادی کر گئی ہیں۔۔ پتہ نہیں میں کیا بول رہی ہوں  
لیکن یہ دل اپنے شوہر کا اسیر ہوتا جا رہا ہے، بنا اُنکو جانے اُنکو سمجھے۔

-----

روشال اپنے کمرے میں اپنی الماری ٹھیک کر رہی تھی۔ رضوانہ آئی۔۔ چھوٹی بی  
بی۔۔ ہاں بولوروشال اپنا کالا دوپٹہ سر پر لیتے بولی۔ وہ نا اماں جان نے بولا ہے،  
آج سب دو دن کے لیے ملتان جا رہے ہیں تو بس آپ اور میں ہی حویلی میں ہوں  
گے۔ اور آپ تو جانتی ہیں نواب صاحب بھی حویلی نہیں ہیں وہ رباب بی بی کے  
ساتھ گئے ہوئے ہیں تین ہفتے ہونے کو آئے ہیں۔

ہمم ٹھیک ہے تم جاؤ، روشال مزید اُسکی بات کاٹتے بولی تھی۔ اچھا نہیں لگا تھا  
نواب جی کی یہ بات سننا وہ پچھلے ۳ ہفتوں سے اپنی پہلی بیگم کے ساتھ ہیں۔

-----

رات کے ۱۱ کا ٹائم تھا۔ روشال آج پوری حویلی میں شام سے اکیلی تھی، بس میں  
گیٹس پر گارڈز کھڑے تھے۔ رضوانہ کے بچے کی طبیعت خراب ہو گئی تھی جسکی  
وجہ سے وہ ابھی ابھی گھر گئی تھی روشال سے اجازت لے کر۔۔ روشال جو اس

ٹائم سمپل سی وائٹ کرتی میں تھی، جسکا اگلا اور پچھلا گلا بہت ہی زیادہ گہرا تھا جس میں اُسکی گہرائیاں نظر آرہی تھیں۔ قمیض بہت ہی زیادہ فٹنگ میں بھی تھی۔ اوپر ریڈ نیٹ کا دوپٹہ لیا ہوا تھا جو اُس نے اس ٹائم اپنے گلے میں ڈالا ہوا تھا۔ پتہ نہیں کیا ہو رہا ہے مجھے، روشال نواب جی کے فوٹو فریم کے پاس گئی تھی۔ سائڈ ٹیبل سے اٹھایا اور دیکھنے لگی۔ کہاں ہیں آپ، پتہ نہیں کیوں آپ بہت یاد آرہے ہیں، پتہ نہیں کیوں دل کر رہا ہے آپ میرے سامنے ہوں اور میں آپکی باہوں میں سما جاؤں، آج نایہ حویلی کا ٹننے کو دوڑ رہی ہے۔ یہ بولتے روشال کے آنسو اُسکے رخسار بھگور رہے تھے۔ ایک دم اُس کو بالکونی کی طرف سے کانچ ٹوٹنے کی آواز آئی۔

وہ آواز سنتے روشال کی سانسیں رُکی سی تھیں۔ کون ہے بالکونی میں۔۔ اٹکتی ہوئی سانسوں کے ساتھ بولی تھی۔ ایک تو وہ بالکل اکیلی اور اوپر سے کانچ کی آواز آنا۔ اتنے میں کمرے کا دروازہ بجا تھا۔ اس ٹائم کون ہے، روشال خوفزدہ لہجے میں بولی۔ وہ لرزتی ہوئی دروازے کی طرف بڑھی اور رکتی سانسوں کے ساتھ دروازہ کھولا تھا۔ پر جو انسان سامنے کھڑا تھا اُس کو دیکھتے سانسیں اور زیادہ تیز



ہوئی تھیں۔ روشال کے سامنے اُسکا ستمگر شوہر نواب عالیان علی خان اپنی دم دار  
اور شاندار پرسنلٹی کے ساتھ کھڑے تھے۔ روشال اُنکو دیکھتے ہی عالیان خان  
کے سینے سے لگی تھی۔ اور سینے سے لگتے ہی پھوٹ پھوٹ کر رودی تھی۔ ایک  
دم روشال کا سینے سے لگنا نواب عالیان کو حیران کر گیا تھا۔ وہ بس اُس کو اپنے  
سینے سے لگائے کھڑے تھے۔ روشال کی بے ترتیب دھڑکنوں کا شور خود کے  
رہا تھا۔ نواب جی آپ آگئے نواب جی۔۔ اتنے پیارے سینے میں بجتا محسوس ہو  
انداز میں بولی تھی روتے ہوئے اُنکے چٹانی سینے سے لیٹی ہوئی۔۔۔ روشال کا  
نواب جی کہنا معصوم انداز میں نواب عالیان کے دل کو لگا تھا۔ روشال جو رو رہی  
تھی اب اُس کے اپنی دونوں مٹھیوں میں اُنکی شال جکڑی ہوئی تھی۔ نواب  
عالیان خان جو اس وقت بلیک شلوار قمیض میں تھے اوپر بلیک ہی شال کندھوں پر  
ڈالی تھی۔ نواب عالیان نے اپنا ایک ہاتھ اُسکی کمر پر رکھا تھا۔ اور ہلکے سے وہاں  
رب کیا۔۔ شش بس اب رونا بند کرو اتنا سا بولتے ہوئے روشال کو پیچھے کیا تھا  
روشال جو اب نظریں جھکائے کھڑی تھی اور اپنے دوپٹے سے ہی اپنے آنسو صاف  
کرتے بار بار بچوں کی طرح ناک صاف کر رہی تھی۔۔۔ نواب صاحب کو اُسکی یہ

حرکت بری لگی تھی۔۔ پاس ہوئے اور اُسکا ہاتھ پکڑ کر نیچے کیا۔ روشال جو اُنکی بہت زیادہ نزدیکی پر اپنے آپ میں سمٹی سی تھی نواب عالیان کے جسم کی خوشبو اُسکے حواس باختہ کر رہی تھی۔۔ مت کیا کرو یہ۔۔ بس اتنا سا بول کر نواب عالیان اب مت کیا کرو یہ۔۔ بس اتنا سا بول کر نواب عالیان اب بہت ہی زیادہ گہری اور استحقاق بھری نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ وائٹ قمیض جس پر ریڈ نیٹ کا دوپٹہ تھا جو چھوٹی سی روشال کے حسن کو کہیں زیادہ کر گیا تھا۔ اب نظر روشال کے نشیب و فراز پر تھی۔ روشال کو اچھی طرح اوپر سے نیچھے دیکھتے نواب عالیان اُسکے بہت زیادہ قریب ہوئے تھے۔

اور پورے حق سے پھر سے روشال کی نازک کمر پر ہاتھ رکھ کر اُس کو پھر سے اپنے سینے سے لگایا تھا۔ اور اُسکی ناز کی اپنے کسرتی سینے سے مسلی تھی۔ ایک دم لائٹ بند ہوئی تھی حویلی کی باہر بہت ہی تیز طوفان آیا ہوا تھا تیز بارش شروع ہو گئی تھی۔ تیز ہواؤں کی وجہ سے کمرے کی کھڑکیاں بج رہی تھی۔ ایک دم بجلی گری بالکونی کی ایک طرف جس سے کھڑکی ٹوٹی تھی اور کرچیاں اندر کی طرف

آئیں تھی۔ روشال جو اندھیرے کے خوف سے اور زیادہ نواب عالیان خان کے سینے میں سمائی تھی ڈر کر۔

نواب عالیان نے روشال کی کمر کو اور زیادہ مضبوطی سے پکڑا تھا۔ بجلی کے کڑکنے سے اور اندھیرا ہونے کی وجہ سے ایک دم روشال پیچھے ہوئی تھی چیختی ہوئی۔  
نواب جی نواب جی۔ ایک دم کھڑکی کا ٹوٹا ہوا کاج اُس کے پاؤں میں لگا تھا۔  
ایک دم روشال روتے ہوئے سیسکی تھی۔۔۔ ماں۔۔۔ بچہ کتنا ہی بڑا ہو جائے  
جب جب اُس کو تکلیف ہوتی ہے وہ اپنی ماں کو یاد کرتا ہے۔

---

کیا ہوا ہے بچہ، ابھی یہ بولا ہی تھا عالیان خان نے حویلی کی لائٹس آن ہوئی تھیں  
۔ اپنے شوہر کے منہ سے بچہ لفظ سنتے روشال کی ہیزل بلیو آنکھوں میں موٹے  
موٹے آنسو ٹپکے تھے، اس ٹائم اُس کو اپنی ماں کی یاد شدت سے آرہی تو اور نواب  
جی کا بچہ بولنا اُس کو اور زیادہ اپنی ماں کی یاد دلا گیا تھا۔ پر بچہ بولنا نواب عالیان کا  
اُس کو بہت اچھا لگا تھا۔ اب وہ اپنی موٹی موٹی پیاری ہیزل بلیو آنکھوں سے اپنے

نواب جی کو دیکھ رہی تھی جو اپنے چہرے پر بے شمار ٹینشن لیے اپنی چھوٹی سی بیوی کو دیکھ رہے تھے۔۔۔ کیا ہوا ہے بچہ آپکو کہیں لگی کیا ٹھیک ہونہ تم۔

بولو، نواب عالیان سنجیدگی سے بولے۔۔ اُسکے جسم کو اچھی طرح دیکھتے ایک دم اُنکی نظر اُسکے پاؤں پر گئی جہاں کانچ لگنے کی وجہ سے خون نکل رہا تھا۔۔۔ پھر ایسا ہوا جو شاید ہو نواب خاندان میں پہلے کبھی ہوا ہو۔ نواب جو کبھی کسی کے قدموں میں نہیں بیٹھتے اور نواب عالیان علی خان جنگی حویلی کے در و دیوار بھی اتنے اونچے تھے کہ اُن کو جھکنا نہ پڑے۔ لیکن وہی نواب عالیان آج اپنی چھوٹی سی بیوی کے پاؤں پر کانچ لگا دیکھ کر قدموں کے بل بیٹھے اُسکا پاؤں اپنے ہاتھوں میں لے گئے تھے۔ یہ سب دیکھتے چھوٹی سی روشال نے فوراً بولا۔۔ نواب جی مت کریں میں بالکل ٹھیک ہوں، درد کی شدت میں تھی پر اپنے شوہر کا اُس کے قدموں میں بیٹھنا اچھا نہیں لگا تھا۔ ننھی سی روشال کو پتہ تھا شوہر مجازی خدا ہوتا ہے۔ اُس کی عزت اور احترام سر آنکھوں پر ہوتی ہے۔

خاموش رہو تم مجھے دیکھنے دو۔ اُسکا پاؤں پکڑ کر کانچ نکالا تھا، روشال نے روتے سسکتے نواب عالیان کا کندھا سختی سے پکڑا تھا۔ بس ہو گیارہ یلیکس روشال جواب

بھگی آنکھوں سے اپنے شوہر کو دیکھ رہی تھی جو اپنی شال سے اُسکے پاؤں پر لگا  
خون صاف کر رہے تھے۔ نواب عالیان علی خان کا یہ انداز سب سے الگ تھا جو  
شائد ہی کسی نے دیکھا ہو۔ اٹھے،،، رو شال کو اپنی باہوں میں اٹھایا برائیڈل  
سٹائل میں اور لے کر بستر کی طرف بڑھے۔ نواب عالیان کا اتنا قریب ہونا رو شا  
ل کے جسم کو آگ کی بھٹی کی طرح گرم کر گیا تھا انکی الگ سی خوشگوار خوشبو رو شا  
ل کے حواس پر سوار ہو رہی تھی۔ صرف دو دفعہ ہی رو شال نے نواب عالیان کی  
قربت سہی تھی لیکن لیکن یہ قربت چھوٹی سی رو شال کو نواب عالیان کا عادی سا  
کر گئی تھی۔ اُس ٹائم بھی اُنکے بہت قریب ہو کر رو شال کا جسم آگ کی طرح  
گرم ہو رہا تھا لیکن رو شال کو خود ہی سمجھ نہیں آ رہا تھا اُسکے ساتھ ہو کیا رہا ہے۔  
کچھ دیر بعد دونوں بیڈ پر ہی تھے، نواب عالیان رو شال کے پاؤں کی پٹی کر کے  
پیچھے ہوئے تھے اس بیچ رو شال نے ایک بار بھی اپنی نظر نواب صاحب پر سے  
نہیں ہٹائی تھی۔

نواب عالیان اُس کو گہری نظر سے دیکھتے اٹھنے لگے۔ ایک دم رو شال نے آگے  
ہوتے نواب صاحب کا ہاتھ پکڑا تھا۔۔۔ عالیان نے آنکھ سے ہی رو شال سے

پوچھا کیا ہوا ہے۔۔ وہ آپ کہاں جا رہے ہیں معصومیت سے روشمال بولی تھی  
روشمال وہ میں مام کو بلانے جا رہا ہوں۔۔۔ ہم وہ گھر پر کوئی نہیں ہے نواب جی۔  
معصوم آنکھوں میں آنسو ٹپکنے سے روکتے ہوئے بولی تھی روشمال کیا مطلب گھر  
پر کوئی نہیں ہے؟ حیرانی سے پوچھا تھا آنکھوں میں سرخی چھائی تھی۔ جی.. گھر  
پچھلے ۲ دن سے، میں اکیلی تھی رضوانہ باجی کے ساتھ، پر وہ بھی آج چلی گئیں، یہ  
سب بول کر روشمال نے اپنی نظر جھکائی تھی۔

نواب عالیان نے غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچی تھی، شدید غصہ آیا تھا اپنے گھر  
والوں پر، کیسے وہ اُنکی جوان بیوی کو حویلی اکیلا چھوڑ گئے، نواب عالیان کی غیرت  
کو یہ سب گوارہ نہیں ہوا تھا۔ نواب عالیان فون ملاتے غصے سے دروازے کی  
طرف بڑھے آج انکا اپنی مام سے اُس بارے میں سوال کرنے کا ارادہ تھا کیسے وہ  
اُنکی کم عمر بیوی کو چھوڑ کر جاسکتی ہیں۔

جاہی رہے تھے، روشمال نے روتے ہوئے آواز لگائی نواب جی۔ اُس کی روتی ہوئی  
آواز سن کر نواب عالیان ر کے تھے۔ آنکھ سے ہی بولے کیا ہوا۔۔

روشال اپنے دوپٹہ سے کیوٹلی اپنی ناک صاف کرتے بولی جو رو کر سرخ ہوئی تھی۔ آپ نہ جائے نہ۔۔ مجھے ڈر لگتا ہے اکیلے۔ یہ سنتے عالیاں خان روشال کو گہری نگاہ سے دیکھتے بیڈ کے پاس آئے اور اُس کو اپنی نظروں کے احصار میں رکھتے اپنا کرتا اتار اتھا روشال یہ دیکھتے نظر جھکا گئی تھی پہلے ہی اُس کا جسم دھک رہا تھا اوپر سے عالیاں خان کا اس طرح کرتا اتارنا، جس میں انکا چوڑا کسرتی جسم بہت ہی زیادہ پرکشش لگ رہا تھا۔۔

روشال کا نظریں ہٹانا محال ہوا تھا۔ اپنا کرتا اتار کر کمبل لیتے نواب عالیاں خان اپنی جگہ لیٹھے تھے۔ روشال جو اپنے نواب جی کو ہی دیکھی جا رہی تھی جو تکیہ پر ایک ہاتھ اپنے سر کے نیچھے کر کے لیٹھے تھے۔

روشال جو نواب صاحب کو بھیگی آنکھوں سے دیکھی جا رہی تھی کتنے ہفتوں بعد وہ اس طرح اُس کے بہت قریب تھے۔۔ نواب عالیاں خان جو آنکھیں بند کر کے لیٹے ہوئے تھے۔ ایک دم بولے!! سو جاؤ بہت رات ہو گئی ہے، ایک نظر

روشال کو دیکھا اور اُسکی طرف سے رخ موڑ کر اپنا ایک ہاتھ آنکھوں پر رکھ کر  
سونے کی کوشش کرنے لگے۔۔ نواب صاحب کا اُس طرح رخ موڑ کر سونا روشا  
ل کو کانٹوں پر بیٹھا گیا تھا، پر اس وقت یہی خوشی کافی تھی وہ اُسکے ساتھ ایک ہی  
بستر پر تھے۔۔

کچھ دیر بعد عالیان خان نے روشال کی طرف رخ کیا، جو دبی دبی سسکیوں سے  
کب سے روئے جا رہی تھی۔۔ کیا ہوا ہے طبیعت ٹھیک ہے نہ، نواب عالیان نے  
پوچھا تھا۔ روشال نے معصومیت سے اپنی ناک اپنے دوپٹے سے صاف کرتے  
پہنچی تھی اور ہاں میں سر ہلاتے نواب عالیان کو جواب دیا تھا وہ ٹھیک ہے۔ نواب  
عالیان کو معصوم روشال کی یہ حرکت بہت بری لگی تھی۔ وہ اپنے آنسو ایسے ہی  
چھپاتی تھی۔ کیا ہوا ہے بولونا، زیادہ درد ہو رہا ہے تو میں ڈاکٹر کو بلاؤں بے پناہ فکر  
لیے نواب عالیان بولے تھے۔۔ میں ٹھیک ہوں، نظر جھکا کر روشال بولی۔۔  
وہ آپ سے کچھ پوچھو میں نواب جی معصومیت سے بولی تھی روشال۔۔ ہاں  
بولو کیا پوچھنا ہے۔ اب کی بار نواب عالیان پیٹ کے بل ہوتے لیٹے تھے اور اپنا  
چہرہ تکیہ میں چھپایا تھا۔ وہ بنا کرتا کے تھے، کسرتی جسم پر اُنکی برہنہ پشت بہت



بہت ہی زیادہ اڑا کیٹولگ رہی تھی۔ روشال کا دل اچھل اچھل کر باہر آ رہا تھا۔  
روشال نے بہت زیادہ ہمت کر کے بولا۔ کیا آپ مجھ جسے نفرت کرتے ہیں  
نواب جی، آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لیے بولی تھی۔ یہ سنتے نواب عالیان  
خان نے تکیہ پر سے ہلکا سا سر اٹھا کر اُس کو دیکھا۔

روشال نے نظریں جھکائی تھیں۔۔ میں تم سے نفرت کیوں کروں گا۔ ان سب  
میں تمہاری کیا غلطی، مختصر سا جواب دے کر پھر اپنا سر تکیہ پر رکھ گئے تھے۔۔  
وہ مجھے پوچھنا تھا آپ رباب بیگم سے بہت محبت کرتے ہیں نہ!!! ہاں بہت کرتا  
ہوں۔۔ آنکھیں بند کیے ہی جواب دیا تھا۔ یہ سنتے چھوٹی سی روشال نے دل ہی  
دل میں رباب بیگم کی قسمت پر رشک کیا تھا، واقعی اُنکو کسی شہزادے کی محبت ملی  
تھی۔ تمہاری طبیعت خراب ہے سو جاؤ۔ یہ سنتے روشال نے اپنی انگلیوں کو چٹخا  
تھا، جسم کا روم روم نواب عالیان کی قربت کے لیے مچل رہا تھا، چھوٹی تھی اپنے  
جذبات سے بے خبر تھی، اتنا ہی پتہ تھا اب شاید جسم میں جو آگ سی لگی ہے وہ  
نواب عالیان کی قربت ہی مٹا سکتی ہے۔ دو راتیں گزاری تھی اُس نے نواب  
عالیان کے ساتھ لیکن اُس کا بدن اُنکے لمس کا عادی سا ہونے لگا تھا۔ کیا ہوا سو جاؤ

بولے۔۔۔ وہ نواب جی وہ کیا آپ آج کی رات۔۔۔ نواب عالیان بے تاثر سا  
میرے قریب نہیں آئیں گے۔؟ بہت مشکل سے روشال نے اتنے بے باک  
الفاظ ادا کیے تھے۔ یہ الفاظ ادا کرنے پر وہ شرم سے پانی پانی ہوئی تھی۔ لیکن اُس  
کے نرم نازک جسم کو نواب عالیان کی قربت کی طلب ہو رہی تھی بنا روشال کو  
دیکھے نواب عالیان علی خان بولے دو لفظوں میں۔۔۔ "سو جاؤ"۔۔۔ اور زیادہ  
اپنے اوپر مخملی کمبل لیتے کچھ ہی لمحوں میں سو گئے تھے۔ روشال جس کا دل چور چور  
سا ہوا تھا، اپنے شوہر کی بیرُخی اُس کو اور زیادہ اندر سے توڑ سی گئی تھی۔ پھر بھی وہ  
اور زیادہ اُنکے قریب ہوئی اور کمبل اپنے اوپر لیتے دبی دبی سسکیوں سے رونے  
لگی، نظریں اپنے شوہر پر تھیں۔ چھوٹی سی معصوم روشال چاہتی تھی آج ساری  
رات اُس کا شوہر اُسکے بہت قریب ہو۔ طویل ہفتوں کا انتظار تھا، لیکن اُسکے شوہر  
نے اُس کو دیکھنا بھی ضروری نہیں سمجھا تھا۔

صبح کے آٹھ کا ٹائم تھا۔ نواب عالیان علی خان کی آنکھ کھلی تھی، اُنہوں نے کھڑکی  
کی طرف دیکھا پورا سورج نکل آیا تھا۔ پھر اُنکو اپنے سینے پر وزن سا محسوس ہوا

۔ نواب عالیان نے فوراً اپنے سینے کی طرف دیکھا اور دیکھتے ہی رہ گئے جہاں چھوٹی سی روشال اپنا سر رکھے سو رہی تھی، روشال کے براؤن سیلکی بال جو چہرے پر آرہے تھے، اب نواب عالیان بہت ہی زیادہ گہری نظروں سے روشال کو دیکھ رہے تھے اُس کے چہرے کا ایک ایک نقش۔ اپنا ایک ہاتھ اُسکی پشت پر لے کر گئیں اور ایک ہاتھ سے اُسکے چہرے پر آئی ہوئی لٹ کو پیچھے کیا تھا۔ اور ایک اہسہ بھری تھی سوچتے ہوئے۔ اس چھوٹی سی معصوم لڑکی کو دیکھ کر بہت افسوس ہوتا ہے مجھے، دل دکھتا ہے۔ میں اتنا بھی سخت مرد نہیں لیکن یہ میرے اور رباب کے بیچ آئی ہیں۔ مانتا ہوں یہ اب میری بیوی ہے اور بہت ہی زیادہ جوان اور مجھ سے بس 18 کی ہیں اور میں 32 سال کا بھرپور مرد، کیسے میں اس سے چھوٹی ہیں اچھوٹی سی لڑکی کی ضروریات کو سمجھ پاؤں گا۔

کیسے میں اس کو اس کا حق دے پاؤں گا، جو بھی ہو میں بس رباب کا ہوں اور اُس سے ہی بے پناہ محبت کرتا ہوں۔) کچھ ہی پل میں روشال کو بہت گہری نظر سے دیکھتے نواب عالیان خان کے جوان جذبے سراٹھانے لگے تھے، اُنکی نظر روشال کے گہرے گلے سے نظر آتی گہرائیوں پر تھیں۔

اُف۔۔۔ اٹھنا ہو گا ورنہ مجھے میٹنگ کینسل کرنی ہو گی، دوپہر سے پہلے تو میں اس کو شاید ہی اپنی قربت سے آزادی دوں۔ بہت ہی زیادہ اپنے اوپر کنٹرول کر کے نواب عالیان علی خان بولے۔ روشال اٹھیں پلز مجھے شاور لینا ہے۔ اپنے شوہر کی گمبھیر آواز سنتے معصوم روشال جو نیند کی وادیوں میں تھی گھبرا کر اٹھی اور اُنکے سینے سے سر اٹھا کر معصوم ہیزل بلیو آنکھوں سے نواب جی کو دیکھا تھا۔ اور ایک دم اُنکو دیکھ کر اُٹھنے لگی تھی۔۔۔ جب وہ اُٹھ رہی تھی اُسکی کرتی کا گلا اور زیادہ نیچے ہوا تھا جہاں اُسکی بے داغ سفید گہرائیاں چمک رہی تھیں۔ نواب عالیان کا دل کیا تھا وہ آج ابھی اسی وقت اپنی ننھی سی بیگم کی گہرائیوں کو داغ دار کر دیں۔ عالیان خان کنٹرول کرتے ہلکا سا اٹھے تھے۔ اپنی کرتی ٹھیک کریں اپنے جذبات پر قابو کرتے بولے تھے نواب عالیان خان۔ ایک دم روشال نے اپنا دوپٹہ لیا تھا۔ نواب عالیان بیڈ سے اُٹھنے ہی لگے تھے، پوچھا تھا۔۔۔ اب تمہاری طبیعت کیسی ہے۔۔۔ ٹھیک ہے، شرم حیا کی سرخی لیے بولی تھی روشال۔۔۔ نواب عالیان خان نے اپنا کرتا پہنا، ایک نظر روشال کو دیکھا اور شاور لینے چلے گئے۔

-----

نواب عالیان جو فریش ہو کر آگئے تھے، روشال نے بس ڈریسنگ روم میں کپڑے ہی بدلے تھے۔ وہ بلیک کرتا شلوار میں باہر آئے اپنے کرتا بٹن بند کرتے۔ نظر سامنے اپنی چھوٹی بیوی پر گئی۔ جو بیڈ کی چادر ٹھیک کر رہی تھی۔ روشال لال رنگ کی لونگ کا مدار کرتی پہنی ہوئی تھی۔ نیچے پلاز و تھا، بال کھلے تھے۔

نواب عالیان نے بہت گہری نگاہوں سے اُس کی گہرائیوں کو اوپر سے نیچے دیکھا تھا۔۔ اپنے دل میں ہی وہ یہ اقرار کر رہے تھے۔۔ کوئی شک نہیں سامنے کھڑی کم عمر لڑکی ہر طرح سے ایک تباہی تھی، اُس کا جسم تباہی تھا۔۔ نواب عالیان کی نظریں بس اُسکی گہرائیوں پر تھیں پیچھے سے۔ وہ پوری طرح روشال کے حسن میں کھوئے تھے، 32 سال کا مضبوط مرد اپنے حواس کھو رہا تھا ایک عام سی چھوٹی لڑکی کے آگے۔۔ ایک دم کمرے کا دروازہ کھولتے کوئی اندر آیا تھا پورے غصے میں۔ اُس انسان کو دیکھتے نواب عالیان کے ماتھے پر بل سے پرے تھے۔۔ روشال جو کبھی اپنے شوہر کو دیکھتی کبھی اُس انسان کو۔۔ ساری رات سے تم یہاں ہو عالیان واہ۔۔ آنکھیں دکھاتی رہا بولی تھی۔۔ نواب عالیان رہا باب کی طرف بڑھے۔۔ قریب مت آنا عالیان، بس تمہے اس لڑکی کی خیریت پتہ کرنے کی

اجازت دی تھی رات کو لیکن تم نے تو ساری رات ہی اس کے پاس گزار دی،  
زہر خند لہجے میں بولی رباب۔

رباب کا ایسا لہجہ سنتے نواب عالیان نے ضبط سے اپنی مٹھیاں بھنجی تھیں، وہیں  
روشال سہمی تھی۔

نواب عالیان خان رباب کے پیچھے پیچھے اپنے کمرے میں آئے تھے غصے سے۔  
رباب نے کمرے میں آتے ہی بیڈ شیٹ کو کھینچ کر اتار کر زمین پر پھینکا تھا۔ اب وہ  
غصے سے ڈریسنگ ٹیبل پر رکھی چیزے پھینک رہی تھی۔ اُسی میں اُس نے زور  
سے دونوں کی شادی کا فریم اٹھا کر پھینکا تھا۔ جو نواب عالیان خان کے سینے سے  
لگتا لگتا بچا تھا۔ اور زمین پر گرتے ہی ٹوٹ کر چکنا چور ہوا تھا۔ ایک دم نواب  
عالیان خان یہ دیکھتے اپنی بارعب آواز میں دھاڑے تھے۔۔۔ رباب۔۔۔ آنکھیں  
سرخ ہو رہی تھیں ضبط سے، آج جتنا غصہ رباب پر آ رہا تھا نواب عالیان کو شاید  
ہی پہلے کبھی آیا ہو، ایک تو پہلے وہ روشال کے روم میں اتنا ہنگامہ کر کے اُنکو یہاں

لے کر آئی، اور اب آکر دونوں کی شادی کا فریم توڑ دیا۔۔۔ باب سے عالیشان  
خان نے جتنی محبت کی ہے شاید ہی کسی سے کی ہو۔ ہر نکھر اُسکا اٹھاتے آئے  
تھے۔ سب کے خلاف جا کر باب سے شادی کی۔

ر باب عالیان خان کی دھشت ناک آواز سنتے اپنی جگہ پر جمی تھی، بیشک وہ اُس سے کتنی ہی محبت کیوں نہ کرتے ہوں پر وہ ڈرتی تھی اُنکے غصے سے جو کم دکھتا تھا پر جب آتا غضب کا آتا تھا۔۔ نواب عالیان ایک ہی جست میں رباب کی طرف بڑھے تھے۔ اور اُس کو سختی سے ہاتھوں سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تھا۔۔

عالیان یہ تم کیا، رباب ڈر کر بولی تھی۔ ہمیشہ سے نواب عالیان کی محبت پر وہ بہت اتراتی پھرتی تھی حویلی میں کسی کا احترام نہ کرنا بس اپنے آپ میں ہی رہنا، سارا دن حویلی سے باہر دوستوں کے ساتھ پھر ناشاپنگ کرنا، مہنگی سے مہنگی چیز لینا، اور نواب عالیان ہنسی خوشی اُسکی ہر خواہش پوری کرتے تھے۔ یہ کیا بد تمیزی ہے رباب، نواب عالیان دھاڑے تھے۔۔ ایک دم رباب نواب عالیان خان سے لپٹی تھی اور رونے لگی۔۔ آئی ایم سوری عالیان، کتنی دفعہ بولا ہے میں نے تمہے، کراؤ دی تمہاری شادی اُس سے پر اب برداشت نہیں ہو رہا مجھ سے۔۔ نہیں

باٹ سکتی ایک رات کے لیے بھی تمہے اُس سے، روتے ہوئے نواب عالیان کے  
نچلے احساس حصے کو چھو ہاتھا۔

جس سے نواب عالیان خان کے جسم میں جوان جذبے بیدار ہوئے تھے رباب  
اپنے مرد کی ہر کمزوری کو جانتی تھی، کہاں کیسے اُس کو چھونا ہے۔ نواب عالیان کا  
اتنا تیز غصہ وہ ایسے ہی دور کر سکتی تھی۔۔۔ رباب بے باکی سے عالیان خان کے  
احساس پارٹس کو چھو رہی تھی۔ نواب عالیان کی سانسیں گہری ہو رہی تھیں،  
ایک ہاتھ سے اُنہوں نے رباب کو پیچھے کرنا چاہا۔ پراتنی ہی دیر میں رباب اپنے  
سلگتے لب اُنکے کرتے کے بٹن کھولتے اُنکے سینے پر رکھ گئی تھی۔۔۔۔۔ پلیز رباب  
ابھی نہیں۔۔۔ گہری سانسیں لیتے بولے تھے۔۔ اس ٹائم انکا انگ انگ رباب کی  
قربت پانے کے لیے مچل رہا تھا۔ آٹھ سال کا ساتھ تھا اور رباب عالیان خان کی  
ہی جسمانی کمزوری سے واقف تھی، کہاں کس طرح اُنکو چھونا ہے اور کیسے نواب  
عالیان کو اپنے لیے پاگل کرنا ہے۔۔

نو نو۔۔۔ پلیز رباب۔۔ نواب عالیان کی انگلیاں اُسکے بالوں میں اُلجھی تھی،  
رباب کے لب اُنکے جسم پر سفر کر رہے تھے۔۔ ایک دم نواب عالیان نے



ر باب کا چہرہ بالوں سے پکڑ کر اوپر کیا تھا اور اپنے دہکتے لب ر باب کی نرم پنکھڑیوں پر رکھ گئے تھے۔۔۔۔۔ ر باب اپنی جیت پر مسکرائی تھی

\_\_\_\_\_

روشال کب سے دادی جان کے پاس بیٹھی تھی۔۔ ابھی کچھ دیر پہلے ہی سب واپس آئے تھے۔۔۔ زرتاج بہو۔۔۔ جی اماں جان۔۔ کہاں ہیں تمہارا لال، ہمارا پوتا، اور اس شہر کا نواب ضبط سے بولی تھی، اُنکو سامنے بیٹھی معصوم لڑکی پر ترس آرہا تھا جو اکیلی کب سے بیٹھی تھی، نئی نویلی دلہن تھی اس حویلی کی لیکن اُسکا شوہر اُس کو پوچھ تک نہیں رہا تھا۔ اب بھی اپنی پہلی بیگم کے ساتھ کمرے میں بند تھا صبح سے اور اب شام ہونے کو آئی تھی۔۔

دیکھتی ہوں اماں جان، لگتا ہے رباب کے ساتھ ہے۔۔ ابھی زر بی بی یہ بول ہی رہی تھیں۔ سامنے سیڑھیوں سے عالیان خان اترتے آرہے تھے۔ روشال کی بے اختیار نگاہ اپنے مجازی خدا کی اٹھی تھیں۔ جواب وائٹ شلوار قمیض جس پر آف وائٹ شال لی ہوئی تھی، اپنے نم زدہ بالوں پر ہاتھ پھیرتے نیچے آرہے تھے۔ روشال نے شرم سے نظر جھکائی تھی۔۔۔ لیں اماں جان آگیا آپکا پوتا۔ ایک

نظر روشال پر ڈالتے نواب عالیان اماں جان کی طرف بڑھیں کیسی ہیں دادی جان۔ اپنا سر اُنکے آگے کیا تھا۔ آگے تم پوتا صاحب ہمیں لگ رہا تھا کل تک کا انتظار کرنا ہو گا کہ آپ شاید کمرے سے نکل آئیں۔۔۔ دادی جان نے طنز کیا تھا۔ رباب کی فطرت سے واقف تھی وہ، کتنی شاطر لڑکی تھی وہ، بس پیسے اور جائیداد کی وجہ سے وہ اُنکے پوتے کے ساتھ تھی۔۔۔۔۔ نواب عالیان خان ساتھ سامنے صوفہ مسکراتے ہوئے ریلیکس انداز میں اپنی شاندار پرسنلٹی کے پر بیٹھے روشال کے تھوڑے پاس۔۔۔ روشال حیا سے سمٹی تھی۔ دادی جان آپکے سارے شکوے قبول، پر جب میں آیا آپ گھر ہی نہیں تھیں، بتا کر تو جایا کریں۔۔۔ ہاں ہاں پوتا صاحب ہم بھی ویسے ہی گئیں جیسے آپ جاتے ہیں رباب کے ساتھ بنا بتائے۔۔۔ دانت پیستے دادی جان بولی تھیں۔ اب ہو گیا نا پہلی کے ساتھ تمہارا، اب جاؤ ذرا میری اس چھوٹی پوتا بہو کو بھی کہیں باہر لے جاؤ، کیا اُسکی قسمت میں بس یہاں بیٹھ کر تمہارا انتظار کرنا لکھا ہے۔۔۔ یہ سب سنتے چھوٹی سی روشال جو خوش ہوئی تھی، اُس کے لیے ساری خوشیاں اب اُس کے مجازی خدا سے ہی منسک تھیں۔ اور دوسری طرف نواب عالیان نے ایک بھاری سانس لی

تھی ٹھیک ہے دادی جان، روشال کی طرف رخ کیا تھا نواب عالیان نے چھوٹی  
بیگم ریڈی ہوں جا کر میں کار میں انتظار کر رہا ہوں، بس اتنا بولتے گہری نظر  
بڑھ گئے تھے۔ روشال دھڑکتے دل کے ساتھ ڈالتے روشال پر، باہر کی طرف  
اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی۔

---

کہاں ہے میری روشال بولیں میرا نکل۔۔ ایک لڑکا چلا یا تھا روشال کے بابا پر  
۔۔ کوئی نہیں ہے روشال یہاں اور ایک بات سن سہیل اب نہ اپنے منہ سے  
میری بیٹی کا نام بھی مت لینا، اُسکی شادی ہو گئی ہے اب وہ تمہاری کچھ نہیں لگتی  
۔۔ غصے سے میرا صاحب چلائیں تھے۔۔

آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں وہ میری منگ تھی، کیسے میرا نکل۔ سہیل پاگلوں کی  
طرح دھاڑا تھا، پیار کرتا تھا روشال سے۔۔ تیری اوقات نہیں تھی میری اتنی  
خوبصورت لڑکی کے ہمسفر بننے کی، میرا صاحب نے سہیل کو ذلیل کیا تھا  
۔۔۔۔ یہ آپ کی نظروں میں ہو گا میرا نکل پر روشال میری ہے بس میری۔۔۔ یہ  
بولتے غصے سے نکل گیا تھا۔

نواب عالیان خان کی کار تیز رفتاری سے ہائی وے پر جارہی تھی، وہ بہت سنجیدگی سے خود ڈرائیو کر رہے تھے، اُنکے گارڈز کی پانچ گاڑیاں اُنکے پیچھے اور آگے تھیں،۔۔۔ وہ ڈرائیو کر رہے تھے لیکن بار بار نظر بھٹک کر اپنی چھوٹی سی بیوی پر جارہی تھی۔ جو گولڈن نیٹ کی ساڑھی میں تھی، اوپر بلیک شال لی ہوئی تھی لیکن پھر بھی اُسکا سراپا نظر آرہا تھا۔ ہاتھ میں سونے کی چوڑیاں اور مہندی ابھی بھی اُنکے نام کی لگی ہوئی تھی۔۔۔ روشال کے سراپے نے نواب عالیان کے حواس گم کیے تھے۔ وہ اپنی گھنی بیرڈ پر ہاتھ پھیرتے بولے۔۔۔ کیا کھاؤ گی روشال۔ اپنا نام سنتے روشال نے دھڑکتے دل کے ساتھ نواب عالیان کو دیکھا تھا۔۔۔ اب وہ اپنی معصوم ہیزل بلیو آنکھوں سے پٹ پٹ نواب عالیان کو دیکھ رہی تھی، بولو کیا کھاؤ گی۔۔۔ جی میں وہ، بڑی مشکل سے بولی۔۔۔ گول گپے اور چاٹ۔۔۔ اُسکی فرمائش سنتے عالیان خان زیر لب مسکرائے تھے دل نے اقرار کیا تھا پاس بیٹھی لڑکی بہت ہی زیادہ بھولی اور معصوم تھی اور اُسکی فرمائشیں بھی۔۔۔ اگر اس جگہ

ر باب ہوتی تو بڑے سے بڑے ہوٹل میں جا کر کھانے کی ڈیمانڈ کرتی وہ بھی  
جہاں اُس نے پہلے کھایا نہ ہو۔۔۔

بس یہ سب کھانا ہے تم نے حیرانگی سے نواب عالیان نے پوچھا تھا جی، مجھے یہ  
سب کھانا بہت پسند ہے۔۔۔ روشال کی آنکھوں کے آگے وہ منظر آیا تھا جب وہ  
ایک دفعہ سہیل کے ساتھ اپنے گھر کے پاس والے ٹھیلے میں گئی تھی۔ کار ایک  
دم رُ کی تھی ایک بہت بڑی چاٹ اور گول گپادکان کے آگے۔۔۔ لو آگیا تمہارا  
فیورٹ فوڈ۔ نواب عالیان کی آواز سنتے روشال اپنے خیالوں سے باہر آئی تھی  
۔۔۔ آنسو تھے ماضی کو یاد کر کے آنکھوں میں۔ پر وہ خیال جھٹک گئی تھی اب وہ  
نواب کی بیوی ہے سہیل کا خیال لینا بھی اُسکے لیا گناہ تھا۔۔۔

اتنے میں گارڈ آیا تر کر، نواب عالیان نے اُس کو سارا مینیولانے کا بولا۔۔  
روشال نے دل ہی دل میں اپنے آپ سے شکوہ کیا کیسے وہ سہیل کا سوچ بھی سکتی  
ہے۔۔۔ کچھ ہی دیر میں دونوں نکل گئے تھے پھر سے گاڑی ہائی وے پر تھی  
نواب عالیان اب ڈرائیو کرتے بار بار روشال کی طرف دیکھ رہے تھے جو کھڑکی  
سے باہر دیکھ رہی تھے، چادر ہٹنے کی وجہ سے اُسکی گہرائیاں نیٹ کی ساڑھی سے

صاف نظر آرہی تھیں۔۔ اپنے جوان جذبہ پر قابو کرتے نواب عالیان بولے  
دمدار اور خمار زدہ آواز میں آج کی رات ہم دونوں پام ہوٹل میں گزاریں گے یہ  
سنتے روشال سمجھ گئی تھی اُنکی بات کو، وہ جانتی تھی وہ ہوٹل کیوں لے کر جا رہیں  
ہیں، اُس نے دادی جان کی بات سنی تھی اُنہوں نے نواب عالیان کو بولا تھا اُنکو  
جلد از جلد اس خاندان کا وارث چاہیے۔ زخمی سی مسکان چہرہ پر لیے سوچا تھا  
معصوم سے روشال نے

.....

نواب عالیان خان اپنی چھوٹی سی بیوی روشال کے ساتھ اب پام ہوٹل میں تھے،  
روشال جو پچھلے آدھے گھنٹے سے بیڈ پر بیٹھی تھی اور بار بار بالکونی کی طرف دیکھ  
رہی تھی۔ نواب صاحب کب سے بالکونی میں اتنی ٹھنڈ میں کھڑے سگریٹ  
پھونک رہے تھے، چین سمو کر بنے ہوئے تھے۔ روشال کو اندازہ ہوا تھا وہ بس  
اماں جان کی وجہ سے ہی اُس کو یہاں لائے ہیں ورنہ شاید آج کی رات بھی انکا

اپنی پہلی بیگم کے پہلو میں گزارنے کا ارادہ تھا وہ حق بھی تو رکھتی ہیں آخر پہلی ہیں وہ اور میں بس دوسری وہ بھی وارث کے لیے لائی گئی یہ سوچتے روشال تلخی سے مسکرائی تھی اور آنسو گرے تھے۔

اف۔۔۔ اب میں اور نہیں رک سکتا، مجھے چھوٹی بیگم کے جسم میں اترنا ہی ہو گا یہ سوچتے سگریٹ پاؤں میں پھینکتے اندر کی طرف بڑھے تھے۔ جیسے نواب عالیان سلائڈنگ دوڑ کھولتے اندر آئے روشال انہیں دیکھتے خود میں سمٹی سی تھی، ایک تو وہ گولڈن نیٹ کی ساڑھی میں تھی اب چادر بھی اتار کر رکھی تھی جس سے روشال کے نشیب و فراز کمرے کی ہلکی گولڈن لائٹ میں چمک رہے تھے، دادی جان کی فرمائش پر وہ یہ ساڑھی پہن کر نکلی تھی نواب صاحب کے ساتھ، اور اب اُس کو اتنی بولڈ ساڑھی پہننے کا مطلب سمجھ آ رہا تھا۔

ایک نظر چھوٹی بیگم پر ڈالتے نواب عالیان خان سامنے صوفہ کی طرف بڑھے تھے۔ وہ وہاں بیٹھے اپنی شاندار پرسنلٹی کے ساتھ اور نظر اب بس روشال پر ہی جمی تھی عالیان خان بہت گہرائی سے روشال کے نشیب و فراز کو دیکھ رہے تھے جو سانسوں کی ہلکی سی ہلچل کے ساتھ اوپر نیچے ہو رہے تھے۔ اُسکی گلے سے نظر

آتی گہرائیوں کو دیکھ کر نواب عالیان کی آنکھیں خمار زدہ ہوئی تھیں، ایک دم خمار زدہ لہجے میں بولے۔۔۔ روشال یہاں آو۔۔ یہ سنتے روشال نے نظر اٹھا کر اپنے شوہر کی طرف دیکھا جو بہت ہی زیادہ بے باک اور گہری نظروں سے اُسے دیکھ رہے تھے روشال اٹھی اور ڈری سہمی، شرماتی جھجکتی اور بے پناہ حیا لیے نواب عالیان کی طرف بڑھی اور جا کر اُنکے سامنے کھڑی ہو گئی اب نواب عالیان پوری استحقاق بھری نگاہوں سے روشال کا سراپا دیکھ رہے تھے جو بہت ہی زیادہ دلکش اور حسین تھا۔

میرے قریب آو اور آکر میری گود میں بیٹھو، بے حد خمار لیے بولے تھے نواب عالیان خان۔۔۔ روشال بنانا خیر کیے اُنکے بہت قریب ہوئی اور جا کر اُنکی لپ پر بیٹھ گئی بہت زیادہ شرماتے ہوئے اب نواب عالیان خان کا ہاتھ بہت زیادہ بیباکی کے ساتھ روشال کے جسم پر سفر کر رہا تھا۔ وہ بہت ہی زیادہ گہرائی اور بیباکی سے اُسکی ناز کی کو اپنے ہاتھوں میں بھر رہے تھے۔ چھوٹی سی روشال جو تیز سانس لیتی بس سسک رہی تھی۔ وہ ایسے روشال کو دیکھ اور چھو رہے تھے جیسے پہلی دفعہ دیکھا ہو اور وہ پہلے روشال کے قریب کبھی آئے ہی نہ ہوں۔



ہلکا سا جھکتے نواب عالیان نے روشال کی دھڑکنوں کو بے دردی سے اپنے ہاتھوں میں بھرا تھا اور اپنے آگ جسے لب روشال کی ساڑھی کا پلو سائڈ کرتے اُسکی نیچ کی گہرائیوں پر رکھے تھے، روشال بے آواز سسکی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

----- روشال کی مدھم سسکیاں سنتے نواب عالیان اور زیادہ پاگل ہوئے  
تھے، اُسکی گہرائیوں سے سراٹھا کر بولے۔۔۔ میرے کرتا کے بٹن کھولو۔۔ اور  
زیادہ اپنی ٹانگیں پھیلا کر بیٹھے، روشال ابھی ابھی اُنکی لیپ پر ہی بیٹھی تھی۔ پلو  
ساڑھی کا نیچے گرا ہوا تھا اور بلاؤز تو بہت ہی زیادہ چھوٹا تھا پیٹ سے اوپر تھا بلی  
بٹن پوری طرح عیاں تھا۔ اور نواب عالیان کی اُنگلیاں پورے حق سے وہاں سرا  
رہی تھیں روشال نے ہاتھ وہاں لے جا کر ایک ایک کر کے نواب عالیان کے  
کرتا کے بٹن کھولنے لگی، نظریں شرم سے نیچے تھیں، اپنی چھوٹی بیگم کی یہ ادائیں  
نواب عالیان بہت دلچسپی سے دیکھ رہے تھے، جب جب وہ قریب جاتے تھے وہ  
ایسے ہی شرماتی تھی۔ رباب کو اُنہوں نے کبھی اپنی قربت میں شرماتے نہیں  
دیکھا تھا۔ وہ لندن سے آئی بہت بولڈ لڑکی تھی، قربت کے لمحات میں وہ نواب

عالیان پر زیادہ بھاری ہوتی تھی۔ روشال کا شرمانا دل کو بھار ہا تھا نواب عالیان  
خان کے حق ع ملکیت کا جذبہ پروان چڑھ رہا تھا۔

بٹن کھول لیے تو اب میرا کرتا اتارو۔۔۔ خمار لہجے میں بولے نظریں روشال کی  
دھڑکنوں کے بیچ جولائن تھی وہاں تھیں۔ روشال اپنے شوہر کی نظریں خود پر  
محسوس کرتے سرخ گلاب ہو رہی تھی۔۔۔ اگلے ہی لمحے روشال نے عالیان  
خان کا کرتا اتار دیا تھا۔

اب نواب عالیان خان سے اور زیادہ کنٹرول ناہوا انہوں نے ایک ہی پل میں  
روشال کو پکڑتے اپنے نیچے کیا تھا صوفہ پر ہی، روشال جو شرم سے اپنی آنکھیں  
میچ گئی تھی۔ وہ بہت تیز تیز سانسیں لے رہی تھی جس سے اُسکی دھڑکنے اوپر  
نیچھے ہو رہی تھیں اب روشال کا جسم بھی چاہ رہا تھا نواب عالیان اُسکے بہت  
قریب آئیں آج کی رات نواب عالیان علی خان چھوٹی سی روشال کے اوپر آئے  
تھے روشال نے اپنی آنکھیں سختی سے میچی تھی، نواب عالیان کا آگ جیسا لمس  
جو روشال کے نچلے وجود سے مس ہو رہا تھا۔

جس سے روشال کانپ اٹھی تھی۔ اُس نے پٹ سے آنکھیں کھولے نواب صاحب کی طرف دیکھا تھا، جو اُس کو پہلے ہی خمار زدہ آنکھوں سے دیکھ رہے تھیں۔ اور اُنہوں نے اُسکی آنکھوں میں دیکھتے ہی اپنا نچلا حصہ بیدردی سے نیچے مسلہ تھا۔ جس سے روشال نے سکتے نواب عالیان کے کندھوں کو اپنے ہاتھوں میں جکڑا تھا۔ نواب روشال نے سکتے نواب عالیان کے کندھوں کو اپنے ہاتھوں میں جکڑا تھا۔ نواب عالیان خان بیتابی سے اُسکی دھڑکنوں کے اوپر ہوئے تھے۔ اور بولڈ بلاؤز کے اوپر سے ہی اُنکو بیدردی سے مسلتے پیچھے ہوئے۔ اور ایک ہاتھ آگے کر کے روشال کا بلاؤز اُسکے وجود سے الگ کیا تھا۔ روشال نے شرماتے ہوئے اپنی دودھیادھڑکنوں کو ہاتھوں سے چھپانا چاہا جو نواب عالیان خان کے بے باک آنکھوں کے لیے اب پوری طرح بے پردہ تھیں۔۔۔ پر نواب عالیان نے اگلے ہی پل اُسکے ہاتھ بیدردی سے پکڑ کر اُسکے سر کے پاس پن کیے تھے۔۔۔ اور اُسکے کانوں کے پاس جھک کر خمار زدہ اور وارننگ لہجے میں بولے، آئندہ اپنے اس حسین سراپے کو مت چھپانا، تمہارا سب کچھ خدا نے میرے لیے بنایا ہے۔۔۔ یہ بولتے روشال کے ہاتھ پیچھے کرتے اپنا بے رحم لمس اُسکی

دھڑکنوں پر چھوڑنے لگے، کبھی ایک ابھار کو منہ میں بھرتے بیدردی سے سک کرتے تو کبھی دوسرا کتنے ہی دیر وہ روشال کی دھڑکنوں اور دل کے مقام سے کھیلنے رہیں اور پھر آہستہ آہستہ اُسکی گلاب جیسی پنکھڑیوں کو بیدردی سے پیتے ایک ہاتھ سے روشال کا آخری نچلا پردہ بھی ہٹایا تھا روشال حیا سے نواب عالیان کے سینے میں سمائی تھی۔ اور ساتھ ہی نواب عالیان بھی ہر پردہ سے آزاد ہوتے چھوٹی سی

روشال کے وجود کا حصہ بنے تھے۔۔

روشال کی چیخ نکلی تھی، جسکو نواب عالیان اپنے لبوں میں دبا گئے تھے اب پورا کمرہ نواب عالیان کی شدتوں سے لرز رہا تھا پوری رات نواب عالیان نے روشال کو چھوڑا نہیں تھا، ہوٹل کے کمرے کا کوئی ایسا کارنر نہیں تھا جہاں نواب عالیان اُسکے وجود کا حصہ نہ بنے ہوں، چاہے وہ صوفہ ہو زمین ہو بیڈ ہو، کوئی کارنر نا چھوڑا چھوٹی سی روشال ہلکان ہو گئی تھی اپنے شوہر کی شدت سہتے سہتے وہی عالیان خان کو روشال کا شرمانا، مچلنا لذت کی انتہا پر پہنچ رہا تھا اُنکو آج پہلی بار بستر پر

dominant

ہونا مزادے رہا تھا۔

صبح کے پانچ کاٹائم تھا۔۔۔ روشال جواب درد سے چور چور تھی، نواب عالیان کی بے رحم اور بے باک شدت سہنا کوئی آسان کام نہ تھا ابھی تک نواب عالیان اُسکے اندر سمائے ہوئے تھے۔۔۔۔۔ ا۔۔۔۔۔ ہ۔۔۔۔۔ ہ۔۔۔۔۔ نواب عالیان جواب پھر سے اُسکی گہرائیوں میں اترے تھے۔ ایک دم روشال بولی، وہ وہ آپ نے سونا نہیں ہے کیا۔۔۔ نواب عالیان نے اُسکے دل کے مقام سے اپنا چہرہ اوپر اٹھا کر روشال کی طرف دیکھا تھا۔ کیا ہوا۔۔۔ روشال سے اپنی آئی برواچکا کر پوچھا تھا

--

وہ۔۔۔ وہ اب درد ہو رہی ہے، ہلکے سے آنسو لیے بولی تھی روشال نظریں جھکا کر۔ اب نواب عالیان جو روشال کو بہت غور سے دیکھ رہے تھے، ایک دم رباب کا چہرہ سامنے آیا تھا۔۔۔

Aliyan i can' t live without u i can' t share  
u with her

ر باب کے یہ الفاظ نواب عالیان کے کانوں میں گونجنے لگے۔ ایک دم وہ روشال کو جھٹکتے اُس کے اوپر سے اٹھے تھے ننھی سی روشال کا دل اُسی پل ڈوبا تھا اُس کو لگا شاید نواب جی ناراض ہو گئے۔۔۔ نواب جی نواب جی ہمارا یہ مطلب نہیں تھا، بہت زیادہ آنسو لیے بولی تھی۔۔۔ نواب عالیان جنھوں نے اُس کے اوپر چادر اچھالی روشال نے فوراً پکڑ کر اپنے آپ کو اُس میں لپیٹا تھا۔ نواب عالیان جو اپنے کپڑے پہن رہے تھے۔۔۔ نواب جی نواب جی۔۔۔۔۔ روتے ہوئے بولی۔۔۔ اس کمرے سے ابھی نکلے۔۔۔ غصے سے بولے۔۔۔ یہ سنتے روشال نے بے یقینی سے ہوئی تھی۔۔۔ مطلب کیا ہے آپکا، میں کہاں جاؤں گی موٹے موٹے آنسو اُس کے گر رہے تھے۔۔۔ جہاں بھی جاؤ، ابھی نکلے میرے سامنے سے، بہت ہی زیادہ سرد لہجے میں بولے۔

روشال جو ٹوٹی ہوئی اور اپنی بکھری ہوئی حالت میں اپنے آپ کو بس کمرے سے لپٹی بالکونی کی طرف بڑھ گئی۔۔۔ اور کہاں جاتی اس ہوٹل میں وہ بھی اس حالت میں۔ کہا جاتی اس نواب کے علاوہ کوئی تھا بھی نہیں باپ نے تو بیچ دیا تھا دوسری طرف نواب عالیان جو سگریٹ پی پی کر اپنے اوپر غصہ نکال رہے تھے

کیسے وہ رباب کے علاوہ کسی اور کے ہو سکتے ہیں۔۔ میں بس رباب کا ہوں اس  
چھوٹی لڑکی کی میری زندگی میں کوئی جگہ نہیں۔

-----

اُف یہ کیا کرا میں نے، اٹھے صوفہ سے سگریٹ پھینک کر اور بالکونی کی طرف  
بھاگے۔۔ پورے دو گھنٹے بعد نواب عالیان کو یاد آیا تھا انہوں نے روشال کو  
کمرے سے نکالا ہے۔ جیسے ہی بالکونی میں آئے روشال جو کمرے کی اچھی طرح لپیٹ  
اتنی ٹھنڈ میں کاپیتی ہوئی بیٹھی تھی آنسو بھی اب بہنا بند ہو گئے تھے۔

پاس آئے نواب عالیان۔۔ وہ اٹھواندر چلو۔۔ اپنے بکھرے گھنے براؤن بالوں  
میں ہاتھ پھیرتے گہرا سانس لیتے بولے تھے نواب عالیان۔۔ آپ نے تو نکالا تھا  
، اب اندر کیوں بولا رہے ہیں۔ سو سو روتے ہوئے بولی تھی نواب جی کی بے رخی  
قربت کے لمحات کے بعد روشال کو اندر سے توڑ سی گئی تھی۔۔ اٹھو میں نے کہا  
نہ، لہجہ لہجہ سرد اور سخت ہوا تھا، اندر ہی اندر روشال کے لیے پرواہ ہوئی تھی لیکن  
بے تاثر بنے اُسکی طرف متوجہ تھے۔ وہ مجھے نہیں آنا، آپ نے مجھے ڈانٹ کر نکالا  
تھا، معصومیت سے شکوہ کرتے بولی تھی، کچھ لمحوں کے لیے نواب عالیان خان کا

دل ہیزل بلیو آنکھوں میں ڈوبتا ہوا محسوس ہوا تھا۔ پراگلے ہی لمحے اُنہوں نے اپنے آپکو کنٹرول کیا۔ اور روشال کو اپنی گود میں اٹھایا۔ مجھے نہیں جانا آپ نے مجھے نکالا، روشال بچوں کی طرح روتے بولی تھی۔۔۔ چپ اب مت بولنا۔ اندر اور لا کر بیڈ پر لٹایا روشال کو، اور کمبل اتار کر سائڈ رکھا۔ روشال شرم لائے سے سمٹی تھی۔ اس ٹائم وہ پوری بے پردہ تھی۔۔۔ سنیں یہ، میرا لباس۔۔۔ نواب عالیان روشال کو گہری نظر سے دیکھتے سامنے ٹیبل پر رکھے بیگ کی طرف بڑھے اور ایک سوٹ نکال کر لائے۔۔۔ پہنوا اس کو۔۔۔ کیسے وہ مجھے کمبل تو دے دیں۔۔۔ روشال نے التجا کی تھی۔۔۔ پہلی دفعہ نہیں دیکھا تمہیں، اچھی طرح تمہے دیکھ چکا ہوں تمہارے پورے پورے تمہارے پورے یہ شرم حیا اتارو، یہ ڈریس پہنو۔۔۔ نواب عالیان یہ بولتے سائڈ ٹیبل سے اپنی سگریٹ کی ڈبی اٹھانے لگے تھے وہ مجھے شاور لینا ہے۔۔۔ جھجکتے بولی تھی روشال۔، ابھی میرا دل نہیں بھرا، خمار زدہ آواز میں بولتے سگریٹ کا گہرا کش لیتے بیڈ کی طرف بڑھے اور روشال کو اپنی طرف کھینچا۔



روشال کٹی ہوئی ڈال کی طرح نواب عالیان کے سینے سے لگی تھی اور اپنی حالت پر شرم سے پانی پانی ہوئی تھی۔۔۔ اپنی قربت میں مجھے زیادہ پسند نہیں تم بولو، جو میں بولا کروں وہ کیا کرو۔ لگتا ہے تمہارے ٹھنڈے جسم کو مجھے میرے دجو۔۔۔ کی آگ دینی ہوگی۔۔۔۔۔ جی۔۔۔۔۔ روشال سہمتے ہوئے بولی تھی۔۔۔۔۔ لیکن اگلے ہی لمحے نواب عالیان روشال کے اوپر آتے دونوں کو کمر میں گم کرتے پھر سے اُس کی روح میں اترے تھے۔

-----

دونوں حویلی آگئے تھے، اور آتے ساتھ ہی نواب عالیان آفس کے لیے نکل گئے تھے، انکا بہت بڑا کاروبار بھی تھا جو پوری دنیا میں پھیلا ہوا تھا۔ روشال اماں جان کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی، سامنے ہی زر بیگم فون میں مصروف تھی۔ اتنے میں رباب نیچے آئی بہت زیادہ تیار ہو کر۔۔۔ وہ فون پر کسی سے بات کر رہی تھی۔ روشال نے اُسکی طرف دیکھتے نظریں جھکائی تھی۔۔۔ کوئی شک نہ تھا رباب بیگم بہت ہی زیادہ پر اعتماد اور بولڈ تھی۔۔۔ دل دل میں ہی روشال نے سوچا تھا، کہاں وہ گاؤں سے اور صرف دسویں کلاس پاس۔۔۔

ہاں ہاں آرہی ہوں نہ عالیان، پتہ ہے تم میرے بنا رہتے ہی کب ہو، آرہی ہوں  
نہ بے بی تھوڑی اونچی آواز میں بولتے رہا باب ہاں کی طرف آئی تھی، اُسکا مقصد  
روشال کو سنانا تھا۔۔ یہ سب سنتے دادی جان نے نہ گواہی سے منہ بنایا تھا، وہیں  
روشال کا دل بھرا تھا پھر بھی وہ مسکراہٹ لیے بیٹھی تھی، وہ یہ مانتی تھی رہا باب  
بیگم اُنکی پہلی بیوی ہیں اور اُس سے زیادہ نواب عالیان پر حق رکھتی ہیں۔۔ اچھا مام  
میں اور عالیان لاہور جا رہے ہیں تین دن کے لیے رہا باب ماں کو اترا کر بولی تھی  
ہلکا سا روشال کی طرف دیکھتے۔۔۔ ہاں ہاں جاؤ زر بیگم نے مسکرا کر اجازت دی  
تھی۔

دادی جان میں آپکا دودھ لے کر آئی یہ بولتے روشال کچن کی طرف بڑھ گئی تھی

-

-----

پورے ایک ہفتہ بعد نواب عالیان خان رہا باب کے ساتھ گھر آئے تھے، اور حویلی  
کے حال میں جمی محفل کو دیکھتے چو کے تھے۔۔ دادی جان، زر بیگم اور زینب اُنکی

چھوٹی بہن سب صوفہ پر بیٹھے تھے، اور وہیں روشال سب کو کافی دے رہی تھی۔۔۔ اور سب ایک لڑکے کی باتوں پر قہقہے لگا رہے تھے یہ کون ہیں دادی جان، وہ لڑکارو شال کی طرف دیکھتے بولا تھا، نظروں میں روشال کے لیے الگ سی پسندیدگی دکھی تھی۔ زرگام خان کے منہ سے اپنی بیوی کا پوچھنا نواب عالیان خان کو ذرا بھی پسند نہ آیا تھا

کیا ہو رہا ہے یہاں، نواب عالیان خان رعب دار آواز میں بولے تھے۔ اُن کو زرگام خان کارو شال کی طرف دیکھنا اور اُس سے بات کرنا پسند نہیں آیا تھا۔ اپنے شوہر کی آواز میں عجیب سا انداز سن کر رباب نے عالیان خان کی طرف دیکھا، اور وہیں سب جوہال میں بیٹھے تھے، نواب عالیان کی آواز پر اُنکی طرف متوجہ ہوئے تھے۔ روشال نے اپنے شوہر کو دیکھتے شرم اور حیا سے اپنا دوپٹہ ٹھیک کیا تھا۔ وہیں زرگام نواب عالیان خان کو دیکھتا صوفہ سے اٹھا تھا مسکراتے ہوئے۔

بھائی جان۔۔ پکارتے اُنکی طرف بڑھا اور سینے سے لگا تھا کیسے ہیں آپ عالیان  
بھائی جان، زرگام نے پوچھا تھا۔۔ میں ٹھیک ہوں تم کیسے ہو، زرگام خان۔۔۔  
کب آئے امریکہ سے۔۔ بس ابھی ابھی عالیان بھائی۔۔ ہم اچھا آؤ بیٹھو صوفہ  
کی طرف بڑھے تھے جہاں سب بیٹھے تھے ایک نظر اپنی چھوٹی بیگم کی طرف  
دیکھا تھا جو سرخ گلاب بنی کھڑی اپنے ہاتھوں کی انگلیاں مروڑ رہی تھی۔  
سامنے ہی صوفہ پر بیٹھے۔۔ پر اپنی گھنی براؤن بیئر ڈکوسہلاتے ہوئے بولے  
نواب عالیان۔۔ کیسے آنا ہوا۔۔ نظریں بار بار اپنی چھوٹی بیگم کی طرف اٹھ رہی  
تھیں، اور اس ٹائم نواب عالیان خان کو اُسکا اس طرح کسی غیر مرد کے سامنے  
بیٹھنا اچھا نہیں لگ رہا تھا، یہ احساس پہلی دفعہ ہوا تھا وہ بھی روشال کے لیے، ورنہ  
رباب کے لیے وہ ایسے نہیں تھے رباب نے اپنے عالیان کی نظریں روشال پر  
محسوس کی تھی اور وہ جل کر راکھ ہوئی تھی، لاہور میں اُس نے ہر لمحہ عالیان کی  
قربت میں گزارا تھا اور اُس کو ہر طرح سے خوش کرنے کی کوشش کی تھی، پر  
یہاں آکر وہ تو ایک پل بھی اُسکی طرف نہیں دیکھ رہا تھا۔ عالیان بھائی پاکستان  
آیا ہوں شادی کے لیے، نانی جان سے میں نے بولا ہے کوئی حسین معصوم لڑکی

ڈھونڈ دیں مجھے زیادہ ڈیمانڈز نہیں ہیں میری۔۔ نظریں زرگام کی روشال پر  
جنہوں نے زرگام کی نظروں میں روشال کے لیے تھیں نواب عالیان  
پسندیدگی دیکھ لی تھی انہوں نے اپنے آپکو کنٹرول کرنے کے لیے اپنی مٹھیاں  
ضبط سے بھینچی تھیں۔ برداشت نہ ہوا تھا کوئی انکی چھوٹی بیگم کی طرف بھی  
دیکھے رباب جو حد سے زیادہ شاطر تھی اُس نے دور بیٹھے ہی بھانپ لیا تھا زرگام کی  
آنکھوں میں روشال کے لیے پسندیدگی، رباب اندر ہی اندر کمینگی سے ہنسی تھی،  
اُس کو اندازہ ہوا تھا اب اُس کو کیا کرنا ہے آگے۔۔ کیا بولا تم نے، نواب عالیان  
اپنی مٹھیوں کو زور سے بھینچتے سرد لہجے میں بولے۔۔

عالیان بھائی میں یہی بول رہا تھا نانی جان سے میرے لیے لڑکی ڈھونڈے میں  
شادی کر کے ہی اب کی بار جاؤں گا امریکہ، مام سے بول کر آیا ہوں نظر پھر سے  
زرگام کی روشال پر اٹکی تھی جو اپنی ہی دھن میں بیٹھی تھی اور اپنی لال چوڑیوں  
سے کھیل رہی تھی۔ دیکھو زرگام۔ ایک دم نواب عالیان خان بے روکھے اور  
سرد لہجے میں بولنے ہی لگے تھے رباب جلدی سے آکر زرگام کے پاس آکر بیٹھی  
تھی اور ایک ہاتھ اپنے شوہر عالیان کی تھائیز پر رکھا تھا۔ عالیان خان نے سوالیہ

نگاہوں سے رباب کی طرف دیکھا، آخر سب کے سامنے اُسکا اس طرح بے  
شرموں کی طرح پوری فیملی کے سامنے اس طرح ہاتھ رکھنا سخت ناگوارہ گزرا تھا  
اب وہ کمرے میں جا کر رباب کی کلاس لینے کا ارادہ رکھتے تھے وہ آئی ایم سوری  
عالیان، میرا دیور آیا ہے

Let me talk na .....

میں اسکو اُسکی دو لہن ڈھونڈ کر دوں گی، کیوں زر گام۔۔ کیوں نہیں رباب  
بھابھی آپ تو بیسٹ ہو، مسکرا کر بولا تھا زر گام خان ایک دم زرتاج بیگم بولی،  
بچوں تم لوگ بات کرو میں آتی ہوں اور ہاں زر گام رباب میری بہو بہت ہی  
زیادہ اچھی ہے رشتے جوڑنے کے معاملے میں، اچھا پیر تمہارا ڈھونڈ دے گی۔۔  
رباب ہنسی تھی زر بی بی کی بات پر، ایک زر بی بی ہی تھیں جو رباب کو ہر چیز میں  
پورا سپورٹ کرتی تھیں، اُنکی بہن کی بیٹی جو تھی۔۔ وہیں روشال جو نا سمجھی سے  
بیٹھی بس چوری چپکے اپنے نواب جی کو دیکھ رہی تھی جو شدت سے اُسکے دل کے  
مقام پر قابض ہونے لگے تھے۔ دادی جان نے تاصف سے سر ہلایا تھا، وہ اپنی بہو  
زر اور اُسکی بہو رباب کا نیچرا اچھی طرح جانتی تھیں۔ پروہیں زینب جسکی آنکھیں

بھری ہوئی تھیں، جب سے زرگام خان آیا تھا تب سے بس زینب سے حال چال پھوچنے کے سوا اُس نے کوئی بات نہ کی تھی وہ اٹھی آنسو صاف کرتے، میں آتی ہوں۔۔۔ پر کسی نے اُس کو دیکھا ہی نہیں، جیسے وہ ضروری ہی نہ ہو۔۔۔ روشال نے زینب کو دیکھا اور اُس کے آنسو محسوس کیے۔۔۔ یہ آپ کیوں رو رہی ہیں، چھوٹی سی روشال نے دل ہی دل میں سوچا تھا۔۔

زرگام حیدر خان جو نواب عالیان خان کی پھوپو کا اکلوتا بیٹا ہے، جو امریکہ میں ( رہتی ہیں، زرگام خان 27 سال کا نوجوان لڑکا جس کا امریکہ میں بزنس ورلڈ میں اچھا خاصا نام تھا، لیکن زرگام خان اتنا ہی اپنے ورثے سے جوڑا ہوا لڑکا تھا، اپنی مام کے بے پناہ کہنے پر بھی اُس نے امریکہ میں کوئی لڑکی پسند نہیں کی، اُس کی خواہش ہمیشہ سے یہی تھی وہ پاکستان کی کسی نیک اور پاکیزہ لڑکی سے شادی کرے۔

کسی بزنس ورکر پر وہ پاکستان آیا تھا ایک مہینے کے لیے، اب اُس کا یہیں اپنے نانا جان کی حویلی میں رکنے کا ارادہ تھا۔ اور یہاں آتے ہی ایک لڑکی شدت سے (اُسکے دل میں سمائی تھی۔۔۔

فکر نہ کرو زر گام بس اپنی بھابھی سے رابطہ رکھو، تمہارا رشتہ کروانا میری ذمہ داری۔۔ وہیں نواب عالیان نے رباب کو بے یقینی سے دیکھا تھا۔ وہ کہنا کیا چاہتی تھی۔ شکر یہ بھابھی آپ تو بہت اچھی ہیں۔۔ ویسے یہ سامنے جو بیٹھی ہیں وہ ہیں کون۔ نظر روشال پر ہی جمی تھیں زر گام کی اب نواب عالیان سے برداشت نہیں ہوا تھا ایک دم بولے سرد لہجے میں۔۔۔۔۔ روشال۔۔۔۔۔ اپنے شوہر کی دم دار آواز سنتے روشال نے ڈر کر ایک دم اُن کی طرف دیکھا۔۔ اور لرزے ہوئے لہجے میں بولی۔۔۔۔۔ جی جی۔۔۔۔۔ ابھی کے ابھی اٹھو اور میرے لیے کافی بناؤ۔۔۔۔۔ جی، یہ بولتی کانپتی ہوئی کچن کی طرف بڑھ گئی تھی نواب عالیان کو اب ذرا بھی گوارہ نہیں تھا وہ ایک پل بھی زر گام کے سامنے بیٹھے۔۔ عالیان بھائی یہ پیاری سی معصوم لڑکی کون ہے بے پناہ آنکھوں میں چمک لیے زر گام بولا تھا۔۔۔۔۔ نواب عالیان خان کے ضبط کا پیمانہ لبریز ہوا تھا، ایک دم غصے میں بولنے ہی لگے تھے کہ اتنے میں رباب بول پڑی۔۔۔۔۔ ارے یہ بس ایک معمولی سی نئی نوکرائی ہے یہ سنتے نواب عالیان کی آنکھیں غصے سے لال ہوئی تھیں وہ بولنے ہی لگے تھے، ایک دم رباب بولی، عالیان اگر آپ مجھے کچھ کہنا چاہتے ہیں روم میں بول لے گا



میں آپکو سب وضاحت دے دوں گی۔ روشال کانو کرانی سن کر بھی زرگام ابھی تک اُسی میں کھویا تھا یہ سب مشکل تھا پر اُس کو اب یہ سب کرنا ہی تھا۔  
اوہ اچھا بھابھی۔۔ زرگام جو روشال کے خیالوں میں گم تھا پاگلوں کی طرح مسکرایا تھا۔۔۔ تم ذرا آنار باب کمرے میں، دانت پستے بولے تھے نواب عالیان خان۔۔۔ اٹھے اور کمرے کی طرف بڑھ گئے۔۔ زرگام میں آتی ہوں اچھا۔۔ ہم۔۔۔ زرگام جس کی نظریں بس کچن کی طرف ہی تھیں۔

---

یہ کیا بولا تم نے رباب، نواب عالیان خان رباب کے کمرے میں آتے ہی اُس پر تیش و عالم میں چیخے تھے۔ کیا بولا میں نے عالیان ایسا جو تم اتنا چیخ رہے ہو، ہے تو وہ ایک چھوٹے سے گاؤں کی معمولی سی لڑکی جسکی کوئی پہچان ہی نہیں ہے، جو اگر یہاں وارث کے لیے نالائی جاتی تو وہ کسی کے گھر میں ضرور کاموالی ہی ہوتی۔۔ رباب بھی چیخی تھی۔ بیوی ہے وہ میری رباب کوئی کام کرنے والی نہیں۔ نواب عالیان ایک ہی جست میں رباب کی طرف بڑھے تھے اور اُسکا جبرہ دبوچا تھا۔ عالیان یہ تم اُس وارث دینے والی لڑکی کے لیے میرے ساتھ ایسا کر رہے ہو

-- روتے ہوئے چیخی تھی، آگے سے نواب عالیان خان نے بھی زور سے اُسکے  
بال پکڑ کر رباب کو بستر پر پھینکا تھا عالیان یہ تم، رباب بے یقین ہوئی تھی، وہ  
عالیان جو آٹھ سال اُس کے اشاروں پر چلتا آیا تھا آج ایک آن چاہی لڑکی کے  
رباب کا حیرانگی سے منہ کھلاتھا۔ میری بات کان کھول لیے اُس سے لڑ رہا تھا،  
کر سن لو تم ابھی جاؤ زرگام کے پاس اور جو فتور تم اُسکے ذہن میں ڈال کر آئی ہو وہ  
جا کر نکالو گی بھی تم، اپنی گرجدار آواز میں بولے نواب عالیان۔ میں ایسا کچھ  
نہیں کروں گی رباب پھر سے اُٹھ کر آنسو پہنچتے عالیان خان کے مد مقابل ہوئی  
تھی۔۔۔ کیا ہے اُس گاؤں گنوار سی لڑکی میں جو تم عالیان، میرے عالیان پاگل  
ہو رہے ہو روتے ہوئے چیخی تھی وہ جیسی بھی ہے وہ اب میری بیوی ہے نکاح  
میں ہے میرے جب تک ہے وہ یہاں میری ملکیت ہے، نواب عالیان خان کی  
ملکیت، کوئی نواب عالیان علی خان کی ملکیت کو دیکھے یا اُسکے بارے میں سوچے  
بھی نواب عالیان اُسکو اپنی بندوق کی گولی سے اُراناز یادہ پسند کرتا ہے چاہے وہ  
انسان اُسکا اپنا ہی کیوں نہ ہو۔

دھاڑا تھا نواب عالیان، جس سے ناصر فرباب بلکہ کمرے کے درو دیوار بھی لرزے تھے خوف سے۔۔۔ اب جارہی ہو یا میں اپنے طریقے سے ہینڈل کروں۔ خون خوار نگاہیں رباب پر گاڑتے نواب عالیان بولے تھے۔۔۔ عجیب سی آگ لگی تھی تب سے اُنکے جسم میں جب سے اُنہوں نے زرگام کی نظریں اپنی چھوٹی بیگم پر پڑتی دیکھیں تھیں میں جاتی ہوں عالیان بس آدھا گھنٹہ دو۔۔۔ رباب صدمے کی حالت میں بولی۔۔۔ یقین نہیں ہو رہا تھا سامنے کھڑا اسکا شوہر اپنی دوسری بیوی کے لیے پاگل ہو رہا تھا، یہ جنونیت تو اُس نے عالیان کی کبھی اپنے لیے بھی محسوس نہیں کی تھی اُس نے سوچا زرگام کے ساتھ روشال کا رشتہ جوڑ دے گی یا زرگام کو روشال کے قریب بھیج کر اُن دونوں پر الزام لگا کر عالیان کے سامنے گندا کرے گی۔ پر اب وہ شاید ناکام ہوتے نظر آرہی تھی، یہی چیز رباب کے اندر روشال کے لیے اور زیادہ نفرت بھر گئی تھی۔

-----

نواب عالیان رباب کو سمجھا کر باہر نکلے تھے اور نیچے ہال کی طرف بڑھے، وہ بے حد غصے میں تھے اور یہ آگ شاید روشال کے جسم کا حصہ بن کر ہی ٹھنڈی

ہونی تھی پر ابھی وہ اتنے غصے میں اُس نازک سی گڑیا کے پاس نہیں جانا چاہتے تھے وہ اُس کو تکلیف نہیں دینا چاہتے تھے، جیتنے غصے میں تھے وہ سارے جسم کی آگ اُسکے جسم پر ہی اترنی تھی اور وہ معصوم یہ برداشت نہ کر پاتی، یہ سوچتے وہ اپنے ڈیرہ جانے کے لیے نیچے کی طرف بڑھ رہے تھے۔۔ کیسے ہاں کیسے کوئی میری چھوٹی بیگم کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ سکتا ہے وہ بھی ایسے اتنی پسندیدگی کے ساتھ۔۔ یہ سوچتے آگ بگولا بنے نیچے سیڑیاں اتر رہے تھے کے قدم وہیں جمعے تھے سامنے نیچے کچن کے پاس کا منظر دیکھ کر۔

روشال جو زرگام خان کے ساتھ باتیں کر رہی تھی، یہ دیکھتے نواب عالیان کا سر گھوما تھا آنکھیں لحوں چلکھا رہی تھیں۔

آپ کہاں سے ہیں مطلب آپ جتنی پیاری اور معصوم ہیں ضرور کسی بہت ہی پیاری جگہ سے ہوں گی، زرگام خان جو پوری طرح روشال میں کھویا ہوا تھا، اُسکی نظریں روشال کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں لیکن روشال جو کب سے جھجکی کھڑی تھی، وہ بس ہاں نا میں جواب دے رہی تھی، اس وقت روشال نے ڈارک گرین انارکلی بہت ہی خوبصورت فروک پہنی ہوئی تھی سر پر اچھی طرح

دوپٹہ لیا ہوا تھا، اُسکی چوڑیوں اور پازیب کی کھنکار جو پورے ہال میں گونج رہی تھیں۔ یہ وہی سریلی آواز تھی جسکو بستر پر سنتے نواب عالیان اور زیادہ جنوبی ہو جاتے تھے اس لیے اُنہوں نے قربت کے لمحات میں بستر پر ہی روشال کی پازیب اُتارتے اسکو حکم دیا تھا آئندہ سے وہ یہ کمرے کے باہر نہیں پہننے گی کیوں کے نواب عالیان کو گوارہ نہیں تھا کوئی اُنکی چھوٹی بیگم کی پازیب کی آواز بھی سنے کو بار بار اُسکے پاؤں کی طرف دیکھنے پر مجبور۔۔۔ پر ابھی اس ٹائم یہی کھنکار زرگام کر رہی تھی جو دودھ جیسے سفید تھے۔ وہیں دور کھڑے سیڑھیوں پر عالیان علی خان پر بجلیاں گر رہی تھیں، آج سمجھ آرہا تھا۔

وہ سامنے کھڑی لڑکی کے لیے حد سے زیادہ پوسیسو ہوتے جارہے ہیں۔ اپنی چھوٹی بیگم کی کسی چیز پر بھی اب کسی آدمی کیا عورت کی بھی شاید نظر برداشت نا تھی، وہ روشال کو اپنی ملکیت سمجھنے لگے تھے۔

آخر کار روشال بولی۔۔۔ وہ ہم جاتے ہیں۔۔۔ زرگام اُس کو روکنے کے لیے ہاتھ بڑھانے ہی لگا تھا۔ نواب عالیان جنکی نظر اُسکے ہاتھ پر پڑی تھی، وہ اب پاگل ہوئے تھے۔۔۔ پر اگلے لمحے جو ہوا وہ نواب عالیان کا وجود آگ کی طرح بگولا کر گیا

تھا۔ روشال ایک دم کسی چیز سے ٹکرائی تھی وہ گرنے ہی لگی تھی زرگام خان نے آگے بڑھ کر اُس کو روکا تھا۔ ہلکا سا ہاتھ اُسکی کمر پر رکھ کر اُس کو گرنے سے بچایا تھا، پر دوسری طرف نواب عالیان کا دماغ بھک سے اڑا تھا وہ شیر کی طرح دھاڑے زرگام۔۔۔۔ آنکھیں غصے سے ابل ابل کر باہر آرہی تھیں وہیں روشال اپنے شوہر کی دھاڑ سنتے ایک سیکنڈ میں زرگام سے دور ہوتی ہر بڑا کر کھڑی ہوئی تھی اور خوف سے سیڑھیوں کی طرف دیکھنے لگی۔ جہاں اُسکا مجازی خدا پتھروں جیسی سختی اور لال آنکھیں لیے زرگام کو گھور رہے تھے۔

زرگام خان جو حیرانگی سے اپنے عالیان بھائی کو دیکھ رہا تھا آخر وہ کس بات پر اس طرح دھاڑے ہیں۔ نواب عالیان آج زرگام کے ساتھ ساتھ اپنے نازک وجود کو بھی چھوڑنے کا ارادہ نہیں رکھتے تھے۔

عالیان بھائی!! زرگام نے آگے بڑھتے حیرت سے سیڑھیوں کی طرف دیکھا جہاں سے نواب عالیان بپھرے شیر کی طرح تیش و عالم میں اترتے آرہے تھے

اس وقت وہ بلیک شلوار قمیض میں تھے جس پر اُنہوں نے اجرک کی شال لی ہوئی تھی پر سنلٹی جتنی جانبدار اور شاندار تھی غصہ اُس سے زیادہ خطرناک تھا۔

روشال نے ڈرتے ہوئے اپنے منہ پر ہاتھ رکھا تھا آنسو گر رہے تھے کچھ نہیں سمجھ رہا تھا ننھی سی روشال کو اُسکے شوہر کو کس بات پر اتنا غصہ آیا ہے۔

نواب عالیان ایک ہی جست میں زرگام خان کے سامنے آئے تھے۔ اور اُسکی شرٹ کے کالر سے اسکو پکڑا بیدردی سے۔ عالیان بھائی یہ آپ کیا!!! اُس نے بے یقینی سے اپنے بڑے بھائی جان کو دیکھا وہ اُن کا ایسا رویہ سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ روشال جسکے حواس ہی گل تھے وہ بس دیوار کے ساتھ لگی اپنی ہیزل بلیو آنکھوں میں بے شمار آنسو لیے اپنے مجازی خدا کو پٹ پٹ دیکھ رہی تھی دوپٹہ سر سے ڈھلک کر کندھوں پر آیا تھا۔ وہیں نواب عالیان کی شیر جیسی دھاڑ پر سب ہال میں آگئے تھے۔ دادی جان زربی بی اور باب۔۔ اب یہ کیا سین چل رہا ہے

بھلا باب نے حیرت سے سوچا تھا۔

۔۔ تمہاری ہمت کیسے ہوئی اس کو چھونے کی بھی۔۔ زرگام کا ہاتھ اپنے ایک ہاتھ سے بری طرح مروڑا تھا۔ آؤچ!!! زرگام چیخا تھا درد سے۔ بھائی جان آپ یہ

کیا کر رہے ہیں بے پناہ درد لیے بولا۔ وہیں روشال کی رو رو کر ہچکیاں بند گئی  
تھیں اب اُس کو تھوڑا تھوڑا سمجھ آ رہا تھا کیوں اُسکے شوہر غصے میں ہیں۔ شاید  
گرتے وقت زر گام نے اُس کو سہارا دیا۔۔۔ بول تیری ہمت کیسے ہوئی زر گام  
خان۔۔ اُس کو بری طرح جھنجھوڑتے ہوئے نواب عالیان بولے تھے آپ کہنا کیا  
چاہتے ہیں بھائی!! کیا کر رہے ہو پوتا صاحب دادی جان اونچی آواز میں بولی تھیں  
اُنکو اپنے پوتے کی یہ حرکت اپنے نواسے کے ساتھ ناگوار گزری تھی۔ بول کیسے  
تو نے اس کو ہاتھ لگایا کیسے!! پھر سے دھاڑے تھے نواب عالیان۔ کس کو لگایا  
ہاتھ بھائی زر گام نے حیرانگی سے پوچھا تھا نواب عالیان کا غصہ پر بڑھا تھا وہ اُن کی  
عزت پر ہاتھ ڈالنے کے بعد بڑی ہی معصومیت سے پوچھ رہا تھا اُس نے کیا گناہ کیا  
ہے۔ نواب عالیان نے زور سے زر گام کو زمین پر پٹھکا تھا۔

جس سے سب نے منہ پر ہاتھ رکھا تھا اور روشال کی تو چیخ نکلی تھی پہلی دفعہ وہ  
اپنے نواب جی کا غصہ ایسا روپ دیکھ رہی تھی۔ روشال کی چیخ سنتے نواب عالیان  
نے لال قہر بھری نگاہ روشال پر ڈالی تھی روشال کانپ رہی تھی۔ وہیں رباب کمینگی  
ساہنسی تھی اس سچویشن میں آخر کار زر گام اور اس بیوقوف لڑکی نے اُس کو ایک



ہتھیار دے دیا تھا جسکا وہ فائدہ اٹھا کر آج ابھی اسی وقت اس دو کوڑی کی لڑکی کو  
عالیان سے اور اس حویلی سے نکلوانے کا ارادہ رکھتی تھی۔

کیا بول رہے ہیں بھائی! زرگام نے پوچھنا چاہا تھا آخر اُسکی غلطی کیا ہے۔ کیا تماشا  
لگا رکھا ہے عالیان بیٹا تم نے زر بی بی غصے سے بولی تھیں اُنکو اپنے بیٹے کی بلا وجہ کی  
یہ حرکت پسند نہ آئی تھی۔۔

تماشا!!! کیا بولا امام تماشا۔۔ تماشا تو یہ لگا رہا ہے میری ہی حویلی میں آکر میری ہی  
عزت سے کھیلنے کی کوشش کی دھاڑے تھے نواب عالیان پوری حویلی کے در و  
دیوار ہلے تھے۔ بتا کیسے تو نے اس حویلی کی چھوٹی بیگم اور میری بیوی کو چھونے کی  
بھی کوشش کی گر جدار آواز میں بولے۔ روشال تو اپنے شوہر کا غصہ دیکھ بیہوش  
ہونے کے درپے تھی بول!!!! کیسے تو نے عالیان خان کی بیوی کو چھونے کی  
بھی گستاخی کی پھر سے زرگام کو اُسکی شرٹ سے پکڑ کر اٹھایا تھا۔ دیکھ کیا رہا ہے  
بول جواب دے مجھے زرگام خان بھائی کیا مطلب ہے آپکا کیا یہ سامنے کھڑی  
چھوٹی سی پیاری لڑکی۔ یہ بول ہی رہا تھا زرگام کہ نواب عالیان خان نے اپنی  
شہادت کی انگلی دیکھا کر اُس کو وارننگ دیتے روکا تھا۔۔۔ بس ایک لفظ اور نہیں

میری بیوی کو لے کر ورنہ تمہاری زبان کھینچ ڈالوں گا۔ کب سے دیکھ رہا ہوں  
جب سے آئے ہو میری چھوٹی بیگم کو دیکھے جا رہے ہو اب تو تم نے حد ہی پار کر  
دی زرگام حیدر خان۔

چھوٹی بیگم !!! یہ بولتے زرگام کی زبان بھی لڑکھڑاہی تھی آنسو چمکے تھے یقین  
کرنا تھوڑا مشکل ہوا تھا جو لڑکی پہلی نظر میں اُسکے دل میں اتری تھی وہ اُس کے  
بڑے بھائی کی بیوی وہ بھی شاید دوسری۔

بولو کیسے تم نے اس کو چھوہا ہاں۔ زرگام جو بے حواس سا کھڑا تھا۔ اتنے میں  
رہا بولی۔ میں بول رہی تھی ننہ عالیاں یہ چھوٹی گاؤں کی چھوٹی لڑکی ہے اس  
کی کوئی ذات نہیں یہ کیا جانے نوابوں کی بیویاں کیسے رہتی ہیں۔ اسی نے ضرور  
زرگام کو دیکھ کر اس کو پہچانسنے کی کوشش کی ہوگی اسکا معصوم چہرہ دیکھ کر اسکو  
معصوم ناہی سمجھو جو کسی شادی شدہ آدمی کی دوسری بیوی بننے کو تیار ہو جائے  
محض ستر سال کی عمر میں اُس سے ہی پتہ لگ رہا ہے اس لڑکی کے اندر کتنی آگ  
لگی ہوئی ہے یہ تو اپنی جسمانی۔۔۔۔۔

اور زیادہ زہر بولتی نواب عالیان نے ایک ہی جست میں بڑھتے رباب کے پاس رکھا شیشے کا واس اٹھا کر سامنے دیوار پر مارا تھا۔ رباب نے خوفزدہ ہوتے اپنے منہ پر ہاتھ رکھا تھا۔ دادی جان اور زربی بی چلائی تھیں عالیان !!! روشال کو تو یہ سب باتیں سنتے صدمہ سا لگا تھا رباب بیگم کی باتیں اندر تک اُس کا کلیجہ چیر گئیں تھیں اور ایک طرف ڈر بڑھا تھا کیا اُس کا مجازی خدا اُس پر یقین کرے گا یہ سوچتے ہی اُسکی سسکیاں زار و قطار بندھی تھیں۔ عالیان یہ تم !!! رباب بے یقینی سی ہوئی تھی۔ عالیان خان نے رباب کا جبر ادا ہو چا کیا بولا ابھی تم نے ذرا پھر سے بولنا خون خوار نظریں رباب پر تھیں اور جبرے پر گرفت جان لیوا تھی۔ وہ۔ وہ۔ میں نے یہی بولا ایسی کم ذات چھوٹی لڑکیوں کا کوئی بھروسہ نہیں ابھی اور بولتی نواب عالیان نے زور سے رباب کو صوفہ پر پٹکا تھا اگر وہ یہ نہ کرتے تو ہاتھ اٹھ جاتا جو انکی تربیت میں نہیں تھا کسی بھی عورت پر ہاتھ اٹھانا۔

ایسی لڑکی۔۔ بولو بتاؤ نا کیسی؟؟۔۔ بولو! نواب عالیان خان دھاڑے تھے روشا

ل کا تورور و کر برا حال تھا۔

چلو میں ہی تمہے بتاتا ہوں یہ کیسی ہے اور میرا اس پر کتنا اعتبار ہے یہ جو سامنے  
چھوٹی سی لڑکی کھڑی ہے جواب کوئی عام نہیں بلکہ اس حویلی کی بہو اور اس حویلی  
کے نواب کی چھوٹی بیگم مسز روشال نواب عالیان خان ہے اور اس چھوٹی لڑکی پر  
جس کو تم کم ذات بول رہی ہو اور پتہ نہیں کیا کیا اس کی ذات کو لے کر بولا ہے تو  
میں تمہیں بتا دوں میں عالیان علی خان اپنی چھوٹی بیگم کی پاکیزگی کی گواہی دیتا  
ہوں۔۔۔ یہ جتنی باہر سے معصوم ہے اتنی اندر سے ہے اس کو تو شاید مجھ سے پہلے  
کسی مکھی نے بھی چھو ہا نہیں ہو گا یہ صرف نواب عالیان خان کی ہے ہر طرح سے

--

یہ سنتے روشال بے حد رودی تھی اُسکے شوہر کو اتنا یقین اُس پر کہ اُس نے اپنی پہلی  
بیگم کا بھروسہ نہیں کیا۔ پر نواب عالیان خان کو کیا پتہ تھا وہ اسی پل اس چھوٹی سی  
لڑکی کے دل کے مقام پر بہت اونچے مرتبے پر فائز ہو چکے تھے وہ چھوٹی سی روشا  
ل کے دل میں پیار کی دستک دے گئے تھے نواب عالیان یہ بولتے زرگام کی  
طرف بڑھے زرگام خان جو اپنے ٹوٹے دل کے ساتھ کھڑا تھا زندگی میں پہلی  
دفعہ کوئی لڑکی اچھی لگی تھی پر وہ بھی کسی اور کی نکلی۔

سنو!!! زرگام خان آخری دفعہ شاید ہی اس کے بعد میں تمہے دیکھنا بھی چاہوں۔  
تم نے میری ملکیت میری بیوی کو اپنا بنانا چاہا تمہے بتا دوں اگر یہ میری بھی نہیں  
رہے گی کبھی تب بھی یہ میری ہی رہے گی یہ مسز روشال عالیان خان ہے یہ  
میری ملکیت ہے تمہاری بھابھی ہے اور بھابھی ماں جیسی ہوتی ہیں اب کی بار لہجہ  
نرم تھا پر جتا دینے والا تھا شاید پاکستان میں تمہے کوئی لڑکی نہیں ملے گی میرے  
خیال سے تمہے ابھی کے ابھی امریکہ کے لیے نکلنا چاہیے۔

نواب عالیان کا یہ حکم سنتے دادی جان نے بے بسی سے دیکھا تھا پر سوال نہ اٹھایا  
اُنکو آج پتہ لگ گیا تھا انکا نواب اپنی چھوٹی بیگم کو کہیں نہ کہیں اپنا مان چکا تھا۔ وہیں  
ر باب کھڑی اپنی سوچوں میں گم تھی اب وہ آگے کچھ بڑا کرنے کا ارادہ رکھتی تھی  
نہیں چھوڑوں گی تمہے روشال نہیں چھوڑوں گی۔

ہاں بلال امریکہ کی ایک ٹکٹ بک کروادو۔ زرگام حیدر خان کے نام کی ہاں  
ٹھیک ہے۔ فون رکھتے پھر سے زرگام کی طرف متوجہ ہوئے سامان تو کھولا نہیں  
ہوگا تم نے اچھی بات ہے ایک گھنٹے بعد تمہاری فلائٹ ہے۔ مختصر سا بولتے اپنی  
چھوٹی بیگم کی طرف بڑھے اور قہر بھری نگاہ ڈالی اُس پر جو پہلے ہی اپنے نواب جی

کو بے پناہ آنسو لیے دیکھ رہی تھی۔ بہت گہری نظروں سے روشال کو دیکھتے اُس کے کندھے پر گرے دوپٹہ کو اُسکے سر پر اڑایا تھا۔ بہت اتر گئے آپ کے دوپٹے اب آپ کا بے پردہ سر میں کبھی بھی نہ دیکھوں کمرے سے باہر!!۔ اب چلیں کمرے میں حساب لینے کا آپ سے ارادہ رکھتا ہوں یہ بولتے روشال کا ہاتھ پکڑتے سیڑھیوں کی طرف بڑھ رہے تھے۔ روشال کے چہرے پر بس مسکراہٹ تھی اُسکا شوہر جو بھی سزا دے اُس کو منظور تھی۔

ر کے نواب عالیان اور دادی جان کی طرف رخ کر کے بولے!! کل شام تک میں کمرے سے نکلنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ چاہتا ہوں اب اس حویلی کا وارث جلدی ہی آجائے۔ اتنی بیباکی پہلی دفعہ اپنے پوتے کے منہ سے سن کر دادی جان کے ہوش اڑے تھے دل مسور ہوا تھا خوشی سے وہ تو اندر ہی اندر دونوں کی نظر اتار رہی تھی اپنے آنے والے وارث کے لئے بیتاب ہوئی تھی۔ وہیں روشال کے عارض تپ کر انار ہوئے تھے پتہ نہیں کمرے میں جا کر اُس کا کیا حال ہونے والا تھا نواب عالیان علی خان روشال کو بیدردی سے کھینچتے اُسکے کمرے کی طرف لے کر بڑھ رہے تھے چھوٹی سی روشال اُنکے ساتھ کھینچتی جا رہی تھی۔ کمرے کا

دروازہ کھولتے نواب صاحب نے روشال کو بیدردی سے بیڈ پر پٹکا تھا۔ روشال جو ڈر اور سہم سی گئی تھی وہ بچوں کی طرح روتے ہوئے اپنے نواب جی کو دیکھ رہی تھی روشال جو پہلے معصومیت سے خوش ہو کر نواب جی کی سزا سہنے کو تیار تھی پر اب وہ ڈری تھی انکا غصہ اور سرخ آنکھیں دیکھ۔۔ وہ جواب پاگلوں کی طرح کمرے کے بیچ میں چکر لگا رہے تھے۔ اور یہی بولے جا رہے تھے۔ کیسے ہاں کیسے اُس نے تمہے چھوہا جو نواب عالیان خان کا ہے وہ بس اُسکا ہی ہے یہ چھوٹی بیگم تو میری ملکیت ہیں ملکیت۔ نواب عالیان نے اپنا کرتا نکال کر دور اچھالا تھا اس ٹائم اُنکے بدن کے روم روم میں آگ دہک رہی تھی۔

ایک قہر بھری نظر اپنی چھوٹی بیگم پر ڈالی اور غور سے اُس کے وجود کو دیکھا نظر ہاتھ اور اُسکی بل کھاتی کمر پر تھی جہاں جہاں اُس زر گام نے چھوہا تھا۔ یہ سوچتے نواب عالیان نے پاس پڑا شیشے کا جیوری باکس زمین پر مارا تھا روشال کی چیخ نکلی تھی۔ نواب جی کا یہ روپ چھوٹی سی روشال کو بہت ڈرا گیا تھا۔

ایک ہی جست میں روشال کی طرف بڑھے اس ٹائم وہ بنا قبض کے تھے اور نواب عالیان خان کا سینہ چمک رہا تھا اتنی خطرناک کنڈیشن میں بھی روشال کی

نظریں بھٹک کر اُنکے سینے پر اٹکی تھیں۔ نواب عالیان نے اُس کو کندھوں سے  
جکڑ کر کھڑا کیا اور اُس کے بال پیچھے سے پکڑ کر کھینچنے۔ نواب جی!! روشال  
سک پڑی تھی۔ کیا دیکھ رہی ہو ہاں کیا دیکھ رہی ہو کیسے اُس نے تمہے چھوہا کیسے تم  
نے اُس کو ذرا سا بھی اپنے قریب آنے دیا کیسے۔۔۔ وہ نواب جی۔۔۔ وہ خود باتیں کر  
رہے تھے سچی بولو تو میں نے تو بس ہاں نا میں ہی جواب دیا سچ بتاؤں تو مجھے تو اُنکی  
آدھی باتیں بھی سمجھ نہیں آرہی تھیں وہ اتنا انگریزی میں بول رہے تھے۔ بہت  
ہی زیادہ معصومیت سے روشال نے اپنی ساری بات ایک ہی سانس میں نواب جی  
کو بولی۔

جس پر نواب جی کچھ دیر کے لیے اُس کی معصومیت میں کھوسے گئے تھے دل نے  
شد و مد سے اقرار کیا اس سے زیادہ معصوم شاید ہی کوئی لڑکی انہوں نے دیکھی  
ہو۔ پر آپ نے تو نیچے مجھ پر بھروسہ کیا نا پھر کیوں میرے بال کھینچ رہے ہیں  
سکتے ہوئے بولی۔ اُسکی معصومیت سے کی گئی شکایت پر نواب عالیان نے اُسی  
پل اُس کے بال چھوڑے روشال نے اپنے بالوں کو صحیح کیا اور اپنی چوڑیوں کو  
دیکھا جو ایک چٹکھ گئی تھی۔ آپ کے لیے یہ چوڑیاں پہنی تھی پر یہ تو گئیں سو سو



کرتے روتے بولی۔ نواب عالیان کو سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ کیسے اس چھوٹی سی بچی کو  
سزا دیں جسکی شکایتیں بھی بہت ہی معصومانہ تھیں لیکن نواب عالیان کے اندر تو  
آگ دہک رہی تھی اسکو تو ٹھنڈا کرنا ہی تھا۔ نواب عالیان نے بنا سوچے سمجھے  
روشال کو اپنے کندھوں پر ڈالا۔ نواب جی نواب جی یہ آپ کہاں!!؟ تڑپتے  
ہوئے روشال بولی۔ نواب عالیان نے روشال کو لا کر ہاتھ روم میں شاور کے  
نیچھے اتارا تھا اور ایک ہی لمحے میں شاور آن کیا تھا۔ نواب جی یہ آپ میں ابھی  
فریش ہو کر نیچے گئی تھی آپ مجھے کیوں دوبارہ سے نہلا رہے ہیں۔ تاکہ تمہارے  
جسم پر سے اُسکا لمس مٹا سکوں تمہارے جسم پر بس میرا حق ہے بس میرا اور سزا  
بھی تو دینی ہے تم کو مسز نواب عالیان خان یہ بولتے روشال کو شاور کے نیچھے  
کرتے اُسکے اور اپنے بدن سے ہر پردہ اتارا تھا۔ روشال جسکی آنکھیں شرم سے  
کھلی تھی پر نواب جی اس ٹائم پورے بیشرم بنے اُسکے جسم پر صابن ایسے رب کر  
رہے تھے جیسے روز نواب عالیان ہی اُس کو شاور دیتے ہوں۔ اس پورے وقت  
میں روشال نے ایک دفعہ بھی اُن سے نظریں نہیں ملائی تھیں۔ روشال کو اچھی  
طرح شاور دینے کے بعد اپنے آپکو تسکین پہنچا کر نواب عالیان پیچھے ہوئے تھے

جیسے عارض لیے سسک اور اب گہرائی سے اپنی چھوٹی بیوی کو دیکھا تھا جو گلاب  
رہی تھی۔ نواب عالیان کے جوان جذبے بیدار ہوئے تھے پر ابھی وہ چھوٹی بیگم  
کے قریب جانے کا ارادہ نہیں رکھتے تھے۔

آج کی رات وہ اُس کو ایسی سزا دینا چاہتے تھے جس سے اُس کو احساس ہو اپنے  
محرم کے سوا کسی سے بات نہیں کرنی ہے۔ اس چھوٹی سے لڑکی کو نواب کی بیوی  
ہونے ماں کا مطلب سمجھانا ان کا مقصد تھا۔۔۔ اپنی نظریں اُسکی دودھیا گہرائیوں  
سے ہٹا کر نواب عالیان نے رخ موڑتے ساتھ ہی تولیہ اسٹینڈ سے تولیہ لیتے اپنی  
لوئر پر باندھا تھا اور ساتھ ہی ایک ہاتھ روب گاؤن روشال کی طرف اچھالا تھا  
اس کو پہنو جلدی۔۔۔ اپنی بھیگی نظریں اٹھا کر روشال نے اُنکی طرف دیکھتے وہ  
ہاتھ روب رخ گاؤن پکڑ کر ہلکا سا رخ موڑ کر پہننے لگی تھی نواب عالیان نے غصے  
سے اُس کو شاور وال کے ساتھ پن کیا تھا محرم ہوں تمہارا تمہے ہر طرح سے دیکھنے  
کا حق رکھتا ہوں جتنا تم نے خود کو نہیں دیکھا ہو گا اتنا میں تمہے کچھ وقت میں دیکھ  
چکا ہوں تمہارا بہت باریکی سے معائنہ کیا ہے ایک ایک تل کا پتہ ہے کہاں کہاں  
تو ایسی جگہ ہیں جہاں دیکھ میں اور زیادہ جنوبی ہو جاتا ہوں اس لیے پر ہے کچھ

آئندہ مجھ سے رخ مت موڑنا روشال کا چہرہ تھوڑی سے پکڑ کر اوپر کیا تھا اور  
جنونی انداز میں اُس کو بولا روشال نے ڈرتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا اور نواب  
عالیان کی گہری نظروں کے سامنے ہی وہ گاؤن پہنا میں کمرے میں جا رہا ہوں  
جب تک میں نہ بولوں تم کمرے میں قدم نہیں رکھو گی یہیں واش روم میں رہو  
گی۔ یہ سنتے روشال کے آنسو ٹپ ٹپ گرے تھے۔ مجھے بھوک لگی ہے ابھی یہ  
بول ہی رہی تھی نواب عالیان واش روم سے نکل گئے تھے۔

روشال روپڑی تھی معصومیت سے اپنے آپ سے بولی بہت گندے ہیں نواب جی  
پر مجھے اب پسند آنے لگے ہیں کیا کروں اگر وہ ناراض ہیں تو میں بھی ناراض ہوں  
تولیہ سے اپنی ناک پہنچی تھی سو سو کرتے۔

-----

دوسری طرف رباب جو کب سے روتے چیختی کمرے کی چیزے توڑ رہی تھی۔

I hate u aliyan ali khan i hate u ..

J

اب دیکھ میں کیا کرتی ہوں تیرے ساتھ میری جگہ چھینے آئی ہے اُس سے پہلے  
ہی تجھے میں یہاں سے چلتا کروں گی۔ عالیاں بھی میرا اُسکا سب میرا یہ بولتے  
کمینگی سے ہنسی تھی۔ اب دیکھ روشال میں کیا کرتی ہوں

ہاہاہاہا۔۔۔ہاہاہا۔۔۔پاگلوں کی طرح ہنستی جا رہی تھی رباب۔



کراچی شہر میں ایک لڑکا کسی فیکٹری میں کام کر رہا تھا اتنے میں اُسکا فون بجا۔ ہاں  
رضا کیا حال میرا جب سے وہ گئی ہے بحال سا ہو گیا ہوں میں حویلیاں سے کراچی  
آگیا بہت پتہ کرنے کی کوشش کی اُسکے بارے میں پر کچھ نہ پتہ چل سکا شاید میرا  
عشق ہی کمزور ہے جو وہ مجھے نہیں مل پارہی نا اُسکا کوئی سوراخ۔ بس دعا کر رضا

جلدی خدا مجھے اُسکے پاس پہنچا دے۔ یہ بولتے اُس نے ٹوٹے دل کے ساتھ فون رکھا تھا۔

-----

نواب عالیان جو پچھلے ایک گھنٹے سے سگریٹ کے گہرے کش لیتے بیڈ پر ٹانگیں پھیلا کر بیٹھے تھے جسم کی آگ ٹھنڈا ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی اس لڑکی کے لیے وہ عجیب سے جنونی ہوتے جارہے تھے جسکا اُنکو بھی اندازہ نہ تھا۔ کیا ہو گیا ہے مجھے کیوں میرا دماغ کام نہیں کر رہا کیوں میں روشال کو لے کر اتنا پاسیسیو ہوتا جا رہا ہوں۔ ابھی وہ یہ سوچتے سگریٹ ایک اور جلاتے منہ میں لگاتے بر۔ ہنہ سینے کے ساتھ بالکونی کی طرف بڑھنے ہی لگے تھے واشروم کے اندر سے روشال کی معصومانہ التجا آئی تھی۔!! نواب جی!!؟؟ نواب جی مجھے ٹھنڈ لگ رہی ہے اوپر سے بھوک بھی اور وہ پلینز نا مجھے اندر آنے دیں مجھے نیند بھی آئی ہے۔ یہ سنتے نواب عالیان کو اندازہ ہوا تھا اُنکی چھوٹی بیگم اُنکے لیے بچوں سے کم نہ تھیں اور اسی چھوٹی سترہ سال کی لڑکی نے آگے چل کر اُنکو وارث دینا تھا۔ پر اُس کی التجا سنتے اُنکے دماغ میں ایک صحیح سزا آئی تھی اپنی چھوٹی بیگم کے لیے۔

اُنہوں نے اُسی ٹائم فون اٹھایا اور کال ڈائل کی۔ ہاں اگلے پانچ منٹ میں یہ سب  
کھانے کی چیزے میرے کمرے میں ہوں اسپیشلی جیلی

نواب عالیان نے آخر کار واشروم کا دروازہ کھولا باہر سے اور اپنی دم دار آواز میں  
!!! بولے باہر آئیں چھوٹی بیگم

روشال جو واشروم میں بنی ہوئی الماریوں کے ساتھ رکھے چھوٹے سے بڑے ہی  
خوبصورت صوفہ پر بیٹھی تھی چھوٹے سے پنک رنگ کے باتھ روب گاؤن میں  
جو اُسکی دودھیا تھا۔ نیز سے بھی اوپر آتا تھا جہاں سے اُسکی نچلی گہرائیاں پوری آب  
و تاب سے چمک رہی تھیں جہاں نواب عالیان کے ایک ہفتہ پہلے کے شدت کے  
نشان ابھی بھی مجود تھے جو رات دونوں نے پام ہوٹل میں گزاری تھی۔

روشال سو سو کرتی ہوئی اٹھی تھی بہت زیادہ غصہ آیا تھا اپنے نواب شوہر پر لیکن  
پیار بھی شاید بہت زیادہ ہونے سا لگا تھا جو اُس کے معصوم سے غصے پر بھی

حاوی ہو رہا تھا۔ سترہ سال کی روشال نے اپنے معصومانہ غصے میں اپنے ہاتھ روپ  
گاؤن کے بازو سے ناک صاف کرتے اپنا بکھرا حلیہ لیے کمرے کی جانب بڑی اور  
دل ہی دل میں نواب جی پر غصہ کر رہی تھی۔ بہت گندے ہیں نواب جی ایک تو  
میں نہا چکی تھی پھر سے مجھے اتنی ٹھنڈ میں نہلا دیا اوپر سے کتنی بھوک لگی ہے مجھے  
معصومیت سے بولتی کمرے میں آئی۔ نواب عالیان کی گہری نظریں اسی وقت  
اپنی چھوٹی بیگم پر اٹھی تھیں

جو چھوٹی سی گڑیا بنی اپنے بکھرے حلیہ کے ساتھ اُنکے بالکل سامنے کھڑی تھی  
۔ نواب عالیان خان پورے پانچ منٹ تک اپنی چھوٹی بیگم کو پورے حق سے اپنی  
استحقاق اور بے باک نظروں سے دیکھتے رہے بیڈ پر بیٹھے دونوں میں خاموشی  
چاہی ہوئی تھی وہیں روشال چپ چپ کر اپنے نواب جی کو دیکھتے اپنی چھوٹی  
دودھیا انگلیاں چٹکھار ہی تھی۔ نواب عالیان کا غصہ روشال کو دیکھتے آہستہ آہستہ  
کم ہو رہا تھا اتنے میں کمرے کا دروازہ بجا تھا۔ دروازہ بجنے پر نواب صاحب اپنے  
ہوش میں آئے تھے۔

روشال ایک دم اپنی حالت دیکھتے گھبرائی تھی پتہ نہیں کون آگیا تھا کہیں دادی جان تو نہیں یہ سوچتے روشال رونے سی ہوئی تھی وہ لڑکی جس نے شادی سے پہلے کبھی اپنا دوپٹہ نہیں اُتارا تھا آج وہ اتنی بولڈ بنی صرف تولیہ میں کھڑی تھی۔ میں دیکھتا ہوں تم ذرا بھی دروازے کی طرف نا آنا نواب عالیان سٹریٹ لہجہ میں بولتے گہری نظر روشال پر ڈالتے دروازے کی طرف بڑھ گئے پیچھے روشال نے معصومانہ انداز میں نواب جی کی نقل اتاری تھی۔ دروازے پر مت آنا نہیں آتی میں ہاں نہیں تو!! چھوڑا ہے مجھے دروازے پر آنے کے لیے بھی پھر سے روشال نے اپنا آپ دیکھا تھا اُسکا سراپا ٹھٹھکتا بھڑکتا بنا ہوا تھا۔

ہاں یہ مجھے دونوں عالیان نے کھانے کی ٹرے پکڑا کر سکینہ کو جانے کا بولا تھا۔ اُس ٹرے میں جیلی دیکھتے نواب عالیان کے چہرے پر الگ سے ہنسی آئی تھی اس کا کیا کرنا تھا وہ اب اچھے سے جانتے تھے لے جا کر کھانے کی ٹرے ٹیبل پر رکھی اور اپنی چھوٹی بیگم کی طرف بڑھے نواب عالیان جو وہیں اُسی جگہ پر کھڑی تھی اپنے مجازی خدا کے حکم کے بنا وہ ایک قدم بھی نہیں اٹھاتی تھی بہت قریب آئے روشال کے روشال اُنکی بہت زیادہ قریبی اور مردانا خوشبو سے ایک دم پیچھے کی



طرف ہوئی اُس سے پہلے ہی نواب عالیان اسکو کمر سے پکڑ اپنی طرف کھینچ چکے تھے۔ اُنکو کیا پتہ تھا اُنکی چھوٹی بیگم کی اس ٹائم اُنکی بے حد قریبی سے کیا حالت ہو رہی تھی وہ کہاں جانتے تھے وہ اپنی چھوٹی معصوم بیگم کو اپنی قربت اور لمس کا دیوانہ اور عادی کر چکے تھے۔ پیچھے مت ہوا کرو جب میں تمہارے قریب ہوں۔ سے روشال کی کمر اپنے ہاتھوں میں بھر کر چھوڑی تھی روشال سسکی بے دردی تھی نظر نیچی کر کے۔ بہت قریب سے روشال کو دیکھتے نواب عالیان اُس کو چھوڑتے بیڈ کی طرف بڑھ گئے تھے اور سگریٹ جلا کر ہونٹوں سے لگاتے کش لیتے بولے۔

بیٹھو اور اچھی طرح سے کھانا کھا کر میرے پاس آؤ۔ یہ سنتے روشال نے اپنی ہیزل بلیو آنکھیں اٹھا کر اپنے نواب جی کو دیکھا تھا جو بنا کرتے کے برہنہ سینے کسی سلطنت کے بو۔ لڈ بلا کے ہینڈ سم شہزادے لگ رہے تھے اور اُنکی گھنی براؤن بیریڈ جو روشال کو بہت زیادہ اُنکی طرف کھینچتی تھی۔ بعض دفعہ ننھی سی روشال کا دل کرتا تھا وہ اپنے نواب جی کی براؤن بیرڈ کو ساری ساری رات اپنے ل۔ بوں سے چھوتی رہے یہ سوچتے روشال کی آنکھیں کھلی تھیں اپنی ہی اتنی بے باک

سوچ پر۔ کیا کیا سوچتی ہے تو روشال پاگل اگر نواب جی نے سنا پھر ہم کہاں شرم سے چھپتے پھرے گے۔ ابھی یہ سوچ ہی رہی تھی کہ نواب عالیان کی آواز پر ہوش میں آئی تھی۔

کھڑی ہی رہو گی یہ کھاؤ گی بھی۔ !!!؟؟ اپنے مجازی خدا کی آواز سنتے روشال نے اُنکی طرف دیکھا تھا۔ اگر تم سے نہیں کھایا جا رہا تو میں کھلا دیتا ہوں پر میرے کھلانے کا انداز

تمہیں کچھ خاص پسند نہیں آئے گا کوئی نہیں ابھی میٹھا ہے میرے پاس بہت اچھی طرح تمہیں کھلاؤ گا اور بتاؤں گا نواب کی بیویاں کیسے رہتی ہیں لہجہ دھیماتا پروار ننگ سے بھرا ہوا تھا نواب صاحب کا اب جلدی سے کھاؤ اور میرے پاس آؤ پٹا تھا اب کی دفعہ نواب عالیان۔ روشال نے فوراً ڈرتے ہوئے بیٹھ کر کھانا شروع کیا تھا۔ پندرہ منٹ میں کھانا کھا کر روشال اپنے چھوٹے چھوٹے قدموں سے نواب عالیان کی طرف بڑھی تھی جو ابھی بھی سگریٹ کی سوئے مار رہے تھے۔ روشال اُنکے پاس جا کر کھڑی ہوئی اور اپنی ننھی سی التجا کی وہ نہ مجھے ٹھنڈ لگ رہی ہے میں کچھ پہن لوں نواب جی۔

نواب عالیان نے بیباکی سے روشمال کو نیچے سے اوپر دیکھا تھا اور اپنی گھنی براؤن  
بیر ڈسہلاتے بولے!! کوئی بدلنے کی ضرورت نہیں ابھی کچھ سیکنڈز بعد یہ بھی  
نہیں رہنا تمہارے بدن پر پھر بس۔۔ دو وجودوں کی آگ ہی آگ ہو گی اور ٹھنڈ  
لگے گی ہی نہیں تمہے یہ بولتے نواب عالیان نے ایک دم روشمال کو اُسکے ایک ہاتھ  
سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تھا روشمال کٹی ہوئی ڈال کی طرح اُنکے سینے سے لگتی  
اُنکی گود پر بیٹھی تھی اُسکے دونوں دودھیا ہاتھ اب اُنکے برہنہ سینے پر تھے وہ ڈری  
سہمی حیا اور شرم کی سرخی لیے اپنے نواب جی کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی  
نواب جی کی تپش زدہ لال آنکھیں اُسکی پیاری ہیزل بلیو آنکھوں میں گرہی تھیں

-

نواب عالیان کا دل اس بات کا اقرار کر رہا تھا شاید ہی اُنہوں نے اس سے پہلے اتنی  
خوبصورت اور معصوم آنکھیں دیکھی ہوں جن میں ہر پل بس شرم حیا کی سرخی  
رہتی ہے۔ کوئی شک نہیں عورت کا حسین زیور ہی اُسکی حیا ہے اب نواب عالیان  
کا ایک ہاتھ بے باکی سے اُسکی پچھلی خلی گہرائیوں

پر پورے حق سے سراہت تھا۔ روشال میں ایک دم حرکت کی گھبراتے ہوئے  
یہی کچھ احساس حصے اُسکی کزوری تھے جب جب نواب عالیان یہاں چھوتے تھے  
وہ بے خود ہو جاتی تھی اور خود اُسکا بدن چاہتا تھا کہ نواب عالیان اُسکے جسم کا  
حصہ بنے پر ابھی بھی معصوم روشال اپنے آپکے یہ احساسات شرم حیا سے صحیح  
طرح سمجھ نہیں پارہی تھی اُسکا جسم ایسا کیوں چاہتا ہے قربت کے لمحات میں اب  
حرکت مت کرنا ورنہ ابھی اسی وقت بیدردی سے تم میں سما جاؤں گا یہ بولتے  
نواب عالیان نے ایک ہی جھٹکے میں روشال کو بستر پر گرایا تھا روشال جو پھٹی پھٹی  
اپنی خوبصورت آنکھوں سے اُنکو دیکھ رہی تھی جو اپنے نچلے بٹن کھولتے کمبل لیے  
روشال کے اوپر آئے تھے۔ ان لمحات میں تو روشال کی ہمت ہی نہیں ہوتی تھی  
وہ ایک پل کے لیے بھی اُنکی طرف نظر اٹھالے۔

آپ یہ روشال نے گھبراتے ہوئے پوچھا تھا کیوں کے نواب عالیان کا نچلا  
بے باک لمس جو روشال کو کمبل کے اندر سے ہی چھو رہا تھا اس وقت وہ بالکل بے  
پردہ تھے روشال جو ابھی بھی گاؤن میں تھی اُسکے گیلے لمبے بال جواب تکیہ پر  
بکھرے تھے۔ روشال کا روپ بہت ہی زیادہ دہکتا ہوا تھا۔ کیا ہوا گھبرا کیوں رہی

ہو گڑیا۔ گڑیا لفظ سنتے روشال کی آنکھوں میں آنسو چمکے تھے اکثر نواب عالیان  
قربت کے لمحات میں ایک دفعہ اُسکو ضرور گڑیا بولتے تھے۔ اُن کے منہ سے گڑیا  
سنتے روشال ایمو شنل ہو جاتی تھی۔

ابھی تو میں میں کچھ کیا ہی نہیں تم ابھی سے گھبرا رہی ہو جب میں تمہارے اندر  
اُتر۔ وں گاتب تمہارا کیا حال ہو گا۔ لیکن آج میں کچھ اور کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں  
۔ روشال جو نواب عالیان کی باتیں سنتے اُنہیں کی طرف دیکھ رہی تھی جواب  
پورے حق سے اُسکی گاؤن دوڑیاں کھول رہے تھے آپ کیا کریں گے آخر کار  
روشال نے سوال کیا نواب عالیان نے

مسکراتے ہوئے پیبا کی سے اُسکے بدن کو اپنی آنکھوں میں بھرتے سائڈ ٹیبل  
سے کچھ اٹھایا تھا۔ پہلے تو روشال تپ کر انار ہوئی تھی اب وہ پوری بے پر۔ دا اپنے  
شوہر کے نیچے تھی جو پتہ نہیں کیا چیز اُسکے اوپر ہوتے کھول رہے تھے یہ کیا ہے  
روشال نے پوچھا۔۔۔!! یہ وہ ہے جو آج میں رومانس میں استعمال کروں گا۔  
یہ بولتے وہ جیلی کھولی تھی اور روشال جو تجسس بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی  
نواب عالیان نے روشال کے اور زیادہ قریب ہوتے اُس کو کمرے کی ایل ای ڈی

لائٹس میں دیکھا تھا اُسکا دودھیا نرم و ملائم جسم پوری خوبصورتی لیے لشکارے  
مارتا چمک رہا تھا اُسکا خوبصورت بدن اتنا دلکش تھا کہ اُس پر خوبصورت تلیوں  
کے علاوہ کوئی نشان نہیں ہوتا تھا لیکن جب سے نواب صاحب سے شادی ہوئی  
تھی اُسکے خوبصورت۔۔۔ وجو۔۔۔ اب نواب جی کی شدتوں سے ہی بھیگا رہتا  
کو اپنی ہتھیلیوں میں لیتے پہلے روشال کے چہرے پر ملی تھا نواب عالیان نے جیلی  
تھی اور اُسکے چہرے کے ایک ایک نقش پر اپنے تشنگی دہکتے لب رکھے تھے  
۔ روشال جو اُنکے بھاڑی وجو۔۔۔ کے نیچے سکس۔ سک کر مچل رہی تھی  
۔۔۔ پورے وجود کے پور پور پر جیلی لگاتے اور وہاں اپنی شدت ہونٹوں سے ڈھا  
تے اب انکا لمس روشال اپنے نچلے حصے۔ پر اب تڑپتے ہوئے نواب جی کے ساتھ  
پٹتے برداشت کر رہی تھی۔ لیکن اس بیچ روشال کا روم روم آگ کی طرح دھک  
رہا تھا وہ چاہتی تھی اُسکے ں و اب جی ساری حدیں پار کرتے بس اُس میں سما جائیں  
لیکن نواب جی تو بس اُسکے وجود کو اپنے ل۔ بوں کے لمس سے جھلسا رہے تھے  
ننھی سی روشال کے ہاتھ اپنے شوہر کے گھنے براؤن بالوں میں الجھے ہوئے تھے  
وہ اور زیادہ اُنہیں اپنی سانسوں اور دھڑ۔ کنوں کے قریب کر رہی تھی نواب

عالیان جواب اُسکے دل کے مقام پر اپنا بے رحم لمس لٹا رہے تھے جیلی ڈال ڈال کر۔ اب انکا اگلا ٹارگٹ روشال کی نرم پنکھڑیاں تھیں عالیان خان نے اوپر ہوتے روشال کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں بھرتے بے باکی سے دیکھتے اُسکی پنکھڑیوں پر جیلی ڈالتے لپٹے تھے اور اُسکی نرم پنکھڑیوں کا جام پینے لگے نواب عالیان بری طرح اُسکی سانسوں سے کھلواڑ کر رہے تھے کبھی روشال کی سانسیں کھینچتے تو کبھی اندٹیتے۔۔۔ روشال جو اپنا نچلا وجود بار بار نواب عالیان سے لگا رہی تھی۔ اُسکی بیتابی محسوس کرتے نواب عالیان اُسکے اوپر سے اٹھتے ریلیکس انداز میں تکیہ پر گرے تھے وہیں روشال نے اپنے شوہر کو دیکھا تھا نہ سمجھیں میں اُسکا وجود اپنے شوہر کی قربت چاہتا تھا پر وہ سمجھ نہ پار ہی تھی۔۔۔

اُسکے آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔ آخر روتے ہوئے بولی نواب جی!!!!!!۔۔۔ نواب عالیان نے اُسکی طرف دیکھا اور اٹھ کر بیٹھے اُسکی طرف سے رخ موڑ کر اور نیچے سے اٹھا کر اپنا لباس پہننے لگے۔۔۔ اپنے آپکو ڈھکو چھوٹی بیگم!!! یہ بولتے اب اپنے کرتا کے بٹن بند کر رہے تھے نواب جی روشال روتی ہوئی بولی!!!! اور کمبل کو اپنے سینے تک کرتی اٹھ کر بیٹھی اور بھیگی آنکھوں سے اپنے شوہر کو دیکھنے

لگی بہت برا لگ رہا تھا چھوٹی سی روشال کو جس طرح شاید اُس کے شوہر نے اُسکے ساتھ کیا تھا۔ کیا ہوا روکیوں رہی ہو یہ تمہاری سزا تھی کیسے تم نے نواب کی بیوی ہوتے اُس کو اپنے قریب بھی آنے دیا پتہ ہے تمھے اُسکے پاس کھڑے دیکھ میرا بدن آگ کی لپٹوں میں جل رہا تھا سرد لہجے میں بولتے سگریٹ منہ کو لگاتے ونڈو رینگ کے پاس جا کر کھڑے ہوئے۔ روشال گاؤن پہنتی اٹھی اور اُنکے پاس کی طرح روتے ہوئے بولی آپ بہت گندے ہیں نواب جی گئی۔۔ اور بچوں بہت گندے اب میں آپ کو اپنے قریب نہیں آنے دوں گی یہ بولتے اُسکی سسکیاں بندھی تھیں۔ پر یہ الفاظ سنتے اب نواب عالیان کی جان لبوں پر سبھی تھی آنکھیں تیش و اشتعال سے سرخ ہوئی تھیں جس بیوی کو وہ اب اپنی ملکیت سمجھتے تھے ایک دم اُنہوں نے اسکو رینگ ساتھ لگاتے سرد لہجے میں بولا کیا گندا ہوں میں؟!! ہاں کیا گندا ہوں!!؟ چھوٹی بیگم!!! روشال نے روتے ہوئے نظریں نیچی کی تھیں اُس کو اب کچھ بولنا ہی نہیں تھا جب اُسکا شوہر ہی اسکو نہیں سمجھ رہا تھا وہ کیا بولتی اُسکا مجازی خدا بری طرح اُسکے احساسات بستر پر روند کر آیا تھا ایک سزا دینے کے لئے جس میں اُسکا کیا قصور تھا۔ وہ بچپن سے یہ جھیلی آئی تھی کوئی بھی



مرد یہ لڑکا اسکو دیکھتا تھا وہ اُسکے پیچھے دیوانہ ہو جاتا تھا اس لیے اُسکی امی اُس کو چھپا ل کے ذہن میں ایک دم سہیل کی چھوی آئی تھی روتے کر رکھتی تھیں روشا ہوئے دھیمی آواز میں بولی وہیں اچھے تھے مجھے سزا تو نہیں دیتے تھے کون اچھا تھا ایک دم نواب عالیان دھارے تھے۔۔ اور زیادہ اپنا وجود اُسکے نازک وجود سے لگایا تھا۔۔ بولو کون اچھا تھا؟! روشال کو تھوڑی سختی سے پکڑتے اُسکا چہرہ اوپر کرتے بولے تھے بر فیلی آنکھیں لیے مجھے نہیں بات کرنی آپ سے بہت ناراض ہوں میں آپ سے یہ بولتے اور زیادہ رونے لگی۔۔ کیوں ناراض ہو ہاں کیوں کے میں نے تمہے آج ادھورا چھوڑ دیا۔

اتنے بے باک لفظ سنتے روشال کے عارض لٹھے کی مانند سرخ پڑے تھے بولونا !!! ادھورا چھوڑ دیا اس لیے ناراض ہو بات نہیں کرنی پر میں نے یہ جانا بوجھ کر کیا۔۔ یہ سنتے روشال نے سسکی بھرتے اُنکی طرف دیکھا تھا۔

میں جانتا ہوں میری چھوٹی بیگم کو!؟ جتنی معصوم ہے اندر اور باہر سے اتنی ہی وہ وائلڈ ہے بستر پر کیا میں نہیں جانتا۔ یہ سنتے روشال نے شرم حیا سے نظریں جھکائی تھیں۔ نواب عالیان نے اُسکی تھوڑی پکڑتے پھر سے اُسکا چہرہ اوپر کیا

ایکسپیرینس مرد ہوں دوسری بیوی ہو تم میری جانتا ہوں تم کیا چاہتی ہو پر پورا  
نہیں کیا کیوں کے میں بہت زیادہ آج غصے میں ہوں۔ آگ لگی ہے تن میں  
میرے کیسے کوئی میری بیوی کو میری نظر کے سامنے پسند کر سکتا ہے کیسے روشا  
ل جو بنپلکے جھپکے اپنے شوہر کی جنونیت کو دیکھ رہی تھی۔ جیسی آگ تمہارے اندر  
لگی ہے نہ اس وقت کیوں کہ میں تم میں سمایا نہیں ویسے آگ تب لگی مجھ میں  
جب وہ زرگام پورے حق سے میری بیوی کے چہرے کا اور ہاتھوں پاؤں کا  
طواف کر رہا تھا۔ میں نواب ہوں کسی نامحرم عورت کو نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا لیکن  
کوئی میری عورت کو دیکھے یہ بھی برداشت نہیں دل کرتا ہوں اسکو جان سے مار  
ڈالوں اور یہ احساس تمہارے آنے کے بعد زیادہ ہوا ہے تم میری ملکیت ہو تم  
مسز عالیان علی خان ہو جس کے پور پور پر بس میں حق رکھتا ہوں۔ یہ چھوٹی سی  
سزا تھی تمہارے لیے تاکہ تم آگے سے کبھی اپنے آپکو کو کسی کے آگے عیاں نا  
کرو۔

بولو کرو گی عیاں؟؟! تمہارا سب میرا ہے تمہاری پازیب تمہارے ہاتھ تمہارا یہ  
خوبصورت سراپا تمہارا یہ چہرہ اور میری کمزوری تمہاری دھڑکنے۔۔۔ یہ بولتے

جنونیت کے عالم میں روشال کے دل کے مقام پر جھکے تھے اور گاؤن کو نیچے کر کے وہاں اپنا گھیلالمس چھوڑا تھا روشال بے خد ہوئی تھی نواب عالیان مسکرائے تھے اپنا چہرہ روشال کے دل کے مقام سے اٹھا کر بولے۔ چھوٹی ہو لیکن جانتی ہو اپنے شوہر کو اپنا عادی کیسے کرنا ہے۔

مجھے نہیں بات کرنی آپ سے نظریں نیچی کر کے بولی روشال ناراضگی تمہاری میں بستر پر نکالتا ہوں گڑیا۔۔۔ جی!!! روشال نے گھبراتے ہوئے دیکھا تھا اپنے نواب جی کو اس سے پہلے کچھ اور بولتی نواب عالیان روشال کو اٹھا کر اپنے کندھے پر ڈال چکے تھے اور لے جا کر بستر پر پھینکا اور کچھ ہی لمحوں میں وہ اُسکے اندر اتر گئے تھے روشال کی چیخ نکلی تھی اب پورا کمرہ نواب عالیان کی شدت سے لرز رہا تھا۔

-----

ایک مہینہ گزر گیا تھا اس بیچ نواب عالیان نے رباب سے کم بات ہی کی تھی اُنکو پسند نہ آیا تھا کیسے رباب نے اتنا گھٹیا الزام اُس چھوٹی سی لڑکی پر لگا دیا جسکی پاکیزگی کی گواہی نواب عالیان خود دیتے تھے۔ پر اس ایک مہینے میں کتنی راتے

اُنہوں نے اپنی چھوٹی بیگم کے ساتھ گزاری اب آہستہ آہستہ رباب سے اُنکی ناراضگی دور ہو رہی تھی اُنکی پہلی بیگم اور اُن کا پیار تھی کیسے بھلا اتنے دن ناراض رہتے۔ پر اس ایک مہینے میں وہ اپنی چھوٹی بیگم کی قربت کے لیے بہت ہی زیادہ دیوانے ہو گئے تھے۔

-----

صبح کے آٹھ کا وقت تھا کل کی رات نواب عالیان نے رباب کے پاس گزاری تھی رباب جو اُنکے برہنہ سینے پر لیٹی ہوئی تھی دونوں اس وقت کمبل میں تھے۔ Aliyan baby don't disturb me na !!

I am not disturbing you wake up and pick up ur phone!!

یہ بولتے نواب عالیان اٹھے تھے اور اپنے کپڑے لیتے واشروم کی طرف بڑھ گئے تھے۔

ر باب نے جمائی لیتے فون اٹھایا تھا۔۔ ہیلو کون !!! تم، اس وقت کال کیوں کی  
مجھے اپنے سسرال میں ہوں اور میرا شوہر شاور لے رہا ہے

-----

What!!!!

پاگل ہو کیا دوپہر میں۔۔ نو نو پلز مجھے نہیں ملنا۔۔ اوکے میں آتی ہوں لیکن  
لاسٹ ٹائم۔۔ فون رکھتے ر باب نے پریشانی سے اپنا ماتھا مسئلہ تھا کیا مصیبت ہے  
اس کو زیادہ منہ ہی نہیں لگانا چاہیے تھا ر باب تپے لہجے میں بولی تھی اور شاور کی  
طرف بڑھ گئی اُسکا عالیان کے ساتھ ہی لینے کا ارادہ تھا۔

-----

روشال کچن میں تھی کل رات اُسکی بہت ہی لمبی گزری۔ نواب عالیان جو اُسکے  
پاس نہ تھے اب ننھی سی روشال واقعی اُنکے رنگ میں پوری طرح رنگ چکی تھی  
پیار کرنے لگی تھی اور اُس پیار کا تب احساس ہوا تھا جب نواب عالیان ایک دفعہ  
اسکو بنا بتائے اُسکو میکے لے کر گئے تھے اُسکے بابا سے ملوانے وہ سارا دن دونوں

نے ساتھ ہی گزرا تھا۔ رباب آئی کچن میں آج اُس نے بہت ہی ہا۔۔ ٹ فروک  
پہنی ہوئی تھی جس میں اُسکا بدن چھپ کم رہا تھا عیاں زیادہ ہو رہا تھا روشال جو  
نواب جی کے لیے پراٹھے بنا رہی تھی اب وہ اُسی کے ہاتھ کا ناشتہ کرتے تھے  
رباب نے نفرت سے روشال کو دیکھا اور اُس کا دل جلانے کا سوچار ضوانہ رضوانہ  
رباب کی آواز سنتے روشال اپنے میں سمٹی تھی ستر اسال کی روشال رباب سے  
بہت ڈرتی تھی ایک تو وہ کم عمر تھی اور چالاک نہیں تھی۔

جی رباب بی بی!! رضوانہ بولی تھی۔ وہ مجھے نہ آج سینڈ وچ اور پاستا کھانا ہے۔۔۔  
جی رباب بی بی۔۔ روشال جو پراٹھے بنانے میں مصروف تھی۔ بی بی جی آپکے گلے  
میں نشان!! رضوانہ بولی تھی۔ حویلی کی ایک دو ملازموں کو چھوڑ کر ہر ملازمہ  
رباب کے ساتھ ملی ہوئی تھی کوئی موقع نہیں چھوڑتے تھے روشال کو نیچا  
دکھانے کا وہ بس کل تمہارے نواب صاحب میرے پاس تھے ناسو بس ساری  
رات اور پھر شاور میں۔۔ اب آگ اُنکی اچھی طرح بجھا دی ہے میں نے شاید ہی  
ایک دو ہفتے تک کسی اور کے کمرے کا رخ کرے یہ بولتے رضوانہ اور رباب  
استہزایا ہنسی تھیں وہیں روشال کی آنکھیں بھیگی تھیں وہ اپنے آنسو کنٹرول کرتی

چولہا بند کرتے باہر کی طرف جانے لگی تھی جب رباب نے بولا تھا دل جلانے والا۔۔۔ ویسے بھی وارث کے لیے لائی جانے والیوں کی اوقات کوٹھے والیوں اپنا جسم فروش کرتی ہیں اور جیسی ہوتی ہیں بس فرق یہ ہے وہ پیسہ لے کر وہیں اُنکی اولادوں کو کوئی نام نہیں ملتا اور نوابوں کی دوسری تیسری بیویاں پیسہ لے کر نکاح کا ٹیگ لگا کر اپنا جسم بیچتی ہیں اور اولاد دے کر نکل جاتی ہیں۔۔۔ یہی فرق ہے یہ سنتے روشال کی روح کا پیسی تھی وہ روتی لرزتی بھیگی آنکھوں سے رباب کو دیکھتی کچن سے نکل کر اپنے کمرے کی

طرف بھاگ گئی تھی۔ وہیں رباب اور رضوانہ کا قہقہہ گونجا تھا۔

-----

کراچی شہر کے چھوٹے سے فلیٹ میں دونو جوان بیٹھے تھے۔ پھر کیا ارادہ ہے تیرا سہیل!!!! رمضان بولا تھا اُسکا جگری یار ارادہ اُسکے پاس جانے کا ہے بہت غلط ہوا ہے میری روشال کے ساتھ کیسے اُس کے بابا اسکو نواب کو بیچ سکتے تھے۔

کیا تو ایک شادی شدہ عورت کے پیچھے جائے گا۔!! خاموش رمضان وہ بس  
سہیل کی ہے روشال مرتے دم تک میری رہے گی بس میری میں اُس کو پھر سے  
حاصل کر کے رہوں گا۔ اس لیے کچھ ہی دنوں میں میں جا رہا ہوں اسکو پھر سے  
اپنا بنانے

روشال بے دردی سے اپنے آنسو پہنچتی بے تحاشا روتی اپنے کمرے کا دروازہ  
کھولتی اندر آئی تھی اور بہت ہی زیادہ غصے میں دروازہ بند کرتے اپنا دوپٹہ نکال کر  
پھینکا تھا زمین پر اور بیڈ پر اٹے منہ گرتے بہت زیادہ رونے لگی رباب کی باتیں  
روشال کے دل پر لگی تھیں کوٹھے کا کوئی خاص مطلب اُس کو سمجھ نہ آیا تھا لیکن  
اتنا ضرور سمجھ گئی تھی ستر اسال کی روشال کہ رباب بی بی نے اُس کو بہت ہی غلط  
بولایا ہے۔ کیا میں گندی ہوں؟ کیا میں نواب جی کے قابل نہیں کیا ایک عام لڑکی  
ایک گاؤں کی غریب لڑکی کبھی محلوں کی رانی نہیں بن سکتی یہ بولتے روشال  
پھوٹ پھوٹ کے رودی تھی سسکیاں بندھ گئیں تھیں روشال کی وہ تڑپتے



ہوئے آج اپنی ماں کو یاد کر رہی تھی امی امی آج آپکی بیٹی بہت تکلیف میں ہے امی  
کہاں ہیں آپ کیوں چلی گئیں آپ اللہ کے پاس کیوں آپ نے مجھے اتنا لاڈ دیا  
کیوں آپ نے مجھے یہ نہیں بتایا وصال میری گڑیا یہ دنیا بہت ظالم ہے اور شادی  
کے بعد ہر لڑکی کا نصیب ایک جیسا نہیں ہوتا کچھ کو واقعی اس زندگی کی تلخ  
حقیقتوں اور رویوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

کاش امی آپ نے بتایا ہوتا وصال زندگی گڑیا کے کھیل کی طرح نہیں چلتی بلکہ  
روز ایک نیا روپ لے کر ایک لڑکی کے سامنے ہوتی ہے۔ واقعی ماں کی سب سے  
زیادہ لاڈلی بیٹیوں کو زندگی روز و رند ہتی ہے اور اپنی اصل حقیقت دکھاتی ہے  
( کے لائف فیری ٹیل نہیں ہے )

-----

نواب عالیان اپنے کمرے سے نکل کر نیچے ڈائننگ ہال میں آئے اس وقت وہ  
وائٹ کرکراتی شلوار قمیض میں تھے جس کے اوپر بلیک شال کندھوں کے اوپر  
ڈالی تھی اپنی گھنی بیرڈ کورب کرتے اپنی کرسی پر بیٹھے بے تابی سے اُنکی نگاہیں  
کچن کی طرف اٹھی تھیں ڈائننگ ہال سے کچن کے شیشے کا دروازہ آدھا دکھتا تھا

۔ کہاں رہ گئیں چھوٹی بیگم جانتی ہے نہ میں بس اب اُنکے ہاتھ کا ناشتہ ہی کرتا  
ہوں بے قراری لیے سوچا تھا نواب عالیان نے رات اُنہوں نے رباب کے پاس  
گزاری تھی لیکن اب بس اپنی چھوٹی بیگم کی چاہ انگڑائی لیے ہوئے تھی وہ آج کی  
رات اپنی چھوٹی گڑیا کے پاس گزارنے کا ارادہ رکھتے تھے یہ سوچتے نواب عالیان  
مسکرائے تھے۔۔ اتنے میں سکینہ رضوانہ۔۔ ناشتہ کی ٹرائی لیے کچن سے باہر آئی  
تھیں نواب عالیان جنکی بے قرار نگاہیں پہلے ہی کچن کے دروازے پر تھیں وہاں  
سے ملازماؤں کو نکلتا دیکھ اُنکے نقوش تنے تھے۔

یہ کیا چھوٹی بیگم کہاں ہیں وہ ٹرائی لے کر آتی ہیں ابھی یہ سوچ ہی رہے تھے۔  
رباب جو بہت ہی عیاں لباس میں تھی جس میں نواب عالیان کی شدتیں عیاں  
تھیں مسکراتی ہوئی نواب صاحب کے پاس والی کرسی پر آکر بیٹھی۔۔۔ عالیان  
بے بی اٹھ گئے بولا تھا میرے ساتھ چلو نیچے

But u want to take time han by the way  
why u want to take time in shawar ?

یہ بولتے آنکھ ماری تھی نواب عالیان کو وہ کچھ بہت ہی بے باک بول گئی تھی جو  
ان لفظوں کے پیچھے چھپا تھا۔

یہ سنتے ملازماؤں نے ایک دوسرے کے منہ دیکھے تھے کچھ پر لے نہیں پڑھا تھا پر  
وہیں نواب عالیان کا چہرہ سرخ ہوا تھا غصے سے رباب کی بے ہودا بات پر ایک دم  
انگلش میں بولے چٹختے ہوئے یہ چیزیں اُنکو رباب کی شروع سے قطعی ناپسند تھیں

-

Are u out of ur mind rubab ...

جگہ تو دیکھ لیا کرو کہاں بیٹھی ہو اور کیا بول رہی ہو نواب کی بیوی ہو تم۔۔۔ غصے  
میں دانت پیستے بولے تھے

What i say ??? Aliyan

کیا ایسا بول دیا میں نے جو تم غصہ ہو رہے ہو میں ہمیشہ سے ہی ایسی ہوں پہلے تو  
تمہے کوئی مسئلہ نہیں تھا

جب سے دوسری شادی کی ہے مسئلے ہی مسئلے ہو گئے ہاں اور سنو جب آٹھ سال  
پہلے ہماری شادی ہوئی تھی نا تو تم نواب نہیں تھے تمہارے بابا کے جانے کے بعد

تم اُنکی کرسی پر بیٹھے تب سے میں ہی تمہارے ساتھ ہوں نہ کے وہ عام سی لڑکی  
۔۔۔ اتر کر غصے میں بولی تھی رباب۔۔۔ ابھی تم سے بات کرنا ہی بے فضول  
ہے اور پلرز کپڑے تو سہی پہن لیتی سرد لہجے میں بولے تھے۔۔۔ نواب صاحب کو  
رباب کا اس طرح اُنکے پیار کے نشان کھلے عام دکھانا پسند نہیں آیا تھا اب اس میں  
کیا مسئلہ ہے عالیان مانا آپ بڑھے ہو رہے ہیں لیکن میں نہیں اگر میں 55 کی  
بھی ہو جاؤں گی تب بھی ایسی ہی رہوں گی آملیٹ کا نوالہ لیتی بولی تھی نواب  
عالیان نے اُسکی باتوں کا جواب نہ دیتے رضوانہ سے روشال کا پوچھا تھا۔۔۔ کہاں  
ہیں آپکی چھوٹی بیگم اور اُنکا بنا ہوا ناشتہ انتہائی سنجیدہ آواز میں بولے تھے۔ صبح صبح  
معصوم بیوی کا چہرہ دیکھنے کی عادت گئی تھی جو بہت پیار سے اُنکو ناشتہ اُنکو اپنی  
کرواتا تھی آج وہ نہیں تھی ٹیبل پر نواب جی اندر ہی اندر پاگل ہو رہے تھے  
رباب نے روشال کا نام سنتے نفرت بھرا چہرہ بنایا تھا۔۔۔۔۔ آکھلی تمہاری چھوٹی  
بیوی ابھی تک سو رہی ہے بچاری کو یہاں تو آسائش والی زندگی میسر آئی ہے۔۔۔  
ویسے چھوٹی ہے وہ عالیان اتنا کام نہ کروایا کرو نکلی سا بولی تھی روشال کی نکلی فکر  
لیے۔۔۔۔۔ رباب پل میں تولہ تھی تو پل میں ماشا۔۔۔۔۔ ایسی شاطر لڑکی کو سمجھنا

آسان نہیں تھا ویسے وہ اتنی دیر تک سوتی نہیں رہا باب بے پناہ اُس کی فکر لیے  
بولے تھے۔۔ میں جا کر دیکھتا ہوں۔۔ نواب عالیان ایک دم اٹھے تھے اور اوپر  
کی جانب بڑھنے لگے تھے کہ ایک دم رضوانہ اور سکینہ چیخی تھیں۔۔ نواب  
صاحب نواب صاحب باب بی بی۔ عالیان خان نے رخ موڑ کر دیکھا اور بے  
زمین پر بیہوش پڑی تھی۔ اختیار آواز نکلی رہا باب۔۔ جو

---

نواب عالیان باب کو لے کر ڈاکٹر کے کلینک میں تھے وہ کب سے باہر بے تابی  
سے چکر لگا رہے تھے۔ دل ہی دل میں باب کے لیے بہت ٹینشن تھی جب سے  
ڈاکٹر نے بتایا تھا اُس کی طبیعت خراب ہوئی ہے سٹریس کی وجہ سے اُف۔۔  
عالیان وہ تیری پہلی بیوی ہے کیوں تو صبح اُس کے ساتھ اتنا تلخ ہو گیا یہ بولتے اپنا ماٹھا  
مسد تھا۔ اتنے میں نرس آئی۔۔ سر آپ کو ڈاکٹر بولا رہی ہیں۔۔ جی۔۔ نواب  
عالیان سنجیدہ چہرے کے ساتھ پریشانی لیے ڈاکٹر کے کمرے میں گئے۔۔

---

مسٹر عالیان اگر آپکی دوسری شادی ہو گئی ہے وارث کے لیے لیکن آپکو اپنی پہلی بیوی کا بہت خیال رکھنا چاہیے وہ بچاری آپکو اولاد نہ دینے کی وجہ سے اور اوپر سے اُنکے اوپر سوتن آگئی ہے وہ اندر ہی اندر گھٹتی جا رہی ہیں پلزمس رباب کو وقت دیں۔ آپ جا کر یہ میڈیسن لے آئیں اور یہاں سے اُنکو کہیں گھمانے لے جائیں جی۔۔۔ نواب عالیان نے بس جی میں جواب دیتے باہر نکل گئے تھے ایک دم رباب ہنستی ہوئی باہر آئی تھی۔۔۔ بہت بہت شکریہ ڈاکٹر زکایہ لیں آپکی منہ مانگی قیمت۔۔۔ ایک ہزار کے نوٹ کی گدی رباب نے ڈاکٹر کو دی تھی۔

یہ تو میرا کام تھا جتنا پیسہ اتنا جھوٹ۔۔۔ اب دونوں کا قہقہہ گونجا تھا کمرے میں۔۔۔

-----

پورے ایک دن بعد نواب عالیان نے رباب کے ساتھ حویلی قدم رکھا تھا دونوں کلینک سے ہی نواب صاحب کے کراچی کے فام ہاؤس نکل گئے تھے جہاں اُنہوں نے ایک ایک لمحہ ایک دوسرے کی قربت میں گزارا ایک سیکنڈ کے لیے بھی رباب نے عالیان کو نہیں چھوڑا کہیں دفعہ نواب عالیان نے گھر فون ملانے کے لیے موبائل اٹھایا کہ وہ کسی طرح روشال کا پتہ کرے لیکن رباب کی

قربت اتنی حاوی ہو گئی تھی وہ روشال کو ہی پوری طرح بھول گئے کہ اُن کی ایک اور بیوی بھی ہے جس کو شاید ان کی بہت زیادہ ضرورت تھی۔

دونوں گاڑی سے باہر آئے نواب عالیان نے اپنے خاص گارڈ کو چابی دی اور رباب کے ساتھ اندر کی طرف بڑھے۔ یہ اس وقت ہال اتنا خالی خالی کیوں ہے مام اور زینب کدھر ہیں۔؟ ایک دم رباب نے عالیان خان کے بہت قریب ہوتے اُنکے سینے سے ٹیک لگائی تھی۔ رباب کیا ہوا!!! نواب عالیان نے پوچھا۔ بے بی ماما اور زینب شادی پر گئے ہیں اور اس ٹائم سب نوکرائیاں انیکسی میں ہوتی ہیں اور دادی جان تو اپنے بھائی کی طرف گئی ہیں

ہمم۔۔۔ میں ذرا روشال کو دیکھ لوں۔۔۔ یہ بولتے رباب کو پیچھے کرتے اوپر کی!!! جاننا بڑھنے ہی لگے۔ ایک دم رباب نے روکا تھا عالیان۔

کیا ہوا!!! نواب عالیان نے آئی برواچکاتے پوچھا تھا۔ رباب سیڈ۔۔ ڈک۔۔ ٹرس بنی اور اُسی انداز میں چلتی عالیان خان کے قریب آئی۔۔ نواب عالیان جو بہکے تھے رباب پورا فن جانتی تھی اُنکو کیسے گرم کرنا ہے۔ پاس آتے اپنا سینا عالیان خان کے کسرتی سینے سے مسلہ تھا۔ ایک دم نواب عالیان نے کنٹرول

کو تھے اُسکے بالوں کو گدی سے پکڑتے اُسکا چہرہ اپنے قریب کیا تھا۔ کیا چاہتی ہو  
!!! خمار زدہ لہجے میں بولے آج میں تم میں اتر۔ ناچا ہتی ہوں اور اُس کے بعد تم  
اس طرح مجھ میں اترنا پورا کمرہ تمہاری شدت سے اور میری معنی خیز آوازوں  
سے گونجے۔ ابھی یہ بولا ہی تھا نواب عالیان رباب کو گود میں اٹھاتے کمرے کی  
طرف بڑھ گئے تھے۔

رات کے تین کا وقت تھا آدھی رات ہو گئی تھی نواب عالیان اپنی ساری تشنگی  
ر باب کے جسم پر اتار کر ابھی سوئے تھے لیکن ایک دم اٹھے۔۔۔۔۔ روشال۔۔  
اُسکا نام بولتے سینے پر ہاتھ رکھا تھا اس ٹائم نواب عالیان پسینے میں نہائے ہوئے  
تھے انہوں نے ابھی ایک خواب دیکھا تھا جس میں روشال بہت رو رہی تھی اور  
اُن سے بات نہیں کر رہی تھی۔ یہ کیا میں نے دیکھا!!! اپنا سینا مسدہ تھا اور پاس  
لیٹی رباب کو دیکھا جو سو رہی تھی مجھے چھوٹی بیگم کے پاس جانا ہو گا کل سے اُن کو  
دیکھا نہیں اٹھے اور شاہور لینے چلے گئے اب آگے آنے والا ہفتہ وہ اپنی چھوٹی گرُیا  
کے ساتھ گزارنے کا ارادہ رکھتے تھے۔



-----

نواب عالیان برآمدے سے ہوتے روشال کے کمرے کی طرف بڑھ رہے تھے۔ اس وقت وہ بلیک شلوار قمیض میں ملبوس تھے صبح کے اب 4 کا وقت ہو رہا تھا روشال کے کمرے کے دروازے کے قریب آتے انہوں نے اپنی شال جھٹکی تھی اور اپنی قمیض کی آستینوں کو فولڈ کرتے دروازے کے آٹومیٹک فیس لاک کے آگے اپنا فیس کیا تھا دروازہ جھٹ سے کھلا تھا۔

اس دروازے کو بس دو ہی لوگ اپنے چہرے سے کھول سکتے تھے ایک نواب صاحب اور ایک روشال۔ نواب صاحب نے اس وقت دروازہ بجانا ضروری نہیں سمجھا انہوں نے سوچا اگر روشال سو رہی ہوئی تو وہ ڈسٹرب ہو جائے گی۔ جیسے ہی نواب عالیان نے کمرے میں قدم رکھا دل دہل اٹھا تھا پورا کمرہ تحس نہس تھا ہر چیز بکھری اور ٹوٹی ہوئی تھی بیڈ شیٹ نیچے گیری ہوئی تھی ڈریسنگ ٹیبل کی ہر چیز زمین پر ٹوٹی ہوئی پڑی تھی اور وہیں چھوٹی سی روشال اوندھے منہ بستر کے بیچ بکھری ہوئی ایک مردہ لاش کی طرح پڑی تھی جسکے آنسو ان دونوں میں رور و کر خشک سے ہو گئے تھے وہ کل والی ہی پیلے رنگ کی شیشہ کے کام والی

فروک میں تھی جس کی ڈوریاں پیچھے کی کھلی تھیں جو روشال نے رباب کے لفظ یاد کرتے کھینچ کر توری تھیں اور پوری فروک پر سلوائے پڑی ہوئی تھیں نواب کی طرف بڑھے تھے دل عالیاں یہ سب دیکھتے بے قراری میں اپنی چھوٹی بیگم تڑپا تھا اُس کو ایسی حالت میں دیکھتے وہ ہنستی مسکراتی معصوم سی گڑیا بے جان لاش کی طرح پڑی تھی جس کو کسی نے پوچھا تک نہیں تھا دو دن میں۔ ایک دادی تو خیال رکھتی تھی وہ بھی نہیں تھی۔

جیسے ہی نواب عالیاں خان کی آواز سنی روشال کے مردہ جسم میں جان سی پڑی تھی دل پھر سے غمگیں ہوا تھا۔ اور وہ پھر سے رونے لگی تھی سسکیوں کے ساتھ۔ نواب عالیاں نے اُسکے قریب بیٹھتے انہوں نے بیتابی سے اُس کو پکارا۔ روشال میری چھوٹی بیگم میری گڑیا کیا ہوا ہے اُن کی آواز میں اتنی تڑپ تھی جس کو محسوس کرتے روشال پھر سے تڑپ کر رودی تھی اُس کی سسکیاں بندھ گئی تھیں۔ اُسکا رونا سنتے اور زیادہ بے قرار ہوئے تھے نواب عالیاں بہت ہی زیادہ دھیمے اور مٹھاس لہجے میں بولے !!! روشال کیا ہوا گڑیا کیوں ایسے رورہی

ہو؟؟؟ اپنے نواب جی کے منہ سے اپنا نام اتنے پیار سے سنتے روشال اور زیادہ بستر  
میں اپنا چہرہ دبا کر اور زیادہ پھوٹ پھوٹ کر رودی تھی۔ نواب عالیان خان سے  
اور زیادہ برداشت نہیں ہوا تھا انہوں نے ایک دم روشال کو کمر سے پکڑتے اٹھایا  
تھا لیکن روشال کی حالت دیکھتے نواب عالیان کا دل دہلا تھا روشال کی آنکھیں بند  
تھیں بے تحاشا آنسو گر رہے تھے ڈارک براؤن سیلکی بال بکھری اور اُلجھی سی  
حالت میں تھے ایک دم روشال چیخ چیخ کر رونا شروع ہو گئی تھی۔ نواب عالیان  
نے ایک دم اُس کو اپنے سینے سے لگایا تھا روشال اب نواب جی کے کرتے کو اپنی  
مٹھیوں میں پکڑ کر بہت زیادہ رونے لگی تھی۔ اپنا منہ اور زیادہ نواب جی کے  
سینے میں چھپایا تھا اُسکے آنسوؤں نے نواب جی کے کرتے تک کو بھگو دیا تھا۔  
کیا ہوا ہے میرا بچہ!! بولوروشال میری گڑیا!! اُس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں  
بھرتے بے پناہ پرواہ لیے نواب عالیان بولے تھے اب اُنکی آنکھوں کے ایک  
کونے میں آنسوؤں کی جھلک تھی۔ دل جو سامنے روتی معصوم سے بچی کے لیے  
تڑپ رہا تھا کیا میں گندی ہوں نواب جی لڑھکتے ہوئے بولی تھی۔؟؟؟!! کیا میں  
گندی لڑکی ہوں کیا آپ مجھے نفرت کرتے ہیں۔۔ پھوٹ پھوٹ کر رودی تھی

روشال یہ بولتے وہیں نواب جی کے چہرے سے اُس کے لیے تڑپ واضح تھی۔  
اُنکو اپنا دل بند ہوتا معلوم ہو رہا تھا اپنی چھوٹی سی گڑیا کی حالت دیکھ کر نواب  
عالیان کو اپنا دماغ مفلوج ہوتا معلوم ہو رہا تھا یہ سوچتے کے تھا اُنکی چھوٹی بیگم ایسی  
حالت میں اور وہ پورا دن رات اپنی پہلی بیوی کی قربت میں بہت سکون سے گزر  
رہے تھے۔

یہ کس نے بولا تم سے میری گڑیا میری روشال نواب عالیان نے بے پناہ فکر لیے  
پوچھا تھا روشال جو نواب عالیان خان کے سینے سے لگی بس سسکیاں بھر رہی تھی  
اور یہی مدھم سی آواز میں بے حواس بولی جا رہی تھی۔ میں گندی ہوں کیا!!!؟  
میں کوٹھے کی ہوں جہاں لڑکیاں گندا کام کرتی ہیں یہ بولتے اور زیادہ اُنکے سینے  
سے لگی ذار و قطار رودی تھی یہ سنتے نواب عالیان کے سفید ہاتھوں کی رگیں  
پھولی تھیں آنکھوں میں خون اُتر آیا تھا آخر کون تھا جس نے اُنکی چھوٹی بیگم سے  
اس طرح گند بھرے لہجے میں بات کی جو بھی تھا اُنکے رونے تڑپنے کے پیچھے

نواب عالیان اُس کو چھوڑنے کا ارادہ نہیں رکھتے تھے۔ ایک دم روشال کو اپنے سینے سے ہٹا کر اُس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھر کر اپنی طرف کیا روشال جس کی آنکھیں بند تھیں اور آنسو نکل رہے تھے نواب عالیان نے اُس کے چہرے کا طواف کرتے اپنے دہکتے لب اُس کے ماتھے پر رکھے تھے اُنکی چھوٹی سی بیوی تو دودن میں ہی مر جھاسی گئی تھی۔ نواب عالیان کا خود پر غصہ بڑھتا جا رہا تھا کیسے وہ اپنی دوسری بیگم سے لا پرواہ ہو گئے یہ جانتے ہوئے وہ کتنی معصوم ہے۔ نواب عالیان کا لمس اپنے ماتھے پر محسوس کرتے روشال نے اب کی بار اپنی آنکھیں کھول اپنے نواب جی کو دیکھا تھا جو بے پناہ آنکھوں میں فکر لیے اُسی کو دیکھ رہے تھے نواب عالیان کی آنکھوں کے کونوں میں آنسو کی چمک تھی۔۔ نواب عالیان خان جیسا مضبوط سفت انسان آج اپنی چھوٹی بیگم کی ایسی حالت نہیں دیکھ پارہا تھا۔ آخر کار روشال اپنی لرزتی آواز میں بہت ہی دھیمے لہجے میں اپنے مجازی خدا سے سوال گیر ہوئی تھی۔۔۔ اُس نے اپنی نازک کلائیوں سے نواب عالیان کا کرتا اوپر سے پھر سے پکڑا تھا اور بولی مجھے سچ بتائیں!! نواب جی کیا میں آپکو۔۔ گندی لگتی یہ بولتے پھر آنسوؤں کا جھرنا اُسکی آنکھوں سے ہوں جیسے سب کو لگتی ہوں

بہنے لگا تھاروشال جو ستراسال کی لڑکی تھی جب وہ مہینے پہلے نواب جی کے نکاح میں آئی تھی اُس سے پانچ دن پہلے تو اُسکی سترویں سالگرہ تھی روشال اپنی سب بہنوں میں سب سے چھوٹی اور اپنے ماں باپ کی معصوم بچی تھی جس کو گاؤں میں سب اللہ کی گائیں بولتے تھے اتنی بھولی تھی کیوں کہ وہ جب پیدا ہوئی تو حوروں کا حسن لے کر آئی۔ جیسے جیسے بڑھی ہوتی گئی کوئی اُس کو دیکھ لیتا لڑکا وہ اُسکا سیر ہو جاتا اس لیے جب روشال ۱۱ سال کی تھی تو اُسکی امی اُس کو زیادہ گھر کی چار دیواری میں ہی بند رکھتی تھیں۔ اس لیے روشال زمانے کے لحاظ سے بہت ہی معصوم تھی اُس کو زیادہ چیزوں کا پتہ نہیں تھا لیکن جواب اُس کے ساتھ ہو رہا تھا وہ اُس چھوٹی سی روشال کے لیے دنیا کی سب سے تلخ حقیقت تھیں پہلے وارث دینے کے لیے اُسکے باپ کا اُسکا سودا کرنا روز اپنے شوہر کو باٹنا اور اب ایسی (باتیں سننا جو بہت ہی غلیظ معلوم ہو رہی تھیں۔

ایک دم نواب عالیان اپنی آنکھوں میں غصہ لیے بولے!! کس نے بولا!!؟ آپ سے یہ سب چھوٹی بیگم مجھے اُسکا نام بتائیں وہ آج نواب عالیان کے قہر سے بچ نہیں سکے گا یہ بولتے نواب عالیان نے غصے سے ہاتھ سائڈ ٹیبل پر مارا تھا۔۔۔ بتاؤ

روشال کس نے تمہارا دل دکھایا اور یہ سب بولا۔۔۔ غصے سے آنکھیں باہر آرہی تھیں۔

نواب عالیان نے روشال کو کندھوں سے پکڑ کر نیچے کھڑا کیا بولو میرا بچہ کس نے بولا یہ سب۔۔۔ دُنیا تو یہ سب بولے ہی گی نواب جی!!! بس مجھے رونا آرہا ہے کیا آپ بھی مجھے گندا سمجھتے ہیں کیوں کہ آپ مجھے خرید کے لائیں ہیں۔۔۔ ابھی اور بولتی نواب عالیان اُس کی نرم پنکھڑیوں۔۔۔ کو اپنے ل۔۔۔ بو میں قید کر گئے تھے اور کافی دیر اُسکی نرم پنکھڑیوں کو شدت سے نشانہ بنا کر پیچھے ہوئے تھے روشال کے یہ الفاظ خاص طور پر خرید کر لائی گئی ہے وہ نواب عالیان کے سینے پر تلوار کی طرح لگے تھے۔۔۔

وہ اپنے لبوں کو ہلکا سا اپنے ہاتھوں سے چھوتی نظریں جھکا گئی تھی۔ کل سے وہ اپنے نواب جی کے اسی لمس کے لیے تو تڑپ رہی تھی اب دل کو کہیں نہ کہیں سکون ساملا تھا۔ چپ ایک دم چپ اب یہ الفاظ میں زندگی میں کبھی تمہارے منہ سے نا سنوں ورنہ میں تم پر قہر بھر کر ٹوٹوں گا۔۔۔ روشال جو اپنی آنکھیں میچ گئی تھی ڈرتے ہوئے نواب جی کے غصے سے اُس کو بہت ڈر لگتا تھا۔

پاس ہوئے روشال کے اور اُسکا چہرہ بہت ہی نرمی سے پکڑا کر اوپر کیا اب بتاؤ کس نے بولا یہ سب اگر تم واقعی مجھے اپنا شوہر مانتی ہو۔۔!! روشال جو بھیگی نظروں سے نواب جی کو دیکھ رہی تھی۔ عالیان خان نے روشال کے ماتھے اور چہرے پر آئی آوارہ لٹوں کو کان کے پیچھے کیا تھا۔ بولوروشال۔۔۔!! لہجہ نواب صاحب کا بہت ہی زیادہ مٹھاس سے بھرا تھا۔ ایک دم روشال نے اُن کے سینے سے لگتے روتے ہوئے بولا تھا۔ وہ وہ رباب بیگم نے کہاں۔۔ پھر ساری بات روشال جو معصومیت میں نواب صاحب کو بتانے لگی تھی ہچکیاں لیتے ہوئے۔ نواب صاحب کی گرفت اُسکی کمر پر اور زیادہ مضبوط ہوتی جا رہی تھی۔ اُنکو یقین نہیں آ رہا تھا رباب نے اتنا گنداز ہرا گلا ہے جو بھی ہو بیشک رباب اُنکی پہلی بیگم اور پیار ہے لیکن وہ اس بات پر رباب کو چھوڑنے کا ارادہ نہیں رکھتے تھے۔

یہ سب سنتے نواب عالیان نے روشال کے آنسو اپنی انگلیوں کے پوروں سے صاف کیے تھے روشال جو بنا پلکیں جھپکے اُنہیں دیکھی جا رہی تھی۔۔۔ ش۔۔۔ رونا نہیں اب جس جس نے میری گڑیا کو تنگ کیا ہے نہ تمہارے نواب جی اُس سے پورا پورا حساب لیں گے۔ ایک دم روشال پھر سے اُنکے سینے سے لگ کر بازوؤں



سے اُنکی پشت کو اپنی نازک کلائیوں سے مضبوطی سے جکڑ گئی تھی۔۔۔ پلزنواب  
جی آپ رباب بی بی کو کچھ مت کہے گا وہ آپکی بیوی ہیں لیکن اُس نے آپکو غلط بولا  
۔!! نواب عالیان نے روشال کو پیچھے کرتے رخ موڑتے اپنی مٹھیاں بھینچی  
تھیں۔ ایک دم روشال اُن کے سامنے آئی تھی اپنے آنسو پونچھتے۔۔۔ آپ اُن کو  
کچھ نہیں بولے گا پلزنواب جی پلزن۔ ورنہ وہ ہم سے ناراض ہو جائیگی اور ہمیں  
اچھا نہیں لگتا کوئی ہم سے ناراض ہو جائے معصوم آنکھوں سے دیکھتے بولی  
لیکن وہ رباب کو چھوڑنے کا روشال ہم۔۔۔ اتنا ہی بولا تھا نواب عالیان نے  
ارادہ نہیں رکھتے تھے پھر بھی۔۔۔ اُنکی چھوٹی بیگم معصوم تھی پر وہ روشال کے  
بھی شوہر تھے رباب کو اُن کو جواب دینا ہی تھا اُس نے یہ سب گھٹیا باتیں کیوں  
بولیں۔

اب نواب عالیان نے بہت ہی گہری نظر سے اپنی نازک بیوی کو دیکھا جو بہت ہی  
بکھری حالت میں تھی۔۔۔ پاس ہوئے بہت ہی زیادہ قریب۔۔۔ اور ایک دم  
اپنی ننھی بیوی کو اپنی گود میں اٹھالیا۔ آپ یہ روشال معصومیت سے بولی شہ شہ  
۔۔۔ اب کچھ نہیں بولنا!!! بس مجھے سننا اُس کو لے کر بالکونی میں موجود سونگ

جھولے کے پاس لے گئے روشال جو اُن کو اپنی ہیزل بلیو آنکھوں سے پٹ پٹ دیکھ رہی تھی جنکا رو رو کر برا حال تھا نواب عالیان روشال کو بچوں کی طرح اپنی گود میں لے کر جھولے میں بیٹھے تاکے وہ اس معصوم سی گڑیا کو لاڈ کر کے اُس کی اہمیت بتا سکیں۔

روشال جو بس خاموشی سے اُن کو دیکھ رہی تھی پر اپنی پوزیشن دیکھتے اگلے ہی پل روشال کے عارض تپ کر انار بنے تھے۔ اُس کی ناز کی اُنکے چٹانی سینے سے لگی تھی اور اُس کے پاؤں جو اُنکی کمر کے دونوں طرف تھے۔۔ نواب عالیان پیچھے کی طرف ٹیک لگا گئے تھے اور روشال کو اور زیادہ اپنے اوپر کھینچا روشال کا نازک و۔ جو۔۔ داور زیادہ اُن سے لگا تھا اور اُسکی پلکیں عارض پر سجدہ ریز ہوئی تھیں تو کیا بولا تھا آپ نے میری گڑیا یہ بولتے رہا باب کی لال ناک پر اپنا نرم لمس چھوڑا تھا۔ وہ میں نے۔۔ وہ تکلیف دہ الفاظ روشال نہیں بولنا چاہتی تھی اُس کے احساسات سمجھتے نواب عالیان نے اُسکے دونوں عارض پر اپنا دھکتا لمس چھوڑتے بولے تھے۔ روشال کی سسکی نکلی تھی اتنا خوبصورت بچہ کہاں سے گندا ہو سکتا ہے !! اپنے شوہر کے منہ سے یہ سنتے روشال نے بے اختیار اُن کی طرف دیکھا تھا۔۔ رو

شال کو اپنی طرف دیکھتا پا کر نواب عالیان علی خان نے مسکرا کر اب کی بار اپنے  
دہکتے سخت ل۔۔۔۔۔ب۔۔۔اُس کے چہرے سے نیچے آتی دلکش گہرائیوں پر رکھیں  
تھے اور بولے۔

میری گڑیا تو ابر نساء کی بوندوں کی طرح بہت ہی شفاف اور پاکیزہ ہے دونوں کی  
آنکھیں ایک دوسرے کی آنکھوں میں گڑھی تھیں۔۔۔۔۔مسز عالیان علی خان آپ  
کوئی عام تھوڑی ہیں اب آپ نواب کی بیوی ہیں نواب عالیان کی گڑیا اور مجھ سے  
نکاح سے پہلے بھی آپ خاص ہی تھیں تب ہی تو خدا نے آپ کو حیدر آباد کے نواب  
کی قسمت میں لکھا آپ کو بنایا ہی میرے لیے گیا ہے!! اب تو آپ پر سے کروڑوں  
روپے قربان۔۔۔۔۔یہ بولتے رو شال کی پنکھڑیوں پر جھکے تھے اور جام کی طرح اُسکی  
نرمی پینے لگے اس دوران رو شال نے سختی سے نواب عالیان کی قمیض کو پکڑا ہوا  
تھا۔۔۔۔۔کچھ لمہوں بعد وہ پیچھے ہوئے دونوں بہت ہی تیز سانسیں لے رہے تھے  
کہ رو شال سانس لیتے اپنا سر اُنکے سینے پر ٹیکا گئی تھی نواب عالیان نے اُسکے بالوں  
میں بہت ہی پیار سے ہاتھ پھیرتے بولا اچھا جی تو کل سے میری چھوٹی بیگم بھو کی  
ہیں یہ سنتے رو شال نے حیرت سے اُنکی طرف دیکھا اور پیاسی اس کمرے میں بند

کہ اُن کو کیسے پتہ چلا۔۔ لیکن اگلے ہی لمحے روشال کے عارض پھر سے لال سرخ ہوئے تھے نواب عالیان خان نے کوئی بہت ہی بے باک شرارت کی تھی جس پر روشال کے حواس باختہ ہوئے تھے۔۔۔۔۔ نواب عالیان نے شرارتی مسکراہٹ ساتھ اُس کے نرم گالوں کو کھینچا تھا نواب جی۔۔!! روشال رونے سے ہوئی تھی اور بچوں کی طرح نچلا منہ باہر نکالا تھا۔ پاس ہو کر نواب عالیان نے اُسکی کان کی لوح کو کاٹا تھا اور بے باکی سے بولے۔۔ ابھی تو میری گڑیا کے عارض مرجھائے تھے اور اب سرخ گلاب ہوئے ہیں لگتا ہے اب یہ شرارتیں روز ہی کرنی ہوں گی یہ سنتے روشال کی نظریں جھکی تھیں اب تھوڑا بہت اپنی قسمت پر رشک آرہا تھا اپنے نواب جی کی باتیں سن کر پھر سے آنکھیں آنسوؤں سے بھیگی تھیں۔۔ بس روشال بہت رولیا اب ان خوبصورت آنکھوں کو اور خراب نہیں کرنا میں کھانا منگواتا ہوں اچھی طرح کھانا ہے۔۔ اوکے۔۔۔ جی۔۔ روشال ہلکی سی مسکراہٹ لیے بولی تھی۔

-----

نواب عالیان جنہوں نے رضوانہ کو کال پر روشال کے کمرے میں اُس کی پسند کا کھانا لانے کو کہا تھا۔ اب وہ کب سے روشال کے ساتھ شاور میں تھے دونوں ہی شا۔۔ ور کے نیچھے تھے روشال جو جھجکتی شرماتی کھڑی تھی دونوں گرم پانی کے نیچے تھے اور دونوں کے بیچ کوئی پردا نہیں تھا۔۔ آج خود نواب عالیان روشال کو پانی میں کرتے خود سب کر رہے تھے۔ اور اسی بیچ وہ اُس کے ساتھ بہت ہی گہری بے باک گستاخیاں کر رہے تھے کبھی کہیں تو کبھی کہیں وہ بار بار اپنا احساس حصہ روشال کے نچلے احساس حصے پر مس کر رہے تھے روشال کا تو شرم سے ہی برا حال تھا۔

اُس کو بتانا چاہ رہے تھے کہ وہ اس وقت وہ اُس میں گھلنے کے لیے پاگل ہو رہے تھے لیکن اُس کی طبیعت دیکھتے رکے تھے۔ ایک دم روشال کو وال سے پن کیا۔۔۔ ہم روشال نے اب نظریں اٹھا کر اُن کو دیکھا تھا۔۔۔ جی بس آج کا دن تم آرام کر لو چھوٹی بیگم پھر پورے ہفتے میں نے تمھے اپنا حصہ بنائے تمہارے اندر اترے رہنا ہے اور شاید ہی میں تمھے کچھ ڈھانپنے بھی دوں۔۔۔ یہ بولتے پھر سے

اُس کی سانسیں چوڑائی تھیں۔۔ اب پانی کے نیچے دونوں کی سانسوں کا رقص  
چل رہا تھا۔

-----

روشال کو اپنے ہاتھوں سے نواب عالیان نے کھانا کھلایا تھا اس بیچ کتنی دفعہ روشا  
ل انکا اتنا خیال رکھنے پر رودی تھی۔۔ اب دونوں کمرے کے چھوٹے سے  
صوفہ پر بیٹھے تھے رباب ابھی بھی بچوں کی طرح اُنکی گود میں تھی سر سینے پر ہاتھ  
روشال کے نواب عالیان کے کندھوں کے گرد ہار بنا ہوا تھا اور نواب عالیان  
بڑے پیار سے اُس کے لمبے سکی بال سہلا رہے تھے۔

روشال کو خود اپنے پسندیدہ حلیہ میں سجا کر اُسکے بعد پورہ آدھا گھنٹہ بیٹھ کر نواب  
عالیان نے اُس کے الجھے بال سلجھائے تھے۔۔ اب ٹھیک ہو؟؟؟؟!! نواب عالیان  
نے اُسکے بالوں کو بوسہ دیتے پوچھا تھا۔۔ جی۔۔۔ بس اتنا سا جواب دے کر روشا  
ل پھر سے اُنکے اندر منہ چھپا گئی تھی اب روشال جو بے بی پنک رنگ کی بہت ہی  
خوبصورت ویلویٹ کی فروک میں تھی جسکا دوپٹہ جالی کا کامدار بہت ہی  
خوبصورت تھا مہندی تو ہر وقت نواب جی کے نام کی اُسکے ہاتھوں میں لگی رہتی

تھی۔۔۔ دادی جان کا حکم تھا نواب کی بیویاں سہاگن کی طرح ہر ٹائم بنی سنواری  
رہتی ہیں۔

ر باب کو بھی شروع شروع میں شادی کے دادی جان اور زربی بی نے بہت بولا  
اس روایت کو لے کر لیکن وہ باہر سے آئی لڑکی تھی اُس نے کبھی ان روایت کو  
نہیں مانا اور نہ ہی دادی جان کی کبھی بات سنی۔ پر روشال کے لیے وہیں یہ سب  
بہت خاص رکھتا تھا چھوٹے گھر کی لڑکی تھی اپنی امی کو ہمیشہ ان روایتوں کا احترام  
کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ نواب عالیان نے اُسکی ہتھیلیاں تھام کر جہاں اُنکا نام  
مہندی سے لکھا تھا وہاں مسکراتے ہوئے اپنا گھیلا لمس دیا تھا روشال نے محسوس  
کرتے اپنی آنکھیں موندے اور زیادہ اُنکے چٹانی سینے میں خود کو چھپایا تھا شرمیلی  
سی لال سرخی تھی اب اُس کے چہرے میں۔ اب ٹھیک ہو۔۔؟! نواب عالیان  
نے اُسکے بالوں کو بوسہ دیتے پوچھا تھا۔۔۔ جی۔۔۔ بس اتنا سا جواب دے کر روشا  
ل پھر سے اُنکے اندر منہ چھپا گئی تھی۔ روشال تم آرام کرو میں ذرا ڈیرہ ہو کے آتا  
ہوں۔۔۔ یہ بولتے روشال کو سائیڈ کرتے اُٹھنے لگے۔ اصل میں نواب عالیان

رباب کی خبر لینے کا ارادہ رکھتے تھے۔ ایک دم روشال نے اُنکا ہاتھ پکڑا تھا نواب  
!!!! عالیاں نے آئی برواچکا کر پوچھا تھا۔۔ کیا

وہ پلر آپ نہ جائیں نا آج آپکا سارا ٹائم میرا۔۔ لیکن روشال!!! ابھی نواب  
عالیاں بولتے کہ ایک دم روشال اُن کو روکنے کے لیے اپنے آگے کے بٹن کھول  
گئی تھی جس سے اُس کی بلیک شیشوں والی پٹھانی فروک کندھوں سے ڈھلکی تھی  
اُس کا نازک بلیک پردا جواب پوری طرح عیاں تھا وہ دیکھتے نواب عالیاں جو خود کو  
کتنی ہی دیر سے روکے ہوئے تھے اب انکا کنٹرول چھوٹا تھا یہی کچھ چیزیں تھیں جو  
اُنکی کمزوری تھیں۔۔ روشال اُنکو دیکھتے شرمیلا سا مسکرائی تھی اتنا تو چند دنوں میں  
چھوٹی سی روشال کو پتہ لگ گیا تھا اُس کے شوہر کی کمزوری کیا ہے۔ وہ ابھی اپنے  
نواب جی کے پاس ہی رہنا چاہتی تھی اس لیے اُس نے ایسی حرکتیں کی تھیں پر  
دوسری طرف نواب عالیاں کا اپنی بیوی کی ایسی اداؤں پر دل پہلو میں دھڑکا تھا  
اور جوان جذبے پورے شد و مد سے بے دار ہوئے تھے آنکھیں خمار زدہ ہوئی  
چھوٹی بیگم کو نہیں چھوڑ سکتے تھے۔ تھیں اب وہ اپنی



ایک ہی جست میں اُنہوں نے چھوٹی سی روشال کو اٹھا کر کندھوں پر ڈالا تھا۔۔۔  
نواب جی روشال اب کی بار گھبراتے بولی تھی اب اُسکی جان سچی میں حلق پر سچی  
تھی۔۔۔ وہ سچی میں اپنے جنونی شوہر کو جگا چکی تھی۔ کوئی لفظ نہیں!!! نواب  
عالیان خمار زدہ لہجے میں بولے تھے۔ جب آپ نے مجھے جگا ہی دیا ہے آج سارا  
دن اور ساری رات جاگنے کو تیار ہو جائیں۔۔۔ ہم۔۔۔ روشال کی آواز گل ہوئی  
تھی۔ نواب عالیان نے روشال کو بستر پر لٹھاتے اُس پر حاوی ہوتے دونوں کے  
بیچ سارے پردے گراتے کمر لیتے اپنا آپ روشال میں سما گئے تھے روشال کی  
چیخ نکلی تھی جس کو نواب صاحب اپنے دہکتے نرم گرم لمس سے اُسکے حلق میں ہی  
گھونٹ گئے تھے۔

-----

صبح کے دس کا وقت تھا خان حویلی میں سب اپنے اپنے کام میں لگے تھے روشال  
جو شاور لیتے ہی نیچے آگئی تھی قربت کے لمحات کے بعد نواب عالیان نے اسکو  
اپنے سینے سے لگا کر اُسکے ہاتھ کا بنا ہوا ناشتہ کھانے کی فرمائش کی تھی اس لیے اب  
وہ نیچے آتے ہی کچن میں اپنے شوہر کی پسند کی ہر چیز بنانے لگی تھی ستر اسال کی

روشال کھانا بہت اچھا بناتی تھی اور جب سے نواب عالیان کو اُس کے ہاتھوں کی  
لت لگی تھی وہ دیوانے ہی ہو گئے تھے۔ روشال جس نے اپنے لمبے سلکی بال اوپر  
کیے ہوئے تھے میسی بن میں آوارہ لڑکیوں کے سرخ عارض پر بکھری ہوئی  
تھیں جو نواب عالیان کی قربت کے بعد اور لال ہو گئے تھے کل کا سارا دن ساری  
رات نہیں چھوڑا تھا نواب جی نے اُس کو صبح ہی صبح ہی تو رہائی دی تھی اپنی جان لیوا  
قربت سے اُف۔۔۔ اُن کی بے باکیوں کا سوچتے روشال جو پراٹھے بنا رہی تھی  
ایک ہاتھ سے اپنا چہرہ چھپا گئی تھی بلش کرتے ہوئے وہیں کسی کا جل جل کر برا  
حال ہو رہا تھا رباب کی پرسنل ملازمہ سکینہ کا جس نے روشال کا داغ دار جسم  
دیکھا تھا جو اُس کے بہت ہی خوبصورت بلیک فروک کے اگلے اور پچھلے گہرے  
گلے سے نظر آ رہا تھا۔

ابھی صحیح طرح دوپٹہ نہیں لیا تھا وہ ناشتہ بنا رہی تھی اس لیے۔ ابھی بی بی جی کو بتا  
کر آتی ہوں۔۔ سکینہ منہ بسورتی نکل گئی تھی۔

-----

نواب عالیان جو اس وقت کرکراتی براؤن شلوار قمیض میں تھے جس پر انہوں نے آف وائٹ شال لی ہوئی تھی اپنی مونچھوں کو تاؤ دیتے انکا سارا دھیان کچن کے شیشہ دوڑ کی طرف تھا اس بیچ انکے چہرے پر بہت ہی پرکشش مسکراہٹ تھی اگلا آنا والا سارا ہفتہ وہ اپنی دوسری بیوی کے نام کرنا چاہتے تھے۔

اتنے میں روشال کھانے کی ٹرالی کے ساتھ باہر آئی تھی اور نواب صاحب کی آنکھیں بے اختیار اُس پر اٹھیں تھیں اور اُس کے حسین سراپے پر اٹک ہی گئی تھیں دل نے اقرار کیا تھا سامنے سے آتی انتہا کی معصوم لڑکی واقعی پریوں کا حسن لے کر اس روئے زمین پر آئی ہے۔۔ بہت ہی باریکی سے وہ اپنی چھوٹی بیگم کا معائنہ کر رہے تھے۔ جو بلیک رنگ کی فروک میں بہت ہی زیادہ حسین لگ رہی تھی بڑی ہی نفاست سے اُس نے اپنے سر پر دوپٹہ لیا تھا جس میں اُس کا تھڑکتا بھڑکتا سراپا اچھی طرح اوپر سے دکھکا ہوا تھا۔ روشال اپنے نواب جی کی نظریں اپنے اوپر محسوس کرتی شرمایا کی انتہا پر تھی۔ ٹرالی لے کر پاس آئی۔۔ اور شمسہ کی مدد سے سارا کھانا نواب جی کے آگے لگانے لگی۔ اس بیچ ایک پل کے لیے بھی نواب عالیان نے اپنی بے باک نظریں اُس پر سے نہیں ہٹائیں تھیں۔ نواب

جی کیا لیں گے آپ آخر کار روشال نے اپنی دھڑکنوں پر قابو کرتے پوچھا تھا اپنی ہیزل بلیو آنکھوں سے اُن کو دیکھتے۔ نواب جی مدہوشی کے عالم میں بولے۔۔۔ جو آپ کو اچھا لگے۔۔۔ ویسے سب ہی اچھا ہے کھانے میں مزا آئے گا نظریں روشال کی ناز کی طرف تھیں اچھا ایسا کیا۔۔۔ روشال جو بے پناہ معصومیت لیے سب اُن کی پلیٹ میں ڈال رہی تھی۔ ارے چھوٹی بیگم اتنا نہیں نواب عالیان کا اپنی پلیٹ دیکھ منہ کھلا تھا جو پوری ڈٹا ڈٹ اب بھری ہوئی تھی۔۔۔ آپ نے تو کہا تھا چھوٹی بیگم سب ڈال دیں معصوم سامنے بنا کر بولی تھی بیگم میں نے تو کچھ اور کہا تھا نواب جی کی نظر بھٹک کر پھر اپنی پسندیدہ جگہ پر گئیں تھیں۔۔۔ شمسہ سمجھ گئی تھی منہ پر چادر رکھ کر ہنسی دبا گئی تھی اگر نواب صاحب کو پتہ چلتا وہ شمسہ کو ضرور فارغ کر دیتے کام سے۔۔۔ کیا کہا آپ نے روشال نے پھر سے سوال کیا تھا۔۔۔؟۔۔۔

نواب عالیان نے اپنی معصوم بیوی پر گہری نظر ڈال کر سر نفی میں ہلایا تھا۔۔۔ تم جاؤ یہاں سے شمسہ کو اپنی بارعب آواز میں جانے کا بولا تھا۔۔۔ جی نواب صاحب شمسہ بھاگ گئی تھی۔۔۔ آپ بیٹھیں یہاں چھوٹی بیگم ایک دم روشال

کو کھینچ کر انجانے میں رباب کی کرسی پر بیٹھا گئے تھے۔۔ سنیں یہ میری نہیں۔۔  
!! ابھی اور بولتی روشال نواب عالیان اُسکی بولتی اُس کے منہ پر ہاتھ رکھ بند کر  
گئے تھے۔۔ اب آپ بولیں گی نہیں بس میرے ساتھ ناشتہ کریں اچھی طرح  
اور بہت سے مطلب میں آپکے رات کو سمجھانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔۔ جی۔۔ روشا  
ل نے نا سمجھیں میں اُن کو دیکھا تھا۔۔ آپ یہ سب چھوڑوں مجھے اپنے ہاتھ سے  
کھلائیں۔۔ جی۔۔ روشال نواب عالیان کو پچھلے دو ہفتوں سے خود اپنے ہاتھ سے  
کھانا کھلاتی تھی۔ دونوں ناشتہ کر رہے تھے رباب بھڑکتی ہوئی آئی تھی اور زیادہ  
اپنی کرسی پر بیٹھا دیکھا۔ رباب آگ بگولا بنی آگ لگی جب اُس نے روشال کو  
تھی پاس آئی۔۔ عالیان یہ میری کرسی ہے یہ کیسے یہاں بیٹھ سکتی ہے ابھی اور  
بولتی نواب عالیان بولے !! یہاں بیٹھ جاؤ اگر وہ کچھ دیر بیٹھ گئی سو کیا ہوا تم  
دونوں کی اپنی اپنی جگہ ہے میری زندگی میں یہ بولتے نواب عالیان نے رباب کو  
دیکھ دانت پیسے تھے اُنکا روشال سے رباب کے لہجے پر ابھی بھی بہت غصہ تھا  
۔۔ ہمم۔۔ رباب سامنے بیٹھ گئی روشال جواب ڈری ہوئی بیٹھی تھی رباب سے  
واقعی وہ ڈرتی تھی۔ چلو کوئی نہیں یہ تو ایک کرسی ہے یہاں بیٹھ کر کچھ لمہوں کے

لیے تمہے نواب کی بیگم جیسا محسوس ہو گا لیکن کچھ لمہوں کے لیے ہی۔۔ عام سی  
Royalty غریب لڑکی ہو کیا پتہ تمھے

کا۔۔۔ یہ الفاظ رباب نے بہت ہی حقارت لہجے میں ادا کیے تھے جہاں نواب  
عالیان کا ضبط چھوٹا تھا وہیں روشال کے آنسو گرے تھے۔۔ وہ نظریں جھکائے  
وہاں سے اٹھی اور جانے لگی ایک دم نواب عالیان نے اُسکی کلائی پکڑی تھی۔۔  
روشال چھوٹی بیگم!!! یہ الفاظ اُنہوں نے بہت ہی عقیدت سے ادا کیے تھے اور  
کہیں نا کہیں رباب کو اب اُس کا مقام بھی اپنی زندگی میں جتلا گئے تھے۔ اپنے  
لہجے جو سرد تھا لیکن دھیمہ کرتے بولے۔۔ دیکھو رباب!!! جس طرح تمہارا مقام  
ہے میری زندگی میں اور ہمیشہ رہے گا تم میری پہلی بیوی اور محبت ہو لیکن اس  
لڑکی کا مقام بھی اب کم نہیں تم مانو یا نا مانو یہ اب نواب عالیان خان کی چھوٹی بیگم  
اور میری عزت ہے۔ یہ بولتے اٹھے تھے اور روشال کے آنسو صاف کیے اب  
آپ جائیں کمرے میں میں رات کو آتا ہوں۔۔ جی۔۔ روشال آنسو پونچھتے  
مسکراتے ہوئے اوپر چلی گئی تھی وہیں رباب جو خونی نظروں سے نواب عالیان کو

دیکھ رہی تھی۔۔۔ نواب عالیان نے اُسکی کلائی بیدردی سے پکڑی اور اپنے  
کمرے کی طرف بڑھے رباب جو چلا رہی تھی۔۔۔

Leave me !liyan leave me are u mad han

!!!Aliyan

نواب عالیان کسی کے سامنے رباب کو کچھ نہیں بولنا چاہتے تھے آخر وہ اُنکی !!!  
پہلی بیوی اور بیگم تھی وہ اُس کو اکیلے میں سمجھانے کا ارادہ رکھتے تھے۔

-----

نواب عالیان نے رباب کو کمرے میں لا کر پٹکا تھا صوفہ پر اور پھر اُس کو کلائی سے  
پکڑ کر اٹھایا۔۔۔

What is this behaviour !liyan i am not a  
poor and very simple girl i am rubab ok so  
don't dare to treat me like that ...

سنا تم نے کوئی گوار نہیں ہوں میں جو شوہر کا ظلم برداشت کروں گی میں۔ اس  
خاندان کی بیگم میں ہوں اور میں اپنا حق نہ اتنی آسانی سے چھوڑتی ہوں نہ میں  
کسی کو حق دیتی ہوں نہ ہی اس حویلی کے نواب کو۔۔۔ غصے میں دھاڑی تھی۔۔۔  
اپنی آواز کم کر اور باب ورنہ میں بہت سخت پیش آؤں گا کیسے تم اُس معصوم کو اتنا  
گندا بول گئی۔ ایک ہی جست میں بڑھتے بے دردی سے رباب کو تھوڑی سے  
پکڑا تھا۔۔۔!! بولو کیسے!!! تمہارے سارے رویے میں اپنے ساتھ برداشت  
کر لوں گا کیوں کہ تم میرا پیار ہو لیکن روشال کے ساتھ کسی قیمت برداشت نہیں  
کروں گا ورنہ، بہت ہی سخت وار ننگ لہجے میں بولے تھے ورنہ کیا ہاں ورنہ کیا  
رباب نواب صاحب کے مقابل آکر بولی تھی۔۔۔ جانتی ہوں تمہے زیادہ سخت سزا  
نہیں دے سکتا اس لیے فائدہ اٹھاتی ہوں تم بس اتنا بولوں گا کچھ دن اب تم مجھ  
سے دور رہو میری نظر کے سامنے بھی نا آنا۔ اور کیا ہی سزا دے سکتا ہوں ظلم  
تو میری تربیت میں ہے نہیں نہ اپنی بیویوں کا حق مارنا سکھایا ہے اگر کچھ کیا تو دنیا  
بولے گی نواب اپنی دونوں بیویوں میں توازن نہیں رکھ پایا۔۔۔ کوشش کر رہا  
ہوں میں لیکن تمہاری



## Insecurities

ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی ہیں کتنی بار تمہے بولا رباب تمہارا مقام وہ کبھی نہیں لے سکتی لیکن تم سمجھتی نہیں یہ بولتے نواب عالیان کی آنکھوں میں آنسو تھے۔۔۔ لیکن تم نے پھر بھی اُس بچی کا دل دکھایا کیوں کیا رباب کیوں اب پھر سے نواب عالیان کی آواز گرجی تھی اپنی چھوٹی بیگم کے آنسو یاد آئے تھے۔۔۔ نواب عالیان ایک رحم دل انسان تھے وہ دوسرے نوابوں کے جیسے نہیں تھے ایک پڑھے لکھا سلجھا ہوا آدمی تھا۔۔

رباب ڈری تھی۔۔ وہ عالیان کو اپنے سے دور رکھنے کا رسک نہیں لے سکتی تھی ورنہ سب ہاتھ سے نکل جانا تھا ایک دم آگے بڑھتے وہ اُنکے سینے سے لگی تھی۔۔

I am sorry !liyan i am so sorry , u know na

..

تمہے کھونے سے ڈرتی ہوں بہت ڈرتی ہوں۔ یہ بولتے رباب نکلی سے آنسو اپنی آنکھوں میں لاتے بولی تھی ٹھیک ہے کچھ نہیں بولتی اُس کو کوشش کروں گی

اُس سے اچھا رشتہ بنا سکوں یہ بولتے رہا باب نے کمینگی سامنہ بنایا تھا اور آگے اُس نے کیا کرنا ہی وہ سوچتے ہلکا سا، سنسنی تھی پر اگلے ہی لمحے وہ ہنسی دبا گئی تھی۔۔

Hope so.....

اتنا سا بس نواب عالیان جواب میں بولے تھے اور رہا باب کو پیچھے کر کے جانے لگے رہا باب نے پھر روکا تھا اُنکا ہاتھ پکڑ کر

Baby i need Ur attention tonight ..

یہ چھوٹی بیگم کا وقت ہے نا انصافی اب کسی کے ساتھ نہیں کر سکتا ورنہ آخر میں قصور وار میں ہی بنادیا جاؤں گا جس کو نا یہ دوسری شادی کرنی تھی۔ اب جب کہ ہی لی ہے اُس لڑکی کے ساتھ نا انصافی کر کے گناہ کا مستحق نہیں بننا چاہتا نا ہی اپنی رہا باب کو دکھ دے سکتا ہوں یاد رکھنا آخری کا پتہ نہیں لیکن میری پہلی محبت تم ہی رہو گی۔ یہ بولتے نکل گئے تھے کمرے سے وہیں رہا باب نے اپنا دوپٹہ دورا اچھالا تھا۔

یہ بولتے اُس نے لینڈ لائن پر نیچے کال کی تھی۔۔ اور ... Whatever ... پھونک ماری تھی رضوانہ میرا proudly اپنے لمبے ناخن دیکھتے وہاں پر

ناشتہ لے کر اوپر آؤ۔۔ یہ بولتے فون رکھتے کسی کو فون ملا یا تھا ہیلو!!! آرہی ہوں  
نمرہ ہاں آج سارا دن تمہارے پاس ہی ہاں ہاں شاپنگ بھی کرنی ہے۔۔ پلز نمرہ  
اُس کا ذکر نہ کرو کیا میں نے اُس سے بات نہیں کرنی اچھا تمہارے لیے

I will talk to him ....

یہ کہتے فون رکھا تھا اور سکون کا سانس لیا تھا۔

-----

ایک مہینہ اور گزر گیا تھا نواب عالیان نے اپنی دونوں بیویوں میں توازن قائم کیا  
تاکہ کسی کا دل نہ ٹوٹے کسی کو یہ نہ لگے کہ وہ کسی کا حق اچھی طرح ادا نہیں کر  
رہے تھے۔ آج نواب عالیان کو ڈیرہ سے آتے بہت دیر ہو گئی تھی رات کا ایک  
بج رہا تھا۔ اُنکی گاڑی حویلی کے لمبے سے ڈرائیو وے سے ہوتی حویلی کے بڑے  
سے انٹرنس دوڑ پرر کی تھی۔ اندر آئے ہال میں اپنی بلیک شال کو جھٹکتے۔۔ آج  
نواب عالیان علی خان کرکراتی وائٹ شلوار قمیض میں تھے وہ رباب کے کمرے  
کی طرف بڑھنے لگے شمسہ بولی تھی نواب صاحب ر کے اور اُس کی طرف دیکھا

۔۔۔ وہ نواب صاحب رباب بی بی گھر نہیں ہیں اور اما جان زر بیگم زینب بی بی سب کراچی کی حویلی نکلے ہیں۔۔۔ نواب عالیان نے رباب کو کال ملائی لیکن فون بند جا رہا تھا۔۔۔ یہ اتنی رات تک گھر نہیں آئی غصہ آیا تھا نواب صاحب کل صبح رباب کی خبر لینے کا ارادہ رکھتے تھے اتنی آزادی نہیں دی تھی اُنہوں نے اب وہ رات کو بھی اپنے دوستوں کے گھر روکے گی۔ یہ سوچتے دانت پیستے تھکے انداز میں صوفہ پر بیٹھے تھے اتنے میں روشال سامنے سے کھانے کی ٹرالی لیے باہر آرہی تھی۔ اُس کو دیکھتے نواب عالیان حیرت میں اُٹھ کر بیٹھے تھے۔۔۔ آگے آکر اُس نے نواب جی کے آگے پانی کا گلاس کیا۔۔۔ سنیں یہ لیں۔۔۔ روشال جو سمپل سی وائٹ شلوار قمیض میں تھی ہلکی شال صحیح طرح سر پر لی ہوئی تھی چھوٹی بیگم آپ اس وقت جاگ۔۔۔۔۔ نواب عالیان نے حیرانگی سے پوچھا تھا۔۔۔ جی وہ آپ نہیں آئے تھے نا گھر اس لیے جاگ رہی تھی آپ کو کھانا بھی تو کھلانا تھا۔ یہ بات نواب عالیان کے دل میں اتری تھی شاید اتنے سالوں میں کسی نے اُنکا اس طرح انتظار کیا تھا۔ بہت دفعہ ایسا ہوا وہ لیٹ گھر آئے لیکن رباب سو جایا کرتی تھی رباب کے لاڈ ہمیشہ نواب عالیان نے ہی اٹھائے تھے۔ پر اب اس چھوٹی سی لڑکی کا اس طرح اُنکے

لاڈاٹھانا، دیر رات تک اُنکا انتظار کرنا، صبح اٹھتے خود سے پہلے اُنکے لیے ناشتہ بنانا اور اُنکی ہر چیز کا خیال رکھنا اُنکے دل میں جگہ بنانا جا رہا تھا۔ جتنی وہ معصوم اور چھوٹی تھی اتنی ایک ذمے دار بیوی تھی اُسکے اچھے لگے پتہ تھا ایک شوہر کے دل میں کیسے جگہ بنائی جاتی ہے۔ اور وہ اس میں کامیاب بھی ہو رہی تھی۔۔ نواب عالیان ناچاہتے ہوئے بھی رباب کی عادتوں کا موازنہ چھوٹی سی روشال کے ساتھ میں کر بیٹھے تھے نواب عالیان جو اس بات سے انجان کہ یہ چھوٹی سی لڑکی اُنکے دل کے مقام پر بہت گہرا جذبہ جگہ چکی ہے آنے والے وقت میں اُنکو اس بات کا اندازہ ہونے والا تھا جب وہ اس چھوٹی سی بیوی کے لیے تڑپ جائیں گے۔۔۔

نواب عالیان جو ڈانٹنگ پر بیٹھے تھے روشال جو چہرے پر بے پناہ معصومیت لیے نواب جی کو اپنے اُنکی پسندیدہ بریانی اور کڑا ہی گوشت سرو کر رہی تھی نواب عالیان کی بے باک نظریں بس اپنی چھوٹی بیگم پر تھی جو وائٹ شلوار قمیض میں

پریوں جیسی معلوم ہو رہی تھی اور اُس کی لال چوڑیوں کی چنکار اور پازیب کی  
کھنکار نواب عالیان کے دل کو تھو بالا کر رہی تھی۔

اب نواب عالیان کا اپنی نازک بیوی کو بھی کھلانے کا ارادہ تھا اُس کا مر جھایا ہوا چہرہ  
دیکھ کر وہ سمجھ گئے تھے اُنکے انتظار میں ضرور اس معصوم نے بھی کھانا نہیں کھایا  
ہو گا۔ کیوں کہ اتنے دونوں میں نواب صاحب کو پتہ لگ گیا تھا روشال ٹیپیکل  
گھریلو ٹائپ والی لڑکی ہے جس کے لیے اُسکے رشتے اُس سے زیادہ اہمیت کے  
حامل تھے۔ شمسہ جو پاس ہی کھڑی تھی سر جھکا کر اگر نواب جی کو کسی چیز کی اور  
ضرورت ہو تو وہ لاسکے۔ تم جاؤ!! نواب عالیان نے سر دلہجے میں بولا تھا کھانا  
کھاتے ہوئے یہ وقت اُنکی بیوی اور اُنکا تھا وہ یہاں کسی ملازمہ کا ہونا برداشت  
نہیں کر سکتے تھے جیسے ہی شمسہ گئی نواب عالیان نے اپنی چھوٹی بیگم کو بے پناہ  
پیار بھرے انداز میں دیکھا تھا جو اُنکے پاس والی کرسی میں کیوٹ سا معصوم سامنہ  
بنا کر بیٹھی اب اپنے شال کے کناروں سے کھیل رہی تھی۔ نواب عالیان نے  
مسکراتے ہوئے اپنی چھوٹی بیگم کو کلائی سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تھا جو کٹی ہوئی  
ڈال کی طرح اُنکی گود میں جا کر بیٹھی تھی۔ روشال کی تو آواز ہی بند ہوئی تھی وہ

صدے میں گئی تھی نواب جی نے جو کیا تھا وہ سب ایک پل میں ہوا تھا۔ نواب عالیان کے دونوں ہاتھ روشال کے کمر پر بندھے تھے انہوں نے اپنے ہاتھوں سے اور زیادہ اُس کی کمر کو جکڑتے اور زیادہ اپنے کسرتی سینے سے لگایا تھا روشال جسکی ہیزل بلیو آنکھیں پھٹی تھیں پر اُن میں شرم حیا کی سرخی چھا ہی تھی کیا ہوا میری گڑیا ایسے کیا دیکھ رہی ہو۔۔۔؟؟! نواب عالیان نے اپنی چھوٹی بیگم کی طلب لیے خمار زدہ لہجے میں بولا تھا اس وقت اب اُن کو کھانے سے زیادہ اپنی چھوٹی بیگم کی طلب ہو رہی تھی جیسے ہی وہ اُنکے گود میں بیٹھی تھی نواب عالیان کا روم روم اپنی چھوٹی بیگم کی قربت کے لیے چل اٹھا تھا اپنے شوہر کی آنکھوں میں خمار کی سرخی دیکھتے اور اُنکا لہجہ بوجھل سا محسوس کرتے ایک دم روشال بولی تھی۔ وہ نواب جی مجھے بھوک لگی ہے یہ بولتے نظریں نیچی کرتی اپنی انگلیاں چٹخنا گئی تھی پر مجھے تو کسی اور چیز کی اب بھوک لگی ہے چھوٹی بیگم بے باک نظریں نواب عالیان کی اب روشال کے خوبصورت چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔

کس چیز کی!!! ایک دم روشال معصومیت میں بول گئی تھی بتاؤں کس چیز کی یہ بولتے اُسکی نخلی پچھلی گہرائیوں کو بہت ہی بے باکی سے چھو گئے تھے اپنے نواب

جی کی گستاخیوں پر بندھ باندھنے کے لیے روشال آنکھوں میں نکلی آنسو لائی تھی اور سو سو کرتی رونے لگی۔ ایک دم نواب عالیان کی خمار کی سرخی پریشانی میں بدلی تھی اپنی چھوٹی بیوی کو ایسے روتا دیکھتے۔ کیا ہوا!!! روشال اُسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے بہت ہی فکر لہجے میں بولے۔

وہ مجھے بھوک لگی ہے پر آپ سن ہی نہیں رہیں نواب جی آپ بہت گندے ہیں۔ کیا بولا!!! نواب عالیان نے اب نکلی غصے والی آنکھیں اپنی چھوٹی بیگم کو دکھائیں تھیں وہیں چھوٹی بیگم فوراً اپنا رونا بند کر گئی تھیں۔ وہ معاف کریں نواب جی آپ ناراض ناہونا۔ روشال یہ بولتے اپنے موٹے موٹے آنسو ٹپکا گئی تھی۔ نہیں ہوتا ناراض میری چھوٹی بیگم چلیں ایک کام کرتے ہیں میں آپکو کھلاتا ہوں اور آپ مجھے۔ یہ بولتے روشال کے عارض پر اپنے لبوں کا بوسادے گئے تھے اور ساتھ ہی کان میں کچھ بے باک سی سرگوشی کر گئے تھے جس پر روشال کا منہ کھلا تھا۔ بات ہی اتنی زو معنی تھی۔ بس بیگم میری شر ملی دلہن شر مانا نہیں کچھ دیر بعد میں آپکو خود شر مانے کی وجہ دے دوں گا۔ مطلب!!! روشال کے



اب اوسان خطا ہوئے تھے۔ پر بہت بُرا لگ رہا ہے اس وقت جب آپ اور میں اتنے قریب ہیں تو ہمارے بیچ یہ شالیں کیوں ہیں۔

نواب عالیان نے اُس کے اوپر والے سراپے پر ہاتھ پھیرا تھا۔ اب بس کریں نا نواب جی کھانا کھالیں۔۔ ضرور۔۔ یہ بولتے نواب عالیان کا قہقہہ چھوٹا تھا وہیں روشال تو شرم سے مرنے والی ہو رہی تھی۔

-----

بہت ہی بے باک ماحول میں ڈنر کرنے کے بعد روشال جو اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہی تھی نواب عالیان نے ایک دم اُس کے مقابل ہوتے اُس کو روکا تھا۔ روشال نے حیرت بھری آنکھوں سے اُن کو دیکھا تھا۔ یہ ہفتہ اُسکا نہیں تھا یہ رباب کا تھا تو وہ کیسے اُنکی پہلی بیگم کا حق مارتی اُنکے قریب جا کر اس لیے روشال نے اپنے شوہر کو ٹیبل پر کہیں دفعہ گہری گستاخیاں کرنے سے روکا تھا۔ کیا ہوا نواب جی!! تھوڑا اٹک اٹک کر بولی تھی کیوں کہ اُس کو اپنے نواب جی کی آنکھوں کی سرخی سے ہی پتہ لگ گیا تھا وہ اُسکی قربت کے لیے پاگل ہو رہے ہیں

-- روشال چلو کمرے میں اُسکی کلائی پکڑے سیڑھیوں کی طرف بڑھنے لگے  
ایک دم روشال نے اُنکا ہاتھ پیچھے کیا تھا پر انجانے میں وہ اُنکا ہاتھ ہلکا سا جھٹکا گئی  
تھی جس سے نواب عالیان کی آنکھیں اُسی پل لہو چھلکنے لگی تھیں۔ ایک ہی سیکنڈ  
میں اُنہوں نے روشال کو دونوں کندھوں سے پکڑ کر سیڑھیوں میں لگی رینگ  
کے ساتھ پن کیا تھا ایک دم اقتیدہ پر روشال سہمی تھی۔۔۔ ایک دم نواب  
عالیان غصے سے اُسکا نازک جبر اُپنے ہاتھوں میں بے دردی سے پکڑ گئے تھے۔  
نواب جی!!! ایک دم بے شمار آنسو لیے بولی تھی۔۔ کیسے تم نے ہاں کیسے میرا  
ہاتھ جھٹکا بولو ہاں کیسے!!! دھاڑے تھے نواب عالیان چھوٹی سی روشال اُنکے  
دھاڑنے پر لرزا اٹھی تھی۔۔ نواب جی۔۔

!! وہ میں نے نہیں

روشال بس اتنا سا ہی بولی تھی نواب عالیان اُسکا چہرہ ہاتھوں میں لیتے اُسکے لبوں پر  
جھک گئے تھے اور وہاں اپنی جنونیت لوٹانے لگے اس بیچ اُنکا ایک ہاتھ سختی سے  
روشال کو کمر سے جکڑا ہوا تھا تو دوسرا ہاتھ بے باکی سے اُس کی ناز کی پر سفر کر رہا  
تھا کبھی وہ روشال کی سانسوں کو کھینچتے جب روشال مرنے والی ہو جاتی تو پھر اپنی

ہی سانسیں اُس میں انڈیل دیتے یہ سانسوں کا رقص پورے پچیس منٹ چلتا رہا۔۔ آخر اپنی چھوٹی بیگم کی حالت کو غیر ہوتا دیکھتے نواب عالیان پیچھے ہوئے تھے روشال کی عنابی پنکھڑیوں کو دانتوں کا نشان دیتے روشال اپنے نازک لبوں پر ہاتھ رکھتے سسکی تھی اور نظر جھکا گئی تھی بہت بری طرح سے اُس کے شوہر نے اُس کی سانسوں کو پیا تھا پھر سے نواب عالیان نے اُس کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تھا ہوں نہیں وہ میں۔۔ اب تم نے مجھے ذرا سا بھی جھٹکانا چھوٹی بیگم سچ بولتا ہوں جو بن بیٹھوں گا ایسے تمنغے تمہارے جسم پر دوں گا اپنی شدتوں کے چھوٹی بیگم آپ کچھ دن اپنا آپ بھی اپنے آپ سے چھپاتی پھریں گی۔ تم بیوی ہو میری تم پر میں پورا پورا حق رکھتا ہوں تمہارے پورے پورے سنا تم نے چھوٹی بیگم۔۔ روشال جو بھیگی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی ایک دم وہ ستر سال کی لڑکی بتیس سال کے مرد کے چہرے کو ہلکا سا اپنی ہیل کو اوپر کرتے ہاتھوں میں بھر گئی تھی اور معصومیت سے روتے بولی وہ کیا بولتے ہیں سوری نواب جی روتے اپنی گلاب سے بھی پیاری پنکھڑیاں نواب جی کی گھنی بیرڈ پر رکھ گئی تھی۔۔ نواب عالیان نے اُس کے نرم لمس پر اپنی آنکھیں موندی تھیں اور پھر روشال اپنے لبوں تھوڑا نیچے ہوتے اُسکے

سینے پر رکھ گئی تھی نواب جی کا کنٹرول چھوٹا تھا وہ اپنا نچلا احساس حصہ روشال کے جسم ساتھ مس کر گئے تھے۔۔۔۔۔ نواب جی نہیں پلزروشال نے پیچھے ہونا چاہا تھا لیکن نواب عالیان اور زیادہ اُس کو اپنے میں بھینچ گئے تھے۔ کیوں نہیں ہاں کیوں نہیں حق رکھتا ہوں تم پر تمہاری ساری معافیاں قبول پر بستر پر۔۔۔ یہ بولتے روشال کو اپنی باہوں میں اٹھانے ہی لگے تھے ایک دم روشال پیچھے ہوئی تھی۔ اُسکا گریز نواب عالیان کو ناگوار لگا تھا۔ یہ کیا بد تمیزی ہے روشال ہاں کیا طریقہ ہے اپنے شوہر سے بار بار دور بھاگنے کا۔۔ دھاڑے تھے نواب عالیان۔۔ اُنکی دھاڑ سننے روشال پھوٹ پھوٹ کر رودی تھی اُس کا رونادیکھتے نواب عالیان نرم پڑے تھے۔۔ چھوٹی بیگم کیا ہوا ہے کیوں جھٹک رہی ہیں مجھے بار بار آپ جانتی ہیں نہ اچھا نہیں لگتا مجھے یہ سب پھر سے روشال کا چہرہ بہت ہی عقیدت سے اپنے ہاتھوں میں بھرا تھا۔۔ وہ نواب جی یہ ہفتہ میرا نہیں یہ رباب بیگم کا ہے اور میں اُن کا حق کسی صورت نہیں چھین سکتی اُن کا حق مجھ سے زیادہ ہے آپ پر یہ سنتے نواب عالیان کا دل اور اپنی چھوٹی بیگم کے لیے پاگل سا ہوا تھا۔ کوئی اتنا بھی معصوم کیسے ہو سکتا ہے دیکھیں چھوٹی بیگم وہ بھی میری ہے اور آپ بھی اگر وہ

نہیں تو ایک شوہر ہونے کے ناطے میں آپ سے بھی اپنی ضرورت پوری کر سکتا ہوں۔ آپ بھی مجھ پر پورا حق رکھتی ہیں جیسے میں آپ پر۔۔۔ پر!!! بے بسی سے روشال اتنا ہی بولی تھی وہ رباب کے حق پر نہیں جانا چاہتی تھی آج رات بستر پر

--

ایک دم نواب عالیان پھر سے اُس کی طرف بڑھنے لگے پیچھے سے رباب کی آواز آئی تھی۔ یہاں کیا ہو رہا ہے اس وقت اور میری جگہ رباب بہت ہی کاٹ دار لہجے میں بولی پر چہرے پر نقلی سی مسکراہٹ تھی۔ روشال اور نواب عالیان نے اُس کی طرف دیکھا تھا رباب جو بناد وپٹہ بہت ہی فٹنگ والی ماڈرن فروک میں تھی اسٹائلش دونوں کی طرف بڑھی۔ کیا چل رہا تھا روشال کو دیکھتے عالیان علی خان کو مسکرا کر دیکھا تھا۔ روشال جو نظر نیچی کر گئی تھی وہیں نواب عالیان اپنی گھنی بیئر ڈکوری کرتے بولے اپنی چھوٹی بیگم سے بات کر رہا تھا تم بتاؤ کہاں تھی اور اتنی دیر کیوں کی۔

پاس ہوئی رباب عالیان علی خان کے۔۔۔ بے بی وہ نا۔۔ ایک سیڈ کٹرس کی طرح اپنے شوہر کے سینے پر ہاتھ پھیرا تھا۔۔۔ بے بی وہ ناشاپنگ میں دیر ہو گئی لیکن اب

آگئی نامیں تو چلیں کمرے میں۔۔ یہ میرا وقت ہے۔۔ ہلکا سا روشال کو دیکھتے جتنا  
یا تھا روشال اُسی پل اوپر کی طرف بڑھ گئی تھی آنسو لیے نواب عالیان اُس کو جاتا  
دیکھ رہے تھے۔ بے بی کیا دیکھ رہے ہو ہاں چلو کمرے میں سب غصہ تمہارا اپنے  
اوپر کم کرتی ہوں یاد رکھو یہ میرا وقت ہے، یہ بولتے نواب عالیان کا ہاتھ پکڑے  
اوپر کی طرف بڑھ گئی۔ وہیں نواب عالیان جن کو اپنی چھوٹی بیگم کی قربت کی  
چاہ ہو رہی تھی پر وہ رباب کو بھی روک نہیں سکتے تھے دونوں ہی اُنکی زندگی میں  
ضروری تھیں۔۔۔

-----

چار اور ہفتے گزر گئے تھے۔ ایک دن رات کے ایک کا وقت تھا نواب عالیان  
بس ابھی ڈیرہ سے آئے تھے اس وقت وہ بلیک شلوار قمیض میں تھے۔ اور اوپر  
آف وائٹ شال لی ہوئی تھی۔ بیتابی سے سیرٹھیوں کو چڑھتے چھوٹی بیگم کے  
کمرے کی طرف بڑھے تھے پچھلی چار راتیں اُنہوں نے اپنی معصوم بیوی کے  
پہلو میں گزار دی تھیں۔۔۔۔

نواب عالیان خان بیتابی سے کمرے کا دروازہ کھولتے اندر آئے تھے اس ٹائم اُنکے روم روم میں اپنی چھوٹی بیگم کی قربت کی طلب جاگی ہوئی تھی پچھلی چار راتیں نواب عالیان نے ایک پل بھی اپنی معصوم بیوی کو نہیں چھوڑا تھا ابھی بھی وہ شام چار بجے ہی گھر سے نکلے تھے ڈیرہ کے لیے۔۔ اندر آتے دروازہ بند کرتے نواب عالیان کی بے اختیار نظر اپنی گڑیا اپنی چھوٹی بیگم کی طرف اٹھی تھیں جو بیڈ پر کبیل لیے سو رہی تھی۔ نواب عالیان نے اپنی آف وائٹ شال نکال کر صوفہ پر پھینکی تھی اور اپنی گڑیا کو گہری نظروں سے دیکھتے بالکل سامنے صوفہ پر بیٹھ گئے اُن کا انگ انگ اپنی بیوی کو پانے کے لیے مچل رہا تھا۔ ایک دم جھنجالاتے ہوئے نواب عالیان علی خان نے اپنی گھنی براؤن بیئر ڈسہلائی تھی اور بولے۔۔ کیا ہو گیا ہے مجھے میں اپنی چھوٹی بیوی کا عادی ہوتا جا رہا ہوں۔۔ شاید اب ایک رات بھی گزرا نہیں اس گڑیا کے بنا۔۔!! رو شال جو بہت ہی زیادہ تھکاوٹ کی وجہ سے بارہ بجے ہی سو گئی تھی نواب جی کا انتظار کرتے کرتے پچھلی چار راتوں

سے نواب عالیان نے جو اُس کو جگایا ہوا تھا سونے ہی کب دیا تھا پورا جسم اُسکا  
نواب عالیان کی دی ہوئی بے باک شدتوں سے داغ دار تھا۔ نواب عالیان جو  
پچھلے بیس منٹ سے اپنی چھوٹی بیگم کو صوفے پر بیٹھے ایک ٹک دیکھتے سگریٹ  
کے گہرے کش لے رہے تھے۔ اُنکا دل بول رہا تھا اپنی چھوٹی بیگم کے بدن کا  
حصہ ابھی بن جاؤں وہیں دماغ بول رہا تھا اتنی سکون کی نیند وہ گڑیا سورہی ہے اُس  
کو سونے ہی دیا جائے۔ اور سگریٹ کی سوٹے مارتے نواب عالیان صوفہ سے  
اٹھے اور سگریٹ زمین پر پھینکتے اپنے پاؤں سے ہی مسئلہ تھا۔ اور اپنی بلیک قمیض  
نکا۔ لتے اپنی چھوٹی بیگم کی طرف بڑھ گئے۔ وہ اپنی سائڈ سے بستر پر آئے اور  
اپنی سکون سے سوتی چھوٹی بیگم کی طرف کھسکے۔ جس کے وجود سے اب کمر  
ہٹا ہوا تھا۔ لیکن روشمال کا دہکتا وجود نواب عالیان کے بدن میں تہلکہ مچا گیا تھا  
اُسی پل نواب عالیان کے جوان جذبات پورے زور و شور سے بیدار ہوئے تھے  
اُن کی چھوٹی بیگم کا گلاب جیسا مہکتا سراپالگ ہی اتنا حسین رہا تھا روشمال جو بہت  
ہی فٹنگ والی بلیک باریک قمیض میں تھی جس کی باریکی کی وجہ سے اُس کا بے بی  
پنک رنگ کا نازک پردہ دکھائی دے رہا تھا گلاب بہت ہی زیادہ گہرا تھا جو سونے کی



وجہ سے اور نیچے ہو گیا تھا جس سے اُسکی دھڑکن کے پاس کی گہرائیاں پوری طرح چھلک رہی تھیں اور کندھوں سے قمیض ہلکی سی ڈھلکی ہونے کی وجہ سے پنک رنگ کی سٹریپ صاف نظر آرہی تھیں۔۔ یہ دیکھتے نواب عالیان کے کو مخمور جذبات پورے عروج پر پہنچے تھے وہ آہستہ آہستہ چھوٹی سی روشال نگاہوں سے دیکھتے اُسکے بہت ہی قریب ہوتے چلے گئے اور آہستہ آہستہ کمبل اپنے اوپر لیتے نیند کی وادیوں میں سوئی روشال کے دودھیا ملائم بدن کے ساتھ لگے تھے۔۔ روشال نے نیند میں ہی اُنکی طرف سے رخ موڑتے دوسری طرف کروٹ بدلی تھی۔۔ اب روشال کی پشت نواب عالیان کی طرف تھی پر جو پیچھے کا نظارہ تھا اُس کو دیکھتے اُنکا دل منہ میں آیا تھا روشال کی قمیض کا گلاب بہت ہی گہرا تھا جو بس ایک ڈوری سے ہی بندھا ہوا تھا۔۔ وہاں نواب عالیان کے دیے ہوئے نے شمار شدت کے نشان تھے ایک دم بے قابو ہوتے نواب عالیان اُسکے پیچھے ہی آرام سے لٹھتے خود کو کمبل کے اندر ہی ہر پردہ سے آزاد کرتے اپنا دکھتا لمس روشال کی پشت پر رکھا تھا اب وہ پوری طرح کنٹرول کھوتے روشال کی پشت کو اپنے

لبوں سے گھیلا کر رہے تھے اور ساتھ ساتھ ہی اُنکا بے باک نچلا لمس اس کو کو  
پورے حق سے چھو رہا تھا۔

ایک دم روشال نے حرکت کی تھی۔۔۔ یہ دیکھتے اب اور زیادہ نواب عالیان روشا  
ل کے اوپر حاوی ہوئے تھے اور اب اپنے سخت لب پورے حق سے اُس کو سیدھا  
کرتے اُسکی دھڑکنوں کے مقام پر رکھ گئے تھے اور قمیض دونوں کندھوں سے  
نیچے کھسکا گئے دھڑکنے باہر آئیں تھیں اور وہ پورے حق سے اپنی چھوٹی بیگم کی  
گہرائیوں کو لپٹے وہاں اپنی جنونیت بکھیر رہے تھے اور ساتھ ساتھ اپنی گڑیا کی نیند  
پر عیش عیش کرتے نواب عالیان گہرے مسکرائے تھے۔ لیکن جیسے ہی اُنہوں  
نے اُس کے پنک نازک پر۔۔۔ ادا کو نیچے کیا شانوں سے۔۔۔ روشال کی اب نیند کھلی  
تھی۔۔۔ آپ۔۔۔!!! اتنا سا ہی بولی تھی روشال کہ نواب عالیان اُس کے چہرے پر  
جھکے تھے۔۔۔ شہ۔۔۔ میری گڑیا! میں ہوں لیٹ ہو گیا لیکن اب۔۔۔ روشال  
جو نیند سے اٹھی تھی اس لیے اُس کو ابھی ایک دم سمجھ نہیں رہا تھا کیا ہو رہا ہے  
لاؤں۔۔۔ وہ نے میں آپکا انتظار کر رہی تھی کھانا

ڈھیروں معصومیت لیے بولی تھی روشال۔۔۔ اپنی چھوٹی بیگم کی معصومیت سنتے  
نواب عالیان مسکرائے تھے۔۔۔ پر مجھے ابھی کسی اور چیز کی بھوک ہے گڑیا  
۔۔۔ کیا!!! روشال نے پوچھا۔۔۔ نواب عالیان نے آنکھوں سے ہی اُس کو  
اشارہ کیا تھا اپنی طرف دیکھنے کا جیسے ہی روشال نے نیچے دیکھا اُس کی بتی گل ہوئی  
تھی وہ بکھری ہوئی حالت میں نواب عالیان کے نیچے تھی اُس کی قمیض اور نازک  
پردا اُس پر ناہونے کے برابر تھا۔ سنیں یہ آپ نواب جی!!! اب صحیح روشال کی  
جان لبوں پر سچی تھی اگلے ہی لمحے وہ اپنے نواب جی کا گہرا بے باک لمس نیچے  
محسوس کر گئی تھی۔۔

نواب عالیان اُسکے گلاب جیسے عارض پر انگلیاں پھیرتے بولے!!! مجھے واقعی  
بہت بھوک لگی ہے پر آپکی۔۔۔ یہ بولتے اپنی انگلیاں اُس کے چہرے سے لاتے  
اُس کے نیچلی گہرائیوں پر چلائی تھیں پر آپکے اس جگہ کی۔۔۔!! اپنا چہرہ اُسکی  
دھڑ۔۔۔ کنوں کے بیچ مقام پر چھپایا تھا اور وہاں لمس چھوڑتے نشان دیتے پیچھے  
ہوئے روشال سسکتے اپنی آنکھیں موند گئی تھی۔ نواب عالیان نے مسکراتے اُس  
کی نازک پنکھڑیوں کو اپنے اندر قید کیا تھا۔ روشال کے ہاتھ اُنکے گھنے بالوں

میں چل رہے تھے اچھی طرح اُسکی نمی پیتے پیچھے ہوئے۔۔۔ روشال کی پلکیں  
شرم سے سجدہ ریز ہوئی تھیں جانتا ہوں میری چھوٹی بیوی کو اب!! مجھ سے  
زیادہ اُس کو میری طلب ہو رہی ہے۔۔ ایک دم روشال بولی۔۔۔ نہیں ایسا تو  
نہیں!! ایسا ہی ہے چھوٹی بیگم۔۔۔ ویسے مجھے بھی شدت کی بھوک لگی ہے تو تیار  
ہیں آپ۔۔ آپ میں گھل کر اپنی ساری بھوک اور تشنگی مٹا سکوں آنکھوں سے  
ہی اپنی نازک بیوی کی اجازت مانگی تھی۔۔۔ جی!! روشال اتنا سا بول کر اُنکے  
سینے میں اپنا چہرہ چھپا گئی تھی۔ وہیں نواب عالیان اُس کا آخری پردہ بھی اُس کے  
وجود سے الگ کرتے بے باکی سے اُس میں گھل گئے تھے روشال کی چیخ نکلی تھی۔  
پوری رات نواب عالیان نے بنار کے اپنی معصوم چھوٹی گڑیا بیوی پر اپنی بے رحم  
شدتیں ڈھائی تھیں۔

-----

کچھ دن اور گزر گئے تھے۔۔ ایک دن سارے حویلی کے بڑے سے ہال میں  
بیٹھے تھے جہاں چاروں طرف راہداریاں اور برآمدے سے بنے ہوئے تھے یہ  
نواب عالیان خان کی پشتینی حویلی تھی۔ نواب عالیان جو پچھلے دو دن سے کسی

ضروری کام سے لاہور گئے ہوئے تھے رباب اور روشال حویلی میں ہی تھیں  
۔۔۔ جہاں جہاں سب ایک طرف ہال میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے وہیں روشال  
پچھلے دو گھنٹوں سے سب کے لیے کھانا بنا رہی تھی۔ دادی جان بھی نواب عالیان  
کی طرح بس روشال کے ہاتھوں کا بنا ہوا ہی کھانا کھاتی تھیں رباب کہاں تھی دو  
دن سے تم؟! جیسے ہی عالیان نکلا حویلی سے تم بھی نکل گئی تھی زربی بی نے پوچھا  
تھا اُن کو رباب بہت ہی عزیز تھی آخر بہن کی جو بیٹی تھی وہیں اُن کو رباب کی کچھ  
حرکتیں پسند نہیں تھیں جیسے اُس کا بنا کسی کو بتائے گھر سے نکل جانا کسی خاندانی  
رسم و روایات کو کبھی اتنی اہمیت نہیں دینا۔ اس لیے زربی بی کو ڈر تھا سچ میں اپنی  
بھانجی کے لیے کہیں وہ اس طرح کرتے کرتے عالیان کے دل سے نا اتر جائے  
کیوں کہ اُنہوں نے دل ہی دل میں اقرار کر لیا تھا روشال جیسی لڑکی ہر لڑکا پسند  
کرتا ہے جو بہت زیادہ گھریلو اور پیار کرنے والی ہو۔ ماما کیجلی وہ نامیرے کچھ  
دوست آئے ہوئے تھے امریکہ سے نمرہ کے گھر سوسب نے انسٹ کیا دو  
راتیں میں وہیں رک جاؤں اور ویسے بھی عالیان تو تھے ہی نہیں یہاں میں کیا  
کرتی اکیلی حویلی میں۔۔۔ اس بات پر زربی بی کا منہ ہی بند ہوا تھا وہیں دادی جان

نے زر بیگم کو دیکھتے تاسف سے سر ہلایا تھا۔ مطلب اس لڑکی کو ہمیشہ سے بس  
عالیان سے ہی مطلب رہا اُس کی فیملی سے کبھی رہا ہی نہیں۔ اتنے میں روشال  
شمسہ کے ساتھ سب کے لیے چائے اور گرما گرم پکوڑے سمو سے بنالائی۔  
جہاں دادی جان اُس کو دیکھتے پھولے نہیں سمائی تھیں وہیں باقی سب کے منہ بنے  
تھے۔ زر بیگم بس روشال کو ایک وارث دینے والی لڑکی سے زیادہ اور کچھ نہیں  
سمجھتی تھیں اور زینب تو بالکل خاطر میں نہیں لاتی تھی۔ وہیں رباب نے حقارت  
بھری نظروں سے روشال کو دیکھتے منہ بنایا تھا۔ روشال جو حد سے زیادہ حسین  
لگ رہی تھی اُس نے گرین رنگ کی بہت ہی خوبصورت چنٹو والی فروک پہنی  
ہوئی تھی اور ہاتھوں میں گرین ہی کانچ کی چوڑیاں تھیں ہلکا پلخا سا تیار ہوئی تھی  
نواب جی جو اُس کے گھر نہیں تھے اگر ہوتے تو روشال پھر زیادہ تیار ہوتی تھی  
کیوں کہ نواب جی کو اُس کا بنا سنوارا روپ بہت اچھا لگتا تھا۔ دادی جان یہ آپکی  
چائے روشال نے ڈھیروں معصومیت لیے انہیں چائے دی تھی اور دادی جان  
نے آگے سے ڈھیروں دعائیں دی تھیں جس میں وارث کی دعا سحر فہرست  
تھی۔ رباب نے منہ بنایا تھا یہ سن کر اور فون میں لگ گئی۔۔۔ زر بی بی بھی اپنی ہی

دنیا میں مست تھیں۔۔ زینب کا تو کوئی لینا دینا ہی نہیں تھا ایسے ماحول سے آخر زر  
بی بی کو پسند نہیں آیا کہ اماں جان اُنکی بہانجی سے زیادہ اس بے نسلی اور غریب  
گاؤں کی لڑکی کو اہمیت دیں وہ رباب کی جگہ اس لڑکی کو کبھی نہیں دیکھنا چاہتی  
تھیں وارث کے لیے آئی ہے تو وارث دے اور چلتی بنے یہ سوچ تھی رباب بی بی  
کی۔۔ روشال جو دادی جان کے ساتھ بیٹھی تھی ایک وہیں تو تھیں جو نواب جی  
کے بعد اُس کا اس گھر میں خیال رکھتی تھیں۔۔ بہت اچھا کھانا بنا لیتی ہو میری بچی  
دادی جان نے بہت دعا دی۔۔ روشال مسکرائی تھی۔۔

اماں جان یہ چھوڑیں ایک ضروری بات کر لیتے ہیں۔۔ کیا۔۔ بڑی بہو!! اماں  
جان زربی بی سے مخاطب ہوئیں یہی!! کب دے رہی ہے یہ خوشخبری؟؟۔۔  
جس کے لیے یہ نواب عالیان کی زندگی میں لائی گئی ہے۔۔ زربی بی نے چھوٹی سی  
سترہ سالہ روشال کی طرف دیکھتے منہ بنا کر بولا تھا وہیں رباب کے چہرے پر  
شیطانی ہنسی آئی تھی۔۔ دل ہی دل میں اپنی ساس کو داد دی تھی اب وہ بھی  
مرچ مصالحہ لگانے کا ارادہ رکھتی تھی۔ روشال کی تو یہ بات سن کر کپکپی سی چھوٹی  
تھی اُس کو وارث دینے والی نام سے مخاطب کیا گیا تھا جو اُس کو توڑ سا گیا تھا۔۔

آنکھیں بھیگی تھیں معصوم سی لڑکی کی۔۔ صحیح بات ہے ماما یہ میرے عالیاں کی زندگی میں وارث کے لیے لائی گئی ہے تو وارث دے نا اور پھر میرا عالیاں بھی اس دو طرفہ رشتے سے فارغ ہو آپ جانتی ہیں نہ وہ میرے علاوہ کسی کا نہیں ہونا چاہتا تھا وہ تو دادی جان نے ہم سب کو زور دیا نوابوں کی نسل وارث کے بنا نہیں چلتی۔۔ تو اب پوچھے ناکب دے رہی ہے یہ مجھے میرا بچہ اور اس گھر کا وارث چار مہینے ہونے والے ہیں ابھی تک کوئی پتہ نہیں۔ روشال کا تو یہ سب سن کر برا حال ہوا تھا۔ اور دو باتیں تو ذہن میں بیٹھی تھیں۔۔ نواب جی کیا بچے کے بعد مجھے چھوڑ دیں گے آنسو ٹپ ٹپ گر رہے تھے جن کو وہ روکنے کے لئے اپنی چادر سے صاف کر گئی تھی ارے کیا باتیں کر رہی ہو یہ ابھی ستر سال کی ہے حمل ٹھہر جائیگا جلد ہی دادی جان کو پاس بیٹھی معصوم سی لڑکی پر بہت ترس آیا تھا۔ دیکھیں اماں جان!!! بس کچھ دن اور میں دیکھوں گی اگر اس کا حمل نہیں ٹھہرا نہ تو میں پھر عالیاں کا تیسرا نکاح کروانے کا سوچوں گی۔۔ میرے بیٹے میں کوئی کمی نہیں ہے ڈاکٹر بتا چکی ہیں کمی ہے تو ان لڑکیوں میں ہے۔۔ باتوں ہی باتوں میں وہ رباب کو بھی جتلا گئی تھیں رباب نے منہ بنایا تھا۔۔



وہیں روشال کی تو مانو جان نکلنے کو تھی۔۔۔ کیسے وہ بیٹھی تھی وہ وہی جانتی تھی اور یہ  
سب زہر سن رہی تھی۔ دیکھو روشال میں تمھے بس بتا رہی ہوں اگر ایک دو مہینے  
میں تمہارا بچہ نہیں ہو انہ میں عالیاں کی تیسری شادی کرواؤں گی تمھے طلاق دلوا  
کر جب وارث بیٹا ہی نہیں دے سکو گی تمہارا یہاں کوئی کام نہیں۔ بچی ہوا بھی  
!! پوری زندگی پڑی ہے کہاں ایک شادی شدہ مرد کے پیچھے برباد کرو گی آرام  
سے اپنے گاؤں جا کر کسی اور لڑکے سے شادی کر لینا۔۔۔ دانت پیستے بولی تھیں  
۔۔۔۔۔ روشال جو بس آنسو لیے زربی بی کو دیکھ رہی تھی ننھی سی گڑیا کے پاس  
کوئی جواب نہیں تھا اتنی ہوشیار چالاک وہ تھوڑی تھی پہلی بار تو اپنے چھوٹے سے  
کمرے سے نکل اسلیے دنیا دیکھ رہی تھی وہ۔ دادی جان کو ترس آیا۔۔۔ روشال  
بیٹی تم اپنے کمرے میں جاؤ اور کسی چیز کی فکر نہ کرو ہم ہیں نہ ابھی زندہ۔۔۔ زربی بی  
یا تھا۔۔۔ وہ میرا بیٹا ہے اماں جان جو میرا فیصلہ ہو گا اُس کو آنکھوں سے ہی جتلا  
وہ ماننا ہو گا۔۔۔ زر بہو چپ ہی جائیں آپ اب بہت ہو گیا ہے !!!۔۔۔ تم جاؤ بیٹی  
اوپر شاباش۔۔۔ جی !!! اپنے آنسو پونچتی اوپر کی طرف جانے لگی روشال زربی  
بی نے روکا تھا۔۔۔۔۔ سنو !!! روشال رُ کی اور اُنکی طرف دیکھا۔۔۔ کوئی بات

عالیان کے آگے نہیں کرنا سمجھیں۔۔۔ جی!!! یہ بولتی پھر روشال سیڑھیوں  
کی طرف بڑھنے لگی۔۔ ایک دم رُکی تھی رباب کی فون پر بات کرتی آواز پر۔۔۔  
!! آنسو اب شدت سے گرے تھے۔۔ عالیان بے بی۔۔

When are you coming sweiteee ... I am  
missing u na yeah ok ok bye take care...

جلدی آؤ جان بہت مس کیا تمہے راتوں کو۔۔ روشال یہ سنتے اپنے آنسو بیدردی  
سے صاف کرتی کمرے کی طرف چل دی۔۔

-----

بس ناروشال بی بی اتنا ناروغ ہیں آپ جانتی ہیں نہ رباب بی بی اور زربی بی بی ایک جیسی  
ہیں اور باتوں کو بس بڑھاتی ہیں.. اماں جان تو خود اُنکی باتوں سے اکثر پریشان رہتی  
ہیں۔۔ کوئی تیسری نہیں آتی نواب صاحب کی زندگی میں آپ بھی بہت مشکل  
سے اُنکی زندگی کا حصہ بنی ورنہ وہ اس کردار کے مالک نہیں جو عورتیں دیکھ اپنا  
دین ایمان ہی کھودیں جیسے اور نوابوں کا ہم نے سنا ہے۔۔۔ نواب صاحب بہت  
اچھے ہیں بس اپنی عورت کے ہی ہیں وہ بس جیسے آپ اور رباب بی بی۔۔

روشال جو کب سے کمرے میں آکر روئے ہی جا رہی تھی نواب جی پر اپنے اُسکو  
پورا یقین تھا لیکن پھر بھی اُس کا دل بیٹھے جا رہا تھا کہیں نواب جی اُس کو چھوڑنا  
دیں کیوں کہ شادی کے وقت یہی بولا گیا تھا وہ اولاد کے لیے لے کر جائے جا رہی  
تھی۔۔۔ اب یہی بات اُس سے منظور نہیں ہو رہی تھی معصومیت سے روتے  
بولی۔۔

میرے نواب جی مجھے نہیں چھوڑیں گے ناشمسہ۔۔۔ پتہ ہے میری امی کے بعد  
ایک نواب جی ہی مجھے بے شمار آنکھوں میں پیار لیے مجھ سے باتیں کرتے ہیں  
۔۔۔ پتہ ہے وہ مجھے اپنا بچہ اور گڑیا بولتے ہیں کیسے میں اُنکے بنارہ پاؤں گی۔۔۔ یہ  
بولتے روشال سو سو کرتی رو دی تھی۔۔ شمسہ نے اس بچی سی نواب کی دو لہن  
کے لیے دل ہی دل میں بہت دعا مانگی تھی۔۔

-----

ایک مہینے بعد۔۔۔۔۔!!!!!! نواب عالیان جو چھوٹی بیگم کے ساتھ لاہور کے  
لیے نکلے تھے اب کی دفعہ دادی جان نے بولا تھا وہ رباب کو نہیں روشال کو لے  
کر جائیں گے ویسے بھی یہ ایک ہفتہ روشال کا تھا۔۔ نواب عالیان کی گاڑی پوری

سپیڈ سے اپنے گارڈز کی گاڑیوں کے بیچ موٹروے پر پوری سپیڈ سے جا رہی تھی۔۔۔ روشال جو بلیک چنٹوں والی بہت ہی خوبصورت فروک میں تھی جس کے اوپر اُس نے ہاف سویٹر پہنا ہوا تھا اور بڑی سی پشمناریڈ رنگ کی شال پہنی ہوئی تھی ریڈ شال کے ہالے میں روشال کا معصوم چہرہ دمک رہا تھا۔ پوری نئی نویلی دلہن لگ رہی تھی ہاتھوں میں چوڑیاں پاؤں میں پازیب اور نواب عالیان کے نام کی مہندی جسکا رنگ بہت ہی گہرا چرا تھا۔

نواب عالیان کا ڈرائیونگ کرنا بہت مشکل ہو رہا تھا انکی نظر بار بار بھٹک بھٹک کر روشال پر جا رہی تھی جو بہت ہی شرمیلی دلہن کی طرح بیٹھی تھی۔۔۔ اُس کی نظریں ہی نہیں اٹھ رہی تھیں اپنے نواب جی کی طرف جو ڈرائیو کرتے بار بار اپنی بے باک آنکھیں روشال پر گاڑھے ہوئے تھے ایسی ہی شرماتی رہیں نا چھوٹی بیگم سچ بولتا ہوں ابھی کے ابھی یہیں ہائی وے پر گاڑی روک کر آپکو شدت سے تنگ کروں گا اور آپ جانتی ہیں میرے تنگ کرنے سے کیا مراد ہے۔۔۔ یہ سنتے روشال کی بتی گل ہوئی تھی۔۔۔ نہیں وہ نواب جو وہ نہیں آپ پلز چلیں۔۔۔!!! اتنا

ہی بولا تھا نواب عالیان کا قہقہہ گونجا تھا روشال کا چہرہ خوف اور شرم سے لال پڑا تھا۔

ویسے میں جانتا ہوں اس ٹائم آپ بھی ایسا ہی چاہتی ہیں چھوٹی بیگم۔!! یہ بولتے نواب جی نے آئی بروا چکتے پوچھا تھا۔ نہیں ہم ایسا کچھ نہیں چاہتے روشال نے جلدی اپنے شرمیلے عارض کو چادر سے ڈھکا تھا نواب عالیان کا دل اور دماغ پاگل ہوا تھا اپنی چھوٹی بیوی کی ان اداؤں پر اُسی وقت گاڑی ایک سائڈ پر کر کے روکی تھی روشال کچھ سمجھتی اس سے پہلے ہی نواب عالیان گاڑی کی لائٹس آف کرتے ایک ہاتھ روشال کی سیٹ کے بٹن پر رکھتے اُس پر جھک گئے تھے روشال کی تو آواز ہی گل ہوئی تھی سب کچھ اتنا چانک تھا۔۔۔

نواب عالیان نے اپنا آدھے سے زیادہ وزن روشال کے نازک وجود پر ڈالا ہوا تھا۔۔۔ نواب جی آپ یہ۔۔۔!! گھبراتے شرماتے بولی۔۔ کیا میں آپ یہی چاہتی تھی نا میں بیچ سڑک پر آپکے وجود کو اپنے لمس سے گرم کر دوں۔۔ نہیں ہم ایسا کچھ نہیں چاہتے ہیں نواب جی۔۔۔ روشال ایک ہی رفتار میں بولی تھی یہ سنتے نواب عالیان نے روشال کی چادر اُس کے سینے سے سرکا ہی تھی اور اپنا چہرہ روشا

ل کی فروک کے اگلے دو بٹن کھولتے وہاں چھپایا تھا اور اپنی ناک وہاں رب کی  
تھی اور شدت سے اپنی زبان کی نوک وہاں پھیرتے اپنا بے باک گھیلا لمس  
چھوڑتے روشال کے چہرے پر آئے تھے۔ بلیک پہنا ہے اندر۔۔۔ جی روشال نے  
سکتے ہے اپنی ہیزل بلیور آنکھوں سے اپنے نواب جی کو دیکھا تھا۔۔۔ بلیک سے  
اندر تک سچی ہو میرے لیے وہ بھی ویلویٹ میں۔۔۔ دلچسپ مزہ آئے گا ایک دفعہ  
عارضتپ کے انار لاہور کے بنگلہ پہنچ جائیں۔۔۔۔ نہیں وہ!! روشال کے  
ہوئے تھے۔ ویسے چھوٹی بیگم وہاں میں نے بہت کچھ آپ کے لیے رکھا ہے جو  
سب میری پسند کا ہے بس ایک دفعہ وہاں پہنچ جائیں ہر طرح سے ہر جگہ سے آپ کی  
گہرائیوں میں اُتروں گا وہ بھی ایسے آپ ساری رات سک کر بس میری گردن  
اور پشت پر اپنے ان خوبصورت ناخن کے نشان دیں گی یہ بولتے نواب عالیان  
روشال کی سانسوں پر قبضہ آور ہوئے تھے اور کافی دیر اُس کی سانسوں کو پیتے اور  
اُس کے نچلے لب کو کاٹتے پیچھے ہوئے۔۔۔ روشال جو زور زور سے سانسیں لیتی  
اپنی بکھری سانسوں کو قابو کر رہی تھی جو اُس کے شوہر نے بہت ہی شدت سے  
پی تھی۔۔۔ دوسری طرف نواب عالیان نے بٹن پر یس کرتے اُس کی سیٹ اوپر کی

تھی اور اپنی سیٹ سے ٹیک لگاتے سگریٹ نکالتے اپنے ہونٹوں سے لگاتے  
گہرے کش لینے لگے۔۔۔ اور ایک بے باک نگاہ اپنی بیوی پر ڈالی چھوٹی بیگم صحیح  
طرح چادر لیں۔۔۔ یہ سنتے روشمال نے فوراً اپنے آپکو کور کیا تھا۔۔۔ اور نظر نہ  
کر کے بیٹھ گئی شرم حیا کی سرخی لیے۔۔۔

نواب عالیان مسکراتے بے باکی سے بولے۔۔۔!! چھوٹی بیگم تیار ہو جائیں شاید  
ہی لاہور کے بنگلہ میں آپکو سونے کو ملے۔۔۔ وہاں میں ہر بے باکی کی حد پار کر  
دوں گا اُمید کرتا ہوں آپ بھی میرا بھرپور ساتھ دیں گی ویسے میں جانتا ہوں  
میری چھوٹی بیگم بستر پر کیسے کیسے مجھے اپنا اور دیوانہ بنادیتی ہیں۔

نواب عالیان کی لاہور کی چھوٹی سی قدیمی حویلی جو اپنے آپ میں ہی ایک مثال  
آپ تھی بہت ہی خوبصورت وائٹ حویلی تھی جس کو لاہور میں سفید حویلی کے  
نام سے جانا جاتا تھا۔ روشمال جو شاور لے کر حویلی کے کمرے میں آئی تھی جو  
نواب عالیان کا عالیشان کمرہ تھا۔۔۔ دو دن ہو گئے تھے دونوں کو لاہور آئے

ہوئے نواب عالیان نے ایک پل بھی روشال کو سونے نہیں دیا تھا دن رات  
دونوں ایک دوسرے کا حصہ بنے رہے تھے۔

کچھ دیر پہلے ہی نواب عالیان نے اپنی چھوٹی بیگم کو اپنے بے رحم قربت سے رہائی  
دی تھی اور ڈھانپنے کی بھی ورنہ وہ بس اپنے شوہر کے ساتھ کمر میں اُن کی  
پسندیدہ حالت میں ہی رہی تھی روشال جو چھوٹے سے ہاتھ روب گاؤن میں  
آئینے کے سامنے کھڑی اپنے بالوں کو تولیہ سے خشک کر رہی تھی ہاتھ روب  
گاؤن جو اُس کے حسین سراپا پر اور قیامت ڈھار ہاتھ جو گھٹنوں سے بھی اوپر تھا  
بہت جس میں روشال کی سڈول ٹانگیں عیاں تھیں جن پر نواب عالیان کی  
شدّت کے نشان پورے آب و تاب سے چمک رہے تھے۔ اپنے آپ کو آئینے میں  
دیکھتے روشال رونے سی ہوئی تھی پورا بدن جو داغ دار تھا کوئی جگہ کوئی گہرائی  
ایسی نا تھی جو ان دونوں میں اُس کے بے باک شوہر نے چھوڑی ہو لیکن روشال  
نے بھی اپنے نواب جی کا بھرپور ساتھ دیا تھا وہ جتنی معصوم تھی اتنی ہی بستر پر  
ہی وہ روشال کو رہائی دے اپنے شوہر کے ہوش اڑا دیتی تھی۔ ابھی کچھ دیر پہلے  
کر فریش ہو کر پاس ہی گئے تھے۔ روشال نے دورائیں اور دن سوچتے اپنے



دونوں ہاتھوں سے اپنا حسین چہرہ چھپایا تھا کمرے کی کوئی ایسی جگہ نہیں تھی جہاں نواب عالیان نے اُس سے اپنا حق نالیا ہو یہاں تک کہ اُنہوں نے کمرے میں پڑی چھوٹی سی کرسی اور زمین پر بیجا کارپیٹ بھی نہیں چھوڑا تھا۔ اس ٹائم روشال کا پورا جسم درد سے چور تھا۔ اب اگر وہ آئے نہ ہم میں مزید ہمت نہیں اُن کو آج رات بھی برداشت کر سکیں روشال رونے سی ہوئی تھی اور آئینے کو دیکھتے معصوم سا چہرہ بناتے اپنا آپ سے ہی نواب جی کی شکایتیں لگانے لگی بہت ہی برے ہیں میرے نواب جی ذرا نہیں چھوڑتے مجھے حویلی کے کمرے میں پھر بھی شریف بنتے تھے پر یہاں آکر تو اُن کی طلب ہی ختم نہیں ہو رہی اور اُن کی شدتیں اُف۔۔۔ سب سے زیادہ بے رحمی اور بے باکی سے حق یہ باتھ روم میں لیتے ہیں اور ابھی بول کر گئے ہیں آگے اُنکا شاور پول اور باتھ ٹب روم انس کرنے کا بھی ارادہ ہے۔۔۔ اف خدایا میں کیسے بچوں گی اپنے شوہر سے۔۔۔ یہ بولتے روشال نے اپنے گھنے لمبے ڈارک براؤن بال سلجھاتے اپنا نچلا ہونٹ بچوں کی طرح باہر نکالا تھا۔۔۔ ایک دم اُس کی چیخ نکلی تھی کسی نے اُس کو ایک دم پیچھے پیٹ سے پکڑ کر اپنے سینے سے لگایا تھا۔ ایک دم روشال گھبرا کر بولی۔۔۔ کون

ہے کون ہے۔۔ میں ہوں آپکا شوہر نواب!!! نواب عالیان جو روشال کو بے  
باکی سے آئینے سے دیکھتے اُس کو آنکھ مار گئے تھے روشال جو شرم سے لال ہوئی  
تھی۔۔۔ آپ!!! ہاں میں!!! یہ بولتے نواب عالیان اپنا ہاتھ پیٹ سے اوپر  
لے جا کر گاؤن کے اوپر سے ہی اُس کی ناز کی پر لمس چھوڑا تھا۔۔ روشال نے  
سکتے اپنی آنکھیں بند کی تھیں اور زیادہ اپنا سر پیچھے کو گراتے نواب عالیان کے  
سینے پر رکھ گئی تھی۔

نواب عالیان کا بے باک لمس ہمیشہ سے روشال کو بے خود کر جاتا تھا وہ چھوتے ہی  
اُس کو اس طرح تھے روشال خود ان کو اپنے اندر سمانے کے لیے بے چین ہو جاتی  
تھی۔۔۔ نواب عالیان نے اپنی چھوٹی بیگم کو اپنی طرف رخ کرتے گاؤن کے  
اوپر سے ہی اپنا لمس دل کے پاس چھوڑا تھا اور روشال کے ہاتھ اُنکی پشت پر بالوں  
میں الجھے تھے۔۔ آخر نواب عالیان اُس کو پھر سے اپنی پسندیدہ حالت میں لاتے  
پوری طرح لپٹے تھے روشال جو شرم حیا سے لال تھی وہ چھوٹی سی لڑکی پوری کی  
پوری چھ فٹ کے انسان کے اندر چپ گئی تھی اس نے اپنے آپ کو اور زیادہ اُن میں  
سمایا تھا۔ ایک دم اپنی بیوی کی پشت پر ہاتھ پھیرتے اور اُس کی ناز کی کو چھوتے

نواب عالیان نے اپنی بیوی کی کان کی لوح کو دبایا تھا کیا چاہتی ہیں چھوٹی بیگم پھر  
سے آپکا حصہ بنتے آپکو درد دے جاؤں بولیں بہت ہی خمار زدہ آواز میں بولے  
تھے یہ سنتے چھوٹی سی روشال میں سرا سیمگی سی پھیلی تھی وہ ابھی اپنے شوہر کو  
برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔ وہ میں وہ ایک دم پیچھے ہونے لگی پر نواب عالیان  
نے اور زیادہ اُس کو اپنے میں بھینچا تھا۔۔ سنیں وہ میں!!! روشال میں اب  
خوف کی لہر دوڑی تھی۔ شہ چپ ایک دم چپ چھوٹی بیگم!!! اپنا لمس اُس کے  
خوبصورت بالوں پر رکھا تھا میں اب اس حالت میں نہیں مجھے آپکے ساتھ ابھی  
کچھ گستاخیاں کرنی ہیں اور جو آگ آپ نے میرے اندر لگا دی ہے وہ انڈیلنی ہے  
۔۔ نہیں سنیں نواب جی!!! روشال اور بولتی اُس سے پہلے ہی نواب عالیان اُس  
کو اٹھاتے بیڈ کی طرف بڑھ گئے تھے۔۔ اب شاید ہی نواب عالیان دو گھنٹے سے  
پہلے نازک سی ہیزل بلیو آنکھوں والی روشال کو چھوڑتے۔۔

-----

کیا ہوا ہے چھوٹی بیگم!!! نواب عالیان نے بہت ہی پیار سے پوچھا تھا۔ روشال  
جو کب سے سوئنگ چیئر پر نواب عالیان کی باہوں میں بیٹھی تھی نواب عالیان

نے دونوں کو چادر سے کور کیا ہوا تھا اس وقت نواب عالیان بلیک شلوار قمیض  
میں تھے اور روشال بلیورنگ کی پٹھانی فروک میں تھی جسکا اگلا گلابت ہی زیادہ  
گہرا تھا لمبے بال جو پیچھے کمر پر پڑے تھے نواب عالیان نے دونوں کے گرد اپنی  
آف وائٹ شال دی ہوئی تھی۔۔۔ وہ بک پڑھتے پڑھتے اپنی چھوٹی بیگم کے بال  
سہلارہے تھے۔۔۔ پر ایک دم چھوٹی بیگم اُن کے سینے میں منہ چھپا کر رونے  
لگی۔۔۔ جس سے نواب عالیان بہت ہی زیادہ پریشان ہوئے تھے۔۔۔ کیا ہوا ہے  
!!! چھوٹی بیگم بولیں

نرمی سے اپنی خد ری انگلیاں روشال کے ریشمی بالوں میں چلائی تھیں۔۔۔ وہ  
آپ جب سے مجھے یہاں لاہور لے کر آئیں ہیں بس وہ ہی کیے جارہے ہیں۔۔۔  
وہ کیا چھوٹی بیگم!! چہرے پر شیطانی لیے مسکراتے ہوئے پوچھا تھا نواب عالیان  
نے وہ۔۔۔ وہی جو آپ کرتے مجھے بہت تھکا دیتے ہیں یہ بولتے روشال شرم سے  
لال ہوئی تھی۔۔۔ یہ بات تو صحیح بولی آپ نے چھوٹی بیگم ویسے ابھی آپ جتنا  
موو کر رہی ہیں نہ بعد میں آپکو ہی مشکل پیش آئی ہے۔۔۔ زو معنی انداز میں بولے  
تھے نواب عالیان۔۔۔ ایک دم روشال بچپنے میں پوچھ گئی۔۔۔ کیا مطلب!!!

سمجھاؤں مطلب!! یہ بولتے بے باکی سے روشال کے گلے سے نچی آتی  
گہرائیوں پر اپنا گھیلالمس چھوڑا تھا۔

نہیں نہ نواب جی!! اب روشال نے آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لیتے اپنے  
نواب جی کو دیکھا تھا اور روکا تھا انکو۔۔ کیا ہوا ہے چھوٹی بیگم اتنی مایوسی کیوں۔۔  
اپنی انگلیوں کے پوروں سے روشال کے آنسو صاف کیے تھے۔ آپ مجھے کہیں  
گھمانے نہیں لے کر گئے مجھے گھومنا ہے میں نے شادی سے پہلے بھی ایک کمرے  
کے علاوہ کچھ نہیں دیکھا اور اب شادی کے بعد بھی بس میں حویلیوں میں ہی بند  
ہوں یہاں تو آپ مجھے اپنے ساتھ لے کر آئیں ہیں نہ تو مجھے گھومنا ہے۔۔ نواب  
جی۔۔۔!! بہت ہی پیارے انداز میں نواب عالیان سے شکوہ کر گئی تھی روشا  
ل۔۔

وہیں نواب عالیان اور گھائل ہوئے تھے اپنی چھوٹی بیگم کی ان اداؤں پر اور  
افسوس بھی ہوا تھا اپنی ننھی سی گڑیا پر اُس نے دنیا ہی نہیں دیکھی اب جتنے دن  
یہاں نواب عالیان نے رکنا تھا اتنے ہی دن وہ اپنی چھوٹی بیگم کو لاہور گھمانے کا  
ارادہ رکھتے تھے۔۔

نواب جی کتنا بڑا مال ہے روشال جو اپنی ہیزل بلیو آنکھیں بڑی کر کے زندگی میں پہلی دفعہ ستر اسال کے عرصہ میں ایسے باہر نکلی تھی اور ایسی چیزے دیکھ رہی تھی۔۔ خوشی خوشی بولی تھی نواب عالیان نے بچوں کی طرح اُس کا ایک ہاتھ پکڑا ہوا تھا جو اپنی چھوٹی بیگم کو ہنستا مسکراتا دیکھ خوش ہو رہے تھے۔۔

کیا کیا دیکھے جی میری گڑیا نواب عالیان نے بے باکی سے اپنی بیوی کا معائنہ کیا تھا جو بہت ہی پیاری لگ رہی تھی آج اُس نے بلیک لونگ شرٹ اور نیچے پلاز وپہنا تھا اوپر بڑی ہی نفاست سے جالی کا دوپٹہ لیا ہوا تھا دوپٹہ کے نیچے اُس کے بال کھلے تھے۔ نواب عالیان دُوسرے نوابوں جیسے نہیں تھے عورتوں کو پیر تک ڈھانپ کر رکھے بس یہ چاہتے تھے اُنکی بیوی اچھے لباس میں ہو۔۔ نواب عالیان اتنے تنگ نظر نہیں تھے لیکن روشال کو وہ باہر زیادہ بے پردہ نہیں دیکھ سکتے تھے رباب کے معاملے میں ایسے نہیں تھے لیکن پتہ نہیں کیوں وہ اپنی چھوٹی بیگم پر ایک خاص قسم کی حق ملکیت سمجھتے تھے۔۔ چلیں میری گڑیا!! کچھ شاپنگ ہو جائے سائل کرتے بولے نواب عالیان۔۔!! پر نواب جی میرے پاس تو بہت

کپڑے ہیں ایک کام کرتے ہیں امی دادی جان زینب آپنی اور ہاں رباب بی بی کے لیے کچھ لے لیتے ہیں یہ سنتے نواب عالیان کو اپنی چھوٹی بیگم پر بہت پیار آیا تھا کوئی شک نہیں تھا وہ معصوم ہی نہیں بلکہ بہت ہی زیادہ صاف دل کی مالک بھی تھیں۔۔ چلیں پھر ویسے آپنی شاپنگ میں کر لوں گا یہ بولتے نواب عالیان نے بے باکی سے اپنی بیوی کے حسین سراپا کو دیکھا تھا۔ اپنے شوہر کی نگاہوں کا مرکز سمجھتے روشال شرمائی تھی اور پلکیں عارض پر سجدہ ریز ہوئی تھیں۔

-----

دونوں بہت ہی بڑی برانڈ کی شاپ میں تھے جہاں روشال اپنے سسرال والو کے لیے کچھ نہ کچھ لے رہی تھی اور نواب عالیان بس اُس کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔۔ کیوں کہ اُنکی معصوم چھوٹی بیوی بار بار اُن کو اپنی پسند دکھاتی اور وہ مسکراتے ہوئے اُسکی چیز پر داد دیتے۔ وہیں شاپ کا پورا اسٹاف جو رشک بھری نگاہوں سے دونوں کی جوڑی دیکھ رہے تھے جہاں لڑکی بالکل چھوٹی سی نازک سی وہیں اُسکا شوہر میچوڑ اور شہانا آن بان کا۔۔۔ وہ مرد جوہر لڑکی کا ڈریم ہوتا ہے

-- ایک اسٹاف لڑکی کے منہ سے نکلا کیا جوڈی ہے ماشاء اللہ لڑکی چھوٹی مرد بڑا  
لیکن پرفیکٹ۔ ہو گیا چھوٹی بیگم!! آپکا پھر میں آپکو اپنی من پسند شاپ پر لے کر  
چلو۔۔۔ نواب عالیان نے بولا تھا روشال کو گہری نظروں سے دیکھتے جو اس ٹائم  
اتنی پیاری لگ رہی تھی وہ پوری کی پوری اُنکے حواس پر حاوی ہو رہی تھی۔۔

کون سی شاپ۔۔۔!!؟؟؟

روشال نے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹا کر اُن کو دیکھا تھا۔۔۔ میں پیمنٹ کرتا  
ہوں ان سب کی آپ بس چلیں۔۔۔ یہ بولتے شاپنگ بیگ اٹھاتے پیمنٹ  
کرتے روشال کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے باہر نکل گئے تھے۔۔۔ اب دونوں جس  
شاپ میں آئے تھے وہاں آتے ہی جہاں نواب عالیان کا چہرہ چمکا تھا وہیں روشال  
کے ہوش ارے تھے۔۔۔ نواب جی یہ کیسی دکان ہے۔ روشال نے چاروں  
طرف دیکھتے بولا تھا جہاں بس فیمیل اسٹاف تھی اور جو اسٹاف تھا وہ دیکھتے روشا  
ل کی آنکھیں پہلے کھلی تھیں پھر شرم سے جھکی تھیں۔۔۔ وہیں نواب عالیان  
اپنی بیوی کے سرخ عارض دیکھتے پاگل ہوئے تھے چلیں چھوٹی بیگم اب میری  
پسند ہو جائے آپ گھر جا کر میری باہوں میں شرمالینا۔ نہیں نواب جی!!!.. یہ



سب۔۔ روشال کی توسانسیں اٹکی تھیں۔۔ یہ دکان ساری نائی اور اندرونی  
چیزوں کی تھی۔۔

-----

روشال جو کب سے لال ہو رہی تھی اُس کا شوہر بنا کیسی شرم کے ایک ایک اندونی  
چیز خود چن رہا تھا وہیں اُس کا جلن سے بھی اب برا حال ہو رہا تھا کیسے لڑکیاں اُس  
کے نواب جی کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔ روشال سے اب برداشت نہیں ہوا پاس جا  
کر کھڑی ہوئی اور اپنے نواب جی کے ہاتھ میں ہاتھ دیا تھا۔۔ کیا ہوا چھوٹی بیگم  
۔۔ نواب عالیان نے آئی برواچکا کر پوچھا تھا۔ میں تھک گئی نواب جی  
۔۔۔ ہاں میری گڑیا!! بس یہ سب بھی ہی گیا۔۔۔ بس آپ یہ بتائیں ان دونوں  
میں سے کونسا کلر آپکو زیادہ پسند ہے وہ اسٹف دیکھتے روشال کے ہوش اڑے  
تھے وہ سارا نیٹ کا تھا بولیں ریڈ پنک یا آف وائٹ۔۔؟؟!! بے باکی سے پوچھا  
تھا وہیں اسٹاف گرلز نواب عالیان کی پرسنلٹی سے مرعوب نظر آرہی تھیں۔۔۔  
روشال کے عارض تپ کر انار ہوئے تھے۔۔ بس نواب جی اب آپ چلیں جو  
مس آپ ایک کام لینا ہے لے لیں نظر جھکائے ہی بولی تھی۔۔ ٹھیک ہے پھر

کریں سب پیک کر دیں روشال کا تو شرم سے ہی برا حال تھا۔ دونوں اُس شاپ  
سے نکلنے لگے۔۔ ایک دم روشال رُکی۔۔ کیا ہوا چھوٹی بیگم!! وہ سنیں میری  
رنگ اندر رہ گئی آپ ایک منٹ کھڑے ہوں میں آئی۔۔ یہ بولتے واپس شاپ  
میں گئی۔۔ جاتے ہی اُن اسٹاف گرلز سے غصے سے مخاطب ہوئی کیوٹلی۔۔  
سنیں اب نا میرے شوہر کی طرف مت دیکھنا وہ میرے ہیں اور میرے ہی رہیں  
گے۔ یہ بولتے غصے سے شاپ سے نکل گئی تھی اور شاپ کی اسٹاف گرلز بولی  
تھیں۔۔۔

So cute this little girl no doubt this  
beautiful couple made in heaven...!!!

-----

دونوں اب مال کے بڑے سے فوڈ کورٹ میں تھے روشال مزے لے لے کر  
گول گپے کھا رہی تھی اور نواب عالیان اُس کو کھاتا دیکھ خوش ہو رہے تھے۔۔۔

آپ بھی لیں نانواب جی روشال نے معصومیت سے پوچھا تھا۔۔ بھی گڑیا یہ  
بچوں کے کھانے کی چیزے ہیں آپ کھائیں میں نے اپنے لیے کچھ اور منگوایا ہے  
۔ اچھا!! یہ بولتے پھر اپنا کھانا انجوائے کرنے لگی۔۔

دونوں نے اچھی طرح فوڈ انجوائے کیا تھا اب روشال کو اپنے ہینڈ واش کرنے تھے  
۔ نواب جی واش روم!! وہ ہے چھوٹی بیگم سامنے چلیں میں چلتا ہوں۔۔ نہیں  
میں آتی ہوں آپ بیٹھیں۔۔ یہ بولتی مسکراتی واش روم سائڈ بڑھ گئی روشال کچھ  
دیر بعد فریش ہو کر باہر ہی نکل رہی تھی اُس کی نظر سامنے ایک لڑکے پر گئی وہ  
اپنی جگہ ہی جمی تھی۔۔ آنسو آئے تھی روشال کے۔۔ سہیل اتنا ہی بولا تھا۔۔ اور  
وہ دیوار کے پیچھے ہوئی تھی تاکہ وہ اس کو نہیں دیکھ سکے سہیل جو سامنے ایک فوڈ  
کورٹ میں سرونگ کر رہا تھا۔۔ روشال جو ایک ٹک اُس کو دیکھ رہی تھی  
چھپ کر۔۔ ایک دم آنسو پونچھتے بولی مجھے نواب جی کے پاس جانا ہوگا کہیں  
مجھے سہیل دیکھ نالے۔ ابھی بول ہی رہی تھی کسی نے پیچھے سے ہاتھ رکھا تھا روشا  
ل ڈر کے اچھلی تھی۔۔ کون کون آنسو سے آنکھیں بھیگی تھیں۔۔ میں ہوں  
چھوٹی بیگم!! نواب عالیان بولے تھے۔۔ آپ!!! روشال ایک دم بولتی اُن

کے سینے میں چھپ گئی تھی۔ کیا ہوا ہے میری گڑیا کو!! کچھ نہیں!! چلیں نا  
نواب جی میں تھک گئی۔۔۔ ہاں چلو اب حویلی جا کر میں ان دودنوں میں خوب  
تمہاری تھکاوٹ اتارنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔۔۔ جی!!! روشال اپنے شوہر کے بے  
باک لفظوں پر سرخ گلاب ہوئی تھی۔۔۔ اور جاتے جاتے پھر روشال کی نظر  
سہیل پر اٹھی تھی آنسو عارض پر گرے تھے۔۔۔

-----

نواب عالیان علی خان اور روشال کو واپس حیدر آباد آئے ہوئے پانچ دن ہو چکے  
تھے اور آتے ہی نواب عالیان ایک ضروری بزنس کے کسی کام سے امریکہ چلے  
گئے تھے نواب عالیان کی باہر کے ممالک میں کوئلے اور گولڈ کی مائنس تھیں  
۔۔۔ پورا حیدر آباد نواب عالیان کا تھا یہاں تک کہ آدھے سے زیادہ پاکستان  
نواب عالیان کا تھا۔۔۔۔۔

-----

دوپہر کے دو کا وقت تھا روشال جو دادی جان کے پاس بیٹھی تھی بہت شدت سے اُس کو اپنے نواب جی کی یاد آرہی تھی پر ستر اسال کی روشال اُن کو کال کرتے بھی بہت جھجک رہی تھی۔۔۔ بچی جاؤ تم آرام کر لو دادی جان نے روشال کے تھکے چہرے کو دیکھتے بولا جس نے صبح آٹھ بجے ہی اُٹھ کر سب کی من پسند کا ناشتہ بنایا تھا اور پھر دوپہر کا کھانا۔۔۔ اب وہ واقعی میں بہت زیادہ تھک گئی تھی جاؤ میری بچی اوپر جا کر آرام کرو!!! جی! روشال یہ بولتی اوپر کی جانب بڑھ گئی تھی۔

اتنے میں رباب ہال میں آئی تھی باہر سے اور دادی جان کو نظر انداز کر کے اوپر کی جانب اپنے کمرے کی طرف بڑھنے لگی پیچھے نو کرانیاں تھیں۔۔ جنہوں نے رباب کے شاپنگ بیگز اٹھائے ہوئے تھے۔۔ بڑی بہور کو!! دادی جان دانت پیستے بولی تھیں اُن کو رباب کی ایسی حرکتیں قطعاً ناپسند تھیں۔ جی بولیں!! دادی جان سوری میں نے آپ کو نہیں دیکھا رباب نے نکلی سامنہ بنا کر بولا تھا۔۔ کوئی دعا سلام نہیں اور چل دی آٹھ سال سے ہو اس حویلی میں بہو بن کر پھر بھی کوئی طور طریقے نہیں آئیں تمھے۔۔۔ دادی جان غصے سے بولی تھیں اُن کو رباب کی ایسی

حزکتیں کبھی پسند نہیں تھیں وہ بس عالیان خان سے ہی رشتہ رکھتی تھی باقی  
خاندان سے اُسکا کوئی لینا دینا نہیں ہوتا تھا اور جب نواب عالیان خان حویلی نہیں  
ہوتے تھے تو وہ زیادہ تر باہر ہی رہتی تھی دوستوں اور شاپنگ وغیرہ پر۔۔ ابھی  
کچھ بولتی رہا باب دادی جان کو ضامن نواب عالیان کا بہت ہی وفادار چوکیدار اندر  
آیا تھا۔۔ اماں جان اور باب بیگم!!! ہاں بولو ضامن۔۔ باب بولی تھی۔۔۔ وہ  
بیگم صاحبہ باہر ایک لڑکا آیا ہے ڈرائیور کی جاب کے لیے۔۔ اوہ اچھا!!! چلو میں  
آتی ہوں۔۔ یہ بولتی رہا باب دادی جان کو انگور کرتی باہر کی طرف بڑھ گئی تھی  
۔۔۔ دادی جان نے تاسف سے سر ہلایا تھا باب واقعی کبھی نہیں سدھر سکتی تھی

---

دوسری طرف رہا باب جو ایک اکیس سال کے لڑکے سے پوچھ رہی تھی اُسکا نام  
پتہ اور کیا وہ صحیح گاڑی چلا لے گا۔۔ اُس کو اپنے لیے اب ایک چوبیس گھنٹے کا  
ڈرائیور چاہیے تھا جب بھی اُس نے باہر جانا ہو وہ موجود ہو۔۔ نواب عالیان سے  
پہلے ہی رہا باب نے اجازت لے لی تھی۔ کیا نام ہے تمہارا۔۔؟؟ رہا باب نے پوچھا  
تھا۔۔؟ میڈیم میرا نام سہیل تنویر!!! ہے میں بہت اچھی گاڑی چلا لیتا ہوں۔۔

ہم ٹھیک تم آج سے ہی یہاں نوکری کرو گے۔۔ ضامن ضامن۔۔ رباب نے  
پکارا تھا۔۔ جی بیگم صاحبہ!!۔۔ اس لڑکے کو جو انیکسی میں ڈرائیور کے کمرے  
بنے ہیں ان میں سے ایک دے دو آج سے یہ میرا پر سنل ڈرائیور ہے۔ یہ بولتی  
اندر چلی گئی تھی وہیں سہیل نے حویلی کو دیکھا تھا جو جتنی شاندار تھی اتنی ہی وہ  
کسی عاشق کو رلا دینے والی تھی۔۔ سہیل نے لمبی سانس لی تھی وہ چھوٹی سی  
ہیزل بلیو آنکھوں والی پریوں کا حسن رکھنے والی روشال شدت سے یاد آئی تھی  
۔۔ آگیا ہوں میں تمہے یہاں سے لے کر جانے کے لیے۔۔ یہ بولتے ضامن  
کے ساتھ انیکسی کی طرف بڑھ گیا تھا۔

-----

دو اور ہفتے گزر گئے تھے نواب عالیان جو امریکہ سے کب کے آگئے تھے پر آتے  
ہی ان کو زیادہ ٹائم نہیں مل سکا تھا اپنی چھوٹی بیگم کے ساتھ۔۔ کیوں کے آتے ہی  
جو ہفتہ تھا وہ سارا انہوں نے رباب کے پہلو میں گزارا تھا۔ اب جو ہفتہ تھا وہ سارا  
روشال کا تھا۔ روشال جو کب سے اپنے کمرے میں بیٹھی سچی سنوری جا رہی تھی

آج اُس نے گولڈن رنگ کا شرارا اور اوپر چھوٹی سی قمیض پہنی تھی۔۔۔۔۔ جو پیچھے سے ایک بہت خوبصورت زپ سے بند تھی اگلا اور پچھلا اگلا بہت ہی زیادہ گہرا تھا اور ساتھ ہی اوپر نیٹ کا دوپٹہ سر پر اوڑھتا تھا جس کے پلہوں پر گوٹہ کا کام ہوا تھا جو نواب حویلی کا روایتی ڈریس تھا جو پہلے یہاں کی بیگمات پہنا کرتی تھیں۔۔۔۔۔ روشال نے شمسہ سے خاص طور پر یہ ڈریس سلائی کروایا تھا وہ یہاں کی بیگمات کی طرح تیار ہو کر اپنے نواب عالیان کی باہوں میں قید ہونا چاہتی تھی۔۔۔۔۔ کہاں ہیں آپ نواب جی روشال سلائیڈنگ کھڑکی کی طرف گئی تھی اور اوپر سے نیچے کارپارچ ایریا کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔ ابھی نواب عالیان کی بلیک لینڈ کروزر نہیں آئی تھی۔۔۔۔۔ کہاں ہیں نواب جی مجھے آج آپ کی قربت میں ہر لمحہ جینا ہے اور آپ کو بتانا ہے آپ کی چھوٹی بیگم آپ سے کتنی۔۔۔۔۔ اتنا ہی بولی تھی روشال اور رودی تھی آنسو اس کے خوبصورت عارض کا حصہ بنے تھے۔ اب انتظار نہیں ہو رہا آجائیں نواب جی۔۔۔۔۔!! انکھیاں روشال کی آج باہر ہی لگی تھیں۔۔۔۔۔ دوسری طرف نواب عالیان بزنس میٹنگ اٹینڈ کر کے ڈیرہ گئے اور اُس کے بعد اپنے ہی ایک خاص نواب دوست کے ولیمہ پر پونچھے اپنے کچھ قریبی دوستوں کے



ساتھ۔۔۔ اس وقت رات کے آٹھ بج رہے تھے۔۔۔ نواب عالیان جو کرکراتی  
آف وائٹ شلوار قمیض میں تھے جس پر بلیک شال کندھوں پر ڈالی ہوئی تھی اس  
ٹائم وہ بہت ہی خوب رو اور ہینڈ سم نواب لگ رہے تھے اُنکی پر سنلٹی ہی ایسی تھی  
۔۔۔ نواب عالیان جو اپنے چند عزیز دوستوں کے ساتھ اپنے ہی نواب دوست  
بلال تبریز خان کے ولیمہ کا کھانا کھا رہے تھے حجرہ میں بیٹھ کر۔۔۔ اتنے میں اُنکا  
دوست بلال تبریز خان اپنے والد شرجیل خان کے ساتھ نواب عالیان کو ملنے  
آئے تھے خاص طور پر۔۔۔

بلال تبریز خان اپنی بھاپیں پھیلاتا نواب عالیان کی طرف بڑھادونوں بڑے ہی  
گرم جوشی سے بغیر ہوئے تھے۔۔۔ آخر نواب عالیان بولے مبارک ہو تمھے  
بلال تبریز۔۔۔ خیر مبارک یار۔ بیٹھو آپ!!! اب نواب عالیان جو بلال تبریز اور  
اُنکے بابا شرجیل کے ساتھ حجرہ میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے اتنے میں دو چھوٹی  
بچیاں چار اور تین سال کی حجرہ میں بھاگتی ہوئی آئیں اور اپنے بابا بلال تبریز خان  
کے سینے سے لگ گئیں۔۔۔ بابا بابا!!! وہ دونوں بہت ہی حسین گڑیا تھیں ایک کی  
نبلی اور ایک کی گرین آنکھیں تھیں۔۔۔ بال دونوں کے سنہری تھے وہ بہت ہی

خوبصورت پٹھانی لباس میں تھیں۔ اُن کو دیکھتے جہاں بلال تبریز خوش ہوا تھا وہیں شرجیل خان نے منہ بنایا تھا جو نواب عالیان نے باخوبی محسوس کیا تھا۔۔۔

آخر نواب عالیان بولے بلال یہ تمہاری سیٹیاں ہیں کیا۔۔ ہاں لالہ یہ میری بولتے مسکراتے اپنی بیٹیوں کے پھولے عارض سیٹیاں ہیں دوسری بیوی سے یہ پر لب رکھے تھے وہ دونوں کھلکھلا کر ہنسی تھیں۔۔ کیا دوسری بیوی سے پھر یہ شادی!! نواب عالیان نے حیرانگی سے پوچھا تھا۔۔ منہا اور ہانی جاؤ بیٹا ماما کے پاس وہ دونوں بچیاں اپنے بابا کے حکم پر اُسی وقت چلی گئی تھیں۔۔۔ لالہ یہ ہماری تیسری شادی ہے وارث کے لیے ہماری دوسری بیوی پھر حمل سے ہے اور وہ بھی بیٹی ہی ہے اور پہلی بیوی سے بھی ہماری کی ایک بیٹی ہوئی پھر اُس کے بعد اُس سے اولاد ہی نہیں ہوئی آپ جانتے تو ہیں ہم نوابوں کو اپنی نسل چلانے کے لیے وارث کی ضرورت ہوتی ہے۔۔

۔۔۔ میں نہیں مانتا یہ سب میرے نزدیک اگر اللہ نے آپ کو اولاد دے دی ہے وہی اُس کی سب سے بڑی عنایت ہے شکر ادا کرنا چاہیے ہمیں چاہے وہ بیٹی ہو یا بیٹا۔۔۔ میرے نزدیک بیٹی بیٹے جتنی ہی اہمیت رکھتی ہے۔۔۔ پر تم نے غلط کیا دو دو

بیویوں کا دل دُکھا کر پہلے تو تمھے دوسری بھی شادی نہیں کرنی چاہیے تھی جب پہلی سے تمہاری اولاد تھی اگر تم نے کر لی چلو اپنے بابا کے لیے لیکن تیسری نہیں بلال یہاں تم غلط ہو۔۔۔ بیٹی بیٹا دونوں ہی وارث ہوتے ہیں بس اپنی سوچ بدلنا چاہیے نواب عالیان ابھی بول ہی رہے تھے۔۔۔ ایک دم شر جیل خان بولے۔ تم نے بھی اولاد کی غرض سے دوسری شادی کی ہے ضرور وارث کے لیے ہی کی ہو گی جب تمہارے گھر بیٹی ہو تم مثال قائم کر کے جشن کرنا۔۔ کہنا آسان ہوتا ہے نواب بیٹے پر کرنا مشکل۔۔۔ آپ کے لیے ہو گا مشکل شر جیل انکل پر میں اپنے اصولوں پر چلنے والا نواب ہوں دوسری کی کیوں کہ پہلی نے بولا کرنے کو ورنہ میں بنا اولاد کے بھی زندگی گزار لیتا بڑے ہی گھمبیر اور سپاٹ لہجے میں بولے تھے نواب عالیان۔۔ چلیں اب میں نکلتا ہوں یہ بولتے اپنے گارڈز کے احصار میں بلال تبریز کی حویلی سے نکل گئے تھے۔

-----

نواب عالیان کی بلیک لینڈ کروزر حویلی کے کارپورچ میں آکر رُک کی تھی نواب عالیان اپنے بلیک گلاسز اتارتے باہر نکلے تھے اور حویلی کے بڑے سے ہال میں

داخل ہوئے تھے۔۔۔ جہاں کوئی نہیں تھا کیوں کہ رات کے گیارہ بج رہے تھے  
۔۔ چھوٹی بیگم !!! یہ بولتے نواب عالیان اوپر کی جانب اپنی گڑیا کے کمرے کی  
طرف بڑھنے لگے۔۔ ایک دم کسی نے پیچھے سے اُنکا ہاتھ پکڑا تھا وہ اُسی وقت  
مڑے تھے تم !!! اتنا سا ہی بولا تھا نواب عالیان نے کیوں کے سامنے اُنکی پہلی  
محبت اُنکی پہلی بیگم بہت ہی خوبصورت ماڈرن ڈریس میں تیار ہوئی کھڑی تھی۔۔  
ہاں میں عالیان رباب نے قریب ہوتے عالیان کے چوڑے سینے پر اپنی مخروطی  
اُنگلیاں پھیری تھیں اس انداز میں کہ نواب عالیان ہیپٹائز ہو جائیں۔۔۔ ایک  
دم نواب عالیان نے کمرے سے پکڑ کر اُسکو اور زیادہ اپنے وجود سے لگایا تھا اور خماری  
دونوں کی سانسیں آپس میں مل رہی تھیں۔۔۔ بے !!! لیے بولے کیا ہوا رباب  
بی میرے ساتھ چلو رباب نے عالیان خان کے عارض پر اپنے ریڈ لپسٹک سے  
لبریز لب رکھے تھے اور وہاں اپنا گھیلالمس دیا تھا۔۔ وہ جانتی تھی کیسے نواب  
عالیان سے اس وقت اپنی بات منوانی ہے کہاں چلنا ہے۔۔؟؟ اپنے ہاتھ بے باکی  
سے رباب کی ناز کی پر پھیرتے بولے !!!۔۔ میری ایک قریبی دوست ہے اُس  
نے بلایا ہے خاص طور پر تمہیں تو تمہیں چلنا ہی ہو گا اور واپسی پر تمھے وہ دوں

گی۔۔ جو اس ٹائم تمہارا وجود مانگ رہا ہے۔ بولتے رہا باب نے اپنا ہاتھ نواب  
عالیان کے حساس حصے پر رکھا تھا۔۔۔ نواب عالیان نے باب کو وال سے پن کیا  
تھا۔۔ کیا چاہتی ہوا بھی تمہارے وجود میں گھل کر تمہاری سانسیں اُکھیر دوں  
۔۔۔ دونوں کی تیز سانسیں حویلی کے بڑے سے ہال میں گونج رہی تھیں وہیں  
کو کوئی تھا جو اوپر سے اُن کو دیکھا رہا تھا اور اُس معصوم کے آنسو اُس کے عارض  
بھگور رہے تھے۔۔ بے بی سوری بٹ ابھی چلو راستے میں کریں گے باقی سب آنکھ  
مارتے بولی رہا باب۔۔۔

Thats really not fair rubab!!!

!!!! آگے سے رہا باب ہنس کر بولی

Everything is fair in love and war baby!!!

اب چلو!! دونوں ہاتھ میں ہاتھ ڈالتے باہر کی طرف بڑھ گئے تھے وہیں چھوٹی  
سی روشال جو سچی سنوری اوپر کھڑی یہ سب دیکھ چکی تھی دل بہت بیدردی سے  
آج پتہ نہیں کیوں ٹوٹا تھا وہ اپنے آنسو بیدردی سے صاف کرتی شکوہ سے بولی تھی  
!! یہ میرا وقت تھا نواب جی!! آپ میرے حقوق سے کیسے منہ موڑ سکتے ہیں

جب میں کبھی آپکے اور باب بیگم کے بیچ نہیں آئی تو میرا وقت بھی میرا ہونا  
چاہیے تھا نہ۔۔ آپ بہت گندے ہیں مجھے آپ سے بات ہی نہیں کرنی۔۔ یہ  
بولتی سسکیوں سے روتی سیڑھیاں چڑھ گئی تھیں۔

-----

نواب عالیان کی گاڑی رات کے تین بجے حویلی کے کارپوچ میں آکر رکی تھی۔۔  
بس عالیان باب نے عالیان کی بے باکی پر بندھ باندھنے کی کوشش کی تھی جنکے  
ہاتھوں کی بے باکی ابھی ٹک اُس کے وجود پر جاری تھیں۔ دونوں نے واپسی پر  
گاڑی میں ہی بہترین وقت گزرا تھا اور باب نے نواب عالیان کے جوان  
جذبات کو بے حد سکون دیا تھا۔ ابھی تمھے یہ سب چاہیے تھا اور جب میں کر رہا  
ہوں۔۔

Now u are getting tired han !!! ...

نواب عالیان جو اپنی سیٹ پر ٹیک لگائے بے باکی سے رباب کو دیکھ رہے تھے جو  
اپنی شرٹ کے بٹن بند کر رہی تھی اور یہ سنتے اُس نے مسکرا کر عالیان خان کو  
دیکھا۔

I m sleepy baby by the way u forget it ... Its  
ur choti begum turn !!!

یہ سنتے نواب عالیان کی آنکھیں کھلی تھیں اور انہوں نے اپنے ماتھے کو سہلایا تھا

-

Damn!!!!

میں کیسے بھول گیا اندر ہی اندر سوچا تھا۔۔ رباب گاڑی سے اُتری

Ok baby good night ..

یہ بولتی اندر کی طرف بڑھی تھی الگ ہی طرح سے مسکراتے بچاری چھوٹی بیگم  
یہ بولتے اور زیادہ کمینگی ساہنسی تھی۔۔

Feeling so sad for u poor girl.... !!!!





آج جب چھوٹی بیگم کا دن تھا وہ کیسے اپنی چھوٹی گڑیا سے غافل ہو سکتے تھے اتنا تو وہ جان چکے تھے وہ چھوٹی سی سترہ سال کی لڑکی بہت ہی زیادہ احساس ہے آج پتہ چل رہا تھا نواب عالیان کو وہ اپنی چھوٹی بیگم کو لے کر پاگل ہوئے جا رہے ہیں دل ڈرا تھا۔ اگر وہ نا ملی پھر وہ کیا کریں گے دل زور زور سے کانپ رہا تھا جیسے جان نکل جائیگی وہ چھوٹی سی لڑکی اُنکے لیے چند دونوں میں اتنی خاص ہو گئی تھی اس کا اندازہ آج ہو رہا تھا نواب عالیان خان کو۔ نواب عالیان جو برستی بارش میں پوری طرح بھیگ چکے تھے ایک دم وہ واپس نیچے کی طرف جانے لگے ایک دم رکے تھے اُن کو کسی کی سسکیاں سنائی دی گئی تھیں۔۔۔ چھوٹی بیگم !!! اتنا بولتے وہ پاگل دیوانوں کی طرح چھت پر موجود چھوٹے سے ٹینک کی طرف بڑھے تھے۔۔

جیسے وہاں پہنچے اُنکا دل منہ میں آیا تھا اُن کی چھوٹی سی بیوی جو دو لہن کی طرح سچی سنوری روتی ٹینک کے پیچھے چھپ کر بیٹھی تھی۔۔۔ چھوٹی بیگم !!! یہ سنتے روشال نے چہرہ اٹھا کر نواب عالیان کی طرف دیکھا تھا دونوں پر بارش کی بوندیں پڑ رہی تھیں دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔۔ روشال نے کچھ پل

نواب عالیان کو حیرت بھری روتی نگاہوں سے دیکھا ایک دم وہ بولتی اٹھی نواب  
جی کیا یہ آپ ہیں!!!! بے شمار معصومیت اُس کے چہرے سے ٹپک رہی تھی  
۔۔ ایک دم اپنی چھوٹی بیگم کی طرف بڑھتے بے قراری سے اُس چھوٹے سے  
وجود کو اپنی باہوں میں بھرا تھا اور اپنے دہکتے لب اُس کے بالوں پر رکھ گئے تھے  
۔۔ چھوٹی بیگم کہاں تھیں آپ کتنا ڈھونڈا یہ کوئی طریقہ ہے یہاں چھپ کر بیٹھنے  
کا۔۔ اب نواب عالیان نے روشال کے چہرے کو تھامتے اپنے نرم گرم لمس کا  
بوسا دیا تھا اُس کے پورے چہرے پر دیوانوں کی طرح۔۔ ایک دم روشال جو  
روتے پیار بھری نظروں سے اپنے نواب جی کو دیکھ رہی تھی ایک دم اُس کی  
آنکھوں کے آگے وہی منظر آیا تھا کیسے اُس کے وقت میں نواب جی اُس سے ہی  
غافل ہو گئے۔۔ ایک دم روشال نے نواب عالیان خان کو دونوں ہاتھوں سے  
دھکا دیا تھا۔

نواب عالیان پیچھے کی طرف ہوئے تھے پر اگلے ہی لمحے اُنکے اعصاب بھڑکے  
تھے اور نقوش تنے تھے چھوٹی بیگم کا جھٹکنا نواب عالیان سے برداشت نہیں ہوا  
تھا۔۔ چھوٹی بیگم ایک جست میں گرجتے روشال کی طرف بڑھے اور اُس کو

نازک کمر سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا روشال کٹی ہوئی ڈال کی طرح نواب عالیان کے کسرتی سینے سے لگی تھی اب نواب عالیان کو اُس کی ناز کی بھرپور محسوس ہو رہی تھی۔ ایک دم روتی روشال کا جبر اپنی مضبوط گرفت میں پکڑا تھا۔ کیسے مجھے دور جھٹکا بولوروشال!!! ایسا گر بے تھے نواب عالیان چھوٹی سی روشال ڈر کر اُنکے سینے میں سمائی تھی۔۔۔ جیسے ہی وہ خود اُنکے سینے سے لگی نواب عالیان کا سارا غصہ چھو منتر ہوا تھا۔۔۔ وہ اور زیادہ برستی بارش کے نیچے اُس کو اپنے اندر بھینچ گئے تھے۔۔۔ جانتے تھے اُنکی چھوٹی سی بیوی زیادہ سختی نہیں سہہ سکتی لیکن جب جب وہ غصے میں نواب عالیان کو دور جھٹکتی تھی نواب عالیان کا پورا جسم آگ کا گولا بن جاتا تھا۔ پر اگلے پل اپنی گڑیا کے لیے نرم ہو جاتے تھے یہ روپ بس روشال کے لیے تھا جب سے رباب غصے سے دار کر خود مناتی عالیان خان کو۔۔۔ کیوں دور جھٹکا ہاں!!! روشال کی کمر پر بڑی ہی نرمی سے ہاتھ پھیرتے بولے۔۔۔ میں آپ سے ناراض ہوں نواب جی!!! اتنا سا بولتی اور زیادہ اُنکے کشادہ سینے میں چھپی تھی اور نواب عالیان کی شال کو اپنی مٹھیوں میں سختی سے پکڑا تھا۔۔۔ اپنی بیوی کی شکایت پر بھی نواب عالیان مسکرائے تھے۔ وہ اس ننھی سی جان پر

غصہ کر ہی نہ پاتے تھے۔۔ کیوں ناراض ہے میری گڑیا!!! یہ سنتے اب روشال کو غصہ آیا تھا ایک تو غلطی نواب جی کی تھی اور انہیں ہی نہیں معلوم انہوں نے کیا غلطی کی ہے۔۔ ایک دم اُن سے الگ ہوتے جانے لگی۔۔ نواب عالیان جنگی میں بھگتے اور گہری نظروں نے اپنی بیوی کا باریکی سے معائنہ کیا تھا جو بارش زیادہ قیامت خیز لگ رہی تھی اُسکا گولڈن شرار اپورا اس کے بدن سے چپکا ہوا تھا جس میں دوپٹہ سائڈ پر ہونے کی وجہ سے اُسکا اندر کا نازک پردہ صاف نظر آ رہا تھا جو بلیک رنگ کا تھا اور دودھیا حصے پورے نمایاں تھے یہ دیکھتے نواب عالیان کے جوان جذباتوں میں پوری طرح آگ لگی تھی انہوں نے ایک دم آگے ہوتے روشال کو پھر سے اپنی طرف کھینچا تھا۔۔۔ چھوڑیں مجھے نواب جی۔۔ کیوں چھوڑو بیوی ہو میری میری ملکیت!!! یہ بولتے جھکتے روشال کی کان کی کوپر اپنا گھیلا لمس دیا تھا۔۔ روشال نے اُنکی قمیض اوپر سے پکڑی تھی۔۔۔ مجھے کچھ نہیں کرنا آپکے ساتھ جب ادھی رات گزر گئی کہیں اور باقی بھی اُدھر ہی گزار آئیں۔۔۔ یہ بولتے بہت گہرا شکوہ کر گئی تھی۔۔ نواب عالیان پل میں اُسکا شکوہ سمجھے تھے اور گہرا مسکرائے تھے آج پتہ لگا تھا اُنکی گڑیا بھی پوری روایتی بیوی ہی تھی

اُسکی معصوم سی جلن پر دل کو تسکین پہنچی تھی تمھے تو میں جانے نہیں دوں گا آج  
اسی بارش کے نیچے تم پر پوری طرح برسوں گا اور تمہیں بتاؤں گا تمہارا شوہر  
آدھی رات میں بھی تمہارا بھرپور حق ادا کر سکتا ہے۔۔

بہت ہی بے باکی سے بولتے ایک ہاتھ سے روشال کی چھوٹی بڑی قمیض کی زپ  
سرکھا گئے تھے مجھے نہیں لینا آپ سے کوئی حق میں ناراض ہوں آ!! آپ سے  
آپ جائیں چھوڑیں۔۔

میں ہی جاتی ہوں۔۔

جانے ہی لگی تھی نواب عالیان اُسکی قمیض پیچھے سے کھینچ دو حصوں میں چاک  
کر گئے تھے۔۔۔

رے روشال کی تو آنکھیں پھٹی تھیں وہیں نواب عالیان کی آنکھیں خمار زدہ ہوئی  
تھیں۔۔۔

روشال کی آنکھیں پھٹی تھیں نواب عالیان جو ایک لمحے میں روشال کے بہت ہی زیادہ قریب تھے ایک دم روشال کی آواز نکلی نواب جی!! یہ آپ نے کیا کر دیا۔۔۔!!! نواب عالیان نے اپنے دونوں ہاتھ پورے حق سے پیچھے سے اُس کے پیٹ پر رکھتے روشال کو اپنی طرف کھینچا تھا روشال نواب عالیان کے سینے سے لگی تھی۔۔۔ پلز چھوڑیں نواب جی!! مجھے آپ کا آج میرے قریب آنا منظور نہیں

---

آپ کیسے کر سکتے ہیں ایسا روشال جو روتے اُنکے چوڑے سینے سے لگی ڈھیروں شکوے کر رہی تھی نواب عالیان کو اپنی چھوٹی بیگم کے شکووں پر ترس آیا تھا۔۔۔ پر جھکتے اُنہوں نے روشال کی سائڈ گردن اور پیچھے دیکھتی دودھیا پشت کو اپنے دہکتے لمس سے لال کرنے لگے برستی بارش کے نیچے روشال کی سسکیاں بھی عروج پر تھیں نواب عالیان نیچے گھٹنوں کے بل بیٹھتے اُس کے نچلے حصے کو اپنے لبوں سے گھیلا کرنے لگے روشال جو تڑپتے اپنا سر پیچھے کی طرف گرا رہی تھی۔۔۔۔ آنکھیں بند تھیں آنسو گر رہے تھے وہ نواب جی کو آج رات اپنے قریب آنے نہیں دینا چاہتی تھی لیکن اُنکا لمس ہی ایسا تھا جب جب وہ چھوٹی سی

روشال کو چھوتے تھے اُس کو بے خود کر جاتے تھے۔۔ نواب عالیان جو نیچے سے  
روشال کو لپٹے تھے اب وہ آہستہ آہستہ اپنا بے باک گھیلا لمس دیتے اوپر آئے تھے  
اور اُس کی بلیک سٹرپ کو دانتوں سے کھچا تھا جیسے سر کھا اُسی وقت روشال نے  
آنکھیں کھولتے مڑتے نواب جی کو دھکا دیا تھا پھر سے سسکیوں سے روتے تڑپتے

--

نواب عالیان جو خماری میں روشال سے لپٹے تھے وہ ایک دم جب روشال کے  
دھکا دینے پر پیچھے ہوئے تو اُن کا پورا جسم دھکا تھا۔ اور آنکھوں میں خون اترتا تھا  
اپنی چھوٹی بیگم کا ذرا جھٹکنا اُن سے برداشت نہیں ہوتا تھا ابھی تو وہ اپنے جذبات  
کی انتہا پر تھے۔۔ نواب عالیان نے اپنی لال آنکھیں روشال پر گاڑی تھیں جو  
روتے ہوئے اپنا دوپٹہ زمین سے اٹھاتے اب اپنے آپ کو اُس سے اچھی طرح چھپا  
رہی تھی کیوں کے پیچھے کا سب عیاں تھا اُسکا۔۔ جہاں نواب عالیان لہو چھلکتی  
نظروں سے روشال کو دیکھ رہے تھے روشال کا خود کو اُن سے چھپانا نواب عالیان  
کو کونلے کی چھٹی پر بیٹھا گیا تھا وہیں روشال اُن کو شکوہ کن آنکھیوں سے دیکھ رہی  
تھی۔ ایک دم نواب عالیان نے تیش کے عالم میں بڑھتے روتی سسکتی روشال کو

بے رحمی سے کلائی سے پکڑتے سامنے ہی چھت پر بہت ہی خوبصورت شیڈ بنا ہوا  
تھا جہاں بہت ہی خوبصورت کرسیاں اور ایک سے بڑھ کر ایک پلانٹ لگا ہوا  
تھا۔۔۔ چھوڑیں مجھے نواب جی مجھے آپ سے بات نہیں کرنی آج آپ کی قربت مجھے  
کسی حال میں قبول نہیں۔۔۔ روتے تڑپتے چیخنی تھی روشال لیکن نواب عالیان  
وہیں اُس کو بیدردی سے کھینچتے لے کر جا رہے تھے۔۔۔ لا کر اُس کو بہت ہی  
خوبصورت کین کے صوفہ پر پٹکا تھا۔۔۔ روشال جو نواب عالیان کے ایسے بے  
رحم رویے پر تڑپ کر رو دی تھی۔۔۔ پوری بھیگی ہوئی تھی لبہ۔۔۔ س ہو کر بھی نہیں  
تھا بکھری حالت میں بھی وہ بارش کی پہلی بوند جیسی لگ رہی تھی۔۔۔ نواب  
عالیان ایک ٹانگ اُسکے پاس رکھ کر اُس کے چہرے پر جھکے تھے اور بے رحمی سے  
اُسکا جبرِ ادب چاٹا تھا کیا بتمیزی لگا کر رکھی ہے تم نے روشال۔۔۔ اپنی بھاری آواز میں  
نواب عالیان گرجے تھے ستر اسال کی روشال اندر تک کانپ اٹھی تھی  
۔۔۔ نواب جی کا ایسا روپ وہ پہلی دفعہ دیکھ رہی تھی۔ بولو!! کیا بد تمیزی لگائی  
جیسے تم میری بیوی ہو وہ بھی میری بیوی ہے مانا غلطی ہو گئی بھول گیا ہوئی ہے  
کچھ پل کے لیے آج تمہارا وقت تھا لیکن کیا تم اس چیز کی سزا مجھے اس طرح بار بار



جھٹک کر دو گی۔۔ اب کی بار نواب عالیان نے روشال کو دونوں کندھوں سے  
پکڑ کر کھڑا کیا تھا اور اپنے و۔ جو د سے لگایا بولوا!!!! جواب دو چھوٹی بیگم۔۔۔!!  
دھاڑے تھے۔۔ روشال نے ڈرتے آنکھیں بند کی تھیں لیکن آخر وہ بہت ہمت  
کرتے بولی۔۔ ہاں میں آپ سے ناراض ہوں کیسے آپ میرے حقوق سے منہ  
موڑ گئے میں نے کبھی رباب بیگم کا حق نہیں چھینا چاہا جو اُن کا حق ہے وہ اُن کا ہے  
لیکن میرے حقوق کے وقت آپ ایسا کیسے کر گئے وہ تو چھوڑیں جب آپ اُنکے  
ساتھ یہ رات گزار آئے تو پھر آپ کیسے اُن کے پاس سے ہو کر میرے پاس آ  
سکتے ہیں کیسے آپ دو دواپنی بیویوں کے ساتھ ایک ہی رات میں یہ سب کر سکتے  
ہیں۔۔ شاید رباب بیگم کو یہ سب منظور ہو پر مجھے نہیں۔۔ معصوم سی روشال  
آج واقعی تھوڑی بڑی ہو گئی تھی یا شادی کے بعد کی ذمے داریوں نے اُس کو اپنی  
عمر سے تھوڑا بڑا کر دیا تھا۔۔۔ کیا بول رہی ہو چھوٹی بیگم نواب عالیان کا غصہ  
اُس پر بڑھا تھا روشال سو سو کرتی روتی بولی تھی!! جو بول رہی ہوں آج دل سے  
بول رہی ہوں نواب جی مجھے منظور نہیں آپ ایک کی قربت سے ہو کر آئیں اور

پھر اگلے ہی لمحے دوسری کی قربت کے لیے چلے آئیں۔۔ جو وقت میرا ہے وہ میرا ہے جو رباب بیگم کا وہ اُنکا ہے۔۔۔

ایک دم نواب عالیان نے بے یقینی سے روشال کو چھوڑا تھا۔ کیا چاہتی ہو اس رات تمہارے قریب نہ آؤں۔۔ رخ موڑ کر بولے تھے۔۔ روشال جواب چپ کھڑی تھی۔۔ آنسو اُس کے پھولے عارض کو بھگور رہے تھے۔۔ بول تو گئی تھی روشال پر اب اُس کا دل ڈر رہا تھا وہ نہیں جانتی تھی کیسے وہ سب یہ بول گئی تھی۔۔ یہ سنتے نواب عالیان نے اپنی مٹھیاں ضبط سے بینچی تھیں۔ اُنکی رگیں واضح ہوئی تھیں۔۔ بہت ہی سپاٹ اور سرد لہجے میں رخ موڑتے اپنی چھوٹی بیگم سے مخاطب ہوئے۔

روشال جواب نظریں نچی کرے باقاعدہ کپکپا رہی تھی اب اُس کا نظریں اپنے مجازی خدا کی طرف اٹھانا محال ہوا تھا آنسو ٹپ ٹپ روشال کے گر رہے تھے۔ نواب عالیان قریب ہوئے روشال کے۔۔ کیا چاہتی ہیں اب آپ کے قریب نہ آیا کروں۔۔ اتنی بڑی سزا دیں گی آپ مجھے اُس غلطی کی جو میں نے کی ہی نہیں چھوٹی بیگم۔۔ یہ سنتے روشال نے اب اپنی بھیگ نظریں اٹھا کر اپنے نواب جی کی

آنکھوں میں دیکھا تھا۔۔ جنکی آنکھوں میں غصے کے ساتھ نمی کی بھی جھلک تھی  
مطلب !!! اٹک اٹک کر بولی تھی ننھی سی روشال۔۔ مطلب یہی مانا آج آپ کا  
وقت تھا اور رباب کو آپکا ٹائم دے آیا لیکن میں کوئی جسم کا پجاری نہیں جو ایک  
کے ساتھ ہو کر آؤں اور پھر دوسری کے ساتھ شروع ہو جاؤں۔۔ رباب کے  
ساتھ گیا کیوں کہ اُس نے مجھے بولا بیوی ہے میری حق رکھتی ہے مجھ پر۔۔۔ یہ  
سننے روشال کی سسکی نکلی تھی

اور نظر جھکا گئی۔۔ لیکن آپ بھی اب مجھ پر اتنا ہی حق رکھتی ہیں جتنا رباب بس  
فرق یہ ہے اُسکا رتبہ میرے دل میں ہمیشہ آپ سے زیادہ رہے گا آٹھ سال سے  
وہ میری شریک حیات ہے لیکن جو آپکا مقام ہے وہ آپکا ہے۔۔ آپ پر میں حق  
ملکیت رکھتا ہوں آپ کا تو ذرا سا جھٹکنا بھی مجھے پسند نہیں۔۔۔ اور کیا بولا میں  
دونوں طرف ایک ساتھ لگا ہوں۔۔ تو آپکو بتا دوں جو مجھے بتانا نہیں چاہیے تھا۔۔  
میری تربیت اور ظرف میں شامل نہیں میں ایک بیوی کے ساتھ بتائے گئے  
قربت کے لمحات کا ذکر دوسری کے آگے کروں بتیس سال کا بھرپور مرد ہوں  
رشتوں کی پیچیدگیاں جانتا ہوں لیکن آپ مجھ سے بدگمان ہوں یہ منظور نہیں تو

سنیں ہاں میں رباب کے ساتھ گیا اُس کے ساتھ واپسی پر ہلکا پھلکا جو ایک میاں بیوی میں جائز عمل ہوتا ہے چھوٹا اپنی بیوی کو سرہانہ یہ سب کیا لیکن اپنے جذبات کہ میں جانتا تھا یہ میری چھوٹی بیوی کی تسکین اُس سے آج پوری نہیں کی کیوں کا وقت تھا تھوڑی دیر کے لیے آپ سے غافل ہوا پر میرا وجہ۔۔۔ نہیں ہوا۔۔۔ یہ سنتے رو شال بنا آواز کے رودی تھی۔۔۔ کیا کیا نہیں وہ اپنے نواب جی کو بول گئی تھی۔۔۔ آپ کی باتوں سے لگا میں ایک حوس میں ڈوبا نواب ہوں مانتا ہوں نوابوں کی تصویر لوگوں کی نظر میں بہت خراب ہے۔۔۔ یہی بولتے ہیں کتنی شادیاں کرنے والے نواب عورتوں کا قصہ دیکھنے والے۔

لیکن آپکا اور رباب کا نواب عالیان علی خان ایسا نہیں ہے۔۔۔ پہلے رباب تھی زندگی میں تو بس اُس سے اپنی جوان ضروریات پوری کی کبھی حرام راستہ نہیں چنا۔۔۔ اب آپ بھی میری بیوی ہیں تو آپ سے بھی کرتا ہوں یقین جانے چھوٹی بیگم آپ اور رباب کے علاوہ میں کسی عورت کو بھی نظر اٹھا کر نہیں دیکھوں چاہے وہ کتنی خوبصورت اور بے پردہ کیوں نہ ہو۔۔۔ میری ضروریات آپ دونوں سے شروع ہو کر آپ دونوں پر ہی ختم ہوتی ہیں۔۔۔ اگر میں آپکو آپکا حق نادوں پھر

میں خدا کے آگے کیا جواب دوں گا ایسا ہی رباب کے ساتھ ہے۔۔۔ میں نے مان لیا ہے میری زندگی میں اب دو عورتیں ہیں جو دونوں مجھ پر حلال ہیں۔۔۔ اور میں آپ دونوں کے علاوہ کسی کا نہیں ہو سکتا۔ ہاں کبھی کبھی مجھ سے توازن قائم کرنے میں بھول چوک ہو جاتی ہے پر میں بھی انسان ہوں ایک۔۔۔ کیوں سب کو کو لگتا ہے ریاست کا اتنا بڑا نواب غلطی نہیں کر سکتا۔ کر سکتا ہے چھوٹی بیگم فرشتہ نہیں ایک بشر ہوں میں۔۔۔ یہ بولتے اپنے آنکھوں میں آئی ہلکی سی نمی کو نا محسوس انداز میں چن گئے تھے۔

وہیں روشال کا دل آج پھر اُس کے مجازی خدا نے اپنا کر لیا تھا وہ اپنے شوہر کی اسیر ہو گئی تھی۔۔۔ ایک دم اُن کے قریب ہو کر اُن کے سینے پر ہاتھ رکھنے لگی اور بولی نواب جی!!۔۔۔ بس چھوٹی بیگم اور نہیں اب چلیں نیچے آپ کو ٹھنڈ لگ جائے گی۔۔۔ یہ بولتے نیچے کی طرف بڑھنے لگے ایک دم روشال نے اُن کا ہاتھ پکڑا تھا روتے ہوئے۔۔۔ نواب جی!!۔۔۔ کیا ہوا!!۔۔۔ وہ سوری مجھے معاف کر دیں پر ناراض نہ ہوں بے پناہ معصومیت لیے بولی تھی نواب عالیان کو اپنا دل باہر نکلتا محسوس ہوا تھا کوئی شک نہیں تھا سامنے کھڑی لڑکی انتہائی معصوم تھی۔ چلیں

چھوٹی بیگم نیچے سپاٹ اور بے تاثر لہجے میں بولے تھے۔۔۔ پر نواب جی میں۔۔۔!  
دل کر رہا تھا روشال کا نواب جی اب اُس کے بہت قریب آئیں لیکن زبان سے  
بولا ہی نہیں جا رہا تھا۔۔۔ چلیں چھوٹی بیگم!! پھر سے نیچے کی طرف بڑھنے لگے  
ایک دم روشال نے اُنکی شال پکڑی تھی۔۔۔ کیا ہوا!! اپنی آئی برواچکا کر پوچھا تھا  
۔۔۔ نواب جی چلا نہیں جا رہا ہے اور سر جھکا گئی تھی۔۔۔ ایک دم نواب عالیان نے  
اُس کے پاس ہوتے اُس کو اپنی باہوں میں اٹھایا تھا اور بنا اُس کی طرف نظر کیے  
نیچے کی طرف بڑھ گئے تھے۔۔۔

پر کوئی تھا جو اُس وقت چھت پر بھگتے گاڑیوں کے کور اٹھانے آیا تھا وہ روشال کو  
نواب عالیان کی باہوں میں دیکھتے اندر تک سلگھا تھا اُس کا بدن آگ کی لپیٹ میں آیا  
تھا آنسو اُس کے گال کا حصہ بنے تھے۔۔۔ نواب عالیان علی خان مجھ سے میری  
محبت چھینی جلدی میری روشال میرے پاس ہوگی ورنہ میرا نام بھی سہیل  
تنویر نہیں۔۔۔

---

روشال کچھ دیر بعد چہنچ کر کے کمرے میں آئی اس وقت وہ سمپل سی اور نج کرتی  
ٹراؤز میں تھی بھگے بال سلجھے اُس کی کمر پر پڑے تھے صبح کے پانچ بج رہے تھے  
۔۔ سامنے دیکھتے روشال کی ہیزل بلیو آنکھیں شدت سے بھگی تھیں نواب جی جو  
اپنی جگہ پر سمپل سے بلیک شلوار قمیض میں اُس کی سائڈ سے رخ پلٹ کر سو رہے  
تھے۔۔

جب سے وہ کمرے میں آئے تھے اُنہوں نے کپڑے پہن کر پھر روشال سے  
بات نہیں کی۔۔ اُف اب کیسے مناؤں گی اپنے مجازی خدا کو یارب۔۔ یہ بولتے  
اپنی بھگی آنکھیں اپنے دوپٹے سے صاف کرتے اپنی جگہ پر جا کر لیٹ گئی تھی اب  
کہاں نیند آنی تھی چھوٹی سی روشال کو اُس کے نواب جی جو اُس سے خفا ہو گئے  
تھے۔۔۔

-----

تین دن گزر گئے تھے اُس دن کے بعد نواب عالیان نے روشال سے کم ہی بات  
کی تھی زیادہ باتیں ہوتی بھی کیسے نواب عالیان ساراسار ادن گھر سے باہر رہتے  
۔۔ جب وہ باہر ہوتے نارباب کی کال کا جواب دیتے اور نہ ہی روشال کے میسج کا

جو وہ اکثر اردو میں لکھ کر اُنکی خیریت دریافت کرتی۔۔ دوپہر کا وقت تھا نواب  
عالیان کسی کام سے حویلی آئے تھے اس وقت اُن کی کوئی اہم فائل حویلی رہ گئی  
تھی۔۔ وہ ہال میں داخل ہوئے روشال جو بجھی بجھی دادی جان کے پاس بیٹھی  
تھی جیسے ہی نواب عالیان ہال میں داخل ہوئے روشال کی آنکھیں چمک اٹھی  
تھیں۔۔ اس وقت وہ کم ہی حویلی ہوتے تھے اور ویسے بھی تین دنوں سے وہ نا  
ہونے کے برابر ہی حویلی آئے تھے۔ نواب عالیان سلام کرتے دادی جان کے  
پاس آئے تھے ہلکی سی نگاہ اپنی چھوٹی بیگم پر ڈالی تھی پھر نہیں ڈالی۔۔ پوتا  
صاحب آپ اس وقت۔۔ دادی جان نے رسائیت سے پوچھا تھا۔۔ جی دادی  
جان!! وہ اسٹڈی میں فائل بھول گیا تھا سو وہی لینے آیا ہوں بس لے کر نکلتا ہوں۔  
۔۔ اسٹڈی کی طرف بڑھنے لگے دادی جان نے روکا بیٹا پہلے لہجہ کر پھر جانا ویسے  
ہی چھوٹی بہو نے براہی مزیدار کھانا بنایا ہے اور زیادہ تمہاری ہی پسند کا ہے روشال  
جو بھیگی نگاہوں سے اپنے نواب جی کو دیکھ رہی تھی اُس کو نہیں سمجھ رہا تھا وہ کیسے  
منائے نواب جی اُس کو معافی مانگنے تک کا موقع نہیں دے رہے تھے اب تو ویسے  
ہی نواب جی روشال کا پیار تھے۔ وہ اُنکو زیادہ دیر خفا نہیں دیکھ سکتی تھی۔ پر دادی



جان۔۔ جاؤ بیٹا بیٹھو ڈائننگ پر اور چھوٹی بہو کھانا لگواؤ شمسہ سے بول کر۔۔ جی!!

یہ بولتی ایک نظر نواب عالیان کو دیکھتی کچن کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔

اب نواب عالیان ٹیبل پر بیٹھے تھے اور روشال اُنکے آگے کھانا لگا رہی تھی نواب

عالیان کا چہرہ حد سے زیادہ سنجیدہ تھا جو چھوٹی سی روشال کو اندر تک ڈرا رہا تھا۔

روشال نے ڈرتے ڈرتے نواب عالیان کی پسند کا بھونا ہوا مٹن اُن کی پلیٹ میں

ڈالا اور ایک میں بریانی اور دہی کی بوندیاں۔۔۔۔ چھوٹی بیگم بیٹھیں!! نواب

عالیان خان ایک بائٹ لیتے بولے تھے۔۔ ہم!! روشال جو چپ چاپ اپنی

کرسی پر بیٹھ گئی نظریں نیچے تھیں جن میں بہت سے آنسو اُڈ آئے تھے۔ کھانا

کھائیں!!! یہ بولتے نواب عالیان نے پلیٹ میں خود بریانی اور دہی بلیاں ڈال ک

روشال کے آگے کی تھی۔۔۔ سنیں میں نہیں!!! جھجکتے بولی تھی وہیں دل

شدت سے غمگین ہوا تھا۔۔ چپ کر کے کھائیں میں جانتا ہوں آپ نے کل سے

صحیح طرح ایک نوالہ نہیں کھایا بیس منٹ ہیں آپکے پاس سارا کھانا ختم ہو ورنہ

میں آپ پر بالکل رحم نہیں کھاؤں گا اس حویلی میں ایک بھوت ک کمرہ ہے وہاں

میں نے آپ کو بند کر دینا ہے۔۔

بھوت کا نام سنتے روشال کے جسم سے روح نکلی تھی اُسکی ٹانگیں کانپی تھیں۔۔۔  
بھوتوں سے واقعی روشال بہت ڈرتی تھی اور یہ بات نواب عالیان بہت اچھی  
طرح جانتے تھے کیوں کے اکثر جب وہ اُس کے ساتھ کمرے میں ہوتے تھے تو  
قربت کے لمحات کے بعد آدھی رات کو جب اُس کو شاور لینے جانا ہوتا تھا واشروم  
میں تو وہ ڈرتی تھی۔

جسکا فائدہ نواب عالیان اٹھاتے تھے۔۔۔ وہ اُس کو باہوں میں بھر کر شاور کے نیچھے  
تولے جاتے پر شاور کی جگہ پہلے وہ اُس ننھی سی جان پر اپنی شدتوں کی بارش  
کرتے پانی کے نیچے پھر اُس کو چھوڑتے۔۔۔ روشال کے پیارے ریکشن دیکھ کر  
نواب عالیان کے لبوں۔۔۔ وپر مسکراہٹ آئی تھی جس کو وہ نامحسوس انداز میں  
چھپا گئے تھے۔۔۔ نواب عالیان سے اب اور زیادہ ناراض ہونا مشکل ہوا تھا اپنی  
چھوٹی بیگم سے لیکن وہ چاہتے تھے اُن کی چھوٹی گڑیا خود اُن کے پاس آئے۔۔۔  
سنیں!!! میں کھاتی ہوں نہ پر مجھے بھوتوں کے کمرے میں نہیں جانا نواب جی مجھے  
ڈر لگتا ہے۔۔۔ روشال رونے والی ہوئی تھی یہ بولتے۔۔۔ چھوٹی بیگم نور و نادھونا  
ورنہ میں نے سچ میں ڈال دینا ہے۔۔۔

Now finish your lunch like a Good girl...!!!

تھوڑا سخت لہجے میں بولے تھے کیوں کے اُنکی گڑیاسی بیگم کو بعض دفعہ سخت لہجے میں ہی کھلانا پڑتا تھا۔

-----

رات کے گیارہ کا وقت تھا روشال جو کمرے میں ادھر سے ادھر چکر لگا رہی تھی بے چینی میں۔۔۔ اف کچھ کر روشال تیرے شوہر تجھ سے ناراض ہیں۔۔۔ کیسے منائے اُن کو اُنکو بہت کچھ بتانا ہے جو میرے دل میں ہے نواب جی اپنی چھوٹی بیگم کو اتنی سخت سزا بھی نہیں دے نا۔۔۔ پھر ایک آئیڈیا چھوٹی سی روشال کے ذہن میں آیا تھا۔۔۔ کچھ دیر بعد شمسہ کمرے میں آئی۔۔۔ کیا ہوا روشال بی بی آپ نے بلایا !!! لیکن روشال کو اتنا پیارا سجا سنوارا دیکھ شمسہ نے بھی دل ہی دل میں چھوٹی بیگم کی تعریف کی تھی کوئی شک نہیں تھا وہ بہت ہی خوبصورت چھوٹی سی نازک لڑکی تھی سب سے پیاری تو اُس کی آنکھیں تھیں۔ روشال جس نے بہت ہی خوبصورت لہنگا پہنا ہوا تھا جسکی چولی بہت ہی خوبصورت کام دار تھی جس میں سے اُسکا پیٹ ہلکا ہلکا نظر آ رہا تھا اندر سے بھی روشال نے خود کو اچھی طرح سجایا تھا

جو نواب عالیان کی پسند تھی بال کھلے تھے اور پیچھے سے چولی بس ڈوریوں کے  
جال سے ہی بندھی تھی۔۔۔ وہ سنو شمسہ نواب جی کہاں ہیں اس وقت۔۔۔!! بی  
بی جی نواب صاحب تو اس وقت اپنے ڈیرہ میں ہیں۔۔۔ اچھا!! روشال نے کچھ  
سوچا تھا منہ میں ایک انگلی ڈال کر... اچھا شمسہ میری ایک مدد کرو گی، بہت  
معصومیت سے روشال بولی تھی۔ جی بولیں چھوٹی بی بی۔۔۔۔۔ کیا چھوٹی بی بی  
نہیں یہ بہت ہی مشکل کام ہے نواب جی مجھے اڑا دیں گے۔۔۔۔۔ وہیں روشال  
بھی تھوڑا ڈری تھی پر اُس کو یہی کرنا تھا۔

-----

نواب عالیان جو حویلی کے اندر ہی ایک سائڈ پر اُنکا بہت بڑا ڈیرہ بنا ہوا تھا وہاں  
تھے آج رات اُنکا وہیں گزارنے کا ارادہ رکھتے تھے۔۔۔ نواب عالیان جو اس وقت  
ڈیرہ میں اپنے خاص کمرے میں تھے جو بہت بڑا سا ہال نما تھا جہاں بیچ میں اُنکا  
نوابوں والا تخت تھا وہیں پورے ہال میں بہت ہی خوبصورت کارپیٹ بچا ہوا تھا  
جہاں سائڈ پر لائنز سے کرسیاں لگی ہوئی تھیں۔۔۔

اس وقت ڈیرہ میں بس نواب عالیان اور باہر اُنکا وفادار گارڈ ہو کھڑا تھا۔ نواب عالیان جو اس وقت بلیک شلوار قمیض پر بلیک ہی شال ڈالے سگریٹ پھونک رہے تھے آج وہ چین سمو کر بنے ہوئے تھے۔۔۔

آج شدت سے اُنکا جسم اپنی چھوٹی بیگم کی قربت مانگ رہا تھا یہ پورا ہفتہ چھوٹی بیگم کا تھا پر نواب عالیان ایک دفعہ بھی اُس ننھی سی گڑیا کے نزدیک نہیں گئے تھے وہ ناراض ہونا نہیں چاہتے تھے لیکن وہ اُس معصوم کو یہ سمجھانا چاہتے تھے کہ اُس کو حالات کا سامنا کرنا آنا چاہیے اب وہ کوئی عام لڑکی نہیں نواب عالیان کی چھوٹی بیگم تھی اب وہ اتنی سی باتوں سے ناراض ہوتی پھرے گی تو کیسے آگے اُنکی نسل کی پرورش کر سکے گی۔۔۔

چھوٹی بیگم!! لمبی سانس لی تھی نواب عالیان نے اپنی چھوٹی بیگم کا سوچتے۔۔۔ مانتا ہوں اُس دن میں تھوڑی دیر کے لیے بھول گیا آپکا وقت تھا وہ یا بولیں اپنی پہلی بیوی کے اتنے سالوں کی محبت کے آگے جھک گیا۔ آپکو بتا نہیں سکا کچھ پل کے لیے آپکا نواب آپکو بھولا تھا کیوں کے آپ چھوٹی ہیں سمجھ نہیں پاتی لیکن باقی جو کچھ اُس رات میں نے بولا وہ لفظ بالفظ میرے دل کی سچائی تھی آپ دونوں

بیویاں میرے لیے بہت ضروری ہیں شاید اب دونوں کے بنا ہی میں ادھورا ہوں  
۔۔۔ میں آپ دونوں کو نہیں چھوڑوں گا اب یہ آپ دونوں پر ہے کہیں آپ  
اپنے نواب کو ناچھوڑ جائیں۔۔۔ یہ سوچ ہی رہے تھے دروازہ کھٹکا تھا ڈیرہ کے  
کمرے کا۔۔۔ نواب عالیان جو اپنے دھیان میں بیٹھے بس سگریٹ کی سوٹے مار  
رہے تھے۔۔۔ بولے۔۔۔ آ جاؤ اندر!!! اتنا سا بولتے پھر اپنی سوچوں میں گم  
پازیب کی آواز گئی تھی جو ہوئے تھے۔۔۔ ایک دم اُن کے کان میں جانی پہچانی  
اُنکی دل اور دماغ کی دنیا ہی ہلا دیتی تھی۔۔۔ چھوٹی بیگم۔۔۔!!! یہ بولتے نواب  
عالیان نے سامنے دیکھا تھا اور جس چھوٹے وجود کی طلب میں وہ سلگ رہے تھے  
وہ سامنے ہی کھڑی تھی ایک لمبی سی بلیک چادر میں لپیٹی۔۔۔ چھوٹی بیگم آپ یہاں  
!!! ایک دم اٹھتے روشال کی طرف بڑھے تھے جہاں اُن کی طلب کو تسکین ملی  
تھی روشال کو رات کے اس پہر اپنے قریب دیکھتے وہیں آنکھوں میں ایک دم  
غصہ اتر اٹھا کیسے وہ یہاں ڈیرہ آگئی جہاں حویلی کی کسی عورت کو آنے کی اجازت  
نہیں تھی۔ روشال جو بھیگی آنکھوں سے اپنے مجازی خدا کو دیکھ رہی تھی۔۔۔  
نواب جی!!!۔۔۔ ابھی اور بولتی نواب عالیان غصے میں اُس کو کندھوں سے پکڑ

گئے تھے۔۔۔ اور خون اُتری آنکھوں سے دیکھتے دھاڑے یہاں کیا کر رہی ہیں  
!!!!!! چھوٹی بیگم بولیں

نواب جی کی دھاڑ سنتے روشال نے ڈرتے آنکھیں بند کی تھیں وہیں اُسکا ڈر دیکھ  
نواب عالیان نے خود کو روکا تھا اور ضبط سے مٹھیاں بھنچی تھی۔۔۔

نواب جی وہ میں آپکو منانے آئی ہوں کیوں آپ مجھ سے اُس طرح بات نہیں کر  
رہے جیسے آپ کرتے تھے مانا میں اُس رات زیادہ بول گئی لیکن آپ کے علاوہ  
میرا کوئی نہیں یہاں آپ ہی تو میرا سب ہیں نواب جی ایسی سزا مت دیں جس  
میں آپکی گڑیا ٹپ کر مر جائے۔ یہ بولتے روشال جو اُنکے سینے سے لگ گئی تھی  
جہاں نواب عالیان کے پورے جسم میں سکون اُترا تھا کیوں کہ وہ کب سے اس  
نازک وجود کو اپنی باہوں میں قید کرنے کے لیے پاگل ہو رہے تھے۔۔۔ اب وہ  
اُنکی دھڑکنوں سے بھی زیادہ قریب تھی۔ معاف کر دیں نا نواب جی پلز معاف  
کر دیں میں آپکے بنا نہیں رہ سکتی۔۔۔ یہ بولتے پیچھے ہوئی اور خود ننھی سی روشال  
اپنی ہیلز پر ہوتی اپنے نواب جی کا خوب رویہ اپنے ہاتھوں میں بھر گئی تھی۔۔۔  
نواب عالیان جو حیرانگی سے دیکھ رہے تھے پہلی دفعہ تھا جو روشال نے اُنکا چہرہ

تھاماتھا۔ نواب جی میں آپ سے بہت محبت کرنے لگی ہوں آپکی بے اعتنا ہی مجھے اندر ہی اندر مار رہی ہے۔۔۔ آپکی چھوٹی بیگم خود سے زیادہ آپ سے محبت کرنے لگی ہے اور آپکی بے لوث محبت چاہتی ہے۔۔۔ روشال جو اپنی محبت کا اقرار نواب عالیان کے آگے کر گئی تھی۔۔

یہ سنتے نواب عالیان خاموشی سے کچھ پل اپنی چھوٹی بیگم کو دیکھتے رہے لیکن ایک دم اپنا ماتھا سہلاتے رخ موڑ گئے تھے۔۔۔ نواب جی کا رخ موڑ کر کھڑے ہونا وہ بھی تب جب روشال نے اپنی محبت کا اظہار کیا تھا روشال کو جلتے کوئلوں پر کھڑا کر گئے تھے۔۔

روشال نے تڑپ کر پوچھا نواب جی کیا میں کبھی آپکی محبت یا آپکی محبت کے آس پاس بھی نہیں کھڑی ہو سکتی کیا۔۔۔ نہیں!!! اتنا سا بولے تھے۔۔ وہیں روشال جسکا چھوٹا سادل ٹوٹا تھا اس معصوم گڑیا کو اپنے من پسند انسان کی ہاں نہیں ملی تھی۔۔

ابھی کچھ اور بولتے نواب عالیان ایک دم روشال بولی تھی۔۔۔ جب میں کبھی آپکی محبت کے آس پاس بھی نہیں آ سکتی بس ایک بچہ پیدا کرنے کے لیے لائی گئی



ہوں تو میں بھی آپکو بتادوں میں بھی بچہ پیدا کر کے آپکو دے کر سہیل کے ساتھ چلی جاؤں گی۔ یہ سنتے نواب عالیان نے رخ موڑ کر قہر بھری نظروں سے روشا ل کو دیکھا تھا۔۔۔ جو پاگلوں کی طرح اب روتے اپنا سب اتار کر پھینک رہی تھی چادر جو اُس نے اچھال کر نواب جی کے قدموں میں پھینکی تھی اب اُس نے اپنا نیٹ کا دوپٹہ نکالا اور پھر سارا زیور۔ اب وہ بس لہنگا اور چولی میں بکھری ہوئی حالت میں چیخ رہی تھی بچوں کی طرح روتے۔۔۔۔۔ جب آپ مجھ سے محبت نہیں کر سکتے تو میں بھی سہیل کو بولا کر یہاں سے چلی جاؤں گی بچہ پیدا کر کے

----

کسی غیر مرد کا نام سنتے نواب عالیان کے دماغ کی رگیں پھٹی تھیں اب جس عورت کو وہ صرف اپنی ملکیت سمجھتے تھے وہ کسی شرم حیا کے کسی غیر مرد کا نام لیتے اُن سے دور جانے کی باتیں کر رہی تھی دل کیا تھا نواب عالیان کا وہ سامنے زمین سے لگے بیٹھے وجود کو جلا کر راکھ کر دیں۔ وہ نازک وجود تھا تو ایک کم عمر لڑکی جسکو اپنی من پسند شخص سے اپنے محبت کے اقرار پر اپنی چاہا کے مطابق الفاظ واپس نہ ملے تو وہ ضدی بن بیٹھی جیسے بچہ اپنی من پسند چیز چھین جانے پر

ضدی ہو کر رونے لگتا ہے ویسے ہی روشال اس ٹائم ایک چھوٹی بچی کی طرح اپنے  
ٹھکرانے پر پھوٹ پھوٹ کر رودی تھی۔۔۔

نواب عالیان علی خان ایک ہی جست میں اپنی چھوٹی بیگم کی طرف بڑھے تھے  
جوزمین پر ہاتھ مارتی بیٹھی بچوں کی طرح رو رہی تھی یا اپنے حال پر آج وہ ماتم منا  
رہی تھی آج ایک معصوم چھوٹی بچی کا دل ٹوٹا تھا محبت کی دہلیز پر قدم رکھتے جو  
اسکو واپس لوٹا دیا گیا تھا۔

پہلی دفعہ کسی کو اپنے دل کے اونچے مقام پر بٹھایا تھا پہلی دفعہ تو چھوٹی سی روشال  
کے روم روم میں کوئی طلب بن کر اترتا تھا۔۔۔ نواب عالیان نے گھٹنوں کے بل  
بیٹھتے روشال کا جبر اپنی بہت ہی سخت گرفت میں لیا تھا اور اُسکے بالوں کو پکڑ  
جرک دیا تھا پیچھے کو۔۔۔ روشال کی چیخ نکلی تھی اُس کو ایسے لگا کہیں اُسکا جبر اٹوٹ  
ہی نہ جائے۔۔۔ کیا بولا زرا پھر سے بولو۔۔۔!! نواب عالیان خون خوار آنکھوں  
سے دیکھتے بولے تھے۔۔۔ لہجہ برف سے بھی زیادہ سرد تھا۔۔۔ کچھ سیکنڈز کے لیے

روشال کو اپنی سانسیں رکتی محسوس ہوئی تھیں لیکن پھر بھی روشال ہمت کرتے  
بولی !! میں نے بولا جب میں بچے کے لیے ہی لائی گئی ہوں نہ میں بچہ پیدا کرتے  
آپکو دیتے اپنے بچپن کے منگ سہیل کے ساتھ چلی جاؤں گی۔۔۔ گھٹی گھٹی  
لرزتی آواز میں روشال بولی تھی آنکھوں میں دیکھتے سہیل کا نام اور اُس کا تعارف  
سنتے نواب عالیان پاگلوں کی طرح بھرے شیر کی طرح بے دردی سے ایک  
ہاتھ سے روشال کے لمبے بال پیچھے گدی سے پکڑتے دبوچ گئے تھے اتنی زور  
سے پکڑا تھا کہ روشال کو ایسا لگا اُس کی گردن ہی نہیں ٹوٹ جائے۔۔۔ کیا بولا  
پھر بولو اُس غیر مرد کا نام !!! نواب عالیان دھارے تھے۔ روشال جواب ڈری  
تھی۔۔۔ دل ٹوٹنے پر بول تو گئی وہ سب لیکن نواب عالیان کے اس رویے سے  
اُس کی جان لبوں پر سچی تھی۔ کیا بولا تم نے پھر سے اُس کا نام لو۔۔۔ روشال کے  
منہ کے بہت قریب شیر کی طرح دھاڑے تھے۔ روشال جو روتی سسک رہی  
تھی کہاں دیکھا تھا کسی کا ایسا رویہ اور نواب عالیان کا تو بالکل بھی نہیں وہ مرد جس  
نے اُس کو اپنے رویے سے بتایا تھا کہ کوئی مرد کتنا پیارا ہو سکتا ہے اور محبت کے  
قابل بھی۔۔۔ لیکن اب انہیں کا ایسا روپ روشال کو پاگل کر رہا تھا۔ روشال آخر

ڈرتے ڈرتے بولی اُنکی ہوئی آواز میں وہ سہیل۔۔ اتنا ہی بولی تھی نواب عالیان  
اسکو پیچھے گدی سے پکڑ کر اٹھا گئے تھے روشال کے پورے سر میں کھچ پڑی تھی  
اور اگلے ہی لمحے وہ بھوکے شیر کی طرح روشال کی نرم پنکھڑیوں پر جھک گئے  
تھے۔۔ ایک ہاتھ سے نواب عالیان نے اُسکے بال بے دردی سے پکڑتے  
دوسرے سے بے دردی سے اُسکی دھڑکن کو چھوٹی سی قمیض کے اوپر سے ہی  
مسلاتھا۔۔

روشال کی توسانسیں ہی رکنے کو تھی کیوں کہ نواب عالیان کا لمس ہی اتنا آگ  
والا تھا کہ روشال پگھل کر فنا ہو رہی تھی۔۔ نواب عالیان کبھی اُسکی سانسوں کو  
پیتے جس سے روشال اُن کی گرفت میں مچل جاتی اور جب اُسکی حالت غیر ہونے  
لگتی تو نواب عالیان اپنی بے رحم سانسیں اُس کے منہ میں اندیل دیتے ایسے ہی  
سلسلہ چل رہا تھا نواب عالیان جو کبھی اُس کے نچلے لب کو بیدردی سے کھینچتے اور  
اپنے دانت گاڑ دیتے تو کبھی اوپری حصے کو کاٹ دیتے اس بیچ روشال نے اُنکی  
بلیک شال کو پکڑا ہوا تھا اور نواب عالیان جو ابھی تک اُسکی لبوں کی نمی سے لپٹے  
ہوئے تھے وہ اپنا سارا غصہ اور اشتعال اُسکی لال پنکھڑیوں پر اتار رہے تھے۔

کچھ روز کی طلب اور غصے نے ملکر جنونیت کو انتہائی بڑھا دیا تھا عالیاں خان کی وہ دیوانوں کی طرح روشال کی سانس پی رہے تھے۔۔۔ روشال سے اب سہن نہیں ہوا تھا وہ اپنے ناخن نواب عالیاں کی سفید گردن پر گاڑھ گئی تھی اُن کی بے رحم جنون خیزیوں پر بند باندھنے کے لیے۔۔۔ جب نواب عالیاں نے روشال کی حالت غیر ہوتی محسوس کی تو اُس کی نازک نرم پنکھڑیوں کو آزادی بخشی تھی۔۔۔ اب دونوں گہری سانسیں لے رہے تھے جہاں روشال کی نظریں نچی تھیں وہیں نواب عالیاں کی نظر اُس پر گڑھی تھیں وہ بہت ہی گہری نظروں سے اپنی ہے حد چھوٹی بیوی کا معائنہ کر رہے تھے۔۔۔ جسکے تاثرات میں اب عجیب سی کاٹ سی تھی جو نواب عالیاں کو اندر تک آگ لگا رہی تھی۔۔۔ اوپر سے روشال کا کسی غیر مرد کا نام لینا۔۔۔

پھر سے روشال کا بولا ہوا یاد آیا تھا اور نواب عالیاں کی آنکھوں میں پھر سے خون اُترا تھا۔۔۔ روشال اپنے آنسو پہنچتے پھر سے نواب عالیاں کو دیکھتے شکوہ کن انداز میں بولی۔۔۔ آپ بہت گندے ہیں نواب جی آپ نے میری سانسیں گھونٹ دی اب میں آپ کے پاس نہیں رہوں گی میں چلی جاؤں گی۔۔۔ اس سے پہلے ہی

نواب عالیان روشال کو ایک ہاتھ سے گود میں اٹھاتے دیوار کے ساتھ لگا گئے تھے۔ روشال کی آنکھیں خوف اور ہراس سے پھیلی تھیں ابھی ابھی تو اُس کے شوہر نے ہونٹوں پر اپنی بے رحم شدت ڈھائی تھی اب پتہ نہیں وہ کیا کرنے والے تھے۔ اب تم نے ایک بار بھی اپنے منہ سے کسی غیر مرد کا نام لیانا تمھے تو میں نہیں چھوڑوں گا روشال لیکن جس سہیل کا نام تم لے رہی ہو نہ اُس کی قبر میں خود اُس کے سینے پر سو گولیاں مار کر تمہارے سامنے دفناؤں گا۔

مسز روشال عالیان خان لہجہ اتنا سخت تھا روشال بس دیکھتی رہ گئی تھی اب ستر سال کی روشال کی بولنے کی ہمت نہیں رہی تھی۔ جہاں دل کو اپنے لیے مسز عالیان سنا بھایا تھا وہیں دماغ نے اپنی محبت کے کچھ سیکنڈ پہلے ٹھکرائے جانے کی یاد دلائی تھی۔ بولو اب لوگی نام کسی غیر مرد کا دھاڑے تھے نواب عالیان علی

خان!!! نہیں!!! یہ بولتے روشال اپنے ظالم شوہر کے سینے میں ہی منہ چھپا کر رو دی تھی کیا کرتی بچاری کہاں جاتی ایک باپ تھا جس نے اُسی کا سودا کر دیا تھا اور اب ایک شوہر جسکی غرض اُس سے بس بچہ لینے کی تھی شاید وہ اُس سے کبھی محبت ہی نہیں کر سکتا تھا۔ آج جس طرح نواب عالیان نے روشال کی محبت کے

اظہار کو ٹھکرایا تھا وہ اُس کو اندر ہی اندر توڑ گیا تھا پہلی بار کسی سے محبت کی شاید وہ بھی ادھوری رہ گئی!!!!!! نواب عالیان جو اپنی بیوی کو اس طرح گود میں اٹھائے جیسے چھوٹے بچوں کو لیا جاتا ہے اور روشال جو اُنکے کندھوں پر ہاتھ ہوئے تھے باندھے اسینے میں منہ چھپائے روئے جارہی تھی نواب عالیان جو اُس کو چپ کرانے کے لیے اُسکی پشت کو سہلانے ہی لگے تھے پھر سے روشال کے الفاظ کانوں میں گونجنے لگے اُسی وقت نواب عالیان غصے میں پاگل ہوتے اپنے تخت کی طرف بڑھتے روشال کو بے دردی سے پیچ گئے تھے۔۔ روشال کی کمر بہت ہی !!! برے طریقے سے ہرٹ ہوئی تھی۔۔ نواب جی روتے بولی تھی عالیان خان غصے کے عالم میں ایک گھٹنا اُسکی دھڑ۔۔ کنوں کے پاس رکھ اوپر جھکے تھے۔۔ روشال نے خوف سے اپنی آنکھیں موندی ہی تھیں ایک دم نواب عالیان گرج کر بولیں۔۔!! اپنی آنکھیں کھولیں چھوٹی بیگم!!!! روشال ڈر کے مارے اُسی وقت اپنی آنکھیں کھول گئی تھی نواب عالیان اُس کے چہرے کے بہت قریب ہوئے اُن کی تپش زدہ سانسیں روشال کے چہرے پر گر رہی تھیں۔۔ روشال خوف زدہ آنکھوں سے اُن کو دیکھ رہی تھی۔۔ نواب عالیان

نے اپنے انگوٹھے سے اُسکے نرم لب۔۔۔ ب کو بیدردی سے مسدہ تھاروشال کی  
س۔۔ کی نکلی تھی بہت شوق ہے ناان لبوں سے نامحرم کا ذکر کرنے کا آج  
رات آپکو بتاؤں گا چھوٹی بیگم میں صرف آپ پر نہیں آپکے پورپور پر بلکہ آپکی  
روح اور آپکے روم روم پر کتنا حق رکھتا ہوں اُسکے نازک سراپے پر انگلیاں  
پھیرتے بولے تیار ہو جائیں چھوٹی بیگم آج میں اس طرح اپنا حق لوں گا آپکا بدن  
ہی نہیں یہ کمرہ بھی میری شدتوں سے لرزے گا اور صبح جب آپ آئیںے میں اپنے  
آپکو دیکھیں گی اپنے وجود پر میرے نشان دیکھ کبھی ان لبوں سے کسی آدمی کا نام  
لینے کی غلطی نہیں کریں گی۔۔ بہت عزت اور پیار دے رہا تھا آپ کو لیکن شاید  
آپ کو یہ سب راس نہیں آیا چھوٹی بیگم۔۔ اُس کے چہرے کے قریب برف  
سے بھی زیادہ برفیلے لہجے میں بولے تھے۔۔

روشال جو زخمی نظروں سے عالیان خان کی باتیں سن رہی تھی اُنکی آخری بات پر  
زخمی نظر میچ گئی تھی دل کو کاٹا ڈالا تھا ان الفاظوں نے کیا وہ عزت اور پیار سے  
سلوک کرنے کے بھی لائق نہیں ہے معصوم لڑکی کے دل میں یہ سوال اُٹھا تھا  
بہت گہری تھیس لگی تھی



عزت پیار یہ الفاظ ٹوٹے لفظوں میں روشال بولی تھی دل پر لگا تھا نواب جی کا یہ  
لہجہ۔۔۔!! بس عزت ہی دے رہے تھے آپ مطلب میری آپکی زندگی میں  
کوئی خاص جگہ نہیں!! ٹوٹے دل کے ساتھ سوال کر گئی تھی روشال.. اگر آپکی  
جگہ نہیں ہوتی تو آپ کبھی میرے اتنے قریب نہیں ہوتی چھوٹی بیگم لیکن جو  
آپ نے غلطی کی ہے کسی غیر مرد کا نام لینے کی اُسکی سزا آج آپکا وجود بھگتے گا  
ساری رات میرے نیچے اور میری پناہوں میں رہ کر۔۔۔ روشال جوا بھی تک  
نواب عالیان کے الفاظوں میں ہی اُلجھی تھی ان سب الفاظوں میں بس یہی سمجھ  
آیا تھا وہ نواب جی کی ضرورت اور بچہ پیدا کرنے والی دوسری بیوی تھی اُس سے  
زیادہ کچھ نہیں آپ کبھی مجھ سے محبت نہیں کریں گے پھر سے چھوٹی سی روشال  
سوال کر گئی تھی۔۔ نہیں!!! نواب عالیان غصے میں دو ٹوک الفاظ بول تو گئے  
دور کر دیں گے۔۔ روشا تھے یہ جانے بنا یہی الفاظ اُنکی چھوٹی بیگم کو اُن سے کتنا  
ل یہ سنتے خاموش ہوئی تھی اور آنسو بے مول اُس کے رخسار کا حصہ بنے تھے

روشال جواب چپ ہو گئی تھی اتنا تو وہ جانتی تھی بھیک مانگ کر آپ ہمدردی  
سمیٹ سکتے ہو پر کسی کے دل میں محبت حاصل نہیں کر سکتے۔۔۔ نواب عالیان  
نے اوپر ہوتے بہت ہی باریکی اور گہری نگاہوں سے اپنی چھوٹی بیگم کو دیکھا جو بس  
اب خاموشی سے آنسو بہا رہی تھی اُن کا دل کیا وہ اس چھوٹی لڑکی کو سمجھائیں کے  
وہ اب اُن کے لیے کتنی ضروری ہو گئی ہے۔۔۔ لیکن آج اُن کے جذبات پر غصہ  
بہت ہی زیادہ حاوی تھا۔ اپنی بیوی کا بہت ہی بے باکی سے معائنہ کرتے اُن کی  
آنکھیں خمار آلود ہوئی تھیں۔۔۔ روشال جو بکھری ہوئی حالت میں اُن کے نیچے  
خاموش لیٹی تھی بال بکھرے تھے لہنگا اوپر ہوا تھا اور اُس کی چھوٹی قمیض جو  
دھڑکنوں کے پاس بطر تیب ہوئی تھی نواب عالیان کے بیدردی سے پکڑنے پر  
اُسکی قمیض کی ڈوریاں پیچھے سے تقریباً پوری کھل چکی تھیں بس ایک ہی ڈوری  
کندھوں سے چھلک کر نظر سے نیچے ہونے سے رُکی تھی روشال کی بلیک سٹرپ  
آرہی تھیں۔۔۔ یہ دیکھتے نواب عالیان کے جذبات عروج پر پہنچنے تھے اور اور  
اُن کا غصہ بھک سے ارا تھا وہ اپنی چھوٹی بیگم کے منہ سے کسی لڑکے کا نام سن کر  
جلن کی انتہا پر تھے اب وہ اپنی ساری تشنگی اس نازک وجود کے اندر اتارنے کا

ارادہ رکھتے تھے۔ نواب عالیان نے روشال کو دیکھتے اپنا کر۔۔ تانکا۔۔ ل کر دور اچھالا تھا اور روشال کے اوپر جھکتے اُسکے چہرہ پر اپنا لمس دینے لگے روشال جو تڑپی تھی آج اُس کو نواب جی کا لمس برداشت نہیں تھا جس لمس میں بس ضرورت ہو محبت نا ہو وہ صرف اذیت تھا روشال کے لیے لیکن وہ چپ یہ سب برداشت کر رہی تھی شوہر کے حقوق سے منہ موڑ کر وہ نافرمان بیویوں کے شامل نہیں ہونا چاہتی تھی۔۔۔

نواب عالیان جو روشال کی دھڑکنوں پر جھکے اب اُن کو اپنے ہاتھ سے مسل رہے تھے اگلے ہی لمبے وہ روشال کی چولی جدا کر گئے تھے روشال نے اپنے آنکھیں بند کی تھیں وہیں نواب عالیان نے مزید خماری بڑھی تھی اُسکا نازک کالا پردہ دیکھ کر۔۔ اب وہ روشال کو اُسکے پیٹ کے بل کرتے دانتوں سے اُسکا ہک کھول گئے روشال نے سسکی لی تھی اب وہ اپنا گرم نرم لمس روشال کی نازک دودھیلا پست پر چھوڑ رہے تھے۔۔ روشال جو بس آج ایک بے جان گڑیا کی طرح نیچے لیٹی اُنکی بے باکیاں سہن کر رہی تھی۔۔ نواب عالیان کا نچلا بے باک لمس جو پیچھے سے روشال کی پچھلی گہرائیوں کو لہنگے کے اوپر سے چھو رہا تھا۔ روشال کی سانسیں تیز

ہوئی تھیں ایک واحد یہی مرد یعنی اُسکا شوہر ہی اُسکی سانسوں کو تیز کرنے کا ہنر جانتا تھا۔ نواب عالیان جو نیچے سے اُسکی پنڈلیوں پر اپنا لمس دیتے اوپر آئے تھے کو سیدہ کرتے دونوں کے درمیان آخری پردے بھی گرائے تھے اور روشال روشال جو اُنکے ہی سینے سے لپٹی تھی دونوں کی ٹا۔۔ نگوں پر اپنی کالی شال ڈالتے روشال کے کان پر جھکے اور خماری پر وار ننگ جتلانے والے لہجے میں بولے۔۔ چھوٹی بیگم آج رات آپکو بتاؤں گا آپ پر بس میں حق ملکیت رکھتا ہوں جو تاحیات رہے گی۔۔

روشال نے روتے سسکی بھری تھی وہیں نواب عالیان بے دردی سے روشال کے جسم کا حصہ بنتے اُسکی روح میں اندر تک گھل گئے تھے روشال کی درد سے بھری چیخ گونجی تھی۔۔ گھڑی کی سوئیاں ٹک ٹک چل رہی تھیں وہیں نواب عالیان کا وجود تیزی سے حرکت کرتے روشال کی جان ہلکان کیے ہوئے تھا۔ وہ ہر طرح سے روشال کی گہرائیوں میں اترے تھے ڈیرہ کی کمرے میں بھی اُنہوں نے روشال کے ساتھ خوب جگہ بدل کر اپنا حق بے باکی سے لیا تھا۔۔ روشال

پہلی عورت تھی جو ڈیرہ میں قدم رکھ اپنے شوہر کو اپنا حق لینے پر مجبور کر گئی  
تھی۔۔۔

پورا کمرہ اُنکی شدّت سے لرز رہا تھا آخر نواب عالیان اپنی ساری گرمی روشال کی  
روح میں اُتارتے اُسکی نرم دھڑکنوں پر سر گراتے بولے چھوٹی بیگم!! آپ  
صرف میری ہیں بس میری۔۔ یہ بولتے اپنی شال دونوں پر صحیح طرح کرتے  
اُسکی دل کے مقام میں چہرہ چھپاتے نیند کی وادیوں میں چلے گئے تھے وہیں روشا  
ل جو چھت کو گھور رہی تھی آج اُس نے اپنے ہاتھ نواب عالیان کی پشت پر نہیں  
رکھے تھے۔۔۔ نواب جی آج سے آپکی چھوٹی بیگم آپ سے کوئی مطالبہ نہیں  
کرے گی جس وجہ سے میں لائی گئی ہوں اب وہی وجہ ہم دونوں کے بیچ رہے گی  
لیکن آپکے حقوق سے میں منہ نہیں موڑوں گی۔۔ اب وہ چھوٹی بیگم نہیں رہوں  
گی جو تھی ان حقیقت اچھے سے پتہ چل گئی ہ جسکو میں جان کر قبول کرتے ہوئے  
بھی جھٹلا رہی تھی میں ایک دوسری بیوی ہوں اور یہی میری آخری دم تک پہچان  
بہت بری رہے گی۔۔ نواب عالیان خان کی ان چاہی دوسری بیوی!! آج یہ دل  
طرح ٹوٹا ہے لیکن پھر بھی میں آپکی محبت ضرور دعا میں مانگوں گی شاید میرے

خدا کو مجھ پر رحم آجائے۔۔ یہ بولتے روشال جو بہت تھک گئی تھی وہ درد سے چور  
تھی کیوں کے نواب عالیان کی شدّت آج بہت ظالم تھیں وہ ہلکا سا اُس کے سینے  
پر سوتے نواب عالیان کو دیکھتے کرب سے آنکھیں میچتے نیند کی وادیوں میں چلی  
گئی تھی۔

---

صبح کے چھ کا وقت تھا سورج ہلکا ہلکا سا طلوع ہو رہا تھا ڈیرہ کادر وازہ کھلا تھا نواب  
عالیان علی خان روشال کو اپنی بازوؤں کے احصار میں لے کر نکلے تھے۔۔ روشال  
کے پورے جسم پر نواب عالیان کی بلیک چادر لیٹی تھی وہیں نواب عالیان اپنی  
رات والی ہی شلوار قمیض میں تھے اُنکے بال ہلکے بکھرے ماتھے پر آئے تھے۔۔  
جہاں روشال کی نظریں جھکی تھیں اس ٹائم اُسکا جسم ٹوٹ رہا تھا بہت ہی نقاہت  
محسوس ہو رہی تھی وہیں نواب عالیان کی آنکھوں میں خمار کی سرخی چھا ہی تھی  
وہ ابھی بھی روشال کو پورے حق سے دیکھ اور چھو رہے تھے۔۔ اور روشال جو  
بس چپ ہو گئی تھی۔۔۔

چلو کمرے میں پھر بتاتا ہوں اُس کے کان میں سرگوشی کرتے مسکرائے تھے وہیں روشال نے اپنی ہیزل بلیو آنکھیں اٹھا کر عالیان خان کو دیکھا تھا جو بہت ہی خمار اور بے باک انداز میں اُس کو دیکھ رہے تھے۔ کیا ہوا ان آنکھوں میں اب آنسو کیوں؟؟ اپنی انگلیوں کے پوروں سے اُس معصوم کے آنسو صاف کیے تھے۔۔ کچھ نہیں!! اتنا بولتے نظر نیچی کر گئی تھی۔۔ جھکے روشال کے لیول پر روشال کا سر نواب عالیان کے سینے تک آتا تھا اتنی چھوٹی تھی وہ قد میں لیکن نواب عالیان خان سے کیوں کے وہ بہت لمبے تھے پر روشال بہت ہی حسین گڑیا لگتی تھی۔۔۔

آپ کو میں نے معاف کر دیا چھوٹی بیگم!! اب میرے آگے کسی کا بھی نام مت لینا وہ پہلے کی زندگی تھی آپ کی لیکن اب آپ بس نواب عالیان کی ملکیت ہیں آپ کو چھونے کا دیکھنے کا اب بس میرا حق ہے۔۔ میری ستر اسال کی چھوٹی سی بیوی۔۔۔!! یہ بولتے گہرا مسکراتے روشال کے بالوں پر اپنے لب رکھ گئے تھے۔ روشال نے پھر سے نظریں اٹھا کر دیکھا تھا۔۔ سوری چھوٹی بیگم رات میں زیادہ ہی ہار ش ہو گیا قربت کے لمحات میں اور زیادہ ہی بے دردی سے حق لے گیا بس

غصہ آگیا تھا آپکے منہ سے اب مجھے کسی کا بھی نام گوارہ نہیں۔۔۔ یہ بولتے روشا  
ل کی خوبصورت آنکھوں کو لبوں سے بوسادے گئے تھے۔ آپ مجھ سے محبت  
تو کرتے نہیں پھر سپاٹ بے تاثر لہجے میں بولی۔۔۔ چھوٹی بیگم !!! اب پھر سے  
نواب عالیان کی آنکھیں سرخ ہوئی تھیں۔۔ وہ پھر سے روشا کو اپنی باہوں  
پکڑتے بولے۔ میں بھر گئے تھے اور اُس کا چہرہ تھوڑی سے

تم میرا جنون میری ملکیت میری بیوی میری چھوٹی بیگم ہو۔۔۔!!!!!! روشا جو  
بس اپنے شوہر کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔ ایک دم بولی دھیمی بوجھل انداز  
میں۔۔ ہمیں ٹھنڈ لگ رہی ہے !!! اتنا سا بول نواب عالیان کی باہوں سے نکلتے  
رخ موڑا تھا۔ ہاں چلو !!! یہ بولتے نواب عالیان روشا کو پھر اپنی باہوں کے  
احصار میں رکھتے ہوئے حویلی کی طرف بڑھ گئے۔ وہیں رباب جو ابھی ابھی اٹھ  
کر بالکونی میں آئی تھی وہ نیچے کا منظر دیکھ اندر تک سلغی تھی۔

This poor girl !!!!..



دل کر رہا ہے اس کو آگ لگا دوں یہ رات عالیاں کے ساتھ وہ بھی ڈیرہ میں بھی  
گزار آئی جہاں عورتوں کو جانے کی اجازت نہیں۔۔۔ اب نہیں چھوڑوں گی یہ  
سب میرا ہے عالیاں بھی میرا اور اُس کا سب کچھ بھی میرا۔۔۔ باب ٹانگ زمین پر  
مارتی اندر کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔

-----

ایسے ہی دن گزر رہے تھے روشال جواب بلکل خاموش سی ہو گئی تھی۔۔۔ جیسے  
نواب عالیاں بولتے وہ کرتی جاتی پر اب وہ پہلے کی طرح اُن سے ویسے باتیں نہیں  
کر رہی تھی جیسے وہ اپنی معصومیت میں کر جاتی تھی لیکن بیوی ہونے کا وہ پورا پورا  
فرض ادا کر رہی تھی۔۔۔ وہیں نواب عالیاں کو محسوس ہو رہا تھا لیکن شاید وہ سمجھنا  
نہیں چاہ رہے تھے۔

-----

صبح کے دس کا وقت تھا روشال جو کب سے اٹھی کچن میں کام پر لگی تھی۔ شمسہ  
آئی اور روشال کو دیکھا جو میٹھی پوریوں کا آٹا گھوندر رہی تھی۔ روشال بی بی یہ  
آپکے کرنے والے کام نہیں میں کرتی ہوں۔۔۔ نہیں شمسہ میں کر لوں گی اور

حویلی میں ایسے تو نہیں رہ سکتی۔۔ بہت گہرا بول گئی تھی شمسہ اُسکا مطلب بھی سمجھ گئی تھی اُس نے دل میں اس معصوم لڑکی کی قسمت پر افسوس کیا تھا۔ اتنا حسن رکھنے والی لڑکی تو کسی سلطنت کا شہزادہ پانے کی حیثیت رکھتی تھی جو اُسکا اسیر ہو اور خدا نے اُسکی قسمت میں نواب لکھا بھی پر وہ بیچاری تو دوسری ان چاہی بیوی بھی ساتھ قسمت میں لکھوا آئی اپنے۔۔

-----

سارے ڈائننگ ٹیبل پر تھے نواب عالیان جو کب سے آکر سربراہی والی کرسی پر بیٹھ گئے تھے رباب بھی آکر اپنی کرسی پر بیٹھی۔۔ روشال آئی ناشتہ کی ٹرائی لے کر شمسہ کے ساتھ نواب عالیان کی بے اختیار نگاہ اپنی چھوٹی بیگم کی طرف اٹھی تھیں جو آج بہت ہی خوبصورت لگ رہی تھی شیفون کا سادہ سا سوٹ پہنا تھا جس پر بڑی خوبصورت پشمینا شال لے رکھی تھی۔۔ پاس آئی اور نواب عالیان کے آگے اُنکی پسندیدہ ڈش رکھی بونگ پائے۔۔

یہ آپ نے بنایا ہے چھوٹی بیگم نواب عالیان نے حیرانگی سے پوچھا تھا وہیں رباب نے اپنی نفرت آمیز نظریں روشال پر گاڑھی تھیں جو ایک موقع نہیں چھوڑتی تھی رباب کو نیچا دکھانے کا اپنے سو غرین سے۔۔۔

جی میں نے بنایا!!! روشال دو لفظوں کا جواب دیتے اپنی کرسی پر بیٹھی تھی۔۔  
واہ چھوٹی بیگم پھر تو آپ کو انعام دیا جائے گا لیکن میں اپنے انداز میں ہی دوں گا بے  
باک نظریں ڈالی تھی اپنی چھوٹی بیگم کے حسین سراپے پر۔۔۔ جی!!! یہ بولتی  
پر اٹھا ڈال کر کھانے لگی۔۔ لیکن یہ چیز جواب عالیان نے باخوبی محسوس کی تھی  
اب اُن کی چھوٹی بیگم ویسے نہیں چہکتی تھی جیسے پہلے چہکتی تھی۔۔ آج رات  
چھوٹی بیگم سے بات کرتا ہوں!!! یہ سوچتے نواب عالیان نے ناشتہ کرنا شروع کیا  
تھا۔

-----

شام کا وقت تھا روشال خاموش سی حویلی کے پچھلے بڑے سے لان میں چکر لگا  
رہی تھی۔۔ اس ٹائم اُس نے نواب عالیان خان کی پسند کا لباس پہنا تھا گولڈن کام  
دار سوٹ ابھی بھی وہ ویسے ہی سجتی تھی جیسے نواب جی کو پسند تھی۔۔ یہ رباب کا

ہفتہ چل رہا تھا اس لیے روشال کے پاس بس گھر کے کام ہی تھے کرنے کو۔  
نواب عالیان کی ہی تاکید تھی صرف وہ روشال کے ہاتھ کا بنا ہوا ہی کھانا کھائیں  
گے۔۔۔ جب جب روشال کا ہفتہ ہوتا تھا بامشکل ہی روشال کو نواب عالیان کی  
قربت سے دوپہر تک رہائی ملتی تھی کتنی بار وہ اُسکے بدن۔۔۔ کا حصہ بنتے لذت  
کی انتہا پر ہوتے تھے روشال اب اُن کی قربت کے تڑپتی تھی یہ لمس اُس کو نا  
منظور تھا جس میں بس ضرورت تھی محبت کی ایک کرن تک نہیں تھی۔۔۔ لیکن  
وہ ایسے روشال کو چھوتے روشال اپنا آپ سب اُن کو دے ہی دیتی۔۔۔ روشال  
رہی تھی۔۔۔ آپکا خیال ہم اپنے دل اور جوا بھی بھی ٹہلتے اپنے شوہر کا ہی سوچ  
دماغ سے نکال ہی نہیں سکتے نواب جی کیا کریں یہ معصوم دل آپکے عشق میں  
گرفتار ہو چکا ہے اس دل کو بس آپکے قریب ہی رہنا منظور ہے۔۔۔ کوئی نہیں  
آنے والا وقت اگر خدا نے مجھے آپکا بچہ دیا اُسکے ساتھ گزار دوں گی وہ تو اپنی ماں کو  
!! محبت کریگا

اُسکی محبت میں آپکی ہی جھلک ہوگی۔۔۔ پتہ نہیں کیوں آج کل طبیعت عجیب  
عجیب سی لگ تھی ہے اپنے سینے کو مسلاتھا دل خراب سا ہو رہا تھا روشال کا۔۔

اپنی ہی سوچوں میں گم چلتی جا رہی تھی ایک دم روشال کسی سے ٹکرائی تھی۔۔۔  
اوج۔۔ وہ گرتی اور سامنے کھڑا انسان اُس کو پکڑتا اُس سے پہلے روشال نے خود  
سنجھالا لیتے سامنے دیکھا تھا۔ اور منہ کھلا کا کھلا ہی رہ گیا تھا آنسو رخسار پر گرے  
تھے۔۔۔ آپ سہیل!!!! روشال!!!! سہیل بھی روشال کو بھیگی آنکھوں  
سے دیکھ رہا تھا کتنے مہینوں بعد یہ حسین چہرہ دیکھا تھا وہ بھی اتنے قریب سے۔۔  
آپ یہاں!!!! اتنا ہی بولی تھی روشال۔۔ کیسی ہو تم کیسے میرے رشتے سے  
نکل کر کسی اور کی ہو سکتی ہو!!!! سہیل نے جلتے دل کے ساتھ سوال کیا تھا۔  
آخر روشال اپنے آپکو سنبھالتے بولی دیکھیں سہیل آپ کا مجھ سے یہ سوال کرنے  
کا حق نہیں بنتا اب میں کسی کی بیوی کسی کی عزت اور امانت ہوں۔۔  
چھوٹی سی روشال جانتی تھی نکاح کا رشتہ کتنا مضبوط اور پاک ہوتا ہے بیشک وہ  
اپنے نواب جی سے بہت ناراض تھی لیکن وہ اُن کی وفادار تھی۔۔ روشال کب  
تک اس نواب کی دوسری بیوی بن کر رہو گی۔۔ چلو میرے ساتھ یہ سب چھوڑ  
کر، سہیل نے التجا کی تھی اپنی محبت کے آگے۔۔ پاگل ہیں آپ میں اُنکی بیوی  
ہوں کیسی باتیں کر رہے ہیں۔ روشال بھگے لہجہ میں بولی۔۔ جانتا ہوں تم اُس

نواب کی دوسری بیوی ہو پلزر و شمال اس رشتے میں تم کو وہ محبت اور احترام کبھی  
نہیں ملے گا جو رباب بی بی کا ہے تم میرے ساتھ چلو تم مجھے ہر حال میں قبول ہو  
۔۔ رو شمال جو چپ حیرانگی سے سہیل کی باتیں سن رہی تھی وہ کوئی اور جواب  
دیتی ایک دم رباب کی آواز آئی تھی پیچھے سے رو شمال تم میرے ڈرائیور کے  
ساتھ یہاں کیا کر رہی ہو۔ رباب کی آواز سنتے رو شمال اور سہیل نے سامنے دیکھا  
جہاں سے رباب اپنے انداز میں اُنکی طرف چلتی آرہی تھی۔۔۔ پاس آئی یہاں کیا  
ہو رہا تھا رباب نے سہیل کی طرف دیکھتے رو شمال کو شکی نظر سے دیکھا تھا۔  
رو شمال جو گھبرائی تھی کہیں رباب بی بی کچھ غلط مطلب نالے جائیں۔ رو شمال  
کچھ ٹوٹا پھوٹا بولتی ایک دم سہیل بول پڑا۔ وہ بی بی جی میں یہ پیچھے سے کچھ  
پودے اٹھانے آیا تھا اور چھوٹی بی بی بس یہاں ٹہل رہی تھیں۔۔ رو شمال نے  
سہیل کی طرف دیکھا تھا نم آنکھوں سے۔۔ رباب کچھ اور بولتی اُس سے پہلے ہی  
اُس کا فون بجنے لگا نمبر دیکھتے رباب نے جلدی سے فائل سہیل کو دی یہ عالیان کو  
آفس دے آو وہ بھول گئے ہیں یہ بولتے تیزی میں اندر کی طرف بڑھ گئی تھی

وہیں روشال سہیل کو دیکھتی نم آنکھوں سے اندر چلی گئی۔۔۔ روشال کیسے تمھے  
بتاؤں میں تم سے کتنی محبت کرتا ہوں آنسو گرے تھے۔۔

-----

ارے کیا ہے مسئلہ ابھی نہیں مل سکتی رباب فون میں دبی آواز میں چیختے بولی تھی  
... نہیں آسکتی نا ابھی میرے شوہر کا سارا وقت میرا ہے اور رات کو اُن کو میں  
چاہیے ہی ہوتی ہوں۔۔ کیا رات کو کیوں نمرہ سے میں نے بولا تھا تمھے بول دے  
اب ہم نہیں ملیں گے۔۔ پھر۔۔ کل ملتے ہیں رکھتی ہوں فون۔ رباب نے فون  
رکھتے ماتھا سہلاتے زور کا سانس لیا تھا۔۔

-----

رات کو جب نواب عالیان علی خان حویلی پونچھے اپنی گاڑی سے اترتے اپنی آف  
وائٹ شال جھٹکتے مین ہال کی طرف بڑھے اس وقت وہ نیوی رنگ کی شلوار  
قمیض میں تھے اور بہت ہی خوب رو اور شاندار لگ رہے تھے۔۔ آج اُن کا کسی قیمت  
میں بھی اپنی چھوٹی بیگم سے بات کرنے کا ارادہ تھا۔۔ وہ جانتے تھے اس وقت وہ  
کہاں ملے گی اگر وہ سیدہ اپنے کمرے میں جاتے تو شاید ہی رباب اُن کو صبح تک

چھوڑتی کیوں کے وقت کے ساتھ ساتھ رباب کی خواہشات بڑھنے لگی تھیں وہ چاہتی تھی نواب عالیان اُس کو بستر پر بھرپور خوش رکھیں۔۔ اور نواب عالیان بھی کبھی اُس کو ادھورا نہیں چھوڑتے تھے پھر بھی رباب اکثر اُن کو بولتی تھی اُن میں پہلی والی بات نہیں رہی بستر پر رباب بہت ہی زیادہ بے باک تھی اور عالیان خان کی بھرپور جنونیت چاہتی تھی وہ اپنے لیے جواب تھوڑی کم نظر آتی تھی

وقت کے ساتھ۔۔۔۔

اپنی دم دار پر سنلٹی کے ساتھ نواب عالیان کچن کی طرف بڑھے تھے سامنے ہی کچن سلیپ کے پاس روشال کو دیکھتے اُن کی آنکھوں میں سکون اُترا تھا وہ کبھی بتا ہی نہیں سکتے تھے روشال اُن کے لیے کیا بنتی جا رہی تھی۔۔ پر روشال اور شمسہ کی باتیں سنتے نواب عالیان گہرا مسکرائے تھے۔۔ مجھے کہیں سے آئس کریم لادو۔۔ بہت دل کر رہا ہے میٹھی چاکلیٹ آئس کریم کھانے کو۔۔ پر بی بی جی میں کہاں سے لاؤں رات کا ٹائم ہے۔۔ اور بولتی دونوں نواب عالیان کی دم دار آواز سنتے دونوں نے اُنکی طرف دیکھا تھا۔



شمسہ تم جاؤ کچن سے نظریں پورے حق سے اپنی بیوی پر جمی تھیں۔ وہیں روشال جو آنکھیں جھکائے کھڑی تھی اُس کا دل کہہ رہا تھا اُنکی طرف دیکھے پردماغ نفی کر رہا تھا کہ بیٹا اپنے دل کو کنٹرول میں رکھ پھر ٹوٹے گا تو سہن نہیں کر پائی گئی۔

شمسہ تم جاؤ کچن سے!! نواب عالیان علی خان کی نظریں پورے حق سے اب اپنی بیوی کے اوپر جمی تھیں۔ جواب اپنی ہیزل بلیو آنکھوں سے انہی کو دیکھ رہی تھی۔ شمسہ جو کچن سے باہر چلی گئی تھی اب صرف نواب عالیان اور روشال ایک دوسرے کے آمنے سامنے تھے نواب عالیان پورے استحقاق سے اپنی چھوٹی بیگم کا حسین چہرہ اور سراپا دیکھ رہے تھے جو آج کچھ زیادہ ہی حسین لگ رہا تھا ایک الگ سی چمک تھی روشال کے چہرے پر۔ روشال نے تھوڑی دیر اُنکو دیکھتے اپنی نگاہوں کا زاویہ بدل لیا تھا اور وہ روٹیاں بیلنے میں مصروف ہوئی تھی پر یہی بات نواب عالیان علی خان کو چھپی تھی اُنکی چھوٹی بیگم تو دل کی اور عمر سے بھی بچی تھیں جب جب وہ پہلے آتے تھے یا تو وہ چہکتی تھی یا شرم سے لال پڑھ جاتی

تھی۔۔۔ پروہ اب اُنکے آنے پر مصروف ہی ہو جاتی تھی۔۔۔ نواب عالیان پھر سے اپنی شال جھٹکتے دروازہ لاک کرتے اپنی چھوٹی بیگم کی طرف بڑھے تھے آج وہ ہر حالت میں اپنی چھوٹی بیگم سے بات کرنے کا ارادہ رکھتے تھے پر پیار سے۔۔۔

روشال جو اس وقت پٹھانی شیشوں والی ریڈ فروک میں تھی جس پر اُس نے بہت ہی خوبصورت نیٹ کا باریک دوپٹہ گلے میں ڈال رکھا تھا لمبے خوبصورت بال کھلے اُس کی بل کھاتی نازک کمر پر پڑے تھے ہاتھوں میں لال کانچ کی چوڑیاں ہاتھوں میں تازی مہندی لگی ہوئی تھی نواب عالیان کے نام کی پازیب نہیں پہنی تھی نواب عالیان کو پسند نہیں تھا اس خوبصورت چنگھار کی آواز اُنکے علاوہ بھی کوئی سنے۔۔۔۔۔ نواب عالیان نے روشال کے پیچھے آتے اُس کو اپنی باہوں میں بھرا تھا۔ ایک دم روشال کی آواز نکلتی نواب عالیان بے قراری میں اُس کے لمبے گھنے بالوں کو ایک طرف کرتے اُسکی فروک کی پچھلی دوڑی دانتوں سے کھولتے اپنے آگ جیسے ہونٹ وہاں رکھ گئے تھے۔۔۔ اب آواز کی جگہ روشال کی سسکی نکلی تھی نواب عالیان کا یہ عمل تھا ہی اتنا فوراً وہ کچھ بول ہی نہیں سکی تھی

نواب عالیان کے لب بے باکی سے روشال کی پچھلی گردن اور پشت پر سفر کر رہے تھے۔۔ وہ اپنا آگ جیسا لمس اُسکی پشت پر رکھتے فروک کی ایک ایک دوڑی دانت سے کھولتے جارہے تھیں۔۔۔ اور اپنا آگ جیسا لمس نشانات کے ساتھ اُس کی خوبصورت دودھیلا پشت پر چھوڑتے جارہے تھے۔۔ روشال نے بولنے کی پوری کوشش کی پر نواب عالیان کی شدت اُس کی کمر پر اتنی زیادہ تھی وہ بس کچن سلیپ کو پکڑتے اب بس سسکیاں لے رہی تھیں لمبی اور گہری سانسیں لیتے۔۔۔ نواب عالیان آنکھوں سے اُس کو پیچھے سے دیکھتے اُسکی دودھیلا پشت پر لب رکھتے نیچے بیٹھتے چلے جارہے تھے۔۔

روشال جو اپنا سر پیچھے گزار رہی تھی آنکھیں بند کیے۔۔۔ اب نواب عالیان پیچھے سے اُسکے احساس حصے سے لپٹے تھے۔۔ اور وہاں اپنا گھٹلا لمس منہ کے ذریعے چھوڑ رہے تھے۔۔ ایک دم روشال نے ہاتھ نواب عالیان کے بالوں پر رکھتے اُنہیں روکنا چاہا۔۔۔ سنیں بس!! گہری سانسیں لیتے بولی تھی چھوٹی سی روشال۔۔۔ یہ سنتے نواب عالیان اپنی زبا۔۔۔ ن کی نوک پھیرتے اوپر آئے تھے اور فروک کے اندر سے اُسکی ریڈ باریک نیٹ کا بہت ہی خوبصورت پردہ کو کھپا تھا ایرہ

تڑپ کر بولی سنیں ہم کچن میں ہیں کوئی آجائے گا۔۔ روشال نے عالیان خان کی  
بے باکی پر بندھ بندھنے کے لیے بولا تھا۔۔

نواب عالیان نے کھڑے ہوتے روشال کے کان میں جھکتے بے باک سرگوشی کی  
تھی جس پر روشال اندر تک سرخ پڑی تھی۔۔۔ میری پسند کا بلیک کیوں نہیں  
پہنا وہ بھی جو میں نے پسند کیا تھا چلو کوئی نہیں یہ بھی اچھا ہے اور زیادہ اٹرا کیٹو ہے  
ویسے خوب سجایا ہے اندر تک اپنے آپ کو دل کر رہا ہے اسی سلیپ پر بیٹھا کر آپکے  
نازک بدن۔۔۔ ن کے اندر گھل جاؤں۔۔۔ یہ بولتے روشال کی پھر کان کی لو کو  
کاٹا تھا بے دردی سے۔۔۔ روشال سسکتے ہوئے مڑی تھی۔۔۔ سنیں نہیں نہ۔۔۔  
روشال اب کی بار نظر جھکا کر بول گئی تھی لیکن اُس کے نرم ملائم سے عارض انار  
بنے تھے۔۔۔ جن کو دیکھتے نواب عالیان گہرا مسکرائے تھے۔۔۔ اب روشال کا  
بکھرا سراپا نواب عالیان کو اور زیادہ بے خود کر رہا تھا۔۔۔ کیوں نہ کروں یہ  
گستاخیاں جب یہ حویلی بھی میری یہ کچن بھی میرا اور اس کچن میں کھڑی لڑکی  
ہو میں کہیں بھی تم کو چھو سکتا ہوں بھی میری بلکہ میری بیوی میری حق ملکیت  
دیکھ سکتا ہوں تم پر شدتیں ڈھا کر تمہاری روح میں بھی اتر سکتا ہوں نہ تم مجھے

روک سکتی ہونہ میں خود اپنے آپکو۔۔۔!!! یہ بولتے روشال کو اُس کی کمر سے پکڑ کر اپنے کسرتی سینے سے لگایا تھا۔۔۔ روشال نے یہ سب سنتے نظریں جھکائی تھیں اور آنکھوں میں آنسو بھی ٹھہرے تھیں مقابل کے یہ انداز تو بہت بار دیکھے تھے قربت کے لمحات میں جس طرح نواب عالیان اُس پر شدت ڈھاتے جیسے اُسکے بدن میں اترتے تھے وہ چھوٹی سی روشال کو بھی اُنکا طلب گار بنا جاتے تھے۔۔۔ اب بھی روشال اُن کو اپنے اندر بھرپور محسوس کرتی تھی لیکن جب سے اُنہوں نے اُسکی محبت کو ٹکرایا وہ جان گئی تھی وہ اپنے شوہر کی قربت میں اُن کی ضرورت اُنکے بچے کی ماں تو بن سکتی تھی لیکن کبھی اُنکی محبت نہیں بن سکتی تھی اب ستر سال کی روشال کی بس یہی خواہش تھی کہ جو محبت شاید اُس کو کبھی اپنے شوہر سے نہیں مل پائے وہ اپنے بچے سے مل جائے آخر ہو گا تو وہ نواب عالیان کی نشانی اُنکا نش۔۔۔

آپکی نظر جھکانایوں چھوٹی بیگم یہ ادائیں مجھے اور پاگل کر دیتی ہیں ایک بتیس سال کا مرد ایک ستر سال کی کم عمر لڑکی کی قربت میں سب بھول جاتا ہے۔۔۔ یہ سنتے روشال نے اپنے آنسو اندر نگلے تھے اب وہ اپنے آنسو اپنے شوہر کے آگے ظاہر کر

کر کے اُنکو بے مول نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔ سنیں مجھے روٹیاں بنانی ہیں۔۔۔ ویسے  
بھی آپکا یہ ہفتہ رباب بیگم کا ہے۔۔۔ اتنا سا ہی بولی تھی نواب عالیان اُس کو دیوار پر  
پن کرتے اپنے ہاتھ سے اُسکا اگلا گلائچے کرتے اُسکی نازک گہرائیوں میں نشانات  
دیتے پیچھے ہوئے۔۔۔ اور روشال کا چہرہ پکڑتے اُسکے عارض پر دانت گاڑھ گئے  
تھے۔۔۔ میں جب بھی آؤں تمہارے پاس تم مجھے روک نہیں سکتی چھوٹی بیگم  
میری مرضی میں جس مرضی کے قریب جاؤں ابھی تمہارے پاس ہوں تم کوئی  
غیر نہیں میری بیوی ہو میری!!!۔۔۔۔۔ روشال نے یہ سنتے شکوہ کن نگاہوں  
جذبات ہی نہیں سمجھ پارہا تھا وہ کیا چاہتی تھی اُن سے سے دیکھا تھا مقابل اُسکے  
فقط اُنکی محبت بس۔۔۔ اور یہ کیا رویہ چل رہا ہے تمہارا روشال چپ چپ کیوں  
رہنے لگی ہو تم بولو!!!۔۔۔ غصے سے بولے تھے پھر بھی آواز دھیمی رکھی تھی وہ  
جانتے تھے اُنکی چھوٹی سی بیوی واقعی بہت چھوٹی تھی۔۔۔ میں کب چپ ہوں  
کرتی تو ہوں آپ سے بات اور اپنے سارے حق بھی ادا کرتی ہوں اور کیا چاہتے  
ہیں آپ ایک دوسری بیوی سے۔۔۔ لیکن ویسے نہیں کرتی بولو کچھ برا لگاتے ہیں یا میں  
اُس دن زیادہ غصہ ہو گیا تھا لیکن میری چھوٹی بیگم آپ نے بھی تو اپنے شوہر کو

غصہ دلانے والے کام کیے تھے کیسے بول گی تھی کسی کا نام بھی۔۔۔ یہ بولتے پھر  
نواب عالیان کی آنکھیں میں خون اُترا تھا۔ وہ معاف کرے گا نواب جی!! اتنا سا  
بول کر آنسو ضبط کرتے رخ پلٹ گئی تھی اب نواب عالیان نے گہرا سانس لیتے  
کاموڈ ٹھیک کرنے کے لئے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا۔ پر اپنی چھوٹی بیگم  
بولے۔۔۔ چھوٹی بیگم!! رخ پھر اپنی طرف کیا تھا اور تھوڑی سے پکڑ روتی روشا  
ل کا چہرہ اوپر کیا تھا۔ آئس کریم کھانی ہے۔۔ روشال نے معصومیت سے ہاں میں  
سر ہلایا تھا۔ پھر مجھے بولنا تھا جب آپکا شوہر ہے تو آپکو کسی کو بھی بولنے کی  
ضرورت نہیں سنا۔ پیار والے انداز میں ڈپتے بولے تھے۔۔ جی!!۔۔ اب ہلکا  
ساتو مسکرا دیں بیگم یہ بولتے روشال کو سینے سے لگاتے اُسکی پچھلی ڈوریاں باندھی  
تھیں۔۔ اور اپنی چھوٹی بیگم کا چاند سا چمکتا چہرہ دیکھا تھا۔ مسکرائے چھوٹی بیگم  
۔۔ روشال اپنے شوہر کے کہنے پر ہلکا سا مسکرائی تھی۔ اپنے شوہر کے کسی حکم یا  
بات کی وہ کبھی نہ فرمانی نہیں کر سکتی تھی اتنی تابعدار تھی اپنے مجازی خدا کی۔  
میں جاتا ہوں اور آپکے لیے آئس کریم لے کر آتا ہوں۔۔ ٹھیک ہے یہ بولتے  
روشال کے ماتھے پر بوسہ دے گئے تھے روشال بس ہاں میں سر ہلا گئی تھی۔ اور

ایسا کرتے وہ اتنی معصوم لگ رہی تھی کہ نواب عالیان کی آنکھوں میں پھر سے  
خمار اُترا تھا۔ نواب عالیان علی خان اُسکی گردن پر پھر سے جھکنے لگے تھے ایک دم  
ر باب کچن کا دروازہ کھولتے اندر آئی تھی۔۔۔ عالیان !!! اتنا ہی بولی تھی اور  
سامنے کا منظر دیکھ شک میں گئی تھی سامنے اُسکا شوہر اپنی چھوٹی بیگم کے اوپر جھکا  
تھا پر اُسکے اندر آنے سے ایک دم دونوں پیچھے ہوئے تھے روشال نے فوراً اپنے  
ماتھے پر آئی بکھری آوارہ لٹوں کو پیچھے کرتے اپنا دوپٹہ کھول کر شانے پر پھیلا یا تھا  
۔۔ اور ہلکا سا رخ موڑ گئی تھی ر باب سے اسکو واقعی بہت خوف آتا تھا۔۔

وہیں نواب عالیان علی خان اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ر باب کی طرف بڑھے  
ایک نظر چھوٹی بیگم کو دیکھتے۔۔ ہاں کیا ہوا !!! ر باب نے دانت پیستے عالیان کو  
قہر بھری نظروں سے دیکھا تھا اور آخر جتانے والے انداز میں بولی۔ کچن ہے  
عالیان اور بھول گئے یہ سارا وقت میرا تھا !!! نواب عالیان نے اپنی پچھلی گردن  
سہلاتے ر باب کو دیکھا۔۔۔ وہ۔۔۔ وہ بس میں اتنا ہی بولے تھے کیوں کے اندر ہی  
اندر وہ گلٹ میں گئے تھے۔۔ جب ر باب کا یہ ہفتہ تھا تو کیسے نا انصافی کرتے  
!!! چھوٹی بیگم کی طرف بڑھ گئے۔۔۔ یہ سوچ ہی رہے تھے ر باب بولی



Aliyan i have fever so!!!!!!

وہ رباب کی بات کا مطلب سمجھے تھے آتا ہوں کمرے میں تم جاؤ۔۔۔ جلدی آؤ  
عالیان کو آنکھ دکھاتی اوپر کی طرف بڑھ گئی تھی وہیں روشال اپنے آپکو سنبھالتی  
پھر کام میں ہی لگی تھی ایک دم نواب عالیان جاتے جاتے بولے !!! چھوٹی بیگم  
میں آپکو آئس کریم لا کر دیتا ہوں یہ بولتے کچن سے نکل گئے تھے۔۔۔

وہیں روشال اپنے آنسو بے دردی سے صاف کر گئی تھی۔۔۔ اُمید ہی کیوں رکھنی  
روشال تجھے معلوم تو تھا تو بچہ پیدا کرنے کے لیے لائی گئی ہے پیار تو نے کیا ہے  
نواب جی نے نہیں نہ میں اُن سے آگے کوئی اُمید رکھوں گی بس اپنا فرض نبھاتی  
جاؤں گی۔۔۔

-----

رات کے تین بج گئے تھے روشال ابھی بھی نواب عالیان کا انتظار کر رہی تھی  
کب وہ آئس کریم لائیں اور وہ کھائے۔۔۔ لیکن ابھی تک اُنکا کوئی پتہ نہیں تھا۔ کیا  
کریں ہم ایک ہماری کریونگ بڑھ رہی ہے پتہ نہیں کیوں اتنا دل کر رہا ہے آئس  
کریم کھانے کو۔۔۔ کوئی ہے بھی نہیں ہمارے پاس اور نواب جی بھی نہیں آئیں

ابھی تک۔۔ روشال بیڈ سے اُتری اور اچھی طرح دوپٹہ لیتے نواب عالیان کے کمرے کی طرف بڑھی۔۔ اُس کریم کا پوچھنے کے ساتھ ساتھ اُس کو نواب عالیان کی بھی فکر ہوئی تھی شاید وہ ابھی تک باہر تھے اور گھر نہیں آئے تھے۔۔ جب وہ نواب عالیان اور رباب کے کمرے کے پاس پونجی جوائنڈر سے آوازیں آرہی تھیں۔۔ اُس پر روشال کا دل بری طرح ڈوبا تھا صاف پتہ لگ رہا تھا اُسکا شوہر اپنی پہلی بیگم کی قربت میں تھا۔۔ وہ آوازیں سنتی روشال سے کھڑا نہیں ہوا گیا اور ساتھ ہی اُسکا دل بہت بری طرح مچلی ہوا تھا وہ روتے ہوئے منہ پر ہاتھ رکھتے کمرے کی طرف بھاگی اور سیدھا واشر روم میں جاتے بیسن میں جھک کر وومٹ کرنے لگی۔۔ کافی دیر بعد گہری سانسیں بھرتے اُس نے منہ پر پانی ڈالتے نم آنکھوں سے اپنے آپ کو شیشے میں دیکھا تھا۔۔۔ اور روتے آنسو پونچھے تھے دل پر ہاتھ رکھتے واشر روم کی دیوار کے ساتھ لگی زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔۔۔ آپ بہت گندے ہیں نواب جی نہیں دیکھا جا رہا مجھ سے یہ سب کیوں خدا مجھے ایسے انسان کے ساتھ رشتے میں باندھا جو پہلے ہی کسی کا تھا باندھا تو باندھا لیکن میرے دل میں اُس انسان کے لیے عشق بھی ڈال دیا اب کیسے جیوں گی میں یا اللہ

۔۔۔ یہ بولتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔ کیا کرتی چھوٹی سی روشال شوہر کے علاوہ اب اُسکا تھا ہی کون۔۔

ایک دم نواب عالیان کی آنکھ کھلی یہ بولتے روشال۔۔۔ اُنہوں نے ہلکا سا اٹھتے  
اپنا سینا مسلا تھا اور وہ پسینے میں ڈوبے تھے۔۔۔

# What the hell !!!!

یہ کیسا خواب تھا میری روشال مجھ سے دور بھاگتے رو رہی تھی۔۔

یہ سوچ رہے تھے اُنکی نظر اپنے سینے پر پڑی جہاں رباب الٹی اُنکے اوپر پڑی تھی

دونوں کے نیچھے کبیل تھا بس اس وقت دونوں ایک جیسی غیر حالت میں تھے

۔۔۔ جب جب رباب کو ہلکا سا بھی بخار ہوتا تھا تو نواب عالیان ایسے اُسکی روح کا

حصہ بنتے اُس پر شدت ڈھاتے اُسکا بخار اپنی گرمی دیکر اُتارتے اور رباب کو بھی

ان سب میں مزا آتا تھا۔۔

نواب عالیان کی اب نگاہ گھڑی پر گئی تھی جہاں رات کے چار بج رہے تھے۔۔۔

اور ساتھ ہی اُنکو یاد آیا تھا روشال کو آئس کریم لا کر دینی تھی۔۔۔

Damnnnnnnn shit how can i forget this !!!

کیسے بھول گیا۔۔۔ اُنہوں نے رباب کو بڑے ہی آرام سے اپنے اوپر سے ہٹاتے  
اسکو اُسکی سائڈ پر لٹایا تھا اور اچھی طرح اُس پر کمبل دیتے نیچے سے اپنی چیزے  
اٹھاتے شاور لینے چلے گئے تھے۔۔۔

نواب عالیان علی خان کی بڑی سی بلیک لینڈ کروزر رات کے سوا چار بجے ایک  
چھوٹی سی آئس کریم کی دکان کے آگے رُکی تھی اس وقت ساری دکانیں بند تھی  
بامشکل پورے حیدر آباد میں بس ایک ہی دکان نظر آئی تھی پر اُسکا بھی ہاف شٹر  
گرا ہوا تھا۔۔

نواب صاحب لگتا ہے دکان کا مالک سو رہا ہے نواب عالیان کا خاص ڈرائیور  
بولا۔۔۔ ایک کام کرو جا کر اُسکا شٹر اٹھاؤ اور اسکو اٹھا کر آئس کریم لے کر آؤ۔۔۔ پر  
نواب صاحب ڈرائیور ڈرا ہوا بولا تھا۔۔۔ نواب عالیان اپنی بیویوں کے آگے بہت

ہی الگ اور باقی دنیا کے آگے بہت ہی الگ تھے۔ میں نے جو حکم دیا ہے وہ پورا کرو ورنہ۔۔ ایک دم ڈرائیور ڈر کر بولا جی نواب صاحب ہم جاتے ہیں!!! جاؤ گارڈز کو لے کر اُس دکان والے کو اٹھاؤ یہ بولتے جیب سے ہزار ہزار کے نوٹوں کی دس گدیہ نکالی تھی اور ڈرائیور کو پکڑائی جاؤ آئس کریم لے کر آؤ ابھی کے ابھی۔۔ حتمی حکم لہجے میں بولتے نواب عالیان اپنی گھنی مونچھوں کو تاؤ دے گئے تھے۔۔ ڈرائیور اور گارڈز بھی حیران تھے بتیس سال کا بھرپور مرد رات کے آخری پہر آئس کریم ڈھونڈ رہا ہے اس بات سے بے خبر کے وہ بتیس سالہ نواب اپنی ستر سال کی بیوی کے لیے آئس کریم لینے آیا تھا جو ضرور اُس سے روٹھے ہوئے ہوگی۔۔ کچھ دیر بعد گاڑی حویلی کے کارپوچ میں آکر رُکی تھی نواب عالیان علی خان اپنی طرف کا دروازہ کھولتے اپنی شاندار پرسنلٹی کے ساتھ اپنے کندھوں میں پڑی براؤن شال کو جھٹکتے باہر نکلے۔۔ اس وقت وہ آف وائٹ شلوار قمیض پہنے ہوئے تھے۔۔

نواب عالیان علی خان اندر کی طرف بڑھے وہیں اُنکے ملازم پورا آئس کریم فریج لے کر اندر کی طرف آرہے تھے۔۔۔ شمسہ جو سوتی ہوئی صبح کی چائے کے

لیے کچن کی طرف بڑھ رہی تھی وہ رُ کی تھی یہ منظر دیکھ کر۔۔۔ میں یہ صبح کے پانچ بجے نواب صاحب کیا لے کر آرہے ہیں۔

نواب عالیان سیڑھیوں کی طرف بڑھنے لگے رکے۔۔ شمسہ!!! جی جی نواب صاحب شمسہ ایک دم ہچکچاتے بولی۔۔۔ یہ آئس کریم سے بھرا فریج کچن میں رکھوا اور چاکلیٹ آئس کریم کی ساری بارز اوپر لے کر آؤ میرے کمرے میں۔۔۔ ایک دم شمسہ بولی!!! نواب جی کونسے والے کمرے میں بڑی بیگم یا چھوٹی بیگم۔ یہ سنتے سیڑھیوں پر چڑھتے نواب عالیان نے مڑ کر شعلہ بارنگاہ شمسہ پر ڈالی تھی۔۔۔ وہ نواب جی آپکے دو کمرے ہیں نہ اس لیے۔۔۔ میری چھوٹی بیگم کے کمرے میں لے کر آؤ۔۔ نواب عالیان دانت پیستے سنجیدہ لہجے میں بولتے اوپر کی طرف بڑھ گئے تھے۔۔۔ اُف آج تو بیچ گئی نواب صاحب سے یہ بولتی شمسہ کچن کی طرف بڑھ گئی تھی۔

نواب عالیان جو روم کالاک کھولتے اندر آئے تھے نظر سیدھی اپنی چھوٹی بیگم پر گئی تھی جو اتنی سردی میں بنا کسی کمبل کے باریک سے سوٹ میں بیڈ پر سکھری ہوئی لیٹی تھی۔۔۔ اُس کی پشت نواب صاحب کی طرف تھی روشال پر نظر

پڑھنے کی دیر تھی نواب عالیان علی خان پاگل ہوئے تھے اپنی چھوٹی بیگم کے لیے  
اب وہ بہت قریب سے اپنی چھوٹی سوتی ہوئی گڑیا کا معائنہ کرنا چاہتے تھے۔۔۔  
وہ کمرے کا دروازہ بند کرتے بے اختیاری میں روشال کی طرف بڑھے جو  
کروٹ لیے تکیہ کوچوں کی طرح پکڑے سو رہی تھی اُس کا چہرہ اتنا معصوم لگ رہا  
تھا اُس پر نظر پڑھنے کی دیر تھی نواب عالیان علی خان کو اپنا دل ڈوبتا محسوس ہوا  
تھا دل جو اس وقت زور رفتار سے کانوں میں بج رہا تھا۔۔۔ روشال جس کا چہرہ بے حد  
رونے کی وجہ سے گلابی ہوا تھا جس سے وہ اور زیادہ سوتے ہوئے کیوٹ لگ رہی  
تھی اُس کا ٹراؤز پنڈلیوں سے اوپر ہوا تھا جس سے روشال کی پازیب چمک رہی  
تھی اور روشال کے تھوڑا نیند میں کھسکنے سے گنگرو کی ہلکی ہلکی چٹکھار بھی خاموش  
کمرے میں اپنی ارتاز قائم کیے ہوئی تھی۔۔۔ اب نواب عالیان کی نظریں سرکتی  
ہوئی اوپر کی جانب بڑھی تھیں اور روشال کے نشیب و فراز پر ہی جم کر رہ گئی تھی  
جو فٹنگ والی باریک پیلی شرٹ میں دمک رہے تھے۔۔۔ اتنی فٹنگ تھی روشال کا  
کالا پردہ عیاں تھا نواب عالیان کی آنکھوں کے لیے۔۔۔ ایک دم وہ اپنا ضبط اختیار  
کھوتے روشال کے قدموں میں بیٹھے تھے اور بے قراری سے اپنے دہکتے لب اُس

کی نازک پنڈلیوں پر رکھ اپنا گھیلالمس دینے لگے۔۔۔ پہلی دفعہ زندگی میں  
نواب عالیان نے کسی عورت کے پاؤں کو اس طرح اپنے لمس سے بھگو یا تھا یہاں  
تک کہ وہ کبھی اپنی آٹھ سال پرانی پہلی بیوی کے قدموں میں بھی نہیں بیٹھے  
کیوں کے یہ سب ایک سلطنت کے نواب کی فہرست میں شامل نہیں ہوتا۔۔۔  
پر آج وہ اپنے جذبات کے آگے ہارتے اپنی ستر سالہ دوسری بیوی کے قدموں  
کو چوم رہے تھے اپنے پروان چرتے جذبات سے انجان کے سامنے سوتی لڑکی  
اپنے کردار اخلاق سے اُنکے دل کے مقام میں عشق نام کا پرچم لہرا چکی ہے جسکا  
جلدی اندازہ ہو جانا تھا انہیں۔۔۔

تاریخ میں پہلی بار کوئی نواب اپنی چھوٹی بیگم کے پاؤں پر اپنا بوسادے رہا تھا  
۔۔۔ نواب عالیان کے لبوں کی تجاوز اوپر کی جانب بڑھتی جا رہی تھی۔۔۔ اُنکا  
آگ جیسا لمس محسوس کرتے روشال کی ایک دم آنکھ کھلی تھی۔۔۔ اُس نے  
گھبراتے اپنے پاؤں کی طرف دیکھا اور حیران رہ گئی کچھ پل۔۔۔ نواب عالیان جو  
اب اُسکی پاؤں کی انگلیوں کو منہ میں لیے اُسی کی طرف دیکھ رہے تھے جو حیرانی  
اور نم آنکھوں سے اب اپنے شوہر کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ جسکا انتظار وہ ساری رات



کرتے روتے ہوئے کب سو گئی پتہ ہی نہیں چلا۔ روشال نے ایک دم اپنے پیر  
نواب عالیان کے لبوں سے دور کرنے کی جسارت کی اُسکی اچھا نہیں لگ تھا اُسکا  
شوہر اُسکے پاؤں کو چھو ہے پر نواب عالیان زور سے اُسکی انگلیوں پر پکڑ مضبوط کر  
گئے اپنے زبا۔ن سے اور اسکو دیکھتے اب۔۔۔ نواب عالیان کا لمس اب اوپر کی  
جانب بڑھنے لگا تھا ایک دم روشال سسکتی اُٹھ کر بیٹھی تھی کیوں کے عالیان  
خان نے کاٹا تھا نیچے۔۔۔ سنیں نواب جی آپ۔۔۔ روشال کے عارض سرخ انار  
ہوئے تھے!!! اُٹھنے ہی لگی تھی ایک دم نواب عالیان بے باک نظروں سے  
دیکھتے قمیض اُسکی پیٹ سے اوپر کرنے لگے۔۔۔ کمرے کا دروازہ ناک ہوا تھا ایک  
دم نواب عالیان پیچھے ہوئے تھے بد مذہ ہوتے اس وقت وہ پوری خماری لیے اپنی  
بیوی کو چھو رہے تھے۔۔۔ روشال نے فوراً پورا اٹھتے اپنا ٹراؤزرا اور قمیض نیچے کی  
تھی اور پاس پڑا دوپٹہ اپنے شانوں پر ڈالا تھا۔۔۔ نواب عالیان اٹھے اور گہری  
نظروں سے روشال کو دیکھتے اپنی شال جھٹکتے بولے۔۔۔ میں دیکھتا ہوں!!! روشا  
ل اُنکی خماری سے بھری نظریں دیکھتے سر جھکا گئی تھی۔۔۔ نواب عالیان نے دروازہ  
کھولتے شمسہ سے آئس کریم سے بھری ٹرے پکڑی تھی اور دروازہ لاک کرتے

روشال کی طرف بڑھے جو روٹھی ہوئی بیٹھی تھی۔۔۔ چھوٹی بیگم آپکی آنس  
روشال کے آگے رکھی تھی۔۔۔ روشال نے شکوہ کن کریم سامنے بیٹھتے ٹرے  
نگاہ سے بولا۔۔۔ مجھے نہیں کھانی۔۔۔ اب میری ساری کریونگ ختم ہوگئی۔۔۔  
اپنی چھوٹی بیگم کی آواز میں شکوہ محسوس کرتے اوپر سے اُسکا خوبصورت چہرہ دیکھ  
نواب عالیان ٹھٹکے تھے۔ اور پھر اگلے ہی سیکنڈ اُن کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا وہ  
سمجھ گئے تھے اُنکی بیگم کیوں روٹھی ہوئی ہے اپنی غلطی نہیں بلکہ بھول پر وہ اب  
اندر ہی اندر شرمندہ ہوئے تھے پھر بھی اپنی روشال سے گویا ہوئے۔۔۔ کیوں  
ختم ہوگئی کریونگ اب کیوں نہیں کھانی۔۔۔ یہ سنتے روشال کے آنسو ٹپ ٹپ  
گرے تھے اُسکے شوہر کو تو شاید احساس ہی نہیں تھا۔۔۔ اب روشال کو غصہ آیا تھا  
صبح کے پانچ بجے میں کھا کر کیا کروں گی جب مجھے کھانے کی چاہ رات کو تھی لیکن  
شاید آپ بھول گئے بس ڈر ہے کہیں ایک دن آپ مجھے بھی نہ بھول جائیں۔۔۔  
یہ بولتے بیدردی سے اپنے آنسو انگلی کے پور سے پیچھے دکھیل گئی تھی۔۔۔ اور بیڈ  
سے ناراض ہو کر اُٹھنے لگی ایک دم نواب عالیان نے اُسکی نازک کلائی پکڑ اپنی  
طرف کھینچتے اپنی لپ پر بیٹھایا تھا۔۔۔

سنیں!!! چھوڑیں مجھے نماز پڑھنی ہے میں نے۔۔ نواب عالیان جو اپنی روٹھی بیوی کو اور زیادہ اپنی پناہوں میں قید کرتے بولے!!! پہلے اپنے مجازی خدا کی تو بات سن لوں نہیں سنو گی نماز بھی پڑھ لو گی تب بھی تم گنہگار بیوی ہی کہلاؤ گی۔۔ جانتی ہو نہ اسلام میں شوہر کے حقوق پر کیا فرمان دیا گیا ہے۔۔

روشال کی تھوڑی پکڑتے اُسکا چاند سا چہرہ اوپر کیا تھا۔۔ تو آپ کو بھی بیوی کے حقوق ادا کرتے دونوں بیویوں میں توازن قائم کرنا چاہیے آپ مجھے بھول گئے کل رات ایک بیوی کی قربت میں اُس پر کوئی شکوہ نہیں وہ اُنکا حق اور اُنکا وقت تھا لیکن جو آپ نے ایک شوہر ہونے کے ناطے میرے سے کچھ بولا جو آپ نے ہی مجھے لا کر دینا تھا اور میں ساری رات آپکا انتظار کرتی کرتی سو گئی لیکن آپکی کوئی خبر نہیں آئی۔۔۔ یہ بولتے روشال اپنی ہیزل بلیو آنکھوں سے اپنے شوہر کو دیکھ رہی تھی جو اُسی کی آنکھیں میں بہت گہرائی سے دیکھ رہے تھے۔۔ اب بتائیں میرے محرم آپ ہیں اگر آپ ہی میری ضروریات اور میرے حقوق کو ہی بھول جائیں گے پھر آپکی چھوٹی بیگم کس سے اپنی پسند بولے گی۔۔ بتائیں میرا تو آپکے سوا اس حویلی میں کوئی نہیں آپ ہی تو سب ہیں میرے!!!! پھر کیوں آپ بھول

گئے۔ یہ سنتے نواب عالیان کا دل جکڑا تھا اُنکی چھوٹی بیگم بہت ہی گہرا شکوہ کر گئی تھی جو بتیس سال کا مرد سمجھ گیا تھا۔

آپ چھوڑیں مجھے فریش ہونا ہے۔۔ یہ بولتے نواب عالیان کے سینے پر ہاتھ رکھتے اُٹھنے لگی۔ ایک دم نواب عالیان نے اُس کو کمر سے جکڑا اپنے اوپر گرایا تھا دونوں کی ناک ایک دوسرے سے مس ہوئی تھی۔ چھوڑیں مجھے آخر روشال ضدی انداز میں اُنکی پناہوں سے نکلنے لگی۔ نہیں نکلنے دوں گا!!! بہت ہی پیار پر تھوڑے سپاٹ لہجے میں بولے کیوں کے اُنکے ڈر سے ہی اُنکی چھوٹی بیگم اُنکی بات سنتی۔۔۔ مجھے جانا ہے رونے والی آواز میں بولی روشال!!! اب آپ ہلی نا چھوٹی بیگم اور میری بات نہ سنی آپکو میں شاور کے نیچھے لے جاتے آپکی روح میں اتر کر آپ سے سوری بولوں گا اور میری شدت ہی اتنی ہوگی آپ سسکیاں لے رہی ہوں گی اور میں آپکے پور پور پر اپنا حق چھوڑتا آپ سے معافی مانگ رہا ہوں گا۔۔ پھر ساتھ میں شکرانے کے نوافل ادا کرے گے یہ سنتے روشال نے شدت گریہ سے اپنی آنکھیں روتے ہوئے ہاتھ سے مسلی تھی۔۔ اور بھگی آواز میں بولی!!! پلز چھوڑیں مجھے نواب جی ابھی میں کچھ نہیں کھانا چاہتی نا کچھ اور

چاہتی ہوں۔۔۔ روشال اپنے نواب جی کو منع نہیں کرنا چاہتی تھی وہ اُنکی معزرت قبول کرنا چاہتی تھی لیکن اُس کو خود نہیں سمجھ آ رہا تھا اُسکا موڑ ہر سیکنڈ بدل رہا تھا وہ ہر بات دل پر لیتے رو کیوں رہی تھی جب وہ جانتی تھی نواب عالیان کے لیے وہ بس اُنکا وارث دینے والی عورت تھی۔۔ نہیں چھوڑوں گا کیا کر لوگی بیوی ہو میری جب چاہوں کچھ بھی کر سکتا ہوں چھو سکتا ہوں اور منا بھی سکتا ہوں۔۔ یہ بولتے اپنا گھیلالمس روشال کی روتی آنکھوں پر دے گئے تھے۔

روشال نے سسکی بھری تھی !!! آخر بولے نواب عالیان التجایا لہجے میں

I am sorry cboti begum i am so

sorry:!!!!!!!

یہ بولتے اپنا چہرہ روشال کی گہرائیوں میں چھپا گئے تھے

۔۔۔ اور خماری میں بولے اُس کی ناز کی کوناک سے چھوتے۔۔۔ چھوٹی بیگم کھا

لیں نا آتسکریم !!! پلزنواب جی ابھی نہیں کھانی یہ بولتے اٹھی تھی اور جا کر ونڈو

کے پاس کھڑی ہو گئی رخ موڑ کر۔۔۔

نواب عالیان نے اب صحیح پریشان ہوتے اپنی پچھلی گردن سہلائی تھی اب صحیح  
اُن کو معلوم ہوا تھا اُنکی چھوٹی بیگم بہت ناراض ہیں۔۔۔ آخر اپنے جذبات کو  
کنٹرول کرتے بولے چھوٹی بیگم میں جارہا ہوں اگر آپکے دل میں آپکے مجازی خدا  
کے لیے ذرا بھی عزت ہو نہ یہ کھالے گا۔

یہ بولتے روم سے نکل گئے تھے وہیں روشال نے فوراً مڑ کر جاتے ہوئے اپنے  
نواب عالیان کو دیکھا تھا اور اُسکی سسکیاں بندھی تھیں۔۔

آج بھی آپ مجھے نہیں سمجھ پائے افسوس!!! پر آپ میرے لیے میری جان  
سے بھی زیادہ ضروری ہیں۔۔ یہ بولتے بیڈ پر بیٹھ کر روتی ہوئی آنسکریم کھانے  
لگی۔۔ اپنے نواب جی کا مان رکھ گئی تھی۔

-----

کیا یہ فریج میرے لیے!!! روشال نے حیرانگی سے پورا آنسکریم سے بھرا فریج  
دیکھا تھا اور شمسہ سے پوچھا تھا۔۔ جی روشال بیگم یہ رات نواب صاحب آپ  
کے لیے لائے اُس کو اب واقعی چھوٹی بیگم پر رشک ہوا تھا کہ اُنہوں نے اتنے  
سخت سنجیدہ نواب کو اپنا اسیر کر لیا تھا جو اُنہوں نے روشال کے لیے کیا تھا ایسا

کبھی رباب کے لیے نہیں کیا تھا۔ ہممم !!! روشال بس اتنا سا بول اپنی آنکھوں کے آنسو نا محسوس انداز میں اندر ہی اندر پیتے چھپا گئی تھی اتنے میں رضوانہ آئی۔ روشال بی بی !! ہاں۔۔۔ روشال نے رضوانہ کی طرف دیکھا۔ وہ اماں جان نے آپکے ہاتھوں کی چائے پینے کی فرمائش کی ہے۔ ہم اچھا میں لاتی ہوں۔۔۔ نواب عالیان خان کی حویلی میں ڈھیروں نوکرتھے لیکن روشال کو خود گھریلو لڑکی رہنا زیادہ پسند تھا اوپر سے اماں جان اور نواب عالیان کو بس اب اُسی کے ہاتھ کی چائے اور کھانا پسند تھا اماں جان جنکو روشال کے آنے کے بعد بہو کا سکھ نصیب ہوا تھا ورنہ اُنکی بہو نے کبھی ایسا خیال کہا رکھا تھا اُنکا۔۔۔ کچھ دیر بعد روشال خود دادی جان کی چائے کا کپ لیے اُنکے کمرے کی طرف بڑھی پر ایک دم اُسکے قدم وہیں منجمد ہوئے تھے اندر سے آتی زرتاج بیگم کی آواز سنتے جو باتیں وہ کر رہی تھیں وہ سیدھی روشال کے دل پر وار کر رہی تھیں۔

اماں جان اتنے مہینے ہونے کو آئے ہیں یہ لڑکی کب اولاد کی خوش خبری دے گی مجھے میرے عالیان کا وارث ہر قیمت میں چاہیے اگر ایک مہینے میں اس لڑکی نے اولاد کی خبر نہیں دی نا میں بول رہی ہیں اُسی لمحے میں اس کو عالیان سے طلاق دلوا

کراُسکی زندگی سے چلتا کروں گی اور کوئی ایسی لڑکی لاؤں گی جو میرے عالیاں اور  
ر باب کو اولاد کی خوشی دے سکے۔

یہ سنتے روشال نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا تھا اتنی سی عمر میں وہ واقعی زندگی کے  
ایسے پہلو دیکھ رہی تھی جو ستر سال کی روشال کو دن بدن اپنی عمر سے زیادہ بڑا  
کرتا جا رہا تھا۔ ایک دم روشال اتنا سا ہی بولی۔ امی اپنی ماں پھر سے شدت سے  
یاد آئی تھی ایک لڑکی جب جب سسرال میں تکلیف سے گزرتی ہے تو اُس کو خدا  
کے بعد اُس کی ماں ہی شدت سے یاد آتی ہے چاہے وہ اس دنیا میں ہو یا نہیں ہو  
۔۔۔ تکلیف سے لبریز آنسو روشال کے پھولے رخسار بھگور رہے تھے۔۔۔

ارے کیسی بات کر رہی ہو بھوا بھی چھوٹی ہے وہ اٹھارہ کی بھی نہیں شادی کو پانچ  
مہینے تو ہوئے ہیں جلدی اللہ کے حکم سے خوش خبری مل ہی جائے گی نا امید کیوں  
ہوتی ہو۔ دیکھتے ہیں اماں جان ورنہ میں نے عالیاں کے لیے ایک اور لڑکی دیکھ  
لی ہے۔۔۔ یہ بات سنتے روشال تڑپتی اپنے کمرے کی طرف بڑھی گئی تھی۔ پاگل  
ہو ہو تمہارا بیٹا اب کوئی تیسری نہیں لائے گا یہ تم بھی جانتی ہو اور میں بھی کتنے  
سال اُس کے پیچھے پڑی رہی دوسری شادی کا بولتی رہی لیکن وہ نہیں مانا وہ بولا بنا



اولاد کے رہ لوں گا پر باب کے ساتھ کوئی نا انصافی نہیں کروں گا کتنی مشکل سے  
مانا تھا وہ۔۔

صرف باب کے بولنے پر منانے پر راضی ہوا اب تو مجھے چھوٹی بہو کے آنے کے  
بعد کوئی آثار نہیں لگتے وہ تیسری شادی کسی حال میں بھی نہیں کرے گا۔ اس  
بات پر زرتاج بیگم کا منہ بنا تھا۔۔

-----

روشال جو کمرے میں آتے بیڈ پر اوندھے منہ گرتے رو دی تھی۔۔ یا اللہ کب ہو  
گی میری اولاد مجھ پر رحم کر دے میرے مولا نواب جی کا پیار تو شاید نہیں مل سکتا  
پر اولاد دے کر مجھے اُنکے جسم کے حصے کا پیار دے دیں۔ اُنکی اولاد انہی کا حصہ  
ہو گی اُسکا پیار اگر میرے نصیب آ گیا تو مجھے نواب جی کا پیار مل گیا۔

پورا کمرہ روشال کی روتی سسکیوں میں ڈوبا تھا۔۔ ایک دم اٹھی اپنے سینے کو  
مسلتے۔۔ اُف یہ کیا بار بار میرا دل مالش ہو رہا ہے۔ ایک دم واشر و م کی طرف

بھاگی

-----

نواب عالیان جو دودن بعد حویلی آئے تھے وہ بہت اہم میٹنگ سے اسلا آباد گئے ہوئے تھے۔ گاڑی اُنکی کارپوچ میں رُکی تھی رات کے ایک بج رہے تھے اپنی گھڑی میں وقت دیکھتے اپنی بلیک شال کو ایک ہاتھ سے جھٹکتے اندر کی طرف بڑھے تھے۔

اُس دن کے بعد سے نواب عالیان اپنی چھوٹی بیگم کے لیے تڑپ رہے تھے اُس دن کمرے میں چھوڑ باہر آئے اور ساتھ ہی اُن کو کچھ ہی ٹائم میں میٹنگ کے لیے اسلام آباد جانا پڑھ گیا اب اُنکی بے قرار آنکھیں اپنی چھوٹی بیگم کے حسین چہرے کا طواف اور جسم اُس کی روح کا وصال چاہتے تھے۔ ایک دم یہ بولتے سیڑھیاں چڑھے تھے۔

آگیا ہوں چھوٹی بیگم آج رات آپکو اپنی باہوں میں قید کرتے آپکی ساری ناراضگیاں دور کر دوں گا آپکو بتاؤں گا آپکا نواب آپکے لیے پاگل ہوتا جا رہا ہے اور کہیں نا کہیں یہ بات مجھے گلٹ میں ڈالتی ہے کہیں میں رباب کے ساتھ نا انصافی تو نہیں کر رہا آپکا اسیر ہوتے کیوں کہ محبت میں شراکت گناہ ہے۔۔ یہ سوچتے کچھ پل نواب عالیان کے قدم ر کے تھے اور رباب کا بھی خیال آیا تھا۔ ایک دن

سے رباب نے اُن سے کوئی رابطہ نہیں کیا تھا کال پر اور نا ہی وہ کر سکے تھے کیوں  
کے وہ کام میں بہت مصروف ہو گئے تھے۔

رباب نظر نہیں آئی یہ بولتے اپنے دوسرے کمرے کی طرف بڑھے رباب نہیں  
تھی نواب عالیان نے اپنی گھنی بیئر ڈسہلاتے رباب کو کال ملائی تنے ہوئے  
نقوش سے۔۔ غصہ آیا تھا وہ حویلی نہیں تھی تو کہاں تھی!! ہاں کہاں ہوں تم؟؟  
رباب سرد لہجے میں اُس سے گویا ہوئے۔ کیا اس وقت تم نمرہ کے گھر کی ہو  
رباب نواب کی بیویاں ایسے کہیں نہیں رکتی بھول گئی کیا۔۔ صبح تک تم حویلی ہو  
اگر تم نا آئی نا بہت بُرا پیش آؤں گا تم سے۔۔ وارننگ دیتے کال بند کی تھی۔۔  
رباب کو صبح دیکھتا ہوں کیسے وہ نمرہ کی سا لگرہ منانے کے لیے اُس کے گھر رک  
گئی۔۔۔

-----

نواب عالیان تنے نقوش ساتھ چھوٹی بیگم کے کمرے کی طرف بڑھے اور لمبی  
سانس لیتے دروازہ کھولا تھا آج اُنکا اپنی چھوٹی بیگم کو منانے کا پورا ارادہ تھا۔۔ پر  
دروازہ کھولتے سامنے ہی الماری میں گھسی اپنی چھوٹی بیگم پر نظر پڑھتے ساری

تھکاوٹ کہیں دور جاسوئی تھی اب دل اس چھوٹے و۔۔ جو د کو اپنی باہوں میں  
بھرنے کے لیے پاگل ہوا تھا۔۔ مچھلا تھا بلکہ آج وہ اپنی چھوٹی بیگم کی ساری  
ناراضگی ختم کر کے اس کے پور پور پر اپنی شدت کے نشان چھوڑنا چاہتے  
تھے۔۔۔

نواب عالیان روشال کی طرف ایک ہی جست میں بڑھے پر اپنی بیوی کی بڑبڑ  
سننے گہرا مسکرائے تھے جو نواب عالیان کے کپڑے ٹھیک کرتے خود سے ہی  
باتیں کر رہی تھی۔۔۔ آنے دوان کو چھوڑوں گی نہیں منانا آتا نہیں اور نواب  
بننے ہیں اپنے آپکو۔۔ نواب عالیان کی ایک قمیض بڑے سلیقے سے فولڈ کر کے  
رکھی تھی۔ نواب عالیان اپنی بیوی کی سیرت اور اُس کے معصوم شکووں پر عش  
عش کراٹھے تھے۔۔۔ آئین ذرا بتاتی ہوں ان کو ایک فون نہیں کیا کب گئے شہر  
سے باہر یہ نہیں بتایا نو کرانیاں اب بتائیں گی مجھے میرا شوہر حویلی ہی نہیں  
یہ شکوہ کرتے اپنی ناک پر انگلی پھیری تھی وہیں نواب جی نے اپنا قمقہ روکا تھا دل  
کیا تھا ابھی اپنی چھوٹی بیگم کو پکڑتے اُس کے پھولے عارض کو شدت سے چومتے  
یہ بتائیں وہ اس وقت کتنی کیوٹ لگ رہی ہے۔ اگلی بات پر تو نواب عالیان نے با

مشکل اپنا قہقہہ روکا تھا بات ہی ایسی بے باک کی تھی اُن کی چھوٹی بیگم نے۔۔۔۔۔  
کچھ نہیں ہوتا ان سے ساری ساری رات مجھے بستر پر رکھا ہے ایسی خوفناک  
شدتیں ڈھائی ہیں مجھ پر کمرہ تو لرزتا ہی تھا ساتھ میں بھی لرز جاتی تھی ہر حصے پر  
اپنا بے باک لمس چھوڑا لیکن افسوس ایک بچہ نہیں دے پار ہے مجھے۔۔۔ اب یہ  
میرے قریب آئے نابولوں کی شدتیں ڈھا رہے ہیں نہ تو بچہ بھی ڈال دیں اگر  
نہیں ڈالا جاتا تو مت قریب آئیں میرے آتے ہی مجھ پر بھوکے شیر کی طرح  
ٹوٹ پڑھتے ہیں پر ہوتا کچھ نہیں نواب جی سے۔۔۔ یہ بولتے اُنکی شال فولڈ کر  
کے رکھی تھی۔۔۔ نواب عالیان تو بس آنکھیں بڑی کیے اپنی چھوٹی بیگم کی  
خاموشی سے پیچھے کھڑے الزامات سن رہے تھے جو اُن کو برے لگنے کی بجائے  
اُنکے جوان جذبات کو طول دے رہے تھے۔۔۔ رو شال جو اس وقت اُلجھی ہوئی  
بول رہی تھی زرتاج بیگم کی باتیں اُس کے دل میں گھر کیے ہوئے تھی اوپر سے  
اُس کی طبیعت ناساز تھی جو اُس کو بھی نہیں سمجھ رہی تھی۔ ایک دم اُس نے رخ  
پلٹا اور آنکھیں حیرت سے پھیلی۔۔۔ آپ!!!!!! نواب عالیان جو اُس کو گہری  
بے باک نظروں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔ آپ کب!!! رو شال اتنا ہی بولی

روٹھی ہوئی اس وقت وہ لونگ گرین فروک میں تھی اور بہت پیاری لگ رہی تھی واہ آپ کے یہ انداز بھی ہیں چھوٹی بیگم یہ بولتے قریب ہوئے۔۔۔ ایک دم روشال بولی پاس نا آئیں!!! کیوں...!! نواب جی نے آئی برواچکا کر پوچھا تھا سخت پردھیمے لہجے میں۔۔۔ وہ نکلی ساخت لہجہ کر گئے تھے۔۔

آپ سے کچھ نہیں ہوتا!!! یہ بولتی روشال خود بھی حیران ہوئی تھی وہ ایسے بے باک لفظ کیسے بول رہی تھی۔۔۔ کہاں مجھ سے کچھ نہیں ہوتا روشال کو دیوار سے لگا کر اپنے دونوں ہاتھ اُسکی دونوں طرف رکھتے محصور کیا تھا۔۔۔ ہاں کچھ نہیں ہوتا آپ سے بستر پر۔

اف خدایا یہ میں کیا بولے جا رہی ہوں پاگل ہو گئی ہوں یہ کیا ہو رہا ہے مجھے!!!۔۔۔ اچھا جی چلیں بستر پر آپکی روح کا حصہ بنتے آپکے نشیب و فراز پر قیامت ڈھا تے آپکو بتاؤں گا آپکا نواب کتنے بچے آپکو دے سکتا ہے۔۔۔ سرگوشی میں بولے تھے۔ ایک دم روشال کو زرتاج بیگم کی باتیں یاد آئی تھیں۔۔۔ کچھ نہیں ہوتا آپ سے بلکہ مجھ سے ہی نہیں ہوتا میں ہی گندی ہوں بری ہوں یہ بولتے اپنے بال آگے سے نوچ گئی تھی۔۔۔ اس وقت روشال کا صبر تقریباً گر گیا تھا شاید

اُس کی حالت ہی ایسی تھی۔۔۔ پاگل ہو گئی ہیں کیا!!! نواب عالیان روشال کا چہرہ  
پکڑتے دھارے تھے روشال روتے ایک دم اپنے سر کو پکڑتے نواب عالیان کی  
باہوں میں جھول گئی تھی۔۔۔ نواب عالیان کے ہوش اڑے تھے دل منہ کو آیا  
تھا۔

چھوٹی بیگم!!!! چیخے تھے نم آنکھوں سے اُنکی باہوں میں جھولتی روشال کے  
چہرے کو تھپتھپاتے۔

نواب عالیان اپنی چھوٹی بیگم کا چہرہ ایک ہاتھ سے پکڑتے بولے لہجہ جہاں بو جھل  
ہوا تھا وہیں دل ڈوبا تھا۔۔۔ چھوٹی۔۔۔ بیگم!!!! یہ نام نواب عالیان نے رک رک  
کر بولا دل بے قرار ہوا تھا ایک ہنستی کھیلتی لڑکی اُنکی باہوں میں ہوش خرد سے  
بیگانہ پڑی تھی۔۔۔ روشال کے زرد عارض کو ہاتھ سے چھوتے جوہر وقت لال  
انار بنے ہوتے تھے آج ایک ہی لمحے میں مر جہا سے گئے تھے۔۔۔ روشال

۔۔۔ چہچہ اُس کو اپنی باہوں میں اٹھاتے دروازے کی جانب بڑھے۔ کہیں میری چھوٹی بیگم کو کچھ ہونہ جائیں اب صحیح معنوں میں نواب عالیان کی سانس نکلی تھی ایک ہاتھ سے اُنہوں نے روشال کو باہوں میں اٹھایا ہوا تھا اور ایک ہاتھ سے کال ملائی باہر کمرے سے نکلتے۔ پرویز علی!! میرا چوپرتیار کرو جلدی دھاڑے تھے فون پر۔۔ اتنی بڑی حویلی تھی نواب عالیان کی کوئی عام انسان تھوڑی تھی حیدر آباد کے نواب تھے اُنکا سب کچھ اپنا تھا۔۔۔ نواب عالیان اب اپنی چھوٹی بیگم کو اپنے مضبوط بازوؤں میں بھرتے تیزی سے نیچے کی طرف بڑھ رہے تھے

--

نواب عالیان اب اپنی چھوٹی بیگم کو اپنے مضبوط بازوؤں میں بھرتے تیزی سے نیچے کی طرف بڑھ رہے تھے۔۔۔ ایک دم شمسہ جو کچن سے نکل کر مین ہال سے گزر کر باہر سرونٹ کو اڑڑز کی طرف جا رہی تھی رات کے دو بجے کا وقت تھا۔ لیکن ایک دم اپنے نواب صاحب کو دیکھتے رُکی جو روشال بیگم کو اپنی باہوں میں بھر کر باہر کی طرف بھاگ رہے تھے۔۔۔۔۔ یا اللہ خیر یہ چھوٹی بی بی کو کیا ہوا شمسہ دادی جان اور زر بیگم کو بتانے اندر اُنکے کمرے کی طرف بڑھی۔ نواب



عالیان جو روشال کو اٹھائے اپنے ہیلی پیڈ ایریا کی طرف بڑھ رہے تھے ہسپتال  
ڈھیر گھسنے کی دوری پر تھا پر نواب عالیان کو بس کچھ ہی منٹس میں اپنی چھوٹی بیگم کو  
لے کر اپنی فیملی ڈاکٹر تعبیر کے کلینک میں پہنچنا تھا۔ نواب عالیان تقریباً تیز  
قدموں کے ساتھ اپنی روشال کے چہرے پر نظر ڈالتے اپنے تیار ہیلی کاپٹر کے  
پاس پہنچے۔۔ جہاں پہلے ہی اُنکے گارڈز اور پرویز علی کھڑا تھا۔ نواب صاحب  
سب تیار ہے۔۔ روشال کا چہرہ نواب صاحب نے دوپٹہ سے ڈھکا ہوا تھا اور اُسکے  
وجود کو اپنی شال میں ڈھانپ خود میں بھینچا ہوا تھا نواب عالیان اُسکی بات سننے بنا  
ہی اپنے چوپر میں بیٹھے۔ ایک منٹ میں چوپر فلائنگ بھرچکا تھا پورے راستے  
نواب عالیان نے روشال کے چہرے کا طواف کرتے بچوں کی طرح اُس کو اپنے  
سینے میں بھینچ رکھا تھا۔ وہ بار بار اپنے لب بے قراری میں اپنی بیوی کے ماتھے پر  
رکھ رہے تھے۔۔

تین سے چار منٹ میں ہیلی کاپٹر ہسپتال کے آگے اتر اٹھا نواب عالیان روشال کو  
اپنی باہوں میں بھرتے ڈاکٹر کے کمرے کی طرف بھاگے اس وقت اُنکے ہوش  
اُڑے تھے چہرے سے صاف واضح تھا وہ اپنی چھوٹی بیگم کو ایسی حالت میں دیکھتے

کتنی تکلیف میں ہیں۔۔ ڈاکٹر کے کمرے میں جاتے ہی نواب عالیان نے فوراً  
روشال کو بیڈ پر لٹایا اور اُسکے بکھری آوارہ لٹوں کو کان کے پیچھے ارساتھا اور صحیح  
طرح دوپٹہ اُس پر پہلایا تھا سر پر بھی دوپٹہ دیا تھا۔۔ ڈاکٹر تعبیر میری بیوی کو  
چیک کریں اچھی طرح کچھ نہیں ہونا چاہیے اس کو اتنی تڑپ تھی آواز میں اس  
وقت عالیان خان کی ڈاکٹر تعبیر جن کو شک لگا تھا نواب عالیان نے دوسری  
شادی کر لی وہ بھی سامنے لیٹی اتنی چھوٹی لڑکی سے۔۔۔ پھر آخر شک سے نکل  
کر بولی کچھ نہیں ہوتا نواب صاحب آپ پلزا بھی باہر جائیں مجھے ان کو چیک  
کرنے دیں۔۔

میں کہیں نہیں جاؤں گا اپنی روشال کو چھوڑ کر نواب عالیان اب ایک پل بھی  
اپنی چھوٹی بیگم کو اپنی آنکھوں سے اوجھل نہیں کرنا چاہتے تھے۔۔ پلزنواب

عالیان

Let me check her !!!!

نواب عالیان اپنی چھوٹی بیگم کو دیکھتے ایک دم اپنی آنکھ کے کونے میں آئے آنسو  
کو صاف کرتے باہر نکل گئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سب ہسپتال آگئے تھے اماں جان زر بیگم بس رباب کا ابھی بھی کی آتا پتہ نہیں تھا  
 زرتاج بیگم نے کہیں دفعہ کال کی پر اُس نے اٹھایا ہی نہیں۔۔ ایک طرف اماں  
 جان جو بیچ پر بیٹھی چھوٹی بہو کے لیے دعا کر رہی تھیں وہیں زرتاج بیگم جو بس  
 منہ ہی بنا رہی تھیں بس اپنی بہن کی بیٹی رباب کی فکر تھی کہیں وہ اپنے گھومنے  
 پھرنے کے چکر میں عالیان سے دور ناہو جائے۔ نواب عالیان جو دیوار کے ساتھ  
 کھڑے آنکھیں بند کئے اپنے خدا سے دعا گو تھے اپنی چھوٹی بیگم کی صحت یابی کے  
 لیے۔۔ اتنے میں ڈاکٹر تعبیر کی نرس آئی سر

نواب عالیان بیتابی سے اُسکی طرف بڑھے سرخ شدت گم والی آنکھوں کے  
 ساتھ۔۔ جی کیا ہوا!!! سر وہ ڈاکٹر تعبیر آپکو اندر بلا رہی ہیں اماں جان اور زر بیگم  
 نے نواب عالیان کی طرف دیکھا جو بنا کسی کو دیکھے ایک ہی جھٹ میں ڈاکٹر کے  
 کمرے کی طرف بڑھ گئے۔ پتہ نہیں کیا جادو کر رہی ہے یہ ٹیڈی سی لڑکی میرے  
 بیٹے پر صرف بیہوش ہوئی ہے اور میرا بیٹا پاگل ہوتا نظر آ رہا ہے ایک اولاد تو دے

نہیں پار ہی اور نکھرے اس کے سات آسمان پر ہیں۔۔ ایک تو یہ رباب فون  
نہیں اٹھار ہی پھر سے اُسکا فون ملا یا تھا۔۔

کچھ دیر بعد فون اٹھالیا گیا تھا۔۔ ہیلور رباب کہاں ہو۔۔ باقی بات زرببی نے اسکو  
بتائی۔۔۔۔۔ ہاں ہاں جلدی پہنچو۔ دوسری طرف رباب نے فون رکھتے لمبا  
سانس بھرا تھا کسی کو آنکھیں دکھاتے اس وقت وہ کسی کے ساتھ ہوٹل میں تھی  
وہ انسان سامنے بیٹھے ہی اُس کو اپنی بلیک مقناطیسی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔۔

What sweetheart !!

رباب نے اُسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے بولا تھا۔۔ اُس انسان نے رباب کے ہاتھ کو پکڑ  
اُس پر بوسا دیا تھا

U know i am feeling so jealous!!

اُس انسان نے بولا تھا رباب کی ہتھیلی کو ہونٹوں سے لگاتے۔۔

So what!!!!

اگر تم جیلس ہو رہے ہو فخر یہ انداز میں بولی اُسکی زندگی میں بچپن سے اب تک  
جو جو آیا تھا اُس نے اسکو ہمیشہ ملکہ کی طرح ہی رکھا تھا۔۔ بہت ضدی اور نخریلی

ہو تم۔ نخرے کرنا تو بنتا ہے اپنے شوہر کی اور تمہاری محبت کی اکلوتی وارث جو  
ہوں یہ بولتے آنکھ ماری تھی۔۔۔ رباب نے سامنے بیٹھے انسان کو۔۔۔ اچھا جب  
اُس کو پتہ لگے گا ہمارا سین تب کیا ہو گا۔۔۔ اُس انسان نے رباب کے قریب  
!! ہوتے بولا تھا۔ میں پتہ چلنے دوں گی تب ہی پتہ چلے گا نہ۔۔۔

U are something else rubab!!!!

وہ تو میں ہوں اب رباب کا قہقہہ گونجا تھا۔ چلو اب میں نکلتی ہوں اور سنو ایک  
ہفتے سے پہلے میں نہیں ملنے آؤں گی۔۔۔ ہم !!! وہ انسان یہ بولتے رباب کو اپنی  
باہوں میں بھر گیا تھا۔۔۔

-----

بتائیں مجھے ڈاکٹر تعبیر کیا ہوا ہے میری چھوٹی بیگم کو !!! اپنی بیوی کی طرف نظر  
ڈالتے پوچھا تھا۔۔۔ جس کو ڈرپ لگی تھی اور وہ اب بھی بیہوش سکون سے سو  
رہی تھی۔۔۔ وہ تو اب سو رہی تھی پر نواب عالیان کی جان حلق میں اتری تھی  
دیکھیں نواب عالیان میں آپکو جو خبر دینے لگی ہوں ضرور وہ آپکے لیے اور آپکی  
فیمیلی کے لیے بہت اچھی خبر ہے۔۔۔۔۔ لیکن وہیں مجھے آپکی چھوٹی کم عمر بیوی کے

لیے ڈر بھی لگ رہا ہے جو شاید ابھی اٹھارہ کی بھی نہیں ہے۔۔ دیکھیں ڈاکٹر تعبیر  
کھل کر بات کریں مجھ سے۔۔ اور کیا ایسی خبر ہے!!! نواب عالیان نے سنجیدگی  
سے پوچھا تھا۔۔

دیکھیں نواب عالیان!!! پہلے تو

Congratulations to u !!!!

کس بات کی نواب عالیان نے سنجیدہ نقوش سے حیرانگی سے دیکھا تھا!!! آپ  
باپ بننے والے ہیں آپکی بیوی پریگنٹ ہے اور اُس کی پریگنسی کو ایک مہینہ ہوا  
ہے۔ کیا!!!! نواب عالیان کے فیس کے تاثرات بالکل ہی بے تاثر تھے یہ خبر  
اُنکے لیے جہاں ایک شک تھی وہاں خوشی کی خبر بھی تھی۔۔ نواب عالیان  
بتیس سالہ مرد آٹھ سال کے طویل انتظار کے بعد باپ بننے والا تھا لیکن وہیں  
ڈاکٹر اُنکے ریکشن کو دیکھ کر حیران تھی وہ سمجھ نہیں پا رہی تھے وہ خوش ہیں  
شاک ہیں یا حیران!!!! نواب عالیان!!!! ہم۔۔۔ ڈاکٹر کیا میں واقعی باپ  
بننے والا ہوں ایک بار پھر کنفرم کرنا چاہا۔۔ جی نواب عالیان!!!! پر یہ ڈیلیوری

کوئی عام نہیں ہوگی مسز عالیان کو ابھی سے بہت سی پیچیدگی کا سامنا ہے ایک تو اُن کی کم عمری کی وجہ سے بس بہت خیال رکھنا ہوگا آپ کو۔

-----

نواب عالیان جواب اپنی گھنی بیئر ڈپر ہاتھ پھیرتے ڈاکٹر کے سامنے ہی ادھر سے ادھر چکر لگاتے اپنی چھوٹی بیگم کو بار بار اپنی نظروں کے احصار میں لے رہے تھے۔ یہ کیسے ہو گیا میں یہ ابھی نہیں چاہتا تھا میں نے تو ہر احتیاط کا خیال رکھا قربت کے لمحات میں اپنی چھوٹی بیگم پر شدت ڈھانے کے دوران پورے احتیاط سے سماتا تھا۔ نواب عالیان نے روشال سے شادی تو کر لی تھی لیکن جب اُن کو پتہ لگا وہ محض ستر سال کی ہے اور اُس کو اس عمر میں اُنکا بچہ پیدا کرنا ہے آگے چل کر۔۔ شادی تو کر لی قربت کے لمحات میں اپنا حق لیا بھی اور چھوٹی بیگم کو اُنکا حق دیا بھی تھا لیکن اس بیچ اُنہوں نے پورا خیال رکھا کہ جب تک روشال اٹھارہ سے اوپر کی نہیں ہو جاتی وہ اُس کو ماں نہیں بننے دیں گے کیوں کہ وہ جانتے تھے وہ خود ہے بچی ہے وہ ابھی بتیس سال کے مرد کی قربت ہی برداشت کر لے وہ ہی بہت ہے۔۔ وہ بچہ کہاں سے ابھی کرے گی ایک تو چھوٹی اوپر سے گڑیا کی طرح نازک اس

لیے اُنہوں نے سیفٹی کا خیال رکھا لیکن یہ صرف نواب عالیان ہی جانتے تھے  
کیوں روشال پچھلے چار مہینے سے ماں نہیں بن سکی۔ خوش ہوں یا اپنی چھوٹی بیگم  
کے لیے پریشان ایک تو وہ چھوٹی اوپر سے ڈاکٹر جو بول رہی ہیں۔۔۔ عالیان تو نے تو  
اتنا خیال رکھا پھر کیسے اپنے ماتھے پر ہاتھ کی چٹ ہلکا ہلکا مارتے سوچنے لگے  
۔ اُف!!! عالیان وہ ڈیرہ میں گزاری رات جب میں بنا سوچے سمجھے روشال کے  
وجود کا حصہ بنا تھا تب ہی۔۔۔۔۔

Damnnnnnn shit shit !!!!!

!!! کیا ہوا نواب عالیان

U are not looking happy !!!!!

ڈاکٹر تعبیر نے پوچھنا چاہا اُنکے پوچھنے پر نواب عالیان اپنی سوچوں سے باہر آئے  
اور ڈاکٹر کے سامنے آکر بیٹھے۔۔۔ ڈاکٹر پلرز

Let me know about all complications!!!!

سب کچھ جاننے کے بعد آخر نواب عالیان بولے اپنی جان سے بھی زیادہ اپنی  
بیوی اور بچے کا خیال رکھوں گا۔۔ یہ بولتے گہرا مسکراتے آنکھوں میں نمی لیے اپنی



چھوٹی بیگم کی طرف بڑھے جواب ناصر ف اُنکی بیوی تھی۔۔ بلکہ اُنکے بچے کی ماں  
بھی تھی۔

پاس گئے بہت ہی قریب سے جھکتے اپنی چھوٹی بیگم کے حسین چہرے کا طواف  
کرتے روشال کے ماتھے پر بوسادے گئے تھے

Thank you mr's aliyan ali khan for this  
news !!!!

یہ بولتے عقیدت کے ساتھ روشال کی ہتھیلیاں چوم گئے تھے۔۔ ڈاکٹر تعبیر  
حیران تھی کیا یہ وہی نواب عالیان ہے جو کبھی اُنکے سامنے رباب کے اس طرح  
قریب نہیں آیا تھا۔۔ آج وہ اپنی دوسری بیوی کو بہت محبت لیے چوم رہا تھا چھو  
رہا تھا۔۔۔

-----

صبح کے پانچ کا وقت تھا حویلی کے طویل ڈرائیو سے ہوتی بارہ گاڑیاں حویلی  
کے مین دروازے کے آگے آکر رُکی تھیں۔۔ جیسے رُکی پوری حویلی میں پٹانے  
اور آتش بازی شروع ہوئی۔ نواب عالیان علی خان نے گاڑی کے اندر سے ہی

پٹانے چلتے دیکھ مسکراتے ہوئے اپنی چھوٹی بیگم کی طرف دیکھا۔۔ جو نم آنکھوں سے یہ سب دیکھ رہی تھی یقین نہیں آ رہا تھا۔ گڑیا جیسی لڑکی کو وہ ماں کے عہدے پر فائز ہونے جا رہی تھی۔ چھوٹی بیگم!!!! روشال کا ہاتھ پکڑا اُس کی ہتھیلی بے پناہ پیار اور عقیدت سے چوم گئے پھر سے۔۔۔ ہم!!!! روشال آنسو لیے دیکھ رہی تھی ایک ہاتھ اُس نے اپنے پیٹ پر رکھا تھا پروٹیکٹلی!!!! جب سے نواب عالیان نے اُس کو ہسپتال میں یہ خبر دی تھی تب سے وہ اپنے بچے کی اپنی ہی سوچ کے مطابق ایسے حفاظت کر رہی تھی۔۔۔ آخر یہ بچہ اُسکے نواب جی کا تھا اُنکا

انش

Thank you so much for this precious news  
choti begum!!!

ہم!!!! روشال کی آنکھیں جھلملائی تھیں۔۔ چلیں اب اتریں میرے بچے کو لے کر محل میں۔۔ نواب عالیان اپنی طرف سے اترے اپنی چادر کو جھٹکتے اور روشال کی طرف کا دروازہ کھولتے ہاتھ بڑھا کر اُس کو باہر اتار رہا تھا۔ اس وقت روشال سمپل سی آناری رنگ کی فروک میں تھی اور بڑی سی بلیک شال سے اپنا وجود

اچھی طرح ڈھانپا ہوا تھا۔ دادی جان اور زر بیگم گاڑیوں سے اترتے ملازموں کی فوج کے ساتھ مین داخلی دروازے پر کھڑی تھی تیل اور پھول لے کر۔۔۔ نواب عالیان نے روشال کو اپنی باہوں کے احصار میں کیا۔ وہ ہلکا سا مسکرائی تھی اور اسکو کر سب کی طرف بڑھے ابھی بھی آتش بازی عروج پر تھی اس شہر کے نواب کا آخر وارث پہلی اولاد جو آنے والی تھی۔۔۔ وہ بھی اتنے انتظار کے بعد۔۔۔ دونوں اب دادی جان اور زر بیگم کے سامنے کھڑے تھے دادی جان نے دونوں کی بلائیں لیتے کتنی نوٹوں کی گدی روشال کے اوپر سے وار کر ملازموں کو دی تھی نواب عالیان نے تو ہسپتال میں بھی وہاں کے سب کام کرنے والوں کو نوٹوں کی گدی دی تھیں۔۔۔ اور پرویز علی کو بول کتنے بکرے روشال اور اپنے بچے کے نام سے صدقہ کر دیے تھے۔۔۔ بہت بہت مبارک ہو اس خاندان کو وارث دینے والی میرے عالیان کی بیوی اور ہماری چھوٹی بہو۔۔۔ یہ بولتے دادی جان روشال کے ماتھے پر بوسادے گئی تھیں۔۔۔ ایسے ہی میرے عالیان کی نسل بڑھاتی رہو۔۔۔ روشال روتی دادی جان کے سینے سے لگ گئی تھی وہیں زر بیگم نے بھی روشال کے اوپر سے نوٹ وارے تھے۔۔۔ وہ خوش تھیں بس اپنے

بیٹے کی اولاد کے لیے۔ اب سب ہال میں بیٹھے تھے صبح کے سات بج رہے تھے رات سے یہ وقت ہو گیا تھا حویلی میں بس جشن کا سما تھا۔۔ نواب عالیان جو درگاہ گئے تھے منت چڑھانے اور غریبوں میں کھانا اور پیسہ بانٹنے اور دعا بھی مانگنے کہ بھی صحیح رہے۔۔ رباب جو ہال میں آئی تھی اُنکی اولاد خیر سے آئے اور روشال اور وہ سب کی طرف بڑھی۔۔ روشال نے رباب کو دیکھتے سہمتے ہوئے نظریں جھکائی تھیں ایک دم زر بیگم روشال کے گلے لگی۔۔ مبارک ہو میری رباب تم ماں بننے والی ہو!! میرا عالیان اور تم آخر ماں باپ کے عہدے پر فائز ہونے جا رہے ہیں۔ یہ سنتے جہاں دادی جان نے تاسف سے سر ہلایا تھا وہیں روشال کی آنکھوں سے آنسو گرے تھے لیکن وہ پھر بھی مسکرائی تھی وہ جانتی تھی یہ بچہ صرف اُسکا نہیں رباب بیگم کا بھی تھا۔۔ وہ رباب کا دکھ سمجھتی تھی اور خوش تھی اُسکے بچے کی دودو ماں ہوگی رباب اُسکی دوسری ماں ہوگی۔۔

ایک دم نواب عالیان کی دم دار آواز گونجی تھی۔۔ صحیح بولا امام!!! میرے بچے کی ایک نہیں دودو ماں ہیں اب۔۔۔ یہ بولتے اپنی چھوٹی بیگم کو دیکھتے رباب کو اپنی باہوں میں بھر گئے تھے۔۔ مبارک ہو رباب!!! خیر مبارک عالیان نکلی

سے آنسو لاتے بولی۔ آخر ہمارا بیٹا آرہا ہے !!! ہم اتنا سا ہی بولے نواب عالیان  
اب اُنکی گہری نظریں اپنی چھوٹی بیگم پر جمی تھیں۔۔ جو تھکی تھکی لگ رہی تھی  
اب نواب عالیان کا اپنی چھوٹی بیگم کو کمرے میں لے جا کر اپنی آغوش میں بھر کر  
سلانے کا ارادہ تھا۔ نواب عالیان رباب کے ماتھے پر لب رکھتے بولے۔۔ تمھے  
بھی مبارک ہونچے کی بڑی ماما !!! روشال جس کے رخسار آنسو سے سجے تھے۔۔  
دل ہی دل میں وہ خوش ہوتے بولی یہ میں اور رباب بی بی کا بھی بچہ ہے اچھا ہے  
۔۔ نواب جی کا بچہ دود و ماؤں کے آغوش میں پل کر بڑھا ہو گا۔

چھوٹی بیگم اب آپ تھک گئی ہوں گی چلیں کمرے میں۔۔ نواب عالیان نے  
روشال کے پاس جاتے اپنا ہاتھ آگے کیا تھا !!! جی۔۔ روشال اُٹھ کر کھڑی  
ہونے ہی لگی تھی پر اُس سے پہلے ہی نواب عالیان سب کے سامنے پورے حق  
سے اُس کو اپنی باہوں میں بھرتے اٹھا گئے تھے۔ جہاں رباب نے حسد میں  
دانت پیسے تھے زر بیگم کو تو ایسا لگا تھا اُنکا بیٹا اس عمر میں زن مرید بنتا جا رہا تھا۔  
رباب کے لیے تو زن مریدی بس کمرے کی حد تک تھی۔۔ لیکن روشال کے  
لیے تو پوری حویلی کے سامنے ہونے لگی تھی اب وہ دل ہی دل میں عہد کر چکی

تھیں وہ اپنی بھانجی کا حق اس بے نسل لڑکی کو چھیننے نہیں دیں گی۔۔ جلدی اُس کو وارث کے بعد چلتا کریں گی۔۔۔ وہیں دادی جان جو اس حسین جوڑے کی بلائیں لیتے ہی نہیں تھک رہی تھیں اپنے پوتے کے لیے ایسے تو حسین، کم سن اور ایک گھریلو لڑکی کی خواہش تھی۔۔

روشال اُنکے دل میں ایک خاص مقام بنا چکی تھی اپنی صاف دل اور خوبصورت سیرت کی وجہ سے۔۔

-----

نواب عالیان علی خان روشال کو اپنی باہوں میں بھر کر کمرے میں داخل ہوئے روشال کے دونوں ہاتھ اُنکے گلے کا ہار بنے ہوئے تھے نواب عالیان جن کی نظریں بس اپنی چھوٹی بیگم پر تھیں وہیں روشال کی نظریں کب سے جھکی تھیں چہرہ سرخ پڑھا ہوا تھا۔۔ جن میں آنسو کی آمیزش تھی ایک ٹانگ سے دروازہ بند کرتے روشال کو بیڈ کی طرف لے کر بڑھے اور آرام سے اسکو بٹھایا۔۔ پیچھے اُسکے کشن لگانے ہی لگے ایک دم سے روشال بولی اُنکا ہاتھ پکڑ پلزن نواب جی آپ یہ سب نا کریں آپ شوہر ہیں میرے۔۔ تو کیا ہوا تم میری بیوی ہو۔۔ شوہر کے

بھی کچھ حقوق ہیں جو اُس کو ادا کرنے چاہیے اور میں پوری کوشش کروں گا کبھی تمہارے، رباب کے یا ہمارے بچے کے حقوق سے روگردانی نہیں کروں۔۔۔ یہ بولتے روشال کے بلکل سامنے بیٹھتے اُسکے ماتھے پر لب رکھتے بے حد مٹھاس بیگم مجھے میری زندگی کا سے بھرپور احترامی لہجے میں بولے!! شکریہ چھوٹی حسین تحفہ دینے کے لئے مجھے باپ بنانے کے لیے۔۔۔ ہممم!!!! روشال ایک دم اُنکے سینے سے لگی تھی۔۔۔ پتہ ہے نواب جی مجھے عجیب سالگ رہا ہے میں ماما!!!! نواب عالیان نے اُسکو پیچھے کرتے اُسکا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھرتے بولے۔۔۔ ہاں مجھے بھی یقین نہیں آرہا ایک بچی ایک بچہ پیدا کرنے جارہی ہے۔ مطلب کیا ہے آپکا روشال آنکھیں تر چھی کر کیوٹ سا فیس بنا کر بولی۔ مطلب یہی جو بچی نیوز آنے سے پہلے میرے کپڑے فولڈ کرتی پتہ نہیں کیا کیا بڑبڑ کر رہی تھی کیا کیا بولا تھا آپ نے نواب عالیان نے روشال کے تاثرات کے مزالیتے آئی برواچکا کر بولے۔ ایک دم روشال کے سرخ عارض تپ کرانا بنے تھے اُس کو ہلکا ہلکا یاد آیا تھا وہ کیا کیا بول رہی تھی۔۔۔ بولیں نا چھوٹی بیگم روشال کا چہرہ تھوڑی سے پکڑتے اوپر کیا اور اُسکی ہیزل بلیو آنکھوں میں دیکھتے بولے۔۔۔ وہ میں

نے تو کچھ۔۔ نہیں بولا!!! اُسکی آنکھوں میں سرا سیمگی سی پھیلی تھی وہ کیسے اتنا بے  
باک بول گئی تھی۔۔ ایک دم نواب عالیان اپنی چادر اُتارتے روشال کے بے حد  
قریب ہوئے اور اُسکی ریڈ شال نکال کر بیڈ پر اچھالی اندر سے وہ تقریباً بکھری  
ہوئی تھی گلے کے بٹن اوپر کے دو کھلے ہونے کی وجہ سے اُسکی رعنائیاں چھلک  
چھلک کر باہر آرہی تھیں ریڈ سٹر۔۔ پپ جو کندھوں سے نظر آرہے تھے اور  
باریک پردہ اندر کا دل کے مقام کے پاس کی رعنائیوں پر نواب عالیان کی آنکھوں  
کے لیے عیاں تھا۔۔

سنیں نواب جی!! روشال ڈرتے بولی اس وقت نواب عالیان کی خمار بھری  
نظریں دیکھ اُسکا دل منہ میں آیا تھا۔  
کیا چھوٹی بیگم ابھی کچھ دیر میں آپکو پریکٹیکل بتاؤں گا کیسے میں نے آپکے اندر اپنا  
انش ڈالا۔۔ اُسکی ناز کی پر جھکے ایک دم روشال ہلکا سا پیچھے کھسکی۔۔  
نواب جی اب کیسے یہ سب ب۔۔۔۔۔ بچہ ہے پیٹ میں۔۔۔۔۔ اپنے پیٹ میں  
ہاتھ رکھتے بولی تھی۔۔



نواب جی اب کیسے ابھی تو میرے پیٹ میں بچہ ہے۔۔ روشال بہت معصومیت سے بولی تھی!! تو کیا ہوا بچہ ہوتے بھی بھرپور پیار کر کے پریکٹیکل بہت کچھ بتایا جاسکتا ہے۔۔ یہ بولتے نواب عالیان اور زیادہ روشال پر جھکتے اُس کو اپنے نیچے محصور کرتے روشال کی اناری فروک کے اوپری پہلے دو بٹن کھول چکے تھے روشال جو پھٹی پھٹی اپنی خوبصورت ہیزل بلیو آنکھوں سے اپنے مجازی خدا کو دیکھ رہی تھی۔ جو شاید اس حالت میں بھی اسکو چھوڑنے نہیں والے تھے۔ نواب جی!! وہ۔۔ روشال نے اُنکی بے باکیوں کو روکنا چاہا اُنکے ایک کندھے پر ہاتھ رکھ۔۔۔ چھوٹی بیگم!!! نواب عالیان بر فیلے لہجے میں مخاطب ہوئے روشال سے۔۔۔ ہم!!! روشال سہمی ہوئی بولی کیوں کے وہ جانتی تھی اُس کا جھٹکنا نواب جی کو کبھی پسند نہیں تھا۔ بیشک وہ پیار نہیں کرتے اُس سے لیکن روشال ایک فرما بردار کرتی تھی وہ کبھی نواب عالیان کو اپنے قریب آنے بیوی کی طرح اپنا ہر حق ادا سے نہیں روکتی تھی۔۔۔۔ بھرپور اُنکا ساتھ دیتی تھی قربت کے لمحات میں

ہاں پہلے جیسی نہیں رہی تھی روشال مطلب ہر بات معصومیت میں اپنے شوہر سے کر جانا جتنا وہ اس رشتے میں آگے جاتی جا رہی تھی اتنا ہی ٹھہراؤ اس کے اندر آتا جا رہا تھا۔ اُس نے اپنی خواہشات پر قابو پانا سیکھ لیا تھا پر دل ابھی تک نواب جی کے عشق میں ڈوبا ہوا تھا۔ کتنی دفعہ بولا ہے بیگم جھٹکامت کیا کریں آپکی فرما برداری تو ہمیشہ سے میرے دل میں اترتی آئی ہے۔۔۔ روشال کی آنکھوں میں آنسو ٹھہرے تھے۔۔۔ ذرا سا بھی نواب عالیان کا سردانہ آج اُسکے دل پر لگا تھا یا اُسکی طبیعت تبدیل ہو رہی تھی وجہ یہ تھی۔۔۔

اپنی چھوٹی بیگم کی آنکھوں میں آنسو دیکھتے نواب عالیان نرم ہوئے تھے اب کہاں دیکھ سکتے تھے روشال کو روتا ہوا اب سامنے بیٹھی اپنی پسندیدہ لڑکی کے پیٹ میں اُنکا انش اُنکا خون اُنکی نسل پرورش پارہی تھی۔۔۔ شہ چھوٹی بیگم روشال کے آنسو پونچھتے بولے روشال جوانہی کو دیکھ رہی تھی پلرز!!!۔۔۔

I am so sorry my gudiya!!!

یہ بولتے اپنے دہکتے لب روشال کی آنکھوں پر رکھ گئے تھے۔۔۔

روشال جو معصوم سی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی نواب عالیان نے روشال کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھرا۔۔۔ پلڑ چھوٹی بیگم مجھے جھٹکانا کریں!! خود سے پتہ ہے آپ میرا سکون میرا قرار بنتی جا رہی ہیں آپ جب جب ہلکا سا بھی مجھے پیچھے کرتی ہیں میرا دل کرتا ہے آپ میں سما کر آپ کو بتاؤں آپ کیا معنی رکھتی ہیں میرے لیے!!! وہ نواب جی ایک دم روشال نے اپنے عالیان خان کا فیس اپنے دودھیا ہاتھوں میں بھرا تھا اور نمی لیے بولی۔۔ میں آپکو کبھی نہیں جھٹک سکتی آپ کیا ہیں میرے لیے وہ میں ہی جانتی ہوں میں مر بھی رہی ہوں گی تب بھی میں ایک لمحے کے لیے آپکو اپنے سے دور نا کروں وہ تو بس۔

یہ بولتے اپنی پلکیں جھٹکائی تھی!! کیا ہوا چھوٹی بیگم نواب عالیان نے روشال کا چہرہ تھوڑی سے پکڑا اوپر کیا تھا۔ وہ نواب جی کیا میں بس آپکا سکون ہوں!!! یہ الفاظ نکالتے روشال نے نواب عالیان کی آنکھوں میں گہرائی سے جھٹکا تھا بہت سی امیدیں لے کر۔۔ نواب عالیان کو اپنا دل ان نیلی جھیل سی آنکھوں میں ڈوبتا محسوس ہو رہا تھا بہت کچھ کہنا چاہتے تھے وہ کیا کیا محسوس کرنے لگے تھے لیکن ابھی تک نواب عالیان اپنے احساسات سے صحیح طرح واقف نہیں تھے

۔۔۔ بولیں نواب جی اُنکی قمیض کو اوپر سے پکڑتے اپنے بہت قریب کھینچا تھا اب  
دونوں کے چہروں میں ایک انچ کا بھی فاصلہ نہیں تھا۔۔۔ میں۔۔۔ وہ چھوٹی  
بیگم !!! کیسے بتاؤں آپ کیا میرے۔ ابھی تھوڑے اپنے اور احساسات کا اظہار  
کرتے ایک دم کمرے کا دروازہ زور سے بجا تھا۔۔۔ نواب عالیان اور روشال جو  
اس وقت دونوں ایک دوسرے کے اتنے قریب آئے ہوئے تھے ایک دم پیچھے  
ہوئے تھے۔۔۔ روشال نے ایک دم اُنکی قمیض سے ہاتھ ہٹائے تھے۔۔۔

میں دیکھتا ہوں چھوٹی بیگم !!! دوپٹہ لیں صحیح طرح ایک ہاتھ سے روشال کی  
قمیض کے دونوں بٹن بند کرتے خود کی بھی قمیض صحیح کرتے دروازے کی طرف  
بڑھے۔۔۔ روشال جو اچھی طرح چادر لیتے اپنا حلیہ ٹھیک کرنے لگی۔۔۔

جیسے ہی نواب عالیان نے دروازہ کھولا سامنے ہی شمسہ کھڑی تھی۔۔۔ کیا بات ہے  
اس وقت اُنکو نوکرانی کا آنا اچھا نہیں لگا تھا۔ وہ نواب صاحب زرتاج بیگم آپکو بلا  
رہی ہیں۔۔۔ ہم آتا ہوں میں۔۔۔ یہ بولتے دروازہ بند کرتے روشال کی طرف

بڑھے۔۔۔

جو نواب عالیان کو ہی دیکھ رہی تھی روشال کا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے بولے۔۔۔

چھوٹی بیگم میں شمسہ کے ہاتھ دودھ انڈے اور آپکی پسند کا سارا شاہی ناشتہ بھجواتا ہوں آپ کر لے گا۔ اپنا اور ہمارے بچے کا خیال رکھیں میں بس مام کی بات سن کر آتا ہوں ٹھیک ہے۔۔ نواب عالیان جانے کے لیے مڑنے ہی لگے تھے روشا ل نے ہلکا سا بیڈ پر آگے ہوتے نواب عالیان کا ہاتھ پکڑا تھا۔ کیا ہوا چھوٹی بیگم!!

۔۔ وہ نواب جی جلدی آئے گا۔ مجھے آپکے سینے پر سر رکھ کر سونا ہے بہت آس اور معصومیت بھرے لہجے میں فریاد کر گئی تھی جتنا وہ خوش تھی اتنا اس نئے سفر میں ڈری ہوئی بھی تھی سب نیا جو تھا۔ اس وقت روشا ل کو اپنے ہمسفر کی ضرورت تھی۔ اس لیے چھوٹی سے روشا ل جیسے کوئی بھی خواہش ظاہر کرنے سے خود کو روک رکھا تھا نواب عالیان کے سامنے پر آج وہ نے چاہا کہ بھی اُنکے وقت کی درخواست کر بیٹھی تھی۔ میں آتا ہوں بس۔۔ اُس کے ماتھے پر لب رکھتے خیال رکھو میں آیا۔ یہ بولتے باہر عارض پر ہاتھ رکھتے ہم گو ہوئے تھے۔ اپنا چلے گئے تھے۔ وہیں روشا ل کمرل اوڑھتے لیٹی سیلنگ کو دیکھنے لگی تھی۔ اب سب نواب جی کے واپس آنے کا وقت گن رہی تھی۔ میں بس آپکا سکون ہوں تو میں آپکا سکون ہی بن جاؤں گی یہ بولتے اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھا تھا۔۔ شکر خدا کا

جو تم میرے پیٹ میں آئے اگر تم نہیں آتے تمہاری دادی مجھے تمہارے بابا کی  
زندگی سے نکال دیتی بہت محبت کرنے لگی ہوں میں اپنے نواب جی سے۔۔ کبھی  
ایسا لمحہ آیا دنیا نے اُن کو مجھ سے دور کرنا چاہا تو اس سے پہلے وہ مجھے خود سے دور  
کریں میں خود اُن سے دور بھاگ جاؤں گی اور اُن کا انش اُن کو دے جاؤں گی۔۔  
جو میرا بھی ہے لیکن مجھ سے زیادہ اس پر نواب جی کا حق ہے۔۔ ماں ہوں اسکی پر  
ر باب بیگم بھی اسکی ماں ہی ہیں شاید رباب بیگم میری جگہ ہوتی وہ بھی ایسا ہی  
آنسو کی آمیزش سی کرتی اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھتے بولی آواز میں بے حد درد اور  
بھی گھلی تھی۔۔ دل درد سے چور تھا۔

ابھی تو چھوٹی سے روشال کو ماں بننے کے معنی سمجھ میں

-----

آنا تھا کے ماں بننا کیا ہے۔۔ آج تو وہ آرام سے بول گئی تھی وہ اپنے جسم کے انش  
کو دے دیگی پر اس بات کا جلدی احساس ہونا تھا کے اپنے جسم کے حصے کو الگ کرنا  
آسان نہیں ہوتا ہے ایک ماں مر کر بھی اپنی اولاد کو چھوڑ نہیں سکتی ہے۔۔  
یکطرفہ محبت کتنی ظالم چیز ہے اُسکا اندازہ روشال کو بہت خوب ہو گیا تھا۔۔

-----

کیا مطلب رباب !!! نواب عالیان علی خان نے سنجیدہ چہرے لیے رباب کو  
دونوں ہاتھوں سے پکڑ اپنے قریب کیا تھا۔ عالیان ماما کی طبیعت ٹھیک نہیں  
مجھے امریکہ جانا ہوگا۔

She is missing me alot!!!

بہت یاد کر رہی ہیں مجھے اور زمان بھی بول رہا تھا آپا جلدی آئیں تو مجھے جانا ہی ہوگا  
عالیان۔۔ رباب نواب عالیان کے سرخ تپے ہوئے عارض پر ہاتھ رکھتے بولی اور  
زیادہ ناز کی عالیان کے سینے سے مس کی تھی۔۔۔

So what about me rubab !!!

کیسے میں رہوں گا تمہارے بنا۔۔ جانتی ہوں نہ اٹھ سال کے طویل عرصہ میں گنتی  
کے بس چار سے پانچ دفعہ ہی تمہے امریکہ جانے دیا ہے۔۔ نہیں رہ سکتا تمہارے  
بنا۔۔ ایک کام کرتا ہوں میں غذا لہ خالہ کو زمان سے بول کر یہیں بلوا لیتا ہوں  
یہیں انکائٹریٹ ہوگا۔

( زمان رباب کا چھوٹا اٹھائیس سالہ بھائی ہے جو امریکہ میں بزنس مین ہے )

Hey listen baby!!!i am all yours and u  
have all right to take a decision !!!!

مجھے جانا چاہیے یا نہیں لیکن عالیان اس دفعہ تم روک نہیں سکتے

I really want to go Nawab sahab!!

یہ بولتے رہا باب نے عالیان کے عارض پر اپنے لب رکھے تھے اور انکی قمیض کو  
آگے سے پکڑ اپنی طرف کھینچا تھا۔۔

۔۔ کیا رہا باب!!! دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے جہاں  
عالیان کی آنکھوں میں رہا باب کے لیے حد پیار تھا وہیں رہا باب کی آنکھوں میں  
کچھ الگ تھا۔۔ جو بتیس سالہ میچور نواب عالیان کو نظر تو آ رہا تھا کہ وہ کچھ چھپا  
رہی ہے یہ جھوٹ بول رہی ہے لیکن اپنی بیوی پر یقین بھی بہت تھا۔۔ لیکن شاید  
وہ سمجھنا نہیں چاہتے تھے

عالیان میری رات کی فلائٹ ہے اور مجھے جانا ہے ایک مہینے میں آ جاؤں گی  
ڈارلنگ۔۔ لیکن

I need ur time before i left Pakistan.....



یہ سنتے نواب عالیان نے رباب کو اپنے اندر بھینچا تھا

I can't let u go rubby!!! I can't

نواب عالیان کی آنکھیں نم ہوئی تھیں آٹھ سال میں جس طرح اُنہوں نے  
رباب کو رکھا تھا ملکہ کی طرح شاید ہی کوئی رکھ سکتا تھا۔۔

Hey aliyan it's just a matter of one  
month!!!

ہاں ایک مہینہ پر مجھ سے پوچھو تم یہاں نہیں ہو گی۔۔  
کیسے گزریں گے دن جانتی ہو نہ کتنا ضروری ہو تم میرے لیے۔۔ اس بات پر  
رباب کا قہقہہ لگا تھا

Really ?? i am so important for u??

ہاں ہو ضروری تم میرے لیے بہت ضروری بیوی ہو میری۔۔ رباب عالیان  
خان ہو۔

تم سے پیار کیا تب پتہ لگا پیار ہوتا کیا ہے۔۔ یہ بولتے رباب کے عارض کو شدت  
سے چوم گئے تھے رباب کا پھر سے قہقہہ گونجا تھا عالیان خان اُس کے قہقہے پر

سنجیدہ ہوئے تھے۔۔ یہ کیا بار بار ہنس رہی ہو رباب۔ ارے عالیان اگر میں جا رہی ہوں تو تمہاری چھوٹی بیوی ہو گی نہ تمہارے پاس تو اپنی ضروریات پوری کر لینا اور ایک مہینے بعد تو میں آہی جاؤں گی پھر ایسے تم سے اپنا حق مانگوں گی نا عالیان تم کہو گے رباب مجھے آفس ڈیرہ بھی جانا ہے۔ یہ بولتے رباب عالیان کے لب اپنی قید میں کر گئی تھی۔۔ ایک دم نواب عالیان اور زیادہ شدت سے رباب کی پنکھڑیوں سے لپٹتے اُن کی آنکھوں کے آگے روشال کا چہرہ آیا تھا۔۔ یہ وقت اُسکا تھا تو وہ کیسے۔۔ کہیں نہ کہیں احساس ہوا تھا روشال کے دل کی تھیسس کا آج اُنکی محبت کے اقرار میں رباب کا مذاق اڑانا سمجھا گیا تھا کہ محبت کی بے قدری کرنا ناگوار گزرتا ہے۔۔ کتنا

ایک دم رباب کو نرمی سے اپنے سے الگ کرتے رخ موڑ کر۔۔ تیز تیز سانسیں لینے لگے اپنے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے۔۔ کیا ہوا عالیان؟؟...!! رباب ایسے عالیان کے چھوڑنے پر چیخی تھی۔۔

رباب کی آواز میں خفگی محسوس کرتے نواب عالیان نے رباب کی طرف رخ کیا تھا۔۔ وہ رباب آکھلی یہ چھوٹی بیگم کا وقت ہے تو میں نا تمہارے ساتھ نا اُنکے

ساتھ کوئی نا انصافی کرنا چاہتا ہوں۔ سمجھو!!! اتنا سا بولتے چپ ہوئے تھے  
جہاں رباب کو بہت غصہ آیا تھا وہ تپی تھی لیکن وقتی کنٹرول کر گئی۔۔ اب وہ چھوٹی  
بیگم کو اور زیادہ اُنکی اوقات دکھا کر جانا چاہتی تھی۔۔ عالیان!!! رباب مسکرا کر  
بولی آنکھوں میں الگ سا تمسخراتی انداز تھا۔ بہت ہی الگ انداز میں اُس نے  
قمیض کے اوپر سے ہی عالیان کے سینے پر اپنی انگلیاں پھیری تھیں۔۔ ہمم بولو  
رباب!!! گہری نظریں نواب عالیان کی رباب پر گڑھی تھیں۔۔ جاتم میرے  
ساتھ ہی رہے ہو آخری بار بول دوں تم مجھے کراچی ایئر پورٹ چھوڑ دو گے  
۔۔ کیوں نہیں رباب بیوی ہو میری تم۔۔ تم نا بھی کہتی تب بھی تمہارا عالیان خود  
جاتا چھوڑنے اور سنو میں آؤں گا خالہ کو دیکھنے بس چھوٹی بیگم کی تھوڑی طبیعت  
ٹھیک ہو جائے۔۔ ہمم!!! اچھا عالیان میں ذرا روشال سے مل کر آتی ہوں۔ یہ  
بولتی کمرے سے باہر نکل گئی تھی۔ اُف کچھ نہیں سمجھ آرہا ہے مجھے کیسے دونوں  
میں انصاف کروں ایک طرف چھوٹی بیگم اس حال میں ہیں اور دوسری طرف  
رباب کو چھوڑنے بھی جانا ہے۔۔ یہ سوچتے اپنی گھنی بیئر ڈپر ہاتھ پھیرتے  
فریش ہونے چلے گئے تھے۔۔

-----

دوسری طرف روشال جو بیڈ سے اٹھنے لگی تھی فریش ہونے کے لیے وہ بس  
واشر روم کی طرف ہی بڑھ رہی تھی۔ ایک دم رباب تن تناتی کمرے میں آئی  
تھی اس وقت رباب نے بہت ہی ماڈرن اسٹائلش وائٹ ساڑھی پہن رکھی تھی  
۔۔ بہت ہی زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی۔

روشال رباب کو دیکھ کر رُکی تھی۔ کیسی ہو روشال!!! رباب روشال کو بہت  
ہی گہرا دیکھتے بولی۔۔ میں ٹھیک ہوں۔۔ آپ کیسی ہیں رباب بیگم مسکرا کر پوچھا  
تھا۔۔

I am absolutely fine listen roshal!!!

جی!!! روشال جو اُس کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ اوہ سوری میں بھول گئی  
تم بس میٹرک پاس ہو وہ بھی اردو میڈیم سے۔۔ کیا سمجھ آئی ہو گی میں کیا بولی  
۔۔ ہنسی تھی طنزیہ۔۔!! رباب بیگم اتنی بھی ان پڑھ نہیں بھیگی آواز میں بولی  
۔۔ ارے یہ سب چھوڑو میں تمہیں یہ بتانے آئی تھی میں امریکہ جا رہی ہوں

میرے پیچھے میرے بچے کا خیال رکھنا!!! اپنے سے زیادہ۔۔ اب میں جاتی ہوں  
زیادہ ٹائم نہیں میرے پاس اور سنو عالیان میرے ساتھ جا رہا ہے بتا نہیں رہی نا  
تم اس خاندان یا عالیان کی لائف میں اتنی اہم ہو جس کو بتایا جائے۔ یہ سنتے آنسو  
روشال کے عارض پر گرے تھے رباب بیگم شاید سچ ہی بول رہی تھیں اُسکا اس  
خاندان میں اور نواب عالیان کی زندگی میں یہی مقام تھا۔۔ ارے مگر مچ کے  
آنسو کم بہاؤ میرے بچے پر فرق پڑے گا۔ ایک دم روشال بولنے ہی لگی۔۔ یہ  
بلیک کھدر کی شلوار قمیض میں اوپر میرا بھی بچہ ہے۔۔ نواب عالیان جو  
کندھوں پر مفکر کی طرح اوڑھی شال کو جھٹکتے اندر آرہے تھے۔۔ چہرے پر  
جہاں نرمی تھیں وہیں سنجیدگی بھی واضح تھی عالیان خان کو آتے دیکھ روشال  
نے اپنے آنسو پونچھے تھے چادر سے فوراً کہیں نواب جی کو اُسکے آنسو نظر نہ آجائیں  
۔۔ ارے تم عالیان!!! رباب جو باہر کی طرف ہی بڑھ رہی تھی رُ کی۔۔  
ہاں وہ میں روشال سے ملنے آیا تھا اپنی آئی برو مسلتے بولے تھے۔۔ اوہ ہاں مل لو  
ڈار لنگ پھر ہمیں نکلنا ہے۔۔ ہممم!!! اتنا سا بولتے نواب عالیان روشال کی  
طرف بڑھے تھے۔۔

Come fast darling i am waiting !!

یہ بولتی ہنستی نیچے کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔ وہیں دوسری طرف روشال جو پچھلے  
دس منٹ سے سر جھکائے کھڑی تھی نواب عالیان جو روشال کو اپنے بہت  
قریب کیے بہت ہی پیار سے بھرے لہجے میں کب سے پکار رہے تھے۔۔ میری  
گڑیا مجھے جانا ہو گارات تک واپس آ جاؤں گا پکا۔۔ اگر باب کے علاوہ کوئی اور کام  
ہوتا تو میں ہر کام چھوڑ دیتا تمہارے پاس ہی رہتا۔۔ اب میں اپنی بیوی کو اکیلا تو  
کبھی نہیں چھوڑ سکتا چاہے تم ہو یا باب ہو۔۔ روشال کا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے  
بولے تھے۔۔ چھوٹی بیگم دیکھیں میری طرف!! روشال نے اُسی پل دیکھا تھا  
۔۔ کیا ہوا ہے اتنی ناراضگی!!! نواب عالیان نے جیسے یہ الفاظ ادا کیے روشال  
روتی ہوئی اُنکے سینے سے لگی تھی۔۔

نواب۔۔۔ جی۔۔۔ پلز۔۔۔ وہ۔۔۔ اپنے احساسات بولے نہیں جا رہے تھے روشا  
ل سے۔۔ وہ روکنا چاہتی تھی اُنکو لیکن بول نہیں پارہی تھی۔۔ کیا ہوا ہے روشال  
کی آنکھوں کو اپنے لمس کا بوسہ دیتے بولے تھے۔

وہ کچھ نہیں آپ جائیں۔۔۔ رباب بیگم کو اس وقت آپکی زیادہ ضرورت ہے یہ بولتی ہو جھل دل سے مسکرائی تھی۔۔۔ وہ نہیں چاہتی تھی نواب عالیان اُسکی مایوسی دیکھ کر جائیں اور سمجھے وہ اُن کو اُنکی پسندیدہ بیوی سے الگ کرنا چاہتی ہے

---

میری چھوٹی بیگم!! روشال کو اپنی باہوں میں بھرتے نواب عالیان نے روشال کے خوبصورت بالوں کو چھوما تھا۔۔۔ میں آتا ہوں چھوٹی بیگم آدھی رات تک تب تک آپ نے اپنا اور ہمارے بچے کا بھرپور خیال رکھنا ہے۔۔۔ ٹھیک ہے!! روشال کی ناک کو چومتے بولے تھے۔۔۔۔۔ نواب جی اپنا خیال رکھے گا آپکے بچے کی ماں تو اپنا خیال رکھ ہی لے گی۔۔۔ تم جانتی ہو چھوٹی بیگم تم اپنی ان اداؤں سے مجھے اپنا پاگل اور ایڈکٹ بناتی جا رہی ہو۔ آتا ہوں رات تک پھر بتاؤں گا جو ادھورا چھوڑا تھا یہ سنتے روشال کے کیوٹ سے عارض اور زیادہ انار بنے تھے!!! چلیں میں نکلتا ہوں۔۔۔ روشال کے ماتھے پر لب رکھ گئے تھے۔۔۔ روشال نے اپنے شوہر کو بہت اچھی طرح دیکھتے دوپٹہ سر پر لیتے اُن کو دعاؤں کے احصار میں کیا تھا اور نواب عالیان کا دل روشال کی سیرت پر ڈوبتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ ایسا عمل بس

ل کا یہ عمل صاف بیان کرتا تھا وہ اُسکی کل کائنات دادی جان کیا کرتی تھی روشا  
ہیں۔ فی امان اللہ!!!... نواب جی اللہ آپکی حفاظت فرمائے یہ بولتے ایک دم اُنکے  
سینے سے لگ گئی تھی نواب عالیان نے اور زیادہ اُس کو اپنے میں بھینچا تھا یہ لڑکی  
اپنے عمل سے روز آ نہ اُنکے دل کو تیز بخنے پر مجبور کرتی جا رہی تھی

-----

-----

نیچے بڑے سے کارپوچ میں گاڑیاں ہی گاڑیاں تھیں نواب عالیان اور اُنکے گارڈز  
کی جب جب اُنکی بیویاں ساتھ ہوتی تھیں تو نواب عالیان خود ہی ڈرائیو کرتے  
تھے۔۔۔ اُن کو اچھا نہیں لگتا تھا سفر کے دوران جو لمحات ہوں میاں بیوی کے  
درمیان کوئی ہڈی بنے جیسے وہ پچھلے آٹھ سال سے خود رباب کو چھوڑتے جہاں  
اُس نے جانا ہوتا روشال کے معاملے میں بھی ایسے ہی تھے نواب عالیان۔۔  
نواب عالیان اور رباب باہر آئے گاڑی تیار تھی اُنکی۔۔۔ پرویز علی آگے بڑھا  
نواب صاحب آئیں۔۔۔ اُس کے ہاتھ سے چابی پکڑتے اپنی سیٹ کی طرف  
بڑھے رباب کی پشت پر ہاتھ رکھتے نرمی سے اُس کو اُسکی سیٹ کی طرف جانے کا



اشارہ کرتے۔۔۔ رباب بیٹھ گئی تھی نواب عالیان بیٹھنے ہی لگے تھے اُنکی نظریں  
بے اختیار چھوٹی بیگم کے کمرے کی بالکونی کی طرف اٹھی تھیں۔۔۔۔ ایک دم  
پیچھے چھپی اپنی ہیزل بلیو وہ رو کے اور دیکھتے ہی رہ گئے چھوٹی بیگم جو پردہ کے  
آنکھوں سے نیچے انہی کو دیکھ رہی تھی۔ نواب جی!!! روشال کا دل رونے کو آیا  
تھا۔ نواب عالیان نے گلاسز اتارتے روشال کو دیکھا اور ہلکا سا ہاتھ سے اشارہ کیا  
۔۔۔ روشال کو دیکھتے گہرا سانس خارج کرتے وہ گاڑی میں بیٹھ گئے تھے روشال  
جو کب سے اپنے آنسو پر بند باندھے بیٹھی تھی وہ دونوں ہاتھوں میں اپنا چہرہ  
چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رودی تھی۔۔۔

نواب عالیان کی گاڑی گارڈز کی گاڑیوں کے احصار میں کراچی کی طرف رواں  
دواں ہو گئی تھیں۔۔۔۔ وہیں روشال دیوار کے ساتھ لگی زمین پر بے حال سی  
بیٹھتے جا رہی تھی۔۔۔

پتہ نہیں کیا تھا پر وہ اس وقت نواب جی کو اپنے بہت قریب چاہتی تھی ابھی تو اُس  
نے کھل کر اس بچے کو لے کر اپنی خوشی کا اظہار اور فیلنگ بھی اُن کو نہیں بتائی  
تھیں۔۔۔۔۔ نواب جی آج پھر آپ میرے ساتھ نا انصافی کر گئے لیکن پھر بھی

میں کبھی نہیں بولوں گی کیوں کے میں جانتی ہوں میری حیثیت اس حویلی اور  
آپکی زندگی میں کیا ہے۔

-----

کراچی ایئرپورٹ کے بزنس ہال میں ایک خوب روپر سنلٹی کا شاندار آدمی جس کی  
عمر 38 سال تھی اپنے گارڈز کے ساتھ اندر انٹر کیا تھا وہ اس وقت گرے تھری  
پیس سوٹ میں تھا اور بے حد ہینڈ سم لگ رہا تھا۔ اُسکا پر سنل منیجر آگے آیا تھا  
۔۔ سرفلائٹ بس آدھے گھنٹے میں ہے آپکی امریکہ کی۔۔۔ ہممم !!! یہ بولتے وہ  
آدمی اپنی سحر انگیزہ جانبدار پر سنلٹی کے ساتھ بزنس ہال کے صوفہ پر فون پر کسی  
کا نمبر ڈائل کرتے بیٹھا۔ لیکن فون مل نہیں رہا تھا آخر اُس نے اپنے تنے حاوی  
نقوش کے ساتھ اپنی گھنی لائٹ براؤن بیرڈ پر ہاتھ پھیرتے اُس ظالم حسینہ کو  
میسیج کیا تھا۔۔۔

Where are u sweetheart let me know u i  
am taking off for America about an half an  
hour !!!!!

دوسری طرف سے میسیج فوراً آیا تھا۔۔۔ میں بھی کل صبح تک امریکہ ہوں گی  
رات کی فلائٹ ہے میری

And i am on my way to karachi !!!

یہ میسیج پڑھتے اُس شاندار انسان کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی  
اُس نے اپنا سر پیچھے صوفہ پر گرایا تھا 38 سالہ مرد کسی عورت کے عشق میں  
ایک نوجوان لڑکے کی طرح دلکش سمانل لیے اب سگریٹ کے گہرے کش لے  
رہا تھا۔۔۔۔ آجاؤ ایک دفعہ میرے پاس پھر بتاؤں گا۔۔۔۔

How much i love u my sweetheart!!!!

-----

رات کے آٹھ بج رہے تھے رباب جو عالیاں کے ساتھ ہوٹل کی طرف جا رہی  
تھی گاڑیاں کراچی کی ہائی وے پر رواں دواں تھیں۔۔۔ موسم کی خرابی کی وجہ  
سے امریکہ کی فلائٹ ایک دن کے لیے کینسل ہو گئی تھی اب رباب کی فلائٹ  
پر سورات کی تھی جہاں نواب عالیاں تھوڑا فرسٹریٹ تھے وہیں رباب کب سے  
کسی کے ساتھ میسیج پر لگی تھی۔

Hey handsome inshallah i will reeached  
america on Thursday morning plz don't  
be dishearten !!!!!

یہ میسج کرتے رہا باب و ونڈ سکرین سے باہر دیکھنے لگی۔ ایک دم نواب عالیان  
بولے کس کو میسج کر رہی تھی رہا باب۔ اپنی ڈارک براؤن آنکھیں اپنی بیوی پر گا  
ڑھی تھیں۔۔۔ وہ نمرہ تھی پوچھ رہی تھی فلائٹ میں بیٹھ گئی رہا باب نے عالیان  
کے عارض پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

ہمممم !!! یہ بولتے نواب عالیان نے پھر اپنا سارا دھیان گاڑی چلانے پر کیا تھا  
۔۔۔ پر رہا باب کا اب سارا دھیان عالیان پر تھا وہ کسی قیمت اس ایک اور آدھا دن  
بھی عالیان کو روشمال کا سوچنے نہیں دینا چاہتی تھی۔ رہا باب جاتے جاتے بھی  
روشمال کو اس کی اوقات دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔ وہ بتانا چاہتی تھی کہ عالیان کی  
زندگی میں بس رہا باب اہم ہے روشمال پدی سی لڑکی بس بچہ پیدا کرنے کے لیے  
لائی گئی ہے۔۔۔ یہ سوچتے اندر ہی اندر کمینگی سا مسکرائی تھی۔۔۔

اور ایک سیڈ۔۔ کٹری اپنا ہاتھ گاڑی ڈرائیو کرتے وہ اب عالیان کے سینے پر پھیرا  
تھا۔۔۔ باب کے ہاتھ پھیرنے کی دیر تھی نواب عالیان کی آنکھوں میں خماری  
اُتری تھی باب اُنکی جسم کی کمزوریاں جانتی تھی کیسے نواب عالیان کو آؤٹ آف  
کنٹرول کرنا ہے آخر آٹھ سال کا تجربہ تھا۔۔۔ کیا!!! نواب عالیان خماری میں  
بولے۔۔ تمہارا وقت اور تمہارا جسم اور تم پورے کے پور چاہیے ہو۔۔۔ عالیان  
جب تک میری امریکہ کی فلائٹ نہیں آتی کہیں جانے نہیں دوں گی بس تم اور  
میں میری سسکیاں اور تمہاری شدتیں۔۔۔ یہ بولتے آئی ونک کی تھی نواب  
عالیان کو۔ نواب عالیان جو پہلے ہی خماری سے باب کو دیکھ رہے تھے اُنکے  
جوان جذبوں میں آگ دہکی تھی وہیں باب نے فتح مندی سے اُنکے سینے میں  
مُسکراتے ہوئے اپنا سر رکھا ساتھ ایک ہاتھ عالیان خان کے ران کے نازک حصے  
عمورت کے لیے کتنا پاگل ہے۔۔ پر رکھا تھا جانتی جو تھی اُسکا شوہر اپنے محرم

---

دوسری طرف روشال جو پلین سی گرین شلوار قمیض میں تھی جب سے کل  
نواب عالیان گئے تھے تب سے ہی بکھری ہوئی تھی اُسکا سنگھار کرنے کو دل ہی  
نہیں کر رہا تھا اپنے نواب جی کے لیے تو سجتی تھی مہندی کا رنگ جیسے پھیکا ہونے  
لگتا وہ پھر گہرا کر لیتی۔

جیسے اُنکو پسند تھا ویسے ہی اندر تک تیار ہوتی بہت سی اندر ناراضگی رکھنے کے باوجود  
۔۔۔ اب کب سے وہ بیڈ پر بیٹھی تھی جب سے یہ خوشخبری آئی تھی دادی جان  
نے پوری حویلی میں اعلان کر دیا تھا کوئی چھوٹی بہو سے کوئی کام نہیں کروائے گا  
اور نواب عالیان بھی بول کر گئے تھے شمسہ کو وہ چھوٹی بیگم کے پاس ہی سوئے  
گی اور اُنکا خیال رکھے گی۔۔۔ وہ روشال کی پسند کی ہر چیز رکھوا کر گئے تھے۔۔۔  
شمسہ جو کب سے پاس بیٹھی اُداس سی روشال بی بی کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ روشال  
بی بی کیا ہوا آپ بہت افسردہ ہیں نواب صاحب کے جانے کے بعد۔۔۔ کچھ نہیں  
شمسہ بس بیوی ہوں ایک وہی تو اس حویلی میں میرا سب سے خاص رشتہ ہے۔ وہ  
نہیں ہوتے آس پاس تو دل بجھنے کو ہوتا ہے اور اب تو پتہ نہیں کیوں شمسہ وہ  
پاس نہیں بس رونا ہی آرہا ہے۔۔۔

ارے بی بی آپ ماں بننے والی ہونہ اُسی وجہ سے وہ کیا بولتے ہیں آپکا فیس چینیج ہو رہا ہے نہیں یہ نہیں وہ کیا بولتے ہیں انگلش میں۔۔۔ وہ وہاں موڑ سو نگز۔۔۔ یہ بولتے شمسہ مسکرائی تھی وہیں روشال کی آنکھیں پھر سے بھیگی تھیں۔۔

کیا ہوا بی بی کیوں بار بار آپکے آنسو چھلک رہے ہیں شمسہ فکر لیے بولی تھی ان کچھ مہینوں میں وہ چھوٹی سی روشال کے بہت قریب ہو گئی تھی روشال کو اپنی بیٹیوں سا سمجھتی تھی 40 سالہ شمسہ۔ وہ شمسہ ایک بات پوچھوں۔۔ بہت مرجھائی آنکھوں سے دیکھا!!! بولیں نا بی بی سن رہی!!! وہ شمسہ ایک عورت کے لیے کیوں اتنا مشکل ہوتا ہے اپنے مرد کو کسی اور کے پاس جاتے دیکھ جب کے وہ بھی اُن پر اتنا ہی حق رکھتی ہو بلکہ زیادہ ہی۔ مجھے ایسا نہیں سوچنا چاہیے لیکن اس دل کا کیا کروں جو بس اُنہیں ہی چاہتا ہے اور سوچتا ہے۔۔۔ بی بی بس اتنا بولوں گی یہ آپکا نصیب تھا جو آپ نواب صاحب کی دوسری بیوی بن کر آئیں۔۔۔ ہم سب جانتے ہیں رباب بیگم کی جگہ آپ کبھی نہیں لے سکتی۔ اُنکی زندگی میں لیکن اپنی خاص جگہ آپ اُنکی زندگی میں ضرور بناتی جا رہی ہیں اور یہ کسی سے چھپا نہیں۔۔۔ نواب عالیان جو بس رباب بی بی کے پیچھے پاگل تھے لیکن آپکے لیے تو وہ ہر حد پار

کرتے نظر آرہے ہیں۔ یہ سنتے روشال نے سسکی لی تھی۔۔ چھوٹی بی بی بس آپ اپنا فرض پورا کرتی جائیں۔۔ باکی وقت پر چھوڑ دیں اللہ بہترین راستے بنانے پر قادر ہے۔

لیکن پھر بھی میں ہر لڑکی کے لیے دعا مانگتی ہوں کوئی مجبوری میں بھی کسی کی دوسری بیوی نا بنے۔۔ جو ملتا ہے سب جھوٹن ہی ملتا ہے کسی کی۔۔ اوپر سے ذہنی افیت ایک عورت پہلی ہو یا دوسری کبھی ایک عورت اپنے شوہر کی زندگی میں برداشت نہیں کرتی۔۔

روشال کے عارض آنسوؤں سے بھگے جارہے تھے۔۔ ایک مرد دیکھ لے اپنی عورت کو کسی مرد کے ساتھ تو وہ طلاق کا تمنغہ سجادیتا ہے۔۔ پروہیں عورت ایسی چیز ہے جو مر جائے گی لیکن جس آدمی سے عشق کر بیٹھی اُس کے علاوہ کسی کی نہیں ہوگی۔۔ تب ہی تو عورت ہونا آسان نہیں!!!! اس لیے بولتی ہوں روشال بی بی آپ اپنا فرض نبھاتے اپنا پیار نواب صاحب کو دیتی جائیں۔۔ شاید!!!! نواب صاحب کے دل میں بھی آپ کے لیے محبت پیدا ہو جائے۔۔ ہم



ہمممم!!! روشال اپنی آنکھیں صاف کر گئی تھی اب واقعی وہ اپنی زندگی اپنے دل  
میں موجود عشق اور اپنے بچے کے سہارے گزارنے کا ارادہ رکھتی تھی۔ پر دل  
کے کونے میں آس ابھی بھی جاگ رہی تھی کے شاید مرنے سے پہلے ہی اُسکے  
نواب جی کو سے تھوڑی سے محبت ہو جائے بیوی سے نے صحیح اپنے بچے کو جنم  
دینے والی عورت سے ہی تھوڑا سا پیار ہو جائے۔۔

-----

رات کے گیارہ کا وقت تھا ہوٹل کا کمرہ جو نواب عالیان کی شدت سے لرز رہا تھا  
رباب سسکیاں بھرتے اُنہیں کے خوشادہ سینے سے بار بار لپٹ رہی تھی کل سے  
آج کی رات ہو گئی تھی رباب نے ایک پل نواب عالیان کو نہیں چھوڑا تھا۔ نہ  
اُنہوں نے رباب کو۔۔

پہلی دفعہ رباب اُن سے اتنے دنوں کے لیے دور جا رہی تھی وہ ہر طرح سے اُس  
کو اپنی شدتوں میں ڈوبا بھیجنا چاہتے تھے۔

More more aliyan moreeee!!!

یہ بولتے رہا باب نے اور زیادہ عالیان کو اپنے اندر بھینچا تھا۔

وہ اپنے عمل میں تیزی لاتے رہا باب کی گہرائیوں پر سر رکھ گئے تھے دونوں پسینے میں ڈوبے تھے۔ نواب عالیان ایک دم اٹھتے کمر میں ہوتے خود کو ڈھانپتے بالکونی کی طرف بڑھے اب وہ بس وائٹ ٹرور میں تھے۔۔۔ باب اُن کو دیکھتے رخ موڑتے پیٹ کے بل ہوتی سو گئی تھی۔ نواب عالیان سگریٹ کو منہ سے لگاتے اُسکا گہرا کش چھوڑتے فون ملا گئے تھے۔ فون اٹھالیا گیا تھا چار پانچ بیلون کے بعد۔۔۔ چھوٹی بیگم!! کہاں ہیں سنجیدگی سے نواب عالیان نے پوچھا تھا۔ کیوں کہ روشال کی جگہ اُس کا فون شمسہ نے اٹھایا تھا۔

نواب صاحب وہ بی بی جی نماز پڑھ رہی ہیں۔۔۔ شمسہ جھوٹ بولی تھی نماز تو وہ پہلے ہی ادہ کر چکی تھی کیوں کہ روشال نواب عالیان سے ابھی بات نہیں کرنا چاہتی تھیں جو کل رات تک کابل کر گئے تھے آج تیسرا دن شروع ہو گیا تھا۔ رات کے بارہ بج رہے تھے۔

نواب عالیان نے اُس کو ذرا فون کر کے بتایا نہیں وہ کہاں ہیں کب آئیں گے۔ شمسہ روشال کو فون دو میں جانتا ہوں وہ نماز نہیں پڑھ رہی کیوں کہ زوال کا

وقت ہے پکڑاؤ اُس کو فون بہت ہی زرد لہجے میں غرائے تھے۔۔ چھوٹی بیگم  
نواب صاحب سے آپ بات کر لیں ورنہ وہ میری جان لے لیں گے روشال کو  
فون پکڑاتی شمسہ باہر نکل گئی تھی۔۔ اب صحیح معنوں میں روشال کی جان اٹکی  
تھی کہاں وہ اس ظالم نواب سے بات کرنا چاہتی تھی جس کا کل سے کوئی آتا پتہ  
نہیں تھا۔۔۔

بس اپنی ماں کو ہی کال کر کے بتایا تھا بلکہ حکم دیا اُنکے آنے روشال کا بہت خیال  
رکھا جائے۔۔

اپنے کان سے فون لگا یاد دھڑکتے دل ساتھ ایک یہی ظالم نواب اُسکے دل کی  
دھڑکنوں کو تیز کرنا جانتا تھا۔۔

فون کیوں نہیں اٹھایا آپ نے چھوٹی بیگم !!! لہجہ سرد اور دھیمّا تھا نواب عالیان  
کا۔۔ آپکے بچے کے ساتھ مصروف تھی اب اکیلے مجھے ہی اُس کا خیال رکھنا ہے گہرا  
شکوہ کر گئی تھی روشال۔۔

نواب عالیان اُسکی بات کو سمجھتے اپنے ہونٹ بھیج گئے تھے۔۔ اور بالکونی کی  
ریکنگ کو زور سے پکڑا۔۔ اس لڑکی کی کوکھ میں اُنکا نش پل رہا تھا اب یہ لڑکی عام

تھوڑی تھی نواب عالیان کی چھوٹی بیگم اُنکا چین اور سکون اور اب اُنکی اولاد کی  
ماں بھی تھی۔ چھوٹی بیگم ناراض ہیں آپ!!! رسانیت سے پوچھا تھا۔۔۔ میں  
کیوں آپ سے ناراض ہونے لگی مجھے اتنا حق۔۔۔ اتنا سا بولتی رُکی!!! سنیں آپ  
کب آرہے ہیں اور رباب بیگم کیسی ہیں۔۔۔ وہ ٹھیک ہے۔۔۔ ابھی میں آپکی بات  
کر رہا ہوں یہ بتائیں کھانا کھایا آپ نے اور میری دونوں جانیں کیسی ہیں رینگ  
میں تک لگاتے پوچھا تھا سامنے اپنی چھوٹی حسین بیوی کا چہرہ آنکھوں میں لہرایا تھا  
۔۔۔۔۔ سب ٹھیک ہے بس آپ آجائیں رباب بیگم کو خیریت سے چھوڑ کر ابھی  
روشال اور بولتی ایک دم اُسکی آنکھیں پھٹی تھیں دل غمگیں ہوا تھا۔ کیوں کے  
فون پر نواب عالیان کی معنی خیز آواز گونجی تھی اور پھر رباب کی آواز آئی تھی  
ڈارلنگ۔۔۔

I AM not done.....yet!!!!!!??

اور عالیان کی پشت پر اپنے لب رکھنے لگی چھوٹی بیگم!!! میں کل رات آ جاؤں گا  
ابھی رکھتا ہوں اپنا خیال رکھے گا گہری ہوتی سانسوں سے بولے تھے۔۔۔۔۔ روشا  
ل فون رکھتی بنا کسی تاثر کے بالکونی میں جا کر کھڑی ہو گئی تھی اور بے دردی سے

اپنے آنسو پونچھتے اُسکی نظر نیچے گارڈن ایریا کی طرف اٹھی تھیں۔ جہاں پول صاف کرتا سہیل تنویر اوپر کھڑی روشال کو ہی دیکھ رہا تھا۔ کچھ پل روشال اُس کو دیکھتے اندر بڑھ گئی تھی۔۔۔ اُس کو اندر جاتا دیکھ سہیل نے نم آنکھوں سے آسمان کی طرف دیکھا تھا دل بہت شدت غم میں ڈوبا تھا۔ جہاں روشال کے ماں بننے کی خبر اُس کو ہلا گئی تھی وہیں وہ اپنی محبت کے لیے فکر مند بھی تھا۔۔۔ تمھے نہیں چھوڑ سکتا میں یہاں روشال دیکھ رہا ہوں کیسا سلوک تمہارے ساتھ یہاں کیا جاتا ہے۔۔۔ جلدی میں تمھے منا کر اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔۔۔

-----

اگلے دن رات کی اٹھ بجے کی فلائٹ سے رباب چلی گئی تھی اُس کو چھوڑتے نواب عالیان اب اپنی منزل حیدر آباد کی طرف رواں دواں تھے۔ ناراض ہو گئی چھوٹی بیگم!! مجھے ایسے فون جلدی میں کل بند ہی نہیں کرنا چاہیے تھا۔ چھوٹی ہے وہ۔۔۔ اپنے ماتھے پر ایک ہاتھ سے موکا بنا کر لگانے لگے ایک ہاتھ اسٹیرنگ پر تھا۔۔۔ کیوں میں اتنا پاگل ہوا اپنی محرم کو لیکر کیوں اپنے جذبات پر قابو نہیں پایا پتہ ہوں۔۔۔ اپنا فون اٹھاتے میسج کیا چھوٹی بیگم کو۔ دوسری طرف روشال

شاہور لے کر ہی نکلی تھی مہرون رنگ کے ویلویٹ سوٹ میں تھی سر پر تولیہ لپٹا تھا۔۔۔ فون پر میسج کے ٹون کی آواز سنتے روشال نے فون اٹھایا تھا اور مسکراہٹ کے ساتھ روٹھی بھی تھی۔۔۔ وہ میسج پر ہتے

آرہا ہوں چھوٹی بیگم بارہ بجے سے پہلے آپکے پاس سب ناراضگیاں دور کر دوں گا اتنا پیار آپکو اور ہمارے بچے کو دوں گا۔۔۔ اب بس اپنے آپکو تیار کریں سجائیں میرے لیے وہ پہنے گا جو مجھے پسند ہے جانتی ہیں نا اندر کے نشیب و فراز پر مجھے آپ پر کیا کیا اچھا لگتا ہے۔۔۔

جس کی دیکھتے میں خماری میں اتنا ڈوب جاؤں پھر بس آپکی ساری رات اھوں اور سسکیاں ہوں گی اور میری بے رحم شدتیں۔۔۔ اب راستے کی ساری تھکاوٹ میں آپ پر ہی اتاروں گا۔۔۔ فکر نا کرے اور عمل کے دوران اپنے بچے کا بھرپور خیال رکھوں گا۔ روشال یہ میسج پر ہتے شرمیلا سا مسکرائی تھی اور ساتھ ناراضگی بھی ابھی برقرار تھی پھر بھی دل کو سمجھایا وہ اپنی پہلی بیگم کے ساتھ تھے جو ساری زندگی روشال سے زیادہ اُن پر حق رکھتی تھی۔۔۔

اور یہ بات دل سے مانتی تھی روشال۔۔۔ روشال اپنے آپکو آئینے میں دیکھتے  
بولی بہت تیار ہوں گی آپکے لیے نواب جی آج رات میں آپکا لمس آپکی دھڑکنے  
آپکی شدتیں اور آپکے نشانات سے بھیگنا چاہتی ہوں۔۔ بس آپکی بننا چاہتی ہوں  
بیوی ہوں آپکی اپنا حق لینا چاہتی ہوں

حیا سے بولتے یہ سب اپنی ایک سے ایک ماڈرن کپڑوں سے بھری الماری کی  
طرف بڑھی وہ ڈریس نکالا اور اندر کی چیزے جس کو پہنتے روشال خود اپنے اوپر  
نظر نہیں اٹھاپاتی تھی۔۔

-----

رات کے ایک کا وقت تھا روشال جو پنک رنگ کے بہت ہی خوبصورت گاؤن  
میں بیڈ کے کراؤن ساتھ ہلکی سی ٹیک لگائے بیٹھی تھی وہ گاؤن بہت ہی ماڈرن  
اسٹائلش تھا۔۔

جسکا کاگلا آگے اور پیچھے دونوں طرف سے ہی بہت گہرا تھا آگے سے بھی روشال کے نشیب و فراز کی نیچ کی گہرائی لائن نظر آرہی تھی پیچھے سے بھی بہت گہرا اُسکی بلیک باریک پردہ بالکل ہی عیاں تھا۔

روشال کے لمبے گھنے بال جو کمر سے نیچے آتے تھے وہ کھلے پڑے تھے پیچھے لائنٹ سامیپ کیا تھا کانوں کو بہت ہی چھوٹے آویزوں سے سجایا ہوا تھا نواب عالیان کے پسند کی خاص ریڈ بلڈ رنگ کی لپسٹک لگائی تھی پاؤں میں پازیب لیکن اُس نے اپنا دھکتا سراپاد و آتش روپ ایک بڑی سی چادر اوڑھے چھپایا ہوا تھا۔ ٹھنڈ کا موسم تھا کمرہ فل ہیٹڈ تھا لیکن روشال کو اب اپنے سے زیادہ اپنے پیٹ میں پلنے والی ننھی سی جان کا زیادہ خیال تھا۔

روشال جو کب سے گھڑی پر وقت دیکھے جا رہی تھی گھڑی کی سوئیاں تو آگے ہو رہی تھیں لیکن جسکا کا انتظار تھا وہ ابھی تک نہیں آئے تھے۔ روشال نے نواب عالیان کے میسج کے بعد شمسہ کو بھی بول دیا تھا وہ سرونٹ کو ارٹرز سونے جاسکتی ہے کیوں کہ نواب عالیان بارہ تک آجائیں گے۔ بہت ہی ظالم ہیں آپ۔۔ کوئی ظلم کرنا آپ سے سیکھے نواب جی۔۔ گھڑی پر وقت دیکھتے اُسکے عارض پر آنسو



گرے تھے۔۔۔ کب سے اُسکے ہاتھوں میں ایک ڈرائنگ بُک تھی جس پر وہ کچھ  
بنارہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بار بار گھڑی دیکھتے اتنے میں روشال کا فون شد و مد سے  
بجا تھا روشال نے فوراً فون اٹھایا بنا نمبر دیکھے وہ سمجھی شاید نواب عالیان کا ہے۔۔  
ہیلو نواب جی کہاں ہیں آپ۔۔۔ نم بیتاب آواز کے ساتھ بولی۔۔ آگے سے جو  
آواز آئی اُس پر روشال کی رنگت فقط ہوئی تھی رباب بیگم نے رات کے اس پہر  
کس وجہ سے کال کی تھی کچھ سیکنڈز کے لیے دل بھی گھبرایا کہ اُسکے نواب جی  
ٹھیک ہوں گے کچھ ہوا تو نہیں طرح طرح کی بری سوچیں اُسکے چھوٹے سے  
ذہن میں سوار ہونے لگیں۔ ایک دم دوسری طرف سے امریکہ کی فلائٹ میں  
بیٹھی رباب بولی۔۔ ہیلو روشال سن رہی ہو کیا۔۔۔۔۔ کمینگی سا مسکرائی تھی  
!!! جی بولیں رباب بیگم !!!.. روشال اٹک اٹک کر بولی تھی دل ایک دم گھبرایا  
تھا۔ وہ رباب بیگم نواب جی ٹھیک !!! ہاں ہاں وہ بالکل ٹھیک ہے اچلی مجھے نہ  
تمہارا خیال آگیا سوچا تمہیں بتا دوں۔۔ پتہ ہے مجھے عالیان نے کال یا میسج پر تمھے  
بولا ہو گا چھوٹی بیگم میں آرہا ہوں جلدی لیکن ابھی تک وہ پونچھا نہیں ہو گا حویلی  
میں جانتی ہوں کیوں نہیں پہنچا۔۔ بات یہ ہے روشال میرے کچھ بیوٹی

پروڈکٹس ہوٹل ہی رہ گئے تھے جہاں ہم نے یہ ایک آدھا دن ایک دوسرے کی  
قربت میں گزارا۔۔۔ روشال جسکی سانسیں تیز ہو رہی تھیں یہ سب سنتے۔۔۔  
سن رہی ہونہ روشال!! ہنسی تھی۔۔۔ جی رباب بیگم صبر کرتے بولی۔۔۔ تو میں نے  
بولا عالیان ڈار لنگ میری کچھ اہم پروڈکٹس ہوٹل رہ گئی ہیں تم کل مجھے پارسل  
کروادینا لیکن میرا عالیان بولا جس طرح میں اُسکے لیے ضروری ہوں ویسے ہی  
میری ایک ایک چیز ضروری ہے اس وجہ سے وہ ابھی تک حویلی نہیں پہنچا۔۔  
کیوں کے اُس کو میری چیزوں کی بھی فکر ہے ضرور پارسل کروانے میں ہی  
وقت لگ گیا ہوگا۔۔

مرچی والے انداز میں بولی رباب!! روشال جس نے بنا آواز روتے اپنے دل کو  
مٹھیوں میں بھرا تھا دل یہ سنتے چکنا چور ہوا تھا!!! چلو میں رکھتی ہوں کال سوچا  
تھوڑا اپنی سوتن کا حال چال ہی پوچ لوں اچھا میرے بچے کا خیال رکھنا اور ہاں  
جب تک میں نہیں آتی کرو روز آنہ رات میرے عالیان کا بستر گرم۔۔۔ یہ بولتے  
رباب کا قہقہہ گونجا تھا وہیں روشال کو ایسا لگا تھا کوئی اُس کو جلتی آگ کی بھٹی میں  
پھینک گیا ہے اتنی تذلیل محسوس ہو رہی تھی وہ صرف روشال ہی جانتی تھی۔۔

جیسے ہی فون بند ہوا روشال فون زور سے دیوار پر مار گئی تھی فون گرتے کرچی  
کرچی ہوا تھا۔۔۔ وہ۔۔۔ ڈرائنگ بک ایک طرف رکھتے بیڈ پر بیٹھے ہی کیوں کے  
اُسکے دونوں پاؤں نیچے تھے اپنے بال پکڑ گئی تھی۔۔۔ اور آج پہلی بار روشال  
شدّت غم سے چیختے روئی تھی۔۔۔ ماں ماں۔۔۔ یا اللہ بہت درد ہو رہا ہے کیوں  
مجھے اس ستر اسال کی زندگی میں اتنی بھیانک سچائیوں کا سامنا کرنا پڑھ رہا  
ہے۔۔۔ واقعی یارب!! یہ زندگی پریوں کی کہانیوں کی طرح نہیں ہوتی ایک  
شادی شدہ لڑکی کے لیے۔ بلکہ اصل میں اگر ایک لڑکی کو مرد ایسا ملا ہو جو دو  
کشتیوں کا سوار ہو تو عورت بس اپنی عزت نفس کو ہی تاڑتاڑ کر دیتی ہے۔۔۔ اٹھی  
آئینے کی طرف بڑھی بے حال سی۔۔۔ اور سامنے جا کر اپنی شال کھینچ کر دور اچھالی  
تھی بے دردی سے۔ پھر سے اپنے بال پکڑتے زور زور سے ہنستے ہنستے ایک دم  
ل کے رونے میں کے آج زمین بھی لرز جائے۔۔۔ رونے لگی اتنا درد تھا روشا  
وہ ڈریسنگ ٹیبل کے ساتھ لگتی زمین بوس ہوتی گئی اور پھر اپنے اوپر استہزاء یہ ہنستے  
اپنے دونوں گالوں پر خود سے دو تھپڑ مار گئی تھی۔ تو یہ ہی تھپڑ کھا روشال کیسی  
ہے تو تیرے ظالم نواب نے کتنی دفعہ تیرے حقوق سے روگردانی کی آج بھی

اُن کو رباب بیگم کی میکپ کی چیزے تیرے وجود سے زیادہ ضروری تھیں اور تو  
کیسی ہے۔۔۔۔۔ اپنی عزت نفس کو ایک طرف کرتے کچھ دیر پہلے اپنے ظالم  
نواب کے ایک میسج آنے پر شر مار ہی تھی یہ بولتے ایرہ پھر سے اپنے ایک گال کو  
اپنے ہی تھپڑ سے سجا گئی تھی۔۔۔ اب اپنے عزت نفس کو نہیں ماروں گی اولاد  
کے لیے لائی گئی ہوں آپکی اولاد پیدا کروں گی۔۔۔ جب اپنا فرض پورا کر لوں گی  
چلی جاؤں گی۔۔۔ بہت دور آپ سے بہت دور۔۔۔ لیکن جب تک ہوں اپنے حق  
اپنی عزت نفس پر کوئی سمجھوتہ نہیں کروں گی۔۔۔ جو وقت آپکا میرا ہے تو میرا  
ہے۔۔۔ ایک چیز کے لیے آج آپ پھر میرے وقت میں نا انصافی کر گئے میرا  
عشق اب ایک طرف میری عزت نفس اب سے میری مان ہو گی۔۔۔ جب آپ  
میرے وجود کے قریب نہیں آنا چاہتے نا تو میں بھی آپکو نہی آنے دوں گی۔۔۔ اگر  
پھر بھی آپ اپنا حق لیں گے مجھ سے تو میں اب ویسے آپکا ساتھ نہیں دوں گی  
جیسا میں بستر پر دیتی آئی ہوں۔۔۔ کبھی آپکے جائز حق سے منہ نہیں موڑ سکتی  
کیوں کے میں ایک نافرمان بیوی بنتے قیامت کے دن جہنم کی آگ میں جلنا نہیں  
چاہتی۔۔۔ جب تک آپکے نکاح میں ہوں آپکی بیوی ہوں پر عہد کرتی ہوں

نواب جی منہ پر ہاتھ رکھتے چہرہ ادھر ادھر کرتے تڑپتے روتے بولی اب کبھی آپکے لیے نہیں شرماؤں گی۔۔ لیکن کیا کروں ایک عورت جس سے محبت اور عشق کرتی ہے اُسی کے آگے بار بار جھکتی ہے حیا سے اُسکی قربت اُسکے وقت میں اُن یہ ستر اسال کی روشا لمحات کو محسوس کرتے شرماتی ہے۔۔ اتنی مضبوط نہیں لہاں لیکن عزت نفس ضرور رکھتی ہوں اور آج ایسا لگا میں بس آپکا بستر گرم کرنے والی گرڈیا ہوں۔۔ یہ بولتے اپنی ٹانگوں میں منہ دیتے بے پناہ رودی تھی۔۔۔ صحیح بولتے ہیں وقت ایک معصوم گرڈیا کو بھی اُسکی عمر سے بہت بڑا بنا دیتا ہے جو روشال پر گزر رہی تھی وہ بس وہی جانتی تھی کہنا اُس کے لیے آسان تھا وہ چھوڑ جائے گی سب اپنا بچہ اپنا شوہر۔۔

پر ایک عورت شوہر کو چھوڑ سکتی ہے جب بات اُسکے اوپر آ جائے لیکن ایک ماں نہیں یہی بات روشال کو آنے والے وقت میں سمجھ آنے والی تھی ایک بچے کو جب ماں نو مہینے اپنی کوکھ میں رکھتی ہے تو ماں ہی جانتی ہے وہ احساسات کیا ہوتے ہیں۔ روشال اٹھی اور آنسو پہنچتی بیڈ کی طرف بڑھ گئی۔

-----

رات کے تقریباً تین بجے کے قریب نواب عالیان کی گاڑی لونگ ڈرائیو سے ہوتی گارڈز کی گاڑیوں کے احصار میں کارپوچ میں آکر رُکی تھی اس وقت وہ کھدر کے نیوی بلیورنگ کے شلوار قمیض میں ملبوس تھے۔۔۔۔۔ اوپر انہوں نے کندھے پر بلیک شال ڈالی تھی۔۔۔

اپنی طرف کا دروازہ کھولتے اپنی شال جھٹکتے ماتھے پر بل دیتے ہال کے اندر آتے اوپر سیڑھیوں کی طرف بڑھے۔۔۔ یہ سوچتے۔۔

بہت دیر ہو گئی چھوٹی بیگم ناراض ناہوں اگر باب ضد نہیں کرتی اسکو ابھی کے ابھی اُسکے میکپ پرو ڈکٹس پارسل کروادیئے جائیں تو میں وقت پر حویلی ہوتا اب کیا کروں بیوی ہے وہ میری کیسے منع کر دیتا۔۔۔ بیوی تو چھوٹی بیگم بھی ہیں کوئی نہیں اُن کو اپنی شدتوں میں بھگو کر منالوں گا۔۔ یہ سوچتے دلکش مسکراہٹ کے ساتھ چھوٹی بیگم کے کمرے کی طرف بڑھے۔۔ جیسے ہی نواب عالیان بیتابی سے کمرے میں داخل ہوئے روشال جو خاموش سی سمپل باریک سے بلیک سوٹ میں اوپر اپنی اناری رنگ کی شال لیے صوفہ پر بیٹھی ڈرائنگ پر کچھ لکھ رہی تھی۔۔ پہلے تو اپنی چھوٹی بیگم کو دیکھتے نواب عالیان دلفریبی سے مسکرائے اس نازک

وجود کو اپنی باہوں میں سمانے کے لیے وہ پورے راستے مچلتے آئے تھے۔۔ لیکن اگلے ہی سیکنڈ اُنکے نقوش تنے تھے اُنکی چھوٹی بیگم اُن کی موجودگی بالکل ہی نظر انداز کیے کچھ لکھ رہی تھی۔۔۔ پہلے ہی وہ چھوٹی بیگم کو قربت کے لمحات میں بتا چکے تھے جب جب وہ اُنکے کمرے میں آئے وہ اُن سے غافل نہیں ہوں گی۔ پر آج تو وہ بس مجسمہ بنی بیٹھی تھیں۔۔۔ کوئی حرکت نہیں تھی بس ایک ہاتھ ہلتا ڈرائنگ بک پر اپنا کام کر رہا تھا۔۔۔

ایک ہی جست میں روشال کے پاس بڑھے اور ساتھ صوفہ پر بیٹھ کر بہت قریبی سے اپنی چھوٹی بیگم کو دیکھنے لگے روشال اُنکی بے حد قریبی پر بھی ذرا نہیں موو ہوئی تھی بس کچھ لکھے جارہی تھی پلکیں جھکائے نواب عالیان جو روشال پر اپنی آنکھیں گاڑھے ہوئے تھے صاف پتہ لگ رہا تھا روشال کے سرخ عارض سے وہ بہت روئی ہے۔۔ یہ دیکھتے نواب عالیان کا دل دھڑکا تھا سانسیں تیز ہوتے اُنہوں نے اپنی آئی برو مسلی تھیں۔۔ پتہ لگ گیا تھا اُنکی چھوٹی بیگم شدید روٹھی ہوئی تھی۔۔

چھوٹی بیگم کیا لکھ رہی ہیں!! نواب عالیان اُس کے چہرے پر نظریں گاڑھے اُس کے نازک کندھے پر لب رکھے پوچھ گئے تھے۔۔

پر کوئی جواب نہ ملنے پر نواب عالیان اپنے ہونٹ بھینچتے روشال کا رخ اپنی طرف موڑ گئے تھے چھوٹی بیگم!!۔۔ دیکھیں مجھے جواب کیوں نہیں دے رہی سنجیدگی سے بولے۔۔ وہ کچھ بنایا تھا میں نے پھر لکھ رہی تھی پر وہ نام لکھتے یاد آیا وہ نام وہ جگہ نہیں آتا وہاں تو یہ نام آتا ہے۔ روشال سپاٹ لہجے میں اُلجھا اُلجھا سا بولی نواب عالیان کو جب سمجھ نہیں آیا کچھ تو وہ اُسکے ہاتھ سے وہ ڈرائنگ بُک پکڑ گئے جس سکیچ کو دیکھتے ایک دم اُنکے ہونٹوں کو بے پناہ مسکراہٹ نے چھو ہاتھا وہیں وہ کچھ دیکھتے اپنے لب بھینچے اپنی گھنی بیرڈ کو سہلاتے روشال کو دیکھنے لگے جسکی نظریں اُسی سکیچ پر ہی تھیں۔۔ یہ کیا ہے چھوٹی بیگم!! یہ نواب جی!! ہنسی تھی۔۔ پر اُس کی ہنسی ہی بہت عجیب تھی۔۔ نواب عالیان محسوس کر گئے تھے۔۔ یہ میں کیسے ہو سکتی آپ ہیں یہ بیچ میں آپکا بچہ آپکا نش ہے اور یہ میں۔ نہیں نہیں یہ ہوں یہ رباب بیگم ہیں دیکھیں نواب جی میں نے اپنا نام لکھا پر فوراً کاٹ بھی دیا یہاں میں ہو ہی نہیں سکتی اتنی اوقات کہاں میری۔۔ یہ بولتے غصے سے شکوہ کن



اپنی بھیگی نگاہ نواب عالیان پر ٹکا گئی تھی جن میں گہرے شکوؤں کی گہری رمل  
تھی۔

نواب عالیان سے زیادہ اُسکی آنکھوں میں دیکھنا گیا وہ اپنی نظریں چرا گئے اپنی  
غلطی کا احساس ہوا تھا وہ واقعی آج چھوٹی بیگم کے ساتھ بھرپور نا انصافی کر گئے  
تھے۔ نہیں ہے نہ میری اوقات کوئی تو میں کیسے اس ڈرائنگ میں کوئی سکیچ بن کر  
بھی اتر سکتی ہوں پر ایک اوقات ہے میری یہ بولتے روشال بھیگا سا ہنسی  
تھی۔۔ اور نواب عالیان کی طرف دیکھ گئی تھی نواب عالیان نے بھی اپنی  
آنکھیں اُس سے ملائی تھیں۔۔ میری اوقات یہ ہے یہ جو نیچ میں چھوٹا سا بی  
ہے۔۔ وہ اسی کو کھ سے جنم لے گا۔ اتنی اوقات تو ہے میری۔۔ بہت  
سمجھداری کی باتیں کرنے لگی ہیں آپ چھوٹی بیگم !!! پتہ نہیں خود آرہی ہیں یہ  
سب باتے۔ (جب ایک عورت اپنے مرد کے آگے جس کے آگے ہمیشہ بچپنا د  
کھایا ہو وہ ایک دم سے اتنی سمجھدار بن جائے تو سمجھ جاؤ وہ مرد اُس عورت کو ہار  
رہا ہے)

چھوٹی بیگم اتنی ناراض یہ بولتے روشال کو پکڑتے اپنی گود پر بیٹھا گئے تھے۔۔  
چھوڑیں مجھے!! روشال اٹھنے لگی۔۔ پر نواب عالیان سختی سے اُس کو اپنی لیب پر  
بیٹھا گئے اب ہلی نا آپ وعدہ کرتا ہوں سارے پردے اسی وقت چاک کرتے گود  
پر بٹھائے ہی آپکے وجود میں اتر جاؤں گا۔ یہ سنتے روشال چپ کر کے سپاٹ  
تاثرات لیے بیٹھ گئی تھی خود سے جو عہد کیا تھا جب تک اپنے شوہر کے نکاح میں  
ہے اُن کی نافرمانی نہیں کرے گی۔۔۔ یہ دیں مجھے وہ ڈرائنگ بک پکڑی تھی  
نواب عالیان نے ایک ہاتھ جو پورے حق سے روشال کی کمر پر سر ہار ہا تھا۔ ایک  
ہاتھ سے وہ رباب سے اوپر روشال کا نام لکھ گئے تھے اور اپنے ساتھ روشال کا  
سیکچ بناتے اُسکی گود میں ایک اور بچہ بنا گئے تھے۔۔۔ روشال کے آنسو سیکچ پر  
گرے تھے۔۔۔ یہ ہے آپکی اوقات آپ کیا ہیں وہ میں لفظوں میں شاید ہی کبھی  
دوں۔۔ بیان کر سکوں پر بتا

روشال کا چہرہ اپنے کھدرے ہاتھوں میں بھرتے اُسکے لب ہلکے سے چومتے  
بولے تمہاری اوقات یہ ہے تم عالیان خان کی بیوی اُسکے بچے کی ہونے والی ماں  
ابھی تو کتنے بچے تم نے میرے لانے ہیں اس حویلی میں۔۔ تم خاص ہو تب ہی

نواب عالیان کو تمہارا روٹھنا تمہاری ناراضگی اندر تک جھنجوڑ رہی ہے۔۔۔ بس کیا کروں میں بعض دفعہ نا انصافی کر جاتا ہوں۔۔۔ بس میرے ساتھ!! یہ بولتے روشال منہ پھیر گئی تھی اُٹھنے لگی پھر۔۔۔ اب کی بار نواب عالیان تھوڑا اور سختی میں بولے۔۔۔ جب میں نے بول دیا اٹھنا مت تو پھر خاموش ہو کر بیٹھیں۔۔۔ چھوٹی بیگم!!! حکمیہ انداز میں بولے۔۔۔ چپ ہی تھی پر آج جتنا آپ نے مجھے ہرٹ کیا ہے نواب جی شاید ہی۔۔۔

تو کیا روشال رباب کو چھوڑنے ہی گیا تھا بیوی ہے وہ میری وہ بھی پہلی۔۔۔ اب کی بار روشال روتے استہزایا ہنسی تھی۔۔۔ ہاں بیوی ہیں وہ آپکی تو میں کیا ہوں آپ سچی مجھے میری اوقات بتا گئے ہیں۔۔۔

یہ بولتے نواب عالیان کو پیچھے کرتے دونوں ہاتھ سے اُنکی گود سے اُٹھنے ہی لگی تھی ایک دم نواب عالیان اُسکی شال نکال کر اچھالتے اُسکی قمیض آگے سے چاک کرتے اُسکی گہرائیوں پر اپنے نشانات دیتے۔۔۔ روشال جو اُنکے احصار میں تڑپ رہی تھی۔۔۔۔۔

آج اُس کو نواب جی کا لمس کسی حال میں قبول نہیں تھا پردہ جھٹک نہیں سکتی تھی  
۔۔ اُس کے ایک ابھار پر اپنے دانت نازک بلیک پردے کے اوپر سے ہی گارتے  
اُس کے ہونٹوں کو اپنی قید میں کر گئے تھے۔۔

نواب عالیان جو ایک ہاتھ سے اُس کا چہرہ پکڑے اُس کے نچلے ہونٹ کو دیوانوں کی  
طرح سک کر رہے تھے۔۔۔

ایک ہاتھ سے اُس کے دوسرے ابھار کو مسل رہے تھے۔۔۔ روشال جس نے اپنی  
سسکیوں کو روکا ہوا تھا۔۔۔ وہ بے آواز اپنی قسمت پر ماتم کدہ تھی۔۔۔۔۔

نواب عالیان علی خان روشال کو گود میں بٹھائے ایک ہاتھ سے اُس کی نازک کمر  
جکڑے اور ایک ہاتھ سے اُس کے نازک بلیک پردہ کے اندر سے ہاتھ ڈالے اُس کی  
دھڑکنوں کو چھوتے شدت سے اُس کی گلاب جیسی پنکھڑیوں پر اپنی شدت ڈھا  
رہے تھے۔۔۔ روشال جس نے ابھی تک نواب عالیان کے کندھے کو نہیں پکڑا  
تھا وہ بس آنکھیں بند کیے نواب جی کو اُن کی من مانیاں کرنے دے رہی تھی اُن

کو جھٹک تو نہیں سکتی تھی وہ روشال پر اُس سے زیادہ حق رکھتے تھے پر روشال کو  
آج نواب عالیان کا لمس ذرا اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ ایک دم نواب جی کی نا انصافی یاد  
کرتے روشال نے پچھلے بیس منٹ میں پہلی دفعہ نواب عالیان کے کندھے پر  
ہاتھ رکھتے اُن کو دور کرنا چاہا۔ پر نواب عالیان روشال کے نچلے ہونٹ کو اپنے  
دانتوں میں دباتے کٹ لگاتے روشال کی دور جانے کی کوشش ناکام بنا چکے تھے  
۔۔ وہیں روشال اُنکی شدت پر سسکا اٹھی تھی۔۔ نواب عالیان جو روشال کے  
لبوں کو آزاد کرتے خماری سے روشال کو دیکھنے لگے جو موٹے موٹے آنسو  
آنکھوں میں سجائے نواب عالیان کو ہی دیکھ رہی تھی۔۔ کیا ہوا چھوٹی بیگم اس  
سے زیادہ میری بے رحم شدتیں آپ بستر پر کیا اس کمرے کے ہر کونے میں سہ  
چکی ہیں۔

اور اسے اپنی گود میں بٹھائے ہی بولے۔۔ آپ سے میں کتنی بار اپنا حق لے چکا  
ہوں پھر آج کیوں مجھے میری بے رحمی میری شدتوں پر مجھے دور کر رہی  
ہیں۔۔۔ نواب عالیان بو جھل بو جھل لہجے میں بولتے روشال کی نم آنکھوں میں  
اپنی آنکھیں گاڑھ گئے تھے اور ساتھ ساتھ ایک ہاتھ پورے حق سے کمر پر ایک

روشال کی ناز کی پر سرایت کر رہا تھا۔۔۔ کیوں کے آپکی آج کی نہ انصافی کی وجہ سے مجھے آج آپکا لمس اچھا نہیں لگ رہا بہت ہی ہمت کرتے روشال نواب عالیان کو بتائی تھی وہ اندر سے کتنی ہرٹ ہے۔۔ یہ سنتے نواب عالیان کو چوٹ سی لگی تھی اور ایسا لگا جیسے وہ انگاروں پر کھڑے ہیں اُنکی چھوٹی بیگم کو آج اُنکا لمس اچھا نہیں لگ رہا تھا۔۔ جہاں چوٹ سی لگی تھی وہیں آنکھوں کی سرخی بھی بڑھی تھی۔۔ کیسے چھوٹی بیگم اُنکے لمس کو دھتکار گئیں۔۔ نواب عالیان کے چہرے پر تھا لیکن آج اُس کو اپنی عزت نفس زیادہ پیاری تکلیف دیکھتے روشال کا دل جکڑا تھی۔۔۔ کیا بولا آپ نے ایک دم نواب عالیان روشال کے بال گدی سے پکڑتے غرا ہے تھے۔۔ بولیں چھوٹی بیگم!!!! ایک دم روشال کی آنکھوں سے آنسو کا جھرنا بہنے لگا تھا۔ ایک دم نواب عالیان کو اُس کی حالت کا احساس ہوا وہ ایک دم ندامت سے اپنا ہاتھ پیچھے کرتے۔۔ اپنے ماتھے کو مسلتے روشال کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھر گئے تھے۔۔۔

آئی ایم سوری چھوٹی بیگم!! آئی ایم سوری!!! یہ بولتے روشال کے سرخ عارض پر اپنے آگ جیسے لب رکھ گئے تھے۔۔ روشال جو بے آواز رو رہی تھی شاید اُس

کے نواب جی کو احساس ہی نہیں تھا وہ کیسے اُس کو تکلیف دے گئے ہیں۔۔۔ کیا  
ہوا ہے چھوٹی بیگم اتنی ناراضگی جانتی تھی نائیں رباب کے ساتھ تھا چھوڑنے گیا  
تھا بس ایک غلطی ہو گئی جو آپ کو وقت بتایا تھا اُس وقت پر پہنچ نہیں سکا۔۔  
کیوں نہیں پہنچ سکے!! روشال نے اب نواب عالیان کی نا انصافی کی وجہ اُنکے منہ  
سے جاننا چاہی تھی۔۔

یہ سنتے نواب عالیان سوچ میں پڑے تھے۔۔ دونوں ایک دوسرے کے حد سے  
زیادہ نزدیک تھے روشال کی خوبصورت ہیزل بلیو آنکھیں آنسو سے ڈوبی نواب  
عالیان کو ہی دیکھ رہی تھی۔۔ اگر میں نے چھوٹی بیگم کو یہ بتایا میں رباب کے  
بیوٹی پروڈکٹس کو پارسل کراتے دیر کر گیا آنے میں تو وہ اتنی معصوم اور بھولی  
تھی وہ سمجھ ہی نہیں پاتی اُنکی سائڈ کو وہ چھوٹی بیگم!! گلے میں نواب عالیان کے  
گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی تھی زندگی میں پہلی دفعہ اپنی چھوٹی بیگم کی بہتری کے  
لیے جھوٹ بولنے لگے تھے یہ جانے بنا یہی چیز اُنکی چھوٹی بیگم کو اور زیادہ اندر  
سے توڑ کر ریزہ ریزہ کر جائے گی۔۔ وہ ناگاڑی خراب ہو گئی تھی اور پھر ایک  
دوست مل گیا کراچی میں اس لیے لیٹ ہو گیا۔۔ یہ جھوٹ سنتے روشال نے اپنی

آنکھیں موندی تھیں۔ نواب جی کا جھوٹ اور زیادہ اُس کو تکلیف پہنچا گیا تھا کاش اتنی تکلیف نہیں ہوتی۔۔ یہ سوچتے روشال کی دھڑکنے بے وہ سچ بول دیتے تو قابو ہوئی تھیں۔۔ اور دوسری طرف نواب عالیان روشال کے چہرے پر تکلیف کے آثار دیکھتے اُس کو اور زیادہ اپنے سے لگاتے اُسکی گردن میں منہ چھپا گئے تھے

--

وعدہ کرتا ہوں چھوٹی بیگم آج کے بعد کبھی آپ کے ساتھ نا انصافی نہیں کروں گا جو ہو گیا سو ہو گیا آپ آج مجھے اپنے بہت قریب کرتے میری شدتوں میں بھگتے مجھے سکون دے دیں۔۔ یہ بولتے اب نواب عالیان اس کی سائڈ گردن پر اپنے دانت شدت سے گاڑھ گئے تھے۔ اُن کی بے رحم شدت پر روشال کی آنکھیں اور زیادہ بھیگی تھیں کیوں کے اُس کے نواب جی اُسکے احساسات کو سمجھ ہی نہیں پا رہے تھے۔ پر آج اُس کو کسی حالت نواب جی کی قربت منظور نہیں تھی۔۔

ایک دم وہ اپنی ناز کی پر جھکے نواب عالیان کو دونوں ہاتھوں سے دھکا دیتی اُنکی لپ سے اُٹھ کر نیچے پڑی شال اٹھاتی اپنے شانوں پر ڈال گئی تھی پھیلا کر کیوں کے نواب عالیان آگے سے اُس کی قمیض چاک کر گئے تھے۔۔ نواب عالیان جواب



گہری سانسیں لیتے خون اُتری آنکھوں سے اپنی چھوٹی بیگم کو دیکھ رہے تھے جو  
موڑ کر یہی چیز نواب گلاس ونڈو کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی تھی اُن سے رخ  
عالیان کے تن بدن میں آگ لگا گئی تھی۔۔ ایک دم وہ غصے سے روشال کی  
طرف بڑھنے لگے۔۔ ایک دم اپنے قدم روک گئے تھے تو پاگل ہو گیا ہے  
عالیان چھوٹی بیگم ماں بننے والی ہیں اس حالت میں اُن کو بے پناہ خیال اور پیار کی  
ضرورت ہے اپنے آپ پر قابو رکھ اور اُن کو اپنی محبت سے بھری شدتوں میں  
رنگ کر بتا وہ تیرے لیے کیا معنی رکھتی ہیں۔ چھوٹی بیگم کی طرف بڑھتے اپنی  
شال زمین پر اچھالتے اپنی قمیض کے آگے کے اوپری تین بٹن کھولتے روشال  
کے پاس پہنچتے اُس کو دونوں کندھوں سے پکڑتے اُس کا رخ اپنی طرف کرتے  
گلاس ونڈو کے ساتھ لگا گئے تھے روشال جو نرم آنکھیں لیے بے تاثر سی سپاٹ بنی  
اب نواب عالیان کو دیکھ رہی تھی۔۔ دیکھیں چھوٹی بیگم آپکے سارے شکوے  
سر آنکھوں پر یہ بتیس سالہ مرد ایک ستر سال کی لڑکی کے آگے بار بار جھک رہا  
ہے یہیں سے آپ اپنی اہمیت کا انداز لگالیں۔۔۔۔ انسان ہوں غلطیاں ہو جاتی  
ہیں۔۔۔۔۔ ویسے بھی دیکھا جائے میں پوری کوشش کرتا ہوں آپ میں اور رباب

میں توازن قائم رکھ سکوں لیکن بس نہیں کر پاتا۔۔ یہ بولتے اپنی التجا سے بھری نگاہیں روشال کی خوبصورت آنکھوں کے اندر گاڑھ گئے تھے نا انصافی تو شاید صرف میرے ساتھ ہی ہونی ہے وہ بھی تب تک جب تک میں یہاں بہت ہی دھیمے اور گربراتے لہجے میں بولی کے نواب عالیان کو ایک دو لفظ ہی سمجھ میں آئے تھے۔۔ پر وہ روشال کی آنکھوں میں گہرے شکوہ کی رمک دیکھ چکے تھے

---

ایک دم روشال اُن کو بہت ہی گہرائی سے دیکھتی ڈریسنگ روم کی طرف بڑھنے لگی چیخ کرنے کے لئے کیوں کہ نواب عالیان اُس کی قمیض جو نیچ سے آدھی کر چکے تھے۔۔ ایک دم نواب عالیان نے اُس کی نازک دودھیا کلائی پکڑتے اپنی طرف کھینچا روشال کٹی ہوئی ڈال کی طرح اُنکے سینے سے جا لگی تھی۔۔ اُس کی کمر پر اپنا احصار مضبوط کرتے اور زیادہ اپنے میں قید کیا تھا۔۔ چھوڑیں مجھے نواب جی بولانا آج نہیں!!! ایک دم اُنکو پیچھے کرنے لگی۔۔ نواب عالیان پھر اُس کو اپنے چوڑے سینے سے لگاتے گن گنا گئے تھے۔

کیسے بتائیں، کیسے جتائیں

صبح تک تجھ میں جینا چائیں

بھگے لبوں کی

گھلی ہنسی کو

پینے کا موسم ہے

پینا چائیں

ایک بات کہوں

کیا اجازت ہے

تیرے عشق کی مجھ کی عادت ہے

نواب عالیان نے گھمبیر آواز میں کہتے روشال کی بھگی آنکھوں کو بے حد نرمی سے چوما۔ روشال نواب عالیان کا گانا سنتے بے یقینی سے اُن کو دیکھ رہی تھی۔ کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا نواب عالیان جو پورے روشال پر جھکے اب اُسکی آنکھوں کو نرمی سے چومتے اس کے عارض کو نرمی سے اپنے لبوں سے چھوتے گھیلا کر رہے تھے نواب عالیان کی تپش زدہ سانسیں روشال کے نازک چہرے کو جھلسا رہی تھیں۔۔ نواب عالیان کے لب اب اُس کے عارض سے ہوتے اُس کے لبوں کو

ٹکرائے تھے۔ اس سے پہلے وہ اس کے لبوں کو چھوتے روشال پوری شدت سے  
اُنہیں خود سے دور دھکیل چکی تھی۔۔ وہ جو پوری خماری سے اُس پر جھکے تھے۔۔  
روشال کے دور دھکیلنے پر نواب عالیان پیچھے کو بری طرح لڑکھڑائے تھے پھر  
بھی اُن کی آنکھوں میں اس وقت بس روشال کا نشا اور خماری چھا ہی ہوئی تھی  
سے دیکھا جو گہرے۔۔ نواب عالیان نے روشال کو سرخ مخمور نشیلی آنکھوں  
سانس لیتے اُنہیں ہی گھور رہی تھی۔۔ آج روشال میں کہاں سے ہمت آئی ہوئی  
تھی وہ نہیں جانتی تھی۔۔ یا ایک عورت ایک لڑکی ماں بننے کے بعد اور بھی زیادہ  
مضبوط ہوتی جاتی ہے۔۔ آج اُس کو اتنی آسانی سے نواب عالیان کی قربت نا  
منظور تھی۔ اپنی چھوٹی بیگم کے اس جنگلی بلی والے انداز پر اُن کے لبوں کو گہری  
مسکراہٹ نے چھوا تھا اُس کے پیارے نخرے اُن کو پتہ نہیں کیوں پسند آرہے  
تھے۔ مرد کی فطرت ہے جب جب عورت اُس کو اپنا آپ سو نیتی چلی جاتی ہے وہ  
اُس کو آسان لیتا جاتا ہے لیکن جب جب وہ اُسکو جھٹکتی ہے خود سے دور کرتی ہے  
۔۔ نخرے دکھاتی ہے مرد اتنا ہی اُس کے پیچھے پاگل اور اُسکا اسیر ہوتا جاتا ہے  
۔ نواب عالیان نے گہری بے باک نگاہ سے اپنی چھوٹی بیگم کو نیچے سے اوپر تک

دیکھا تھا دوسری طرف روشال نواب جی کی بے باک نظریں اپنے احساس  
حصوں پر جمی دیکھ وہ اُن کی نظروں کا مفہوم سمجھ گئی تھی نواب جی آج رات اُس  
کو نہیں چھوڑنے والے تھے وہ کتنی کوشش کیوں نہیں کر لیتی اس کمرے میں رہ  
کر تو قہری نہیں اس کمرے کے علاوہ اُس کے پاس اس حویلی میں کوئی اور پناہ گاہ  
بھی نہیں تھی ایک سامنے کھڑا رشتہ تو اُس کا اپنا تھا لیکن وہ بھی اُس کا ہو کر بھی اُس کا  
نہیں تھا روشال ان چھ مہینوں میں جان گئی تھی سامنے کھڑے مغرور ہینڈ سم  
نواب اُس سے زیادہ اُس کے جسم کی طلب رکھتے تھے۔۔ روشال کی بے پناہ  
خوبصورتی نواب عالیان کی کمزوری تھی۔۔ اب بھی وہ اُس کے قریب آنا چاہتے  
تھے تو اُس کی جسم کی خوبصورتی اور حسین نشیب و فراز کی وجہ سے۔۔ ورنہ محبت  
تو شاید ہی وہ کبھی روشال سے کرتے کیوں کہ اُن کی محبت روشال کے مطابق اور  
اُن کے مطابق بس رباب بیگم تھیں روشال تو بس اُن کی نسل بڑھانے والی گڑیا  
تیزی سے ڈریسنگ تھی۔ روشال نواب عالیان کو نم آنکھوں سے بغور دیکھتے  
روم کی طرف بڑھنے لگی وہ آج کسی حال میں بھی نواب جی کو برداشت نہیں کر  
سکتی تھی جو آج بھی بس اُس کے وجود سے اپنی طلب مٹانا چاہتے تھے۔ اُن کی

مخمور بہکی آنکھوں سے صاف ظاہر تھا وہ اپنا حق لے کر رہیں گے۔۔۔ اس سے پہلے وہ دروازہ کھولتے اندر داخل ہوتی۔۔۔ نواب عالیان روشال کے پیٹ میں ہاتھ ڈالتے اپنے سینے سے لپٹاتے اُس کی اناری رنگ کی شال ایک ہی جست میں جدا کرتے روشال کی آگے سے چاک ہوئی قمیض کی بیک زپ نیچے کھسکا گئے تھے۔۔۔ زپ چر کی آواز کے ساتھ کھلتی چلی گئی تھی۔۔۔ روشال کی آنکھیں خوف سے پھیلی تھیں۔۔۔ نواب جی آپ یہ!! اور لفظ ادا کرتی اس سے پہلے ہی نواب عالیان روشال کا رخ اپنی طرف کرتے پورے حق سے اُس کو دیکھتے سامنے ہی کمرے کی گلاس وال کے ساتھ لگا گئے تھے۔

روشال جو گھبرائی تھی نواب جی کے ارادے بہت ہی بے باک لگ رہے تھے اور وہ یہ سب نہیں چاہتی تھی نواب عالیان روشال کی دونوں نازک کلائیوں کو اپنی آہنی گرفت میں لیتے گلاس وال سے لگائے اُس کی قمیض دونوں کندھوں سے نیچے کرتے وہاں جھکے تھے۔

اب کیسے مجھ سے بچیں گی چھوٹی بیگم میری گڑیا میری آنے والی نسل کی ماں میری ستر اسال کی خوبصورت بیوی!! جانتی ہیں ناجب جب میں آپکے قریب

آتا ہوں میرے جوان جذبات عروج پر پہنچ جاتے ہیں آپ میرے انگ انگ  
میں طلب بن کر دوڑنے لگی ہیں۔۔ آپ ایک بتیس سالہ مرد کو ناکارہ بناتی جا رہی  
ہیں چھوٹی بیگم!! آپ کی سوچ ہے آپ کو بتادوں آپ کو کبھی میری شدتوں  
میری باہوں اور میری قربت سے کبھی رہائی نہیں ملے گی۔۔ آج ساری رات  
آپ کو میرا لمس اور میری شدت سہتے سہتے میری پناہوں میں ہی ٹوٹ کر بکھرنا ہے

-

یہ بولتے نواب عالیان جھکتے روشال کی گردن سے نچلی بیچ کی گہرائیوں پر اپنا  
ہونٹ مسل گئے تھے۔۔ روشال جس کو بس اتنا ہی سمجھ آیا تھا وہ بس ایک بچہ  
دینے والی عورت کے علاوہ نواب عالیان کی زندگی میں کوئی اور مقام حاصل نہیں  
کر سکتی تھی۔۔

یہ سچائی بہت جان لیوا تھی جو روشال کے سیدھا دل پر وار کر گئی تھی۔۔ آخر  
ہمت کرتے بولی اپنے لیے نہیں آخراپنے بچے کی حفاظت کے لیے۔۔ آپکا بچہ  
میرے پیٹ میں ہے پھر بھی آپ اپنا حق لیں گے۔ ڈاکٹر تعبیر سے میری تفصیل  
میں بات ہو گئی ہے پہلے ہی میں ان لمحات میں کتنا تمہارے وجود کے اندر گھل کر

خود کو راحت اور تمھے سکون پہنچا سکتا ہوں۔۔ تو آپ گھبرائے مت چھوٹی بیگم آپکا  
نواب ایسے آپ سے حق لے گا آپ بس آج سے میری باہوں میں سکون  
اور حفاظت ہی محسوس کریں گی۔۔ یہ بولتے ہوئے بھی نواب عالیان کے ہاتھ  
بے باکی سے روشال کے جسم پر سفر کر رہے تھے۔۔ اب وہ پورے حق سے  
روشال کی گہرائیوں کو آگے پیچھے سے ہاتھوں سے چھو رہے تھے۔  
روشال کی جان اب لبوں پر سچی تھی کیسے وہ نواب جی کی آگ جیسی قربت آج  
سہہ پائے گی جب وہ اُس کو آج رات قابل قبول ہی نہیں تھے۔۔ اور منہ سے منا  
کر کے وہ نافرمان بیویوں کی فہرست میں شامل نہیں ہونا چاہتی تھی۔ نواب  
عالیان کی بے انتہا قربی اُنکے بدن کی حدت اور اُنکے ہاتھوں کا بے باکی سے اُس  
کے بدن کی گہرائیوں کو چھونا۔۔ روشال کو پسینہ میں ڈبو تا جا رہا تھا۔ روشال کا  
وجود بس نواب عالیان کے آگ جیسے لمس پر ہی رسپانس دیتا تھا کیوں کہ نواب  
صاحب نا سہی لیکن روشال تو اُن سے بے حد محبت کرنے لگی تھی اور اس کو  
معلوم تھا اُس کے محبت کی تکمیل نہ ممکن تھی شاید۔



نواب عالیان اُس کی گردن پر اپنے لب رکھتے جگہ جگہ اپنے دانت گاڑتے کبھی دیوانوں کی طرح اُس کی گردن کو شدت سے چومتے تو کبھی ایک ابھار کو تو کبھی دوسرے کو۔۔

اب روشال کی کمزوری مزاحمت پر وہ اُس کی کلائیاں گلاس ونڈو ساتھ لگاتے اُس کی ہر مزاحمت کو ختم کر چکا تھا۔ روشال کی سانسیں گہری ہوئی تھیں نواب عالیان نے روشال کو کندھوں سے پکڑا اُس کا چہرہ گلاس ونڈو ساتھ لگایا۔ اب روشال کی برہنہ پشت نواب عالیان کے سامنے تھی نواب عالیان کی انگلیوں کا بے باک لمس اُس کی کھلی زپ میں سے نظر آتی پچھلی گہرائیوں پر سفر کرنے لگا تھا۔ نواب جی پلز چھوڑیں روشال بھگی آواز میں دھیمے لہجے میں گویا ہوئی تھی کیوں کہ وہ مر کر بھی اپنے شوہر سے بے ادبی میں بات نہیں کر سکتی تھی اُس کی ماں نے ہی اُس کو سکھایا تھا کبھی شوہر سے اونچے لہجے میں بات مت کرنا اللہ ناراض ہوتا ہے اور نہ ہی چیخنا چلانا معصوم سی روشال کی تربیت کا حصہ تھا۔۔۔

نواب عالیان نے اُس کی ایک سنے بنا مزید قریب ہوتے اُس کے برہنہ پشت پر

اپنے تشنہ لب بے قراری سے رکھے تھے۔۔ وہ ہمیشہ روشال کی قربت میں حد سے زیادہ جنونی ہو جاتے تھے رباب کے لیے اتنے نہیں تھے۔۔

روشال کی قربت میں اُن کے ذہن پر بس یہی سوار ہوتا تھا یہ چھوٹی سی نازک گڑیا اُن کی ہے وہ اس پر اپنا مکمل حق رکھتے ہیں۔۔ آج نواب عالیان اپنی ساری تڑپ اس نازک وجود میں انڈیلنا چاہتے تھے بتانا چاہتے تھے وہ کتنی ضروری ہے اُنکے لیے۔۔ وہ ہی بس اب اس نازک سی گڑیا کے جسم و جان کے مالک تھے اب تو ساری عمر اُس چھوٹی سی گڑیا نے اُن کے پاس رہ کر اُن کی شدتوں کو برداشت کرنا تھا۔ نواب عالیان کے دیوانگی بھرے لمس سے روشال کی سانسیں گہری ہو رہی تھیں۔۔ جس کو محسوس کرتے نواب عالیان نے مسکراتے ہوئے اس کی کان کی لوں کو نرمی سے اپنے لبوں سے کاٹا تھا۔۔ روشال سسکی تھی۔۔ جب جب روشال کی سانسیں گہری ہوتی اُسکا جسم گرم ہوتا تھا تو نواب عالیان خود پر فخر کرتے تھے۔۔ وہ اپنی بیوی کو اپنی قربت میں سکون دے رہے ہیں۔۔

گلاس ونڈو سے نظر آتے روشال کے عکس کو دیکھتے اُن کی نگاہیں مزید خمار زدہ ہوئی تھیں۔۔ آخر پھر گنگنا گئے۔

احساس تیرے اور میرے تو  
ایک دوجے سے جر رہیں  
ایک تیری طلب مجھے ایسی لگی  
میرے ہوش بھی اوڑھنے لگے  
مجھے ملتا سکون تیری باہوں میں  
جنت جیسی ایک راحت ہے

روشال کے کان کے قریب مدھم آواز میں گن گنا گئے تھے۔ اب سے وہ اپنی  
چھوٹی بیگم کو ہر دن یہ بتانا چاہتے تھے۔۔ وہ کتنی اہم اور ضروری ہے اُنکی زندگی  
میں نواب جی!!! روشال نے بے بسی سے اُنکو پکارا تھا۔ پلڑ چھوٹی بیگم سب  
ناراضگی ختم کریں بس یہ دیکھیں اس وقت آپکا عالیان آپکا شوہر آپکا نواب آپکے  
بہت قریب ہے۔

۔۔۔ میں کبھی آپکو نہیں چھوڑو گا چاہے کچھ بھی ہو جائے۔۔

آپ کو بس نواب عالیان کا ہی رہنا ہے تاحیات بس میرا۔ روشال کو ابھی فل حال  
یہ سب باتیں نواب جی کی کھوکھلی معلوم ہو رہی تھیں۔۔ وہ صرف اپنے بارے

میں ہی بات کر رہے تھے اُس کو سمجھنے کی کوشش نہیں وہ کیا چاہتی ہے اُن سے  
روشال کے دل میں یہ بیٹھ گیا تھا وہ بس نواب عالیان کی ضرورت ہے وارث  
لانے کے لیے اور اُسکا بدن اُن کی طلب۔۔۔۔۔ یہ سوچتے پھر سے روشال نے اُن  
کو خود سے دور کرنے کی ناکام کوشش کی اُن کے سینے پر ہاتھ رکھ پیچھے کرنا چاہا  
لیکن وہ بتیس سالہ چھ فٹ چوڑے انسان کو ایک دوانچ بھی پیچھے نہیں کر پائی تھی  
۔۔ آخر روشال کھڑے بے آواز پھوٹ پھوٹ کر رودی تھی روشال کو ایسے  
روتادیکھا نواب عالیان اُس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں بھرتے اُس کے گول  
گول معصوم رخساروں کو چومتے زبان پھیرتے اُس کی آنکھوں کی نمی چرا گئے  
تھے۔۔ روشال نے اپنی گھنی پلکیں اٹھائے اُنہیں دیکھا تھا۔۔

آپ کی آنکھوں میں اب جب جب نمی آئے گی میں ایسے ہی اپنے ہونٹوں سے  
چنوں گا۔۔ راہ فرار کا کوئی راستہ نہیں تھا ان باہوں کے علاوہ روشال کے پاس  
اس وقت اور کوئی پناہ یا چھت نہیں تھی اتنے دردناک اضطراب اور شکوؤں کے بعد  
بھی وہ اس ظالم نواب عالیان کے سینے میں روتے چھپ گئی تھی اپنی باہوں میں  
سمائی روشال کو دیکھتے نواب عالیان ایک ہی لمحے میں اُس کو اپنی باہوں میں

اٹھائے بستر کی طرف بڑھ گئے۔۔۔۔۔ روشال نے اُنکا اگلا لمحہ عمل سمجھتے بے بسی سے پھر اُن کو پکارا۔۔۔۔۔ نواب جی!!! نواب عالیان جھکتے روشال کے آنسوؤں کو پھر سے اپنے کھدرے لبوں سے چنتے سلامی دے گئے تھے۔ اور لے جا کر آرام سے بیڈ پر نرمی سے لٹھا گئے۔۔۔

روشال کی پیشانی پر بوسا دیتے اوپر چڑھتے اپنی قمیض کو اپنے تن سے جدا کر گئے تھے۔۔۔ روشال نے اُنکے برہنہ سینے کو دیکھتے ٹوٹے دل کے ساتھ اپنی آنکھیں میچی تھیں۔۔۔

نواب عالیان اُس کے دونوں اطراف میں ہاتھ رکھتے اُس پر جھکے۔۔۔۔۔ آنکھیں کھولیں چھوٹی بیگم!!! لہجہ حکمیہ تھا روشال نے آنکھیں کھولتے نواب جی کو دیکھا تھا۔۔۔ وہ اُن کی سرخ مخمور آنکھیں میں دیکھتے کپکپا کر رہ گئی تھی۔۔۔ نواب عالیان کو وہ دور آج بھی نہیں جھٹک سکتی تھی کیوں کے جب اُس نے تین لفظ قبول ہے کے بولے تھے تب ہی وہ اپنی فرما برداری اُس شوہر کے نام کر گئی تھی جس کو اُس نے ایک دفعہ دیکھا تک نہیں تھا یہ بھی پتہ تھا وہ پہلے سے شادی شدہ اور بس اُس خاندان کو وارث دینے کے لئے لے جائی جا رہی ہے۔۔۔۔۔ اور سب سے بڑھ کر

نواب عالیان اُس کے ہر روم روم پر حق رکھتے تھے۔۔ بس فرق یہ تھا آج وہ اُنکا  
ساتھ نہیں دینے والی تھی اُنکی جنون خیزیاں میں اپنی عزت نفس کو اوپر رکھتے  
۔۔۔ آخر اتنا تو وہ اپنے لیے کر ہی سکتی تھی۔۔

کیوں سب سے جدا  
کیوں سب سے الگ  
انداز تیرے لگتے  
بسیاختہ ہم سائے سے تیرے  
ہر شام لیٹتے ہیں  
ہر وقت میرا قربت میں تیری  
جب گزرے تو عبادت ہے

نواب عالیان پھر سے گنگنا تے اپنے دل کا حال خود ہی انجان گانے کی صورت میں  
روشال کی آنکھوں میں جھانکتے دیوانگی کے عالم میں بول رہے تھے۔۔ روشال  
جو بہت گہرائی سے اُن کی دیکھتے اُن کے الفاظوں کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی  
کیا یہ ظالم سلطنت کا نواب کبھی اس سے محبت کر سکتا تھا یا اس کے ہر الفاظ بھی

بس اوپری اور کھوکھلے تھے۔۔ اس کی برابری کی طرح جو وہ شاید ہی کبھی روشال  
اور باب میں کر پاتے۔۔

ابھی کچھ دیر پہلے آئے رباب کے فون کو یاد کرتے اور پھر نواب جی کا جھوٹ  
سوچتے جو ابھی وہ بولے کہ اُنکی گاڑی خراب ہوئی تھی روشال کی آنکھوں سے  
سیال مادہ جاری ہوا تھا۔۔ اب وہ لرز رہی تھی اُن کی قربت میں روشال کے  
بدن کا کپکپانا محسوس کر کے نرمی سے اُس کو اپنے سینے سے لگاتے خود نیچے ہوتے  
روشال کو احتیاط سے اپنے اوپر کر گئے تھے۔۔ تاکہ اُس کے پیٹ پر کسی طرح کا  
وزن نہیں پڑے۔ روشال کے بالوں کو جکڑے وہ اُس کے لبوں کو اپنے لبوں  
میں دبائے اُس کی سانسیں چرا گئے تھے۔۔ روشال کی ساری سانسیں چرا کر وہ  
اُسے لمہوں میں بے جان کر گیا۔ اس کا ساکن وجود محسوس کرتے نواب عالیان  
نے اس کے لبوں کو آزادی دیتے

اپنا احصار اس کے گرد سے ہٹایا تھا۔۔ روشال تکیے پر گرتے گہرے سانس لیتے  
رخ موڑ گئی تھی۔۔ نواب عالیان نے جھکتے اس کی پچھلی گردن پر تپش زدہ لمس  
بکھیر کر روشال کے بدن کو آگ کی طرح دھکا گئے تھے۔۔ روشال نواب عالیان

کی پر تپش بوسوں کو تاب نالاتے ہوئے اس نے سیدھے ہونا چاہا۔۔۔ پر نواب  
عالیان اُس پر مکمل حاوی ہوتے اپنی چھوٹی بیگم کی دور جانے کی ساری کوششیں نا  
کام بنا گئے تھے۔۔۔ اب نواب عالیان روشال کو نرمی سے پیٹ سے پکڑے اوپر  
کرتے اُس کی آدھی ادھوری قمیض اُس کے تن سے آزاد کر گئے تھے۔۔۔ اب  
روشال نے رخ موڑ بے بسی سے اپنے شوہر کو دیکھا جو ہر بار کی طرح آج بھی ہر  
حد سے گزرنا چاہتے تھے۔ نواب جی!!! روشال نے بھیگی آنکھوں سے اُن سے  
التجائی۔۔۔ پر نواب عالیان اور شدت سے اُس کی آنکھوں کو شدت سے چومتے  
اسے کمر سے جکڑے اس کے نازک جعلی کے باریک پردہ میں انگلیاں پھنساتے  
دونوں طرف سے اس اوپری آخری پردے کو بھی روشال کے بدن سے آزاد  
کر گئے تھے۔۔۔ روشال اب اپنا آپ پورا چھوڑتے آنکھیں موند گئی تھی۔۔۔۔  
نواب عالیان کی ایسی جنونیت روشال کے لیے سہنا آسان نہیں تھا جو چھ مہینے اُس  
نے پورے دل سے سہی۔۔۔ لیکن آج کی رات وہ واقعی نہیں سہنا چاہتی تھی لیکن  
اُس کا بدن اسی مرد کو بھرپور جواب دیتا تھا وہ کتنا روک لے اپنے آپ کو۔۔۔۔



اب نواب عالیان کے لب دیوانہ وار روشال کی گلابی د لکشین دلکش خوبصورت  
دھڑکنوں پر رقص کر رہے تھے۔۔۔ کتنی دیر نواب عالیان نے اپنے آپکو روشال  
کی اس خاص جگہ سے اپنے آپکو سیراب کیا۔۔

نواب عالیان آخر اپنا چہرہ روشال کی بیچ کی گہرائیوں سے اٹھا کر روشال کی طرف  
اپنی خمار آلود نگاہیں اٹھائیں جس کی پلکیں ان کی شدت پر لرز رہی تھیں۔۔۔  
نواب عالیان روشال کی بند پلکوں پر ٹھہری نمی چنتے  
پھر سے گن گنائے۔۔۔

ایک بات کہوں کیا اجازت ہے  
تیرے عشق کی مجھ کو عادت ہے

عادت ہے

اوہو

عادت ہے

نواب عالیان اُس کے عارض پر یہ گنگناتے اُنگلیاں پھیر رہے تھے۔۔ اب نواب عالیان کے لب اُس کی دھڑکنوں سے ہوتے اُس کے پیٹ پر نرمی اور بے باکی سے محور قص تھے۔

روشال گہرے سانس لیتے نواب عالیان کے پر تپش بوسوں کی بو چھاڑ اپنے وجود پر برداشت کرتے سسک رہی تھی۔۔ اب اُن کے لبوں کا رخ اوپر کی جانب تھا نواب عالیان کی شدتوں اور جنون خیزیوں پر بندھ باندھنا روشال کے لیے ناممکن تھا۔۔ نواب عالیان کے مضبوط احصار اور پناہوں میں آج روشال کے آنسو بے مول ہو کر عارض پر بکھر رہے تھے ایک دم نواب عالیان اُس کے نازک وجود کو ہلکا سا نیچے سے اٹھاتے ایک ہاتھ بے باکی سے اُس کی تھائیز پر سر سراتے نرمی سے اُس میں سما رہے تھے۔۔ پر یہ سمانا بھی روشال کے لیے شدت بھرا ہی تھا۔ روشال کی سسکاریاں بلند ہوئی تھیں۔۔ پر ہمیشہ کی طرح آج اُس نے اپنے ہاتھ نواب عالیان کے کندھے اور پشت پر نہیں رکھے تھے۔ روشال کی آنکھوں سے موتی ٹوٹ کر بکھرے تھے۔ جنہیں وہ اپنے لبوں سے چنتے

اپنے اُس کے جسم کی آخری گہرائیوں تک گھلتے اپنے عمل میں جنونی تیزی لاتے  
روشال پر اپنی نرم گرم شدتیں ڈھانے لگے۔۔۔

روشال کو آج اپنا آپ ایک کھلونا لگ رہا تھا۔ جس کا شاید اب اس حویلی میں  
ایک ہی کام تھا نواب عالیان کی نسل کو بڑھانا۔۔۔ نواب عالیان ایک پل بھی اُس  
کو سمجھ نہیں پائے آج وہ کیا چاہتی تھی۔۔۔ اب روشال تڑپ کر نواب عالیان  
کے سینے میں ہی سمار ہی تھی لیکن ابھی تک اُن کو پکڑا نہیں تھا۔ اور نہ ہی اب  
اُن کو پکارا تھا۔۔۔ نواب عالیان جو اس وقت اس چھوٹے سے وجود سے اپنا حق لے  
رہے تھے وہ اپنے جانے میں اُس کے کہیں بھی جانے کے سارے راستے بند کر  
چکے تھے۔۔۔

وہ اپنے جانے میں بس حق ملکیت کے نشے میں تھے لیکن عنقریب نواب عالیان  
اپنی چھوٹی بیگم کے لیے پاگل ہونے والے تھے۔۔۔۔۔

وہ اُس کے عشق میں گرفتار ہو کر سب بھول کر ساری دنیا کو فراموش کرنے  
والے تھے۔۔۔۔۔

لندن کے ایک بہت بڑے وائٹ بنگلہ کے ایک بہت بڑے عالیشان روم میں دو  
لوگ ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھے تھے بس فرق یہ تھا کہ ایک  
خوبصورت حسینہ جو اُس آدمی کے کمرے کے بہت ہی خوبصورت دیوان پر بیٹھی  
مسکرا رہی تھی کیوں کے اس کے قدموں میں بیٹھا 38 سالہ کھرب پتی لندن کا  
ٹاپ بزنس مین اُس کو بہت ہی پیار سے ڈائمنڈ کی پازیب پہنا رہا تھا۔۔۔  
اُسکی پازیب پر ہاتھ پھیر کر اُس بھرپور مرد نے اُس حسینہ کی طرف دیکھا  
۔۔۔ کیسا لگا میرا تحفہ جان دل۔۔۔۔۔ یہ سنتے وہ بولی!!!! اف اتنا اولڈ تو مت بو

لو مسٹر پرفیکٹ

Only call me rubab just rubab!!

یہ بولتے رباب مسکرائی تھی اور سامنے بیٹھے مرد نے کھڑے ہوتے رباب کا چہرہ  
ہاتھوں میں بھرتے بڑی عقیدت کے ساتھ اُس کو اپنے برابر سامنے کھڑا کیا  
۔۔۔ کیا ہوا مسٹر پرفیکٹ!! رباب نے نشیلی آنکھوں سے سامنے کھڑے بے حد  
ہینڈ سم مرد کو دیکھ بڑی ادا سے بولا۔۔۔۔۔ اُس آدمی نے رباب کو اپنی باہوں میں

بھرا۔۔۔ میرے لیے تم جان دل ہی ہو میری ماہ و روح۔۔۔ یہ بولتے بہت  
عقیدت سے رباب کی ہتھیلیوں پر اپنے لب رکھ گئے تھے۔۔۔ رباب اُس بلا کے  
ہینڈ سم انسان کا انداز دیکھتے کھلکھلائی تھی۔۔۔ اف مسٹر پرفیکٹ تم بھی ناجب  
جب میں تمہارے پاس اوں ایسے ہی مجھے سپیشل محسوس کرواتے رہتے ہو۔۔۔  
کیا چاہتے ہو آخر اُس آدمی کے بے حد قریب ہوتی بولی۔۔۔ رباب کی دھڑکنے وہ  
انسان باخوبی محسوس کر سکتا تھا جتنی نزدیکی تھی دونوں کے درمیان۔۔۔ تم  
تمھے چاہتا ہوں اسپیشل بولتی ہو کبھی میرے دل پر اپنا سر رکھ کر دیکھو جتنا میں  
پسند کرتا ہوں شاید ہی کوئی مجھ جیسا تمہارا عاشق بن سکے۔۔۔ اچھا جی اتنا غرور  
اپنی محبت پر مسٹر پرفیکٹ رباب عتر اکر بولی تھی۔۔۔ ہاں بہت مان ہے مجھے اپنی  
محبت پر آخر تم تک میرے جذبوں کی آنچ پہنچ ہی گئی تب ہی تو کہاں تم ایک مہینے  
میں پاکستان جانے والی تھی لیکن اب چار مہینے سے پہلے تمہارے جانے کا کوئی  
ارادہ نہیں۔۔۔ وہ آدمی رباب کے بہت قریب ہوتے بولا کیوں کہ میں تمھے ہر  
طرح سے آزمانا چاہتی ہوں دیکھنا چاہتی ہوں تم میری محبت میں کیا کیا کر سکتے ہو

یہ بولتے رہا باب اپنی شہادت کی انگلی اُس مرد کے چہرے پر ایک سیڈ۔ کٹرز کی  
طرح پھیر گئی تھی

کیسے کیسے آزمانا چاہتی ہو وہ آدمی ایک ہاتھ رہا باب کی کمر پر رکھتے اُس کو اپنے  
چوڑے ورزشی سینے سے لگا گیا تھا۔۔۔ بس جانتے ہو نہ رہا باب کو کیا پسند ہے۔۔۔  
یہ بولتے رہا باب اُس آدمی کی بیئر ڈپر لب رکھ گئی تھی اُس آدمی نے رہا باب کا لمس  
اپنے عارض پر محسوس کرتے سکون سے آنکھیں موندی تھیں یہ عورت اُس کا  
عشق تھی۔۔ اب وہ اتنی ہی اُس کے قریب تھی۔۔ اس ٹائم بس اُس کو یہ عورت  
اور اس کا سارا وقت چاہیے تھا پیارنا بھی کرتی اُس کا پیار ہی کافی تھا دونوں کے  
لیے۔۔ اُس آدمی نے رہا باب کی برہنہ پشت پر ہاتھ پھیرتے اُس کو اور زیادہ اپنے  
سینے میں قید کرتے اُس کے خوبصورت بالوں پر لب رکھے تھے۔۔ تم میرے  
خوابوں کی ملکہ ہو یہ میرے رب کا کرم ہے اُس نے تمھے دوبارہ میری زندگی میں  
شامل ہونے کے کیے بھیجا شاید میرے خدا کو میرے ایک طرفہ عشق پر رحم آگیا  
۔۔ تمہارے لیے کچھ بھی جان دل میرا سب یہاں تک کہ میں پورا کا پورا تمہارا  
ہوں۔۔۔ اب تم لندن میں میرے بہت پاس ہو روز اپنے پیار اور ایکٹ سے تمھے

رفتار فتاحیتوں گا۔ اچھا جی!!! رباب نے اُس آدمی کی طرف دیکھتے اُس کے سینے پر ہاتھ پھیرا تھا۔۔۔۔۔ مت کیا کرو جان دل ابھی بس چھوٹی چھوٹی گستاخیوں سے کام چل رہا ہے یہ نہ ہو میں تمہارے اندر شامل بھی ہو جاؤں یہ بولتے رباب کو الگ انداز میں جہاں چھوہا تھا رباب سسکا اٹھی تھی۔۔۔۔۔ سس!!! وہ آدمی ہنستے ہوئے گہری نظروں سے رباب کے سراپا کو دیکھتے اُس کی ناک کی ٹپ پر اپنے لب رکھ گیا تھا۔۔۔۔۔ اس وقت رباب بہت ہی ماڈرن ڈریسنگ میں تھی اُس نے ون پیس گاؤن سا پہنا ہوا تھا جس میں سے اُس کی ایک برہنہ لیگ پوری نظر آرہی تھی اور اوپری گہرائیاں تو بہت ہی بے باکی سے کھلی ہوئی تھیں۔۔۔ ایک دم رباب رباب اُس کو دھکادیتے بولی۔۔۔ شرارتی انداز میں

U are so naughty my mr perfect

لیکن ایک بات بول دوں مجھے جیتنا اتنا آسان نہیں اور مجھ میں شامل ہونا تو دور  
کی بات ہے لیکن اگر ان چار مہینوں میں تم مجھے جیت گئے تو ہو سکتا ہے میں  
تمہارے پیار کا حق ادا کر دوں لیکن نہ جانتے ہو نہ مجھے جیتنا آسان نہیں میں رباب  
ہوں جو حسن پرست کے ساتھ خود پرست بھی ہے میں نے اپنی زندگی میں بہت

سے لوگ دیکھیں جنہوں نے مجھے سر آنکھوں پر رکھا ہے اس لیے تو میں خود کو بہت انمول سمجھتی ہوں کیا مجھے جیت پاؤں گے مسٹر پرفیکٹ یہ بولتے رہا اب اس کی شرٹ کے اوپری کھلے دو بٹن سے نظر آتے سینے پر لب رکھ گئی تھی۔۔ آخر وہ آدمی رہا اب کے بال گدی سے پکڑتے اُس کا چہرے اپنے چہرے کے پاس لاتا بولا

--

ایک دفعہ ہار گیا تھا اب کی بار نہیں اب کی بار تم بس میری ہی ہو کے رہو گی۔۔ ان چار مہینوں میں جلدی ایسا وقت آئے گا تم مجھ میں سماتے میری بننا چاہو گی لیکن میں تمھے ہر طرح سے اپنا کرنا چاہتا ہوں ہر طرح سے۔۔ اب کسی کا بھی سایہ تم پر برداشت نہیں جان دل!! یہ بولتے خماری سے رہا اب کی نازک پنکھڑیوں پر جھک گیا تھا۔۔ رہا اب اور زیادہ اُس کو اپنے میں بھینچتی اُس کی شدت سہنے لگی۔۔ رہا اب اُن عورتوں میں سے تھی جو بس میں میں کرنا اپنا حق سمجھتی ہیں۔۔ جسکا اپنا آپ اپنی خوشی ہر حلال رشتے سے زیادہ اہم ہے تب ہی آج رہا اب اپنی خود پرستی میں ایک نامحرم کے قریب بڑھتی جا رہی تھی۔۔ اُس کو اس چیز کا



پتہ ہی نہیں تھا یا اُس کی تربیت میں ہی شامل نہیں تھا۔۔۔ ایک عورت کا سب سے حسین سکون اُس کے محرم کی محبت اور قربت میں ہوتا ہے

-----

چار مہینے گزر گئے تھے۔۔۔۔۔!!!!!! روشال جسکا ساڑھے پانچ مہینہ چل رہا تھا۔۔۔ جیسے جیسے وقت گزر رہا تھا روشال کا جسم بہت بھاری ہوتا جا رہا تھا وہ بہت ہی زیادہ گول مٹول سی ہوتی جا رہی تھی ان مہینوں میں اُس کو نواب عالیان کی قربت سے کم ہی رہائی مل سکی تھی اُس نے بھی کبھی نواب عالیان کو اُنکا حق لینے سے روکا نہیں تھا لیکن جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا۔۔۔ روشال نے اپنے شوہر سے شکوے کرنے بند کر دیے تھے لیکن وہی سب چیزے اُس کے دل کے کونے میں جمع ہوتی جا رہی تھیں لیکن عنقریب روشال ان سب احساسات اور شکوؤں کی تاب نہ لاتے بہت برے طریقے سے پھٹنے والی تھی وہیں نواب جی جو بڑھتے وقت کے ساتھ ان چار مہینوں میں اپنی چھوٹی بیگم کے عشق میں ڈوبے جا رہے تھے۔۔

اُس دن کے بعد اُنہوں نے چھوٹی بیگم کو خفا ہونے کا کوئی موقع نہیں دیا۔۔۔ اگر وہ بزنس کے کام سے آؤٹ آف سٹی بھی جاتے تو روشال کو ساتھ لے کر جاتے پہلے دو مہینوں تک لیکن کیوں کے اب روشال کا جسم بھاری ہوتا جا رہا تھا پیٹ اُس کا عام پیٹ سے بڑھا ہوتا جا رہا تھا اس لیے دادی جان نے اب سختی سے منع کر دیا تھا نواب عالیان کو کہ چھوٹی بہو اب زیادہ اس حال میں حویلی ہی رہے گی زیادہ باہر نکلنا اس حالت میں ٹھیک نہیں ہوتا۔۔۔ نواب عالیان اب اپنا زیادہ وقت روشال کو دینے لگے جہاں وہ اپنے آفس اور ڈیرہ صبح کے گئے رات کو گیارہ بجے لوٹتے تھے۔۔۔ وہیں نواب عالیان اب دوپہر میں بھی کئی دفعہ چکر لگا لیتے اور رات کو بھی دس بجے سے پہلے حویلی روشال کے بہت پاس ہوتے تھے۔۔۔ اور جس جس چیز کی روشال کو طلب ہوتی وہ ساتھ لے کر آتے۔۔۔ اپنی طرف سے وہ کوئی موقع نہیں چھوڑ رہے تھے۔۔۔ اپنی چھوٹی بیگم کو خاص محسوس کروانے کا۔۔۔۔۔ اور دوسری طرح سہیل جو تل تل مر رہا تھا اپنی محبت کے لیے۔۔۔ اُس سے روشال کا ایسا بچھا چہرہ دیکھا ہی نہیں جاتا تھا۔۔۔۔۔ ایک ہنستی کھیلتی لڑکی اب بالکل چپ سی ہو گئی تھی کہیں دفعہ روشال شمسہ کے ساتھ پیچھے لان میں

چہل قدمی کرتی تو اکثر سہیل چھپ چھپ کر اُس کو دیکھا کرتا کہیں دفعہ سہیل نے اُس سے بات کرنے کی کوشش کی لیکن روشال نے اُس کو کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ ایک پکی فرمانبردار بیویوں میں سے تھی بے شک اب اُس کے دل میں نواب عالیان کی محبت سے زیادہ جگہ اُس کے آنے والے بچے نے لے لی تھی۔ کیوں کے جب جب نواب عالیان باہر ہوتے تو روشال گھنٹوں بیٹھی اپنے پیٹ میں پلنے والے اپنے بچے سے

ڈھیروں بات کرتی۔ اب تو وہ اپنی آنے والی اولاد کے بنا شاید ہی رہ سکتی تھی۔ سچ بولتے ہیں جب ایک لڑکی ماں بنتی ہے تو وہ اپنے شوہر سے زیادہ اور خود سے زیادہ اپنے بچوں سے پیار کرنے لگتی ہے

ایک دن صبح کے آٹھ کا وقت تھا نواب عالیان کا فون شد و مد سے زور سے بجا تھا وہ جو کمبل کے اندر بنا پردے کے روشال کی برہنہ ناز کی میں منہ دیے اُس کو اپنی مضبوط گرفت میں لیے سکون کی نیند سو رہے تھے۔

پوری رات نواب عالیان نے روشال کے جسم کے اندر اپنی نرم گرم شدتیں لوٹائی تھیں۔ صبح پانچ بجے ہی اُس کو اپنی قربت سے رہائی دی اور پھر اُس کے

بعد وہ کتنی دیر سوئی ہوئی روشال کی دھڑکنوں سے اپنے آپ کو سیراب کرتے جو  
روشال کے ماں بننے کے بعد اور زیادہ دلکش اُبھری ہوئی اور حسین ہو گئی تھیں  
اب تو نواب عالیان کو اُس کے سینے پر سر رکھے بنائیند ہی کہاں آتی تھی نواب  
عالیان جھنجلا کر اٹھے اس وقت اُن کو اپنا فون بجنا بہت ہی برا لگا تھا۔۔۔ روشال  
کے سینے سے منہ اٹھائے کچھ سیکنڈز اُس کے بکھرے سراپا کو دیکھا اپنی گہری  
نگاہوں سے جو اور زیادہ نواب عالیان کو پھر سے اُس کے قریب جانے کے لیے  
بہکا رہا تھا۔ لیکن فون کی آواز سنتے اُنہوں نے جلدی سے اٹھتے کمبل کے اندر ہی  
نیچے سے اپنا بلیک ٹراؤزراٹھا کر ڈالا۔۔۔ اور فون پر نمبر دیکھتے کان سے لگاتے ایک  
ہاتھ میں سگریٹ دباتے بالکونی کی طرف بڑھ گئے۔۔

ہیلو کیسی ہو رباب !!! نواب عالیان نے سنجیدہ چہرے کے ساتھ بولا۔۔ ان چار  
مہینوں میں اُنہوں نے شاید ہی گنتی کے چار دفعہ ہی کال کی ہوگی رباب کو اور  
پچھلے ڈیڑھ مہینے سے تو اُن کو جیسے رباب کا وجود اپنی زندگی میں یاد ہی نہیں رہا تھا

کیسے ہو بے بی بھول گئے اپنی رباب کو اپنی پہلی بیوی کو۔۔۔!!! آنکھیں مٹکا مٹکا کر بول رہی تھی رباب ایسی بات نہیں وہ اچھولی بس چھوٹی بیگم کی طبیعت ٹھیک نہیں چل رہی تو بس یاد ہی نہیں رہا۔۔ اور تم بتاؤ کب آرہی ہے پاکستان۔۔ بھول گئی یہاں تمہارا شوہر اور سسرال بھی ہے۔۔۔ کیوں کے نواب عالیان کو خود پر غصہ آرہا تھا کیسے وہ رباب کو بڑھتے وقت کے ساتھ بھولتے جا رہے تھے اس لیے اُن کو بہتر لگا کہ وہ پاکستان جلدی آجائے ورنہ شاید ہی رباب اُن کے دل میں رہ بھی پائے یا نہیں۔۔۔۔ عالیان میں دو مہینے اور رکنا چاہتی ہوں بات یہ ہے مام مجھے چھوڑ نہیں رہی زمان بھی بول رہا ہے آپ اتنے سالوں میں آپ پہلی بار اتنے مہینوں کے لیے آئی ہیں تو دو مہینے اور رک جائیں۔۔۔ ویسے میں روشال کی خیریت کچھ دنوں میں پوچھتی رہتی ہوں اُس کو کال کر کے آخر میرا بچہ بھی تو بولتے رباب نے اپنے سامنے پڑا ڈرنک کا گلاس منہ سے لگایا تھا آنے والا ہے نایہ۔۔ اور سامنے کسی کو دیکھتے آنکھ و نک کر گئی تھی جو سگریٹ پیتے اپنے لیے اسٹرونگ ڈرنک بنا رہا تھا۔۔۔ ٹھیک ہے رباب دو مہینے بس اُس کے بعد تم کبھی اتنے دنوں کے لیے نہیں جاؤ گی۔۔۔۔ اور جلدی آؤ تمہارا عالیان تمھے یاد کر رہا

ہے۔۔ آتی ہوں ڈار لنگ۔۔ بولتے جیسے رباب نے فون رکھا تھا وہ آدمی رباب کو اپنی باہوں میں اٹھا گیا تھا اور اُسکی لے جا کر بستر پر پڑکا۔۔ اور اگلے ہی لمحے اُس کے اوپر آیا۔ اور رباب کا چہرہ نرمی سے پکڑ گیا۔۔ کب اجازت دو گی تم میں سما سکوں سب تو کر لیا بس سمانا ہی رہ گیا۔۔

کیوں تھک گئے مجھ سے مسٹر پرفیکٹ۔۔ تم سے میں کبھی نہیں تھک سکتا تم میرا جنون میرا پاگل پن ہو رباب تمہارا ہر نکھر اسر آنکھوں پر لیکن جانے سے پہلے تمہے اتنا پاگل کر دوں گا جو آخری مراحل ہم دونوں میں رہ گئے ہیں تم خود آتے اُن کو پورا کر جاؤ گی۔۔۔ سامنے اپنے عشق میں ڈوبے شخص کی باتوں پر رباب کا دل زور سے دھڑکا تھا۔۔ یہ سنتے رباب اُس کر چہرے کو اپنے لمس سے گھیلا کرتے مسکرائی تھی۔۔ تمہاری شدت اور پاگل پن پسند آرہا ہے ایسا ہی کوئی چاہیے تھا جس کا سارا فوکس مرتے دم تک میں ہی رہوں عالیان نے بھی مجھے بہت سر آنکھوں پر بٹھایا ہے۔۔ لیکن میں رباب ہوں جس کو ہر گزارتے وقت کے ساتھ اڑھنا پسند ہے۔۔ اور میں اڑھنا چاہتی ہوں اب کوئی شک نہیں اُس جیسا شوہر قسمت والوں کو ملتا ہے جو خود سے زیادہ اپنی بیویوں پر اندھا یقین کرتا

دل میں لیکن اُس سے زیادہ تم ہے۔۔۔ لیکن میں کیا کروں وہ بھی ہے میرے  
میرے نخرے اٹھاتے اپنی جگہ بناتے جارہے ہو۔۔

کب تک جھیلے ہو مجھے۔۔ ایک دم وہ رباب کی پنکھڑیوں پر ہلکا Let see  
لمس دیتے بولا۔۔ ساری زندگی!!!! نواب عالیان شاور لینے کے بعد باہر آئے  
چھوٹی بیگم جو پوری گول مٹول سی گڑیا لگنے لگی تھیں چھٹے مہینے میں ہی اُنکا پیٹ حد  
سے زیادہ بڑا تھا اوپر سے طبیعت بھی اب وقت کے ساتھ ناساز ہوتی جا رہی تھی

--

روشنال جو گھرے گلے والی بہت ہی خوبصورت پٹھانی ریڈ چوٹوں والی فروک  
میں آئینے کے آگے کھڑی اپنے ہاتھوں میں مشکل سے لال کانچ کی چوریاں چڑھا  
رہی تھیں۔۔۔۔ نواب عالیان جو بس بلیک شلوار میں تھے اپنے چٹانی بھگے سینے کو  
تولیہ سے لگرتے مسکراتے اپنی چھوٹی بیگم کے پاس بڑھے جو کیوٹ سے فیس بنا  
بنا کر اپنے پیٹ میں پلنے والے بچے سے بات کرتے چوریاں پہنے میں مصروف  
سی تھیں۔۔ دیکھو میرے چند آپکی ماما سے کوئی کام صحیح نہیں ہوتا یہ چوڑیاں بھی  
نہیں پہنی جا رہی ہیں کیا کروں ایک دم روشنال کی سسکی نکلی تھی کیوں کے نواب

عالیان احتیاط سے روشال کے پیٹ پر ہاتھ رکھتے اُس کی برہنہ پشت کو اپنے سینے سے لگاتے اُس کی سائڈ گردن پر اپنا بے باک لمس دے گئے تھے۔۔۔ نواب جی چھوڑیں ابھی ہمارا یہ سب کرنے کا کوئی موڈ کوئی نہیں میں اپنی چھوٹی بیگم کا سارا کارخ اپنی طرف کرتے اُس کے گہرے گلے سے موڈ بنالوں گا یہ بولتے روشال نظر آتی اُس کی رعنائیوں پر جھکنے ہی لگے تھے۔۔ ایک دم روشال اُن کو دونوں ہاتھ سے پیچھے کر گئی تھی۔۔۔

کیا طریقہ ہے چھوٹی بیگم بہت ہی سرد لہجے میں بولے کیوں کہ اُن کو اپنی چھوٹی بیگم کا جھٹکنا پسند نہیں تھا اور وہ اب محسوس کرنے لگے تھے روشال وقت کے ساتھ بہت ہی خاموش اور اپنے آپ میں ہی رہنے لگی تھی۔۔۔ بامشکل ہی کوئی بات کرتی تھی اُن سے قربت کے لمحات میں۔۔۔ پر کبھی اُن کو اُن کا حق لینے سے نہیں روکتی تھی لیکن اب اُس کا جسم ویسے رسپانس نہیں کرتا تھا جیسے شادی کے بعد پانچ مہینوں تک کرتا آیا تھا۔۔۔ وہ خود اُن میں کھوتے اُن کو اپنے سے لپٹاتی تھی۔ لیکن اب ایسا کچھ نہیں تھا روشال اپنی انگلیوں کی چٹکریان نکالتی بولی۔۔۔ وہ نواب جی بھوک لگی ہے تو۔۔۔ اوہ اچھا ایسی بات ہے ایک دم روشال کو اپنی



باہوں میں بھرتے اُسکے ماتھے پر بوسادے گئے۔۔ ابھی شمسہ سے بول کر اوپر  
آپکافیورٹ کھانا منگواتا ہوں نواب جی مجھے بس ناچاکلیٹ شیک پینا ہے۔۔ آج کل  
رہا ہے۔۔ اچھا میں کہتا ہوں شمسہ کو تم بیٹھو۔۔ روشال کو بس وہی پینے کو دل کر  
لے جا کر بیڈ پر بٹھا گئے تھے۔۔ اور فون اٹھا کر شمسہ کو کال ملائی۔

کچھ ہی دیر میں شیک روشال کے پاس تھا۔۔ روشال جو اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھے  
چاکلیٹ شیک پی رہی تھی وہیں نواب عالیان جو ابھی آفس نہیں نکلے تھے۔۔ وہ  
جب تک چھوٹی بیگم ناشتہ نا کر لیں وہ آفس نہیں جاتے تھے نواب عالیان جو  
سامنے ہی بالکونی میں ٹہلتے سگریٹ کے گہرے کش لیتے کچھ سوچ رہے تھے اب  
انہوں نے سگریٹ پینا کم کر دیا تھا کہ چھوٹی بیگم کو اس کے دھوئیں سے کوئی  
افیکٹ نہ ہو جب پینا ہوتا تھا وہ بالکونی میں جا کر یہ اپنے آفس ڈیرہ میں ہی سوئے  
مارتے تھے۔۔ سگریٹ پیتے انکی نظریں اندر سامنے ہی بیٹھی اپنی چھوٹی بیگم پر  
تھیں۔۔۔ کیسے بتاؤں چھوٹی بیگم کو میں کیا انکے لیے محسوس کرنے لگا ہوں جو  
بھی ہے یہ محبت سے بہت آگے ہے۔۔ یہ جذبہ وہ جذبہ نہیں جیسا رباب کے لیے  
تھا یہ تو ایسا جذبہ ہے جو عشق کے مقام پر جاتا ہے بڑھتے دنوں کے ساتھ میں اپنی

رہا ہوں اتنا پاگل ہو گیا ہوں مجھے تو اب رباب کا بھی چھوٹی بیگم کے لیے پاگل ہوتا جا  
یاد نہیں رہتا۔۔ کیا میں یہ غلط تو نہیں کر رہا نا۔۔ لیکن یہ جذبہ یہ جنونیت بس  
چھوٹی بیگم کے لیے ہے رباب کے لیے تو میں نے کبھی ایسا محسوس نہیں کیا ان  
آٹھ سالوں میں اُس نے جتنی آزادی مانگی اتنی دی لیکن کبھی ایسا ہوا چھوٹی بیگم  
نے ایسا کچھ مانگا تو شاید میں خود ہی جان سے جاؤں گا۔۔ یہ سوچتے نواب عالیان  
ری لنگ کو پکڑتے سگریٹ کا گہرا کش لیتے آسمان کو دیکھ گئے تھے اور آخر اپنی  
محبت کا اقرار کر گئے۔۔ عشق کرنے لگا ہوں میں چھوٹی بیگم سے عشق۔۔ وہ  
میری عشق منزل عشق حیات بنتی جا رہی ہیں لیکن ان سب میں رباب کے ساتھ  
تو نا انصافی نہیں کرتا جا رہا۔۔

میرے خدا تو ہی بتا اگر ایک بتیس سالہ مرد کو اپنی کم عمر خوبصورت سیرت والی  
بیوی سے عشق ہو گیا تو کیا گناہ تو نہیں ہو گیا نا۔۔

یہ بولتے آنکھیں نم ہوئی تھیں کیوں کے اُن کو ایسا لگ رہا تھا وہ  
روشال سے عشق کرتے رباب ساتھ نا انصافی کر رہے تھے۔۔

کل رباب کو پھر کال کروں گا اب آجائے پاکستان یہ نہ ہو میں اُس کو پورا ہی بھول  
جاؤں۔۔۔

شام کا وقت تھا روشال جو آج اکیلی کب سے پیچھے لان میں چہل قدمی کر رہی  
تھی اُس کا ساتواں مہینہ شروع ہونے کو تھا لیکن  
لیکن اندر ہی اندر جہاں ایک لڑکی کو خوش ہونا چاہیے وہیں روشال اس حالت  
میں اندر ہی اندر کتنی جنگوں سے لڑ رہی تھی۔۔۔ ایک تو اُسکے شوہر کا کبھی اُسکی  
محبت کو ناپنا اور دوسری طرف اب محبت سے زیادہ اُس کو اپنے آنے والے بچے  
کی فکر ستائے جا رہی تھی۔۔۔

کیوں کے ان چھ مہینوں میں جیسے زرتاج بیگم اور رباب نے روشال کو جتایا تھا  
عالیان خان کے پیچھے کہ وہ بس بچہ پیدا کرنے والا سامان تھی۔۔۔ روز زر بیگم  
کا یہ بولنا ہمیں وارث ہی چاہیے اگر نہیں ہو انہ تو اُسی دن تم اس حویلی سے واپس  
اپنے گاؤں حویلیاں جاؤ گی کیوں کہ پھر تم جیسی لڑکی کا یہاں کوئی کام نہیں ہوگا

میں اپنے عالیان کی ایک اور شادی کر دوں گی اُس کو تو بیٹا اُسکا وارث تیسری سے  
مل ہی جائے گا اور شاید تمھے بھی واپس حویلیاں جیسے چھوٹے گاؤں میں کوئی  
شادی شدہ رنڈا مل ہی جائے گا جو تمھے اپنا کر تمہاری غریب فیملی کا  
خرچہ اٹھا سکے اتنی خوبصورت تو ہو تم۔۔۔ اور سنوں اگر لڑکی ہوئی نا اُس کو اپنے  
ساتھ ہی لے جانا ہم نوابوں کے خاندان میں پہلا ہمیں وارث ہی چاہیے ہوتا ہے  
۔۔۔ زر بیگم کے زر خند الفاظ پھر سے یاد کرتے روشال کی سانسیں تیز ہوئی  
تھیں۔۔۔ اُس نے اپنے آنسو پہنچتے ہلکا سا گھاس پر چلتے آسمان کی طرف دیکھتے  
اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھے رب سے ڈھیروں التجا کرتے اس بچے کے پیدا ہونے تک  
صبر مانگا تھا۔۔۔ پھر روشال کو رباب کی باتیں یاد آئی جو وہ ہر ہفتے فون کر کے اُس  
کو جتلاتی رہتی تھی۔۔۔۔۔ بیشک اُس نے عالیان کو فون نہیں کیا ہوا تھے مہینوں  
میں اتنی پابندی سے جتنا روشال کو کیے تھے کیوں کے رباب کا کام تھا ازل سے  
چلتے دل پر تیلی لگانے کا کام کرنا اور وہ کر رہی تھی روشال کو ایسی باتیں سنا سنا کر  
۔۔۔۔۔ روشال میرے بچے کا دھیان رکھنا یہ میرا بچہ ہے اگر میں لندن آئی  
ہوئی ہوں اس چیز کا یہ مطلب نہیں میں اپنی اولاد سے غافل ہوں تمھے بس بچہ

پیدا کرنے کے لیے لایا گیا ہے اُس کے بعد تم مجھے بچہ دے کر یہاں سے چلتی بننا۔  
روشنال نے یہ سوچتے آہستہ آہستہ چلتے جا کر ایک طرف لان میں بہت ہی  
خوبصورت بیٹھنے والی جگہ بنی ہوئی تھی وہاں جا کر بیٹھی اور آنسو جو اُس کے  
پھولے گول مٹول عارض کو بھگور رہے تھے۔۔۔ کیا کسی لڑکی کو اس حال میں اتنی  
افیت ملتی ہے جتنی میں ان لوگوں کے الفاظوں سے سہہ رہی ہوں ملتی ہی ہوگی  
یہاں کتنی لڑکیوں کو میرے جیسی افیت کچھ لڑ جاتی ہوں گی اور کچھ چپ اور کچھ  
میری طرح صبر کا گھونٹ پیتے اُس وقت کا انتظار کرتی ہیں جب عدالت اُس کے  
اللہ کی طرف سے ہوگی اور وہ اپنے ہی مقدمے کی وکیل ہوگی یارب اتنا مجھے تڑپا  
رہے ہیں اتنا میں کیا بتاؤں تجھے یہ نہ ہو کسی دن میرے صبر کا باندھ ٹوٹ جائے  
ایک ماں جب اپنے بچے کو نو مہینے پال سکتی اور یہ روشنال اب والی روشنال نارہے  
ہے تو اُس کے لیے کسی حد سے بھی گزر سکتی ہے۔۔۔۔۔ یہ بولتے روشنال کی  
آنکھیں آج الگ سی انگار سے بھری تھیں جس دن روشنال کے صبر کا پیمانہ لبریز  
ہوتا اُس دن شاید تباہی ہی تباہی تھی۔۔

روشال جو خود کے لیے اور صبر مانگ رہی تھی جو شاید اب ٹوٹنے کے درپے تھا۔۔۔ وہ روز روز ایسی باتیں سنتے بہت تکلیف میں تھی نواب عالیان کو اُس نے کبھی نہیں بتایا کہ اُنکے پیچھے زرتاج بیگم اور رباب اُس سے کیا کیا کڑوی باتیں کرتی ہیں کیوں کہ اُس کی تربیت میں شامل نہیں تھا غیبت اور چغل خوری کرنا۔۔۔ اس لیے وہ چپ رہی لیکن بولتے ہیں نہ کچھ لوگ آپکے صبر اور خاموشی کو دیکھتے سمجھتے ہیں آپ کمزور ہو لیکن اُن کو پتہ نہیں ہوتا وہ اُس وقت کے انتظار میں ہیں جب اللہ کی طرف سے فیصلے ہوں گے پھر بس کن کے ہی معجزے ہوں گے کیوں کہ اللہ سے بڑی کوئی طاقت نہیں جو ایسے لوگوں سے بہترین بدلہ لینے والا ہے۔۔۔ اور عنقریب روشال کے حق میں بہترین فیصلے ہونے والے تھے۔۔۔

روشال اپنی چادر اچھی طرح وجود پر لیے بیٹھی اب شام کے ڈھلتے سائے دیکھ رہی تھی ایک ہاتھ ہمیشہ کی طرح اپنے پیٹ پر رکھا ہوا تھا اب وقت کے ساتھ یہ بچہ اُسے خود سے زیادہ قیمتی ہونے لگا تھا کہاں وہ کہتی تھی کہ وہ اپنا بچہ دے کر چلی جائے گی لیکن اب ایسا سوچ کر ہی روشال کا دل منہ کو آ جاتا تھا۔ اتنے میں سامنے سے سہیل اسی طرف آ رہا تھا اُس کو دیکھتے روشال اٹھ کر جانے لگی اندر کی طرف

ایک دم سہیل اُس کو آواز دے گیا تھا۔۔۔ روشال!!! آنکھیں نم تھیں سہیل کی کیسے بیان کرتا اُس کو وہ کتنا چاہتا تھا اُس کو اس حویلی میں بھی اب تک وہ روشال کے لیے ہی رکا ہوا تھا کیوں کہ وہ روشال کو ایسی حالت میں دیکھتے یہاں سے نہیں جانا چاہتا تھا وہ جانتا تھا کہ دن بادن وہ کتنی کمزور اور ٹوٹی جا رہی تھی روشال اُس کی آواز کو نظر انداز کیے پھر اندر کو طرف بڑھنے لگی۔۔۔

روشال جب کبھی لگے تم اکیلی ہو کوئی نہیں تمہارا ایک دفعہ پیچھے مڑ کر ضرور دیکھ لینا تمہارا سہیل ہمیشہ تمہارے انتظار میں کھڑا رہے گا۔۔۔

یہ سنتے روشال بنا سہیل کو جواب دیے بے تاثر اندر کی طرف بڑھ گئی تھی باکردار عورت تھی غیر مردنا محرم سے بات کرنا گناہ سمجھتی تھی۔۔۔ پیچھے سہیل ہنسا تھا اپنی ہی حالت پر جانتا تھا یہ لڑکی ہمیشہ سے ہی اونچے کردار کی مالک رہی تھی پھر بھی وہ اُس کو پانے کی ہر کوشش کر رہا تھا۔۔۔

-----

نواب عالیان علی خان جو ایک اہم میٹنگ میں تھے رات کے نو کا وقت ہو گیا تھا۔۔۔ وہ میٹنگ اٹینڈ کرتے بار بار اپنی گھڑی میں وقت دیکھتے اپنی گھنی بیڑد سہلا

رہے تھے آج دیر ہو گئی تھی ورنہ وہ عموماً آج کل ٹائم سے حویلی کے لیے نکل جاتے تھے کیوں کہ بڑھتے دنوں کے ساتھ روشال کی طبیعت خراب رہنے لگی تھی۔۔۔ آخر کار میٹنگ ختم کرتے وہ اپنے عالیشان آفس کین میں آئے فون کان پر لگاتے۔۔ شمسہ چھوٹی بیگم کو دودھ دے دینا یاد سے اور جو وہ مانگیں وہ دودھ میں آتا ہوں کچھ دیر تک گھر۔۔۔ یہ بولتے فون رکھا تھا پر اتنے میں اُن کا فون پھر بجاجس پر کوئی اور نمبر آرہا تھا۔۔ نواب عالیان نے فون اٹھایا۔۔۔ ہیلو!!!!!! کون ملنا چاہتا ہے مجھ سے فیصل گیلانی۔۔ ویٹ ویٹ یہ تو میرے سینئر اور خاص دوست رہ چکے ہیں اتنے سالوں بعد وہ مجھ سے ملنا چاہتے ہیں ہم دودن کے بعد کی اُن سے میری میٹنگ فیکس کر دو۔۔ یہ بولتے نواب عالیان فون رکھتے اپنی گاڑی کی چابیاں اٹھاتے آفس کین سے باہر نکل گئے تھے۔۔

-----

نواب عالیان خان کی گاڑی کارپوچ میں آکر چرچر کی آواز سے رُ کی تھی اس وقت وہ کھدر کے بلیک شلوار قمیض پر کندھوں پر آف وائٹ مردانہ شال ڈالے ہوئے تھے وہ اندر آتے تیزی سے اپنی چھوٹی بیگم کے کمرے کی طرف بڑھے سیڑھیاں



چڑھتے آج اچھے خاصے وہ آفس سے لیٹ ہو گئے تھے۔۔ جیسے ہی کمرے کا دروازہ کھولتے اندر آئے سامنے بیڈ پر بڑی مشکل سے بیٹھی اپنی سسکتی چھوٹی بیگم کی طرف نظریں بے اختیار اٹھی تھیں۔۔۔

چھوٹی بیگم!! روشال کو روتے دیکھ نواب عالیان کی دھڑکنے جکڑی تھیں۔۔۔۔ وہ تیزی سے روشال کی طرف بھاگے۔۔ چھوٹی بیگم کیا ہوا!! نواب جی پتہ نہیں آج بہت درد ہو رہا ہے شام سے میرا بچہ۔۔ نواب جی!!! ش!!! کچھ نہیں ہوتا ہم ابھی ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں یہ بولتے روشال کو اپنی گود میں اٹھا گئے تھے اور باہر نکلتے فوراً دھاڑے پر ویز گاڑیاں نکالو۔۔

-----

کچھ ہی دیر میں نواب عالیان روشال کو لے کر ڈاکٹر تعبیر کے کلینک میں تھے روشال جس کو ڈرپ لگی تھی۔۔ وہیں نواب عالیان کا دل بار بار حلق کو آ رہا تھا نہیں دیکھا جا رہا تھا اپنی چھوٹی بیگم کو ان تکلیفوں میں۔۔ وہ سامنے لیٹی غنودگی میں سوتی روشال کو دیکھتے اضطراب کی کیفیت میں کرسی پر بس پہلو ہی بدلے جا رہے تھے۔۔۔ کبھی ایک تو کبھی دوسری طرف۔۔ ڈاکٹر تعبیر روشال کو اچھی

طرح چیک کر کے باہر آئیں ایک دم نواب عالیان بے تابی لیے بولے صاف پتہ  
چل رہا تھا انکے لہجے سے وہ کتنی تکلیف میں ہیں اپنی چھوٹی بیگم کے لیے۔۔۔  
ڈاکٹر کیسی ہے روشال!! نواب صاحب نے پوچھا سنجیدہ اور فکر کے تاثرات لیے  
۔۔۔ دیکھیں نواب صاحب۔۔۔ آپکی بیوی ایک تو کم عمر ہیں اوپر سے اتنی جلدی  
پر یگننسی ہوئی جس سے کافی کمپلیکشنز ہیں اندر اور شاید یہ کوئی سٹریس بھی لے  
سے انکا بی پی شورٹ کر رہا ہے۔۔۔ اس لیے رہی ہیں اندر ہی اندر جس کی وجہ  
آپ سے درخواست ہے ایک تو انکا ساتواں مہینہ شروع ہونے کو ہے تو آپ جتنا  
ہو سکتا ہے انکا خیال رکھیں سب سے زیادہ ان کو سٹریس سے دور رکھیں ورنہ  
آگے جا کر بہت مسئلہ ہو سکتا ہے ڈاکٹر تعبیر نواب عالیان کو ایک طرح کا سب بتا  
گئی تھیں یہ سنتے نواب عالیان تو جیسے پاگل سے ہوئے تھے  
دیکھیں ڈاکٹر تعبیر میری چھوٹی بیگم کو اگر کچھ ہو انہ وعدہ کرتا ہوں میں اس  
ہسپتال کی اینٹ سے اینٹ بجا ڈالوں گا۔۔۔

Plz relax mr aliyan khan

دیکھیں میں نے بولا ہے لیکن اگر اُن کو جتنا سٹریس سے دور رکھیں گے اتنی ہی  
ہمہ کم مشکلات پیش آئیں گی۔۔۔۔۔ نواب عالیان نے ضبط سے اپنی مٹھیاں بھینچے  
اپنی چھوٹی بیگم کی طرف دیکھا تھا جو ہر وقت گلاب کی طرح سرخ رہتی تھی اب  
وہ بالکل زرد سی ہوتی جا رہی تھی۔۔۔۔۔ نواب عالیان کی آنکھوں میں آنسو چمکے  
تھے جسے وہ ایک نامحسوس انداز میں چھپا گئے تھے۔۔

لیکن مسٹر عالیان آپ دونوں کے لیے میرے پاس ایک گڈ نیوز بھی ہے جو مجھے  
لگتا ہے روشال کو ہوش آجائے پھر آپ کو بتاتی ہوں۔۔ کیسی گڈ نیوز ڈاکٹر نواب  
عالیان نے حیرانگی سے پوچھا تھا۔۔ انتظار کریں بتاتی ہوں یہ بولتے ڈاکٹر تعبیر  
مسکرائی تھیں۔ کچھ دیر بعد عالیان علی خان اور روشال دونوں ڈاکٹر کے سامنے  
بیٹھے تھے روشال جس کا چہرہ نقاہت سے زرد پڑا تھا لیکن اب وہ تھوڑا بہتر محسوس  
کر رہی تھی جب روشال ہوش میں آئی تو نواب عالیان نے خود اُس کو جو س اور  
سیب کھلایا تھا جو بامشکل ہی اُس نے کھایا تھا۔۔۔۔۔ جی بولیں ڈاکٹر کیا بات ہے  
نواب عالیان نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔

Congratulations to both of u .. Mashallah

Roshal is having twin babies

یہ گڈ نیوز سنتے جہاں نواب عالیان کا منہ کھلا تھا شکڈ کی کیفیت سے وہیں روشال کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔۔۔ یقین نہیں آ رہا تھا اُس چھوٹی سی لڑکی کو وہ اپنی کوکھ میں دو بچے پال رہی ہے۔۔۔۔۔۔ وہ دل ہی دل میں اپنے رب کا شکر ادا کر گئی تھی جو اُس کو اپنی دو نعمتوں سے نوازنے والا تھا۔۔۔ نواب عالیان جو ابھی بھی شکڈ کی کیفیت میں بیٹھے تھے۔۔۔ کیا بولا آپ نے ڈاکٹر تعبیر!!! پھر سے جاننا چاہا تھا۔۔۔ یہی آپ دونوں جڑواں بچوں کے ماں باپ بننے والے ہیں۔۔۔۔۔ اگر

Gender آپ دونوں چاہیں میں آپ کو اُنکا

بتا سکتی ہوں۔۔۔ روشال کی آنکھیں چمکی تھیں وہیں نواب عالیان ڈاکٹر تعبیر کو بتانے سے روک گئے تھے۔۔۔ نہیں ڈاکٹر ہمیں نہیں جاننا یہ بولتے روشال کی طرف دیکھا۔۔۔ نم زدہ آنکھوں سے دونوں ایک دوسرے کو بہت ہی گہرائی سے دیکھ رہے تھے۔۔۔ نواب عالیان نے جھکتے ڈاکٹر کے سامنے ہی روشال کے ماتھے پر اپنے ہونٹ رکھتے بوسادے گئے تھے۔۔۔ ساتھ بیٹھی لڑکی نے اُن کو جو

خوشی دی تھی وہ محسوس کرتے وہ اپنے آپکو آج اسپیشل محسوس کر رہے تھے۔  
آٹھ سال کے طویل عرصہ بعد نواب عالیان باپ بننے والے تھے وہ بھی ایک  
ساتھ دودو بچوں کے۔۔ یہ سوچتے اور شدت سے آنکھیں بھیگی تھیں واقعی اُنکا  
رب بہت مہربان تھا۔۔ روشال کے ماتھے پر بوسا دیتے بولے۔ ڈاکٹر مجھے نہیں  
جاننا ویسے بھی یہ اولاد خدا کا حسین تحفہ ہے

میرے لیے لڑکی ہو یا لڑکا مجھے دونوں نعمتیں منظور ہیں۔۔ روشال نے اس بات  
پر نواب عالیان کو دیکھتے اپنی آنکھیں چادر سے مسلی تھیں۔۔ آخر اللہ نے اُس  
کی جھولی دو بے شمار قیمتی تحفوں سے جو بھر دی تھی۔۔

-----

نواب عالیان اور روشال گھر آگئے تھے راستے میں نواب عالیان نے روشال کو  
منع کیا تھا وہ ابھی کسی کو نہیں بتائے گی اُنکے جڑواں ہونے والے ہیں کیوں کہ وہ  
چاہتے تھے بچے پہلے اللہ کے حکم سے صحیح سلامت ماں کی زندگی کے ساتھ اس  
دنیا میں آجائیں پھر وہ جشن منائیں گے۔ کیوں کہ اُن کو حسد نظر سے بہت ڈر لگتا

تھا اس لیے روکا تھا چھوٹی بیگم کو۔۔۔ کتنے بکرے صدقے دیے اور مزاروں  
درگاہ وغیرہ پر کتنے غریبوں اور بھوکوں کو کھانا کھلایا۔۔

روشال جو بیڈ پر ٹیک لگائے ٹانگیں سیدھی کیے بیٹھی تھی اب اُس کی ٹانگوں پر بھی  
ورم آنے لگا تھا۔۔ نواب عالیان جو بالکل اُس کے سامنے بیٹھے اُس کو اپنے ہاتھوں  
سے ایک ایک نوالا کھلا رہے تھے۔۔۔ کوئی اس وقت دیکھتا اتنی بڑی سلطنت کا  
نواب کمرے میں اپنی بیوی کے آگے کتنا الگ اور باہری دنیا کے لیے کتنا الگ تھا  
۔۔ کوئی یقین کر سکتا تھا کوئی نواب بھی اپنی بیگم کو اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلا سکتا  
ہے لیکن نواب عالیان کھلا رہے تھے۔۔

بس نواب جی!!! آخر روشال بولی۔۔ اُس نے پیلے رنگ کی بہت ہی خوبصورت  
لونگ فروک پہن رکھی تھی۔۔ جس میں اُس کے نشیب و فراز بنا دوپٹے کے  
بہت ہی دلکش لگ رہے تھے وزن بڑھنے کی وجہ سے اُس کے ابھار اور زیادہ گول  
اور پرفیکٹ سائز میں ڈھل گئے تھے نواب عالیان جو کب سے اپنے جذبات پر  
قابو کرنے کی ناکام کوشش کر رہے تھے اُن کی نظریں بار بار بھٹک بھٹک کر روشا  
ل کے سراپا پر اٹک رہی تھیں۔۔ ابھی وہ روشال میں شامل نہیں ہو سکتے تھے

کیوں کے ڈاکٹر نے اُن کو بتایا تھا روشال کو بہت سی پیچیدگیوں کا سامنا ہے لیکن  
اپنی پیاس وہ آخر یہاں سے تو مٹا سکتے تھے یہ سوچنے کے بعد نواب عالیان نے  
اپنی سوچ جھٹکی تھی اُن کو اپنے جذبات سے زیادہ ابھی اپنی چھوٹی بیگم کی زیادہ فکر  
ہو رہی تھی۔

روشال جو کب سے بس اپنے پیٹ کو دیکھتے وقفہ وقفہ سے مسکرائے جا رہی تھی  
یقین نہیں آ رہا تھا اتنے سے پیٹ میں دو جانیں پل رہی تھیں۔۔ نواب عالیان  
آخر روشال سے پوچھ بیٹھے۔۔ اُس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھے۔۔ چھوٹی بیگم !!!  
ہممم روشال نے اُن کی طرف دیکھتے بولا۔۔ چھوٹی بیگم کوئی چیز آپکو پریشان کر  
رہی ہے کیا یہ بولتے روشال کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھر گئے تھے نہیں تو۔۔  
!!! اتنا سا بولتے بولی نواب جی مجھے نیند آئی ہے۔۔ ہممم !!! ایک بات بولوں  
چھوٹی بیگم اس وقت آپکو بس ہمارے بچوں کا خیال رکھنا چاہیے اور سب سے  
زیادہ اپنا۔۔ آپ ہیں تو سب ہے آپ ہیں تو آپکا نواب۔۔ اتنا سا بولتے رکے  
تھے روشال اُنکی ادھی ادھوری بات سمجھتے بھی نہ سمجھی تھی جانتی تھی ابھی کل  
ہی رباب بیگم آجائیں نواب جی کے سب دعوے سب بول سب پرواہ اُنکے آگے

ہی اندرا ہنرایا ہنسی تھی۔ چھوٹی بیگم اپنا مانند پڑ جائے گی۔۔۔۔۔ یہ سوچتے اندر خیال رکھیں!!!! یہ بولتے نظریں روشال کی دھڑکنوں پر جما گئے تھے طلب ہو رہی تھی نواب عالیان کو۔۔۔۔۔ اپنے شوہر کی نظروں کا مفہوم سمجھتے روشال آخر بولی!! نواب جی جو آپکو چاہیے وہ آپ لے سکتے ہیں۔۔۔ لہجہ سپاٹ بے تاثر تھا۔۔۔ یہ بولتے اپنی گھنی پلکیں سرخ عارض پر سجدہ ریز کر گئی تھی۔۔۔ نواب عالیان کے لبوں کو مسکراہٹ نے چھو ہا تھا وہ اپنی شال نکال بیڈ پر اچھالتے اپنی قمیض کے اگلے دو بٹن کھولتے روشال کے بہت ہی زیادہ نزدیک ہوئے تھے۔۔۔ روشال جو نظریں جھکائے اپنے پیٹ کو دیکھ رہی تھی اور نواب عالیان روشال کے چہرے اور اُسکی دلکش نازکی کا طواف کر رہے تھے۔۔۔۔۔ روشال کسی حال میں بھی اپنے شوہر کے نکاح میں ہوتے اُنکی جائز ضروریات کو منع نہیں کر سکتی تھی اتنا تو جان گئی تھی اُس کا مرد اپنی ضروریات بس اپنی بیویوں سے ہی پوری کرتا تھا باہر کی عورتوں کو تو وہ نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے تھے۔ نواب عالیان جو روشال کے اب سرخ اناری عارض پر اپنے لب رکھتے بولے۔ شکریہ چھوٹی بیگم!!! مجھے اس زندگی کے دو حسین تحفے دینے کے لیے۔۔۔ روشال نے یہ



سنتے اپنی آنکھیں موندی تھیں اور بیڈ پر لیٹے اپنا بدن اپنی شوہر کی من مانیوں کے لیے چھوڑ دیا تھا۔۔۔ نواب عالیان جو اوپر ہوتے اس طرح روشال کے وجود پر چھا ہے تھے اُنکا ذرا سا بھی وزن روشال کے اوپر نا پڑے۔۔۔ اب وہ روشال کی بند ہوئی آنکھوں پر باری باری لب رکھتے اُس کے عارض کو اپنے لمس سے گھیلا کر گئے پھر اپنا چہرہ روشال کی نازک گردن میں چھپاتے کتنی ہی دیر وہاں اپنے لبوں کا لمس دیتے چومتے جا رہے تھے۔۔۔ روشال جس نے بس ہلکا سا اُن کو کندھے سے ایک ہاتھ سے پکڑا ہوا تھا جب کے دوسرا ہاتھ پیٹ پر رکھا ہوا تھا حفاظت کے نیچے آتے تقریباً دو منٹ تک روشال کے خوبصورت لیے نواب عالیان اب ابھاروں کو دیکھتے دل ہی دل میں اقرار کر گئے تھے اُنکے نیچے لیٹی اُنکی چھوٹی بیگم سچ میں اُنکا دماغ دل سب اپنے قبضے میں لے چکی تھیں شاید ہی اب وہ اس گڑیا کے بنا رہ بھی سکتے تھے۔۔

نواب عالیان روشال کی فروک کے گلے کے بہت ہی خوبصورت بٹن کھولتے اُس کی فروک دونوں کندھوں سے ڈھلکا گئے تھے۔۔۔ اور اصل خماری تو تب بڑھی تھی جب اُن کی بے باک گہری نظریں روشال کے اندر کے نازک بلیک

پر۔ دہ پر پڑی جو اتنا تنگ تھا کہ روشال کے ابھار اُن سے باہر نکلنے کو بے تاب تھے  
واقعی ایک عورت ماں بنتے ہی خوبصورتی کی انتہا پر پہنچ جاتی ہے۔۔ اور یہ نواب  
عالیان جو پہلی دفعہ دیکھ رہے تھے کیوں کے زندگی میں پہلی دفعہ جو باپ کے  
مرتبے پر فائز ہونے جارہے تھے روشال جس نے اپنی آنکھیں اور میچی تھیں  
نواب عالیان جو اپنی ایک انگلی اُسکی گہرائیوں پر پھیر رہے تھے۔۔ اور بولے  
چھوٹی بیگم لگتا ہے بچوں کے آنے تک روز یہیں سے کام چلانا ہو گا۔۔ یقیناً  
نیں میرے لبوں کا لمس اور زیادہ ان دھڑکنوں کو چار چاند لگا دے گا یہ بولتے  
شدت سے روشال کی بھاری دھڑ۔ کنوں کو نازک پردے سے آزاد کرتے اُس  
کے ایک ابھار کو اپنے لبوں میں کرتے اور دوسرے کو اپنے ہاتھوں سے مسلتے اپنی  
ساری تشنگی روشال کے اس حصے سے مٹانے لگے روشال جو دبی دبی سسکیاں لے  
رہی تھی کہیں نہ کہیں کچھ دیر کے لیے وہ سب بھول کر نواب عالیان کا لمس اپنے  
نازک حصے اور دیوانہ وار محسوس کر رہی تھی۔۔ عالیان خان جو کبھی وہاں دانت  
گاڑتے کبھی لبوں سے وہاں اپنا حملہ کرتے کبھی زبان کی نوک وہاں پھیرتے چلے  
جاتے کتنی ہی دیر بتیس سالہ نواب عالیان خود کو روشال کی دھڑکنوں سے اپنے

آپکو سیراب کرتے رہے آخر میں وہ اُس کے پیٹ سے لپٹے اس طرح کے وہ اپنی  
آنے والی اولاد کو محسوس کر سکیں شکریہ چھوٹی بیگم !!!۔۔۔ یہ بولتے اُس کی بر  
ہنہ بلی پر لب رکھتے ایک نظر روشال کو دیکھتے اُس کو لپٹے نیند کی آغوش میں چلے  
گئے وہیں روشال آخر اپنی نرم انگلیاں اُنکے گھنے بالوں میں پھیر گئی تھی۔۔۔ بہت  
کچھ دل میں بھرا ہونے کے بعد بھی وہ اس انسان کو خود سے جھٹک نہیں سکتی تھی  
آخر اُس کے بچوں کا باپ تھا۔۔۔ نواب عالیان کو اپنی آغوش میں لیے روشال بھی  
آنکھیں موند گئی تھی۔۔۔

-----

نواب عالیان جو اپنے آفس میں اپنی کرسی پر بڑے ہی سکون سے بیٹھے کچھ بہت  
اہم فائلز چیک کر رہے تھے آج وہ صبح روشال کو دادی جان اور شمسہ کی دیکھ  
بھال میں دیتے جلدی حویلی سے نکل آئے تھے آج اُنکی خاص میٹنگ تھی اپنے  
بہت پرانے خاص دوست اور سینئر سے جس سے آخری دفعہ وہ نو سال پہلے ملے  
تھے لندن میں اُسکے بعد اُس نے کبھی اُن سے ملنے کی کوشش ہی نہیں کی اور نہ  
ہی نواب عالیان کو گزارتے وقت کے ساتھ وہ یاد رہا۔۔۔ لیکن آج وہ نا صرف

لندن بلکہ پاکستان کا بھی بہت بڑا بزنس مین بن گیا تھا۔ نواب عالیان کو آج پتہ لگا  
تھا انکی کمپنی کو اس وقت پاکستان اور باہر کے ملکوں میں جس کی کمپنی ٹکردے  
رہی تھی وہ فیصل گیلانی کی تھی۔ نواب عالیان جو اپنے روایتی ڈریس کو ڈیس میں کب  
سے اپنے عالیشان کیمین میں بیٹھے فیصل گیلانی کا انتظار کر رہے تھے اس وقت وہ  
شال کندھوں پر ڈالے ہوئے تھے کھدر کی آف وائٹ شلوار قمیض پر بلیک  
----- سوٹ وہ زیادہ تر جب باہر ممالک جاتے تھے بزنس کو دیکھنے تب ہی  
پہنتے تھے جب سے وہ آٹھ سال پہلے اپنے محروم بابا کی جگہ حیدر آباد کے نواب  
بنے تھے تب سے انہوں نے سوٹ پہننا کم کر دیے تھے۔۔۔ وہ زیادہ تر نوابوں  
کا روایتی ڈریس ہی پہنتے تھے جو بہت دلکش بناتا تھا عالیان خان کو۔۔  
اتنے میں انکا آفس دوڑنوک ہوا تھا۔۔ نواب عالیان نے سیدھے ہوتے اندر  
آنے کو کہا

Plz come in !!!

پر جیسے ہی سامنے سے اندر آتی پر سنلٹی پر نظر گئی نواب عالیان اپنی کرسی چھوڑ  
کھڑے ہوئے تھے۔۔

کیوں کہ اُنکے سامنے اُنکا بہت ہی پرانا دوست سینئر فیصل گیلانی کھڑا تھا اپنی شاندار پرسنلٹی کے ساتھ اُن کو دیکھتے نواب عالیان مسکراتے اُنکی طرف بڑھے تھے جو اس وقت گرے رنگ کے تھری پیس سوٹ میں تھا کیسے ہو فیصل۔۔۔

نواب عالیان اُن سے بالغیر ہوتے بولے تھے بیشک فیصل گیلانی عمر میں نواب عالیان سے تھوڑا بڑا تھا لیکن دونوں میں دوستوں جیسا ہی رشتہ تھا۔۔ تم کیسے ہی عالیان اتنے سالوں بعد۔۔ ہاں واقعی اتنے سالوں بعد ملنا ہوا۔۔ نواب عالیان رسائیت سے بولے تھے۔۔ میں نے تمھے یاد کر لیا تم نے تو کبھی یاد ہی نہیں کیا۔۔ بس فیصل زندگی میں اتنا مصروف ہو گیا۔۔ صحیح بات نواب جو ہوا اس اتنے بڑے شہر کے مصروف ہونا تو بنتا ہے۔۔۔

اب دونوں کا قہقہہ گونجاتھا۔۔۔ آؤ فیصل بیٹھو۔۔۔ یہ بولتے فیصل گیلانی کو صوفہ پر بیٹھنے کی آمد دے گئے تھے اور خود بھی اُس کے سامنے والے صوفہ پر براجمان ہوئے۔۔۔ کب آئے لندن سے۔۔۔ نواب عالیان نے پوچھا تھا بس دو دن پہلے سوچا اپنے دوست سے ملتا جاؤں پھر پتہ نہیں زندگی میں ملنا ہو یا نہ ہو۔۔۔

ہاہاہاہاہا!!!! آج بھی تم ویسے ہی ہو فیصل گیلانی اکیلے میں رہتے خوش رہنے

والے۔ ہاں!!! لیکن اپنی پسندیدہ چیزوں اور انسانوں کے ساتھ۔۔ ہاں!!! اچھا  
یہ سب چھوڑوں شادی کی فیصل۔۔ نواب عالیان کافی کا ایک سب لیتے بولے۔  
۔۔ نہیں ابھی تک نہیں جلدی کر لوں گا!!! یہ بولتے فیصل نے کافی کا سب لیا تھا  
۔۔ ویسے تمھے یونیورسٹی میں کوئی پسند تھی نا کوئی جو نئیر تو بات نہیں بنی اُس سے  
کبھی۔۔۔ عالیان نے پوچھا تھا۔۔ نہیں!!! لیکن اب شاید بن جائے۔۔ ویسے  
عالیان تمہاری چوائس بہت اچھی ہے کیسی چوائس!!! نواب عالیان نے  
مسکراتے پوچھا۔۔ چیزوں اور انسانوں کی سلیکشن میں

I love ur office decor!!! And

اوہ اچھا ہاں بس ویسے تم یونیورسٹی میں بھی یہی بولتے تھے مجھے۔۔۔ ہاں بولتا تھا  
کیوں کہ جو چیز تمھے پسند ہوتی تھیں وہ پہلے مجھے پسند ہوتی تھیں لیکن تم لے کر  
اڑھ جاتے تھے۔۔۔ کیسی چیزے نواب عالیان نے سنجیدگی سے پوچھا فیصل  
گیلانی کی بات کچھ خاص سمجھ نہیں آئی تھی۔۔

Nothing!!! Leave it

یہ بولتے فیصل گیلانی نے ہلکی آواز میں بولا۔۔۔ جلدی وہ میری ہو جائے گی اور تم  
دیکھتے رہ جاؤ گے۔۔۔ کیا دیکھتے رہ جاؤ گے!! نواب عالیان نے پوچھا۔۔۔ وہ

میری شادی ہوگی جلدی انشاء اللہ

I will invite u aliyan !!!

With ur second wife !!!

یہ بولتے الگ ہی انداز میں ہنسا تھا فیصل گیلانی۔۔۔ تمھے کیسے پتہ میری دوسری  
شادی بھی ہوئی ہے۔۔۔ مجھے پتہ ہے عالیان تم پاکستان کے کوئی عام انسان تھوڑی  
ہو پورا پاکستان کیا باہر کے ممالک میں بھی تم ایک جانی معنی پر سنلٹی ہو۔۔۔  
کیوں!!!!!! ہممم!!!! جب تمہاری شادی ہوگی میں اپنی دونوں بیویوں کے  
ساتھ آؤں گا۔۔۔ اوہ یاد آ یا رباب کیسی ہے!! فیصل گیلانی رباب کا نام لیتے الگ ہی  
چمک سے مسکرایا تھا۔۔۔ ہاں وہ ٹھیک ہے آج کل لندن ہے اپنی مام اور بھائی کے  
پاس۔۔۔ ویسے ایک وقت پر تمہارا میرا اور رباب کا ایک بیسٹ سرکل ہوا کرتا تھا  
یونیورسٹی میں۔۔۔ ہاں کیسے بھول سکتا ہوں۔۔۔ وہ وقت یاد کرتے نواب عالیان  
مسکرائے تھے کتنی دیر دونوں میں باتیں ہوئیں پرانی نئی آخر فیصل گیلانی نواب

عالیان سے ہاتھ ملاتے باہر کی طرف بڑھنے لگا ایک دم رکا اور اُنکی طرف رخ موڑ  
بولا بہت جلدی یہاں پاکستان میں تمہاری ایک خاص چیز کو اپنی ملکیت میں لیتے  
تمھے سر پرانز کروں گا مطلب !!! نواب عالیان نے بہت ہی سنجیدہ طریقے سے  
پوچھا۔۔۔ وہ مطلب تمہارا یہاں بزنس میں میرے سے ہی مقابلہ ہونا ہے سے  
کوئی ڈیل وغیرہ۔۔۔ اوہ اچھا!! ٹھیک ہے تم اپنی بزنس سکمز کا زور لگا لو اور میں اپنی  
پھر دیکھتے ہیں کون کتنا پانی میں ہے۔۔۔ یہ کہتے نواب عالیان بھی جتا گئے تھے۔۔۔  
چلو میں چلتا ہوں اگر پھر ملنا ہوا ضرور ملیں گے یہ بولتا فیصل گیلانی نکل گیا تھا وہیں  
نواب عالیان کو فیصل کا انداز کچھ الگ عجیب سا لگا تھا پر وہ اگلے ہی پل اپنی سوچ کو  
جھٹلاتے اپنی چھوٹی بیگم کا کچھ سوچتے ٹیبل سے اپنا فون اٹھا گئے تھے۔۔۔ اور کسی کو  
فون ملا یا۔۔۔ ہیلو مس ماریہ !!! جی مجھے ساری کراچی کے سمندر کے پاس ایسی  
ہی تیاری چاہیے چھوٹی بیگم آپ شاید بھول سکتی ہیں پر آپ کا نواب نہیں جب میں  
میں لیتے نکاح نامے پر دستخط کیے تھے تب ہی آپ کی ڈیٹ نے آپ کو اپنے نکاح  
آف برت یاد کر لی تھی کل آپ اٹھارہ کی ہونے والی ہیں اور کل میں آپ کو بہت  
خوبصورت سر پرانز دینے والا ہوں۔۔۔



میں جانتا ہوں آج کل آپ کسی بات کو لے کر بہت پریشان ہیں اور جب میں پوچھتا ہوں آپ بتا نہیں پاتی لیکن کل آپکا نواب آپکو اتنا خوش کر دے گا کوئی غم بھی آپکے پاس بھٹک نہیں سکے گا۔۔۔ یہ بولتے پورے دل سے مسکرائے تھے۔

رات کے آٹھ کا وقت تھا نواب عالیان جو اپنے گارڈز کی گاڑیوں کے احصار میں تند و تیز ڈرائیو کرتے اپنی حویلی کی طرف رواں دواں تھے۔۔۔ اس وقت وہ بلیک رنگ کے ڈنر تھری پیس

سوٹ میں تھے بال جیل کے ساتھ سیٹ کیے ہوئے تھے آج نواب عالیان علی خان بے حد ہینڈ سم اور ڈیشنگ لگ رہے تھے۔۔۔ جب وہ آج اپنے آفس سے نکلے اُنہوں نے روشال کو کال پر کہا آج وہ دونوں ڈنر باہر کریں گے اور روشال کو اُنکی من پسند بلیک بنارسی ساڑھی میں تیار ہونے

کو بولا۔۔۔ روشال نے بس ہاں کی تھی۔۔۔ یہاں نواب عالیان

جو آج اُس طرح ریڈی ہوئے تھے جس انداز میں شاید روشال

نے انہیں دیکھا ہی نہیں تھا۔۔۔ جب سے روشال اُنکی زندگی  
میں آئی تھی نواب عالیان نے بس شلوار قمیض ہی پہنی تھی  
آج وہ روشال کے سامنے پہلی دفعہ اس ڈریسنگ میں جا رہے  
تھے اُس کو حویلی سے پک کرنے۔۔

آ رہا ہوں چھوٹی بیگم آج آپکو وہ سر پر انر ملے گا آپ دیکھتی  
رہ جائیں گی یہ بولتے روشال کے لیے اپنی آنکھوں میں  
ڈھیروں چمک لیے مسکرائے تھے۔۔ اور زیادہ سپیڈ بڑھائی تھی۔  
تقریباً آدھے گھنٹے میں نواب عالیان کی گاڑی گارڈز کی گاڑیوں کے  
ساتھ خان حویلی کے کارپوچ میں آکر رُکی تھی۔۔۔۔۔ نواب عالیان  
نے اضطرابی کیفیت میں حویلی کے اندر کے مین دروازے کی طرف  
دیکھا تھا اور اپنی گھنٹی براؤن بیئر ڈمسلی تھی۔۔۔۔۔ پر اگلے ہی سیکنڈ

آنکھوں میں چمک سی اُتری تھی کیوں کے سامنے سے چھوٹی بیگم شمسہ کے ساتھ  
پوری کالی چادر میں لپیٹی باہر کی طرف

آرام آرام سے چلتی آرہی تھیں ایک ہاتھ پیٹ پر رکھا ہوا تھا۔۔۔

روشال کو دیکھتے نواب عالیان اپنا کوٹ جھٹکتے اضطراب میں گاڑی  
سے باہر نکلے تھے۔۔۔ ایک ہاتھ سے اپنے بال اوپر کرتے چھوٹی  
بیگم کی طرف بڑھے۔۔۔ روشال جسکا سارا وجود چادر کے اندر  
چھپا تھا پر چاند سا چہرہ کھلا ہوا تھا۔ نواب عالیان روشال کے آگے آتے بولے  
چھوٹی بیگم!!! روشال

جو اپنے ہی دھیان میں چل رہی تھی ایک دم رکتے اُس نے اپنی  
ہیزل بلیو آنکھیں نواب عالیان کی آواز کی طرف اٹھائی تھیں۔۔  
اور اُس کے بعد آنکھوں نے وہاں سے کہیں اور جانا منع کیا تھا۔۔  
روشال کچھ دیر کے لیے پیٹاڑ ہوئی تھی اُس کے بالکل سامنے اُسکا شوہر اُس کے  
نواب جی اُس کے بچوں کے باپ اور آخر اس سلطنت کا نواب اپنی خوبرو اور بے  
حد ڈیشنگ پرسنلٹی کے ساتھ اُس کے سامنے کھڑا تھا سوٹ میں۔۔ روشال تو  
آج کتنے مہینوں کے بعد اپنے نواب جی کو دیکھتی ہی رہ گئی تھی آج وہ کسی ہیرو  
سے کم نہیں لگ رہے تھے۔۔۔ پہلے بھی نہیں لگتے تھے لیکن آج اُنکے انداز  
میں کچھ الگ تھا جو اُن کو اور زیادہ خوبصورت بنا رہا تھا۔۔۔ آخر روشال کا اپنی

طرف بنا پلکیں جھپکے دیکھنا نواب عالیان کو اندر تک سکون دے گیا تھا۔۔۔ آخر  
نواب عالیان بولے چھوٹی بیگم چلیں!!!۔۔۔ ہم کم کیا!!! روشال جو ایک دم  
بولی وہ اتنی نواب عالیان میں کھوئی تھی پتہ ہی نہیں چلا انہوں نے کیا بولا ہے  
۔۔۔ میں نے بولا چلیں!!! نواب عالیان روشال کا ہاتھ پکڑ گئے تھے۔۔۔ نظریں  
اُس کے بے حد حسین چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔۔۔ جی!!! اتنا سا ہی بولی  
تھی ایک دم نواب عالیان آگے ہوتے روشال کو اپنی مضبوط باہوں میں اٹھا گئے  
تھے جہاں روشال کا منہ کھلا تھا وہیں شمسہ کی آنکھیں پھٹی تھیں۔۔۔ پہلی بار  
اپنے نواب کو ایسا کرتے دیکھ رہی تھی۔۔۔

سنیں نواب جی!!! شش چھوٹی بیگم اب جو بولنا آپ وہاں جا کر بولیں گی جہاں  
میں آپ کو لے کر جا رہا ہوں۔۔۔ اس لیے خاموش۔۔۔ یہ بولتے روشال کو لے  
جاتے گاڑی کا دروازہ کھولتے اُس کی سیٹ پر بیٹھا گئے تھے۔۔۔ وہیں روشال  
خاموش ہوتی بیٹھی تھی۔۔۔ کچھ نہیں سمجھ رہا تھا اُس کے نواب جی اُس کو کہاں  
لے کر جا رہے تھے۔۔۔ روشال کو گاڑی میں بیٹھاتے نواب عالیان نے اپنی سیٹ  
سنبھالی تھی اور گہری نگاہ روشال پر ڈالتے گاڑی سٹارٹ کی تھی۔۔۔ روشال کی

نظریں وند سکرین پر ہی جمی ہوئی تھیں وہ اس خوب و سلطنت کے نواب کو دیکھتے  
پھر انہیں گلیوں میں جانا نہیں چاہتی تھی جب اس نواب نے اس کا دل لوٹا تھا اور  
اس کے دل کے مقام پر پورے حق سے براجمان ہوا تھا۔۔۔ نواب عالیان نے  
گاڑی سٹارٹ کرتے روشال کا ایک ہاتھ پکڑتے اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔۔ اب  
کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔ چھوٹی بیگم آج یہ کی بار روشال نے نظریں اٹھا کر ظالم نواب  
ہاتھ اور آپ میرے دل کے قریب رہیں گی۔۔۔۔۔ اپنی اشتقاق اور نشیلی  
نظروں سے روشال کو دیکھتے اب سارا دھیان اپنا ڈرائیو پر کیا تھا۔ اب اُن کو  
جلدی اُس جگہ پہنچنا تھا جہاں اُنہوں نے اپنی چھوٹی بیگم کے لیے بہت ہی  
خوبصورت انتظام کیا ہوا تھا۔۔۔

ایک گھنٹے کے اندر نواب عالیان کی گاڑی گارڈز کی گاڑیوں کے احصار میں کراچی  
کے سی سائڈ پر آکر رکی تھی۔۔۔ نواب عالیان نے وند سکرین سے باہر دیکھتے اب  
نگاہ اپنی چھوٹی بیگم پر ڈالی تھی جو باہر حیرت سے دیکھ رہی تھی سامنے بس سمندر کا  
پانی دکھ رہا تھا اور ٹھنڈی ٹھنڈی طوفانی ہوائیں چل رہی تھیں۔۔۔ روشال کو بہت  
دھیان سے باہر کی طرف دیکھتے نواب عالیان مسکرائے تھے اپنی طرف سے باہر

اترتے روشال کی طرف آئے اور اُسکی طرف کا دروازہ کھولتے اپنا ہاتھ بڑھا گئے  
تھے۔۔۔ یہ ہم کہاں ہیں نواب جی!! روشال نے پوچھنا چاہا تھا۔۔۔ جلدی آپکو پتہ  
لگ جائے گا چھوٹی بیگم ابھی چلیں!!! روشال نے اپنا ہاتھ نواب عالیان کی  
طرف بڑھایا ہی تھا اُس سے پہلے ہی نواب عالیان روشال کو اپنی باہوں میں اٹھا  
چکے تھے۔۔۔ ارد گرد گارڈز کو دیکھتے روشال عالیان خان کی اس حرکت پر سرخ  
یہ آپ کیا کر رہے!!!۔۔۔ روشال آخر جھجکتے انار ہوئی تھی۔۔۔ نواب جی  
بولی۔ سرخ انار کیوں ہو رہی ہیں چھوٹی بیگم آپ اس وقت اپنے شوہر کی پناہوں  
میں ہیں چاہے میرے گارڈز کھڑے ہوں یا ساری دنیا میں آپکو ایسے ہی اپنی با  
ہوں میں بھروں گا۔۔۔ یہ سنتے روشال نے بہت گہرائی سے نواب عالیان کو دیکھا  
تھا پر بولی کچھ نہیں۔۔۔ بس اپنی پلکیں جھکائی تھی سپاٹ انداز میں۔ نواب عالیان  
جو روشال کی جھکی پلکوں کو اُسکی شرم حیا محسوس کرتے مسکراتے ہوئے اندر کی  
طرف بڑھے۔۔۔ جیسے جیسے وہ روشال کو باہوں میں اٹھائے اندر کی طرف بڑھ  
رہے تھے ویسے ویسے روشنیاں ہوتی جا رہی تھیں جہاں ایک طرف نواب  
عالیان کا چہرہ مسکرا رہا تھا وہیں روشال حیرانی سے روشنیوں کی طرف دیکھ رہی

رہی ایسا لگ رہا تھا رات میں چاندنی نکل آئی ہو سمندر کے کنارے۔۔ آخر اُس جگہ آتے نواب عالیان نے روشال کو نیچے اتارا تھا روشال جس کی نظریں سامنے ہی تھیں نواب عالیان روشال کا چہرہ بے باکی سے دیکھتے اُس کے کان کے پاس جھکتے بولے۔۔۔۔۔ چھوٹی بیگم ابھی تو بہت کچھ ہونا باقی ہے یہ تو ابھی ٹریلر ہے۔۔۔۔۔ جی!! روشال نے حیرت استجاب سے نواب عالیان کی طرف دیکھا تھا۔

چلیں چھوٹی بیگم اپنے چھوٹے چھوٹے قدموں سے آگے کی منزل کی طرف۔۔۔۔۔ ہم!! یہ بولتی روشال ہلکے ہلکے قدم اٹھاتی ایک خوبصورت پھولوں سے سچی راہ داری سے ہوتی آگے کی طرف بڑھ رہی تھی۔۔۔۔۔ نواب عالیان اپنی چھوٹی بیگم کو پیچھے سے پورے حق سے دیکھتے اُس کے قدم پر قدم رکھیں بڑھ رہے تھے۔۔۔۔۔ اگر کوئی دیکھتا دور سے تو یہ نظارہ بہت ہی حسین لگتا ایک بڑی عمر کا تینتیس سالہ مرد جو ایک چھوٹی سی لڑکی کے پیچھے دیوانوں کی طرح چل رہا تھا۔۔۔۔۔ جیسے روشال نے ایک قدم آگے رکھا تھا آگے بس گلاب کے پھولوں کا اُس کے پاؤں میں بیچھا اب کارپیٹ تھا۔۔۔۔۔ روشال نے نیچے دیکھا ایسا لگا جیسے وہ جنت کے راستے ہو۔۔۔۔۔ نواب عالیان اپنی چھوٹی بیگم کا دلنشین ریکشن دیکھ کر اندر

تک سکون محسوس کر گئے تھے۔۔ ایک دم جیسے اُس نے اُن گلاب کے پھولوں  
کی راہداری پر قدم رکھے سامنے لائٹس آن ہوئی تھیں جو کینڈل کی طرح کی بنی  
ہوئی تھیں جیسے لائٹس آن ہوئی ساتھ ہی آسمان پر روشال کے نام کے غبارے  
اُڑے تھے۔۔ جس پر لکھا تھا

Happy birthday roshal aliyan ali khan Meri  
choti begum meri gudiya

یہ دیکھتے روشال کا ایک جگہ کھڑے ہی سامنے دیکھتے ہلکا سا منہ کھلا تھا نواب  
عالیان جو روشال کے چہرے کو اپنی آنکھوں میں بھرے دیکھ رہے تھے۔۔  
ابھی روشال کچھ بولتی ایک دم سماں پلین کی آواز سے روشال ڈرتے ہلکا سا رخ  
موڑتے نواب عالیان کے سینے میں منہ چھپا گئی تھی۔۔ ایک دم نواب عالیان  
نے اپنی چھوٹی بیگم کو مضبوطی سے اپنے احصار میں چھوٹے بچوں کی طرح  
بھرتے بولے۔۔ ریلیکس چھوٹی بیگم بس آپ سامنے دیکھیں میں ہوں نہ آپکے  
ساتھ کچھ نہیں ہونے دوں گا۔۔ روشال ہلکا سا نہیں دیکھتے سامنے آسمان کی



طرف دیکھ گئی تھی جہاں سماں پلین اپنے رنگ برنگے پنک اور پر پیل دھومیں سے  
لکھ رہا تھا سمندر کے اوپر

Happy 18th birthday roshal aliyan

یہ دیکھتے روشال کی آنکھیں بھیگی تھیں کیوں کہ آسمان کا نظارہ بہت ہی دلکش اور  
بے پناہ خوبصورت لگ رہا تھا۔۔۔

جیسے پلین نے آسمان پر لکھا ویسے ہی نیچے سے بہت سے کینڈل  
کے غبارے

lanterns fire balloons

آسمان کی طرف اڑے تھے

اور پیچھے سے نواب عالیان روشال کو اپنی باہوں میں بھر گئے اور شدت سے اُسکی  
کالی چادر گردن سے ہٹاتے اپنے لب رکھتے بولے، پیپی برت ڈے چھوٹی بیگم  
میری گڑیا میرے بچوں کی ماں۔۔ جہاں پہلے دل میں خوشی ہوئی تھی وہیں  
روشال ایک دم بھیگا سا ہنسی تھی اور ہلکی آواز میں بڑبڑائی بچوں کی ماں۔۔ نواب

عالیان نے روشال کا رخ اپنی طرف کیا۔۔ چھوٹی بیگم !!!، مم !!! بہت بہت  
مبارک ہو آپکو آپکا یہ خاص دن آج میری گڑیا اٹھارہ کی ہو گئی ہے۔۔  
آپکو کیسے یاد تھا نواب جی !!! آخر روشال سوال کر بیٹھی۔۔۔ کیسے انہیں اُسکا  
برت ڈے یاد رہا۔۔ جب آپ میرے نکاح میں آئی اُسی دن سے آپکی ہر چیز  
میری ہو گئی۔۔ جواب ہی اتنا گہرا تھا سمجھتے بھی روشال نہیں سمجھی تھی۔ دونوں  
ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے بہت ہی گہری نظروں سے ایک دم نواب  
عالیان روشال کے ماتھے پر بوسہ دیتے بولے۔۔ چلیں آگے ابھی بہت سے  
سر پرانز رہتے ہیں اور آپکو بھی تو دیکھنا ہے اوپر سے نیچھے ابھی تو یہ چادر آڑ بنی ہے  
میری نظروں کے بیچ۔۔ یہ بولتے نواب عالیان پھر سے اپنی چھوٹی بیگم کو اٹھا گئے  
تھے۔۔ روشال کے دونوں ہاتھ اُن کے گلے کا ہار بنے ہوئے تھے وہ روشال کو  
دیکھتے آگے بڑھ رہے تھے۔ آگے آتے سامنے دیکھتے روشال نے پھر حیرانگی  
سے وہ سارا سجا ہوا حصہ دیکھا تھا۔۔ سمندر کی لہروں کے بہت قریب بہت ہی  
خوبصورت سجاوٹ ہوئی تھی بلیک اور گولڈن غباروں سے ہر طرف روشنی کے  
لانٹرن لگے ہوئے تھے ایک طرف بہت ہی خوبصورت ہٹ (جھونپیری) جو

پوری پھولوں اور لائنس سے سچی ہوئی تھی ساتھ ہی ایک بہت ہی خوبصورت  
پھولوں کا چھتری کی طرح کی چھت بنائے نیچے ایک خوبصورت سی راؤنڈ شپ  
ٹیبل رکھی ہوئی تھی جس میں کیک تھا پنک اور پریل رنگ کا اور اُس کے اوپر چار  
روشال کے نام کی گڑیا اور اُس کے ہاتھوں میں دو بے بی بی بنا کر رکھے ہوئے تھے  
۔۔۔ آئیں چھوٹی بیگم نواب عالیان روشال کو وہاں ٹیبل کے پاس لے جاتے نیچے  
اتار گئے تھے۔۔

روشال جو بہت باریکی سے اُس کیک کو دیکھ رہی تھی اُس میں جب روشال اور  
اُس کے بچے تھے تو نواب عالیان کہاں تھے کیا وہ آج بھی اُس کے نہیں بنے تھے  
یا پھر آج جو بھی وہ کر رہے تھے صرف اپنے بچوں کی ماں کو خوش کرنے کے لیے  
یا صرف اپنے بچوں کے لیے کر رہے تھے۔۔

یہ سوچتے روشال کا دل اندر سے غمگین ہوا تھا جتنا وہ اپنے آخری ڈیلیوری کے  
مہینوں کے قریب بڑھتی جا رہی تھی اتنا ہی وہ یہ سب محسوس کرنے لگی تھی اوپر  
سے رباب کا ہر دودن چھوڑ کر فون کر کی اُس کو اُس کی حیثیت جتلا نا۔ روشال کو  
خاموش دیکھتے آخر نواب عالیان نے خاموشی تھوڑی تھی۔۔ چھوٹی بیگم کیسا لگا

سب۔۔۔ اُس کے بہت قریب ہوتے بے باک نگاہ اُس کے سراپے پر گاڑتے  
روشمال کی چادر نیچے سر کا گئے تھے۔۔۔ وہ کچھ نہیں نواب جی!! بے تاثر لہجے میں  
بولی۔۔۔ اور دوسری طرف نواب عالیان سیٹی اور بتی گل ہوئی تھی۔ کیوں کہ  
روشمال بلیک رنگ کی بنارسی ساڑھی میں قیامت ڈھارہی تھی اُسکا گول مٹول  
سراپا اور زیادہ متناسب ڈھلکا ہوا تھا۔ روشمال نے ساڑھی کا پلو بہت ہی  
خوبصورت انداز میں ڈالا ہوا تھا پیٹ بلاؤز میں ڈھکا ہوا تھا لیکن روشمال کی  
باہر نکلنے کو جیسے بے تاب گہرائیاں جو بہت زیادہ بھاری ہونے کی وجہ سے  
تھیں۔۔۔ کچھ پر یگننسی کا اثر تھا اور کچھ نواب جی کے لمس کا کیوں کہ وہ زیادہ  
روشمال کی دھڑکنوں سے ہی لپٹے اپنی پیاس آج کل بجھاتے تھے آج بھی اُنکا  
یہاں اپنا پورا پورا حق لینے کا ارادہ تھا اس لیے تو ساتھ ہی ایک چھوٹی سی جھونپڑی  
بنوائی تھی پورا کلفٹن ایریا بند تھا ہر طرف داخلی اور خارجی راستے پر نواب عالیان  
کے گارڈز کھڑے تھے۔۔۔ کوئی اس طرف آہی نہیں سکتا تھا۔۔۔ کیسا لگا سب  
چھوٹی بیگم روشمال کے خوبصورت سراپے کو اپنی آنکھوں میں قید کرتے بولے

بہت اچھا ہے سب ہلکا سا بولتے مسکراہٹ لیے سپاٹ لہجے میں بولی۔۔۔ نواب  
عالیان کو روشال کا یہ انداز ایسا لگا وہ خوش نہیں پھر بھی اپنی سوچوں کو جھٹلاتے  
اور زیادہ قریب ہوئے اُسکے اور روشال کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں بھرتے  
بولے بہت خوبصورت لگ رہا ہے میرے چاند کا ٹکڑا۔۔۔ آج کیک کاٹنے کے  
بعد بہت کچھ آپ سے بولتے آپکے بے حد قریب آنا ہے ایک ہاتھ بے باکی سے  
روشال کی پچھلی گہرائی میں پھیرتے بولے۔۔۔ روشال جو بس نظریں جھکائے سن  
رہی تھی ایک یہی مرد تھا جو روشال کے دل پر ہمیشہ راج کرنے والا تھا لیکن اب  
روشال کو اپنی عزت نفس اور اپنی اولاد سے بڑھ کر کچھ نہیں تھا۔ آئین چھوٹی  
بیگم میرے ساتھ اور ہماری آنے والی اولاد کے ساتھ یہ کیک کٹ کریں آج  
واقعی میں میری چھوٹی بیگم چھوٹی گڑیا بہت بڑی ہو گئی یہ بولتے روشال کے  
سرخ عارض پر اپنے لب رکھ گئے تھے۔۔۔ بڑے تو ہم کب کے ہو گئے جب  
سے آپکے نکاح میں آئیں ہیں۔۔۔ مطلب!! نواب عالیان کو سمجھا نہیں تھا۔۔  
کچھ نہیں کیک کٹ کرتے ہیں۔۔۔ ہاں کیوں نہیں چھوٹی بیگم اب نواب عالیان  
مسکراتے ٹیبل کی طرف روشال کو لے کر بڑھے تھے آخر روشال نے کیک

کٹ کر لیا تھا اور نواب عالیان نے روشال کے ماتھے کو چومتے ایک خوبصورت  
سابا کس اُس کے آگے کیا تھا۔

یہ کیا ہے نواب جی!!! کچھ ہے چھوٹی بیگم آپکے لیے۔۔۔ روشال نے باکس  
لے لیتے کھولا تھا لیکن جو چیز اندر تھی اُس کو دیکھتے کہیں نہ کہیں اُسکی آنکھیں سرخ  
ہوئی تھی آنسو روکنے کے چکر میں۔۔۔ پہناؤں۔۔۔ جی!!! اتنا ہی بول پائی تھی  
اتنے میں نواب عالیان وہ ڈائمنڈ کی رنگ جس پر بیچ میں ریڈ ڈائمنڈ سے روشال  
عالیان لکھا ہوا تھا۔۔۔ آخر نواب عالیان نے وہ رنگ روشال کی نازک دودھیا  
س انگلی میں پہناتے وہاں اپنے لب رکھے تھے۔۔۔ روشال نے اپنی آنکھیں بند  
کی تھیں یہ شہزادہ نواب اُسکے نصیب میں رب نے لکھا تو تھا لیکن وہ پورا کاپورا اُسکا  
نہیں تھا نہ شاید کبھی نا اُسکا ہو سکتا تھا۔۔۔ کیسا لگا چھوٹی بیگم یہ چھوٹا سا گفٹ  
۔۔۔ پیارا ہے میرے نام کے ساتھ آپکا نام ایسا لگ رہا ہے خواب ہو۔۔۔ کیا  
مطلب چھوٹی بیگم!!! نواب عالیان نے سنجیدہ تاثرات سے روشال کو دیکھا تھا  
ہی سمجھ جس کی آجکل باتیں اُن کو کم

لگتی تھیں۔۔۔ کچھ نہیں نواب جی!!! یہ بولتی ہلکا سا مسکراتی سامنے ٹیبل کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔۔ نواب عالیان کو ایسے محسوس ہوا جیسے وہ اُن کی پہلی والی روشال نہیں رہی جو چھوٹی چھوٹی چیزوں میں بھی چہکتی تھی۔ ڈنر کرنے کے بعد اب نواب عالیان روشال کو لے کر پھولوں اور لائٹس سے سچی ہوئی جھونپری میں تھے۔۔۔ جو پوری گلاسکی بنی ہی بے حد حسین تھی۔۔۔۔ نواب عالیان جو بستر پر بیٹھی روشال کے سامنے بیٹھے تھے روشال کے دونوں ہاتھ اُن کے ہاتھوں میں تھے۔۔۔ کیا ہم یہاں آج رات رکنے والے ہیں نواب جی۔۔۔ ہاں!!! یہ بولتے نواب عالیان روشال کی ہتھیلیاں شدت سے چوم گئے تھے روشال نے آنکھیں نجی کی تھیں۔ نواب عالیان روشال کا چہرہ بہت نرمی اور احترام کے ساتھ اپنے ہاتھوں میں بھرتے بولے۔۔۔ جانتی ہیں چھوٹی بیگم آپ کیا کیا میرے کے چہرے لیے بنتی جا رہی ہیں کیسے بتاؤں آپ کو بولتے جا رہے تھے اور روشال کے ایک ایک نقوش پر اپنے لب رکھتے جا رہے تھے۔۔۔ کیا ہیں آپ میرے لیے

اسیر بنا گئی ہیں آپ مجھے اپنا اتنی شدت میں نے شاید ہی کسی کے لیے پہلے محسوس کی ہوگی جتنی آپ کے لیے کرنے لگا ہوں یہ بولتے نواب عالیان اپنے دہکتے لبوں کا گھیلا لمس روشال کی تھوڑی پردے گئے تھے۔ روشال نے سسکتے اُنکے کندھے کو اپنے ہاتھوں میں جکڑا

تھا۔ اب نواب عالیان کے ہونٹ روشال کی نیچے کی گہرائیوں پر سفر کر رہے تھے۔ روشال کی آنکھیں بند تھیں وہ آج بھی بس اپنا فرض نبھا رہی تھی۔۔۔ نواب عالیان جو جو بول رہے تھے وہ الفاظ بس گڈ مڈ ہوتے اُسکی سماعتوں میں پر رہے تھے۔ نواب عالیان نے اب روشال کا پلوڈ ہلکاتے اُسکی گردن کو اپنے لمس سے گھیلا کیا تھا کبھی وہاں اپنے ہونٹ کا لمس دیتے کبھی دانت گاڑتے اور کبھی زبان سے حملا کرتے۔ کافی دیر اُنکا یہی عمل جاری رہا۔۔۔۔۔ روشال جس نے اپنا آپ اُن کی من مانی کے لیے چھوڑا ہوا تھا۔۔۔

آخر نواب عالیان اُسکی گردن سے پیچھے ہوتے پھر روشال کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھر گئے تھے۔۔۔ اور اپنے جذبات سے لبریز لہجے میں اپنی چھوٹی بیگم سے گویا ہوئے۔۔۔ آج جو میں نے کیا نا چھوٹی بیگم یہ سب آپ کو بتانے کے لیے آپکی اہمیت



کیا ہے میری زندگی میں ہم دونوں میں عمر کا کافی فرق ہے اس لئے میں آپ کو  
اُس طرح اپنے جذبات عیاں نہیں کر پاتا جس طرح میں آپ کے لیے محسوس کرتا  
ہوں کیسے لفظوں میں بتاؤں کیا کیا بن گئی ہیں آپ۔۔ چھوٹی بیگم !!! یہ بولتے  
آنکھیں آج نواب عالیان کی شدت سے بھیگی تھیں روشال جو انکی آنکھوں میں  
دیکھ رہی تھی وہ اُنکے احساسات اور جذبات سمجھنا چاہتی تھی لیکن پھر بھی وہ  
سپاٹ بے تاثر بنی بیٹھی رہی اور اُنکے الفاظوں کی گردان سنتی رہی۔۔۔ چھوٹی بیگم  
آج دل کر رہا ہے آپ کے جسم کی ہر گہرائی میں اتر آپ کو اپنے جذبات کی آگ میں  
دھکا دوں تب شاید آپ کو اندازہ ہو آپ کا نواب آپ کے لیے کیا بن گیا ہے وہ ایسا  
نہیں تھا کبھی نہیں تھا۔۔۔۔ پھر سے روشال کی شہ رگ پر لب رکھ گئے تھے  
روشال نے اُنکے بالوں کو اپنے ہاتھوں میں لیتے زور سے پکڑا تھا کیوں کہ اُنکے  
لمس کی تپش ہی اتنی زیادہ تھی۔۔۔

آج رات آپ کو اپنے اندر محسوس کرتے بھگونا چاہتا تھا لیکن کیا کروں ہمارے دو  
بچے آپ کے اندر پرورش پا رہے ہیں اُنکے ہوتے آپ میں ابھی سما نہیں سکتا کہیں

آپکی طبیعت کو کچھ ہونہ جائیں کیوں کے آپ بہت قیمتی اثاثہ ہیں میرا چھوٹی بیگم  
!!!!

روشال جو گم سم اُنکی باتیں سن رہی تھی۔۔۔ پتہ نہیں چھوٹی بیگم!! بہت آپکے  
لیے محسوس کرنے لگا ہوں کب آپ اتنی میرے خون میں رچ بس گئی بتا ہی  
نہیں سکتا۔ یہ بولتے روشال کے بہت قریب ہوتے اپنا ایک ہاتھ اُسکی پشت پر  
لے جاتے روشال کے بلا۔ وُز کی ڈوریاں کھول گئے تھے جس سے اُسکا بلا وُز  
ڈھلکا تھا۔۔۔ یہ دیکھتے نواب عالیان کی آنکھوں میں خماری کی سرخی بڑھی تھی  
وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے روشال کا بلا۔ وُز دونوں طرف ہلکا نیچے کھسکاتے  
دونوں طرف باری باری اپنے لب رکھ گئے تھے۔۔۔ روشال نے بنا آواز ہی  
نواب عالیان کی پشت کو اپنے ہاتھوں سے جکڑا تھا۔ اب اُنکے لب نیچے کی  
طرف سرک رہے تھے۔۔۔ نواب عالیان نے اسکی دھڑکنوں

کی طرف بڑھتے بہت ہی بے شرمی سے اپنی چھوٹی بیگم کی ناز کی کو دیکھا تھا۔  
اور دیکھتے شدت سے اپنے لب اُس کے پیٹ پر رکھتے روشال کو ایک ہاتھ سے  
تکیہ پر آرام سے گراتے اوپر ہوتے اُسکی بند آنکھوں کی طرف دیکھ گئے تھے۔

اور مسکرا کر بولے چھوٹی بیگم آنکھیں کھولیں اور جو میں کروں وہ دیکھیں۔۔

روشال جو ایک جھٹ سے آنکھیں کھولتی نواب عالیان کو دیکھ گئی تھی۔۔ نواب عالیان جو چہرے پر بے باکی لیے روشال کے پردے کو ایک ہی جھٹکے میں اُسکے

و۔ جو دسے جدا کر گئے تھے اور اندر کا نظارہ دیکھتے تو نواب عالیان کی تشنگی اور

بڑھی تھی روشال کی بھاری دھڑکنے جنکا سائز بڑا ہوتا جا رہا تھا وقت کے ساتھ وہ

بلیک نواب جی کے پسندیدہ رنگ میں بامشکل ہی قید تھیں روشال کی آنکھیں

جھکی تھیں کتنی بھی وہ بڑی ہو جائے وہ اپنے شوہر کو اتنی بے باکیاں کرتے نہیں

روشال کے دونوں ابھاروں کو اپنے دیکھ سکتی تھی۔۔۔ نواب عالیان جواب

ہاتھوں میں لیتے دباتے مسل گئے تھے۔۔۔ روشال نے ایک ہاتھ منہ میں دیتے

اپنی سسکی روکی تھی۔۔۔ وہیں نواب عالیان روشال کو دیکھتے ایک ہاتھ اُس کی

پشت پر لے جاتے سیاہ نازک پردہ کا ہک کھولتے اُس کی دھڑکنوں کو اس نازک

پردہ سے بھی آزاد کر گئے تھے اب جو نظارہ تھا وہ دیکھتے نواب عالیان نے اُس کی

گہرائیوں کے بیچ کی لائن میں اپنے لب رکھتے بولے۔۔ خوبصورتی میں آپ اپنی

مثال آپ ہیں چھوٹی بیگم ایک شوہر کو اپنا کیسے دیوانہ کرنا وہ کوئی آپ سے سیکھے یہ

بولتے شدّت سے اُسکی دھڑکنوں پر جھکتے ایک کو اپنے لبوں میں لیتے اور دوسری کو اپنے ہاتھوں کے لمس سے لال کرنے لگے۔۔ روشال جس کی اب سسکیاں بندھی تھیں جب جب نواب عالیان اُس کے اس حصے پر اپنی جنونیت اور طلب دکھاتے تھے روشال سسکی لیتے مرنے والی ہوتی تھی۔۔ کتنی ہی دیر نواب کی جان ہلکان کیے رکھی اُس کی دھڑکنوں اور ابھاروں کے عالیان نے روشال ساتھ جنونی کھیل کھیل کر۔۔ کبھی دانت سے کھینچتے کبھی اپنے آپکو سیراب کرتے اور کبھی اپنا نرم اور میٹھا لمس دیتے اس سارے عمل کے دوران روشال بس اُنکے بال کھینچتے گردن میں اپنے ناخن گاڑتے اُنکی شدت برداشت کرتی رہی۔۔ آخر اپنے آپکو سیراب کرتے نواب عالیان نے اپنا رخ روشال کے چہرے کی جانب کیا۔۔ کیونکہ حمل کے آخری لمحات میں وہ زیادہ قریب جا کر روسال کو تکلف نہیں دینا چاہتے تھے اسلیے اپنے جذبات میں بند باندھ کر بولے۔۔ چھوٹی بیگم!! کیسا لگا آج آپکو میرے جذبات سے بھری یہ رات کا سر پر ایز۔۔ محبت پاش لہجے میں پوچھ گئے تھے۔۔

بہت اچھا۔ اچھا لگا آپ نے اپنے بچوں کے لیے اتنا سب کیا۔ اور میں جانتی ہوں آپ کے جذبات کی لو بھی آپکے بچوں سے جڑی ہے اور میں کیوں کہ آپکے بچے پیدا کر رہی ہوں تو یہ عزت اور احترام تو واقعی مجھے ملنا ہی تھا اور آپ فکر نہیں کرے میں اس سے زیادہ کچھ اور نہیں سمجھوں گی۔ کیا مطلب میرے جذبات بس بچوں کی وجہ سے جڑے ہیں آپ سے۔ روشال کا یہ لہجہ اور جواب نواب عالیان کو آج اتنے مہینوں میں پہلی بار اندر تک زخمی کر گیا تھا۔ آج لگا تھا انکی چھوٹی بیگم واقعی ہی بدل گئی ہیں۔ نواب عالیان کی آنکھوں میں آنسو چمکے تھے۔ نواب جی شادی سے لے کر اب تک آپ مجھ سے انھیں جانوں کی وجہ سے تو جڑے ہیں۔ اپنے برہنہ پیٹ پر ہاتھ رکھتے بولی۔ زخمی سا مسکراتے۔ یہ سنتے نواب عالیان ایک ہی جھٹکے میں روشال کے اوپر سے اٹھے اور ہلکا سا رخ موڑتے کونے میں آئے آنسو صاف کر گئے تھے۔ اپنی انگلی کے پور سے آنکھوں کے روشال جس کے دل میں نواب جی کے آنسو لگے تھے لیکن وہ پھر بھی سپاٹ تاثرات لیے اٹھی۔ اپنی دھڑکنوں کو اپنے ہاتھوں سے چھپاتے۔ چھوٹی بیگم

رات گہری اور ٹھنڈی ہو رہی ہے ہمیں نکلنا چاہیے حویلی کے لیے کہیں آپکی  
طبیعت نا خراب ہو جائے۔۔۔

روشال کے چہرے کو ہاتھوں میں بھرتے اُس کے ماتھے پر لب رکھتے اُٹھ کر  
زمین میں پڑی اپنی شرٹ پہنے لگے وہیں اب روشال کی آنکھیں بھیگی تھیں پر وہ  
چپ چاپ ایک مجسمہ بنی۔۔۔ اب اپنا سیاہ پردہ ڈالتے اپنا بلا۔ وُز چڑھا رہی تھی  
۔۔۔ کچھ منٹوں بعد نواب عالیان اپنا کوٹ پہنتے اپنی بیگم کی طرف بڑھے جو  
نظریں نیچی کیے زمین کو گھور رہی تھی۔۔۔ نواب عالیان نے روشال کی چادر  
اٹھاتے اُس کو اچھی طرح ڈھکا تھا آج پتہ لگ رہا تھا جو آپ کے دل میں رہتا ہو وہ  
آپ کو اُس طرح جواب نہ دے جو آپ چاہتے ہو تو کتنی تکلیف ہوتی ہے۔۔۔ دل کو  
ٹھوکا سا لگا تھا شدید درد تھا۔۔۔ جو لڑکی اب اُنکے دل میں پورے حق سے اپنی  
سلطنت بنائے ہوئی تھی آج وہ اُن کو پورا نظر انداز کر گئی تھی۔۔۔ روشال پر چادر  
اچھی طرح دیتے نواب عالیان اُس کو اپنی باہوں میں اُٹھا گئے تھے۔۔۔ اب وہ  
روشال کو لیتے اُس کیوٹ سی گلاس جھونپڑی سے باہر نکل گئے تھے۔۔۔ اب پھر

سے نواب عالیان کا قافلہ چھوٹی بیگم کے ساتھ حویلی کی طرف رواں دواں تھا

--

پورے راستے دونوں میں کوئی بات نہیں ہوئی جیسے چپ سے ہو گئے تھے۔  
دونوں ایک دم دونوں میں خاموشیوں کا ڈیرہ جم سا گیا تھا۔

-----

رات کے تین کا وقت ہو رہا تھا نواب عالیان نے حویلی آتے ہی روشال کو ہلکے  
کپڑوں میں ملبوس کرتے اُس کو اچھی طرح پھر سے اپنے ہاتھوں سے ہلکا پھلکا کھلا  
تے۔۔۔ لٹھا کر نیچے آگئے تھے جب سے آئے تھے ایک عجیب سی چوٹ لگی ہوئی  
تھی دل میں چھوٹی بیگم کا یہ بولنا انہوں نے یہ سب بس اپنی اولاد کے لیے کیا ہے  
یہ چیز اُن کو اندر تک توڑ گئی تھی۔۔۔ نواب عالیان جو کب سے نیچے ہال میں بیٹھے  
سگرٹ سلگاتے اپنے زخمی دل پر مرہم لگا رہے تھے جو لگ ہی نہیں رہا تھا۔۔۔ کیا  
چھوٹی بیگم سمجھتی ہیں میں جو کر رہا ہوں اپنی اولاد کے لیے کر رہا ہوں بس۔۔۔  
اُن کو کیسے بتاؤں کہ میں اُن سے عشق کرنے لگا ہوں بے انتہا۔۔۔ آج کیوں نہیں  
وہ سمجھی۔۔۔ پہلے وہ بھی تو مجھ سے بول چکی تھیں وہ مجھ سے محبت کرتی ہیں پھر

آج اُنہوں نے میرے جذبات کی آنچ کیوں محسوس نہیں کی کیوں وہ وہاں ایسے  
جیسے کوئی بس کھیلنے والی موم کی گڑیا ہو۔۔۔ رہی میری پناہوں میں

کیسے بتاؤں چھوٹی بیگم آپکے نواب کو شاید اظہار نہیں کرنا آتا یا واقعی وہ آپکو سمجھا  
نہیں پارہا آپ کیا ہیں میرے لیے عشق ہیں آپ عشق۔۔ کیا ہوا چھوٹے نواب  
۔۔۔ دادی جان جو تہجد کے لیے اٹھی تھیں عالیان خان کو ہال میں پریشان  
حال دیکھتے اُن کی آگئی۔۔۔ دادی جان آپ!! عالیان خان اپنی بیئر ڈپر ہاتھ  
پھیرتے بڑھ کر اپنا سر دادی جان کے آگے جھکا گئے تھے۔۔

دادی جان نے اُنکے سر پر ہاتھ رکھتے ڈھیروں دعائیں دیتی بولی کیا ہوا ہے چھوٹے  
نواب۔۔۔ کچھ نہیں دادی جان یہ بولتے دادی جان کو صوفہ پر بیٹھاتے خود بھی  
اُنہیں کے پاس بیٹھ گئے۔۔۔

آپکی دادی ہیں ہم چہرے دیکھ کر پڑھ لیتے ہیں ہمارا لخت جگر پریشان ہے۔۔۔ اپنی  
چھوٹی بیوی کی وجہ سے پریشان ہو کیا آپکو کیسے پتہ دادی جان۔۔!! نواب عالیان  
نے حیرانگی سے دیکھا تھا۔۔۔ سب پتہ ہے ہمیں تمہاری آنکھیں بتا رہی ہیں کتنی  
شدت سے تم اُس چھوٹی لڑکی کے عشق میں گرفتار ہو چکے ہو۔۔۔ آپ کیسے



جانتی ہیں دادی جان میں نے تو بتایا ہی نہیں۔۔ تمہارے بتانے سے کیا ہوتا ہے  
 تمہاری نظروں میں اب بس وہی رہتی ہے۔۔ پردادی جان مجھے لگتا ہے بعض  
 دفعہ کہیں میں اپنی دوسری بیوی سے عشق کر کے اپنی پہلی بیوی سے نا انصافی تو  
 نہیں کر رہا۔۔ نہیں عالیان میرے بیٹے تم کسی کے ساتھ نا انصافی نہیں کر رہے  
 جتنا تم نے رباب کو اُسکا حق دیا ہے پوری حویلی اس بات کی گواہ ہے وہ لڑکی ہمیں  
 کبھی پسند نہیں رہی لیکن ہم اس بات کی تعریف کرتے ہیں ہمارے عالیان نے  
 کبھی رباب کے ساتھ کوئی نا انصافی نہیں ہونے دی تم تو اپنی بیویوں پر ایسے آنکھ  
 بند کر کے یقین کرتے ہو بیٹے۔۔ پتہ ہے تم جیسے مرد اس دنیا میں بہت کم ہوتے  
 ہیں جو اپنی بیویوں کو حقوق کے ساتھ اُن پر پورا بھروسہ بھی کرتے ہیں۔۔ پر  
 دادی جان محبت تو میری رباب تھی نہ پھر دوسری بیوی کے آتے ہی میں کیسے  
 اُنکے عشق میں پڑ کر صرف اُنکا ہو سکتا ہوں۔۔ یہ تو رباب کے ساتھ نا انصافی  
 ہوئی وہ بعد میں بولے گی عالیان تمہاری محبت اتنی عارضی تھی جو بدل گئی۔۔  
 اس بات پر دادی جان ہنسی تھیں۔۔۔۔۔ آپ ہنس رہی ہیں دادی جان !!!  
 ۔۔۔۔۔۔ ہاں کیوں کہ بات ہی تم نے ایسی کر دی چھوٹے نواب۔۔ !! تمہاری

زندگی میں دوسری عورت لانے والی بھی تو رباب ہے بیشک ہمیں پوتے کی  
تمہارے وارث نسل کی خواہش تھی لیکن جب تم نے ہمیں منع کیا دادی جان  
میں رباب کا حق کسی کے ساتھ نہیں باٹ سکتا۔۔۔۔۔ پھر ہم نے تمھے فورس نہیں  
کیا۔۔۔ لیکن وہ رباب ہی تھی جس نے تمھے کہا عالیان شادی کر لو مجھے کوئی  
اعتراض نہیں تو پھر کیسے تم اُسکی حق تلفی کر رہے ہو بھلا۔ عشق پر کسی کا زور نہیں  
ہوتا بیٹا اور ایک بات یاد رکھنا عشق زندگی میں ایک دفعہ ہوتا ہے اور وہ تمھے  
تمہاری چھوٹی بیوی سے ہوا کیوں کہ اُسکی سیرت اُسکے اخلاق اُسکی پاکیزگی نے  
تمہیں اُسکی طرف کھینچتے اُس سے عشق کرنے پر مجبور کیا۔۔ دادی جان پر میں اُس  
سے اقرار ہی نہیں کر پاتا۔۔ آج میں نے اپنے جذبات کھولے کچھ اُسکے آگے پر وہ  
سمجھی ہی نہیں۔۔۔ سمجھی نہیں چھوٹے نواب نظر انداز کر گئی یا یہ بولو وہ پوری چپ  
ہو گئی۔۔۔۔۔ ضرور تم نے بھی اُسکے پیار کو اُسکے اقرار کو جھٹکا ہو گا۔۔۔۔۔

عورت اپنے پسندیدہ مرد کے لیے سب کر جاتی ہے لیکن بے حس تب بنتی ہے  
جب وہ اُسکے پیار کو جھٹکتا ہے۔۔۔ اور میں نے محسوس کیا ہے تمہاری چھوٹی بیگم  
وقت کے ساتھ بہت خاموش ہو گئی ہے ایک چھوٹی سی لڑکی جو چہکتی پھرتی تھی

آج وہ بس بجھی بجھی رہتی ہے۔۔۔۔۔ یا یہ بولوں میں "عورت کا لڑنا محبت ہے اور عورت کی خاموشی ناراضگی ہے، صرف اتنی سی بات سمجھنے میں مرد بہت دیری لگا دیتا ہے" دادی جان کے یہ الفاظ سنتے نواب عالیان علی خان کو آج اپنی غلطی کا احساس شد و مد سے ہوا تھا اور آج اتنے مضبوط اسباب کے انسان کے آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے تھے دادی جان آپکا عالیان واقعی نا انصافی کر گیا بڑی کے ساتھ بھی چھوٹی کے ساتھ۔۔۔ جب میں اُس سے عشق کرنے لگا تھا اُس کو بتا نہیں پایا کیوں میں اُسکے بجھے انداز کو سمجھ نہیں پایا۔۔۔ اب ٹوٹنے کا وقت نہیں عورت کو پھر سے جیتا جاسکتا ہے۔۔۔ کیسے دادی جان !!! اپنے آپ کو رو و شال کے لیے بدلو اپنے انداز اپنے لہجے اپنی پرواہ سے اُس کو بتاؤ کیا معنی رکھتی ہے وہ تمہارے لیے۔۔۔ دادی جان !!! ایک دم نواب عالیان دادی جان کی گود میں سر رکھ گئے تھے۔۔۔ کوئی تھا جو اُنکے سمجھا پایا تھا۔۔۔۔۔ اب جاؤ اپنی چھوٹی بیوی کے پاس اور اُسکے حصے کا پیار اُس کو دو جو وہ بچی دیسرو کرتی ہے۔۔۔۔۔

نواب عالیان اپنی دادی جان کے آگے پھر سے سر کرتے اُنکی دعائیں لیتے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے تھے۔۔۔

-----

جیسے کمرے میں آئے اُنکی آنکھیں بڑی ہوئی تھیں فکر مندی سے کیوں کے روشا  
ل جو بیڈ سے ٹیک لگائے سسکتی رو رہی تھی۔۔۔ ایک ہی جست میں بے پناہ  
پرواہ لیے اپنی بیوی کی طرف بے چینی سے بڑھے۔۔ چھوٹی بیگم کیا ہوا۔۔۔!!  
نواب جی وہ۔۔ روتے بولی اٹک اٹک کر!!! میرے پاؤں میں چبھن اور سنسنی  
سی ہو رہی ہے۔۔۔ روشال کے پاؤں ساتویں مہینے میں اور زیادہ ورم سے پھول  
گئے تھے

نواب عالیان بے قراری سے سائڈ دراز سے ایک ٹیوب نکالتے روشال کے پاؤں  
کی طرف بیٹھتے اُسکے نازک دودھیا پاؤں اپنی گود میں رکھ گئے تھے۔۔ نواب  
عالیان کا یہ انداز دیکھتے روشال نے حیرت سے دیکھا تھا

روشال کی جگہ کوئی اور بھی ہوتا وہ بھی حیران ہی ہوتا کیوں کہ حیدر آباد کا نواب  
جو کبھی کسی کے پاؤں کو چھوتا نہیں تھا وہ دیوانوں کی طرح چہرے پر اپنی چھوٹی  
بیگم کی پرواہ اور درد کے آثار لیے اُسکے پاؤں کی مالش کر رہے تھے۔ روشال جو  
اُنکو دیکھتے دیکھتے غنودگی میں جا رہی تھی جب تھوڑا درد چبھن کم ہوئی تو بولی نواب

جی!!! آپکی باہوں میں سونا ہے آیا میری جان میری گڑیا یہ بولتے تڑپتے اپنی  
چھوٹی بیگم کی طرف بڑھے اور بیڈ سے ٹیک لگاتے اُس کو اپنے سینے میں قید کر  
گئے تھے۔۔۔ روشال جو اُنکے سینے پر سر رکھتے سکون کی نیند کی وادیوں میں ہلکا ہلکا  
جانے لگی۔۔۔ کہ ایک دم نواب عالیان بولے!!!! چھوٹی بیگم آپکا نواب آپ  
سے بے انتہا عشق کرنے لگا ہے۔۔۔

آپ نواب عالیان کا عشق بن گئی ہیں۔۔۔۔۔ آپ عشقِ عالیان بن گئی ہیں۔۔۔ یہ  
بولتے آنکھوں میں آنسو سجائے اپنی چھوٹی بیگم کی طرف دیکھا جو سو گئی تھی شاید  
۔۔۔ لیکن جب روشال نیند کی وادیوں میں اتر رہی تھی اُس کو ہلکے ہلکے نواب  
عالیان کے لفظ اُنکا اقرار سنائی دیا گیا تھا۔۔۔ چھوٹی بیگم آپ سو گئی آپکے عالیان نے  
آپکے لیے اپنے عشق کا اقرار کیا تھا اسی سے پتہ لگتا ہے آپکا عشق حاصل کرنے  
کے لیے اور اپنے عشق کو تکمیل دینے کے لیے مجھے بہت جدوجہد کرنی ہوگی

---

اب نواب عالیان روشال کے چہرے کو دیکھتے دیوانگی کے عالم میں بولے مجھے  
نفرت ہے اپنی اُس ہر عادت سے جس سے آپکو اب برا لگے میرا بس چلے تو میں

اب آپکو کچھ برا لگنے نہیں دوں لیکن چاہ کر بھی ایسا نہیں کر پاتا اتنی بڑی سلطنت کا نواب بھی اپنی بیوقوفوں کی وجہ سے اپنی چھوٹی بیگم کا دل دکھا جاتا ہے۔۔۔ یہ بولتے اور زیادہ اپنی چھوٹی بیگم کو اپنے اوپر کرتے خود بھی آنکھیں موند گئے تھے

---

-----

پانچ ہفتے گزر گئے تھے ان دنوں میں نواب عالیان نے اپنے انداز اپنے لہجے ہر طرح سے اپنی چھوٹی بیگم کو بتانے کی کوشش کی وہ اُن کے لیے بہت قیمتی ہیں ہاں اظہار نہیں کیا پھر سے کیوں کہ پہلے وہ اپنی چھوٹی بیگم کو پھر سے جیتنا چاہتے تھے۔ وقت کے ساتھ کیوں کہ روشال کے اب آٹھواں مہینہ کے آخری دن ہی چل رہے تھے اُسکا وجود اور زیادہ بھاری ہو گیا تھا کیوں کہ دونوں بچے ہیوی تھے۔۔۔ اور وزن زیادہ بڑھنے کی وجہ سے روشال کا اب چلنا پھیرنا یہاں تک کہ سونا بھی محال ہوا تھا۔ وہ رات کو نواب عالیان کے سینے پر سر رکھ کر بیٹھے بیٹھے ہی سوتی تھی اور نواب عالیان بھی اُس کو اپنی باہوں میں بھر کر بیٹھے ہی سوتے تھے۔۔۔ دو دن پہلے رباب آگئی تھی امریکہ سے اب آتے ہی رباب کا وقت نواب عالیان علی

خان کے ساتھ چل رہا تھا۔۔۔ ابھی ایک دن ہی گزرا تھا نواب عالیان اور باب  
کا ساتھ۔ رات کے بارہ کا وقت تھا نواب عالیان علی خان جو کچھ دیر پہلے ہی حویلی  
آئے تھے ڈیرے سے کیوں کہ روشال کی بڑھتے وقت کے ساتھ بے رکھی اور  
خاموشی اُن کو اندر ہی اندر توڑ رہی تھی۔۔۔۔ آج اُنکے سر میں شدید درد تھا روشا  
ل کا حال چال پوچھتے اور اسکو دودھ پیلا کر باب کے کمرے میں آئے تھے کل کی  
ساری رات باب کے ساتھ گزار رہی تھی جیتنا بھی وہ روشال سے عشق کر لیں  
پر نواب عالیان باب کے حقوق سے بھی منہ نہیں موڑ سکتے تھے۔۔۔ کل کی  
ساری رات باب نے نواب عالیان سے اپنا پورا پورا حق لیا۔۔۔۔ آج کی رات  
بھی اُسکی ہی تھی لیکن نواب عالیان کا دل کر رہا تھا وہ کسی طرح اپنی چھوٹی بیگم  
کے پاس چلیں جائیں۔۔۔۔۔ جیسے وہ کمرے میں آئے اپنی شال اتار کر صوفہ پر  
پھینکی اور اپنے سیاہ کرتے کے بٹن کھولتے بیڈ کی سائڈ ٹیبل کے پاس بڑھے اور  
اپنی گھڑی انگوٹھیاں اتار کر رکھیں۔۔۔۔۔ اور ایک نظر باب پر ڈالی جو اس  
وقت نیٹ کی بے حد شورٹ نائیٹ میں تھی جس میں اُسکا بدن برہنہ ہی تھا  
تقریباً سب دکھ ہی رہا تھا۔ اپنے سر کو تھا متے نواب عالیان نے لائٹ آن کی ہی

تھی ایک دم رباب بولی۔۔۔ پلز عالیان لائٹس آف کر دو۔۔ اور آج تم جاؤ اپنی  
چھوٹی بیگم کے پاس میرے بدن میں درد ہے مجھے سونا ہے۔۔۔  
یہ بولتے کمرے آ نکھیں نکلی سی موند گئی تھیں۔۔ نواب عالیان ایک نظر  
رباب پر ڈالتے اپنی چھوٹی بیگم کے کمرے کی طرف بڑھ گئے تھے۔۔ وہیں جیسے  
نواب عالیان نکلے رباب اُٹھ کر بیٹھی۔۔

عالیان میں تو اب وہ بات رہی ہی نہیں۔۔ کہاں ساری ساری رات اور سارا سارا  
دن میں اس میں جھلسنے کے لیے تیار رہتی تھی لیکن اب

He is not satisfying me !!!!!

وہ بات اور وہ مذہ نہیں رہا عالیان کی قربت میں یا پھر میں اُس کی دیوانی ہو  
گئی۔۔۔۔

یہ بولتے کال ملا گئی تھی۔۔۔ کیسے ہیں مسٹر فیصل گیلانی کب آرہے ہیں پاکستان  
۔۔ کیا آپ پاکستان ہی ہیں اور وہ بھی کرا



رات کے آٹھ کا وقت تھا نواب عالیان جو اپنے گارڈز کی گاڑیوں کے احصار میں  
تندو تیز ڈرائیو کرتے اپنی حویلی کی طرف رواں دواں تھے۔۔۔ اس وقت وہ بلیک

رنگ کے ڈنر تھری پیس

سوٹ میں تھے بال جیل کے ساتھ سیٹ کیے ہوئے تھے آج نواب عالیان علی  
خان بے حد ہینڈ سم اور ڈیشنگ لگ رہے تھے۔۔۔ جب وہ آج اپنے آفس سے  
نکلے اُنہوں نے روشال کو کال پر کہا آج وہ دونوں ڈنر باہر کریں گے اور روشال کو  
اُنکی من پسند بلیک بنارسی ساڑھی میں تیار ہونے

کو بولا۔۔۔ روشال نے بس ہاں کی تھی۔۔۔ یہاں نواب عالیان  
جو آج اُس طرح ریڈی ہوئے تھے جس انداز میں شاید روشال  
نے انہیں دیکھا ہی نہیں تھا۔۔۔ جب سے روشال اُنکی زندگی  
میں آئی تھی نواب عالیان نے بس شلوار قمیض ہی پہنی تھی  
آج وہ روشال کے سامنے پہلی دفعہ اس ڈریسنگ میں جا رہے  
تھے اُس کو حویلی سے پک کرنے۔۔۔

آ رہا ہوں چھوٹی بیگم آج آپ کو وہ سرپرائز ملے گا آپ دیکھتی

رہ جائیں گی یہ بولتے روشال کے لیے اپنی آنکھوں میں  
ڈھیروں چمک لیے مسکرائے تھے۔۔ اور زیادہ سپیڈ بڑھائی تھی۔  
تقریباً آدھے گھنٹے میں نواب عالیان کی گاڑی گارڈز کی گاڑیوں کے  
ساتھ خان حویلی کے کارپوچ میں آکر رکی تھی۔۔۔۔۔ نواب عالیان  
نے اضطرابی کیفیت میں حویلی کے اندر کے مین دروازے کی طرف  
دیکھا تھا اور اپنی گھنی براؤن بیرڈ مسلی تھی۔۔۔۔۔ پر اگلے ہی سیکنڈ  
آنکھوں میں چمک سی اُتری تھی کیوں کے سامنے سے چھوٹی بیگم شمسہ کے ساتھ

پوری کالی چادر میں لپیٹی باہر کی طرف

آرام آرام سے چلتی آرہی تھیں ایک ہاتھ پیٹ پر رکھا ہوا تھا۔۔  
روشال کو دیکھتے نواب عالیان اپنا کوٹ جھٹکتے اضطراب میں گاڑی  
سے باہر نکلے تھے۔۔۔۔۔ ایک ہاتھ سے اپنے بال اوپر کرتے چھوٹی  
بیگم کی طرف بڑھے۔۔۔۔۔ روشال جسکا سارا وجود چادر کے اندر  
چھپا تھا پر چاند سا چہرہ کھلا ہوا تھا۔ نواب عالیان روشال کے آگے آتے بولے  
چھوٹی بیگم!!! روشال

جو اپنے ہی دھیان میں چل رہی تھی ایک دم رکتے اُس نے اپنی  
ہیزل بلیو آنکھیں نواب عالیان کی آواز کی طرف اٹھائی تھیں۔۔  
اور اُس کے بعد آنکھوں نے وہاں سے کہیں اور جانا منع کیا تھا۔۔

روشال کچھ دیر کے لیے پیٹا نر ہوئی تھی اُس کے بالکل سامنے اُسکا شوہر اُس کے  
نواب جی اُس کے بچوں کے باپ اور آخر اس سلطنت کا نواب اپنی خوبرو اور بے  
حد ڈیشنگ پرسنلٹی کے ساتھ اُس کے سامنے کھڑا تھا سوٹ میں۔۔ روشال تو  
آج کتنے مہینوں کے بعد اپنے نواب جی کو دیکھتی ہی رہ گئی تھی آج وہ کسی ہیر و  
سے کم نہیں لگ رہے تھے۔۔۔ پہلے بھی نہیں لگتے تھے لیکن آج اُنکے انداز  
میں کچھ الگ تھا جو اُن کو اور زیادہ خوبصورت بنا رہا تھا۔۔۔ آخر روشال کا اپنی  
طرف بنا پلکیں جھپکے دیکھنا نواب عالیان کو اندر تک سکون دے گیا تھا۔۔ آخر  
نواب عالیان بولے چھوٹی بیگم چلیں!!!۔۔۔ ہم کیا!!! روشال جو ایک دم  
بولی وہ اتنی نواب عالیان میں کھوئی تھی پتہ ہی نہیں چلا انہوں نے کیا بولا ہے  
۔۔۔ میں نے بولا چلیں!!! نواب عالیان روشال کا ہاتھ پکڑ گئے تھے۔۔ نظریں  
اُس کے بے حد حسین چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔۔۔ جی!! اتنا سا ہی بولی

تھی ایک دم نواب عالیان آگے ہوتے روشال کو اپنی مضبوط باہوں میں اٹھا گئے  
تھے جہاں روشال کا منہ کھلا تھا وہیں شمسہ کی آنکھیں پھٹی تھیں۔۔۔۔۔ پہلی بار  
اپنے نواب کو ایسا کرتے دیکھ رہی تھی۔۔

سنیں نواب جی!!! شش چھوٹی بیگم اب جو بولنا آپ وہاں جا کر بولیں گی جہاں  
میں آپ کو لے کر جا رہا ہوں۔۔ اس لیے خاموش۔۔ یہ بولتے روشال کو لے  
جاتے گاڑی کا دروازہ کھولتے اُس کی سیٹ پر بیٹھا گئے تھے۔۔ وہیں روشال  
خاموش ہوتی بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ کچھ نہیں سمجھ رہا تھا اُس کے نواب جی اُس کو کہاں  
لے کر جا رہے تھے۔۔ روشال کو گاڑی میں بیٹھاتے نواب عالیان نے اپنی سیٹ  
سنبھالی تھی اور گہری نگاہ روشال پر ڈالتے گاڑی سٹارٹ کی تھی۔۔۔۔۔ روشال کی  
نظریں ونڈ سکرین پر ہی جمی ہوئی تھیں وہ اس خوب و سلطنت کے نواب کو دیکھتے  
پھر انہیں گلیوں میں جانا نہیں چاہتی تھی جب اس نواب نے اس کا دل لوٹا تھا اور  
اس کے دل کے مقام پر پورے حق سے براجمان ہوا تھا۔۔۔۔۔ نواب عالیان نے  
گاڑی سٹارٹ کرتے روشال کا ایک ہاتھ پکڑتے اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔۔۔۔ اب  
کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔ چھوٹی بیگم آج یہ کی بار روشال نے نظریں اٹھا کر ظالم نواب

ہاتھ اور آپ میرے دل کے قریب رہیں گی۔۔۔۔۔ اپنی اشتیاق اور نشیلی  
نظروں سے روشمال کو دیکھتے اب سارا دھیان اپنا ڈرائیو پر کیا تھا۔ اب اُن کو  
جلدی اُس جگہ پہنچنا تھا جہاں اُنہوں نے اپنی چھوٹی بیگم کے لیے بہت ہی  
خوبصورت انتظام کیا ہوا تھا۔۔

ایک گھنٹے کے اندر نواب عالیان کی گاڑی گارڈز کی گاڑیوں کے احصار میں کراچی کے سی سائڈ پر آکر رُکی تھی۔۔۔ نواب عالیان نے ونڈ سکرین سے باہر دیکھتے اب نگاہ اپنی چھوٹی بیگم پر ڈالی تھی جو باہر حیرت سے دیکھ رہی تھی سامنے بس سمندر کا پانی دکھ رہا تھا اور ٹھنڈی ٹھنڈی طوفانی ہوائیں چل رہی تھیں۔۔۔ روشال کو بہت دھیان سے باہر کی طرف دیکھتے نواب عالیان مسکرائے تھے اپنی طرف سے باہر اترتے روشال کی طرف آئے اور اُسکی طرف کا دروازہ کھولتے اپنا ہاتھ بڑھا گئے تھے۔۔۔ یہ ہم کہاں ہیں نواب جی!! روشال نے پوچھنا چاہا تھا۔۔۔ جلدی آپ کو پتہ لگ جائے گا چھوٹی بیگم ابھی چلیں!!! روشال نے اپنا ہاتھ نواب عالیان کی طرف بڑھایا ہی تھا اُس سے پہلے ہی نواب عالیان روشال کو اپنی باہوں میں اٹھا چکے تھے۔۔۔ ارد گرد گارڈز کو دیکھتے روشال عالیان خان کی اس حرکت پر سرخ

یہ آپ کیا کر رہے ہیں!!!۔۔۔ روشال آخر جھکتے انار ہوئی تھی۔۔۔ نواب جی بولی۔ سرخ انار کیوں ہو رہی ہیں چھوٹی بیگم آپ اس وقت اپنے شوہر کی پناہوں میں ہیں چاہے میرے گارڈز کھڑے ہوں یا ساری دنیا میں آپ کو ایسے ہی اپنی باہوں میں بھروں گا۔۔۔ یہ سنتے روشال نے بہت گہرائی سے نواب عالیان کو دیکھا تھا پر بولی کچھ نہیں۔۔۔ بس اپنی پلکیں جھکائی تھی سپاٹ انداز میں۔ نواب عالیان جو روشال کی جھکی پلکوں کو اُسکی شرم حیا محسوس کرتے مسکراتے ہوئے اندر کی طرف بڑھے۔۔۔ جیسے جیسے وہ روشال کو باہوں میں اٹھائے اندر کی طرف بڑھ رہے تھے ویسے ویسے روشنیاں ہوتی جا رہی تھیں جہاں ایک طرف نواب عالیان کا چہرہ مسکرا رہا تھا وہیں روشال حیرانی سے روشنیوں کی طرف دیکھ رہی تھی ایسا لگ رہا تھا رات میں چاندنی نکل آئی ہو سمندر کے کنارے۔۔۔ آخر اُس جگہ آتے نواب عالیان نے روشال کو نیچے اتارا تھا روشال جس کی نظریں سامنے ہی تھیں نواب عالیان روشال کا چہرہ بے باکی سے دیکھتے اُس کے کان کے پاس جھکتے بولے۔۔۔۔۔ چھوٹی بیگم ابھی تو بہت کچھ ہونا باقی ہے یہ تو ابھی ٹریلر ہے۔۔۔ جی!!! روشال نے حیرت استعجاب سے نواب عالیان کی طرف دیکھا تھا۔

چلیں چھوٹی بیگم اپنے چھوٹے چھوٹے قدموں سے آگے کی منزل کی  
طرف۔۔۔ ہم!! یہ بولتی روشال ہلکے ہلکے قدم اٹھاتی ایک خوبصورت پھولوں  
سے سچی راہداری سے ہوتی آگے کی طرف بڑھ رہی تھی۔۔۔۔۔ نواب عالیان  
اپنی چھوٹی بیگم کو پیچھے سے پورے حق سے دیکھتے اُس کے قدم پر قدم رکھیں بڑھ  
رہے تھے۔۔۔۔۔ اگر کوئی دیکھتا دور سے تو یہ نظارہ بہت ہی حسین لگتا ایک بڑی  
عمر کا تینتیس سالہ مرد جو ایک چھوٹی سی لڑکی کے پیچھے دیوانوں کی طرح چل رہا  
تھا۔۔۔ جیسے روشال نے ایک قدم آگے رکھا تھا آگے بس گلاب کے پھولوں کا  
اُس کے پاؤں میں بیچھا اب کارپیٹ تھا۔۔۔ روشال نے نیچے دیکھا ایسا لگا جیسے وہ  
جنت کے راستے ہو۔۔۔ نواب عالیان اپنی چھوٹی بیگم کا دلنشین ریکشن دیکھ کر اندر  
تک سکون محسوس کر گئے تھے۔۔۔ ایک دم جیسے اُس نے اُن گلاب کے پھولوں  
کی راہداری پر قدم رکھے سامنے لائٹس آن ہوئی تھیں جو کینڈل کی طرح کی بنی  
ہوئی تھیں جیسے لائٹس آن ہوئی ساتھ ہی آسمان پر روشال کے نام کے غبارے  
اُڑے تھے۔۔۔ جس پر لکھا تھا

Happy birthday roshal aliyan ali khan Meri  
choti begum meri gudiya

یہ دیکھتے روشال کا ایک جگہ کھڑے ہی سامنے دیکھتے ہلکا سا منہ کھلا تھا نواب  
عالیان جو روشال کے چہرے کو اپنی آنکھوں میں بھرے دیکھ رہے تھے۔۔۔  
ابھی روشال کچھ بولتی ایک دم سماں پلین کی آواز سے روشال ڈرتے ہلکا سا رخ  
موڑتے نواب عالیان کے سینے میں منہ چھپا گئی تھی۔۔۔ ایک دم نواب عالیان  
نے اپنی چھوٹی بیگم کو مضبوطی سے اپنے احصار میں چھوٹے بچوں کی طرح  
بھرتے بولے۔۔۔ ریلیکس چھوٹی بیگم بس آپ سامنے دیکھیں میں ہوں نہ آپکے  
ساتھ کچھ نہیں ہونے دوں گا۔۔۔ روشال ہلکا سا نہیں دیکھتے سامنے آسمان کی  
طرف دیکھ گئی تھی جہاں سماں پلین اپنے رنگ برنگے پنک اور پر پیل دھوئیں سے  
لکھ رہا تھا سمندر کے اوپر

Happy 18th birthday roshal aliyan



یہ دیکھتے روشال کی آنکھیں بھیگی تھیں کیوں کہ آسمان کا نظارہ بہت ہی دلکش اور  
بے پناہ خوبصورت لگ رہا تھا۔۔۔

جیسے پلین نے آسمان پر لکھا ویسے ہی نیچے سے بہت سے کینڈل  
کے غبارے

lanterns fire balloons

آسمان کی طرف اڑے تھے

اور پیچھے سے نواب عالیان روشال کو اپنی باہوں میں بھر گئے اور شدت سے اُسکی  
کالی چادر گردن سے ہٹاتے اپنے لب رکھتے بولے، پپی برت ڈے چھوٹی بیگم  
میری گڑیا میرے بچوں کی ماں۔۔ جہاں پہلے دل میں خوشی ہوئی تھی وہیں  
روشال ایک دم بھیگا سا ہنسی تھی اور ہلکی آواز میں بڑ بڑائی بچوں کی ماں۔۔ نواب  
عالیان نے روشال کا رخ اپنی طرف کیا۔۔ چھوٹی بیگم !!!، مممم !!! بہت بہت  
مبارک ہو آپکو آپکا یہ خاص دن آج میری گڑیا اٹھارہ کی ہو گئی ہے۔۔

آپکو کیسے یاد تھا نواب جی !!! آخر روشال سوال کر بیٹھی۔۔۔ کیسے انہیں اُسکا  
برت ڈے یاد رہا۔۔ جب آپ میرے نکاح میں آئی اُسی دن سے آپکی ہر چیز

میری ہو گئی۔۔۔ جواب ہی اتنا گہرا تھا سمجھتے بھی روشال نہیں سمجھی تھی۔ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے بہت ہی گہری نظروں سے ایک دم نواب عالیان روشال کے ماتھے پر بوسا دیتے بولے۔۔۔ چلیں آگے ابھی بہت سے سر پر انزرتے ہیں اور آپکو بھی تو دیکھنا ہے اوپر سے نیچھے ابھی تو یہ چادر آڑ بنی ہے میری نظروں کے نیچے۔۔۔ یہ بولتے نواب عالیان پھر سے اپنی چھوٹی بیگم کو اٹھا گئے تھے۔۔۔ روشال کے دونوں ہاتھ اُن کے گلے کا ہار بنے ہوئے تھے وہ روشال کو دیکھتے آگے بڑھ رہے تھے۔۔۔ آگے آتے سامنے دیکھتے روشال نے پھر حیرانگی سے وہ سارا سجا ہوا حصہ دیکھا تھا۔۔۔ سمندر کی لہروں کے بہت قریب بہت ہی خوبصورت سجاوٹ ہوئی تھی بلیک اور گولڈن غباروں سے ہر طرف روشنی کے لائنٹرن لگے ہوئے تھے ایک طرف بہت ہی خوبصورت ہٹ (جھونپیری) جو پوری پھولوں اور لائنٹنس سے سجی ہوئی تھی ساتھ ہی ایک بہت ہی خوبصورت پھولوں کا چھتری کی طرح کی چھت بنائے نیچے ایک خوبصورت سی راؤنڈ شیپ ٹیبل رکھی ہوئی تھی جس میں کیک تھا پنک اور پریل رنگ کا اور اُس کے اوپر چار روشال کے نام کی گڑیا اور اُس کے ہاتھوں میں دو بے بی بی بنا کر رکھے ہوئے تھے

-- آئیں چھوٹی بیگم نواب عالیان روشال کو وہاں ٹیبل کے پاس لے جاتے نیچے  
اتار گئے تھے۔

روشال جو بہت باریکی سے اُس کیک کو دیکھ رہی تھی اُس میں جب روشال اور  
اُس کے بچے تھے تو نواب عالیان کہاں تھے کیا وہ آج بھی اُس کے نہیں بنے تھے  
یا پھر آج جو بھی وہ کر رہے تھے صرف اپنے بچوں کی ماں کو خوش کرنے کے لیے  
یا صرف اپنے بچوں کے لیے کر رہے تھے۔

یہ سوچتے روشال کا دل اندر سے غمگین ہوا تھا جتنا وہ اپنے آخری ڈیلیوری کے  
مہینوں کے قریب بڑھتی جا رہی تھی اتنا ہی وہ یہ سب محسوس کرنے لگی تھی اوپر  
سے رباب کا ہر دودن چھوڑ کر فون کر کی اُس کو اُس کی حیثیت جتنا نا۔ روشال کو  
خاموش دیکھتے آخر نواب عالیان نے خاموشی تھوڑی تھی۔ چھوٹی بیگم کیسا لگا  
سب۔۔۔ اُس کے بہت قریب ہوتے بے باک نگاہ اُس کے سر اُپے پر گاڑتے  
روشال کی چادر نیچے سر کا گئے تھے۔ وہ کچھ نہیں نواب جی!! بے تاثر لہجے میں  
بولی۔۔ اور دوسری طرف نواب عالیان سیٹی اور بتی گل ہوئی تھی۔ کیوں کہ  
روشال بلیک رنگ کی بنارسی ساڑھی میں قیامت ڈھا رہی تھی اُسکا گول مٹول

سراپا اور زیادہ متناسب ڈھلکا ہوا تھا۔ روشال نے ساڑھی کا پلو بہت ہی خوبصورت انداز میں ڈالا ہوا تھا پیٹ بلاؤز میں ڈھلکا ہوا تھا لیکن روشال کی باہر نکلنے کو جیسے بے تاب گہرائیاں جو بہت زیادہ بھاری ہونے کی وجہ سے تھیں۔۔۔ کچھ پر یگننسی کا اثر تھا اور کچھ نواب جی کے لمس کا کیوں کہ وہ زیادہ روشال کی دھڑکنوں سے ہی لپٹے اپنی پیاس آج کل بجھاتے تھے آج بھی اُنکا یہاں اپنا پورا پورا حق لینے کا ارادہ تھا اس لیے تو ساتھ ہی ایک چھوٹی سی جھونپڑی بنوائی تھی پورا کلفٹن ایریا بند تھا ہر طرف داخلی اور خارجی راستے پر نواب عالیان کے گارڈز کھڑے تھے۔۔ کوئی اس طرف آ ہی نہیں سکتا تھا۔۔ کیسا لگا سب چھوٹی بیگم روشال کے خوبصورت سراپے کو اپنی آنکھوں میں قید کرتے بولے

---

بہت اچھا ہے سب ہلکا سا بولتے مسکراہٹ لیے سپاٹ لہجے میں بولی۔۔۔ نواب عالیان کو روشال کا یہ انداز ایسا لگا وہ خوش نہیں پھر بھی اپنی سوچوں کو جھٹلاتے اور زیادہ قریب ہوئے اُسکے اور روشال کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں بھرتے بولے بہت خوبصورت لگ رہا ہے میرے چاند کا ٹکڑا۔۔ آج کیک کاٹنے کے

بعد بہت کچھ آپ سے بولتے آپکے بے حد قریب آنا ہے ایک ہاتھ بے باکی سے  
روشال کی پچھلی گہرائی میں پھیرتے بولے۔۔ روشال جو بس نظریں جھکائے سن  
رہی تھی ایک یہی مرد تھا جو روشال کے دل پر ہمیشہ راج کرنے والا تھا لیکن اب  
روشال کو اپنی عزت نفس اور اپنی اولاد سے بڑھ کر کچھ نہیں تھا۔ آئین چھوٹی  
بیگم میرے ساتھ اور ہماری آنے والی اولاد کے ساتھ یہ کیک کٹ کریں آج  
واقعی میں میری چھوٹی بیگم چھوٹی گڑیا بہت بڑی ہو گئی یہ بولتے روشال کے  
سرخ عارض پر اپنے لب رکھ گئے تھے۔۔۔ بڑے تو ہم کب کے ہو گئے جب  
سے آپکے نکاح میں آئیں ہیں۔۔ مطلب!! نواب عالیان کو سمجھا نہیں تھا۔۔  
کچھ نہیں کیک کٹ کرتے ہیں۔۔۔ ہاں کیوں نہیں چھوٹی بیگم اب نواب عالیان  
مسکراتے ٹیبل کی طرف روشال کو لے کر بڑھے تھے آخر روشال نے کیک  
کٹ کر لیا تھا اور نواب عالیان نے روشال کے ماتھے کو چومتے ایک خوبصورت  
سابا کس اُس کے آگے کیا تھا۔۔

یہ کیا ہے نواب جی!!! کچھ ہے چھوٹی بیگم آپکے لیے۔۔۔ روشال نے باکس  
لے لیتے کھولا تھا لیکن جو چیز اندر تھی اُس کو دیکھتے کہیں نہ کہیں اُسکی آنکھیں سرخ

ہوئی تھی آنسو روکنے کے چکر میں۔۔۔ پہناؤں۔۔۔ جی!!! اتنا ہی بول پائی تھی  
اتنے میں نواب عالیان وہ ڈائمنڈ کی رنگ جس پر بیچ میں ریڈ ڈائمنڈ سے روشال  
عالیان لکھا ہوا تھا۔۔۔ آخر نواب عالیان نے وہ رنگ روشال کی نازک دودھیا  
س انگلی میں پہناتے وہاں اپنے لب رکھے تھے۔۔۔ روشال نے اپنی آنکھیں بند  
کی تھیں یہ شہزادہ نواب اُسکے نصیب میں رب نے لکھا تو تھا لیکن وہ پورا کا پورا اُسکا  
نہیں تھا نہ شاید کبھی نا اُسکا ہو سکتا تھا۔۔۔ کیسا لگا چھوٹی بیگم یہ چھوٹا سا گفٹ  
۔۔۔ پیارا ہے میرے نام کے ساتھ آپکا نام ایسا لگ رہا ہے خواب ہو۔۔۔ کیا  
مطلب چھوٹی بیگم!!! نواب عالیان نے سنجیدہ تاثرات سے روشال کو دیکھا تھا  
ہی سمجھ جس کی آجکل باتیں اُن کو کم

لگتی تھیں۔۔۔ کچھ نہیں نواب جی!!! یہ بولتی ہلکا سا مسکراتی سامنے ٹیبل کی  
طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔ نواب عالیان کو ایسے محسوس ہوا جیسے وہ اُن کی پہلی  
والی روشال نہیں رہی جو چھوٹی چھوٹی چیزوں میں بھی چہکتی تھی۔ ڈنر کرنے کے  
بعد اب نواب عالیان روشال کو لے کر پھولوں اور لائٹس سے سچی ہوئی  
جھونپری میں تھے۔۔۔ جو پوری گلا سکی بنی ہی بے حد حسین تھی۔۔۔ نواب

عالیان جو بستر پر بیٹھی روشال کے سامنے بیٹھے تھے روشال کے دونوں ہاتھ اُنکے ہاتھوں میں تھے۔۔۔ کیا ہم یہاں آج رات رکنے والے ہیں نواب جی۔۔۔ ہاں !! یہ بولتے نواب عالیان روشال کی ہتھیلیاں شدت سے چوم گئے تھے روشال نے آنکھیں نیچی کی تھیں۔ نواب عالیان روشال کا چہرہ بہت نرمی اور احترام کے ساتھ اپنے ہاتھوں میں بھرتے بولے۔۔۔ جانتی ہیں چھوٹی بیگم آپ کیا کیا میرے کے چہرے لیے بنتی جا رہی ہیں کیسے بتاؤں آپ کو بولتے جا رہے تھے اور روشال کے ایک ایک نقوش پر اپنے لب رکھتے جا رہے تھے۔۔۔ کیا ہیں آپ میرے لیے

---

اسیر بنا گئی ہیں آپ مجھے اپنا اتنی شدت میں نے شاید ہی کسی کے لیے پہلے محسوس کی ہوگی جتنی آپ کے لیے کرنے لگا ہوں یہ بولتے نواب عالیان اپنے دہکتے لبوں کا گھیلالمس روشال کی تھوڑی پردے گئے تھے۔۔۔ روشال نے سسکتے اُنکے کندھے کو اپنے ہاتھوں میں جکڑا

تھا۔۔۔ اب نواب عالیان کے ہونٹ روشال کی نیچے کی گہرائیوں پر سفر کر رہے تھے۔۔۔ روشال کی آنکھیں بند تھیں وہ آج بھی بس اپنا فرض نبھا رہی تھی

-- نواب عالیان جو جو بول رہے تھے وہ الفاظ بس گڈ مڈ ہوتے اُسکی سماعتوں میں پر رہے تھے۔ نواب عالیان نے اب روشال کا پلو ڈھلکاتے اُسکی گردن کو اپنے لمس سے گھیلا کیا تھا کبھی وہاں اپنے ہونٹ کا لمس دیتے کبھی دانت گاڑتے اور کبھی زبان سے حملا کرتے۔۔۔ کافی دیر اُنکا یہی عمل جاری رہا۔۔۔۔۔ روشال جس نے اپنا آپ اُن کی من مانی کے لیے چھوڑا ہوا تھا۔۔۔

آخر نواب عالیان اُسکی گردن سے پیچھے ہوتے پھر روشال کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھر گئے تھے۔۔۔ اور اپنے جذبات سے لبریز لہجے میں اپنی چھوٹی بیگم سے گویا ہوئے۔۔۔ آج جو میں نے کیا نا چھوٹی بیگم یہ سب آپکو بتانے کے لیے آپکی اہمیت کیا ہے میری زندگی میں ہم دونوں میں عمر کا کافی فرق ہے اس لئے میں آپ کو اُس طرح اپنے جذبات عیاں نہیں کر پاتا جس طرح میں آپکے لیے محسوس کرتا ہوں کیسے لفظوں میں بتاؤں کیا کیا بن گئی ہیں آپ۔۔۔ چھوٹی بیگم!!! یہ بولتے آنکھیں آج نواب عالیان کی شدت سے بھیگی تھیں روشال جو اُنکی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی وہ اُنکے احساسات اور جذبات سمجھنا چاہتی تھی لیکن پھر بھی وہ سپاٹ بے تاثر بنی بیٹھی رہی اور اُنکے الفاظوں کی گردان سنتی رہی۔۔۔ چھوٹی بیگم



آج دل کر رہا ہے آپکے جسم کی ہر گہرائی میں اتر آپکو اپنے جذبات کی آگ میں  
دھکا دوں تب شاید آپکو اندازہ ہو آپ کا نواب آپکے لیے کیا بن گیا ہے وہ ایسا  
نہیں تھا کبھی نہیں تھا۔۔۔۔۔ پھر سے روشال کی شہ رگ پر لب رکھ گئے تھے  
روشال نے اُنکے بالوں کو اپنے ہاتھوں میں لیتے زور سے پکڑا تھا کیوں کہ اُنکے  
لمس کی تپش ہی اتنی زیادہ تھی۔۔۔

آج رات آپکو اپنے اندر محسوس کرتے بھگونا چاہتا تھا لیکن کیا کروں ہمارے دو  
بچے آپکے اندر پرورش پارہے ہیں اُنکے ہوتے آپ میں ابھی سما نہیں سکتا کہیں  
آپکی طبیعت کو کچھ ہونہ جائیں کیوں کہ آپ بہت قیمتی اثاثہ ہیں میرا چھوٹی بیگم  
!!!!

روشال جو گم سم اُنکی باتیں سن رہی تھی۔۔۔ پتہ نہیں چھوٹی بیگم!! بہت آپکے  
لیے محسوس کرنے لگا ہوں کب آپ اتنی میرے خون میں رچ بس گئی بتا ہی  
نہیں سکتا۔ یہ بولتے روشال کے بہت قریب ہوتے اپنا ایک ہاتھ اُسکی پشت پر  
لے جاتے روشال کے بلا۔ وُز کی ڈوریاں کھول گئے تھے جس سے اُسکا بلاؤز  
ڈھلکا تھا۔۔۔ یہ دیکھتے نواب عالیان کی آنکھوں میں خماری کی سرخی بڑھی تھی

وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے روشال کا بلا۔ وُزدونوں طرف ہلکا نیچے کھسکاتے  
دونوں طرف باری باری اپنے لب رکھ گئے تھے۔۔۔ روشال نے بنا آواز ہی  
نواب عالیان کی پشت کو اپنے ہاتھوں سے جکڑا تھا۔ اب اُنکے لب نیچے کی  
طرف سرک رہے تھے۔۔۔ نواب عالیان نے اسکی دھڑکنوں  
کی طرف بڑھتے بہت ہی بے شرمی سے اپنی چھوٹی بیگم کی ناز کی کو دیکھا تھا۔  
اور دیکھتے شدت سے اپنے لب اُس کے پیٹ پر رکھتے روشال کو ایک ہاتھ سے  
تکیہ پر آرام سے گراتے اوپر ہوتے اُسکی بند آنکھوں کی طرف دیکھ گئے تھے۔  
اور مسکرا کر بولے چھوٹی بیگم آنکھیں کھولیں اور جو میں کروں وہ دیکھیں۔۔  
روشال جو ایک جھٹ سے آنکھیں کھولتی نواب عالیان کو دیکھ گئی تھی۔۔۔ نواب  
عالیان جو چہرے پر بے باکی لیے روشال کے پردے کو ایک ہی جھٹکے میں اُسکے  
و۔۔۔ جو د سے جدا کر گئے تھے اور اندر کا نظارہ دیکھتے تو نواب عالیان کی تشنگی اور  
بڑھی تھی روشال کی بھاری دھڑکنے جنکا سائز بڑا ہوتا جا رہا تھا وقت کے ساتھ وہ  
بلیک نواب جی کے پسندیدہ رنگ میں بامشکل ہی قید تھیں روشال کی آنکھیں  
جھکی تھیں کتنی بھی وہ بڑی ہو جائے وہ اپنے شوہر کو اتنی بے باکیاں کرتے نہیں

روشال کے دونوں ابھاروں کو اپنے دیکھ سکتی تھی۔۔۔ نواب عالیان جواب ہاتھوں میں لیتے دباتے مسل گئے تھے۔۔۔ روشال نے ایک ہاتھ منہ میں دیتے اپنی سسکی روکی تھی۔۔۔ وہیں نواب عالیان روشال کو دیکھتے ایک ہاتھ اُس کی پشت پر لے جاتے سیاہ نازک پردہ کا ہک کھولتے اُس کی دھڑکنوں کو اس نازک پردہ سے بھی آزاد کر گئے تھے اب جو نظارہ تھا وہ دیکھتے نواب عالیان نے اُس کی گہرائیوں کے بیچ کی لائن میں اپنے لب رکھتے بولے۔۔۔ خوبصورتی میں آپ اپنی مثال آپ ہیں چھوٹی بیگم ایک شوہر کو اپنا کیسے دیوانہ کرنا وہ کوئی آپ سے سیکھے یہ بولتے شدت سے اُسکی دھڑکنوں پر جھکتے ایک کو اپنے لبوں میں لیتے اور دوسری کو اپنے ہاتھوں کے لمس سے لال کرنے لگے۔۔۔ روشال جس کی اب سسکیاں بندھی تھیں جب جب نواب عالیان اُس کے اس حصے پر اپنی جنونیت اور طلب دکھاتے تھے روشال سسکی لیتے مرنے والی ہوتی تھی۔۔۔ کتنی ہی دیر نواب کی جان ہلکان کیے رکھی اُس کی دھڑکنوں اور ابھاروں کے عالیان نے روشال ساتھ جنونی کھیل کھیل کر۔۔۔ کبھی دانت سے کھینچتے کبھی اپنے آپکو سیراب کرتے اور کبھی اپنا نرم اور میٹھا لمس دیتے اس سارے عمل کے دوران روشال

بس اُنکے بال کھینچتے گردن میں اپنے ناخن گاڑتے اُنکی شدت برداشت کرتی رہی  
۔۔۔ آخر اپنے آپکو سیراب کرتے نواب عالیان نے اپنا رخ روشال کے چہرے  
کی جانب کیا۔۔ کیونکہ حمل کے آخری لمحات میں وہ زیادہ قریب جا کر روسال کو  
تکلف نہیں دینا چاہتے تھے اسلیے اپنے جذبات میں بند باندھ کر بولے۔۔۔ چھوٹی  
بیگم!! کیسا لگا آج آپکو میرے جذبات سے بھری یہ رات کا سر پر ایز۔۔ محبت  
پاش لہجے میں پوچھ گئے تھے۔۔

بہت اچھا۔۔ اچھا لگا آپ نے اپنے بچوں کے لیے اتنا سب کیا۔۔ اور میں جانتی  
ہوں آپ کے جذبات کی لو بھی آپکے بچوں سے جڑی ہے اور میں کیوں کہ آپکے  
بچے پیدا کر رہی ہوں تو یہ عزت اور احترام تو واقعی مجھے ملنا ہی تھا اور آپ فکر نہیں  
کرے میں اس سے زیادہ کچھ اور نہیں سمجھوں گی۔۔ کیا مطلب میرے جذبات  
بس بچوں کی وجہ سے جڑے ہیں آپ سے۔۔ روشال کا یہ لہجہ اور جواب نواب  
عالیان کو آج اتنے مہینوں میں پہلی بار اندر تک زخمی کر گیا تھا۔۔ آج لگا تھا اُنکی  
چھوٹی بیگم واقعی ہی بدل گئی ہیں۔۔ نواب عالیان کی آنکھوں میں آنسو چمکے تھے۔  
نواب جی شادی سے لے کر اب تک آپ مجھ سے انھیں جانوں کی وجہ سے تو

جڑے ہیں۔۔ اپنے برہنہ پیٹ پر ہاتھ رکھتے بولی۔۔ زخمی سا مسکراتے۔۔ یہ سنتے  
نواب عالیان ایک ہی جھٹکے میں روشال کے اوپر سے اٹھے اور ہلکا سا رخ موڑتے  
کونے میں آئے آنسو صاف کر گئے تھے۔۔ اپنی انگلی کے پور سے آنکھوں کے  
روشال جس کے دل میں نواب جی کے آنسو لگے تھے لیکن وہ پھر بھی سپاٹ  
تاثرات لیے اٹھی۔۔ اپنی دھڑکنوں کو اپنے ہاتھوں سے چھپاتے۔۔ چھوٹی بیگم  
رات گہری اور ٹھنڈی ہو رہی ہے ہمیں نکلنا چاہیے حویلی کے لیے کہیں آپ کی  
طبیعت نا خراب ہو جائے۔۔

روشال کے چہرے کو ہاتھوں میں بھرتے اُس کے ماتھے پر لب رکھتے اُٹھ کر  
زمین میں پڑی اپنی شرٹ پہنے لگے وہیں اب روشال کی آنکھیں بھیگی تھیں پر وہ  
چپ چاپ ایک مجسمہ بنی۔۔ اب اپنا سیاہ پردہ ڈالتے اپنا بلا۔ وُز چڑھا رہی تھی  
۔۔ کچھ منٹوں بعد نواب عالیان اپنا کوٹ پہنتے اپنی بیگم کی طرف بڑھے جو  
نظریں نیچی کیے زمین کو گھور رہی تھی۔۔ نواب عالیان نے روشال کی چادر  
اٹھاتے اُس کو اچھی طرح ڈھکا تھا آج پتہ لگ رہا تھا جو آپ کے دل میں رہتا ہو وہ  
آپ کو اُس طرح جواب نہ دے جو آپ چاہتے ہو تو کتنی تکلیف ہوتی ہے۔۔ دل کو

ٹھوکا سا لگا تھا شدید درد تھا۔۔۔ جو لڑکی اب اُنکے دل میں پورے حق سے اپنی سلطنت بنائے ہوئی تھی آج وہ اُن کو پورا نظر انداز کر گئی تھی۔۔۔ روشال پر چادر اچھی طرح دیتے نواب عالیان اُس کو اپنی باہوں میں اٹھا گئے تھے۔۔۔ اب وہ روشال کو لیتے اُس کیوٹ سی گلاس جھونپڑی سے باہر نکل گئے تھے۔۔۔ اب پھر سے نواب عالیان کا قافلہ چھوٹی بیگم کے ساتھ حویلی کی طرف رواں دواں تھا

--

پورے راستے دونوں میں کوئی بات نہیں ہوئی جیسے چپ سے ہو گئے تھے۔۔۔  
دونوں ایک دم دونوں میں خاموشیوں کا ڈیرہ جم سا گیا تھا۔

-----

رات کے تین کا وقت ہو رہا تھا نواب عالیان نے حویلی آتے ہی روشال کو ہلکے کپڑوں میں ملبوس کرتے اُس کو اچھی طرح پھر سے اپنے ہاتھوں سے ہلکا پھلکا کھلاتے۔۔۔ لٹھا کر نیچے آگئے تھے جب سے آئے تھے ایک عجیب سی چوٹ لگی ہوئی تھی دل میں چھوٹی بیگم کا یہ بولنا انہوں نے یہ سب بس اپنی اولاد کے لیے کیا ہے یہ چیز اُن کو اندر تک توڑ گئی تھی۔۔۔ نواب عالیان جو کب سے نیچے ہال میں بیٹھے

سگرٹ سلگاتے اپنے زخمی دل پر مرہم لگا رہے تھے جو لگ ہی نہیں رہا تھا۔۔۔ کیا  
چھوٹی بیگم سمجھتی ہیں میں جو کر رہا ہوں اپنی اولاد کے لیے کر رہا ہوں بس۔۔۔

اُن کو کیسے بتاؤں کہ میں اُن سے عشق کرنے لگا ہوں بے انتہا۔۔۔ آج کیوں نہیں  
وہ سمجھی۔۔۔ پہلے وہ بھی تو مجھ سے بول چکی تھیں وہ مجھ سے محبت کرتی ہیں پھر

آج اُنہوں نے میرے جذبات کی آنچ کیوں محسوس نہیں کی کیوں وہ وہاں ایسے  
جیسے کوئی بس کھیلنے والی موم کی گرٹیا ہو۔۔۔ رہی میری پناہوں میں

کیسے بتاؤں چھوٹی بیگم آپکے نواب کو شاید اظہار نہیں کرنا آتا یا واقعی وہ آپکو سمجھا  
نہیں پارہا آپ کیا ہیں میرے لیے عشق ہیں آپ عشق۔۔۔ کیا ہوا چھوٹے نواب

۔۔۔!!! دادی جان جو تہجد کے لیے اٹھی تھیں عالیان خان کو ہال میں پریشان

حال دیکھتے اُن کی آگئی۔۔۔ دادی جان آپ!! عالیان خان اپنی بیئر ڈپر ہاتھ

پھیرتے بڑھ کر اپنا سر دادی جان کے آگے جھکا گئے تھے۔۔۔

دادی جان نے اُنکے سر پر ہاتھ رکھتے ڈھیروں دعائیں دیتی بولی کیا ہوا ہے چھوٹے

نواب۔۔۔ کچھ نہیں دادی جان یہ بولتے دادی جان کو صوفہ پر بیٹھاتے خود بھی

اُنہیں کے پاس بیٹھ گئے۔۔۔

آپکی دادی ہیں ہم چہرے دیکھ کر پڑھ لیتے ہیں ہمارا لخت جگر پریشان ہے۔۔۔ اپنی  
چھوٹی بیوی کی وجہ سے پریشان ہو کیا آپکو کیسے پتہ دادی جان۔۔!! نواب عالیان  
نے حیرانگی سے دیکھا تھا۔۔۔ سب پتہ ہے ہمیں تمہاری آنکھیں بتا رہی ہیں کتنی  
شدت سے تم اُس چھوٹی لڑکی کے عشق میں گرفتار ہو چکے ہو۔۔۔ آپ کیسے  
جانتی ہیں دادی جان میں نے تو بتایا ہی نہیں۔۔۔ تمہارے بتانے سے کیا ہوتا ہے  
تمہاری نظروں میں اب بس وہی رہتی ہے۔۔۔ پر دادی جان مجھے لگتا ہے بعض  
دفعہ کہیں میں اپنی دوسری بیوی سے عشق کر کے اپنی پہلی بیوی سے نا انصافی تو  
نہیں کر رہا۔۔۔ نہیں عالیان میرے بیٹے تم کسی کے ساتھ نا انصافی نہیں کر رہے  
جتنا تم نے رباب کو اُسکا حق دیا ہے پوری حویلی اس بات کی گواہ ہے وہ لڑکی ہمیں  
کبھی پسند نہیں رہی لیکن ہم اس بات کی تعریف کرتے ہیں ہمارے عالیان نے  
کبھی رباب کے ساتھ کوئی نا انصافی نہیں ہونے دی تم تو اپنی بیویوں پر ایسے آنکھ  
بند کر کے یقین کرتے ہو بیٹے۔۔۔ پتہ ہے تم جیسے مرد اس دنیا میں بہت کم ہوتے  
ہیں جو اپنی بیویوں کو حقوق کے ساتھ اُن پر پورا بھروسہ بھی کرتے ہیں۔۔۔ پر  
دادی جان محبت تو میری رباب تھی نہ پھر دوسری بیوی کے آتے ہی میں کیسے



اُنکے عشق میں پڑ کر صرف اُنکا ہو سکتا ہوں۔۔۔ یہ تو رباب کے ساتھ نا انصافی  
ہوئی وہ بعد میں بولے گی عالیاں تمہاری محبت اتنی عارضی تھی جو بدل گئی۔۔۔  
اس بات پر دادی جان ہنسی تھیں۔۔۔۔۔ آپ ہنس رہی ہیں دادی جان !!!  
۔۔۔۔۔ ہاں کیوں کہ بات ہی تم نے ایسی کر دی چھوٹے نواب۔۔!! تمہاری  
زندگی میں دوسری عورت لانے والی بھی تو رباب ہے بیشک ہمیں پوتے کی  
تمہارے وارث نسل کی خواہش تھی لیکن جب تم نے ہمیں منع کیا دادی جان  
میں رباب کا حق کسی کے ساتھ نہیں باٹ سکتا۔۔۔۔ پھر ہم نے تمھے فورس نہیں  
کیا۔۔۔ لیکن وہ رباب ہی تھی جس نے تمھے کہا عالیاں شادی کر لو مجھے کوئی  
اعتراض نہیں تو پھر کیسے تم اُسکی حق تلفی کر رہے ہو بھلا۔ عشق پر کسی کا زور نہیں  
ہوتا بیٹا اور ایک بات یاد رکھنا عشق زندگی میں ایک دفعہ ہوتا ہے اور وہ تمھے  
تمہاری چھوٹی بیوی سے ہوا کیوں کہ اُسکی سیرت اُسکے اخلاق اُسکی پاکیزگی نے  
تمہیں اُسکی طرف کھینچتے اُس سے عشق کرنے پر مجبور کیا۔۔ دادی جان پر میں اُس  
سے اقرار ہی نہیں کر پاتا۔۔ آج میں نے اپنے جذبات کھولے کچھ اُسکے آگے پر وہ  
سمجھی ہی نہیں۔۔۔ سمجھی نہیں چھوٹے نواب نظر انداز کر گئی یا یہ بولو وہ پوری چپ

ہو گئی۔۔۔۔۔ ضرور تم نے بھی اُسکے پیار کو اُسکے اقرار کو جھٹکا ہو گا۔۔۔۔۔

عورت اپنے پسندیدہ مرد کے لیے سب کر جاتی ہے لیکن بے حس تب بنتی ہے جب وہ اُسکے پیار کو جھٹکتا ہے۔۔۔ اور میں نے محسوس کیا ہے تمہاری چھوٹی بیگم وقت کے ساتھ بہت خاموش ہو گئی ہے ایک چھوٹی سی لڑکی جو چہکتی پھرتی تھی آج وہ بس بجھی بجھی رہتی ہے۔۔۔۔۔ یا یہ بولوں میں "عورت کا لڑنا محبت ہے اور عورت کی خاموشی ناراضگی ہے، صرف اتنی سی بات سمجھنے میں مرد بہت دیری لگا دیتا ہے" دادی جان کے یہ الفاظ سنتے نواب عالیان علی خان کو آج اپنی غلطی کا احساس شد و مد سے ہوا تھا اور آج اتنے مضبوط اسباب کے انسان کے آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے تھے دادی جان آپ کا عالیان واقعی نا انصافی کر گیا بڑی کے ساتھ بھی چھوٹی کے ساتھ۔۔۔ جب میں اُس سے عشق کرنے لگا تھا اُس کو بتا نہیں پایا کیوں میں اُسکے بجھے انداز کو سمجھ نہیں پایا۔۔۔ اب ٹوٹنے کا وقت نہیں عورت کو پھر سے جیتا جاسکتا ہے۔۔۔ کیسے دادی جان !!! اپنے آپ کو رو و شال کے لیے بدلو اپنے انداز اپنے لہجے اپنی پرواہ سے اُس کو بتاؤ کیا معنی رکھتی ہے وہ تمہارے لیے۔۔۔ دادی جان !!! ایک دم نواب عالیان دادی جان کی گود میں

سر رکھ گئے تھے۔۔ کوئی تھا جو اُنکے سمجھا پایا تھا۔۔۔۔۔ اب جاؤ اپنی چھوٹی بیوی  
کے پاس اور اُسکے حصے کا پیار اُس کو دو جو وہ بچی دیسرو کرتی ہے۔۔۔۔۔  
نواب عالیان اپنی دادی جان کے آگے پھر سے سر کرتے اُنکی دعائیں لیتے اپنے  
کمرے کی طرف بڑھ گئے تھے۔۔

-----

جیسے کمرے میں آئے اُنکی آنکھیں بڑی ہوئی تھیں فکر مندی سے کیوں کے روشا  
ل جو بیڈ سے ٹیک لگائے سسکتی رو رہی تھی۔۔۔۔۔ ایک ہی جست میں بے پناہ  
پرواہ لیے اپنی بیوی کی طرف بے چینی سے بڑھے۔۔ چھوٹی بیگم کیا ہوا۔۔۔!!!  
نواب جی وہ۔۔ روتے بولی اٹک اٹک کر!!! میرے پاؤں میں چبھن اور سنسنی  
سی ہو رہی ہے۔۔۔ روشال کے پاؤں ساتویں مہینے میں اور زیادہ ورم سے پھول  
گئے تھے

نواب عالیان بے قراری سے سائڈ دراز سے ایک ٹیوب نکالتے روشال کے پاؤں  
کی طرف بیٹھتے اُسکے نازک دودھیا پاؤں اپنی گود میں رکھ گئے تھے۔۔ نواب  
عالیان کا یہ انداز دیکھتے روشال نے حیرت سے دیکھا تھا

روشال کی جگہ کوئی اور بھی ہوتا وہ بھی حیران ہی ہوتا کیوں کہ حیدر آباد کا نواب جو کبھی کسی کے پاؤں کو چھوتا نہیں تھا وہ دیوانوں کی طرح چہرے پر اپنی چھوٹی بیگم کی پرواہ اور درد کے آثار لیے اُسکے پاؤں کی مالش کر رہے تھے۔ روشال جو اُنکو دیکھتے دیکھتے غنودگی میں جا رہی تھی جب تھوڑا درد چھن کم ہوئی تو بولی نواب جی!!! آپکی باہوں میں سونا ہے آیا میری جان میری گڑیا یہ بولتے تڑپتے اپنی چھوٹی بیگم کی طرف بڑھے اور بیڈ سے ٹیک لگاتے اُس کو اپنے سینے میں قید کر گئے تھے۔۔۔ روشال جو اُنکے سینے پر سر رکھتے سکون کی نیند کی وادیوں میں ہلکا ہلکا جانے لگی۔۔۔ کہ ایک دم نواب عالیان بولے!!!! چھوٹی بیگم آپکا نواب آپ سے بے انتہا عشق کرنے لگا ہے۔۔

آپ نواب عالیان کا عشق بن گئی ہیں۔۔۔۔ آپ عشقِ عالیان بن گئی ہیں۔۔۔ یہ بولتے آنکھوں میں آنسو سجائے اپنی چھوٹی بیگم کی طرف دیکھا جو سو گئی تھی شاید۔۔ لیکن جب روشال نیند کی وادیوں میں اتر رہی تھی اُس کو ہلکے ہلکے نواب عالیان کے لفظ اُنکا اقرار سنائی دیا گیا تھا۔۔ چھوٹی بیگم آپ سو گئی آپکے عالیان نے آپکے لیے اپنے عشق کا اقرار کیا تھا اسی سے پتہ لگتا ہے آپکا عشق حاصل کرنے

کے لیے اور اپنے عشق کو تکمیل دینے کے لیے مجھے بہت جدوجہد کرنی ہوگی

---

اب نواب عالیان روشال کے چہرے کو دیکھتے دیوانگی کے عالم میں بولے مجھے  
نفرت ہے اپنی اُس ہر عادت سے جس سے آپکو اب برا لگے میرا بس چلے تو میں  
اب آپکو کچھ برا لگنے نہیں دوں لیکن چاہ کر بھی ایسا نہیں کر پاتا اتنی بڑی سلطنت  
کا نواب بھی اپنی بیوقوفوں کی وجہ سے اپنی چھوٹی بیگم کا دل دکھا جاتا ہے۔۔۔ یہ  
بولتے اور زیادہ اپنی چھوٹی بیگم کو اپنے اوپر کرتے خود بھی آنکھیں موند گئے تھے

---

-----

پانچ ہفتے گزر گئے تھے ان دنوں میں نواب عالیان نے اپنے انداز اپنے لہجے ہر  
طرح سے اپنی چھوٹی بیگم کو بتانے کی کوشش کی وہ اُن کے لیے بہت قیمتی ہیں ہاں  
اظہار نہیں کیا پھر سے کیوں کہ پہلے وہ اپنی چھوٹی بیگم کو پھر سے جیتنا چاہتے تھے  
۔ وقت کے ساتھ کیوں کہ روشال کے اب آٹھواں مہینہ کے آخری دن ہی چل  
رہے تھے اُسکا وجود اور زیادہ بھاری ہو گیا تھا کیوں کہ دونوں بچے ہیوی تھے۔۔۔

اور وزن زیادہ بڑھنے کی وجہ سے روشال کا اب چلنا پھیرنا یہاں تک کہ سونا بھی  
محال ہوا تھا۔۔۔ وہ رات کو نواب عالیان کے سینے پر سر رکھ کر بیٹھے بیٹھے ہی سوتی  
تھی اور نواب عالیان بھی اُس کو اپنی باہوں میں بھر کر بیٹھے ہی سوتے تھے۔۔۔ دو  
دن پہلے رباب آگئی تھی امریکہ سے اب آتے ہی رباب کا وقت نواب عالیان علی  
خان کے ساتھ چل رہا تھا۔۔۔ ابھی ایک دن ہی گزرا تھا نواب عالیان اور رباب  
کا ساتھ۔ رات کے بارہ کا وقت تھا نواب عالیان علی خان جو کچھ دیر پہلے ہی حویلی  
آئے تھے ڈیرے سے کیوں کہ روشال کی بڑھتے وقت کے ساتھ بے رکھی اور  
خاموشی اُن کو اندر ہی اندر توڑ رہی تھی۔۔۔۔۔ آج اُنکے سر میں شدید درد تھا روشا  
ل کا حال چال پوچھتے اور اسکو دودھ پیلا کر رباب کے کمرے میں آئے تھے کل کی  
ساری رات رباب کے ساتھ گزار رہی تھی جیتنا بھی وہ روشال سے عشق کر لیں  
پر نواب عالیان رباب کے حقوق سے بھی منہ نہیں موڑ سکتے تھے۔۔۔۔۔ کل کی  
ساری رات رباب نے نواب عالیان سے اپنا پورا پورا حق لیا۔۔۔۔۔ آج کی رات  
بھی اُسکی ہی تھی لیکن نواب عالیان کا دل کر رہا تھا وہ کسی طرح اپنی چھوٹی بیگم  
کے پاس چلیں جائیں۔۔۔۔۔ جیسے وہ کمرے میں آئے اپنی شال اتار کر صوفہ پر

پھینکی اور اپنے سیاہ کرتے کے بٹن کھولتے بیڈ کی سائڈ ٹیبل کے پاس بڑھے اور  
اپنی گھڑی انگوٹھیاں اتار کر رکھیں۔۔۔۔۔ اور ایک نظر رباب پر ڈالی جو اس  
وقت نیٹ کی بے حد شورٹ نائیٹ میں تھی جس میں اُس کا بدن بر۔ ہنہ ہی تھا  
تقریباً سب دکھ ہی رہا تھا۔ اپنے سر کو تھامتے نواب عالیان نے لائٹ آن کی ہی  
تھی ایک دم رباب بولی۔۔۔ پلز عالیان لائٹس آف کر دو۔۔ اور آج تم جاؤ اپنی  
چھوٹی بیگم کے پاس میرے بدن میں درد ہے مجھے سونا ہے۔۔۔  
یہ بولتے کمرے آ نکھیں نکلی سی موند گئی تھیں۔۔ نواب عالیان ایک نظر  
رباب پر ڈالتے اپنی چھوٹی بیگم کے کمرے کی طرف بڑھ گئے تھے۔ وہیں جیسے  
نواب عالیان نکلے رباب اُٹھ کر بیٹھی۔۔

عالیان میں تو اب وہ بات رہی ہی نہیں۔۔ کہاں ساری ساری رات اور سارا سارا  
دن میں اس میں جھلسنے کے لیے تیار رہتی تھی لیکن اب

He is not satisfying me !!!!!

وہ بات اور وہ مذہ نہیں رہا عالیان کی قربت میں یا پھر میں اُس کی دیوانی ہو  
گئی۔۔۔۔

یہ بولتے کال ملا گئی تھی۔۔۔ کیسے ہیں مسٹر فیصل گیلانی کب آرہے ہیں پاکستان  
۔۔ کیا آپ پاکستان ہی ہیں اور وہ بھی کراچی۔۔ چلیں پھر کل ملتے ہیں آپکے  
ہوٹل میں۔۔ یہ بولتے مسکراتے فون پر ہی فیصل گیلانی کو کس دیتے فون رکھ گئی  
تھی۔۔۔

-----

دوسری طرف نواب عالیان علی خان جیسے کمرے میں آئے روشال جو سامنے ہی  
بیڈ پر بیٹھی تھی۔۔۔ پاس گئے ٹھیک ہیں آپ چھوٹی بیگم!!! جی۔۔۔ آپ یہاں  
آج رات تو آپکی رباب بیگم۔۔۔ ہم۔۔۔ کچھ نہ بولتے روشال کے ماتھے کو  
چومتے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئے چیخ کرنے کے لئے۔۔۔ روشال جو بڑی  
ہی غور سے اپنے شوہر کے ایک ایک تاثرات کو دیکھ رہی تھی۔ نواب عالیان علی  
خان اندر سے ہلکی کاٹن کی وائٹ شلوار قمیض پہنتے باہر کمرے میں آئے اور روشا  
ل کو مسکراہٹ سجائے دیکھتے بیڈ کی طرف بڑھے۔۔۔۔۔ اور روشال کے کمبل  
میں آتے ہی اُس کو اپنی باہوں میں بھر گئے تھے۔۔



سو جائیں چھوٹی بیگم میں ہوں آپکے پاس۔۔ یہ بولتے اُنکی طرف دیکھتی روشال  
کی آنکھوں کو بہت عقیدت سے بوسا دیتے اور زیادہ اپنے سینے میں بھینچ گئے تھے

--

اور خود بھی اُس کی کمر سہلاتے آنکھیں موندی تھیں شدید درد تھا نواب عالیان  
کے سر میں پر اُن کو اپنے درد بتانا نہیں آتے تھے ویسے بھی وہ ایک مرد تھا درد  
چھپانا جانتا تھا۔ ایک دم روشال اُنکے احصار سے نرمی سے نکلی۔۔ چھوٹی بیگم کیا  
ہو نواب عالیان فکر مندی سے بیٹھے تھے۔۔ شش بہت بولتے ہیں آپ  
خاموش۔۔!! اپنی چھوٹی بیگم کی مٹھاس بھری ڈانٹ پر نواب عالیان چپ  
ہوئے تھے۔۔۔ پر نظریں اپنی چھوٹی بیگم پر ہی تھیں جو پتہ نہیں کیا نکال رہی  
تھیں۔۔ روشال نے ایک ٹیبلٹ نکالی اور سائڈ سے جگ سے گلاس میں پانی  
بھرتے نواب عالیان کے آگے کیا۔۔ لیں! نواب عالیان جو روشال کو بہت  
محبت سے دیکھتے وہ دوائی لے گئے تھے۔۔۔ سمجھ گئے تھے اُنکی چھوٹی بیگم کو  
اندازہ ہو گیا تھا وہ اس وقت شدید سر کے درد میں ہیں۔

روشال اُنکے پاس ہوئی اور اپنے نرم ملائم دودھیہاتھ اُنکے ماتھے پر لے جاتی  
بڑے ہی پیار سے اُنکے سر کو دبانے لگی آنکھوں میں آنسو تھے روشال کے بے  
حد پرواہ جھلک رہی تھی اُسکے انداز میں اپنے مجازی خدا کے لیے۔ نواب عالیان جو  
سکون سے اپنی چھوٹی بیگم کے لمس کو محسوس کر رہے تھے آج ایسا محسوس ہو رہا  
تھا وہ ساتویں آسمان پر ہیں۔۔ آج ایک واضح فرق بھی نظر آ رہا تھا مشرق کلچر میں  
پلی بڑھی لڑکیاں واقعی سب سے الگ اور مختلف ہوتی ہیں آج روشال اپنے اس  
انداز سے بتا گئی تھی رباب اور روشال کی تربیت میں کتنا فرق ہے۔۔۔ ایک  
اپنے شوہر کو سمجھ ہی نہیں سکی وہ کس تکلیف میں ہیں اور ایک اُنکا چہرہ دیکھتے ہی  
پڑھ گئی کہ اُسکا شوہر کس تکلیف سے گزر رہا ہے۔۔ نواب عالیان کی آنکھوں میں  
آنسو چمکے تھے جن کو وہ چھپا گئے تھے کتنی دیر روشال اُنکا سرد باتی رہی اور فکر میں  
کچھ نہ کچھ بولتی رہی۔۔

آپ اپنا خیال نہیں رکھتے سارا دن کام ڈیرہ بس اور پھر میرا خیال رکھنا اپنے بچوں  
کا اب یہ بھی سوچیں اب آپ اکیلے نہیں اپنی زندگی میں دودو بیویاں ہیں آپ کی اور

اب تو آپکے دو بچے بھی آنے والے ہیں آپکی زندگی بہت سے لوگوں کے لیے  
بہت ضروری ہے یہ بولتے بھی روشال کی دھڑکنے جکڑی تھیں۔۔۔

نواب عالیان جو اُسکے لفظوں کو پراُسکے بولنے میں نمی بخوبی محسوس کر گئے تھے

---

بس کریں چھوٹی بیگم اب میں ٹھیک ہوں یہ بولتے اپنی زندگی اپنے عشق اپنے  
بچوں کی ماں کو اپنے احصار میں لیتے آنکھیں موند  
گئے تھے۔۔

روشال جو کتنی دیر اُنکا چہرہ دیکھتی رہی وہ اپنے بچے اپنے نواب جی جیسے چاہتی تھی  
ہر نقوش ہر انداز میں۔۔۔

اس لیے جب رات کو کبھی اُسکی آنکھ کھلتی تو وہ اس شہزادے کو دیکھتی ہی رہتی

---

-----

ایسے ہی دن گزر رہے تھے روشال کا آٹھواں مہینہ شروع ہو گیا تھا لیکن ایک  
چینج ضرور آگیا تھا نواب عالیان علی خان میں۔۔۔ اب جب بھی رباب کا ہفتہ چلتا  
نواب عالیان علی خان رات کے تین بجے اُسکے سونے کے بعد اپنی چھوٹی بیگم کے  
پاس ہوتے کیوں کہ اب اُن سے ایک پل اپنی چھوٹی بیگم کے بنا نہیں رہا جا رہا تھا

--

آج ہفتے کا دن تھا اور یہ ہفتہ رباب کا چل رہا تھا لیکن دو دن ہی رہ گئے تھے اُسکا  
ہفتہ ختم ہونے میں۔۔ نواب عالیان علی خان جو رباب کے بیڈ پر لیٹے تھے رباب  
جو اُنکے سینے میں منہ دیے سو رہی تھی۔۔ پر نواب عالیان خان کو نیند بھی جیسے  
چھو کر نہیں گزری تھی اُنکی نظریں ایک ٹک گھڑی کی سوئیوں پر لگی ہوئی تھیں  
۔۔ رات کے دو بج رہے تھے نواب عالیان خان کو انتظار تھا کب رات کا آخری  
پہر ہو اور وہ رباب کے پاس سے اٹھ کر اپنے عشق کے پاس جائیں۔۔۔۔۔۔۔۔  
جس کی فکر اُن کو رباب کے پاس ہوتے بھی ہر پل ستاتی رہتی تھی۔۔ نواب  
عالیان نے رباب کو دیکھا جو تقریباً برہنہ اُنکے سینے پر تھی۔۔ اور نواب عالیان

کا بھی کچھ ایسا ہی حال تھا بے شک اُنکے دل روح میں روشاں بس گئی تھی لیکن وہ رباب سے کبھی منہ نہیں موڑ سکتے تھے اُسکے جائز بیوی والے حقوق سے نظریں کے حقوق سے حق تلفی کر کہ وہ گناہ نہیں چرا سکتے تھے۔۔۔ آخر بیوی تھی بیوی گار نہیں بننا چاہتے تھے لیکن اُنکا دل بول رہا تھا وہ سب چھوڑ کے اپنی چھوٹی بیگم کے ہو جائیں اور وہ یہ گناہ کر جائیں پہلی بیگم کے حقوق کو جھٹلا کر۔ نواب عالیان نے رباب کو آرام سے اپنے سینے سے ہٹا کر سائڈ تکیہ پر لٹایا اور اچھی طرح سے اُس پر کمر باندھ دیتے اپنا رخ اُسکی طرف سے موڑتے بس گھڑی کو گھورنے لگے۔۔۔ کب صبح کی روشنیاں پھوٹیں اور وہ اپنی چھوٹی بیگم کے پاس جائیں۔۔۔۔۔ جو ہر طرح سے اُنکے پور پور پورے حق سے براجمان ہو گئی تھی۔۔۔ نواب عالیان جو اس وقت بس اپنی شلوار میں تھے کچھ دیر پہلے ہی رباب نے اُن کو اپنی آدھے گھنٹے والی قربت سے رہائی دی تھی جس میں ہمیشہ کی طرف رباب ہی سب سے زیادہ اپنا عمل سرانجام دیتی تھی۔۔۔۔۔ رباب تھی ہی شروع سے اتنی بے باک وہ ہر طرح سے خود عالیان کے اوپر آتے اُن میں سماتے اُنکے احساس حصوں کو۔۔۔۔۔ آج بھی سب رباب کی طرف سے تھا نواب عالیان نے بس چھوڑتی تھی

ایک بیوی کی طرح اُس کو اُس کا حق دیا اور لینے دیا۔۔۔ نواب تھا برابری کی مثال قائم کرنا چاہتا تھا لیکن شاید آنے والے وقت میں اُن کو اندازہ ہونے والا تھا جس طرح وہ برابری کے اصول پر چل رہے ہیں لیکن اُن کی ہی عورت اُن کی عزت خاق میں ملانے والی تھی۔ کب ٹائم گزرے گا اور میں اپنی چھوٹی بیگم کے پاس جا سکوں گا نواب عالیان علی خان گنتی گنتی وقت کو گن رہے تھے آج جس تڑپ میں تھے نواب عالیان اُن کو جلد ہی معلوم ہونے والا تھا اسی تڑپ سے اُنکی چھوٹی بیگم روز گزرا کرتی تھی۔۔۔ تڑپتی تھی روتی تھی پر بول نہیں پاتی تھی کسی کو۔ آخر گھڑی کو دیکھتے دیکھتے تین بج گئے تھے ایک پل کے لیے بھی نواب عالیان کی آنکھوں کے آگے سے اُنکی گڑیا ایک منٹ کے لیے بھی ہٹتی نہیں تھی۔۔۔ اس سے ہی پتہ چل رہا تھا نواب عالیان علی خان اپنی دوسری بیوی کے پیچھے اپنا سب کھو چکے تھے۔ شاید ہی سکون اور اُنکے جذبات کو تسکین اتنی آسانی سے ملنے والی تھی ابھی تو عشق کی راہ میں اُنہوں نے بہت کچھ سہنا تھا تڑپنا تھا تب ہی اُنکے عشقِ عالیان نے کندن سے سونا بننا تھا۔۔۔

جیسے ہی تین سے اوپر کا وقت ہوا نواب عالیان اٹھے تھے یہ بولتے بس ایک دن  
اور چھوٹی بیگم پھر اگلا ہفتہ ساری ساری رات آپ بس میری باہوں میں آپکا  
عالیان اب آپکے بنا نہیں رہ پارہا یہ کیسی تشنگی ہے کیسی بے سکونی ہے جو آپ کو  
ایک لمحہ نادیکھنے پر بڑھتی ہی جا رہی ہے۔۔۔ نواب عالیان علی خان یہ سوچتے نیچے  
سے اپنی قمیض اٹھاتے شاور لینے چلے گئے۔۔۔ کچھ دیر بعد نواب عالیان جو شاور  
کے نیچے بھیگ رہے تھے کب سے وہ شاور گلاس کین کے شیشے سے سر ٹکائے  
کھڑے تھے۔۔۔ اور آخر بولے برستے پانی کے نیچے اپنے آنسو صاف کرتے  
۔۔۔ دنیا کے آگے مضبوط ترین حیدر آباد کا نواب جس کی آنکھوں میں اب آئے  
دن بس اپنی چھوٹی بیگم کے لیے آنسو چمکتے ہی رہتے تھے جن کو وہ چھپاتا نا محسوس  
انداز میں صاف کر جاتا تھا لیکن آج شاور کے نیچے آنسو بنا کسی فکر کے برس رہے  
تھے۔۔۔

ایک تینتیس سالہ مرد اپنی اٹھارہ سال کی جوان بیوی کے آگے ٹوٹ رہا تھا جو انکی  
زندگی میں بس ایک ان چاہا وجود بن کے آئی تھی صرف وارث کے لیے اور اب  
وہی انکی سلطنت کی مالکن بن بیٹھی تھی۔۔۔

اپنے بالوں کو زور سے پکڑتے شاور کے نیچے نواب عالیان بولے کون سے مرد  
ہوتے ہیں جن کو ایک سے زیادہ عورتوں کی قربت میں سکون ملتا ہے جو چار  
شادیاں کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔۔۔ پر مجھے لگتا ہے مرد کو اگر اُسکی پسندیدہ  
عورت مل جائے پھر چاہے کتنی عورتیں اُسکی زندگی آئیں یا پہلے سے ہوں اُس کو  
بس اُس عورت کی قربت اُسکا لمس اُسکا ہر پور پور سکون دیتا ہے۔۔ نہیں ہو رہا مجھ  
سے جب سے میں اپنی چھوٹی بیگم سے عشق کر بیٹھا ہوں نہیں ہو رہا ہے مجھ سے  
اب رباب کے قریب جانا۔۔۔ نہیں ہو رہا مجھ سے اپنے آپ کو ایک یاد و گھنٹے کے  
لیے بھی اُسکی قربت میں رکھنا۔۔

مجھے پتہ ہے میرے خدا میں گناہ کر رہا ہوں یہ بول کر بھی کیوں کہ وہ میری بیوی  
ہے لیکن میں کیا کروں نہیں ہو رہا مجھ سے یہ جسم یہ روح بس چھوٹی بیگم کا وصل  
مانگتی ہے۔۔۔ یہ بولتے آنسو چھلکے تھے جن کو نواب عالیان بے دردی سے صاف  
کر گئے تھے۔۔۔ اب وہ شاور بند کرتے نیچے تولیہ لپیٹے واش روم میں بنی اپنے  
کپڑوں کی الماری کی طرف بڑھ گئے تھے۔۔۔



دوسری طرف روشال جو سمپل سی پنک شلوار قمیض میں بیڈ سے ٹیک لگائے  
بیٹھی تھی اب آخر کے مہینوں میں روشال کا سانس لینا تک مشکل تھا کیوں کہ  
اُسکی کوکھ میں پلنے والے دونوں بچیں بہت ہی زیادہ وزن میں زیادہ ہوتے جا  
رہے تھے۔۔۔

روشال کی نظریں بس دروازے پر لگی تھیں کیوں کہ اُس کو پتہ تھا اُسکے نواب جی  
اُسکے پاس آتے ہی ہوں گے چاہے وہ کتنی ناراض کیوں نہ ہو پر دل کے کسی کونے  
میں وہ آج بھی اپنے نواب پر مرتی تھی۔۔۔ نواب عالیان جو اُس کو رات کو بول کر  
گئے تھے سو جانا لیکن وہ ایک پل نہیں سوئی تھی اپنے نواب جی کے انتظار میں  
کیوں کہ اُنکی باہوں میں ہی وہ سکون کی نیند اب سو پاتی تھی۔۔۔ ایک دم نواب  
عالیان گرے رنگ کی کاٹن کی ہلکی شلوار قمیض میں گلے میں مفلر کی طرح بلیک  
شال ڈالے نم بالوں کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئے تھے۔۔۔ اپنے نواب جی  
کو اندر داخل ہوتا دیکھ روشال اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھتے سیدھی ہو کر با مشکل بیٹھی  
تھی اور صحیح طرح دوپٹہ اپنے سینے پر پھیلا یا تھا۔۔۔ نواب عالیان روشال کو جاگتا  
دیکھ حیران ہوئے تھے وہ تو رات کو سختی سے بول کر گئے تھے کہ سو جائے وہ اور

کا وقت ہو رہا تھا فجر کی اذان ہونے کو تھی۔۔۔ چھوٹی اب صبح کے چار سے اوپر  
بیگم !!! ایک ہی جست میں روشال کی طرف بڑھے تھے۔۔۔ اور اُس کے  
سامنے بیڈ پر بیٹھتے اُسکا معصوم سا گول مول چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھرتے  
بولے۔۔۔ آپ کو میں بول کر گیا تھا نہ سو جائے گا اور آپ ابھی تک جاگ رہی  
ہیں۔۔۔۔۔ وہ بس نیند نہیں آرہی تھی وہ اپنے نواب جی کو بتانا نہیں چاہتی تھی وہ  
اُنکا انتظار کر رہی تھی۔۔۔ چھوٹی بیگم آپ کے لیے اتنا جاگنا اچھا نہیں نکلی غصہ کرتے  
بولے آپ کے بچے اب سونے ہی کب دیتے ہیں۔۔۔ روٹھے انداز میں بولی تھی روشا  
ل۔۔۔ یہ سنتے نواب عالیان کے چہرے کو مسکراہٹ نے چھو ہاتھا اُن کی چھوٹی  
گڑیا بہت پیارا سا شکوہ جو کر گئی تھی۔۔۔ کوئی بات نہیں بس انہیں ایک دفعہ آنے  
دیں پھر ان کو بتاؤں گا کیسے یہ میری چھوٹی بیگم میری گڑیا کو تنگ کر سکتے ہیں جھکتے  
روشال کی قمیض اُسکے پیٹ سے اوپر کرتے وہاں اپنے لب رکھ گئے تھے۔۔۔  
روشال نے آنکھیں بند کرتے نواب عالیان کے کندھے کو جکڑا تھا جب اُسکا  
شوہر یہاں اپنے لمس کی چھاپ چھوڑتا تھا روشال کی سانسیں تیز ہو جاتی تھیں اور  
وہ پسینے میں شرابور ہو جاتی تھی۔۔۔ نواب عالیان کے لمس پورے حق سے اپنی

بیگم کے پیٹ کو گھسیلا کرتے اپنے بچوں کو بھی پیار دے رہے تھے جو اُن کی پسندیدہ عورت کے بطن سے پیدا ہونے والے تھے اس سے زیادہ کیا اعزاز کی بات ہو سکتی تھی حیدر آباد کے نواب کے لیے۔۔۔ روشال جو بس آنکھیں بند کیے اپنے نواب جی کی بے باکیاں سہن کر رہی تھی۔۔۔ نواب عالیان روشال کے پیٹ کو اپنے لمس میں بھگو کر اوپر بڑھے اور اپنا سر اُسکے سینے میں چھپا گئے تھے۔۔۔ نواب جی!!!! چھوٹی بیگم کیا آج میں آپکی گہرائیوں میں منہ چھپا کر سکون کی نیند سو سکتا ہوں۔۔۔

یہ بولتے التجایانگا ہوں سے روشال کو دیکھ گئے تھے۔۔۔ روشال نے بس ہاں میں سر ہلایا تھا اُس کی اجازت دینے کی دیر تھی نواب عالیان اپنی چادر اچھالتے اوپر ہوتے روشال کی ٹیک نرم تکیوں پر لگاتے کمر لیتے اپنا چہرہ اُسکی نرم ملائم ناز کی میں دے گئے تھے۔۔۔ اور روشال اُن کی پشت کو اپنے ہاتھوں کے احصار میں لیتے اُن کو خود کی گہرائیوں میں بھینچتے آنکھیں موند گئی تھی کیوں کہ اس وقت میں روشال کو بھی سکون کی ضرورت تھی جو اور اس ظالم نواب کی پناہوں کے علاوہ کہیں اور نہیں مل سکتا تھا۔۔۔

وہیں نواب عالیان علی خان روشال کی ناز کی کی مسرور کن خوشبو اپنے اندر  
اُتارتے قمیض کے اوپر سے ہی اُن کو بے باکی سے چھوتے ایک ملائم ابھار کو اپنے  
ہاتھ میں بھرتے سکون کی وادیوں میں چلے گئے تھے۔۔ اس وقت کمرے میں  
دونوں کی پر سکون سانسوں کا زیر و بم چل رہا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جلد ہی دونوں  
کے سکون کو کسی کالے سایے کی نظر لگنے والی تھی۔۔

-----

تین ہفتے کچھ دن گزر گئے تھے۔۔ پوری خان حویلی کو پھولوں اور لائٹس سے  
سجایا گیا تھا ہر طرف چہل پہل تھی پوری حویلی میں جیسے خوشیوں کا سما تھا۔ شمسہ  
شمسہ !!!۔۔ شمسہ جو کچن سے اپنے ہاتھ پہنچتی بھاگتی ہوئی باہر آئی۔۔ جی اماں  
بیگم !!! دادی جان جو بیچ مین ہال میں صوفہ پر بیٹھی ہوئی تھیں۔۔ جاؤ جا کر چھوٹی  
بہو کو دیکھو اور بولو اُس کو تیار کرنے کے لیے ہم نے بہت بڑی پالروالی بلوائی ہے

--

جی اماں بیگم یہ بولتی شمسہ اوپر روشال کے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔  
رباب جو نیچے ہی اتر رہی تھی فون پر بات کرتی دادی جان اور شمسہ کی بات پر اُس

نے منہ بنایا تھا۔ دوسری طرف سے کوئی بولا فون پر جس کے جواب میں رباب بولی۔۔ فیصل آج کیسے رات کو

Its not possible baby !!

اچھا میں کوشش کروں گی آج ویسے ہی حویلی میں فضول کا ایک فنکشن رکھا گیا ہے۔۔ ٹھیک ہے رات کو بارہ بجے کے بعد شاید نکلوں۔۔۔۔ ایک دم فون پر بات کرتے رباب کی نظر سامنے گئی جہاں سے نواب عالیان اپنی کھدر کی بلیک شلوار قمیض پر آف وائٹ شال مفلر کی طرح ڈالے آرہے تھے۔۔ فیصل میں فون رکھتی ہوں رباب نے جیسے ہی فون رکھا تھا نواب عالیان اُس سے مخاطب ہوئے۔۔ رباب تم ابھی تک تیار نہیں ہوئی آخر تم بھی بچوں کی بڑی ماما ہو۔۔ وہ عالیان بے بی میں بس تیار ہونے جانے لگی تھی وہ میری امریکہ سے ایک دوست آئی ہے خاص مجھ سے ملنے اُس نے کراچی کے ایک بہت بڑے ہوٹل میں پارٹی رکھی ہے وہ بھی رات کے دو بجے تو ڈارلنگ کیا میں جاسکتی ہوں عالیان خان کے قریب ہوتے سیڈ کٹرز کی طرح اُنکے سینے پر ہاتھ پھیرتے بولی۔۔ نواب عالیان کو آج رباب کا یہ انداز ذرا بھی اُسکی طرف نہیں کھینچ سکا تھا بلکہ اُن کو عجیب سا لگا

-- ایک دم اپنی قمیض رباب کے ہاتھوں سے چھوڑا کر بولے۔۔۔ تمھے کبھی میں نے منع کیا ہے جاسکتی ہو پر میرے پر سنل گارڈ پریز کو ساتھ لے کر جانا۔ اوکے بے بی۔۔۔!!! یہ بولتی عالیان خان کے عارض پر لب رکھنے ہی لگی تھی نواب عالیان ایک دم پیچھے ہوئے اور پہلی بار غصے اور سنجیدگی سے رباب کی طرف دیکھا ہم ہال میں ہیں رباب کمرہ نہیں ہے!! تھوڑا لحاظ رکھا کرو۔۔ میں نواب ہوں اور تم میری بیگم کچھ قاعدے اور قانون ہوتے ہیں نواب کے بھی اور انکی بیگمات کے بھی اوہ سوری بے بی تم بہت بدل گئے ہو!! یہ بولتی غصے سے باہر لان کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔ نواب عالیان اپنی آئی برو مسئلے اوپر اپنی چھوٹی بیگم کے کمرے کی طرف بڑھے تھے۔ آج انکا ارادہ تھا وہ خود اپنی چھوٹی بیگم کو گود برائی کے لیے تیار کریں گے۔۔ دوسری طرف رباب نے باہر آتے ہی پاس پڑا گمہ تھا۔۔ زور سے پاؤں سے پھینکا

تم مجھے جھٹکو گے عالیان تم تمہاری اتنی ہمت میں رباب بٹ جس کو اب تم میں کوئی بات نظر نہیں آتی ارے تم میرے جذبات کو اب بستر پر ٹھنڈا نہیں کر پاتے تو میں تم سے کیا اور اُمید رکھوں تم واقعی ایک بڑھے تینتیس سالہ نواب ہو گئے

ہو جو اپنی عمر سے کہیں زیادہ بوڑھا ہو گیا ہے۔۔۔۔۔ اب تو تمہارے ساتھ بستر  
پر وہ کرتے بھی کوئی مذہ نہیں آتا جتنا تم مجھ میں کوئی انٹریسٹ نہیں لیتے اتنا میں تم  
میں اب کوئی انٹریسٹ نہیں لیتی بس اپنی تھوڑی بہت جسمانی خواہش تم سے  
پوری کر لیتی ہوں۔۔۔ باب بٹ کو مردوں کی کمی نہیں ایک سے امیر ترین آدمی  
میرے پیچھے ہے۔۔۔ یہ بولتے باب ہنسی تھی کمینگی سے۔۔۔ م وہ فیصل گیلانی تو  
مجھ پر مرتا ہے اور 38 کا ہوتے ہوئے بھی

He is too good !!!

تمھے بھی میں اتنی آسانی سے نہیں چھوڑوں گی عالیان خان تمہاری دنیا جاڑ کر  
جاؤں گی بہت چھوٹی بیگم اور گڑیا کرتے پھرتے ہونہ اُس کے ساتھ ہی ایسا کروں  
گی تم یاد رکھو گے۔۔۔ کوئی روشال ہوا کرتی تھی اُس کو میں تمہارے ساتھ کبھی  
بسنے نہیں دوں گی۔۔۔۔۔ باب بٹ کا کام اور فطرت ہے جلتی آگ میں تیل ڈالنا  
یہ بولتے زور زور سے قہقہہ لگا گئی تھی۔۔۔

-----

نواب عالیان علی خان جیسے ہی اپنے کمرے میں داخل ہوئے چھوٹی بیگم جو پیٹ پر ہاتھ رکھے بے حال سی صوفہ پر بیٹھی تھی اور پالروالی سامنے اُس کے کھڑی تھی۔۔۔ روشال کاڈریس لے کر گود برائی کا خاص طور پر دادی جان نے نواب خاندان کی روایت کو مدِ نظر رکھتے بنوایا تھا۔ جو مہرون رنگ کا خوبصورت شرارا تھا جس کی قمیض پوری کام دار تھی اور اوپر بہت ہی خوبصورت شیفون کا دوپٹہ تھا جس کے کناروں پر گوٹالگا ہوا تھا۔۔۔۔۔ روشال کی گود بھرائی پہلے ہی ہو جاتی ساتویں مہینے ہی لیکن اُس کی طبیعت کو دیکھتے آگے ہوتی رہی لیکن اب دادی جان نے بولاہر صورت بھی اب گود بھرائی ہوگی تاکہ چھوٹی بیگم اور انکی آنے والی اولاد کو لوگوں کی اور پورے حیدر آباد شہر کی دعائیں مل سکیں۔۔۔۔۔ اس لیے آج بہت بڑا فنکشن رکھا گیا تھا جہاں نواب عالیان کے دوست نواب اور ان کے جاننے والے خاندان والے اور پورا شہر ہی بلوایا گیا تھا۔۔۔ سو سے زائد کھانے آج کے فنکشن میں رکھے گئے تھے صبح سے کتنا صدقہ خیرات نواب عالیان غریبوں میں کرچکے تھے صبح سے حویلی کے باہر غریبوں کے لیے



دگیں پک رہی تھے لنگر چل رہا تھا۔۔ جو بھی غریب کھانا کھا کر جا رہا تھا وہ نواب عالیان اُنکی بیگم اور اُنکی آنے والی اولاد کو بے شمار دعائیں دے کر جا رہا تھا۔۔۔

نواب عالیان کے چہرے پر مسکراہٹ بکھری تھی کیوں کہ اُن کی چھوٹی سی گول مٹول گڑیا پالروالی کو دیکھ کر منہ کے کیوٹ کیوٹ زاویے بنا رہی تھی۔۔

بیگم صاحبہ آپ پلزا اپنے یہ کپڑے بدلیں پھر میں آپکو تیار کرتی ہوں۔۔ روشال جو اس وقت کاٹن کی بلیک قمیض میں بیٹھی تھی گیلے نم لمبے بال اُسکی پشت پر بکھرے ہوئے تھے۔۔۔۔ اُسکا حلیہ بکھرا تھا لیکن پھر بھی وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی اس حالت میں بھی وہ پوری طرح نواب عالیان علی خان کے دل میں اُتری تھی۔۔ نواب عالیان روشال کو اپنی آنکھوں کے احصار میں رکھتے بولے۔۔۔ آپ جاسکتی ہیں!!! یہ بولتے بھی نظریں اپنی گڑیا پر ہی جمی تھی کسی دوسری عورت کو نواب عالیان نظر اٹھا کر نہیں دیکھتے تھے۔۔ نواب عالیان کی آواز پر روشال پالروالی لڑکی اور شمسہ نے اُن کی طرف دیکھا تھا۔۔ روشال کی اپنی سحر انگیز پرسنلٹی کے ساتھ تو سانسیں تھمی تھمی کیوں کہ اُس کے نواب جی دروازے پر کھڑے نظریں اُسی پر گاڑھے ہوئے تھے۔۔ شمسہ!!! جی نواب

صاحب۔۔۔ شمسہ سر جھکا کر بولی ان کو لے جاؤ میری چھوٹی بیگم خود تیار ہو جائیں گی جی نواب صاحب یہ بولتے شمسہ پالروالی کو لیے گئی تھی۔ نواب عالیان روشال کی طرف بڑھے تھے روشال جسکی آنکھیں نواب عالیان پر ہی تھیں۔۔۔ اپنا ہاتھ بڑھایا اُس کی طرف روشال اُنکا ہاتھ تھامتے اُٹھ کر کھڑی ہوئی۔۔۔ اور اگلے ہی پل نواب عالیان روشال کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھر گئے تھے۔۔۔ چھوٹی بیگم!!! آپکو گود بھرائی کے لیے آپکے بچوں کا باپ تیار کرے گا۔۔۔ نواب جی آپ کیسے!! یہ سنتے روشال حریت سے پریشان ہوئی تھی ساتھ ہی اُسکے سرخ عارض انار بنے تھے۔۔۔

-----

اب دونوں ڈریسنگ روم میں تھے۔۔۔ ڈریسنگ روم کی ہلکی لائٹس آن تھیں جس میں بس نواب عالیان اور روشال ہی ایک دوسرے کو دیکھ سکتے تھے۔۔۔ روشال جو نظریں جھکائے کھڑی تھی۔۔۔ نواب عالیان روشال کو شرار اپہنا چکے تھے اب اُس کی قمیض پہنانی تھی نواب عالیان ہی جانتے تھے شرار اڈالتے وقت کیسے

اُنہوں نے اپنے اندر کی آگ اور جذبات کو کنٹرول میں کیا۔۔۔۔۔ دل کر رہا تھا  
اس ننھی سی گڑیا کو اسی وقت دیوار سے لگاتے شدت سے اُس کے اندر سماتے  
اتنے دنوں کا خمار گرمی اور اپنے جذبات اُس کے اندر اُتار جائیں گی کہ وہی  
جانتے تھے کیسے اُنہوں نے اپنے آپ پر قابو رکھ ہوا تھا لیکن اگلے پل شاید ہی  
عالیان خان سے قابو ہوتا کیوں کہ اب اُن کی کمزوری روشال کی ناز کی اور اُسکی  
دھڑکنے تھیں۔۔ چھوٹی بیگم !!! ہم ! اتنا سا ہی بولی تھی روشال کی سانسیں  
بہت تیز تھیں کیوں کہ شرار اڈانے کے وقت اُس کے نواب جی کے ہاتھ کہیں  
بار اُس کے احساس حصے کو چھو ہیں تھے۔۔ اپنی پشت میری طرف کریں۔۔  
کیوں !!! نظریں نیچی کر کے بولی۔۔ آپکی زپ کھولنی ہے۔۔ سنیں نواب  
جی !!! اس سے پہلے روشال کچھ اور بولتی نواب عالیان اُس کی پشت اپنی طرف  
کر گئے تھے۔

روشال کا دل دھڑکا تھا۔۔ کیوں کے عالیان خان کے کھدرے ہاتھ بے باکی سے اب اُس کی پشت پر لہرا رہے تھے۔۔۔ آخر پیچھے سے روشال کو اپنی گہری اور بے باک نظروں کے احصار میں رکھتے نواب عالیان علی خان اُس کی زپ نیچے کرتے

ایک دم روشال کے آگے آتے ایک ہی جھٹکے میں نرمی سے اُس کی قمیض تن سے  
جدا کر گئے تھے۔۔۔ روشال نے حیا سے اپنی آنکھیں موندی تھیں۔۔۔۔۔ نواب  
عالیان کی آنکھیں خمار کی سرخی سے لال ہوئی تھیں اُنکے جوان جذبات صحیح  
طرح بیدار ہوئے تھے روشال کے باریک ریڈ پردہ کو دیکھ جو بہت ہی زیادہ دلکش  
لگ رہا تھا روشال کی بھاری دھڑکنوں پر جو اُس کی ناز کی کا حسن اور دوبالا کر گیا تھا  
۔۔۔ آخر نواب عالیان سے روکا نہیں گیا وہ جھکتے اپنا منہ روشال کی بھاری  
دھڑکنوں میں چھپا گئے تھے۔۔۔ نواب جی ابھی نہیں!!! اتنا ہی بول سکی تھی  
کے اگلے ہی لمحے روشال کی جان حلق میں آئی تھی کیوں کے نواب عالیان کا  
ایک ہاتھ بے باکی سے پیچھے اُسکے پر۔ دے کا ہک کھولتے سر کا تے ایک دھڑکن  
منہ میں لیتے بے دردی سے دبا گئے تو روشال کی سسکی نکلی تھی۔۔۔ وہ نواب  
عالیان کے بالوں کو اپنی مٹھیوں میں جکڑ گئی تھی۔۔۔ کتنی دیر نواب عالیان نے  
روشال کی دھڑکنوں سے اپنی پیاس بجھائی یہ بھولتے نیچے گود بھرائی کا فنکشن  
سٹارٹ ہو گیا تھا۔

-----

کتنی دیر بعد روشال نواب عالیان کو ہوش میں لائی۔۔ اب نواب عالیان ڈریسنگ روم میں روشال کا دوپٹہ اُس کے سر پر سیٹ کر رہے تھے۔۔ روشال جو سٹول پر بیٹھی آئینے سے اپنے شوہر کی سکلز دیکھ رہی تھی پہلا نواب تھا جو اپنی بیوی کو اُس کی گود بھرائی میں خود تیار کر رہا تھا۔۔ آخر میں نواب عالیان نے آگے آتے جھکتے روشال کے ہونٹوں کو اپنے پسندیدہ رنگ سے رنگا تھا جو تھا لال۔۔۔۔۔ اس بیچ نواب عالیان کا دل کیا وہ روشال کے رسیلے لبوں کو اپنے ہونٹوں میں دبا کر اپنے اندر اُڈتی تشنگی بجھا جائیں۔۔۔

لیکن اُن کو اپنی گڑیا کا خیال تھا اس لیے اپنے آپ پر قابو کیے ہوئے تھے۔۔۔ پورا تیار کرنے کے بعد نواب عالیان مہرون دلکش شرارا میں سچی دولہن کی طرح اپنی چھوٹی بیگم کے پیچھے آکر کھڑے ہوئے۔۔۔

ماشاء اللہ چھوٹی بیگم کیا لگ رہی ہیں آپ یہ بولتے روشال کے کندھے پر اپنے لب رکھ گئے تھے۔۔ اس بات پر روشال کی آنکھیں بھیگی تھیں کچھ مہینے پہلے وہ نواب عالیان کی دولہن کے روپ میں اس حویلی میں آئی تھی اور آج وہ ایک

دولہن کی طرح اُنکے بچوں کو اپنی کوکھ میں لے کر بیٹھی تھی۔۔ لڑکی کی زندگی بھی کتنی جلدی اپنے رنگ بدلتی ہے پہلے وہ بیٹی بنتی ہے پھر بیوی اور پھر ماں۔۔ چھوٹی بیگم رونا نہیں!!! آگے میں اپنے جذبات کی اونچائی پر پہنچا ہوں اگر آپ رودی تو آپ کے آنسو پیتے پیتے یہ نہ ہو میں آپ میں گھل جاؤں۔۔۔۔ اس لیے یہ آنسو ہمارے بچے ہونے کے بعد میری قربت کے لیے رکھ لیں۔۔۔ یہ بولتے نواب عالیان گہرا مسکرائے تھے۔۔ وہیں روشال چپ سی ہوئی تھی

--

چلیں چھوٹی بیگم آپ بیٹھیں ابھی مجھ پر کچھ زیادہ کیے بنا ہی غسل فرض ہو گیا ہے میں آتا ہوں شاور لے کر ریڈی ہوتے پھر میں ہی آپ کو نیچے لے کر جاؤں گا۔۔ یہ بولتے مسکراتے شاور لینے چلے گئے تھے وہیں روشال کی آنکھیں آج بار بار آب دیدہ ہو رہی تھیں۔۔ آج اُس کا دل انجانے سے خوف میں مبتلا تھا۔۔۔

-----

حویلی کا مین ہال بہت ہی خوبصورت سجا ہوا تھا ساری عورتیں آگئی تھیں وہیں دادی جان جو بے صبری سے اپنی پوتا بہو اور اپنے چھوٹے نواب کا انتظار کر رہی

تھیں زر بہو!!! جی اماں جان۔۔۔ دیکھو کہاں ہے تمہاری چھوٹی بہو اور بیٹا  
۔ لیں آگئے دونوں۔۔ سب کی نظر سیڑھیوں کی طرف گئی تھی جہاں سے نواب  
عالیان روشال کو اپنی باہوں میں اٹھائے نیچے لے کر آرہے تھے۔۔ دادی جان  
نے تو دور سے ہی دونوں کی بلائیں لی تھیں۔ وہ دونوں لگ ہی اتنے خوبصورت  
رہے تھے ساتھ۔۔ نواب عالیان جو اس وقت براؤن رنگ کے کرتا شلوار میں  
تھے ویسے ہی وہ نواب تھے لیکن اُن کے نقوش اُنکی مغرور ناک اور سحر انگیز  
پر سنلٹی بتاتی تھی وہ نواب اور شہزادے بن کر ہی پیدا ہوئے تھے۔۔ اور اب وہ  
واقعی ایک سلطنت کے دلکش نواب تھے۔۔ کوئی آج کل کی لڑکی بھی اُنہیں دیکھ  
روشال کو اپنی باہوں لے وہ نواب عالیان کی دیوانی ہو جائے۔ نواب عالیان نے  
میں بھرا ہوا تھا اور روشال کے ہاتھ اُنکے گلے کا ہار بنے ہوئے تھے۔۔ نیچے لاتے  
اُنہوں نے روشال کو احتیاط سے دادی جان کے پاس بیٹھایا تھا۔ دادی جان نے  
تو روشال کے سر پر ہاتھ رکھتے دعادی۔۔ صداسہاگن رہوں اور ایسے ہی  
میرے پوتے کی اور اس حویلی کی نسل کو آگے بڑھاتی رہو۔۔

جس پر زر بیگم کے تاثرات بگڑے تھے اُن کو اپنے آنے والے پوتے سے تو لگاؤ  
تھا لیکن یہ منظور نہیں تھا رباب کی جگہ کبھی روشال عالیان کی زندگی میں لے۔۔  
زر بہوروشال کو مین ہال لے جاؤ پھر ہم گود بھرائی کی رسم شروع کرتے  
ہیں۔۔۔

جی اماں جان!! یہ بولتے روشال کو ہاتھ پکڑ کھڑا کر گئی تھیں۔۔ دادی جان میں  
مردان خانے میں ہوں میرے دوست یا آئے ہوئے ہیں اُن کو دیکھ لوں۔۔۔  
ٹھیک ہے بیٹا ایک منٹ۔۔ یہ بولتے نواب عالیان اپنی چھوٹی بیگم کے پاس گئے  
۔۔ روشال!!! جی!!! میں مردان خانے میں ہوں اپنا موبائل اپنے پاس رکھے گا  
کوئی ضرورت ہو کچھ بھی چیز تنگ کر رہی ہے یا آپ تھک گئی ہوں بس مجھے کال  
کردے گا۔۔

جی!!!! اب جائیں آپ مام کے ساتھ۔۔

روشال زر بیگم کے ساتھ بڑے سے مین ہال کی طرف بڑھ گئی تھی نواب عالیان  
مردان خانہ کی طرف بڑھ گئے تھے۔



وہیں سب عورتوں کے چہرے شرم سے لال پڑھے تھے سامنے کا منظر ہی ایسا تھا  
کہا دیکھا تھا اتنا خیال رکھنے والا نواب۔۔۔

خان حویلی کے مین ہال میں گود بھرائی کی رسم شروع ہو گئی تھی روشال جو بہت  
ہی خوبصورت جھولے میں دولہن کی طرح سجی ہوئی بیٹھی تھی۔۔۔ ابھی  
حیدر آباد کی عورتیں اپنے نواب کی بیگم کی گود بھرائی کر رہی تھیں اور سب روشا  
ل اور اُسکے بچے کو ڈھیروں دعائیں دے کر جا رہی تھیں اللہ اُس کو اور اُنکے نواب  
کو صحت مند اولاد سے نوازے۔۔۔

اتنی ساری خوبصورت دعائیں سنتے روشال کی آنکھیں شدت سے بھیگی تھیں۔۔۔  
وہ اور زیادہ اپنے پیٹ کو اپنے ہاتھوں کے مضبوط احصار میں لیے گئی تھی اب اُسکی  
زندگی میں ان بچوں سے زیادہ کچھ اہم نہیں تھا دادی جان جو واری نیاری جا رہی  
تھیں ان خوشیوں پر جو خان حویلی میں تقریباً آٹھ سال کے طویل انتظار کے بعد  
آئی تھیں اُنکا اکلوتا پوتا آخرا س خاندان کی نسل بڑھانے جا رہا تھا۔۔۔۔۔ وہیں زر

بیگم کو اپنے پوتے کی بس فکر تھی اُنکار و شال سے کوئی لینا دینا نہیں تھا۔ رباب جو بہت ہی ماڈرن انداز کے لہنگے میں بیٹھی حیدر آباد کی عورتوں کی نظروں کا مرکز بنی ہوئی تھی سب یہی باتیں کر رہی تھیں نواب کی بڑی بیگم کتنی آزاد خیال ہے کیونکہ اُسکی ڈریسنگ اُس کی بات چیت سے اُن کو پتہ لگ رہا تھا کہ نواب کی پہلی بیگم کسی کو زیادہ خاطر میں نہیں لاتی وہیں وہ روشال کو دیکھتے تعریفوں کے پل باندھ رہی تھیں کوئی شک نہیں تھا سامنے بیٹھی چھوٹی سی لڑکی نواب عالیان کی نسل چلانے والی بہت ہی معصوم اور خوبصورت تھی اُسکی آنکھیں تو حد سے زیادہ دلکش تھی ہیزل بلیو آنکھیں۔۔۔ آخر ایک بولی یہ نواب عالیان کی دوسری بیگم کتنی پیاری ہے اور کتنی نواب عالیان کے ساتھ جچتی ہے۔۔ دوسری عورت بولی۔۔ ہاں صحیح کہا!!! ایسا لگتا ہے اب کوئی صحیح عورت اُن کی زندگی میں آئی ہے۔۔ حیدر آباد کی سب عورتوں نے روشال کی گود بھرائی کر دی تھی اب تھی فیملی کی باری۔۔۔ دادی جان اپنے پوتے کو ان مسرور کن لمحات سے دور نہیں رکھنا چاہتی تھیں آخر وہ اتنے سالوں بعد باپ بننے والا تھا اُسکا حق تھا وہ اپنی چھوٹی بیگم کے ساتھ بیٹھ کر ڈھیروں دعائیں لے اس ہر لمحے کو محسوس کرے۔۔۔ سکینہ

سکینہ !!! جی اماں بیگم۔۔۔ جاؤ جا کر میرے عالیان کو بلاؤ اُس کو بولودادی جان  
یہ بولتی سکینہ مردان خانہ کی طرف !!! یہاں ہال میں بلارہی ہیں جی اماں بیگم  
بڑھ گئی تھی۔۔۔ دوسری طرف نواب عالیان جو اپنے دوست احباب اور بزنس  
ورلڈ کے کچھ بہت بڑی پرسنلٹی کے ساتھ بیٹھے تھے کچھ شہروں کے نواب بھی  
آئے ہوئے تھے۔ اتنے میں سکینہ آئی۔۔۔ نواب صاحب !!! نواب عالیان  
جو اپنے ایک دوست سے باتوں میں مشغول تھے سکینہ کی طرف رخ موڑ بولے  
نظریں نیچی ہی تھیں۔۔۔ کیا بات ہے یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔ !!! سنجیدگی سے  
پوچھ بیٹھے تھے۔۔۔ وہ نواب صاحب آپکو اماں بیگم بلارہی ہیں مین ہال میں جہاں  
روشال بی بی کی گود بھرائی رسم چل رہی ہے ایک دم مین ہال کا سنتے نواب  
عالیان تیزی سے پریشانی لیے مردان خانہ سے نکلتے اُس طرف بڑھ گئے تھے  
کیوں کہ اُن کو ایسا لگا کہیں چھوٹی بیگم کو کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی نہ۔۔۔۔۔ نواب  
عالیان خان جو اپنی طلسماتی خوب روپر سنلٹی کے ساتھ مین ہال میں داخل ہوئے  
تھے اس وقت وہ براؤن کاٹن کی شلوار قمیض پر بلیک شال مفلر کی طرف  
کندھوں پر لیے ہوئے تھے۔۔۔

جیسے ہی نواب عالیان علی خان مین ہال میں آئے حیدر آباد کی عورتوں کے منہ  
کھلے تھے اُنکا نواب پہلی دفعہ اس طرح عورتوں کے بیچ آ رہا تھا پر اگلے ہی لمحے  
اُنہوں نے رشک بھری نظروں سے سامنے کا منظر دیکھا تھا۔۔۔ کیوں کہ نواب  
عالیان نظریں اپنی روشال پر کرتے جھولے کے پاس پہنچتے روشال سے پوچھ  
گئے تھے۔۔۔ آپ ٹھیک ہیں نہ چھوٹی بیگم !!! دادی جان کیا ہوا ہے یہاں میری  
چھوٹی بیگم ٹھیک ہیں نہ جھکتے روشال کا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے بولے بے پناہ فکر  
لیے۔۔۔ یہ دیکھتے پورا حیدر آباد رشک کر رہا تھا کہ ایک تینتیس سالہ بھرپور مرد  
اپنی چھوٹی بیگم کے لیے دیوانہ عاشق نظر آ رہا تھا۔۔۔ وہ مرد جو کسی عورت کو آنکھ  
اٹھا کر نہیں دیکھتا وہ اپنی دوسری بیوی کی فکر میں ایک لمحے میں یہاں تھا۔۔۔  
جہاں عورتیں رشک کر رہی تھیں وہیں بیٹھی کنواری لڑکیاں نواب عالیان جیسا  
شوہر پانے کی دعائیں اپنے رب سے دل ہی دل میں کر رہی تھیں دادی جان نے  
دور سے ہی ہاتھوں سے بلائیں لی تھیں۔۔۔ باب جس کو ان چپ حرکتوں میں  
کوئی انٹریسٹ نہیں تھا وہ بس استیذا یا ہنسی تھی زر بیگم نے منہ بنایا تھا اُنکا بیٹا تو پاگل  
ہی ہوتا جا رہا تھا۔۔۔

روشال جو حیرت میں تھی نواب جی یہاں کیا کر رہے ہیں چھوٹی بیگم !! آپ  
ٹھیک ہیں نہ !! نواب عالیان یہ پوچھتے جو اگلا عمل کر گئے تھے اُس پر تو سب  
عورتوں نے شرم سے نظریں جھکائی تھیں۔۔۔ کیوں کہ نواب عالیان سب کی  
پرواہ کیے بنا روشال کے ماتھے پر لب رکھ گئے تھے فکر مندی سے۔۔ بولیں نہ  
آپ ٹھیک ہیں نہ۔۔۔ وہ۔۔ نواب جی ٹھیک !!! اور بولتی ایک دم دادی جان  
دونوں کے پاس آتی بولیں۔۔ عالیان ہم نے تمھے بلایا تھا تمہاری چھوٹی بیوی  
بلکل ٹھیک ہے۔۔ یہ سنتے نواب عالیان نے اب اپنا سرا دھیان دادی جان کی  
طرف کیا تھا۔۔۔

کیا مطلب آپ نے کیوں بلایا تھا۔۔۔ !!! وہ ہم چاہتے تھے تم ان لمہوں کو  
اپنی چھوٹی بیگم کے ساتھ جھولے پر بیٹھ کر محسوس کروں آخر خدا تمہیں اولاد کی  
نعمت سے نوازنے والا ہے۔۔ اور تمھے یہ خوشی ایک لمبے عرصے کے بعد نصیب  
ہو رہی ہے۔ اس لیے ہم چاہتے ہیں ہمارا پوتا ان لمحات کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے  
اپنے ساتھ قید کر لے۔۔۔ دادی جان !!! اتنا سا بولتے اپنے آنسو اندر پیتے  
نواب عالیان دادی جان کو اپنے سینے سے لگا گئے تھے۔۔ روشال کی آنکھیں بھی

نم ہوئی تھیں وہیں رباب نے زر بیگم کو گھوری سے نوازا تھا کہ سامنے یہ کیا ڈراما  
چل رہا ہے۔۔۔ زر بیگم نے ضبط سے مٹھیاں بھینچی تھیں اُن کو روشال پر بہت  
زیادہ غصہ آیا تھا۔۔۔ بیٹھو عالیان ہماری چھوٹی بہو کے پاس۔۔۔ جی دادی جان یہ  
بولتے نواب عالیان روشال کے پاس جھولے پر بیٹھے تھے۔۔۔ روشال نے ہلکا سا  
اپنے نواب جی کو دیکھتے نظریں جھکالی تھیں اتنے لوگوں کے سامنے نواب عالیان  
کے پہلو میں بیٹھنا چھوٹی سی روشال کے لیے آسان نہیں تھا وہ واقعی ایک سمپل  
عام سی لڑکی تھی جو ان چیزوں سے شرماتی تھی۔۔۔

نواب عالیان نے اپنا ہاتھ روشال کے ہاتھ پر رکھا تھا یہ دیکھتے تو سب کی آنکھیں  
ہی پھٹی تھیں وہیں روشال ایک دم شرم حیا سے اپنا ہاتھ پیچھے کرنے لگی نواب  
عالیان اپنی گھمبیر آواز میں بولے۔ ریلیکس چھوٹی بیگم!!! میں ہوں ساتھ آپ کے  
یہ میری سلطنت ہے خدا کے حکم سے۔۔۔!! یہ بولتے گہری نگاہ اپنی بیوی کے  
سر اپر ڈالتے اپنی آنکھیں اُس کی خوبصورت ہیزل بلیو آنکھوں میں گاڑھ گئے  
تھے۔۔۔ روشال نے کچھ سیکنڈز دیکھا اور ادیکھنا محال ہوا تھا اس لیے وہ اپنی پلکیں  
جھکائی۔۔۔

وہیں دادی جان نے ہزاروں کی کتنی گدیاں نکالتے دونوں پر سے وار کر سکینہ اور شمسہ کو پکڑائی تھیں۔۔۔ اور پاس آتے روشال کا ماتھا چومتے بولی اللہ تمھے اور

میرے عالیان کو صحت مند اولاد سے نوازیں جو میرے عالیان کا نام آگے بڑھائے۔ روشال بھیگی آنکھوں سے دادی جان کو دیکھتے مسکراتے سر ہلا گئی تھی۔۔۔۔ یہ بولتے ایک دم دادی جان صوفہ کی طرف مڑنے لگی ایک دم روشال بولی تھی۔۔ وہ دادی جان رک جائیں ابھی رسم مکمل نہیں ہوئی۔۔۔ دادی جان نے رخ موڑتے حیرت سے دیکھا تھا اور نواب عالیان نے بھی۔۔۔ کیا ہوا چھوٹی بہو!!!! وہ رباب بیگم آپ آئے نامیرے پاس بیٹھیں آپ بھی تو اس بچے کی بڑی ماما ہیں آپکے بنایہ رسمیں ادھوری ہیں جہاں دادی جان نے یہ اقرار کیا تھا کاش اس جیسی لڑکی پہلے اُنکے پوتے کی زندگی میں شامل ہوتی۔۔۔

تو آج عالیان علی خان کی زندگی میں بس رونقیں ہی رونقیں ہوتی۔۔۔ یہ سنتے نواب عالیان نے اپنی چھوٹی بیگم کی طرف دیکھا تھا اور دل نے پھر سے اس بات کی گواہی دی تھی کہ واقعی یہ عورت اُن کا عشق بننے کے ہی قابل تھی۔۔۔ وہیں رباب نے منہ بنایا تھا۔ اور بولی چالاک میسنی روشال آئیں نارباب بیگم!! روشا

ل ان کی طرف دیکھتے بہت ہی اپنائیت اور پیار سے بولی تھی۔۔۔ رباب کو اپنی جگہ پر جمع دیکھتے نواب عالیان بولے۔۔۔!! رباب آؤ چھوٹی بیگم کب سے تمہیں بلارہی ہیں۔۔۔ ہم آئی!! رباب نکلی سا سائل کرتی جھولے کے پاس آئی اور روشال کی دوسری طرف بیٹھ گئی۔۔۔ آخر روشال بولی رباب بیگم آپ بھی کریں رسم آپکے بچے کو بھی آپکی دعاؤں کی ضرورت ہے۔ ہم کیوں نہیں!!! یہ بولتے رباب ایک نظر عالیان کو دیکھتے کچھ پھل اور میوادونوں ہاتھوں میں خیریت سے آئے کیوں بھرتے روشال کی گود میں ڈالتے ڈالتے بولی میرا بچا روشال!!! یہ سنتے روشال نے رباب کو دیکھا تھا جس نے روشال کو آنکھ مارتے اُسکی پھلوں اور میوا سے بھری جھولی کو ایسے ہاتھ لگایا تھا کہ وہ نیچے ہی گرنے والی تھی۔۔۔ یہ دیکھتے دادی جان نے دہلتے دل سے اپنے دل کو پکڑا تھا۔۔۔ سب کے حواس اُڑے تھے کیوں کہ وہ جھولی بچے کے لیے ہوتی ہے اگر گر جائے تو اس کا مطلب بچے پر کوئی آفت نا آجائے۔۔۔ روشال کو تو کچھ سمجھا ہی نہیں ایک دم ہوا کیا ہے ابھی جھولی پوری کھلتی سب پھل میوا زمین پر گرتا نواب عالیان ایک ہاتھ سے آگے ہوتے وہ جھولی سمجھا لگئے تھے۔۔۔ یہ دیکھتے دادی جان نے اپنے



ہاتھ پھیلاتے اوپر دیکھتے خدا کا شکر ادا کیا تھا وہیں روشال جس کے عارض آنسو سے بھگے تھے۔۔۔۔۔ وہ اپنا پیٹ سختی سے پکڑ گئی تھی۔۔۔ نواب عالیان نے روشال کی جھولی سنبھالتے اُسکی نازک کمر میں ہاتھ ڈالتے اُس کو سیدھا بیٹھایا تھا ایک دم سب کے سامنے پھر سے روشال کا چہرہ اپنے مضبوط ہاتھوں کی گرفت میں لے گئے تھے۔۔ ٹھیک ہیں نا آپ۔۔۔!!! جی میں ٹھیک ہوں نواب جی ہمارا بچہ!!! کچھ نہیں ہوتا ہمارے بچے کو اللہ ہے نہ وہ حفاظت کرے گا آپکی اور ہمارے بچے کی۔۔

ہمم!!!! اب نواب عالیان دادی جان اور زر بیگم کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔۔۔۔۔ دادی جان بس آج کے لیے اتنا کافی ہے چھوٹی بیگم تھک گئی ہیں میں ان کو لے کر جا رہا ہوں اوپر جتنے مہمان آئے ہیں میری آنے والی نسل کو دعا دینے کوئی بھی بنا کھائے نہیں جائے گا۔۔۔

نواب عالیان علی خان اپنی جگہ سے اٹھے تھے اور اپنی جیب سے کہیں پانچ ہزار کے نوٹوں کی گدی نکال کر چھوٹی بیگم کے اوپر سے وار کر وہاں کھڑی ملازمہ کو

پکڑادی تھیں۔۔۔ شمسہ سب میں بانٹ دینا۔۔ جی نواب صاحب یہ بولتے اپنے  
نواب کے آگے اپنا سر خم کر گئی تھی۔

نواب عالیان نے روشال کو اپنی گود میں بھرا جو شرم حیا سے نواب جی کو اور زیادہ  
لپٹی تھی کیوں کے مین ہال عورتوں سے بھرا تھا سب کی نظریں اس خوبصورت  
جوڑی پر ٹکی تھیں نواب جی سب دیکھ رہے ہیں!! مدھم آواز میں بولی تھی روشا  
ل جو بس نواب عالیان ہی سن سکتے تھے۔۔ نواب عالیان اور زیادہ روشال کو  
اپنے اندر بھینچے بولے بیگم ہیں میری پورا حق رکھتا ہوں آپ پر اور اس شہر کے  
نواب کو کوئی حیا شرم نہیں اپنی بیگم کو سب کے سامنے اپنی گود میں اٹھانے

سے۔۔۔

آپ بس مجھ میں چھپ جائیں میں آپ کو ساری دنیا سے چھپالوں گا یہ بولتے روشا  
ل کو اپنی گہری نظروں سے دیکھ گئے تھے۔۔ روشال نے اپنی پلکیں عارض پر  
سجدہ ریز کی تھی۔۔ کیا پتہ تھا یہ کچھ خوبصورت پل تھے جو بہت حسین ہونے  
والے تھے۔۔۔

نواب عالیان پورے حق سے روشال کو اپنی گود میں لیے نظریں بالکل سیدھی کرتے عورتوں کے آگے سے لے کر نکلتے جا رہے تھے۔۔۔ ہر آئی ہوئی عورت اس خوبصورت جوڑی کو دیکھتے عش عش کراٹھی تھی کوئی شک نہیں تھا یہ جوڑی آسمان سے بن کر اتری تھی۔۔۔

نواب عالیان چلتے جا رہے تھے لال کارپیٹ کے اوپر سے اور روشال اُن کو آج بہت گہری نگاہوں سے دیکھتی جا رہی تھی جیسے اُنکی تصویر اپنے اندر قید کر رہی ہو۔۔۔ وہیں زر بیگم دانت پیستی جلی بھنی رباب کے پاس آئی بولا تھا نہ رباب عالیان کو اپنی قید میں رکھو دیکھو سب بدلتا نظر آ رہا ہے۔۔۔ آکھلی آپکا بیٹا زن مرید کچھ زیادہ ہی بن گیا ہے خالہ جان لیکن اس کی زن مریدی رباب کو اچھی طرح اتارنا آتی ہے۔۔۔ یہ بولتے اپنے مٹھیاں غصے سے بند کرتی ہال سے نکل گئی تھی۔۔۔

رات کے بارہ کا وقت ہو رہا تھا نواب عالیان علی خان پچھلے ایک گھنٹے سے روشال کے پاس تھے۔۔۔ کمرے میں لا کر اُنہوں نے روشال کو ہلکی کام دار ریڈ شلوار

قمیض میں ملبوس کرتے اُس کو اپنے ہاتھ سے کھانا کھلاتے اب صوفہ پر اُس کو اپنے سینے سے لگائے بیٹھے تھے۔

چھوٹی بیگم اب مجھے اجازت دیں میں ذرا نیچے آئے اپنے دوست یاروں کو اللہ حافظ بول آؤں۔۔۔ نواب جی ابھی مت جائے نہ!!! روشال جو کب سے نواب عالیان کے سینے سے لگی تھی آج اُسکا ذرا دل نہیں کر رہا تھا نواب عالیان اُس سے ایک پل بھی دور ہوں عجیب سادل اُسکا دھڑک رہا تھا۔۔۔ نواب عالیان روشال کو اپنے سینے سے آرام سے الگ کرتے اُسکے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں بھرتے بولے۔۔۔ چھوٹی بیگم بس کچھ دیر پھر آتا ہوں نہ۔۔۔ نواب جی!!! روشال بے بسی سے بولی تھی آج اُسکا دل بھی چاہ رہا تھا نواب عالیان اُس سے ایک لمحے کو بھی دور ہوں نواب عالیان روشال کی آنکھوں میں آنسو دیکھتے شدت سے اپنے لب روشال کی آنکھوں پر رکھتے اُس کے آنسو اپنے حلق میں اتار گئے تھے۔۔۔ روشال نے اپنی آنکھیں بند کی تھیں۔۔۔ وہ آج نواب عالیان کے لمس کو محسوس کرنا چاہتی تھی۔۔۔

نواب عالیان اُس کی آنکھوں کو چومتے نیچے آئے تھے روشال کے عارض کو اپنے لمس سے لال کرتے اُس کے چہرے کو پھر سے پکڑتے بولے۔۔ چھوٹی بیگم یہ کیسی آپکی روح کی اور جسم کی تشنگی ہے جو بجھتی ہی نہیں۔۔۔۔۔ میرا بدن آپکے قریب ہوتے ہی سپارک کرنے لگتا ہے۔۔ روشال جو بس خاموشی سے اُن کے الفاظ سن رہی تھی نواب عالیان روشال کی آنکھوں میں ڈوبتے شدت سے اُس کے ہونٹوں پر جھکے تھے۔۔۔ اور اپنی شدت اُس کے ہونٹوں پر بکھیرنے لگے۔

نواب عالیان جو پورے حق سے روشال کی نازک پنکھڑیوں کو اپنے ہونٹوں میں دباتے پی رہے تھے کتنی دیر اُنہوں نے روشال کی زبان کی نمی پی اور آخر روشال کے ہونٹ کو نیچے سے بائٹ دیتے پیچھے ہوئے۔۔۔ روشال سسکتے پھر سے نواب جی کے سینے پر سر رکھ گئی تھی

چھوٹی بیگم میرے جذبات کو ایسے بار بار قریب ہوتے بھڑکائے نہ ابھی آپکے نواب نے نیچے جا کر اپنے خاص مہمانوں کو الوداع بھی بولنا ہے۔۔۔۔۔

ہمم!!! روشال معصومیت سے اپنا چہرہ جھکا گئی تھی نواب عالیان اُس کو گہری نظر سے دیکھتے کچھ لمحے کے لیے بے قابو ہوتے۔۔۔۔۔ شدت سے روشال کو پیچھے

کرتے اُس کی گردن پر جھکتے وہاں اپنی بانٹس کے نشان دینے لگے روشال نے  
اُنکے براؤن کرتے کو آگے سے جکڑا تھا اور اپنی گردن ہلکی سی پیچھے گرائی تھی وہ  
چاہتی تھی آج نواب عالیان اُس کی دھڑکنوں سے لپٹ جائیں۔۔۔

نواب عالیان جو روشال کی گردن سے اب نیچے کی گہرائیوں کو اپنے لمس سے  
لال کر رہے تھے ایک روشال کا یہ مود دیکھتے ہلکا سا مسکراتے روشال کی قمیض  
کے اگلے دو بٹن کھولتے اُسکا گلانیچے کرتے۔۔۔ اُسی پل اُنکی آنکھیں خماری سے  
لال ہوئی تھیں روشال کے لال نازک پردہ کو دیکھتے ابھی نواب عالیان اُس کا آخر  
پردہ ہٹاتے اُس کی دھڑکنوں پر جھکتے ایک دم دروازہ زور سے بجاتا تھا۔۔۔ نواب جی  
۔۔۔ روشال ایک دم اُن کو خود سے پیچھے کر گئی تھی۔۔۔ کیا ہوا جو خماری کی سرخی  
لیے بولے تھے۔۔۔ وہ دروازے پر کوئی ہے اپنی قمیض کو ٹھیک کرتی بٹن لگاتی بولی  
۔۔۔ اور سائنڈ پر پڑا اپنا دوپٹہ اپنے شانے پر پھیلا گئی تھی۔۔۔ کون ہے بس سب کو  
میرے جذبات کے بیچ ہی آنا ہوتا ہے۔۔۔ یہ بولتے نواب عالیان اپنی چادر مفلر  
کی طرح ڈالتے اپنے جذبات قابو میں کرتے دروازے کی طرف بڑھتے کھول  
گئے تھے۔۔۔ کیا ہے!!! سامنے شمسہ کھڑی تھی۔۔۔ وہ نواب صاحب آپکو

آپکے دوست نواب شمشیر بلارہے ہیں۔۔۔ ٹھیک ہے میں آتا ہوں!! یہ بولتے  
روشال کی طرف بڑھے!! چھوٹی بیگم۔۔۔ آپ جائیں نواب جی میں جب تک  
تھوڑا آرام کر لوں۔۔ نواب عالیان روشال کے چہرے کو پکڑتے اُس کی پیشانی  
پر لب رکھتے بولے۔۔ چھوٹی بیگم اپنا خیال رکھیں میں بس آیا۔۔۔ جی!!!! روشا  
ل آج اتنے مہینوں میں ہلکا سا مسکرائی تھی۔۔ نواب عالیان روشال کو اپنی  
نظروں کے احصار میں رکھتے کمرے سے باہر نکل گئے تھے۔۔ روشال بس اُنکو  
جاتا دیکھتے رہ گئی۔۔۔

-----

تقریباً پندرہ منٹ بعد روشال کے کمرے کا دروازہ پھر سے بجا۔۔ روشال جو بیڈ پر  
کمبل لیئے ٹیک لگا کر بیٹھی تھی وزن زیادہ ہونے کی وجہ سے اُس سے لیٹ کر سویا  
نہیں جاتا تھا دروازہ بجنے پر بولی تھوڑا سیدھا ہوتے۔۔ آجائیں اندر۔۔ اُس کے  
خیال میں تھا شاید نواب جی نے شمسہ کو بھیجا ہو گا اُس کے پاس۔۔۔ پر سامنے  
دروازے سے اندر آتی رباب کو دیکھتے روشال پریشان ہوئی تھی۔۔ رباب بیگم  
آپ!! روشال اپنا دوپٹہ سینے پر ڈالتے بڑی مشکل سے اپنا وجود سنبھالتے رباب

کے سامنے آکر کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ رباب جو روشال کو کمینگی سے دیکھ رہی تھی  
اُس کے ہاتھ میں کچھ پیپرز بھی تھے۔۔

کیسی ہو روشال رباب تھوڑا قریب آئی تھی روشال کے۔۔ میں ٹھیک آپ  
یہاں کیسے رباب بیگم روشال جو ہلکا سہمتے بولی تھی رباب سے ہمیشہ اُس کو الگ  
سی منفی فیلنگ آتی تھیں۔ آکھلی مجھے یہاں آنا نہیں تھا پر سوچا اب بچے کے آنے  
کے دن قریب ہیں شاید بس نواں مہینہ شروع ہونے میں تین دن باقی ہیں تو  
سوچا تمہیں یاد کرادوں تمہاری حیثیت اس حویلی میں عالیاں کی زندگی میں اور  
تمہارے پیٹ میں پلنے والے بچوں کی زندگی میں کیا ہے۔ یہ سنتے روشال نے  
بے یقینی سے لڑکھڑاتی آواز میں بولا تھا کیا بول رہی ہیں آپ۔۔۔ باب۔۔۔  
بیگم !!! یہی بول رہی ہوں تمہاری حیثیت اس حویلی میں اور تمہارے شوہر کی  
زندگی میں کیا ہے۔۔۔ یہ بولتی رباب نے اپنے ایک ہاتھ کے ناخن پر پھونک ماری  
تھی۔۔۔ ابھی بھی وہ پیپرز پکڑے تھے کیا حیثیت ہے میری رباب بیگم۔۔۔ روشا



ل اب کی بار اپنے لرز تے جسم اور آواز پر قابو کرتے بول گئی تھی آنکھیں آنسو  
وں سے بھری ہوئی تھی۔۔۔ یہ دیکھتے پہلے رباب ہنسی تھی آخر بولی۔۔ تمہاری  
حیثیت ہے عالیاں کی زندگی میں اور اس حویلی میں بس وارث پیدا کرنے والی کی  
۔۔ اور اس سے بڑھ کر تمہاری کوئی اوقات اور حیثیت نہیں ہے۔۔ رباب بیگم  
دیکھیں آپ بڑی ہیں مجھ سے اور نواب جی کی بیگم ہیں آپ کچھ بھی بولے اس کا  
مطلب یہ نہیں میں آپ کی ہر غلط بات سن لوں گی۔۔ اپنے آنسو اندر پیتے روشال  
بولی تھی۔۔

اوہو کچھ زیادہ ہی نہیں تمہاری زبان کھل گئی ہے کوئی نہیں تم جیسیوں کی مجھے  
زبان خوب بند کرنا آتی ہے۔۔ تمہاری اہمیت ہی کیا ہے ایک غریب باپ کی بیٹی  
جس کو اُس کے باپ نے پیسوں کے اوزار ایک نواب کی دوسری بیوی بنا کر بیچ دیا  
جس کا اب کام نواب کی زندگی میں اُس کا بستر گرم کرنے اور اُس کی داشتہ بننے  
کے علاوہ کچھ اور نہیں۔۔ تم جیسی عورتوں کو طوائف کا نام دیا جاتا ہے۔۔ بس  
رباب بیگم بس!!! ایک دم روشال تڑپتے بولی تھی اُس کی آواز بھی آج پہلی دفعہ  
رباب کے آگے اونچی اور بلند ہوئی تھی ورنہ وہ ہمیشہ رباب کے اتنے تلخ لہجے کے

بعد بھی اس کی عزت کرتی تھی۔۔ کیوں کہ اسکی تربیت میں شامل تھا کوئی کتنا برا کرے آپکے ساتھ آپ خاموش ہو جاؤ پر اُس جیسی زبان پر مت گرنا۔۔ آپ چلی جائیں یہاں سے اگر میں ایک بستر گرم کرنے والی داشتہ ہوں طوائف ہوں یہاں کھڑی ہو کر اپنا مقام اپنا سٹیٹس گرا پھر آپ یہاں کیا کر رہی ہیں کیوں رہی ہے روشال یہ سب بہت ہی بلند آواز میں جتانے والے لہجے میں رباب کو جواب دے گئی تھی۔۔۔ کیوں کہ تمہارے پاس میرے بچے ہیں میرے بچے اور آج میں اُسی چیز کا آخری فیصلہ کرنے آئی ہوں بچے!!! یہ بولتے بھگے انداز میں روشال ایک دم اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھ گئی تھی۔۔۔۔۔ کیا رباب بیگم کو پتہ لگ گیا تھا وہ جڑواں بچوں کی ماں بننے والی تھی لیکن نواب جی نے تو مجھ سے بولا تھا ابھی کسی کو نہیں بتانا۔۔۔ یہیں سے دیکھ لو تمہارا مقام عالیان کی دوسری بیوی یا یہ بولوں میرے ناہونے پر اُس کا بستر اچھی طرح گرم کرنے والی ایک معمولی سی عورت۔۔۔!!! رباب بیگم!!! اب بولتے روشال کی آواز لڑکھڑاسی گئی تھی یہ گندے الفاظ اُس کے اندر زہر کی طرح اُتر رہے تھے۔۔

وہ میرا عالیان ہے وہ مجھ سے چھپاتا اتنی بڑی بات تم جمعہ جمعہ آئی اُس کی زندگی  
میں ایک عام سی لڑکی تمہارے لیے وہ اپنی محبت اپنی رباب سے یہ سب چھپائے  
گا بھول ہے تمہاری۔۔۔ روشال۔۔۔ اپنے دانت پیستے حقارت بھرے لہجے میں  
غرائی رباب۔۔۔ روشال جو اس بات پر سسکا اٹھی تھی کیا بولتی جب وہ جانتی  
تھی وہ کبھی نواب عالیان کا عشق نہیں بن سکتی تھی سامنے کھڑی عورت اُنکی  
محبت تھی اُس کو نواب عالیان نے اتنا حق دیا تھا نہ تب ہی وہ ڈنکے کی چور پر اُس  
سے اتنے گندے غلیظ لہجے میں مخاطب تھی۔۔۔ لیکن کہیں نہ کہیں اُس کا دل بول  
رہا تھا اُسکے نواب جی ایسے نہیں بیشک وہ اُس سے پیار نہ کرتے ہوں لیکن وہ اس  
طرح نہیں کریں گے۔۔۔ جھوٹ بول رہی ہیں آپ رباب بیگم آپ کا ایک ایک  
الفاظ جھوٹ ہے۔۔۔ پلز آپ جائیں یہاں سے میری کوکھ میں دو بچے ہوں یا  
ایک وقت آنے پر آپ کو پتہ لگ جائے گا۔۔۔ اگر میں گندی لڑکی ہوں نہ تو آپ اپنا  
خاص وقت میرے غلیظ کمرے میں کھڑے رہ کر ضائع مت کریں۔۔۔ آخر  
جب بچوں پر بات آتی ہے ایک ماں کتنی چھوٹی کم عمر کیوں نا ہو بولنا سیکھ ہی جاتی  
ہے روشال رباب کو کمرے کا دروازہ دکھاتے ہو جھل بھاری دل کے ساتھ بیڈ کی

طرف مڑنے لگی نواب عالیان سے اور شکوے بڑھ گئے تھے۔۔ کیسے اُنہوں نے خود تو بچوں کا بتا دیا لیکن اُس کو منع کر دیا۔۔۔ باب جس کے تن بدن میں آگ لگی تھی ایک چھٹانک بھر کی کل کی آئی لڑکی اُس کو ایسٹود دکھا رہی تھی۔۔ کچھ زیادہ ہی اس کو عالیان نے سر پر چڑھا دیا ہے اب اس کو صحیح والی اس کی اوقات دکھا کر جاؤں گی چاہے یہ آج مر ہی کیوں نہ جائے میری بلا سے۔۔ روشال جو بیڈ کی طرف بڑھتی ابھی ایک دم پیچھے سے باب جو بولی اُس پر روشال سانسیں تھمی تھیں۔۔۔ پورا جسم کپکپا اٹھا تھا ایسے لگا کچھ سیکنڈز اگر اُس نے سانس نہ لی تو جسم سے روح کہیں پرواز ہی نہ کر جائے۔۔

مجھے بھی کوئی شوق نہیں تم جیسی لڑکیوں کے پاس آنے کا وہ تو میں یہ طلاق کے  
اور بچوں کی کسٹڈی کے سپر زپر تم سے سائن کروانے آئی تھی۔۔ یہ سنتے پوری  
ٹوٹی روشال نے جس کی سانسیں بکھری تھی ایک دم اُس کے کان میں رب کی  
طرف سے آواز پڑی اماں۔۔۔ جیسے اُس کے بچوں نے اُس کو پکارا ہوا ایک دم یہ  
آواز پڑتے روشال نے کھینچتے اپنی سانس کو باحال کیا تھا آنسو آج رخسار پر ایسے گر  
رہے تھے جیسے اُس کی ہیزل بلیو آنکھوں نے بارش کر دی ہو۔۔۔

وہ دل پر ہاتھ رکھتے مڑی۔۔۔ اور لمبی لمبی سانسیں لیتے بولی کیا بولا آپ نے ابھی  
!!! رباب کمینگی سے ہنستے روشال کے پاس بڑھتے اُس کا ایک ہاتھ پکڑتے وہ  
دونوں پیپر ز اُس کے ہاتھ میں تھما گئی تھی۔۔۔ روشال جو بھیگی آنکھوں سے کبھی  
رباب کو دیکھتی تو کبھی اُن پیپر ز کو۔۔۔ آخر بولی ہمت کرتے کیا ہے یہ سمجھ نہیں  
آئی ایک دفعہ جو میں نے بولا۔۔۔ لفظ چبھا چبھا کر بولی رباب۔۔۔ ایک کام کرو تم  
خود پڑھو فکر نہ کرنا خاص طور پر میں نے اور عالیان نے یہ پیپر ز اردو میں بنوائیں  
ہیں کیوں کہ ہم جانتے ہیں تم بامشکل اردو میڈیم سکول سے بس میٹرک ہی پاس  
ہو۔۔۔ تو۔۔۔ روشال جو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی کیا ہو رہا ہے اُس کے  
ساتھ کیا نواب جی بھی اُس کے ساتھ کھیل رہے تھے پر دل کہہ رہا تھا وہ اپنے  
نواب جی کے بارے میں ایسا نہیں سوچ سکتی کسی عام انسان سے تو اُس نے عشق  
نہیں کیا تھا وہ اُس کے نواب جی تھے جس سے اُس نے عشق کیا تھا کیوں کہ روشا  
ل کو اُنکے کردار سے عشق ہوا تھا اُنکی دولت اور اسٹیٹس سے نہیں۔۔۔ ارے  
پڑھو کیا ڈرامے کر رہی ہو آنسو بہانے کہ یہ ڈرامے تمہارے عالیان کے آگے  
چل سکتے ہیں رباب کے آگے نہیں روشال اپنے آنسو بے دردی سے صاف کرتی

آخر وہ پیپر زدیکھنے لگی جیسے جیسے وہ پیپر زپڑھ رہی تھی اپنی دھڑکن کو ایک مٹھی سے جکڑتے تیز تیز سانسیں لے رہی تھی پورا وجود لرز رہا تھا۔۔۔ پر اپنے بچوں کے لیے ایک ماں ہمت کے ساتھ کھڑی تھی۔۔۔

یہ سب سچ نہیں ایسا کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔ روشال یہ بولتے چیختے وہ پیپر ز زمین پر پھینک گئی تھی۔۔۔ یہ بچے بھی میرے ہیں اور میرے نواب جی بھی میرے وہ مجھے کبھی طلاق نہیں دے سکتے نہ ہی میرے بچے مجھ سے چھین سکتے ہیں۔۔۔

پاگلوں کی طرح اب ہزیانی چیختے روشال رودی تھی ضبط ٹوٹ رہا تھا۔ جن میں اُس کی جان بستی تھی اُن کو ہی اُس سے الگ کیا جا رہا تھا۔۔۔ ایسے چیخ کر رونے کا کوئی فائدہ نہیں میں اور عالیان فیصلہ لے چکے ہیں تمہاری ڈیلیوری کے بعد تمہارا اور عالیان کا فوراً طلاق ہو جائے گا اور کسٹڈی بچوں کی تم آج ابھی اور اسی وقت دو گی اور ڈیلیوری کے بعد بس چار مہینے تک تم یہاں ایک ملازمہ کی طرح رکے گی بچوں کو اپنا دودھ دے کر پھر یہاں سے چلتی بنو گی۔۔۔ فکر نہ کرنا تمہارا بعد کا بھی میں نے سوچ رکھا ہے روشال میں حویلیاں کے کسی ڈاکیا چوکیدار یہ کسی

تمہاری شادی کروادوں گی۔۔ پھر ہنسی خوشی اپنی طرح کے مرد ساتھ رہنا کر  
بچے پیدا کرنا۔۔۔۔۔ بس!!!! بس رباب بیگم بس ایک اور لفظ نہیں روشاں اب  
شیرنی کی طرح دھاڑی تھی رباب جو ایک پل کے لیے اُس چھوٹی لڑکی کی جانبدار  
آواز پر چونکی تھی۔۔۔۔۔ پر اگلے ہی لمحے وہ اپنے آپکو پھر کمینے پن میں ڈھال گئی  
تھی۔۔۔۔۔ بہت ہو گیا بہت بول لیں آپ۔۔ ایک بات بول دوں مجھے ان  
کاغذات سے کوئی مطلب نہیں میرے نزدیک حقیقت یہی ہے میں ان بچوں کی  
ماں اور نواب عالیان کی ابھی بھی بیگم ہوں۔۔۔ آپ کون ہوتی ہیں میرے آگے  
کا سوچنے والی۔۔ اگر میں نواب عالیان کی نا بھی رہی ناتب بھی میں کسی مرد کی  
نہیں ہوں گی۔۔۔ یہ بولتے بے پناہ روئی تھی روشاں۔۔۔ اپنے نواب جی کی  
بیوفائی چوٹ کے سارے ثبوت اُس کے آگے زمین پر پڑے تھے پھر بھی اُس کو  
ہفتے اپنے نواب عالیان کی کہی ہوئی بات پر اپنے سے زیادہ یقین تھا روشاں تین  
پہلے کا ماضی یاد کرتے آنکھیں بند کرتے سسکا اٹھی تھی نواب عالیان کے الفاظ  
شدت سے اُس کے کانوں میں گونجنے لگے۔۔۔۔۔

تین ہفتے پہلے روشال نواب عالیان کی باہوں میں قید اُن کے سینے پر سر رکھے لیٹی تھی اُنکی قمیض کے بٹن سے کھیل رہی تھی۔۔۔ نواب جی۔۔ ہم !! جو آنکھیں بند کیے اپنا ایک ہاتھ بے باکی سے روشال کی پشت پر ایک ہاتھ سے اُس کے بالوں کو سہلا رہے تھے۔۔۔۔۔ نواب جی آپ کبھی مجھ سے میری اولاد تو نہیں چھینے گے نہ۔۔۔۔۔ یہ بولتے روشال نے بھیگی آنکھوں سے اب سراٹھا کر نواب عالیان کی طرف دیکھا تھا جو اس بات پر پریشان ہوتے روشال کا چہرہ ہاتھوں میں بھر گئے تھے۔۔۔۔۔ پاگل ہیں چھوٹی بیگم یہ اولاد مجھ سے زیادہ آپ کی ہے یہ میرے پاس نو مہینے بعد آئے گی لیکن یہ آپ کی کوکھ میں نو مہینے سے پل رہی ہے تو بتائیں اس پر سب سے زیادہ حق اس دُنیا میں آپ کا ہے۔۔ کوئی دنیا کی طاقت آپ سے اپنی اولاد کبھی نہیں چھین سکتی یہ آپ کے ہیں اور آپ کے پاس ہی رہیں گے۔۔۔۔۔ نواب جی روشال ل روتے اُن کے سینے سے لگ گئی تھی اُس کو اپنے نواب جی کے الفاظوں پر خود سے زیادہ یقین تھا۔۔۔۔۔

تین ہفتے پہلے کے نواب عالیان کے الفاظ یاد کرتے روشال آنکھیں کھولتی بولی۔۔۔ یہ بس میرے بچے ہیں غلطی ہو گئی جو کبھی میں نے ان بچوں کو آپ کا بھی کہا



۔۔ میں ہوں ان کی ماں اور میرے نواب جی ایسے نہیں جو مجھ سے میری اولاد  
الگ کریں۔۔۔ تڑپتی روتی بولی۔۔

زیادہ رونا دھونا اور جھوٹی باتیں میرے سامنے نہ کرو سچ کا سامنا کرو یہ بچے  
تمہارے نہیں میرے ہیں اور عالیان جلدی منہ سے بھی ڈیلیوری کے فوراً بعد  
تمھے طلاق دے گا ان کا غذات پر تو وہ سائن کر ہی چکا ہے۔۔۔ بلکہ دونوں پر اس  
لیے تمہارے لیے بہتر ہے کوئی لڑکا تلاش کرو اور یہاں سے چلتی بنو ڈیلیوری کے  
بعد۔۔ کیوں کہ اُس کے بعد میں تمھے اپنے عالیان اور بچوں کی زندگی میں کسی  
صورت برداشت نہیں کروں گی۔۔۔ رباب چیخی تھی۔۔۔ یہ میرے بچے ہیں  
میں نہیں مانتی یہ سب یہ کا غذات جھوٹ ہیں میرے نواب جی کوئی سائن نہیں  
کر سکتے روشال روتی چیخی تھی۔۔۔ آواز نچی رکھو!! رباب غرائی تھی۔۔۔۔۔  
صحیح بتا دیا تم نے تم ایک ان پڑھ لڑکی ہو یہ دیکھو ان کا غذات پر عالیان کے سائن  
رباب روشال کو پھر سے اُن کا غذات پر سائن دکھا گئی تھی جو واقعی نواب عالیان  
کے تھے۔۔۔

نہیں ایسا نہیں ہو سکتا روشال لڑکھڑائی تھی ایک دم اُس نے دیوار کو پکڑا تھا۔  
چکر سا آیا تھا پیٹ اور کمر میں ہلکا سا درد اٹھا تھا۔۔۔ لیکن جو درد اس وقت اُس کے  
دل اور روح میں ہو رہا تھا وہ اس درد سے بڑا تھا۔۔۔ روشال کے عارض آنسوؤں  
کی شدت سے لال ہو رہے تھے بس اُس کی زبان اندر ہی اندر یہی بول رہی  
تھی۔۔۔ مجھے اپنے نواب جی کے الفاظوں پر یقین ہے وہ جھوٹ کبھی نہیں بول  
سکتے وہ میرے جذبات کے ساتھ کبھی نہیں کھیل سکتے خود سے ہی روشال ہم  
کلام تھی۔۔۔ رباب جو شیطانی منہ پر لیے روشال کی طرف بڑھی۔۔۔ کچھ تو  
پڑھا ہی ہو گا تم نے اور ان پیپر زیر موجود سٹیپ کا بھی پتہ ہو گا آخر کار ایک ڈاکیا  
کی جو بیٹی ہو۔۔۔ اس بات پر روشال نے اپنی آنکھیں بند کی تھیں کیا ایک غریب  
گھرانے کی لڑکی کی ان امیروں کے گھروں میں یہی اوقات ہوتی ہے۔۔۔ دیکھو  
غصے سے بولی۔۔۔ نہیں دیکھنا۔۔۔ مجھے خود سے۔۔۔ رباب دانت پر دانت پیستے  
زیادہ اپنے نواب جی پی بھروسہ ہے وہ کبھی میرے ساتھ نا انصافی نہیں ہونے  
دیں گے اور رہی بات کل کو تو پھر بھی میں آپکو اپنے بچوں کی بڑی ماں بولتی تھی  
لیکن آج سے آپ وہ بھی حق کھو گئیں روشال نے رباب کے منہ پر اپنا جواب اور

اپنا فیصلہ مارا تھا۔۔ تم ہوتی کون ہو مجھے حق دینے والی تمھے تو لایا ہی اس حویلی میں  
میرے شوہر کے بستر کی زینت بنتے وارث دینے کے لیے۔۔ تم مجھے بولو گی نا کرو  
یقین جلدی تمہارا سارا بھروسہ عالیاں پر ٹوٹے گا اور تمہاری یہ اکڑ بھی جلد ہی تم  
اس حویلی سے اور عالیاں کی زندگی سے باہر ہو گی تم کیا جانتی ہو ان نوابوں کو ان کا  
کام بس دوسری تیسری بیویوں سے نسل بڑھانا ہی ہوتا ہے بہت عاشق مزاج  
ہوتے ہیں یہ بیوی ایک رکھتے ہیں اور تم جسیوں کی صورت میں داشتہ بس یہ  
پر پھینکتی بولی۔۔ صبح تم ان کر سٹڈی پیپرز بولتے کمینگی سے قہقہہ لگاتی وہ پیپرز بیڈ  
میں تمہارے دستخط ہو جانے چاہیے انگلی دکھاتے روشال کو گھوری سے نوازتے  
دروازے کی طرف بڑھی۔۔ روشال جو آنکھیں بند کئے بس اپنے بچوں کے  
لیے ضبط کے گھونٹ بھر رہی تھی ایک دم رباب رُ کی اور بولی۔۔ جلدی تمہاری  
آنا ٹوٹے گی بہت غرور ہے نہ عالیاں پر۔۔ دیکھتی ہوں کب تک رہتا ہے اور یاد  
رکھنا یہ بچے میں تم سے چھین کر رہوں گی۔۔ بچوں کی بات پر روشال نے سرخ  
آنکھوں سے رباب کو دیکھا تھا آج واقعی ایک شیرنی ماں لگ رہی تھی رباب روشا  
ل کو دیکھتی نکل گئی تھی۔۔ پیچھے روشال بولی کسی میں اتنا دم نہیں مجھ سے میری

اولاد چھین لے اپنے ساتھ نا انصافیاں سہ لی اب بات ہے میری اولاد میرے

بچوں کی ماں اپنی اولاد کے لیے کچھ بھی کر جاتی ہے

ر باب بیگم۔۔ یہ بولتے بے دردی سے اپنے آنسو صاف کرتی ڈریسنگ روم کی

طرف بڑھی تھی۔۔ اُس کا اب نواب عالیان سے بات کرنے کا ارادہ تھا۔۔

-----

آج حیدر آباد میں ایک دم رات کے بارہ بجے بہت ہی تیز طوفان آگیا تھا۔۔ دادی

جان جو اپنے بیڈ پر بیٹھی تھیں سکینہ اُن کی ٹانگیں دبار ہی تھی۔۔ ایک دم اُن کے

کمرے کی کھڑکیاں بجی تھیں سکینہ کے ہاتھ رکے تھے وہیں دادی جان نے دھلتے

ہوئے کھڑکی طرف منہ کرتے اپنے دل پر ہاتھ رکھا تھا۔۔ یا اللہ خیر۔۔ یہ کیسا

بے وقت کا طوفان ہے سکینہ اُٹھ کھڑکیاں اچھی طرح بند کر۔۔۔ جی اماں بیگم

سکینہ بھی پریشانی والے تاثرات لیے کھڑکی بند کرتے باہر دیکھنے لگی۔۔۔ اماں

بیگم بہت ہی کوئی کالا طوفان آیا ہے ایسا لگ رہا ہے جیسے بہت ہی طوفانی بارش

ہونے کو ہے۔۔۔

کھڑکیاں اچھی طرح بند کرتے سکینہ اماں بیگم کی طرف بڑھی۔۔۔ بس رب  
خیر کرے ایسے بے وقت طوفان تب ہی آتے ہیں جہاں کسی کے ساتھ نا انصافی  
یا کوئی ظلم ہو رہا ہو۔۔۔۔۔ یہ بولتے دادی جان دعا کے لیے اپنے ہاتھ اٹھا گئی  
تھیں اللہ میرے بچوں کی حفاظت فرما۔

سکینہ نے بھی اماں بیگم کو دیکھتے دعائیں ہاتھ اٹھالیا تھا۔۔۔۔۔

-----

دوسری طرف روشال جو ڈریسنگ روم کے صوفہ پر بیٹھی کب سے گھڑی کو دیکھ  
رہی تھی اُس نے بے چینی اور اضطرابی سے اپنے ایک ہاتھ پر ایک رکھا تھا اپنے  
آپکو کنٹرول کرنے کے لیے۔۔۔ اُس کا پورا وجود لرز رہا تھا باب کے الفاظ یاد  
کرتے۔۔۔ میٹھی میٹھی درد جو پیٹ میں اُٹھ رہی تھی لیکن روشال اُس کو نظر  
انداز کیے ہوئی تھی اُس کو ایسے لگ رہا تھا دل کا درد نیچے تک جا رہا تھا روشال جو کام  
والی ریڈ شلوار قمیض میں ملبوس تھی جو نواب عالیان ہی اُس کو پہنا کر گئے تھے  
۔۔۔ کب سے وہ لرزتی اپنے آنسو پر قابو کرتے نواب عالیان کا انتظار کر رہی تھی  
جو دو گھنٹے پہلے نیچے گئے تھے آدھے گھنٹے کا بول کر ابھی تک وہ نہیں آئے تھے۔۔۔

ر باب کے جانے کے بعد سے روشال ڈریسنگ روم میں بیٹھی اُن کے انتظار میں تھی وہ نواب جی سے ہر سوال کا جواب لینے کا ارادہ رکھتی تھی لیکن اُس کو اپنے نواب جی پر پورا بھروسہ تھا وہ کبھی اُس کے ساتھ اس حد تک غلط نہیں ہونے دیں گے۔۔۔ یہ سوچتے روشال نے اپنے آنسو صاف کیے تھے۔۔ اب تو میں آپکو اپنے بچوں کے پاس بھی آنے نہیں دوں گی ر باب بیگم پاگل تھی میں جو آپکو ایک عورت سمجھ رہی تھی آپ تو عورت کہنے کے بھی لائق نہیں مجھے پتہ ہے میرے نواب جی مجھ سے اتنا بڑا جھوٹ نہیں بولیں گے اُنہوں نے مجھ سے بولا ہے کوئی مجھ سے میری اولاد نہیں چھینے گا۔۔ پھر سے روشال نے گھڑی کی طرف نظریں دوڑائی تھیں۔۔ کہاں ہیں آپ نواب جی کہاں ہیں آپ غصے سے بولتی رودی تھی۔۔۔

اب روشال ڈریسنگ روم کے صوفہ سے اٹھتی کمرے کی طرف بڑھی اور بے تاب بی سے نواب عالیان کا انتظار کرتے دھیمے قدموں سے پریشانی اور غم لیے ٹہلنے لگی۔۔ ایک دم باہر کے طوفان سے زور سے کھڑکیاں بجی تھیں روشال نے ڈرتے اپنے دل پر ہاتھ رکھا تھا بے اختیار منہ سے نام نکلا نواب جی۔۔۔!!!! ابھی وہ

طوفان کی آواز سے سنبھلتی ایک دم بجلی زوردار کڑکی تھی۔۔۔ روشال چیختے اپنے  
دونوں کانوں پر ہاتھ رکھتے پیچھے ہوئی ایک دم اُس کے پاؤں کے نیچے کچھ آیا تھا  
۔۔۔ روشال نے اپنے دل کی مقام کی جگہ پر ہاتھ رکھتے اپنی دھڑکنوں کو قابو میں  
رکھتے لمبے لمبے سانس لیتے اپنے پاؤں کی طرف دیکھ گئی تھی روشال کا ہلکا شیفون  
کا دوپٹہ جو ایک کندھے پر لہرا رہا تھا۔۔۔۔۔ اپنے پاؤں کی طرف وہ پیپر زد دیکھتے  
روشال کا پورا جسم پھر آگ میں جلا تھا اُس کے گول حسین سرخ عارض تپ کر  
انار ہوئے تھے۔۔۔ آنکھیں سرخی جھلکار ہی تھیں آنسوؤں کے ساتھ۔۔۔ روشا  
ل ہلکا سا اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھتے اس حالت میں بامشکل ہی جھکی تھی۔۔۔ جب کہ  
اس حال میں ڈاکٹر نے اُس کو کمپلیٹ بیڈریسٹ کا بولا تھا۔۔۔ روشال نے بڑی  
مشکل سے بے آواز روتے وہ پیپر ز اٹھائے اور اُن کو دیکھیے پھر سے اُس کا بدن  
جیسے لرز اٹھا تھا اندر تک وہ ہلی تھی۔۔۔ آخر بے پناہ سسکیوں کے ساتھ روتے  
روشال بولی۔۔۔ بس ہو گیا بہت انتظار نواب جی کا اب میں خود اُن سے نیچے جا کر  
پوچھوں گی۔۔۔ روشال نے اپنا دوپٹہ سر پر لیا اور ایک ہاتھ میں پیپر ز لیتے  
کمرے سے نکل گئی۔ روشال جو راہ داریوں سے گزر رہی تھی۔۔۔ ایک دم شمسہ

جو سامنے سے روشال کے کمرے کی طرف ہی بڑھ رہی تھی۔۔۔ یہ روشال بی بی کہاں جا رہی ہیں۔۔۔ ایک دم شمسہ روشال کے پاس بڑھی چھوٹی بی بی !!! روشال دونوں ل جو ویسے ہی اپنی حالت میں نہیں تھی ایک دم ر کی شمسہ کی آواز پر اب بیچ برآمدے میں کھڑی تھی۔۔۔ چھوٹی بی بی کہاں جا رہی ہیں آپ مجھے نواب عالیان نے آپ کے کمرے میں بھیجا تھا پر آپ یہاں۔۔۔ کہاں ہیں تمہارے نواب اس وقت روشال بھیگی آواز میں پوچھ گئی تھی جس کو شمسہ نے بھی باخوبی محسوس کیا تھا چھوٹی بی بی آپ ٹھیک ہیں نہ شمسہ بہت ہی زیادہ فکر مندی سے بولی روشال ل کے ساتھ رہ رہ کر اتنا سمجھ گئی تھی سامنے کھڑی لڑکی بہت ہی زیادہ معصوم اور احساس دل کی مالک تھی جس سے محبت کرتی تھی ٹوٹ کر کرتی تھی۔۔۔ میں ٹھیک ہوں شمسہ بس مجھے بتاؤ نواب جی کہاں ہیں ایک ہاتھ روشال کا پیٹ پر تھا اور دوسرا میں وہ پیپر ز تھے۔۔۔ وہ نواب صاحب اپنی اسٹڈی میں ہیں۔۔۔ ہم یہ سنتی روشال اپنے قدم آگے بڑھا گئی تھی اب اُس سے اور رکنا نہیں جا رہا تھا ایک نواب جی ہی اُس کو اُس کے سارے سوالوں کا جواب دے سکتے تھے۔۔۔ شمسہ نے جاتی روشال کو دیکھتے سچے دل سے ہاتھ اٹھا کر دعا دی تھی۔۔۔ یارب اس بچی



کے حق میں بہتر کر یہ آج کے زمانے کے حساب سے بہت سیدھی اور معصوم

ہے۔۔

-----

روشال جو اپنی حالت کو بھی اب نظر انداز کرتے بے چینی سے تیزی سے نواب  
عالیان کی اوپر کے پورشن میں ہی بنی اسٹڈی کی طرف بڑھ رہی تھی یہ بولتی۔۔۔  
میرے پاس آنا تھا نہ نواب جی نے پھر اسٹڈی کیا کرنے گئے۔۔ بہت برے ہیں  
نواب جی میں پاگلوں کی طرح کب سے آپکا انتظار کر رہی تھی اور آپ اسٹڈی میں  
بیٹھے ہیں مجھے آج اپنے ہر سوال کا جواب چاہیے ہر سوال کا۔۔ روشال یہ بولتے  
اپنی بھیگی آنکھیں مل گئی تھی۔۔ جیسے ہی روشال نواب عالیان کی اسٹڈی کی  
طرف بڑھی دروازہ ہلکا سا کھلا تھا وہ دروازے کے لاک پر ہاتھ رکھتے  
دروازہ کھولتی ہی اُس سے پہلے نواب عالیان کے بول جو وہ اندر باب سے بول  
رہے تھے روشال کے کانوں میں گئے تھے۔۔ روشال کا تو پورا وجود چکرایا تھا  
۔۔۔ باب میری محبت ہاں بس تم ہی میرے آنے والے دونوں بچوں کی ماں ہو

تم میری پہلی محبت ہو تم سے محبت کری تب پتہ چلا مجھے محبت کا مطلب کیا ہوتا

ہے میری رباب۔۔۔۔

روشال نے جیسے یہ الفاظ سنے آنکھوں سے آنسو لکیر کی طرح پھسلتے اُس کے  
عارض پر آئے تھے اور روشال اب اپنے پیٹ سے ہاتھ ہٹاتے ہلکا سا اسٹڈی کا  
دروازہ کھولتے اندر نظریں لگا گئی تھی جو منظر تھا اُس پر روشال کو لگا کاش آج  
موت اُس کو اپنی آغوش میں لے جائے۔۔۔ نواب عالیان یہ الفاظ ادا کرتے  
رباب کو اپنے سینے سے لگا گئے تھے۔۔۔ اس بات سے انجان دروازے کے باہر  
کھڑی اُن کی اٹھارہ سالہ کمسن خوبصورت دوسری بیوی جو نواب عالیان کے دو  
وارث کو جنم دینے والی تھی وہ یہ سب سن کیا دیکھ بھی چکی تھی۔۔۔ کہ کیسے نواب  
عالیان اپنی پہلی بیگم کو یہ خود غرض لفظ ادا کرتے اپنی باہوں میں بھرے کھڑے  
تھے۔۔۔۔ وہی اُن کی چھوٹی اٹھارہ سالہ بیوی جو اب تینتیس برس کے نواب  
عالیان کے انگ انگ میں عشق بن کر بستی تھی۔ یہ دیکھتے روشال کا ہاتھ  
کی سائڈ وال دروازے کے لاک سے پھسلا تھا اور وہ ایک دم لڑکھڑاتی وہ کمرے

سے لگی کھڑی ہو گئی۔۔۔ ایک ہاتھ اپنے منہ پر رکھا تھا اپنی سسکیوں اہوں کو  
روکنے کے لیے۔ درد بے حد شدت کا اٹھا تھا اس پاگل دل میں۔۔۔

جیسے ہی دروازہ بند ہوا۔۔۔ نواب عالیان نے اپنا چہرہ اٹھا کر وہاں دیکھا تھا  
۔۔۔ کون ہے۔۔۔ ایک دم رباب اُنکا چہرہ تھا متے بولی کوئی نہیں ہے بس مجھ پر  
دھیان دو باہر طوفان آیا ہے شاید ہوا کی وجہ سے پر نواب عالیان کا بے قرار دل  
دروازے پر ہی اٹکا تھا اُن کی نگاہیں اب وہیں جمی تھیں۔۔۔ روشال جو اپنے دل پر  
ہاتھ رکھتے اُس کو سہلار ہی تھی بہت شدت سے درد اٹھا تھا یاد دل بہت بورے  
طریقے سے کرچی کرچی ہوا تھا۔۔۔ آخر روشال بولی!!! آپ بہت ظالم ہیں  
نواب جی!!! اپنے حسین سرخ گول عارض پر گرے آنسوؤں کو بے دردی سے  
رگڑتے ہچکیاں لیتی بولی۔۔۔ نہیں نہیں آپ ظالم ہی نہیں آپ جھوٹے بھی ہیں  
نواب جی۔۔۔ آج معصوم سی اٹھارہ سال کی روشال کا دل جو تھوڑا بہت زندہ بچا  
تھا وہ بھی بے دردی سے ٹوٹ گیا تھا جھوٹ بولا مجھ سے کہ میرے بچے کوئی  
اوقات بچہ دینے نہیں چھینے گا آج آپ نے ثابت کر دیا آپ کی زندگی میں میری

والی دوسری بیوی کی ہے بس۔۔۔ یہ بولتے روشال اپنے آنسو پونچھتے بولی  
آنکھیں لہوٹکا رہی تھیں۔۔

آپ کی محبت سے محرومی برداشت کر لی پر ایک ماں اپنے بچوں سے کبھی جدائی  
برداشت نہیں کرے گی۔۔ نہیں نہیں۔۔ نہ۔۔ نہیں اپنے ڈوبتے دل پر ہاتھ  
رکھتے تیز تیز سانسیں لیتی شدت سے روتے سیڑھیوں کی طرف بڑھی دوپٹہ  
اُس کے سر سے سرک کر شانوں

پر پڑا تھا۔۔ وہ سیڑھیوں کی طرف بھاگتی جا رہی تھی اپنے بھاری وجود کے  
ساتھ۔۔۔ اور بند دماغی سے یہ لفظ دوہرا رہی تھی۔۔ میں آپ کی دوسری انچائی  
بیوی بن گئی۔۔ پر میں اپنے بچوں کی دوسری ماں کبھی نہیں بنوں گی۔۔ اب روشا  
ل نے تیزی سے قدم اٹھاتے سیڑھیوں پر قدم رکھا ہی تھا ایک پاؤں بری طرح  
ڈمکایا تھا۔۔ روشال کے قدم لڑکھڑائے تھے۔۔ آنکھوں کے آگے اندھیرا آیا  
تھا پیٹ میں شدت سے درد اٹھاتا تھا۔۔ پورا وجود کانپا تھا۔۔ نہیں۔۔ میرے  
بچے اس سے پہلے روشال ایک دم اپنا پورا آپ کھوتی گرتی سیڑھیوں سے روشال  
دونوں ہاتھ سے فوراً مضبوطی سے رلنگ پکڑ گئی تھی۔۔ یا اللہ مدد!!! یہ بولتے

روشال اپنی آنکھیں کھولتے تیز تیز سانسیں لیتے اپنا آپ سیدھا کرتے دونوں ہاتھ سے اپنا پیٹ پکڑ گئی تھی۔۔۔ مر جاؤں گی تم دونوں کو خود سے علیحدہ اور جدا نہیں ہونے دوں گی۔۔۔

یہ بولتی آرام سے سیڑھیاں اترتے ہال سے گزرتی باہر کی طرف بڑھی تھی۔۔۔ روشال کو ان سب سے دور جانا ہی تھا جو اُس سے اُس کے بچے جدا کرنے والے تھے

-----

روشال جو بکھری ہوئی حالت میں باہر حویلی کے دروازے کی طرف بڑھ رہی تھی پورا ہال خاموشیوں میں ڈوبا تھا رات کا ایک بج رہا تھا حویلی میں سناٹا چھایا ہوا تھا۔۔۔۔۔ روشال جو تیزی سے چلتی جا رہی تھی اب اُس کا دوپٹہ ایک کندھے پر لہرا رہا تھا لمبے بال جو کمر پر بکھرے پڑے تھے۔۔۔ وہ بس ایک ہاتھ میں پیپرز پکڑی دوسرے ہاتھ سے اپنے پیٹ کو پکڑے جا رہی تھی۔۔۔ کوئی ہوش نہیں تھا بس یہ پتہ تھا آج اُس کو ان ظالموں سے بہت دور جانا تھا جو اُس سے اُس کے بچے چھیننے والے تھے۔۔۔ روشال اپنی آنکھیں ایک ہاتھ سے ملتی جیسے ہی حویلی کے

باہر والے دروازے سے باہر نکلی بہت خوفناک طوفان نے اُس کا استقبال کیا تھا۔ ایک لمحے کے لیے اٹھارہ سال کی روشال سہمی تھی پراگلے ہی لمحے نواب عالیان کے لفظ گونجے۔۔۔ یہ بچے بس تمہارے ہیں رباب۔۔۔ نہیں نہیں پھر تھی یہ الفاظ یاد کرتے۔۔۔ ظالم سے دونوں ہاتھوں سے اپنے کان بند کر گئی ہیں آپ نواب جی بہت ظالم۔۔۔ اب روشال کا اتنے آندھی طوفان میں بھی رخ باہر کی طرف تھا۔ اس وقت حویلی کے گارڈز سارے اپنے کمرے میں تھے کیوں کہ باہر مٹی ہی مٹی اڑھ رہی تھی۔۔۔ بجلیاں زور شور سے کڑک رہی تھیں۔۔۔ روشال جو بس بڑھتی جا رہی تھی کچھ نہیں پتہ تھا جانا کہاں ہے بس یہ پتہ تھا نواب عالیان سے اب دور جانا ہے۔۔۔ روشال نے جیسے ہی حویلی کا مین گیٹ پار کیا۔۔۔ سہیل جو گیراج کی طرف ہی آ رہا تھا اُس کی نظر روشال پر گئی تھی۔۔۔ یہ روشال کہاں وہ بھی اس آندھی طوفان میں یہ سوچتے سہیل پوری قوت سے پیچھے بھاگا تھا بدحواس ہوتا۔۔۔

روشال جو سڑک پر نکلی تھی وہ تیز تیز قدم لیتی ڈرتی سہمتی آگے کی طرف بڑھنے لگی۔۔۔ ایک دم سہیل پیچھے سے بھاگتا اُس کے پاس آیا تھا۔۔۔ روشال۔۔۔ سہیل کی آواز سنتے روشال رُکی تھی پیچھے مڑتی اُس

اُس سے پہلے ہی سہیل اُس کے سامنے آتے بہت زیادہ روشال کی پرواہ لیتے اُسکا ہاتھ پکڑنے ہی لگا تھا۔۔۔ ایک دم روشال پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ ہاتھ مت لگانا مجھے۔۔۔ غصے سے بولی روشال۔۔۔ کیوں ہاتھ نہ لگاؤں روشال کہاں جا رہی ہو تم اس وقت۔۔۔ حویلی سے باہر جا رہی ہوں میں کہیں بھی تم کون ہوتے ہو پوچھنے والے روشال یہ بولتی روئی تھی۔۔۔ روشال تم جانتی ہو بیشک تم میری نہیں پھر بھی میں تم سے ابھی بھی پیار۔۔۔ پیار الفاظ سنتے روشال چیخی تھی مت لو یہ الفاظ مت لو۔۔۔ نفرت ہو رہی ہے مجھے محبت اور پیار سے۔۔۔ ایک ہاتھ سر پر لے جاتے اپنے بال جکڑ گئی تھی ہوا اتنی تیز تھی دونوں کے کپڑے اڑھ رہے تھے۔۔۔ ہٹو آگے سے روشال سسکتے غصے میں بولی۔۔۔ میں نہیں ہٹ رہا پہلے یہ بولو تم کہاں جا رہی ہو روشال۔ اگر تم نے کبھی مجھ سے محبت کی ہے تمہے اُس محبت کی قسم میرے راستے سے ہٹو۔۔۔ روشال دبی آواز میں چیختے روتے بولی تھی۔۔۔ اس

قسم پر سہیل اُس کے راستے سے ہٹا تھا پر ابھی بھی اُس کو روشال کی پرواہ تھی کسی طرح وہ اُس کو محفوظ کرنا چاہتا تھا۔۔ مجھے نواب کو بتانا ہی ہو گا۔۔ یہ بولتے سہیل بھاگتا حویلی کی طرف بڑھا۔۔ روشال جو سڑک پر تیز تیز قدم لیے چل رہی تھی طوفان کی شدت زوروں پر تھی۔ روشال جو سہمی ہوئی اب اپنے قدم اٹھا رہی تھی وہ اٹھارہ سالہ لڑکی جو زندگی میں پہلی بار اس طرح اکیلی سڑک پر تنہا نکلی تھی۔۔۔

امی امی !!! روشال روتی اب ڈرتی حیدر آباد کی سنسان سڑکوں پر چل رہی تھی۔ اتنی طوفانی رات میں بکھری ہوئی حالت میں بھی وہ ہیزل بلیو آنکھوں والی اپسر الگ رہی تھی۔۔۔ وہ پیپرزا بھی تک اُس کے ہاتھ سے چھٹے نہیں تھے۔۔۔ اُسکا دوپٹہ جو بالکل ہی نیچے لٹکا ہوا تھا۔۔

روشال جو بد حال سی اپنے اندر پلنے والی جانوں کے لیے چلتی جا رہی تھی۔۔ پتہ نہیں ہم کہاں جا رہے ہیں بچوں بس آپکی ماما کو یہی پتہ ہے اُس کو آپ دونوں کے ساتھ رہنا ہے۔۔۔



میں آپ دونوں کو کچھ نہیں ہونے دوں گی یہ بولتے آگے قدم بڑھائے تھے  
دوسری سڑک کی

طرف پر روشال کے قدم ایک دم جمعے تھے اپنی جگہ کچھ اوباش لڑکے جو دوسری  
سڑک کے بیچ کھڑے سگڑٹ پیتے ہنستے ایک دوسرے کے ہاتھوں پر ہاتھ مار رہے  
تھے ابھی ان کی نظر روشال پر نہیں پڑی تھی۔ ایک دم بجلی زور سے چمکی تھی  
شاید بارش ہونے کو تھی۔۔۔

یارب میں کیا کروں۔۔۔ روشال نے اپنے آپ کو دیکھا اُس کا حلیہ بکھرا تھا شیفون کا  
باریک دوپٹہ بامشکل ہی اُس کے وجود کو ڈھاپتا۔۔۔ پیچھے جانا نہیں تھا آگے ان کی  
وجہ سے بڑھ نہیں سکتی تھی۔ کیا کروں !!! اپنے بچوں کے ساتھ جو ان روشال  
کو اپنی عزت کی فکر بھی ہوئی تھی آخر منہ پر ہاتھ رکھتے پھوٹ پھوٹ کر روتے  
بولی کاش نواب عالیان آپ میری زندگی میں آتے ہی نہیں کاش میرے بابا نے  
مجھے آپ کو بیچا ہی نہیں ہوتا کاش میں آپ کی دوسری بیوی نہیں بنتی۔۔۔ اور اگر یہی  
سب ہونا تھا آپ نے اپنی پہلی بیوی کے لیے خود غرض بننا تھا تو کاش میں ماں ہی  
نہیں بنتی۔۔۔

روشال جو ابھی یہ سوچتے رو رہی تھی۔۔ اُن اوباش لڑکوں کی نظر روشال پر پڑی تھی۔۔۔ وہ دیکھو وہ سامنے کوئی خوبصورت لڑکی کھڑی ہے چلو اُس کو پکڑتے ہیں۔۔۔ یہ دیکھتے روشال کی ہیزل بلیو آنکھیں بڑی ہوئی تھیں۔۔۔ وہ اپنے منہ پر ہاتھ رکھتے سرفنی میں ہلاتی ایک دم دوسری طرف رخ موڑتے بھاگنے ہی لگی تھی پیٹ میں برداشت ناہونے والا درد اٹھامی۔۔۔۔۔!!!! روشال پوری شدت سے چلائی تھی اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھتے۔۔۔۔

پکڑو اس لڑکی کو آج یہی ہماری رات کا سامان بنے گی اتنی سنسان سڑک کی خاموشی میں درد میں ڈوبی روشال کو اُن لڑکوں کی آواز سنائی دی تھی۔۔۔ نہ۔۔۔ نہیں۔۔۔ نہ روشال کی آنکھیں خوف سے پوری پھیلی تھی۔۔۔ کچھ نہیں سمجھ رہا تھا کیا کرے اوپر سے پیٹ میں اٹھتا درد۔۔۔ روشال کو آج اپنی قسمت پر شدید رونا آیا تھا کیوں اُسکی قسمت اتنی خراب نکلی۔۔۔ اپنی ماں کی مانگی گئی وہ ساری دعائیں شدت سے یاد آئی تھیں جو وہ زندگی بھر ہر نماز میں اور ہر وقت اپنی بچیوں کے نصیب کے لیے مانگتی آئیں تھی۔۔۔

روشال اپنی امی کی دعاؤں کا سوچتے شدت سے آسان کی طرف دیکھتے رودی تھی  
۔۔ امی امی کیوں چلی گئی آپ کیوں آپ کی بیٹی کو آپ ہی بس سمجھا سکتی تھیں  
وہ لڑکی جو سترہ سال تک اپنے گھر کے کمرے میں بند رہی آج وہ اس طرح  
سڑک پر اپنے بچوں کے لیے نکل آئی۔۔ یہ بولتے روشال کی شدت گریہ سے  
روتے ہچکیاں بندھی تھیں۔۔ اتنے میں روشال کے کانوں میں آواز پڑی۔۔  
ارے وہ رہی وہ لڑکی کچھ فاصلے پر ہے موٹر سائیکل چھوڑ ہم اس کو ایسے ہی پکڑ لیں  
گے۔۔ روشال نے اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھتے ہلکا سا پیچھے مڑ کر دیکھا تھا وہ لڑکے  
واقعی ہی اُس کے کچھ ہی فاصلے پر تھے۔۔۔ نہ۔۔ نہیں۔۔ نہیں۔۔ یہ بولتی حاملہ  
روشال میں جتنی طاقت تھی اتنی طاقت کی زور لگاتے بھاگی تھی۔۔ پیچھے روشال  
کے بھاگتے وہ پانچ چھ لڑکوں میں سے ایک بولا۔۔ ارے اس اتنی سی لڑکی میں  
بڑی ہی کوئی طاقت ہے۔۔ کوئی نہیں ہم بھی اس کو پکڑ کر اس کا آج رات خوب  
مزا اچھے گے۔۔ بھاگو جلدی یہ لڑکی ہمارے ہاتھ سے نکلنی نہیں چاہیے۔۔ وہ  
لڑکے روشال کے پیچھے اُس سے زیادہ رفتار میں بھاگے تھے۔۔ روشال جو روتی

بھاگ رہی تھی اور بار بار پیچھے دیکھ رہی تھی مڑتے وہ لڑکے اُس سے کتنے فاصلے پر  
ہیں۔۔۔ بچوں تمہاری ماما کچھ نہیں ہونے دیں گی اور نہ ہی اپنی عزت پر آنچ  
۔۔ روشال جو مین ہائی وے پر بھاگ رہی تھی۔۔۔ اُس نے اُسی آنے دے گی  
سڑک کے ساتھ اندر جاتی ایک چھوٹی سڑک کا راستہ لیا تھا۔۔۔ پر وہ سڑک بہت  
ہی زیادہ پتھریلی تھی۔۔۔ پر روشال ہمت کرتے وہاں سے بہت تیزی سے اپنے  
وزن کے حساب سے بھاگنے لگی میٹھا میٹھا درد جو اُس کے پیٹ میں ہو رہا تھا۔۔۔  
وہ لڑکے مین سڑک پر پہنچ ادھر ادھر دیکھنے لگے۔۔۔ ارے وہ لڑکی کہاں گئی۔۔۔ وہ  
دیکھ وہ بھاگ رہی ہے کت۔۔۔ ی ایک نے روشال کو گالی دی تھی۔۔۔ چلو اس  
طرف اس کو پکڑ کر اس کی عقل ٹھکانے لگانی ہے یہ بولتے وہ عیاش او باش چھ  
کے چھ لڑکے اُس طرف چھوٹی سڑک پر بھاگے تھے۔۔۔ روشال جو روتی اللہ  
سے فریاد کرتی جا رہی تھی یارب میرے بچوں کی اور میری عزت کی حفاظت فرما  
میرے مالک یہ دنیا بہت ظالم ہے اللہ۔۔۔ یہ بولتی بھاگتے اپنے بھگے آنسو سے  
بھرے عارض پونچھ گئی۔۔۔ روشال جس کے خوبصورت لائٹ براؤن بال کمر پر  
بکھرے تھے دوپٹہ جو بس گلے میں تھا وہ اس اندھیری طوفانی رات میں شبنم کے

پھول کی طرح کوئی خوبصورت حسین ابر نیسا کی طرح پاک اسپر الگ رہی تھی  
۔۔ کوئی بھی اُس کو ایسے دیکھتا اپنا ایمان کھودیتا جیسے وہ چھ لڑکے پاگلوں کی طرح  
روشال کی عزت لوٹنے کے لیے اُس کے پیچھے لگے تھے ایک دم زور کی بجلی کڑکی  
تھی۔۔ روشال جو بھاگ رہی تھی اپنی ہمت سے بامشکل ایسی حالت میں  
خوفناک بجلی کی آواز سننے ایک پتھر سے ٹکراتی زمین بوس ہونے لگی تھی اور اُس  
کے منہ سے لرزتی چیخ نکلی تھی۔۔۔۔ اللہ۔۔ اللہ!!! ایک دم روشال نیچے گرتی  
اُس کا پیٹ بڑے سے پتھر کو لگتا وہ ایک دم اپنے آپکو سنبھالا دے گئی تھی۔۔۔ پر  
پھر بھی ایک پتھر اڑتا اُس کے ماتھے پر زور کا لگا تھا۔۔۔ آوچ امی!! چھوٹی سی  
روشال کو آج اپنی ماں بہت یاد آرہی تھی جس نے سترہ سال تک اُس کو اپنے  
آنچل میں چھپا کر رکھا تھا پر اُس کے دنیا سے جاتے ہی اُس کمن لڑکی نے اس دُنیا  
کی سب سے تلخ حقیقت کا سامنا کیا۔۔ دوسری بیوی بن کر وہ کیسے اپنے شوہر سے  
ملے دھوکے کے اوزار اس دُنیا کی اصل سچائی کو اس کالی اندھیری رات میں سڑک  
کی زینت بنتے مردوں کا حوسی چہرہ دیکھ رہی تھی۔۔۔ آج اُس کو اپنے شوہر سمیت  
ہر مرد حوس پرست اور جسم کا پجاری لگ رہا تھا۔ وہ دیکھو وہ گری ہے کہیں

--نی۔۔ ایک نے روشال کو گا۔ لی سے مخاطب کرتے اپنے دوستوں کو اُس کی طرف بڑھنے کا بولا۔ اُن عیاش لڑکوں کی آواز سنتے روشال نے اپنے ماتھے سے ہاتھ ہٹاتے۔۔ پیچھے رخ کر کے دیکھا وہ لڑکے اُس کے بہت ہی زیادہ قریب آگئے تھے۔۔ نہیں۔۔ نہ۔۔۔ نہیں۔۔۔ اب بجلی کڑکنے کے ساتھ ہلکی ہلکی بوندا باندی بھی شروع ہو گئی تھی۔۔ روشال کا چہرہ اور کپڑے بارش کی پھوار سے ہلکے ہلکے بھینگنے لگے تھے۔۔ نہ۔۔ نہیں مجھے اٹھنا ہو گا اپنے بچوں کے لیے۔۔ آخر روشال ہمت کرتے اٹھی پیٹ میں ہلکا ہلکا درد شروع ہو گیا تھا۔ اُس کی حالت اس وقت ایسے تھی جیسے کسی پودے پر سوکھا پتہ لگا ہوتا ہے آخر روشال بکھری ہوئی حالت میں پھر سے اُٹھ کر بھاگنے لگی وہ پیپر ز بھی اُس نے ابھی تک اپنے ہاتھ میں جکڑے تھے کیوں کہ یہ پیپر ز اُس کے شوہر کی بیوفائی اور جھوٹ کے ثبوت تھے جس کو دیکھتے ساری زندگی اُس کو یاد رہتا نواب عالیان بس اُس کی زندگی میں کلنک سے زیادہ کچھ نہیں تھے اتنی نفرت ہو رہی تھی روشال کو ان پیپر ز سے اس لیے وہ ان کو اپنے ہاتھ میں دبوچے ہوئی تھی۔۔ روشال آخر اٹھی آگے کی طرف بھاگتی۔۔ ایک دم اُس کے آگے تین لڑکے

آئے تھے۔۔ روشال اپنی ہیزل بلیو آنکھیں بڑی بڑی کرتے اُن کو دیکھنے لگی اُس کے چہرے پر اب بہت کچھ کھونے کا ڈر نمایا ہوا تھا۔۔۔ روشال پورا جسم لرزا تھا کپکپاہٹ بڑھی تھی اُس کے سامنے تین تین گندے قسم کے عیاش اوباش لڑکے کھڑے اپنی مونچھوں پر ہاتھ پھیرتے اُس کو اوپر سے نیچے بہت ہی گندی غلیظ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔ روشال اپنے دوپٹہ کو اپنے سینے پر پھیلاتی بجھتی سانسوں کے ساتھ بدحواس کے عالم میں دوسری طرف رخ موڑتے بھاگنے ہی لگی دوسری طرف بھی تین تین لڑکے آکر اُس کو گھیرا ڈال گئے تھے۔۔ روشال کے قدم خوف ڈر سے پیچھے کی طرف بڑھے تھے۔۔ پر اپنے پیچھے وہی تین لڑکے محسوس کرتے اُس کے قدم وہیں جمعے تھے۔۔ اب روشال کو لگا تھا جیسے کوئی راستہ ہی نہیں بچا ہوا اپنی عزت بچانے کا۔۔ وہ بے آواز اپنی قسمت پر آنسو بہاتے ماتم کدہ تھی آج اُس کے باپ کے کیے فیصلے اور نواب عالیان کے جھوٹ فریب نے اُس کو واقعی زندگی میں پہلی بار سڑکوں کی زینت بنا ڈالا تھا جہاں ہر مرد اُس کو نوچنے کے درپے تھا۔۔۔

ایک لڑکا روشال کے سامنے آتا اُس کے سر پر نگاہ ڈالتا بولا۔۔ روشال کو اُس کی نگاہ اپنے وجود پر کانٹوں کی طرح چبھتی محسوس ہوئی تھی۔۔ کہاں جا رہی تھی حسینہ ہم سے بھاگ کر۔۔ دیکھ ہم نے تیرے کو پکڑ ہی لیا ویسے بہت ہی خوب مال ہے۔۔ یہ بولتے روشال کے گول حسین عارض پر ہاتھ رکھنے ہی والا تھا۔۔ روشال اپنے قدم پیچھے لے گئی تھی۔۔ نہیں۔۔ ن۔۔ میرے قریب مت آنا اپنی شہادت کی انگلی اٹھاتے اُس لڑکے کو اپنی معصوم آواز میں وارننگ دے گئی تھی پروہ ان کو اپنی سرخ آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔۔ ایک طرح سے اُس کی اپنے چاروں طرف نگاہ تھی۔۔ کیوں کہ کہتے ہیں نہ عورت کی حس بہت تیز ہوتی ہے۔۔ ارے تو کتنا بھاگے گی اور روکے گی ہم تیرے وجود سے آج کھیلے اس طوفانی بارش والی رات میں تجھے تارتار کر دیں گے یہ بولتا وہ گندا غلیظ لڑکا قہقہہ دوستوں نے بھی اُس کا ساتھ دیا تھا۔۔ روشا لگا گیا تھا اُس کے قہقہے میں اُس کے ل جواب ڈرتے سہمتے سمٹی تھی۔۔ دل ہی دل میں وہ اپنے آپ سے مخاطب ہوئی تھی۔۔ مجھے ایسے حویلی سے نہیں نکلنا چاہیے تھا یا رب لیکن کیا کرتی میرے پاس کوئی راستہ ہی نہیں بچا تھا وہاں میرا شوہر اپنی پہلی بیگم سے میرے بچوں کا سودا کر



رہا تھا اور یہاں اس سنسان سڑک میں میری عزت آبرو کی نیلامی ہو رہی ہے  
--- یہ بولتے اپنے رب سے دل ہی دل میں اپنے بچوں کی حفاظت کی التجا کر گئی  
تھی۔۔ دیکھ۔۔۔ و۔۔۔ بھا۔۔۔ ٹی۔۔ مجھے جانے دور و شمال اپنے آپکو اور زیادہ  
سمیٹی بہت ہی زیادہ التجا لیے اُن سے بولی۔۔ ارے نیلی آنکھوں والی اپسرا آج تو  
ہم تجھے کسی صورت نہیں چھوڑیں گے تو ہی تو اس رومانٹک رات میں ہماری  
عمیاشی کا سامان بنے گی۔۔ یہ بولتے بہت ہی حوس پرست نگاہ رو شمال کے اوپری  
حصے پر گاڑھی تھی۔۔ رو شمال کو اپنے آپ سے گھن محسوس ہوئی تھی اُس  
گندے آدمی کی نظروں پر رو شمال کا دل کیا تھا زمین پھٹ جائے اور وہ اس میں سما  
جائے

مجھ۔۔۔۔۔ ایسے مت دیکھو مج۔۔۔۔۔ جانے دو یہ بولتی رو شمال دبی آواز میں  
چیخی تھی اب بارش کی شدت بھی ہلکی ہلکی تیز ہونے لگی تھی فروری کا مہینہ چل  
رہا تھا حیدرآباد میں ہلکی پھلکی ٹھنڈ تھی۔۔ رو شمال جو لال رنگ کے کام دار  
سوٹ میں اوپر ہلکا دوپٹہ لیے تھی۔۔ اتنی سردی میں بھی اُس کو اپنے سے زیادہ  
اپنے اندر پلنے والی جانوں کی فکر تھی۔۔۔۔۔ تجھے ہم کہیں نہیں جانے دیں گے دل

رو بہ تو آج رات کا ہمارا کھانا ہے۔۔ ویسے یار ہے تو بہت حسین کیوں نہ اس کو اٹھا کر ہی لے جائیں دوسرا لڑکا کمینگی سے بولتا اُسکے آگے آیا تھا۔۔ یہ ہر رات ہمارے اندر کی پیاس بجھائے گی کیوں یاروں اس بات پر سب روشال کو دیکھتے زوردار ہنستے تھے۔۔ دور رہنا مجھ سے ورنہ۔۔ روشال میں پتہ نہیں کہاں سے ہمت آئی تھی وہ اپنے اندر کے سارے ڈر خوف کو ایک طرف رکھتے اپنی آواز سے زیادہ گرج دار آواز میں بولی تھی ورنہ کیا اے۔۔۔ وہ لڑکا روشال کا دوپٹہ پکڑتے بولا تھا اپنے دوپٹہ پر اُس گندے لڑکے کا ہاتھ دیکھتے روشال کی آنکھوں سے بارش کی طرح آنسو گرے تھے۔۔ آخر اُس آدمی کی گرفت سے اپنا دوپٹہ چھرانے کی کوشش میں روشال بولی۔۔۔ چھوڑو میرا دوپٹہ گندے آدمی۔۔۔ آنکھوں میں شدید غصہ اور بے بسی کے تاثرات تھے۔۔ اُس کو آج احساس ہو رہا تھا اُسکا شاید کوئی تھا ہی نہیں اب اُس کا رب ہی اُسکی عزت کی حفاظت کر سکتا تھا۔۔ وہ لڑکا اب آگے ہوتے غصے سے روشال کا دوپٹہ کھینچ گیا تھا۔۔ ایک دم جب اُس نے روشال کا دوپٹہ کھینچا۔ روشال سکتے روتے اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے سینے کو ڈھانپ گئی تھی۔۔۔ ن۔۔۔ نہیں۔۔۔ ن میرے قریب مت آنا

--دونوں طرف سے وہ لڑکے روشال کی طرف بڑھ رہے تھے ایک دم روشال  
آنکھیں بند کرتی اپنے رب کے حضور التجا کرتے بولی۔۔ اللہ آج میری عزت  
میں جس کو تو نے میرا محافظ بنایا ہے اُس کو میرے بچے تیرے حوالے اس دُنیا  
میرے لیے بھیج دیں۔۔ اتنا درد تھا روشال کی آواز میں بجلی کڑکتی دور جا گری  
تھی

-----

دوسری طرف نواب عالیان جوا بھی بھی رہا باب کے ساتھ اسٹڈی میں تھے  
۔۔ باب جوائے سینے سے لگی تھی نواب عالیان اُس کو سمجھا رہے تھے۔۔ ایک  
دم اُنکا دل بند سا ہوا تھا سانسیں تیز ہوئی تھیں ایسا لگا جیسے کچھ ہوا ہے۔۔ ابھی وہ  
اپنی ہی سوچوں میں گم تھے اور باب اُن کے سینے پر اپنے لب رکھ رہی تھی۔۔  
ایک دم نواب عالیان باب کو جھٹکے سے پیچھے کر گئے۔۔ باب بہت ہی بری  
طرح پیچھے کو لڑکھرائی تھی آج نواب عالیان الگ ہی انداز میں باب کو جھٹک  
گئے تھے۔۔۔ ایک دم اپنے دل کو مسلنے لگے ایسا لگا جیسے اُنکی بہت ہی قیمتی جان  
کسی مشکل میں ہے۔۔ ابھی سوچ ہی رہے تھے خود بخود دل سے ایک ہی نام نکلا

روشال۔۔۔۔!! یہ بولتے نواب عالیان کی آنکھیں بڑی ہوئی تھیں اُن کو کچھ

بہت غلط ہونے کا جیسے شدت سے احساس ہوا تھا۔۔۔ اب وہ تیزی سے

دروازے کی طرف بڑھنے ہی لگے تھی رباب اُنکا ہاتھ پکڑ گئی

کہاں جارہے ہو عالیان؟! رباب نواب عالیان کا ہاتھ پکڑتے اُن کو روک گئی  
تھی۔۔ نواب عالیان نے اپنے ہاتھ کی طرف دیکھا جس کو رباب نے بہت سختی  
سے پکڑ رکھا تھا۔۔ کیوں روکا رباب سنجیدہ لہجے میں پوچھ گئے تھے آج رباب کا  
اُن کو ایسے روکنا بالکل بھی پسند نہیں آیا تھا۔ ایک دم رباب یہ بولتے بڑھتے  
نواب عالیان کے سینے سے لگنے ہی لگی تھی۔۔

I need ur time aliyan i need u!!

رباب نواب عالیان کو بے باکی سے دیکھتے زو معنی اشارہ کرتے اُن کے سینے سے  
لگتی ایک دم نواب عالیان اُس کو جھٹک گئے تھے۔۔ رباب کے تن بدن میں آگ  
لگی تھی عالیان کے اس طرح جھٹکتے سے۔۔ عالیان یہ کیا طریقہ ہے۔۔ پلز  
رباب!! یہ بولتے اپنی آئی برو کو مسل گئے تھے۔۔ کیا عالیان ہاں کیا تمہارے  
ساتھ رات گزارنا چاہتی ہوں اب کیا تم مجھے جھٹکو گے۔۔

نامیں نے تمھے جھٹکا ہے نامیں تمھے جھٹک سکتا ہوں۔۔ یہ وقت چھوٹی بیگم کا ہے  
اور میں اُن کے ساتھ مزید نا انصافی نہیں کر سکتا۔۔۔ تنے نقوش کے ساتھ  
سپاٹ سنجیدہ لہجے میں رباب کو بولتے اسٹڈی روم سے نکلتے چلے گئے تھے۔۔ وہیں  
رباب سلگ اٹھی تھی وہ زور سے اپنا پاؤں ٹیبل پر مار گئی تھی پراگلے ہی لمحے درد  
!!! کی شدت سے چیخی تھی۔۔ اوچ

That blo...- \*dy roshal i hate u !! And u  
aliyan !! U are such a useless Man-----!!!!  
ابھی اور گالیاں دیتی جلتے ہوئے۔۔۔ رباب نے بہت ہی غصے میں اپنے بال پیچھے  
کیے تھے اس وقت رباب بہت ہی ماڈرن شلوار قمیض میں تھی۔۔ رباب کچھ اور  
توڑ پھوڑ کرتی کمرے میں سامنے صوفہ پر رکھا رباب کا فون پورے شور سے بجا تھا  
کون اس وقت مجھے کال کر رہا ہے رباب اپنے چہرے کے زاویے بدلتے فون اٹھا  
گئی تھی پر جس کا نمبر سکریں پر چمک رہا تھا وہ دیکھتے رباب کے چہرے کی  
مسکراہٹ گہری ہوئی تھی وہ ہلکا سا شرماتے اپنے بال سامنے لگے شیشے میں دیکھتے  
ایک ادا سے اپنے کان کے پیچھے اس گئی تھی اب رباب نے فون اٹھاتے کان سے

لگایا تھا۔۔۔ ہیلو ہاں فیصل بولیں !!! یہ بولتے شیشے کے قریب ہوتے اپنے آپ  
دیکھتے اوپر سے نیچے رباب اپنا نچلا ہونٹ کاٹ گئی تھی۔۔۔ پر آگے سے فیصل گیلانی  
نے جو بولا اُس پر رباب بولی۔ وہ ذرا حویلی میں فنکشن ابھی ختم ہوا ہے بس میں  
لباس میں ہی آؤں گی تمہاری بات نکلتی ہوں فیصل ہاں ہاں تمہارے پسندیدہ  
میں کبھی ٹال سکتی ہوں کیا۔۔۔ آئی !!! یہ بولتے فون رکھتے شیشے پر اپنے عکس پر  
ہاتھ پھیرتے بولی۔۔۔ میں رباب ہوں رباب نارباب کو خوبصورتی کی کوئی کمی  
ہے نا ہی اُس کو امیر ترین آدمیوں کی اپنی ایک ادا ہی دیکھا دوں آدمی میرے اندر  
گھلنے کے لیے چل اٹھتے ہیں۔۔۔ پر یہ خوبصورت بدن کا نظارہ رباب کسی کسی کو  
ہی دیتی ہے۔۔۔ جاؤ تم عالیان اپنی اُس گنوار بیوی کے پاس میں تو چلی کلب  
اپنے گیلانی کے پاس۔۔۔ یہ بولتی اسٹڈی روم سے نکلتی اپنے کمرے کی طرف بڑھ  
گئی تھی تیار ہونے کے لیے۔۔۔

دوسری طرف نواب عالیان اپنی جانبدار پر سنلٹی کے ساتھ اپنی چھوٹی بیگم کے  
لیے ڈھیروں فکر لیے اپنے کمرے کی طرف جا رہے تھے یہ سوچتے۔۔۔ ضرور

چھوٹی بیگم ناراض ہو گئی ہوں گی میں بھی کتنی لا پرواہی کر گیا تھا ٹائم ہی نہیں دیکھا  
ایک بج رہا ہے یہ بولتے نواب عالیان اپنا سر جھٹک گئے تھے اُنہیں اب خود پر غصہ  
آ رہا تھا۔۔۔ نواب عالیان کمرے کے پاس پہنچتے دروازہ کھولتے روشال کا نام  
لبوں پر لیتے اندر داخل ہوتے نظر بے اختیار اپنی عشقِ جان کی طرف اٹھی تھی  
جہاں وہ روزان کو بیٹھی ملتی تھی بیڈ پر۔۔۔ جیسے نظر گئی وہاں روشال کو ناپاتے  
نواب عالیان کے خوبرونقوش تنے تھے روشال کی پرواہ اور فکر میں۔۔۔ اب  
نواب عالیان روشال کا نام لیتے کمرے میں دیکھ رہے تھے پھر اُنہوں نے  
ڈریسنگ روم دیکھا واش روم اور بالکونی میں دیکھا پر وہ کہیں بھی نہیں تھی۔۔۔ آخر  
نواب عالیان کمرے کے بچوں بیچ کھڑے ہوتے اپنی پیشانی مل گئے تھے۔۔  
کہاں گئیں چھوٹی بیگم کہیں چھت پر تو نہیں ایک تو اُن کو بارش میں بھی نہانے کا  
بہت شوق ہے۔۔۔ یہ بولتے نواب عالیان اپنی چادر کو زور سے کندھے پر ڈالتے  
بے پناہ روشال کی فکر لیے سیڑھیوں کی طرف بڑھے۔۔۔۔۔ جیسے ہی چھت پر  
آئے بہت ہی کالے طوفان کا سامنا ہوا تھا۔ اب نواب عالیان اپنی آنکھوں کو  
بہت زیادہ پھیلاتے پوری چھت پر نظر مار رہے تھے اور روشال کا نام لے رہے

تھے۔ نواب عالیان بھی بارش میں بھگتے جا رہے تھے۔۔ چھوٹی بیگم۔۔ روشال  
کہاں ہیں آپ۔۔ ایک دم رکتے تیز تیز سانسیں لیتے بولے اگر یہاں نہیں ہیں  
چھوٹی بیگم تو کہاں گئی۔۔ کہیں نہ کہیں نواب عالیان کا پورا وجود عجیب سے ڈر  
میں جکڑ رہا تھا۔۔ چھوٹی بیگم کے نہ دکھنے پر وہ اندر ہی اندر پاگل ہو رہے تھے شاید  
دادی جان کے پاس نہ ہوں۔۔ یہ سوچتے تیزی سے چھت سے نکلتے نیچے کی  
۔۔۔ نواب عالیان جیسے ہی دادی جان کے کمرے کا دروازہ طرف بڑھے تھے  
کھولتے آواز نکالنے ہی لگے تھی روشال کا نام لیتے۔۔ پر دادی جان کو سامنے بیڈ پر  
سوتا پایا۔۔ پورا کمرہ اُنکا اندھیرے میں تھا ایک ہلکی سی ڈم لائٹ آن تھی۔ نواب  
عالیان اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے بولے اس کا مطلب روشال یہاں بھی نہیں  
ہے پھر کہاں ہے۔۔ اب نواب عالیان کا دل سچ میں اندر سے ڈرا تھا پر اگلے ہی پر  
وہ اپنے دل کو ڈرنے سے روکنے کے لیے بول گئے۔۔ میری روشال بہت چھوٹی  
اور معصوم ہے وہ کبھی کمرے سے باہر اکیلے نہیں نکلتی تو وہ حویلی سے باہر جائے  
گی یہ سوچتے مدھم مدھم ساہنتے اپنے آپ کو سکون اور اطمینان میں کرنے کے لئے۔۔۔  
اب نواب عالیان ایسا سوچتے پوری حویلی میں روشال کو دیکھنے لگے پر وہ کہیں بھی



نہیں تھی اب صحیح معنوں میں نواب عالیان کے دل بے قابو ہوتے ڈر کی انتہا پر  
مین ہال میں کھڑے اپنی چھوٹی بیگم کا پہنچا تھا۔۔۔ نواب عالیان جو بیچ حویلی کے  
سوچ رہے تھے وہ اس وقت حویلی میں کہاں ہو سکتی تھی۔۔۔ کہاں ہیں آپ  
چھوٹی بیگم اپنے نواب سے کوئی چھپن چھپائی نا کھیلیں یہ بولتے ڈرتے دل کے  
ساتھ نواب عالیان کی آنکھوں کے کونے میں نمی آئی تھی جو دماغ بول رہا تھا  
نواب عالیان کا دل وہ یقین کرنے سے منع کر رہا تھا۔ ایک منٹ میں نے کچن  
میں تو دیکھا ہی نہیں۔۔۔ میری چھوٹی بیگم بعض دفعہ میرے اتنا منع کرنے کے با  
وجود بھی کچن میں میرے لیے کچھ پکانے چلی جاتی ہیں۔۔۔ یہ سوچتے ہونٹوں پر  
ہنسی لیے کچن کی طرف بڑھتے ایک دم بے اختیاری میں بولے چھوٹی بیگم !!!  
ابھی وہ سامنے آنکھیں کھول کر دیکھتے اُس سے پہلے شمسہ جو کچھ ڈشز واش کر رہی  
تھی بولی۔۔۔ جی نواب صاحب شمسہ کی آواز سنتے نواب عالیان نے اُس کو دیکھتے  
پورے کچن میں دیکھا چھوٹی بیگم کہیں بھی نہیں تھیں۔

آخر بولے بند ہوتے دل کے ساتھ۔۔۔ اگر چھوٹی بیگم پوری حویلی میں نہیں ہیں  
تو آخر ہیں کہاں۔۔۔ نواب صاحب آپ یہاں کچھ چاہئے۔۔۔ نواب عالیان جو

بے سود کھڑے تھے شمسہ کی آواز سے ہوش کی دنیا میں آئے۔۔ ہاں!! کچھ  
چاہیے آپ کو نواب صاحب!! نہیں وہ۔۔ تم نے اپنی چھوٹی بیگم کو دیکھا۔۔  
اپنے کمرے میں ہوں گی نواب صاحب۔۔ شمسہ نظر جھکاتے بولی۔۔ ہممم!!!  
ایک دم نواب عالیان کو یاد آیا انہوں نے شمسہ کو روشال کے پاس بھیجا تھا بارہ  
بجے کے آس پاس۔۔ اچھا شمسہ میں نے تمھے روشال کے پاس بھیجا تھا تم کب اُس  
کے پاس سے آئی۔۔ میں نواب صاحب۔۔! مجھے تو چھوٹی بی بی اوپر والے  
برآمدے میں ملی تھیں میں نے اُن سے بولا آپ نے مجھے اُن کے پاس بھیجا ہے پر  
وہ آپکا پوچھتے اسٹڈی روم کی طرف بڑھ گئیں۔۔

کیا۔۔ نواب عالیان کا حیرت اور پریشانی سے منہ کھلا تھا۔۔ اگر وہ اسٹڈی روم کی  
طرف آئی تھی تو میرے پاس کیوں نہیں آئی پر گئی کہاں۔۔ یہ سوچتے ہیں نواب  
عالیان کا پورا وجود زلزلے کی زد میں آیا تھا۔۔ وہ یہ سوچنا بھی نہیں چاہ رہے تھے  
وہ اس وقت حویلی میں نہیں ہے۔۔ نواب عالیان ابھی بھی اپنے دل کو دلا سے  
دے رہے تھے وہ اسی حویلی میں ہے اُنکی نظریں ہی اپنی چھوٹی بیگم کو شاید نہیں  
ڈھونڈ پار ہیں۔۔ اب ایک آنسو گرا تھا آنکھوں سے جس کو نواب عالیان اپنی انگلی

کے پورے صاف کرتے باہر لان کی طرف بڑھے اب اُن کا ارادہ سی سی ٹی وی روم میں جا کر حویلی کے کیمرے آن کرنے کا تھا۔ ابھی وہ بڑھتے اُس کمرے کی طرف ایک دم سکینہ بھاگتی آئی۔۔۔ نواب صاحب!!! نواب عالیان جو اُس کمرے کی طرف بڑھ ہی رہے تھے سکینہ کی آواز پر رکتے رخ موڑتے ایک نظر ڈالتے دوسری نظر سامنے دیوار پر مرکوز کر گئے۔۔۔ بولو کیا ہوا۔۔۔ نواب صاحب راشد گارڈ نے بولا ہے آپکو باہر سہیل ڈرائیور بلارہا ہے اُس کو آپ سے بہت ہی کوئی ضروری بات بولنی ہے۔۔۔ دیکھو میرے پاس ابھی وقت نہیں یہ بولتے پھر سے اُس کمرے کی طرف بڑھنے لگے کیونکہ اس وقت نواب عالیان کو اپنے آپ اور اپنی سلطنت سے زیادہ اپنی چھوٹی بیگم کی فکر ستائے جا رہی تھی ابھی وہ کسی کو نہیں بتا سکتے تھے کہ اُن کو انکی چھوٹی بیگم کہیں نہیں مل رہی حویلی میں۔۔۔ اُن کو اتنا تو یقین تھا اُن کی اٹھارہ سال کی چھوٹی کمسن بیوی کبھی کہیں باہر نہیں نکل سکتی

ابھی اندر جاتے ایک دم سکینہ بولی۔۔۔ وہ روشال بی بی کے بارے میں کچھ بولنا۔۔۔ اور بولتی سکینہ نواب عالیان ملازمہ کے منہ سے اپنی چھوٹی بیگم کا نام سنتے اپنی

مٹھیاں بھینچے بہت ہی سرد لہجے میں بولے۔۔ تم جاؤ میں دیکھتا ہوں اُن کو اچھا نہیں لگا تھا اس حویلی کے ملازموں سے اپنی بیوی کا نام سننا پر اپنی چھوٹی بیگم کی فکر تھی وہ ڈرتے دل کے ساتھ باہر کی طرف بڑھے۔۔ سامنے ہی کارپوچ میں سہیل تنویر کھڑا تھا۔۔ جیسے ہی نواب عالیان آئے سہیل اُن کی طرف تیزی سے بڑھا اور ایک دم بولا پریشانی لیے۔۔

نواب صاحب میری روشال کو بچالیں۔۔!! اپنے ملازم کے منہ سے اپنی بیگم کا نام سنتے وہ بھی۔۔ میری روشال!! نواب عالیان کے پورے وجود میں غصے کے دوڑے اٹھے تھے وہ ایک ہی جست میں سہیل کو اُس کے گریبان سے پکڑتے تیش کے عالم میں زمین سے اوپر اٹھا گئے تھے۔۔ اور سہیل کا منہ قریب کرتے دھاڑاٹھے۔۔ تیری اتنی ہمت کیسے تو نے اپنی اس معمولی سی زبان سے میری بیوی میری چھوٹی بیگم کا نام لیا کیسے۔۔۔۔ اُس کو نیچے کرتے اپنے ایک ہاتھ سے گلا دبا گئے تھے۔۔ سہیل کا میری روشال بولنا۔ نواب عالیان کی مردانا نا کو چوٹ لگا گیا تھا وہ اندر تک طش و عالم میں پاگل ہو رہے تھے۔۔ سہیل جو اپنا گلا نواب عالیان کی گرفت سے چھڑوانے کی پوری کوشش کر رہا تھا اُس کو لگ رہا تھا

اگر نواب نے اُس کا گلا ایسے ہی دبوج رکھا تو شاید اگلے دو منٹوں میں وہ اس دنیا  
 چوڑے خوبرونواب عالیان کے آگے میں ہی نہیں ہوگا۔ کیوں کہ سہیل لمبے  
 اتنا سالگ رہا تھا چونٹی کے برابر نواب عالیان مرداناوجاہت کامنہ بولتا ثبوت  
 تھے۔۔۔ نواب عالیان جن کی آنکھیں خون چھلکا رہی تھیں آج پہلی دفعہ اُن کے  
 روم روم کو اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ اپنی چھوٹی بیگم کے لیے حد انتہا تک جنونی اور  
 پاگل ہوتے جا رہے ہیں اور زیادہ اُس کا گلا ڈبو چتے بے رحمی سے سہیل کے پیٹ  
 پر زوردار مکا جرتے اُس کو زمین میں پھینک گئے تھے۔۔۔ سہیل کی چیخ نکلی تھی  
 ۔۔۔ پھر بھی وہ ہکلاتے ہوئے بولا نواب۔۔۔ ب۔۔۔ صا۔۔۔ حب۔۔۔ وہ روشال  
 اب نواب عالیان پھر سے اُس کے منہ سے روشال کا نام سنتے سیدھا اُس کے منہ  
 پر زوردار مکا جڑا تھا۔ سہیل کی دردناک چیخ نکلی تھی۔۔۔ آخر وہ ہمت کرتا چلا یا  
 اس سے پہلے نواب عالیان اُس کو اور پٹختے اور اُس کی روشال کو واقعی کچھ ہو  
 جاتا۔۔۔ نواب صاحب آپکی بیوی میری روشال اس حویلی سے باہر چلی گئی  
 ہے۔۔۔

یہ سنتے نواب عالیان کا سہیل پر اٹھتا ہاتھ ہوا میں مہلک ہوا تھا۔۔ جہاں اُن کی آنکھیں انگار بر سار ہی تھیں ایک ڈرائیور کا اُن کی بیوی کو بار بار میری روشاں بول کر وہیں اُس کے منہ سے روشاں حویلی سے باہر نکل گئی ہے یہ سنتے اُنکا وجود پہلی بار پوری شدت سے لرزا اٹھتا تھا۔ نواب عالیان جو کچھ سیکنڈز کے لیے سکتے میں گئے تھے۔۔ وہیں سہیل اپنے ٹوٹے منہ پر ہاتھ رکھتا با مشکل زمین سے اٹھتا بولا۔۔ نواب صاحب آپکی بیوی کو اس حویلی سے نکلے آدھے گھنٹے سے اوپر کا وقت ہو گیا ہے میں نے اُس کو بہت روکا پر وہ نہیں رُکی۔۔۔ اور بولتا نواب عالیان پھر سے اُس کا گلا اپنے مضبوط ہاتھوں کی گرفت میں لے گئے تھے۔۔ سن تو نے جو مجھے بتایا مجھے پتہ لگ گیا۔۔ میری بیوی مجھ سے دور کبھی نہیں جاسکتی جہاں بھی گئی ہو اُس کا نواب اُس کو لے آئے گا جہاں آنکھوں میں غصے کی رمل کے ساتھ لال سرخی چھا ہی تھی وہیں آنکھیں شدت غم سے لبریز تھیں اُن کی روشاں حویلی سے نکل گئی تھی یہ بات اُن کو ہضم نہیں ہو رہی تھی سن کان کھول کر اگر تو نے اب ایک دفعہ بھی میری بیوی کا نام لیا یا اُس کو میری کہہ کر بلایا قسم کھاتا ہوں اُس خدا کی تجھے بھوکے کتوں کے آگے نہ ڈالا تیری چٹری ناؤ ڈھیری

میرا نام بھی نواب عالیان نہیں یہ بولتے پھر سے سہیل کو پھینکتے تیش کے عالم میں اپنی گاڑی کی طرف بڑھے اُن کو کسی حال میں بھی باہر نکل کر اپنی بیوی کو ڈھونڈھنا ہی تھا جو شاید اُن سے ناراض ہو کر بچپنے میں نکل گئی تھی کیوں کہ وہ آج پھر اُس کے پاس صحیح ٹائم اُس کے کمرے میں نہیں پہنچے۔۔۔ فلحال ابھی نواب عالیان کو اپنی یہی غلطی نظر آرہی تھی۔۔۔ ابھی بڑھتے ایک دم سہیل سلگتا بولا۔۔ وہ میری ہی روشال ہے آپ جیسا بے قدر آدمی میری معصوم بھولی روشال کو ڈیسرو کرتا ہی نہیں۔۔ وہ میری ہی روشال ہے وہ میری ہی بنتی اگر چھینانا ہوتا۔۔ کیوں کہ وہ بچپن سے میری منگ تھی آپ نے اُس کو مجھ سے۔۔ ابھی اور بولتا اور اپنی محبت کے قصیدۂ پڑھتا نواب عالیان اپنی مٹھیاں بھینچے رخ موڑتے اپنی خونخوار نگاہیں سہیل پر تان گئے تھے۔۔۔ اے۔۔ تو نواب عالیان آج پہلی بار زندگی میں کسی سے اتنی بتمیزی میں مخاطب ہوتے طش والم سے گر جے تھے۔۔ اور اپنی قمیض کی سائڈ پاکٹ سے اپنی پستول نکالتے تیزی سے بڑھتے سہیل پر تان گئے تھے۔۔ ایک پل کے لیے سہیل کی ہوا نکلی تھی کیا بکوس کی تو نے۔۔ حرا۔۔۔۔۔ م\*\*\*\* نواب عالیان سہیل کو گا۔ لی سے

مخاطب کرتے اپنی پستول کو کھینچ گئے تھے برداشت نہیں ہو رہا تھا یہ اُن کی  
چھوٹی بیگم کو اپنی منگ بول رہا تھا اب نواب عالیان کو وہ ڈیرہ کی رات یاد آئی تھی  
جب روشال بولی تھی روتے۔۔۔ "میں سہیل کے پاس چلی جاؤں گی" یہ یاد  
کرتے نواب عالیان نے کرب سے اپنی آنکھیں مینچی تھی اُن کے عشق کا بھی  
زبان سے نام لے یہ کہاں گوارہ تھا۔۔۔ جو۔۔۔ بولا سچ بولا۔۔۔ اب کوئی اپنی  
کپکپاتے سہیل بولا۔۔۔ نواب عالیان کی سرخ آنکھوں سے اُس کو وحشت  
محسوس ہو رہی تھی وہ نواب جس کو اُس نے ہمیشہ رحم دل ہوتے دیکھا تھا اپنے  
ملازموں اور غریبوں سے آج وہ اُس پر بدوق تانے شیر کی طرح دھاڑ رہا تھا۔  
اب تو نے اپنی اس زبان سے میری پاکیزہ بیوی کا نام بھی لیا نا سچ بولتا ہوں تیری  
بوٹی بوٹی کرتے چیل کوے کو کھلاؤ گا۔۔۔ تیری جان بخش رہا ہوں۔ کیوں کہ  
تو نے مجھے میری بیوی کا بتایا۔۔۔ لیکن یہ نہ سمجھی تجھ جیسے کو میں اپنی بیوی کے پاس  
بھی بھٹکنے دوں گا۔۔۔ وہ کوئی عام عورت نہیں ہے اب وہ اس سلطنت کی مہارانی  
میری بیگم روشال عالیان علی خان ہے یہ بولتے سہیل کو زور سے دھکا دیتے  
دھاڑے۔۔۔ زاہد۔۔۔ جی جی نواب صاحب۔۔۔ اس آدمی کو حویلی سے باہر



--جی جی پھینک دو یہ آج کے بعد مجھے حویلی کے آس پاس بھی نظر نہ آئے  
صاحب۔۔ سہیل جو نواب عالیان کو دیکھتا زاہد کے ساتھ کھینچا جا رہا تھا پر دل ہی  
دل میں بول رہا تھا۔۔ اب تو میں کبھی بھی اُس کی زندگی سے نہیں جاؤں گا جان  
گیا وہ آپکے ساتھ خوش نہیں اب میں اُس کو دوبارہ حاصل کر کے رہوں گا۔۔  
گارڈز نے سہیل کو باہر پھینک دیا تھا۔۔ نواب عالیان اب لال آنکھوں کی سرخی  
لیے اپنی گاڑی کی طرف بڑھے تھے برداشت نہیں ہو رہا تھا اُن کی چھوٹی بیگم کا  
کوئی چاہنے والا بھی تھا۔۔ روشال کی زندگی میں اُن کے آنے سے پہلے کوئی اُس  
کسمن حسینہ کی زندگی کا حصہ بھی تھا۔۔ ایک دم چلتے چلتے رکے اور اپنی سوچ کو  
جھٹلا گئے۔۔ وہ بس میری ہے عالیان کی ہے وہ بس میری۔۔ ساری دنیا کو ختم  
کر دوں گا اگر کسی نے میری چھوٹی بیگم سے مجھے دور کرنا چاہا۔۔ یہ بولتے گاڑی  
کا دروازہ دھاڑنے کھولتے گاڑی سٹارٹ کرتے زن سے بھگا کر لے گئے  
تھے۔۔ نواب عالیان جو گہری رات میں حیدر آباد کی سڑکوں پر اندھا دھن  
ڈرائیو کر رہے تھے۔ وہ اپنے گھنے بالوں میں اُنکلیاں پھیرتے بے پناہ چھوٹی بیگم  
کی پرواہ لیے گاڑی چلا رہے تھے ساتھ دل دہک کر انگار ہوا تھا سہیل کی باتوں

میں بہہ رہا تھا وہ کبھی اپنی بیسِ ڈپر ہاتھ پر۔۔ ایک آگ کا دریا آج اُن کے سینے  
پھیرتے کبھی بالوں میں تو کبھی اپنی پیشانی پر اپنی بیگم اپنے بچوں کی ماں اپنے دل  
کی سلطنت کی مالکن اور اپنی عشقِ جان کی فکر اُن کی جان لے رہی تھی۔۔

نواب عالیان نے گاڑی چلاتے دیوانوں کی طرح سڑک پر دیکھتے اپنا دل زور سے  
اپنی مٹھی میں دبوچتے زور سے جکڑا تھا۔۔ کیسے کر سکتی ہیں چھوٹی بیگم کیسے اتنی  
سی ناراضگی پر آپ حویلی سے باہر نکل گئی کیسے اپنے نواب جی کا بھی نہیں سوچا  
ایک بار۔۔۔ کیوں تمھے میری محبت میری دیوانگی نظر نہیں آتی چھوٹی بیگم کیوں  
۔۔۔ بس یہ یاد رہتا ہے میں تمہارے ساتھ کبھی کبھی نا انصافی کر جاتا ہوں

کیوں۔۔۔۔

کیوں چھوٹی بیگم آپ کو رات رات بھر میری شدتوں میں میرا جنون نظر نہیں آیا  
۔۔۔ میری محبت میری پرواہ آپ کو کیوں کبھی نظر نہیں آتی۔۔ ایک بار حویلی سے  
نکلنے سے پہلے یہ سوچ لیتی اب آپ کا عالیان آپ کے لیے جنونی ہوتا جا رہا ہے اب  
نواب عالیان اسٹیرنگ پر ہاتھ مضبوط کرتے گہرے گہرے سانس لیتے ڈرائیو  
نگ کر رہے تھے۔۔۔ نواب عالیان کو جب باہر سڑکیں خالی نظر آرہی تھیں تو

وہ ہر سیکنڈ بعد یکے بعد دیگرے اسٹیمرنگ پر اپنا ہاتھ مارتے چیخ اٹھتے۔۔۔ روشال  
کہاں ہیں آپ کہاں ہیں یارب میری چھوٹی بیگم کی حفاظت فرمانا وہ میری  
امانت ہے۔۔۔ میری بس عالیان علی خان کی۔۔۔ وہ پھر سے چیختے اب رو دیے  
تھے تینتیس سال کا نواب عالیان اپنی چھوٹی بیگم کی اتنی دوری پر آج پہلی بار  
تڑپ کر اپنی گاڑی میں آنسو بہا گیا تھا۔۔۔ آج شدت سے احساس ہوا تھا اگر روشا  
ل ناملی تو وہ بھی اپنی سانسوں سے  
جائیں گے۔۔۔ اب وہ ہر لمحہ اپنی چھوٹی بیگم کے لیے دعا گو تھے۔۔۔

-----

دوسری طرف روشال جو ان عیاش لڑکوں کے بیچ گھری ہوئی تھی سنسان چھوٹی  
سی سڑک ہائی وے کے قریب جس کے دونوں طرف گھنے جنگل تھے پوری  
سڑک بارش اور طوفان کی وجہ سے خالی تھی ایسا لگ رہا تھا حیدر آباد کی سڑکوں پر  
کوئی انسان چرند پرند ناہو۔۔۔

وہ لڑکے بھیگی ایرہ کو دیکھتے قہقہے لگا رہے تھے سب کی نظر روشال پر جمی تھی۔۔۔  
روشال جو ان لڑکوں کے بیچ و بیچ کھڑی تھی وہ کمسن اٹھارہ سال کی نیلی آنکھوں

والی معصوم لڑکی جس کو کسی مرد نے ایسے نہیں دیکھا تھا آج وہ کتنے نامحرم مردوں کی حوس کا نشانہ بنی ہوئی تھی۔۔۔ وہ اپنا سینا دونوں ہاتھوں سے ڈھانپتے اپنی نظریں نیچی کر رہی شرم خفت سے لرز رہی تھی۔۔۔ دل ہی دل میں اپنے رب کو پکار رہی تھی اب وہی تھا جو اس پاکیزہ لڑکی کی عزت کو تار تار ہونے سے بچا سکتا تھا جو دونوں جہاں کا والی تھا۔۔۔

ایک لڑکے نے آگے ہوتے اپنا ہاتھ روشال کی طرف بڑھایا تھا روشال پیچھے کو کھسکی تھی۔۔۔ نہ۔۔۔ نہیں۔۔۔ نہ۔۔۔ کیوں نہیں ہاں آج تجھے ہم سے کوئی نہیں بچا سکتا بے بی گرل۔۔۔ روشال جس کو آنکھیں اب خوف سے لرز رہی تھیں منہ سے اب الفاظ بھی نہیں نکل رہے تھے۔۔۔ ٹھنڈ نقاہت سے اُس کا برا حال تھا سب سے زیادہ تو اُس کو اپنی عزت اپنے بچوں کے تحفظ کا خوف کھائے جا رہا تھا۔ دیکھو تم میرے پاس مت آؤ کیا تمہارے پاس تمہاری بہن نہیں۔۔۔ روشال نے یہ بولتے اُن کو احساس دلانا چاہا تھا کہ اگر اُن کی بہن اور ماں گھر پر تھیں تو وہ کیوں کسی کی عزت پر ہاتھ ڈال رہے تھے۔۔۔ وہ لڑکے اب اپنے منہ پر ہاتھ رکھتے برستی بارش میں اور زیادہ قہقہہ لگا کر ہنستے تھے۔۔۔ ایک بولا۔۔۔ ارے یہ لڑکی پاگل و گل

ہے کیا ہمیں یہ بول کر بچنا چاہ رہی ہے پر اس کو کیا پتہ ہم انسانوں کے بھیس میں  
شیطان ہیں وہ بھی بھیا نکر والے۔۔ یہ بولتے روشال کو اپنا خوف ناک چہرہ بنا کر  
ڈرانا چاہا تھا۔ اور روشال جو چیخ گئی تھی۔۔ وہ لڑ کے تھے ہی اتنے گندے اور  
ڈراؤنے سے۔۔ ایک بولا یا راسکا تو شاید بچا ہونے والا ہے تو چھوڑ اس کو یہ  
ہمارے کس کام کی۔۔۔ یہ الفاظ روشال کو ان گندے آدمیوں کے منہ سے  
زہر کی طرح لگے تھے وہ بے آواز روتی سختی سے اپنی آنکھیں بند کرتی اوپر بھینگتے  
آسمان کو دیکھ گئی تھی۔۔ پتہ نہ تھا کبھی زندگی میں وہ یہ سب بھی دیکھے گی۔۔  
تو کیا ہوا تو چھوڑ۔۔ اُس لڑ کے نے دوسرے کو دھکا دیتے پھر سے اپنی نظروں  
سے روشال کا اچھی طرح معائنہ کیا ارے ہے تو بہت ہاٹ۔۔ دیکھ اس کا فکر اسکا  
انگ انگ۔۔ وہ لڑ کے للچائی نظروں سے دیکھنے لگے روشال کو۔۔ آخر روشال  
سے سہن نہیں ہوا وہ دوسری طرف ایک کو دھکا دیتے بڑھنے لگی۔ ایک دم  
۔۔ ایک اُس کو اُس کی کلائی سے پکڑ گیا۔۔ چھوڑو مجھے چھوڑو

روشال تڑپ کر روتے چیخی تھی۔۔ اے خاموش اب زیادہ تو نے بولا تیری  
زبان کھینچ لیں گے ہم۔۔ پتہ نہیں اتنی رات میں سڑک میں گھوم رہی ہے اور

اب اپنے آپکو نیک پارسا بن رہی ہے۔۔۔ وہ آدمی روشال کو کندھے سے پکڑنے  
ہی لگا۔ روشال پوری قوت سے اُس کو دھکادیتے موڑتے رُخ پیچھے والوں کو  
بھی دھکادیتے نیچے سے اپنا دوپٹہ اٹھا کر سینے پر ڈالتے دوسری طرف بھاگنے ہی  
لگی تھی ایک دم ایک اور لڑکے نے اُس کو پکڑا کر نیچے پھینکا ہی تھا۔

نہیں۔۔۔۔۔ روشال کی چیخ نکلی تھی۔ اُسکا پیٹ زمین پر لگنے ہی والا تھا اُس  
سے پہلے ہی وہ اپنا ہاتھ رکھتے اپنا پیٹ بچا گئی تھی پر جھٹکا اتنی شدت کا پڑا تھا اُسکے  
وجود پر ایک بہت ہی دردناک لہر ردی اُس کے جسم میں اٹھی تھی۔۔۔  
مم!!!! جس کو وہ اپنی آنکھیں میچ کر اپنی زبان دباتے سہ گئی تھی۔۔۔

وہ لڑکا زمین پر پنجوں کے بل بیٹھتا روشال کو بیدردی سے سیدھا کرتے بولا  
۔۔۔!!! تیری اتنی ہمت ہمیں ڈچ کر کے بھاگے گی۔۔۔ دوسرا پیچھے سے بولا  
خون خوار نگاہ روشال پر ڈالتا۔ اسکے لباس اس کے تن سے آزاد کر پھر اس کو  
ہم چھ کے چھ نو۔ چیں گے۔۔ نہیں نہیں۔۔ میرے قریب بھی مت آنا سمجھے  
تم۔۔۔ روشال اپنا آپ پیچھے ہلکا سا کرتی بولی تھی جو اس وقت زمین پر تھی۔ وہ  
لڑکے اُس کے چاروں طرف کھڑے تھے ارے تجھ جیسی لڑکیوں کو ہم جانتے

ہیں جو سڑک پر اتنی طوفانی رات میں اپنا شکار ہی ڈھونڈنے نکلی ہیں اور جب ملے  
ہیں تو اپنے آپکو نیک ثابت کر رہی ہے پتہ نہیں اپنے پیٹ میں کس کا ناجائز بچہ  
لے کر گھوم رہی ہے۔۔۔ خبردار جو میرے بچوں کو کچھ بولا ہو تو اب روشال  
ایک شیرنی کی طرح گرجی تھی۔۔ تو کیا یہ جائز ہیں ہمیں تو نہیں لگتا ویسے ہمیں  
سے یہ بولتے وہ چھ کے چھ اپنی کیا۔۔ ہمیں تو بس اپنی اندر کی آگ مٹانی ہے تجھ  
بیلٹ نکالنے لگے۔۔ روشال جو تڑپتی سر نفی میں ہلاتی شدت گریہ سے رودی  
تھی۔۔۔ آخر اُس نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھایا ایسی حالت اور ماحول میں بھی۔۔  
۔۔ یارب اپنی بندی کو اس زلت اور رسوائی سے بچالے میری پاکیزگی کی حفاظت  
کر۔۔ ایک لڑکا جو اپنی بیلٹ نکالتا روشال کی طرف بڑھا ہی تھا ایک دم ہوائیں تیز  
ہوئی تھیں اور بارش بھی۔۔۔ اے یہ کیا ہوا بھی وہ لڑکے بولتے ایک دم بجلی  
چمکی تھی بری طرح اور کڑکتی تین لڑکوں کے اوپر آکر گری تھی۔۔۔  
یہ دیکھتے روشال نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھتے آسمان کی طرف دیکھتے اپنے رب کو  
دیکھا تھا اور آہستہ سے اٹھتے موقع غنیمت جانتے اُس سڑک سے اوپر چڑھتے مین  
سڑک کی طرف بھاگنے لگی۔۔۔ وہیں تین لڑکے جو بچے تھے وہ ابھی بھی اپنی

طلب پوری کرنے کے لئے روشال کو بھاگتا دیکھ اُس کے پیچھے بھاگنے لگے تھے  
 --- اے رک سا۔۔ لی۔ رک روشال جواب اپنی پوری رفتار سے بھاگتے جا رہی  
 تھی ایک ہاتھ سے اُس نے اپنا پیٹ پکڑا تھا ایک ہاتھ میں وہی سپر زتھے جو بارش  
 میں بھیسکتے چر مر ہو گئے تھے ہلکے سے۔۔۔ یا خدا مجھے بچالے مجھ میں اتنی ہمت  
 نہیں میں اور بھاگ سکوں میرے محافظ کو بھیج دے اللہ۔۔۔ یہ بولتی بھاگ رہی  
 تھی روتے بار بار پیچھے دیکھ رہی تھی وہ لڑکے ابھی بھی اُس کے پیچھے تھے۔۔۔  
 ایک دم روشال جو مین سڑک پر تھی ایک دم اُس کے قدم لڑکھڑائے تھے وہ ہلکا  
 سا گری پھر سے اپنے پیٹ کو اپنے ہاتھ سے بچا گئی۔۔۔ اب تو نہیں بچے گی وہ  
 لڑکے جو روشال کے بہت قریب پہنچ گئے تھے۔۔۔ اب تو گئی س۔۔ لی۔۔ !!!  
 روشال کو گندی گندی گالیاں دیتے اُس تک پہنچتے ایک دم روشال بدحواسی کے  
 عالم میں اٹھتی اپنے آنسو پہنچتی اندھا دھند آگے کی طرف بڑھنے لگی پر سامنے  
 دیکھتے روشال کی آنکھیں پوری کھلی تھی اُس کے چہرے کے ہوش اڑے تھے  
 سامنے سے ایک بڑی جدید گاڑی جو تیز رفتاری سے روشال کی طرف ہی آرہی  
 تھی۔۔۔ روشال کانوں پر ہاتھ رکھتے چیخی۔۔۔ نہیں!!!!!! ابھی وہ گاڑی روشا



ل کو مارتی وہ گاڑی ایک دم سے بریک لگاتی روشال کے بہت قریب آکر رکی تھی

---

روشال نے چیختے اُس گاڑی کے بونٹ پر سر رکھا تھا۔ اُس کو ایسا لگا وہ اور اس کے بچے بس جان سے گئے۔۔ لیکن اپنے آپ کو سیف محسوس کرتے روشال نے اپنے خطہ اوسان کے ساتھ سامنے دیکھا۔۔ اور اُس کی آنکھیں تھمی تھیں جیسے آنکھوں کے آگے اندھیرا چھایا تھا۔ کیوں کہ گاڑی میں بیٹھا مرد کوئی اور نہیں نواب عالیان علی خان تھے۔۔۔ روشال جس کے ہونٹ بول بھی نہیں پارہے تھے وہ سختے میں گئی تھی یقین نہیں آ رہا تھا اللہ نے اُس کے لیے اُسکا محرم ہی محافظ کے روپ میں بھیجا تھا۔ لیکن یہ محرم شاید اُس ذلت کو پھر بھی کم نہیں کر سکتا تھا جو اُس نے اس پینتیس سے چالیس منٹ اس سڑک کی زینت بنتے برداشت کی تھی۔۔۔

وہ بھی اپنے ظالم جھوٹے شوہر کی وجہ سے۔۔ نواب عالیان جو ساکت نظروں سے اپنی گاڑی کے بونٹ سے لگی اپنی نازک چھوٹی بیگم کو دیکھ رہے تھے آخر

اپنے حواس میں آتے بولے چھوٹی بیگم!!!! یہ بولتے ایک ہی لمحے میں نواب

عالیان گاڑی سے باہر آتے روشال کے پاس تھے

نواب عالیان ایک دم روشال کو کھینچتے اپنے سینے میں بھر گئے تھے۔۔۔ چھوٹی بیگم کیسی ہیں آپ۔۔ یہ بولتے روشال کو اور زیادہ اپنے میں قید کرتے اُس کے نم بالوں کو اپنے لبوں کا بوسا دینے لگے۔۔۔ روشال جو بس چپ ایک محسمے کی طرح اُنکی باہوں میں تھی جس میں کوئی اب ایموشن نہیں بس ڈر تھا جس سے روشال کا بھیگا بدن لرز رہا تھا کپکپی چھوٹی ہوئی تھی۔ ایک دم روشال کو کچھ بولتا ناپا کر نواب عالیان روشال کو پیچھے کرتے اُسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے بولے چھوٹی بیگم آپ ٹھیک ہیں نہ۔۔ اُن کی آنکھیں روشال کا اوپر سے نیچے معائنہ کر رہی تھیں پتہ لگ چل رہا تھا کچھ تو ہوا ہے اُن کی چھوٹی بیگم کے ساتھ۔۔ اتنے میں نواب عالیان کے کانوں میں جو آوازیں پڑی تھیں اُس پر اُنکے ہاتھوں اور گلے کی وینس اُبھری تھی شدید غصے سے۔۔ ارے وہ رہی کسی مرد کے ساتھ لگتا ہے اُس جارہی ہے اُس کے بدن کی آگ ٹھنڈی کرنے۔۔ پر سے پیسہ لے کر جنگل میں اِس کو پہلے ہماری آگ بجانی ہوگی۔۔ وہاں تو بیچ گئی اب نہیں بچے گی ہم تین تیرا

جسم پورا رنگ دیں گے لال رنگ سے۔۔ یہ بولتے وہ گندے لڑکے روشال کی طرف بڑھے تھے۔۔ روشال جو یہ سنتے شدت سے لرزاتے نواب عالیان کو دھکا دیتی گاڑی ساتھ لگی تھر تھر کامپی تھی

وہیں۔۔۔ نواب عالیان نے اُن ذلیل لڑکوں کی طرف اپنی خون چھلکتی آنکھوں سے دیکھا تھا۔۔ وہ لڑکے اب اس شہر کے نواب کو دیکھتے اپنی جگہ پر جمعے تھے۔۔ نواب صاحب!!! نواب عالیان جنکی آنکھوں میں اب موت کا رقص تھا وہ سب سمجھ گئے تھے اس تنہا سڑک اور اُن کی بیوی کو کیسے کیسے تنگ کیا گیا ہے اب وہ ان میں سے ایک کو بھی چھوڑنے کا ارادہ نہیں رکھتے تھیں۔۔۔ نواب عالیان نے اپنی پستول نکالتے ایک کے سیدھے سر کو نشانہ بناتے فائر کیا تھا۔۔

یہ دیکھتے معصوم سی روشال کی آنکھیں خوف سے پھٹی تھیں وہ کانپ اٹھی تھی۔۔ اپنے ساتھی کی لاش اپنے سامنے خون میں لت پت دیکھتے باقی کے دولڑکے خوف سے کانپ اٹھے تھے۔۔ باقی تین تو بجلی کا نشانہ بنتے اللہ کی طرف سے خاک بن گئے تھے۔ روشال جو نواب عالیان کو دیکھتی پیچھے کو کھسکتی اپنے دوپٹہ کو اپنے

اوپر صحیح طرح لیتی گاڑی کے دروازے کے ساتھ ٹیک لگا گئی تھی اب وہ تھر تھر  
کانپتے اُس لڑکے کو دیکھ رہی تھی جو خون میں مرا پڑا تھا۔۔۔

نواب عالیان جو گھرے سانس لیتے اب باقی دو لڑکوں کو خونی نظروں سے دیکھ  
رہے تھے ان لڑکوں کی اتنی جرات اُنکے ہی شہر میں ہوتے اُنہیں کی بیوی پر  
گندی نگاہ ڈالی ان کی سزا بس نواب عالیان کی نظر میں موت تھی وہ بھی اُنکے  
اپنے ہاتھوں سے۔۔۔

اب نواب عالیان نے پاس پڑا بڑا سا پتھر اٹھاتے سامنے ایک لڑکے کو مارا تھا اُس  
لڑکے کے چہرے سے خون کا فوارہ چھوٹا۔۔۔ کچھ چھینٹیں نواب عالیان اور روشا  
ل کے منہ پر بھی آتی تھیں۔۔۔

روشا چپختے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ گئی تھی۔۔۔ اس آدمی کا پورا منہ ختم ہو چکا تھا وہ  
بھی مر چکا تھا۔۔۔ اب نواب عالیان نے تیسرے کی طرف بڑھتے اُس کو پکڑتے  
اپنی پستول سے سیدھا اُس کے پیٹ پر نشانہ کیا تھا۔۔۔ اور اُس کو دھکادے گئے  
زمین پر وہ گرا تھا اب نواب عالیان پنجوں کے بل بیٹھے۔۔۔ اور اُسکا ہاتھ اپنی  
گرفت میں لیتے مروڑ گئے۔۔۔ اس ہاتھ سے تم سب نے میری بیوی میری بیگم کو

چھونے کی کوشش کی۔۔ نواب عالیان پاگلوں کی طرح غرایا تھا۔۔ اب وہ اُس کا ہاتھ مروڑتے توڑچکے تھے۔۔ اُس لڑکے کی خوفناک چیخ نکلی تھی۔۔۔ روشال یہ سب دیکھتے اپنی چیخ روک چکی تھی۔۔۔ اب نواب عالیان نے سیدھا چار فائر اُس کی آنکھوں پر کیے تھے وہ لڑکا اُسی وقت ساکت ہوا تھا۔۔ تم جیسے لڑکوں کو انجام یہی ہے اب نواب عالیان اُنکے مردہ جسم کو دیکھتے پنکھارے تھے۔۔۔ میری عزت کو چھوہا میری بیوی کو نواب عالیان کی چھوٹی بیگم کو جو میرا جنون ہے۔۔۔ مار دوں گا اُن سب کو جو جو میری بیگم کو گندی میلی نگاہ سے بھی دیکھے گا۔۔۔ نواب عالیان اب اپنے سینے پر ہاتھ مارتے غراہے تھے نواب عالیان جو اُن مرے ہوئے لڑکوں کو دیکھ کر اپنا جنون بتا رہے تھے چھوٹی بیگم کے لیے دیوانوں کی طرح وہیں چوٹی بیگم جواب ڈر سے کانپ رہی تھی اُس کو آج ہر مرد سے ڈر لگنے لگا تھا آج اس نے مردوں کا بہت ہی بھیانک روپ دیکھا تھا۔۔۔۔۔ آخر عالیان علی خان کو اپنی چھوٹی بیگم کا خیال آیا بارش کب کی تھم چکی تھی۔۔۔ وہ گہرے سانس لیتے اپنا رخ چھوٹی بیگم کی طرف موڑ گئے تھے۔۔۔ چھوٹی بیگم!! روشال جو نواب عالیان کی طرف دیکھتے آنکھوں میں بے پناہ خوف لیے پیچھے کی طرف

قدم بڑھا رہی تھی۔۔ نواب عالیان جو اپنی چھوٹی بیگم کی ایسی حالت دیکھتے اذیت  
لیے کی انتہا پر تھے وہ بکھری حالت میں بے پناہ رونے کی وجہ سے سرخ گال  
پیچھے کو بڑھ رہی تھی۔۔

چھوٹی بیگم میں آگیا ہوں آپکا عالیان آگیا ہے۔۔۔ نواب عالیان جو اپنی روشال کو  
اپنی باہوں میں بھرتے اُس کو تحفظ محسوس کرانے کے لیے کہ اُس کا محرم ہے  
اُس کے لیے اُس کے درد کو بانٹنے کے لئے۔۔۔ نواب عالیان تیز تیز قدم کے  
ساتھ روشال کے تقریباً بہت قریب پہنچے روشال جو سہمی ٹوٹی آواز میں بولی۔۔  
قریب مت آئیں میرے چھوٹی بیگم میں آپکا عالیان کیوں مجھے دور کر رہی ہیں  
ایک دم آگے ہوتے روشال کو اُسکے ہاتھ سے پکڑتے کھینچ کر اپنے سینے سے لگا  
گئے تھے روشال اگلے ہی سیکنڈ اُن کے سینے پر ہاتھ رکھتے پیچھے ہوئی۔۔ دور  
رہیں۔۔ اتنا سا بولتی چپ ہوئی تھی نواب عالیان جو بے چین ہوتے روشال کا  
چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھرتے بولے۔۔ میں آگیا ہوں چھوٹی بیگم آپکو کسی سے  
ڈرنے کی ضرورت نہیں اب اگر آپکے کوئی بھی قریب آیا وعدہ کرتا ہوں اس  
سے بھی زیادہ بری موت اُنکا مقدر بنے گی۔۔ روشال جو نظریں جھکائے بس

زمین کو ٹکٹکی لگائے دیکھ رہی تھی۔۔ نواب عالیان جو پیار بھرے انداز میں بولے جارہے تھے آخر بے قرار ہوتے پوچھ گئے۔۔ چھوٹی بیگم آپ بول کیوں نہیں رہیں آپکی چچی اور خاموشی سے مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔ آخر روشال بیدردی سے نواب عالیان کو دھکا دیتی اُن سے دوفٹ کی دوری پر جا کر کھڑی ہوئی۔۔ اور سپاٹ انداز میں اُن کو دیکھنے لگی۔۔ روشال کی آنکھوں میں کسی قسم کا احساس نہ دیکھتے نواب عالیان کا جسم دھک اٹھا تھا۔۔ آخر تڑپتے لہجے میں روشال کے تھوڑا قریب ہوتے بولے۔۔ چھوٹی بیگم آپ اتنی خاموش کیوں ہیں آپکی خاموشی مجھے پاگل کر رہی ہے۔۔ وہ اپنے بال پکڑتے پاگلوں کی طرح کسی دیوانے عاشق کی طرح بولے تھے۔۔ اس لیے کہتے ہیں عورت کو بولنے دیں اُسکی سنا کریں کیوں کہ جس دن وہ خاموش ہو گئی ہر طرح سے اُس دن آپ سہہ نہیں پاؤ گے۔۔

جہاں ایک کی آنکھوں میں اب جنونیت عشق اور بے بسی کے آنسو تھے وہیں چھوٹی سی لڑکی سرد آنکھوں کے ساتھ بے تاثر سپاٹ بنی کھڑی تھی۔۔ نواب عالیان کو کیا معلوم تھا ابھی تو اُنکی آزمائش شروع

ہوئی تھی جس عشق کو پہلے دھتکارا تھا اب اُس عشق کو حاصل کرنے کے لئے  
بہت منزلوں سے گزرنا تھا۔

---

روشال جو سرد انداز میں سپاٹ تاثرات لیے نواب عالیان سے دوفٹ کے فاصلے  
پر کھڑی تھی نواب عالیان علی خان جو اپنی چھوٹی بیگم کو بے بسی سے دیکھ رہے  
تھے اُنکا دل پوری طرح دھڑکتے پاگل ہو رہا تھا اُن کی چھوٹی بیگم اُن کی روشال جو  
اُن سے چہرہ پھیرے جیسے کھڑی تھی وہ اُن کی طرف نہیں زمین کو گھورے جا  
رہی تھی اور نواب عالیان اس وقت افیت کی انتہا پر تھے۔

نواب عالیان جن کی نظر روشال کے چہرے سے ہوتی اُس کی پیشانی پر گئی اور دل  
جیسے رکاسا تھا وہ روشال کی نازک پیشانی پر چوٹ کا نشان دیکھتے اپنے آپ  
سے باہر ہوئے تھے اب اُن سے اور برداشت نہیں ہوا بیشک اُن کی روشال اُنہیں  
کتنا جھٹک لے یارو ک لے اپنے قریب آنے سے پر اب وہ اُس سے مزید دور



نہیں رہ سکتے تھے انہیں ہر حال میں اپنی چھوٹی بیگم کی ناراضگی جانتے اُسے ختم کرنا تھا اپنے پیار سے سب سے پہلے جو آگ لگی تھی کیسے اُنہی کے شہر کے معمولی سے گنڈے اُن کی بیوی کو چھو بھی گئے۔۔۔ اب نواب عالیان ایک ہی جست میں روشال کے پاس بڑھتے اُسکے چہرے کو دیکھتے بے پناہ درد آنکھوں میں لیے اُس کی پیشانی کے زخم کو ہاتھ لگانے لگے۔ ابھی وہ اُس کی پیشانی پر ہاتھ رکھتے ہی روشال پھر سے پوری قوت اور بے دردی کے ساتھ پیچھے جھٹک گئی تھی۔۔۔

نواب عالیان پھر سے پیچھے کو گئے تھے اب بھی روشال کے چہرے پر کوئی تاثرات نہیں تھے وہ آج اپنا آپ چھوڑے بالکل ہی مجسمہ کی طرح کھڑی بس زمین کو دیکھے جارہی تھی نواب عالیان جواب بے بسی سے تھوڑی اونچی آواز میں پوچھ گئے اُن سے روشال کا بار بار جھٹکنا برداشت نہیں ہو رہا تھا اور اُس پر ستمگری یہ تھی کہ روشال اُن کی طرف اب دیکھ بھی نہیں رہی تھی زندہ ہوتے جہنم کی آگ میں جلنا کیا ہوتا ہے وہ نواب عالیان کو اس وقت پورا پورا احساس ہو رہا تھا اور یہ بھی آج پتہ لگ رہا تھا سامنے کھڑی اگر نیلی آنکھوں والی نازک گڑیا اُن سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے روٹھ گئی تو وہ تو شاید ہی مر جائیں

گے۔۔۔

کیا ہوا ہے چھوٹی بیگم کیوں بار بار مجھے جھٹک رہی ہیں میرا  
گناہ تو بتائیں تاکہ میں آپکو اپنے جرم کی وضاحت دے سکوں  
یہ الفاظ افیت سے ادا کر گئے تھے۔۔۔

پر روشال کے پو سچر میں جوں کے توں بھی فرق نہیں پڑا تھا وہ بس نیچے نظریں  
گاڑھی ہوئی تھی۔۔۔ آخر کار نواب عالیان اپنا آپ کھوتے روشال کی طرف  
بڑھتے اُس کو دونوں کندھوں سے جھنجھوڑتے غصے کے عالم میں بول گئے کیا  
زمین کو دیکھیں جا رہی ہیں آپ چھوٹی بیگم جب آپکا نواب آپکا سرتاج سامنے کھڑا  
کب سے آپکو پکار رہا ہے یہ بولتے نواب عالیان کا چہرہ حد سے زیادہ سرخ اور  
پورے جسم کی رگیں پھولی تھیں۔۔۔ بولیں کچھ تو چھوٹی بیگم آپکی پل پل کی  
خاموشی مجھے مار رہی ہے کیوں اس زمین کو گھور رہی ہیں مجھے گھور کر اپنا سارا غصہ  
نکال دیں پر ایک دفعہ اپنے عالیان خان کی طرف دیکھ لیں پہلی بار زندگی میں کسی  
نواب نے کسی عورت کے آگے ہاتھ جوڑتے ایک فقیر کی طرح التجا کی تھی وہ  
کوئی اور نہیں روشال کا نواب عالیان علی خان تھا وہ روشال جواب اُن کے روم

چھوٹی بیگم بولیں۔۔ نواب عالیان روم میں عشق بن کر دوڑتی تھی بولیں نا  
دونوں ہاتھ اُسکے آگے کرتے تکلیف زدہ آنکھوں سے بول گئے اب اُنکی آنکھوں  
سے آنسو گرتے اُنکے سخت عارض کو بھگونے لگے تھے حیدر آباد کا نواب اپنے ہی  
شہر کی مین شاہراہ پر کھڑا اپنی چھوٹی بیگم اپنے عشق کے آگے رو رہا تھا۔۔ آخر  
روشال زمین کو گھورتی بولی لہجہ اتنا سپاٹ تھا کہ آج آسمان بھی ایک ننھی سی گڑیا  
کے دردِ دل پر کانپ اُٹھ رہا تھا بجلی کڑکنے کی صورت میں۔۔ کاش یہ زمین پھٹ  
جائے اور میں اس میں سما جاؤں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مجھ جیسیوں کو زندہ رہنے کی  
کوئی ضرورت نہیں۔۔ مجھ جیسی لڑکیاں جو بس پیدا ہوتے ہی اپنے ماں باپ پر  
بوج بن جاتی ہیں تب ہی تو اُنکا باپ اُن کو کچھ پیسوں کے اوز کسی سلطنت کے  
نواب کو اُس کی داشتہ کے روپ میں بیچ کر خود تو سکون میں ہو جاتا ہے لیکن یہ  
نہیں سوچتا وہ لڑکی کسی کی دوسری بیوی بنتے وارث دینے کے لئے کب کی جہنم کی  
آگ میں گرتے تپ تپ کر ان سڑکوں کی زینت بنتے لوگوں کی حوس کا نشانہ بن  
گئی ہیں اور بل آخر ایک دن مرتے اس زمین میں بے ضرر عورت کی طرح دفنا  
دی جائے گی۔۔ یہ لفظ ادا کرتے اب کی بار روشال نے نواب عالیان کو اپنی نیلی

بھگی آنکھوں سے دیکھا تھا دونوں کی آنکھیں کچھ دیر کے لیے ایک دوسرے کے اندر محو تھیں۔۔ جہاں ایک کی آنکھوں میں بس خالی خالی پن تھا وہیں دوسرے کی آنکھوں میں بس اب اپنے عشق کو کھونے کا خوف ہی خوف تھا تینتیس سال کا مضبوط مرد رو رہا تھا آج۔۔۔ دفنادیں مجھے آج ورنہ شاید ہی میں مزید اپنا آپ زندہ رکھ سکوں یہ سنتے کہاں نواب عالیان کے عارض آنسوؤں کی لکیروں سے بھگے تھے وہیں روشال جو سپاٹ بنی کھڑی تھی پر آنکھیں آنسوؤں کو روک نہیں پار ہی تھیں۔۔۔

نواب عالیان سے اب مزید روشال کے یہ الفاظ سہے نہیں گئے وہ پھر سے اُسکے پاس ہوتے اُس کو دونوں کندھوں سے پکڑنے ہی لگے تھے لیکن اُس سے پہلے ہی روشال چیختی ہوئی اُن سے پھر سے دور جا کر کھڑی ہوئی آج اُس کی آواز پہلی بار اتنی بلند تھی روشال کی سانسیں پھولنے لگی تھیں۔۔ قریب مت آئیں میرے ورنہ آج کے آج ہی اپنے آپکو بھی ختم کر دوں گی اور اس اولاد کو بھی جس کو اپنے شوہر کے فریب سے بچاتے ہوئے میں سڑکوں کی زینت بنتے گندے غلیظ مردوں کی غلاظت سے بھری آنکھوں کے لیے حوس بنی۔۔۔۔۔

آخر نواب عالیان چلائے۔۔ کیا بول رہی ہیں آپ چھوٹی بیگم مجھ سے بچانے کے لئے کیا ہو گیا ہے آپ کو!!! اب کی بار نہ چاہتے ہوئے بھی نواب عالیان کا لہجہ سرد ہوا تھا یہ الفاظ اُن کو روشمال کے منہ سے کانٹوں کی طرح لگے تھے۔

تو اور کیا سچ تو بول رہی ہوں میں روشمال ہذیانی روتے ہوئے چیخی تھی چھوٹی بیگم کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ نواب عالیان پھر سے روشمال کی طرف بڑھے تھے۔۔ قریب مت آئے گا میرے قریب مت آئے گا آنکھوں میں دکھتی آگ لیتی شہادت کی انگلی نواب عالیان کی طرف اٹھاتے بول گئی تھی۔۔۔ روشمال کا یہ

انداز نواب عالیان کو اوپر سے نیچے بس توڑ رہا تھا ابھی تک اُن کو اپنا کوئی گناہ پتہ نہیں چل رہا تھا جس سے اُن کی چھوٹی بیگم اُن سے اتنا خفا ہوتی پوری ہی باغی ہو چکی تھی۔۔۔ چھوٹی بیگم!!! مت بولیں مجھے اس نام سے جس کو آپ نے

میرے لیے بس گالی بنا دیا ہے ڈر لگ رہا ہے مجھے آپ سے خوف آرہا ہے مجھے آپ سے آپ مجھے میرے محافظ محرم نہیں لگ رہے آپ وہ لگ رہے ہیں جس نے ایک ہنستی کھیلتی لڑکی سے اُسکا سب چھین لیا اُسکا مان اُس کی محبت اُسکی چاہت اُس کی معصومیت اُسکا شکوہ کرنا اُسکا بھولے انداز میں بولنا اُس کی شرم و حیا سب

چھین لیا آپ نے اب میرے پاس کچھ نہیں بچا ایک عزت تھی جو آپ کی بدولت اس سڑک کی زینت بنتے وہ بھی داغ دار ہونے لگی تھی لیکن شاید میرے خدا کو مجھ پر ترس آگیا جو اُس نے میری عزت کو محفوظ کرتے مجھے زندہ درگور ہونے سے بچا لیا۔ یہ بولتی روشال دونوں ہاتھ منہ پر رکھتے اپنا چہرہ چھپاتے ہلکی بوند باندی میں پھوٹ پھوٹ کر رودی تھی اُس کی آواز سے آسمان کیا نواب عالیاں تک لرز اٹھے تھے۔ اُنہوں نے اپنی چھوٹی بیگم کو ایسے روتا دیکھ اپنی دھڑکن مٹھی میں جکڑی تھی نہیں برداشت ہو رہا تھا اپنے

عشق کو ایسے روتا دیکھ وہ اندر ہی اندر مر رہے تھے۔ پھر سے روشال اپنا چہرہ اٹھاتے بولی۔ جائیں آپ یہاں کیا کرنے آئیں ہیں ڈر لگ رہا ہے مجھے اب سے شاید اب ساری زندگی ہی لگنا ہے اگر میں زندہ رہی سچی میں آپ نے ایک معصوم روشال کو ختم کر دیا ختم کر دیا۔ جو چہکتی پھرتی تھی ہر حال میں خوش رہنا جانتی تھی آج وہ اپنی قسمت پر ایسے ہال میں ماتم منار ہی ہے۔ یہ بولتی شدت سے روتی اپنا سر نفی میں ہلاتی پاگلوں کی طرح پھر سے بولی۔ جائیں اپنی کی منزل پر میری منزل میرا رب جانے!! ایک دم مڑنے لگی پر نواب عالیاں آگے بڑھتے

روشال کی کلائی پکڑ گئے تھے۔۔ روشال اُن کے ہاتھ سے اپنی کلائی کھینچتے پورے زور سے چیختے بولی۔۔ بولانا نزدیک مت آئیں اچھا نہیں لگ رہا مجھے گھن آرہی ہے مجھے آپ سے ایسا لگنے لگا ہے آپ نے بھی ان مردوں کی طرح بس اتنے ہے مجھ سے یہ تو کھلی سڑک پر میری عزت تارتا کرنا مہینے بستر پر اپنی حوس مٹائی چاہتے تھے اور میری عزت لوٹتے مجھے یہیں سڑک پر شاید مار کر چھوڑ جاتے لیکن آپ نے حویلی کے بند کمرے میں میری عزت تو لوٹی پر اُسی کمرے کے باہر میری عزت تارتا کرتے مجھے زندہ لاش کی طرح چھوڑ دیا ہے ایک اٹھارہ سال کی لڑکی کو آپکے فریب آپکی وارث کی حوس اور چھوٹی لڑکی سے اپنی جسمانی خواہش پوری کرتے کہیں کا نہیں چھوڑا آپ بھی انہیں کے مانند ہیں۔۔۔ ابھی اور بولتی روشال بد حواس کے عالم میں لیکن نواب عالیان کی شیر جیسی دھاڑ پوری مین ہائی وے سڑک پر گونج اٹھی تھی اور اُنکا روشال پر اٹھتا ہاتھ ہوا میں ہی مہلک ہوا تھا۔۔۔ روشال خاموش!!!!!! روشال جو نواب عالیان کی یہ دھاڑ سنتے سہمی تھی ایک دم اُنکا ہاتھ اٹھتا دیکھ وہ اور زیادہ نواب عالیان علی خان سے بدگمان ہوتی خون کے آنسو بہا گئی تھی۔ اب وہ نواب عالیان کا اٹھتا ہاتھ دیکھتے پاگلوں کی طرح

ہنسی تھی اور ہنستی ہی چلی گئی تھی اُسکی اوقات شاید یہی تھی۔۔۔!!! نواب  
عالیان جنہوں نے زندگی میں پہلی دفعہ کسی عورت پر ایسے ہاتھ اٹھایا تھا لیکن وہ  
روک گئے تھے کیوں کہ سامنے اُنکا عشقِ عالیان کھڑی تھی کچھ لمہوں کے لیے  
اُسکی باتیں اُن کو اشتعال میں لے آئی تھیں لیکن وہ نیند کی حالت میں بھی روشا  
ل پر ہاتھ اٹھانے کا کبھی سوچ نہیں سکتے تھے نواب عالیان مڑتے اپنا ہاتھ زور  
سے گاڑی پر مار گئے اور مارتے ہی چلے گئے آخر یہ ہاتھ اٹھا ہی کیوں۔۔۔

روشال جو پاگلوں کی طرح ہنستی روتی جارہی تھی اُسکے پیٹ میں درد شروع ہو گیا  
تھا۔۔ لیکن اُس کو اس وقت کسی چیز کیا کسی درد کا ہوش نہیں تھا اٹھارہ سال کی  
لڑکی تقریباً اپنا آپ کھوئے کھڑی تھی۔۔۔ نواب عالیان چیختے اپنا ہاتھ مارتے  
جارہے تھے کہ خون کی لہریں اُنکے ہاتھ سے نکلی تو وہ رکتے پھر سے اپنا رخ روشا  
ل کی طرف کرتے اُس کو دیکھ گئے تھے۔۔ روشال کو ایسے پاگلوں کی طرح اس  
حالت میں ہنستا دیکھا نواب عالیان کی جان لبوں پر سچی تھی۔۔۔

وہ پھر سے زخمی ہاتھ کے ساتھ روشال کی طرف بڑھے اور اُسکا چہرہ اپنے مضبوط  
ہاتھوں کی گرفت میں لیتے بولے روشال رک جائیں کیا ہو گیا ہے آپکو چھوٹی بیگم



--جوا بھی بھی آنکھوں میں نمی لیے ہنستی ہی جارہی تھی۔۔ ایک دم اُسکے پیٹ میں شدت کا درد اٹھاتھا وہ چیخ اٹھی ہنستے ہوئے۔۔ اھہ!!!! چھوٹی بیگم نواب عالیان اُسکا چہرہ بھرتے سکتے کے عالم میں بولے اُسکی درد بھری چیخ نواب عالیان کا پورا وجود ہلا گئی تھی۔۔ روشال اب رکتے اپنا پیٹ ہاتھ میں لیے درد کو محسوس کرتے آنکھیں بند کر گئی۔۔

چھوٹی بیگم آپ اور ہمارے بچے پلڑ ہوش کریں انکے لیے بچوں کا نام سامنے کھڑے اپنے ہی فریبی شوہر کے منہ سے سنتے پھر سے روشال کو وہیں الفاظ یاد آئے تھے جو اس بیوفا انسان نے بند کمرے کے اندر اپنی پہلی بیگم کو بولے تھے روشال اب پھر سے نواب عالیان کی گرفت سے نکلتی رخ مورتی بھاگی تھی۔۔۔ چھوٹی بیگم رک جائیں پاگل ہو گئی ہیں کیا اس حالت میں آپ ایسے بھاگ رہی ہیں۔۔۔ روشال جو پاگلوں کی طرح روتے سسکتے قدم بڑھا رہی تھی ایک دم آگے ایک بڑا سا پھتر آیا تھا اس سے پہلے روشال پیٹ کے بل گرتی نواب عالیان اپنے ایک ہاتھ سے پیچھے سے اُس کو پکڑتے ایک ہاتھ اُسکے پیٹ پر کر گئے تھے۔۔۔ چھوٹی بیگم نواب عالیان کی غم سے لبریز سنجیدہ آواز نکلی تھی۔۔ روشا

ل کو ایک دم احساس ہوا تھا ابھی اگر کچھ ہوتا تو اُسکے بچوں کو نقصان ہوتا روشال کی ڈر سے آنکھیں پھیلی تھیں۔۔۔ آخر اُس کو اب تھوڑا ہوش آیا تھا اب وہ اکیلی نہیں اُسکے اندر اُسکی دو جانے پل رہی ہیں جنکے ساتھ اُسے باقی کی زندگی جینا ہے۔۔۔ ایک دم نواب عالیان نرمی سے روشال کو اُسکے بازو سے پکڑتے سیدھا کرتے بولے۔۔۔ پاگل ہو گئی ہیں چھوٹی بیگم!! لاکھ شکوے شکایتیں مجھ سے صحیح لیکن آپ کیا بھول گئی ہیں آپ کی کوکھ میں ہمارے دو بچے پرورش پارہے ہیں مجھے مارے پر ہماری پیار کی نشانیوں کو نہیں۔۔۔ وہ یہ بولتے روشال کو اپنے سینے سے لگاتے اُسکا چہرہ نرمی سے اپنے ہاتھ میں لیے اُسکی پیشانی پر آئے زخم پر اپنے لبوں کا لمس دے گئے تھے

ابھی کچھ اور بولتے روشال پھر سے اُن کو بے دردی سے دور جھٹک گئی تھی۔۔۔ روشال کی بے اعتنائی سرد چہرہ اور اُسکا بار بار اُن کو جھٹکنا نواب عالیان کو جلتے تندور میں جھونک رہا تھا۔۔۔ دور رہیں مجھ سے آپ کیا بولا ہمارے بچے ہمارے یہ بولتی روشال تمسخراتی ہنسی تھی۔۔۔ کیا ہوا ہنس کیوں رہی ہیں چھوٹی بیگم۔۔۔ صحیح تو بولا ہمارے بچے۔۔۔ ہمارے واقعی ہمارے!!! پھر سے روشال نے ہمارے

الفاظ پر زور دیا تھا ہاں ہمارے۔۔۔ اور کس کے۔۔۔ اچھا اتنا جھوٹ مکاری فریب  
کیسے کر لیتے ہیں آپ نواب صاحب۔۔۔!! آج روشال نے اپنے نواب جی کو  
نواب صاحب کہہ کر پکارا تھا۔۔۔ نواب صاحب سنتے نواب عالیان کا پورا بدن  
جھلسا تھا۔ اُن کی آنکھیں اب انگار چھلکنے لگی تھیں تمیز کے دائرے میں رہتے  
بات کریں چھوٹی بیگم۔۔۔

کیا سب شرم لحاظ بھول گئی ہیں کون ہوں میں آپکا۔۔۔  
آپکا شوہر اور آپکے بچوں کا باپ ہوں اور آپکا نواب جی ہوں میں۔۔۔ پھر بھی  
اپنے غصے کو کنٹرول میں کرتے روشال کو وارننگ دے گئے تھے۔۔۔ نہیں مانتی  
میں آپکو اپنا نواب جی اب نہیں مانتی میں آپکو اپنا شوہر اب نہیں مانتی میں آپکو اپنے  
بچوں کا باپ اب۔۔۔ نہیں چاہیے مجھے آپ جیسا ظالم بے حس بیوفا فریبی اور دغا  
باز شوہر جو مجھ سے وعدہ کرتا اور بعد میں اپنے ہی الفاظوں کو توڑتا اپنی بڑی بیگم  
کے ساتھ اکیلے کمرے میں۔۔۔ جو بول رہے تھے اب بھی آپ اب بھی کیسے  
مجھے یہ کہنے کی ہمت بھی کر سکتے ہیں یہ ہمارے بچے ہیں آپکے بقول تو یہ صرف  
رباب بیگم کے بچے ہیں روشال کا کام تو بس اتنا تھا نکاح کے نام پر آپکی بیوی نہیں

بس بستر گرم کرنے والی عورت بن کر آئی اور آپکا وارث پیدا کرتے آپ دونوں  
میاں بیوی کودے کر چلتی بنے گی کیوں۔۔۔ نواب صاحب!!! یہ بولتی روشال  
نواب عالیان پر شکوہ کن توڑ پر نگاہ گاڑھتی پھر سے نے اپنی نفرت آمیز نگاہیں  
تمسخراتی ہنستی رودی تھی روشال کی آنکھوں میں پہلی دفعہ نفرت بے اعتباری  
دیکھتے نواب عالیان کے رونگٹے کھڑے ہوئے تھے اُنکا جسم آج ہل کر رہ گیا تھا  
جس عورت کی آنکھوں میں بس اُن کیلئے پیار محبت اور فکر ہوتی تھے آج عجب سی  
کڑواہٹ شکوے تھے۔۔ جن کو نواب عالیان سہن نہیں کر پارہے تھے۔۔  
نواب عالیان نے کچھ پل اپنے دماغ میں سوچا اسکا مطلب چھوٹی بیگم نے میری  
اور رباب کی باتیں سنی اور وہ سمجھیں میں ہمارے بچے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رباب  
کو سونپ دوں گا یہ سوچتے نواب عالیان نے بند ہوتے دل کے ساتھ اپنی مٹھیاں  
بند کی تھیں۔۔ کیسے وہ اپنی چھوٹی بیگم کو سمجھاتے اُس وقت کیا معاملہ ہوا تھا۔۔  
نواب عالیان کی آنکھیں روشال کی بے اعتباری پر افیت سے سرخ ہوئی  
تھیں۔۔ بولیں کوئی جواب ہے آپکے پاس نواب صاحب آپکے دیے ہوئے  
کا۔۔ کیا جواب دیں گے آپ کچھ بولنے کو ہو گا تو بولیں گے فریب اور دھوکے

نہ۔۔۔ روتے بولی تھی نواب عالیان بے بسی سے اپنی چھوٹی بیگم کے تمام  
الزامات سن رہے تھے۔۔۔ آخر آج وہ دونوں بیویوں میں توازن قائم کرتے  
آج اپنا سب کھوتا محسوس کر رہے تھے۔۔ آج شدت سے دل میں احساس ہوا تھا  
سامنے کھڑا وجود

اُنکا سب تھا اُنکی سانسیں اُنکی زندگی اُنکی ہنسی اُنکی خوشی سب تھی روشال اُن کے  
لیے۔۔ الفاظ نہیں ہوں گے۔۔ ہونگے بھی کیسے۔۔ آپ میرے ساتھ جو نا  
انصافی کر گئے میں تو بولوں گی آپ میرے فرائض کو پورا کر ہی نہیں سکے۔۔  
کاش آپ نے میرے بابا کو پیسے دیے ہوتے پر اُن سے بولتے آپ کو بنانا کاح میرے  
ساتھ ایک بچہ چاہیے۔۔ تو میں کوٹھے والی عورت بن کر آپکا بچہ آپکو دے دیتی  
۔۔ روشال!!۔۔ اتنے حقارت آمیز الفاظ سنتے روشال کے منہ سے نواب  
عالیان تیش کے عالم میں چلا اٹھے تھے۔ اتنی دھاڑ تھی آواز میں روشال اپنے  
میں سمٹی تھی ایک سیکنڈ کے لیے اُسکا بدن کانپ اٹھا تھا۔۔ لیکن آج اُس کو اپنے  
دل کا سب بولنا ہی تھا آج آرٹھایا پار تھا۔ اُس کو مزید یہ تذلیل بھری زندگی  
نہیں گزارنی تھی جہاں اُسکے جذبات کا جنازہ سرے عام نکالا گیا تھا۔۔ صحیح تو

بولا میں نے میں ایک طوائف ہی ہوں ابھی بس فرق ہے کہ مجھے لقب دوسری  
 بیوی کا دے دیا گیا ہے لیکن پھر بھی مجھے بولا آپکی طوائف اور داشتہ ہی جاتا ہے۔۔  
 چھوٹی بیگم۔۔۔!!! اس بار نواب عالیان سے یہ مزید برداشت نہیں ہوا تھا وہ  
 تڑپتے روشال کو کمر سے پکڑتے اپنے سینے میں بھینچے اُسکے ماتھے سے اپنا ماتھا لگا  
 گئے تھے چھوڑیں مجھے نواب صاحب روشال بے دردی سے اُنکے سینے پر مارتی  
 بولی تھی اُس کو اب نواب عالیان کی ذرا بھی نزدیکی برداشت نہیں ہو رہی تھی  
 ۔۔ نہیں چھوڑوں گا میں تمھے روشال میری گڑیا مر جاؤں گا تب بھی نہیں  
 چھوڑوں گا تم تو میرے مرنے کے بعد بھی میری ہی بن کر رہو گی۔۔ کوئی تمھے  
 میرے آگے ایسے الفاظ سے پکارنے کی جرات نہیں کر سکتا میں اُن کی زبان کھینچ  
 لوں گا۔۔ اب کی بار شیر کی طرح یہ الفاظ ادا کرتے نواب عالیان غرا اٹھے تھے  
 ۔۔ روشال جو پھر سے اُن کو اپنے سے دور کرتی بولی آپکے ہوتے ہوئے بھی  
 مجھے ان الفاظوں سے روز پکارا گیا ہے نواب صاحب

کونسی سزاؤں کی باتیں کرتے ہیں آپ!!!! کس نے پکارا آپکو؟؟ آپکی ہی بڑی  
 بیگم نے۔۔ یہ سنتے نواب عالیان اپنی مٹھیاں بھینچ گئے تھے۔۔۔ اور اندر ہی اندر

بول گئے رباب!!! اُن میں تو پھر بھی غیرت ہے نفرت نکالتی ہیں تو منہ پر نکالتی  
ہیں لیکن آپ فریب دھوکہ پورے شد و مد سے جذبات کے ساتھ کھیل کر  
دیتے ہیں۔۔۔ نواب صاحب!!! پھر سے اس نام پر زور دے گئی تھی۔۔۔ اب  
نواب عالیان روشال کو پھر سے اپنی گرفت میں کرتے اپنا اظہارِ محبت کر گئے  
تھے اُن سے مزید روشال کا یہ لہجہ یہ انداز برداشت نہیں ہو رہا تھا وہ مزید روشال  
کو اپنے آپ سے بدگمان ہوتا نہیں دیکھ سکتے تھے۔۔۔ آج اُن کو اپنی چھوٹی بیگم کو  
ہر حال میں بتانا تھا وہ کتنا پیار کرنے لگے ہیں اُس سے وہ اُنکا عشق بن گئی ہے۔۔۔  
چھوٹی بیگم آپکا نواب آپ سے بے پناہ محبت کرنے لگا ہے بے پناہ!!!! یہ بولتے  
نواب عالیان کے آنسو گرے تھے وہیں روشال نے بھیگی آنکھوں سے اُن کو  
پتھرائی کیفیت میں دیکھا تھا۔۔۔ نواب عالیان بہت عقیدت سے روشال کی  
سرخ آنکھوں سے بھگے مرجھائے ہوئے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں بھر گئے  
۔۔۔ چھوٹی بیگم آپکا نواب آپ سے محبت ہی نہیں عشق کرتا ہے عشق جانتی ہیں  
نہ کیا ہوتا ہے جب ایک عاشق اپنے محبوب کے لیے کملا ہو جاتا ہے اور واقعی آپکا  
نواب آپ کے لیے کملا پاگل دیوانہ بنتا جا رہا ہے وہ نواب جو زندگی میں مشکل سے

مشکل وقت میں بھی ایسے نہیں رویا جیسے وہاں کچھ منٹوں میں رو دیا۔ صرف آپکے لیے آپکی آنکھوں میں بھرے خالی پن کو دیکھ کر آپکی تکلیف کو دیکھ کر۔ اپنی چھوٹی بیگم کے جھٹکنے پر۔۔ کیسے بتاؤں بہت مضبوط حوصلے والا مرد تھا لیکن میرے حوصلے میری ہمت میری مضبوطی آپ کے آگے دم توڑ رہی ہے۔۔  
روشال جو مجسم بنی نواب صاحب کو دیکھ رہی تھی آنکھوں میں آنسو خشک ہو چکے تھے۔۔ آپ کو کیسے بتاؤں چھوٹی بیگم کہ میں آپ سے کب سے محبت کرنے لگا بس فرق یہ ہے وہ محبت عشق میں کب تبدیل ہوئی اسکا انداز مجھے کچھ دیر پہلے ہی ہوا۔۔۔

اور زیادہ روشال کو اپنے اندر بھینچا۔۔ دونوں کی نظریں ایک دوسرے کی نظروں میں گم تھیں۔۔ آپ سے محبت تو پہلی رات کو ہی ہو گئی تھی یا یہ بولیں میرے دل کے مقام پر آپ اپنا پہلا قدم رکھ چکی تھیں۔۔ لیکن میں اس محبت کو جھٹلاتا رہا میں سوچتا رہا میں اپنی پہلی بیوی کے ساتھ غلط کر رہا ہوں۔۔ کتنے مہینے گلٹ میں رہا آپ سے اپنی محبت کو لے کر لیکن پھر میرے اللہ نے میرے دل میں یہ احساس اور جذبہ ڈالا بیویوں سے محبت کرنا ان کو برابری کے حقوق دینا ہم



پر فرض ہے یہی ہمارا ایمان ہے۔۔ یقین مانیں چھوٹی بیگم میں نے کبھی آپ میں  
اور رباب میں فرق نہیں کیا۔۔ یہ بولتے نواب عالیان کی آواز شدت سے زیادہ  
آنسو سے بھیگی اور ٹوٹی ہوئی تھی۔۔۔ پر میں پھر بھی یہاں خود سے یہ وعدہ توڑ گیا  
میں نے ہمیشہ اپنے آپ سے بولا میں آپ دونوں کو برابری پر رکھوں گا لیکن اس  
دل میں آپ کا مقام اُس سے زیادہ ہی ہوتا چلا گیا صحیح بولتے ہیں دل پر کسی کا اختیار  
نہیں ہوتا اور وہی ہوا میرے ساتھ آپ میری روح میں ایسی رچی بسی یہ نواب  
آج آپ کے لیے رو دیا آج پتہ لگا اگر کبھی آپ مجھ سے دور ہوئی تو واقعی شاید ہی  
حیدر آباد کا نواب عالیان زندہ بھی رہ سکے روشال جو مردہ جسم بنی نواب عالیان کا  
اظہار محبت سن رہی تھی جس کی ہمیشہ سے اُس کو چاہت رہی تھی کبھی تو اُس کے  
عشق کی آنچ نواب عالیان کو بھی بھگوئے گی لیکن جب وہ واقعی اظہار کر رہے ہیں  
تو روشال کا دل ہی اس اظہار کو سننے کا تمنائی نہیں رہا تھا کیوں کہ محبت جتنی بھی  
شدید ہو بار بار اپنی تذلیل برداشت نہیں کرتی۔۔ کوئی مسلسل بے قدری  
کرے۔ تو شاید اُس سے محبت تو رہتی ہے۔ مگر پھر اُس کی چاہت نہیں رہتی۔۔  
اس لیے محبت تو تھی آج بھی روشال کے دل میں اُنکے لیے لیکن اس اقرار کو سننے

کی چاہت نہیں تھی۔۔۔ چھوٹی بیگم آپ کیا جانے آپکا نواب کتنا آپکے عشق میں  
پڑھ گیا ہے آپکی فرما برداری آپکی معصومیت آپکے چنچل انداز کب کا میرا دل لے  
گیا تھا۔۔۔ اگر رباب میرا دل ہے تو آپ میرے دل میں خون بن کر گردش  
کرتی ہیں۔۔۔ پتہ ہے نہ خون نہ ہو تو دل بند ہو جاتا ہے سانس رک جاتی ہے یہ  
بولتے نواب عالیان نے مجسم بنی روشال کی جھکتے دونوں آنکھیں بہت ہی شدت  
سے چومی تھیں۔۔۔ آج اُنکے لمس میں اتنی شدت تھی کہ روشال پگھل کر فنا ہو  
جاتی۔۔۔ پھر بولے اگر وہ میری پہلی محبت ہے تو تم میری آخری محبت اور عشق  
ہو یہ بولتے ایک ہاتھ نرمی سے اُس کی کمر میں رکھتے اپنی طرف ہلکا سا کھینچتے اُس  
کے دونوں بھگیے عارض کو اپنے لبوں سے گھیلا کرتے اُس کے آنسو پی گئے تھے  
۔۔۔ میں پاگل تھا جو اتنے مہینے ایک گلٹ کو لے کر اپنے جذبات سے منہ موڑتا  
رہا پتہ ہی نہیں چلا چھوٹی بیگم کب آپ میرا پہلا عشق بن گئیں وہ بھی اس عمر میں  
اس نواب کو۔۔۔ تینتیس سال کا نواب عالیان اپنی اٹھارہ سال کی کم عشق ہوا ہے  
عمر نیلی آنکھوں والی شہزادی سے عشق کر بیٹھا ہے

یہ بولتے نواب عالیان کے سرخ عارض آنسوؤں سے بھگے تھے وہیں روشال ابھی  
بھی سپاٹ بنی اُن کو دیکھ رہی تھی یہ سنتے بھی اُسکے وجود میں ذرا حرکت نہیں  
ہوئی تھی۔ اُسکا ایسا ریکشن دیکھتے نواب عالیان آج سچی میں اتنی افیت میں تھے  
آج اُن کو پتہ لگ رہا تھا جب آپکے اظہار پر آپکا محبوب کوئی ردِ عمل نہیں دے تو  
کیسا محسوس ہوتا ہے آج یہ ایک بھرپور عمر کے نواب کو احساس ہوا تھا جب  
اُنہوں نے اپنی چھوٹی بیگم کے اظہار پر کوئی رِسپانس نہیں دیا تھا ایک گلٹ کے  
چکر میں۔۔۔

چھوٹی بیگم میرا یقین کریں میں آپ سے بہت عشق کرتا ہوں۔ یہ بولتے اپنے  
گھٹنوں کے بل سڑک پر بیٹھتے اپنے ہاتھ پھیلا کر اپنی روشال کے آگے اپنی محبت  
کی بھیک مانگ گئے تھے۔ ایسا منظر تھا جس سے پتہ چل رہا تھا ایک محبوب کی  
محبت اور اُسکا صبر خاموشی اتنی جان لیوا تھی کہ عاشق آج اپنے عشق کو منزل  
دینے کے لیے اُسکے آگے تک جھک گیا تھا اور وہ کوئی اور نہی اس سلطنت کا نواب  
عالیان علی خان تھا روشال جسکے عارض پھر سے آنسو کی لکیروں سے لال ہونے  
لگے تھے۔۔۔ دور رہیں مجھ سے نواب صاحب آپکی محبت بلکہ جھوٹی محبت اب

میرے نزدیک کسی اعتبار کے لیے قابل قبول نہیں۔۔۔ جائیں اپنی بڑی بیگم کے پاس اور اُن کے ساتھ اپنی محبت بڑھائیں اگر وارث چاہیے تو کوئی تیسری لے آئے کیونکہ یہ ماں اب اپنا انش اپنے جسم میں پلنے والے بچے کسی کو نہیں دے گی چاہے وہ ان بچوں کا باپ ہی کیوں نہ ہو۔۔۔

ایک دم نواب عالیان روشال کے پیٹ سے لپٹ گئے تھے اُنکے دونوں بازو اُسکی کمر اور پیٹ پر احتیاط سے بندھے تھے ایسے مت بولیں چھوٹی بیگم آپکا نواب آپکے لیے دیوانہ ہے یہ بچے آپکے ہی ہیں کوئی آپ سے نہیں چھینتا آپکے بچے۔۔

جھوٹ سب جھوٹ۔۔!! خود میرے بچے اپنی بڑی بیگم کو دینے کا وعدہ کر چکے ہیں اور بول رہے ہیں یہ صرف میرے ہیں۔۔ کیسے اتنا جھوٹ فریب بول لیا نواب صاحب غصے سی چیختے بولتی نواب عالیان کے ہاتھ بے دردی سے اپنے پیٹ سے جھٹک گئی تھی اور آنسو بے دردی سے صاف کرتی پھر سے رخ موڑنے لگی ایک دم نواب عالیان کھڑے ہوتے روشال کی کلائی پکڑتے اُس کو پھر سے کھینچ گئے تھے اپنی طرف۔۔۔ بنا صفائی جانے آپ کہیں نہیں جائیں گی جس گناہ کا آپ مجھے مجرم سمجھتی ہیں سنجیدہ پر درد بھرے لہجے میں بول گئے تھے۔۔۔ تو

رباب کو سنیں جو آپ بار بار بول رہی ہیں میں نے کمرے میں ہمارے بچے بس  
دینے کا کہا۔ تو اُس کی حقیقت بھی جان لیں میں نے ایسا کیوں بولا۔۔۔ نواب  
عالیان جو ابھی دو گھنٹے پہلے جو اُنکے رباب کے بیچ ہوا وہ بتانے لگے۔۔۔

-----

دو گھنٹے پہلے۔۔ نواب عالیان جو مہمانوں سے فارغ ہوتے اپنی چھوٹی بیگم کے  
کمرے کی طرف بڑھ رہے تھے۔ ایک دم رباب ہاتھ میں ایک فائل لیتے  
نواب عالیان کے آگے بے پناہ غصے سے گرجی عالیان!!!!!! کیا ہوا رباب تم  
ٹھیک ہونہ۔۔ نہیں ہوں میں ٹھیک نہیں ہوں میں تم مجھے دھوکہ دے سکتے ہو  
.. عالیان

I can't believe it!!!!

رباب جو ہاتھ میں پکڑتے کاغذات نواب عالیان کے منہ پر مار گئی۔۔۔ نواب  
عالیان نے اُلجھتے ہوئے شدید غصے سے اُن کاغذات کو دیکھا اور جھنجلاتے ہوئے  
اپنی پیشانی مل گئے تھے۔۔

جوابات اُنہوں نے بچوں کی پیدائش تک کسی کو نہیں بتانی تھی وہ رباب کو پتہ لگ گئی تھی۔۔۔

Listen rubab!!! What aliyan han what!!!

کچھ ہے بولنے کو تمہارے پاس یہ کیا ہے کیوں چھپایا مجھ سے۔۔۔ ابھی رباب حویلی کے اوپری پورشن میں برآمدے میں کھڑی اور بکواس کرتی نواب عالیان اُس کو ہاتھ سے پکڑتے کھینچتے اسٹڈی کی طرف بڑھے وہ یہاں کھڑے کوئی تماشا نہیں لگوانا چاہتے تھے اور نہ ہی چاہتے تھے کوئی گھر کا ملازم اُن کی کوئی ذاتی بات سنے۔۔۔

چھوڑو عالیان مجھے چھوڑو!!! غصے سے تپتے رباب بولتی جا رہی تھی آخر نواب عالیان رباب کو اسٹڈی میں لاتے اُس کا ہاتھ چھوڑ گئے تھے۔۔۔

What the hell aliyan, what are u doing  
han!!!!

رباب چیخی تھی۔۔۔ بس رباب بس اب آواز نچی رکھو!!! نواب عالیان بھی رباب کی اتنی بتمیزی پر آگے سے گرج اٹھے تھے۔۔۔ کیا آواز نچی رکھوں میں

ایک بانج ہوں تب ہی تم مجھ سے چھپا رہے تھے کہ روشمال کے دو بچے ہونے  
!!! والے ہیں۔۔۔ ایسی بات نہیں ہے رباب۔۔

نواب عالیان رباب کی طرف بڑھے تھے اُس کو سمجھانے کے لیے اُن کو پتہ تھا  
رباب ایسی ہی ہے ہر چیز کا بتنگڑ بنادیتی تھی لیکن کیونکہ وہ رباب سے محبت کرتے  
تھے اس لیے کبھی ان چیزوں پر اُسکی زیادہ روک ٹوک نہیں کی۔۔۔ میں نے بس  
پیدائش تک ہی چھپانا تھا میں چاہتا تھا ہمارے بچے حفاظت کے ساتھ اس دنیا میں  
آجائیں۔۔۔ نواب عالیان سنجیدگی سے بول گئے تھے۔۔۔ جھوٹ عالیان جھوٹ  
تم بھی مجھے اب شگون بانج عورت سمجھتے ہو نہ اس لیے چھپایا کیا بھول گئے یہ بچے  
میرے بھی ہیں۔۔۔ ہاں ہاں تمہارے بھی ہیں رباب میں نے کب منع کیا یا  
چھوٹی چھوٹی بیگم نے تمھے کبھی بولا اور بتاؤ ان آٹھ سالوں میں کسی نے اس حویلی  
میں تمھے بولا کبھی یا میں نے رباب مجھے بچہ چاہیے وہ تو بڑھتے وقت کے ساتھ  
دادی جان کی خواہش تھی لیکن اس خواہش پر تم نے ہی زور دیا تم نے زور دے  
کر بولا میں بچے کے لیے دوسری شادی کروں تو اب یہ واویلا کیوں ہاں  
کیوں۔۔۔ میں واویلا کر رہی ہوں یا تم مجھ سے اپنی خوشیاں چھپا رہے ہو فریبی

آدمی مت بنو۔۔۔ رباب تمیز کے دائرے میں ہر کسی سے تم اس حویلی میں بد  
لحازی کرتی پھرتی ہو کیا اب تم مجھ سے بھی اس لہجے میں بات کرو گی اس بات پر  
رباب کا منہ بنا تھا پہلی دفعہ عالیان رباب کو ایسے ڈانٹ لگا رہا تھا۔۔۔ جب کے  
آٹھ سال سے رباب کا جیسے من کرتا تھا ویسے سب سے بات کرتی لائک  
بد تمیزیاں کرتی اور سب سے زیادہ تو دادی جان سے کی ہیں رباب نے عالیان کے  
پیچھے میں بتمیزی کرتی ہوں نکلی طرح سے روتے بولی۔۔۔ دیکھو میں نے ایسا  
نہیں کہا لیکن جو تم کرتی ہو حویلی میں اُس سے بھی میں بے خبر نہیں۔۔۔ جتا گئے  
تھے نواب عالیان رباب کو کہ اُسکے غلط انداز کا اُن کو پتہ تھا جو وہ اس حویلی کے  
مکینوں ساتھ کرتی تھی۔۔۔ اچھا اب تم بھی مجھے طعنہ دو گے یہ دن آگئے ہیں اس  
میں میرے نہ مجھے میرے بچوں کا بتایا گیا اور اب یہ باتیں سننے کو مل رہی حویلی  
ہیں ایک کام کرتی ہوں میں چلی ہی جاتی ہوں نکلی انداز میں پھوٹ پھوٹ کر  
روتی دروازے کی جانب بڑھی نواب عالیان اُس کو کلائی سے پکڑتے روک گئے  
تھے۔۔۔ اپنی عورتوں کو وہ ایسے نہیں دیکھ سکتے تھے بیشک اب چھوٹی بیگم دل میں  
زیادہ بستی تھیں لیکن رباب بھی اُنکی پہلی محبت تھی اُس سے وہ منہ موڑ نہیں



سکتے تھے اور اُن کی باتیں وہ سمجھتی کہاں تھی۔۔۔ اپنے آپ میں رہنا زیادہ پسند کرتی تھی۔۔۔۔

کیوں روک رہے ہو عالیاں مجھ جیسی بانج عورت سے کیا مطلب تمہارا صحیح تم اپنے بچوں کو مجھ سے دور رکھ رہے ہو آخر میرا کالا سایہ تمہارے اور روشال کے بچوں پر پڑھ نہ جائے رباب نے اپنی آخری

چال رچ دی تھی جانتی تھی سامنے کھڑا انسان نرم دل کا مالک دوسروں کو دکھ میں نہیں دیکھ سکتا اور یہی ہوا رباب کے یہ الفاظ نواب عالیاں کے دل کو زخمی کر گئے تھے۔۔۔ رباب کیوں مجھے اپنے الفاظ سے تکلیف دے رہی ہو تمھے لگتا ہے کیا میں اتنا گر جاؤ گا خدا کی قسم تمھے چھوٹی بیگم اور میں آنے والے بچوں کی بڑی ماں مانتے ہیں اور اپنے آپ کو یہ غلط الفاظ سے پکارنا بند کر دو رباب اُسکا ہاتھ نرمی سے پکڑا رباب تھوڑا سادہ وازے کی اوڑھ دیکھتی آنسو بہاتی اپنا آخری داؤ کھیل

گئی۔۔۔ کیسے نابو لو اپنے آپ کو یہ سب عالیاں اتنی بد قسمت ہوں میں دیکھو میرا شوہر بدل گیا ہے وہ مجھے اس قابل نہیں سمجھتا کہ اپنی خوشی مجھے بتائے مجھے تو لگتا ہے اب تم مجھ جیسے بانج عورت سے محبت تک کرتے پچھتا رہے ہو ہاتھ چھڑاوتی بولی

رباب کا تھی رباب۔۔ بتاؤ رباب میں ایسے کیا کرو کہ تم مجھ سے راضی ہو جاؤ  
ہاتھ پھر سے تھامتے التجا کر گئے تھے رباب کا ٹوٹا ہوا انداز دل کو درد دے رہا تھا  
عالیان خان کے۔۔ رباب اپنے آنسو صاف کرتے عالیان کے آگے ہاتھ جوڑتی  
بولی بس ایک بار عالیان ایک بار اپنے منہ سے بول دو یہ الفاظ آواز دھیمی رکھی  
تھی ساتھ چوری چوری نگاہ دروازے کی طرف تھی۔۔ کونسے الفاظ نواب  
عالیان تجسس سے پوچھ گئے۔۔

پلز عالیان ایک بار میرے دل کی خوشی کے لیے جو پچھلے آٹھ سال سے سننے کے  
لیے ترس رہا ہے کہ میں بھی ماں بن سکتی ہوں میرے بھی بچے ہونگے جو مجھے ماما  
کہتے پکارے گے۔۔ بس ایک بار بول دو نا یہ بچے بس رباب تمہارے ہیں اور میں  
تم سے محبت کرتا ہوں تم میری پہلی محبت ہو تم سے محبت کر کے تو محبت کا مطلب  
سمجھا ہاتھ پھیلاتے بھیگ مانگتے بولی رباب شدت سے روتے رباب یہ بچے ہم  
تینوں کے ہیں۔۔ میں کیسے بول دو کہ یہ بچے صرف تمہارے ہیں۔۔ رباب  
ایکدم سے نواب عالیان کے پاؤں میں پڑھنے لگی پر وہ اسکو کندھوں سے پکڑتے  
روک گئے تھے۔۔ یہ کیا کر رہی ہو پاگل ہو گئی ہو کیا رباب اسکو سیدھا کھڑا کرتے

پریشانی سے بولے تھے نواب عالیان۔۔ ہاں پاگل ہو گئی ہوں میں عالیان خدا کے واسطے ایک بار اپنی زبان سے یہ الفاظ بول دو میں بھیگ مانگتی ہوں تمہارے آگے بس تھوڑا سا سکون میسر کر دو۔۔۔۔۔ پلزا اس بانج عورت کو یہ الفاظ بول کر اتنی شاطر تھی اسکو پتہ تھا روشال کا اپنے نواب پر اندھا بھروسہ ضرور اسکو یہاں لے ایگا اور اگر نا بھی آئے وہ آگے کے وقت کے لیے عالیان کو ایموشنلی کنٹرول کرنا ہی تھا پر جیسے رباب نے سوچا تھا وہی ہوا روشال کی اہٹ دروازہ پر محسوس کر .. گئی تھی

Listen me rubab!!!,

نہیں سنا اور کچھ بس ایک بار بول دونا عالیان پلزز۔۔۔ باب ضد کرتے بولی آخر  
نواب عالیان اُس کو اپنے سینے سے لگاتے بولے اُسکی ضد ختم کرنے کے لیے یہ  
جملے ادا کر گئے یہ جانے بنا اُن کی چھوٹی بیگم باہر کھڑی سب سن رہی ہے۔۔۔

رباب میری محبت ہاں بس تم ہی ہو میرے آنے والے بچوں کی ماں ہو تم میری پہلی محبت ہو تم سے محبت کری تب پتہ چلا مجھے محبت کا مطلب کیا ہوتا ہے میری

## رَبَابِ

-----

یہ سچائی بتاتے نواب عالیان رکے تھے اور بے بسی سے اپنی روشال کی طرف دیکھنے لگے جو نیچے زمین کو دیکھ رہی تھی اُسکی اب لیبر کی درد شروع ہو گئی تھی ہلکی ہلکی لیکن اس وقت کا درد اس درد سے زیادہ تھا۔۔۔ یہ ہوا تھا چھوٹی بیگم بس آپکا نواب اپنی بڑی بیگم کو تحفظ محسوس کرانے کے لیے یہ سب بول گیا یہ جانے بنا باہر اُس کی چھوٹی بیگم کا دل کرچی کرچی ہو رہا ہے۔۔

اب بتائیں کیا غلط کیا میں نے۔۔ میں تو بس آپ دونوں میں توازن قائم کرنا چاہتا تھا۔۔ اور کرتے کرتے خود بھی اس حال میں پہنچا اور آپکو بھی پہنچا ڈالا۔۔۔ آنکھ سے آنسو گرا تھا۔۔۔ جو شاید ندامت کا تھا!!!! ایک دم روشال مدھم سے بولتی اونچی آواز میں بولنے لگی جھوٹ جھوٹ سب جھوٹ۔۔ آپ دونوں ملے ہوئے ہیں آپ دونوں میاں بیوی جھوٹے فریبی ہیں۔۔ ایک تو ان آٹھ مہینوں میں مجھے روز فون کر کے بولتی تھی یہ بچے صرف اُس کے ہیں روز جتلاتی تھی مجھے پر میں ہی پاگل تھی آپکے عشق میں خود سے بولا کرتی تھی بیشک میرے نواب جی میرا عشق نا اپنائیں پر وہ میرے ساتھ اتنی بڑی نا انصافی نہیں ہونے

دیں گے۔۔۔ لیکن میں ہی پاگل بے وقوف تھی جو آپ کی جھوٹی پرسنلٹی پر مر مٹی تھی۔۔۔ اور آپ کیا کر گئے اپنا آپ ہی میرے سامنے جھوٹا دکھا کر یہ پیپرز بنا کر رکھ دیئے اب روشال نے اپنے ہاتھوں میں پکڑے اُن پیپرز کو نواب عالیان کے منہ پر مارا تھا۔۔۔ نواب عالیان جو پہلے ہی صدمے کی کیفیت میں تھے اُن کے بولتی تھی وہ رباب کے پیچھے رباب روشال سے ایسی باتیں کیا کرتی تھی جھوٹ اوپر اتنے سالوں کا اعتبار چکنا چور ہو رہا تھا اور وہیں وہ پیپرز اٹھاتے دیکھتے اُن کا رباب کے اوپر سارا یقین بھروسہ آج پانی کی طرح مٹی میں مل گیا تھا۔۔۔ یہ سب رباب نے کیا!! اپنی دھیمی ہوتی سانسوں کے ساتھ بولے نواب عالیان۔۔۔ آٹھ سال کا بھروسہ سب پل میں زمین بوس ہوا تھا۔۔۔

نواب عالیان کا جیسے دل بند ہو رہا تھا۔۔۔ اُن کو ایسے لگ رہا تھا اگر وہ کچھ دیر اور یہ پیپرز دیکھیں گے تو زمین پر بند دل کے ساتھ گر جائیں گے۔۔۔ روشال جو سرد آنکھوں سے نفرت لیے ان پیپرز کو اور بجھی بے اعتباری آنکھوں سے نواب عالیان کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ اور اُسکے چہرے پر آنسو کے ساتھ تمسخراتی ہنسی تھی۔۔۔۔۔ نواب عالیان نے اُن پیپرز کو پھر دیکھا یقین ہی نہیں آ رہا تھا جس عورت کو

اتنے سال اتنا مان دیا وہ اتنا بڑا کھیل رچ گئی۔۔ کیونکہ سامنے کھڑی معصوم پاکیزہ لڑکی کبھی جھوٹ نہیں بول سکتی تھی اتنا پکے یقین تھا اُن کو روشال پر۔۔۔ اور وہ پیپرزدیکھتے بھی اُن کو پورا پتہ چل گیا تھا یہ سب جھوٹ رباب کا بنایا ہوا ہے۔۔۔ اب اپنی حالت پر نواب عالیان روتے ہنستے تھے۔۔ خنجر جو اُس عورت نے ایسا مارا تھا۔۔ وہ آسمان کی طرف نم آنکھوں سے دیکھ گئے۔۔۔

کیا ہوا نواب صاحب۔۔ ہنستی بولی تھی آپکا فریب جھوٹ دھوکا آپ سے دیکھا نہیں جا رہا کیا۔۔ یہی تو حقیقت ہے آپ حویلی کے لوگوں کی خاص طور پر اس شہر کے رحم دل نواب عالیان علی خان کی جو اپنی پہلی بیگم کے لیے دوسری کے ساتھ بھرپور دھوکا دھری کر رہے ہیں

روشال۔۔۔۔۔!!!!!! نواب عالیان بے حد ٹوٹے انداز میں بولے کیا بولتے آخر اُن کو اُس عورت نے اپنے عشق کے آگے کچھ بولنے کے قابل ہی نہیں چھوڑا تھا اتنا جھوٹ کا جال جو بھون دیا تھا اس معصوم لڑکی کے چاروں طرف وہ بھی اُنکا نام لے کر۔۔۔۔۔

مت لیں اپنی زبان سے میرا نام۔۔ مت لیں نفرت ہو رہی ہے مجھے آپ کی زبان  
سے اپنا نام سن کر بھی۔۔ کیا اپنے جھوٹ کا جھوٹا ثبوت دینگے آپ نواب  
صاحب۔۔ ہے ہی کچھ نہیں آپ کے پاس ہو گا بھی کیا آپ دونوں ملے ہوئے جو ہیں  
روشال کو توڑنے کے لیے اور اُسکی صحیح اوقات اُس کو دکھانے کے لیے۔۔۔ یہ  
بولتی روشال ہذیانی انداز میں چیخی تھی۔۔ نہیں نہیں چھوٹی بیگم یہ سب ایسا نہیں  
ہے جیسا آپ کو دکھایا گیا ہے۔۔۔ پھر سے روشال کو پکڑنے لگے دور رہیں مجھ سے  
مجھے نفرت ہے اب آپ کے چھونے سے دور رہیں۔۔

نہیں رہ سکتا دور روشال آپ میرا عشق ہو نواب عالیان کندھوں سے پکڑتے  
روشال کو بول گئے تھے۔۔۔

روشال نے بے دردی سے نواب عالیان علی خان کو دھکا دیا تھا۔۔۔ اور اپنے  
دوپٹے سے اپنا چہرہ پہنچتے بولی۔۔ دھتکارتی ہوں میں آپ کی محبت کو دھتکار ہے مجھے  
آپ کے جھوٹے فریبی پیار پر۔۔۔ ویسے ہی دھتکار دیتی ہوں جیسے اُس ڈیرہ کی رات  
آپ نے میری محبت کو دھتکار دیا تھا۔۔۔۔

یہ سنتے نواب عالیان علی خان کی جسم سے جیسے روح نکلی تھی۔۔ آج پورے جسم میں درد کی ایک لہر دوڑی تھی۔۔۔ نواب عالیان خان جیسے ایک مضبوط مرد کے قدم لڑکھڑائے تھے۔۔

وہ اب زمین کو دیکھ رہے تھے آج ہر طرف سے جیسے اُن کی ہار ہی ہار تھی روشال جو نواب عالیان خان کو درد سے لبریز آنکھوں سے دیکھتی مڑی ہی تھی جانے کے لئے۔۔

ایک دم وہ اپنا پیٹ پکڑتے شدّت سے گلا پھاڑ کر چیخی تھی روتے ہوئے۔۔

یا اللہ میرے بچے!!!!!! روشال کے چیخنے پر نواب

عالیان اپنے صدمے کی کیفیت سے نکلتے بدحواسی کے عالم میں

روشال کی طرف بڑھتے اُس کو تھام گئے جو درد بھری چیخوں سے چلا رہی تھی۔۔

نواب عالیان جو تیزی سے ایک ہی جست میں اپنی درد سے چلاتی چھوٹی بیگم کی

طرف بڑھے تھے روشال جو درد سے چیخ رہی تھی روشال!! یہ بولتے نواب



عالیان اپنی چھوٹی بیگم کو پیچھے پشت سے پکڑتے تھام گئے تھے روشال جو پیٹ پر ہاتھ رکھے درد سے چلا رہی تھی۔۔۔ اہ اُم۔۔۔ میرے بچے میرے بچے نہیں۔۔۔ نہ۔۔۔ نہیں۔۔۔ نواب عالیان بھی روشال کے ہاتھوں پر ہاتھ رکھتے بولے۔۔۔  
کچھ نہیں ہوگا آپکو اور ہمارے بچوں کو! روشال جو تڑپتے ہوئے رو رہی تھی ایک دم روتے ہوئے بولی نواب صاحب آپکے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں میرے بچے بچا لیں انکے بنا میں نہیں رہ سکتی یہ روشال جو آگے ہی مر گئی ہے اگر ان کو کچھ ہوا تو میں واقعی میں مر جاؤں گی یہ بولتے نواب عالیان کی قمیض آگے سے پکڑتے اُن کو جھنجھوڑ گئی تھی اس وقت اٹھارہ سال کی

روشال کوئی کملی اور پاگل معلوم ہو رہی تھی ایک چھوٹی سی ماں اپنے بچوں کی زندگی کے لیے اپنے اُوحسان کھورہی تھی نواب عالیان درد میں چوڑا اپنی چھوٹی سی بیگم کو اپنے سینے میں بھرتے بولے۔۔۔ کچھ نہیں ہوگا آپکے بچوں کو چھوٹی بیگم کچھ نہیں ہوگا یہ بولتے روشال کے بالوں کو چوم گئے تھے یہ سنتے روشال نے آنکھیں بند کی تھیں پر ایک دم اُسکی آنکھوں میں آگے اندھیرا سا آیا تھا اور شدید درد کی لہر دوڑی تھی نواب صاحب میرے بچے ایک دم روشال اپنا سارا آپ

نواب عالیان کے اوپر چھوڑ گئی تھی۔ چھوٹی بیگم !!! نواب عالیان تڑپ کے ساتھ اپنے سینے سے لگاتے درد میں کراہتی روشال کو اپنی گود میں اٹھا گئے تھے۔ میں آپکو اور ہمارے بچوں کو کچھ نہیں ہونے دوں گا چھوٹی بیگم یہ بولتے درد سے چیختی روشال کو لیے پوری تیزی اور دھیان کے ساتھ اپنی گاڑی کی طرف بڑھے اور پراسنجر سیٹ کھولتے احتیاط سے روشال کو بٹھایا۔ روشال جس کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں شدت اتنی زیادہ تھی اب پورا چہرہ اُس کا آنسوؤں سے بھرا ہوا تھا تیز سانسیں لے رہی تھی۔

چھوٹی بیگم !!! نواب عالیان روشال کا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے بولے! میں کچھ نہیں ہونے دوں گا !!! روشال جو بس گہری سانسیں لیتے اُن کو دیکھ رہی تھی نواب عالیان جو خود اندر سے ہلے ہوئے تھے لیکن پھر بھی وہ اپنی چھوٹی سی گڑیا کے لیے ہمت باندھ رہے تھے لیکن روشال کی آنکھوں میں ابھی بھی اُن کے لیے خالی پن تھا لیکن اپنی اولاد کے لیے بے پناہ فکر تھی ایک دم نواب عالیان کا ہاتھ پکڑتے بولی۔۔۔

نواب صاحب اپنے بچوں کو بچالیں اور انکے ہاتھ میں اپنا چہرہ رکھتے رودی تھی یہ دیکھتے نواب عالیان کی آنکھوں سے آنسو لکیروں کی مانند گرے تھے وہی اپنی گڑیا کے منہ سے نواب صاحب سننا انکا دل نئے سرے سے زخمی کر رہا تھا آخر اپنے آپکو پھر مضبوط کرتے بلند آواز میں بولے نواب عالیان علی خان۔۔ روشال عالیان علی خان اور اُس کے بچوں کو کچھ نہیں ہو گا یہ بولتے اُسکے آنسوؤں سے بھگے عارض کو بچوں کی طرح تھکتے اُس کی طرف کادروازہ بند کرتے ایک ہی جست میں اپنی طرف کادروازہ کھولتے ڈرائیونگ سیٹ سمجھالی تھی اور ایک لمبا سانس چھوڑتے اپنی چھوٹی بیگم کی طرف دیکھتے جو درد میں تڑپ رہی تھی گاڑی سٹارٹ کی یہ بولتے دیوانوں کی طرح کچھ نہیں ہونے دوں گا کچھ بھی نہیں۔ اب نواب عالیان علی خان کی گاڑی پوری سپیڈ سے ڈاکٹر تعبیر کے ہسپتال گائناکالوجسٹ تھیں۔ کی طرف رواں دواں تھی جو حیدر آباد کی بہترین

---

نواب عالیان علی خان کی گاڑی ہسپتال کے کارپارچ میں آکر رکی تھی انہوں نے آدھے گھنٹے کا سفر تقریباً پندرہ منٹ میں طے کیا۔ نواب عالیان اپنی طرف سے

نکلتے روشال کی سائڈ بڑھے اور اُسکی طرف کا دروازہ کھولتے درد سے بے حال  
روشال کو اپنی گود میں اٹھاتے بے تابی کے عالم میں اندر کی طرف بڑھے تھے  
۔ جیسے وہ گائنی پرائیویٹ روم کی طرف بڑھے جہاں ڈاکٹر تعبیر پہلے ہی اپنے عملے  
کے ساتھ کھڑی نواب عالیان کا انتظار کر رہی تھیں کیوں کہ راستے میں ہی  
اُنہوں نے ڈاکٹر تعبیر کو کال کرتے روشال کی کنڈ لیشن کا بتا دیا تھا۔  
باہر بھی نواب عالیان علی خان کے اپنے گارڈز سب پہنچ چکے تھے پورے ہسپتال  
کو احصار میں لے لیا گیا تھا۔

ڈاکٹر تعبیر! روشال جو نواب عالیان کے سینے سے لپٹی تھی اُسکے دونوں ہاتھ انکے  
کندھوں کے گرد ہار بنے تھے وہ درد سے کراہ رہی تھی بار بار ایک چھوٹی سی تڑپتی  
ہوئی ماں کی زبان سے اپنی ماں کا نام نکل رہا تھا۔ امی امی!! ان لمحات میں ایک  
ماں ہی ہوتی ہے جو اپنی بیٹی کو سمجھا لیتی ہے جن کی نہیں ہوتی کوئی اُس بیٹی سے  
اُس کا درد پوچھے کیا گزرتی ہے بنا ماں کے ہونا۔۔۔ ماواں ٹھنڈیاں

چھاواں!! ڈاکٹر تعبیر اور انکی اسسٹنٹ تیزی سے نواب عالیان کی طرف بڑھے  
تھے۔۔۔ ڈاکٹر ڈاکٹر!!! میری چھوٹی بیگم! نواب عالیان جو سنجیدگی سے بولے

دل اُنکا اپنی چھوٹی بیگم کے لیے بہت آبدیدہ تھا انکی باہوں میں موجود لڑکی تو اُنکا  
سب تھا یہ احساس ہی بہت جان لیوا تھا۔

مسٹر عالیان پلزر و شال کو آپ روم میں لٹھائیں ہم دیکھتے ہیں۔۔۔ جی!! اتنے  
بولتے تڑپتی ہوئی ر و شال کو لیے اپنے بھاری قدموں کے ساتھ کمرے کی طرف  
بڑھے اور ر و شال کو بیڈ پر آرام سے لیٹا گئے۔۔ ڈاکٹر تعبیر اور اُنکا سارا عملہ اندر  
جمع ہو گیا تھا مشینیں آن کر دی گئی تھیں نواب عالیان جن کی نگاہیں اپنی چھوٹی  
بیگم پر تھیں جو بیڈ پر لیٹے درد کی شدت سے مرنے والی ہو رہی تھی کبھی وہ آپنا سر  
دوسری طرف پٹختی تو کبھی دوسری طرف نہ۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ ہو رہا مجھ سے  
برداشت نہیں ہو رہا۔۔۔ یا اللہ۔۔۔ امی۔۔۔ آخر ر و شال کے منہ سے جو نام ادا  
ہوا اتنے درد میں۔۔۔ نواب جی نواب جی! ر و شال اپنا سر اُن کی طرف کرتی بولی جو  
اُسی پر جھکے اُسکے سر پر ہاتھ رکھے کھڑے تھے اس وقت نواب عالیان ایک باپ  
اور شوہر کی طرح اپنی چھوٹی سی گڑیا کے پاس کھڑے تھے جو بہت ہی سخت  
مراحل سے گزر رہی تھی۔

ان مراحل سے گزر کر ہی تو ایک عورت کے پاؤں میں جنت رکھی جاتی ہے۔ اپنا  
نام اپنی گڑیا کے منہ سے سنتے نواب عالیان رو دیے تھے وہ اپنا سر اپنی روشال  
کے سر سے ٹکائے اور اُسکے عارض کو نرمی سے ملتے بولے۔۔ کچھ نہیں ہوگا آپکو  
جب تک آپکا نواب ہے! آواز میں اتنا جنون تڑپ اور پاگل پن تھا روشال کچھ  
سیکنڈز انکی حوصلہ افزائی سنتی آنکھیں موند گئی تھی آپکو اپنے بچوں کے لیے ہمت  
کرنی ہوگی چھوٹی بیگم اور اس جنگ کو لڑتے ایک بہادر لڑکی کی طرح باہر آنا ہی ہو  
گاہ بولتے اپنا ہاتھ اُس کے پیٹ پر رکھتے پورے حوصلہ دینے والے لہجے میں  
بولے۔ روشال نے معصومیت سے روتے اپنا سر ہاں میں ہلایا تھا اُس کو اپنے  
بچوں کے لیے ہر درد سہنا ہی تھا ڈاکٹر تعبیر اور اُنکا سارا عملہ حیران تھا کہ حیدر آباد  
کا نواب اپنی بیگم کے لیے رو رہا تھا وہ نواب جو ایک بھرپور مضبوط مرد تھا وہ پورا  
ٹوٹا ہوا لگ رہا تھا۔ نواب عالیان جو اپنی درد بھری آنکھیں روشال کی آنکھوں  
میں گاڑھے ہوئے تھے جو گہری سانسیں لیتے اب اپنا نچلے لب کاٹے درد کی اٹھتی  
تیز دھاڑ لہریں اپنے پورے بدن میں برداشت کر رہی تھی۔ ایک دم آگے

بڑھتے ڈاکٹر تعبیر بولی!! مسٹر عالیان پلز آپ ابھی باہر جائیں مجھے روشال کو دیکھنا لیکن ڈاکٹر میں اپنی گڑیا کو چھوڑ کر نہیں جاسکتا .

پلز آپ کو جانا ہو گا ہمیں ہمارا کام کرنے دیں آخر نواب عالیان آہستگی سے اپنا ہاتھ اپنی چھوٹی بیگم کے ہاتھ سے چھڑانے لگے اب دونوں کی نظریں اُن انگلیوں پر تھیں جو آہستہ آہستہ چھوٹ رہی تھیں۔

آخر نواب عالیان اپنا ہاتھ روشال کے ہاتھ سے جدا کرتے اُس کو دیکھتے اپنی لال آنسوؤں سے بھری آنکھیں مسلتے باہر کی طرف بڑھ گئے تھے روشال کی آنکھیں جو

دروازے کی طرف لگی اُن کو باہر کی طرف جاتا دیکھتی رہ گئی تھیں اب آنسو اُسکے عارض سے ہوتے اُسکی نازک گردن کا حصہ بن رہے تھے۔

---

نواب عالیان علی خان جو دیوار سے ٹیک لگائے کھڑے تھے اُنکا چہرہ اوپر کی طرف تھا کب سے وہ چھت کو گھورتے اپنی روشال کے الفاظوں کو یاد کر رہے تھے آخر اپنے آپ سے ہی گویا ہوئے من ہی من میں . کیوں میں نے کبھی سمجھنے کی

کوشش نہیں کی میری چھوٹی بیگم میری گڑیا کس افیت سے گزر رہی ہے کیوں  
میں نے رباب پر اتنا اندھا اعتبار کیا کہ وہ میرے پیٹ پیچھے روشال کو ہی توڑتی جا  
رہی تھی کیسے عالیان تو دونوں میں توازن قائم کرنے کے چکر میں اپنی گڑیا کے  
ساتھ اتنی بڑی نا انصافی کر گیا یہ سوچتے ہوئے نواب عالیان کے آنسو بنا کسی  
رکاوٹ کے اُنکے سرخ عارض پر پھسل رہے تھے آخر نواب عالیان بولے ایک  
دیوانے عاشق کی طرح! عورت تو ایک تصویر کی مانند ہوتی ہے اگر وہ کسی  
قدر دان مرد کے ہاتھ لگے تو وہ کبھی اپنا رنگ نہیں کھوتی! تو پھر میں نے کیسے اپنی  
ہی چھوٹی بیگم اپنے عشق عالیان کو نظر انداز کر دیا کیسے میں اُنکے اندر چلتے خیالات  
کو نا سمجھ سکا کیسے میں انکی تکلیف کو نہ سمجھ سکا کیوں میں دونوں میں توازن قائم  
کرنے کے چکر میں اپنے گڑیا کو نظر انداز کرتا رہا کہ وہ مجھ سے اتنا روٹھ گئی ہے کہ  
وہ اپنے نواب جی کو دھتکار رہی ہے، رخ مورتے دیوار پر اپنا ہاتھ زور سے مار گئے  
تھے کیسے ہاں کیسے میں یہ کر گیا کیسے اپنی غلطیوں کا اپنی نا انصافیوں کا خمیازہ ادا  
کروں گا۔۔۔۔۔ کیسے۔۔۔۔۔ چلا اٹھے تھے میں واقعی ایک قدر دان مرد نہیں بن سکا  
خدا نے ایک پھول جیسی لڑکی میری زندگی میں شامل کی تھی اور میں اُس کو صحیح



طرح سنبھال ہی نہیں سکا بس ایک دفعہ ایک دفعہ آپ ساتھ خیریت سے نکل آئیں چھوٹی بیگم آپ سے میں وعدہ کرتا ہوں میری صبح اور شام بس آپ پر ہی ہو گی اب پھر سے وہ ٹیک لگا کر اپنی روشال کے لیے بے پناہ فکر لیے کھڑے تھے ایک دم ڈاکٹر تعبیر آئیں باہر۔۔۔ مسٹر عالیان ایک بہت ضروری آپ سے بات کرنی ہے ٹیک چھوڑ کر سیدھا کھڑے ہوئے کیا ہوا ڈاکٹر دل بوجھل سا ہوا تھا . نواب عالیان کا! ایک دم بولے ڈاکٹر تعبیر سے

وہ مسٹر عالیان ابھی فلحال ہم روشال کے اندر ہاتھ نہیں ڈال سکتے۔۔ مطلب کیا ہے آپکا نواب عالیان سرد تاثرات لیے ایک دم اُلجھتے نقوش کے ساتھ پوچھ گئے تھے۔

مطلب یہ ڈاکٹر تعبیر تھوڑا ڈرتے بولی تھیں اتنی سی دیر میں اُن کو پتہ لگ گیا تھا سامنے کھڑا بے حد رحمدل انسان اپنی دوسری بیوی کے لیے کس حد تک پاگل تھا وہ سربا ت یہ ہے ابھی روشال کانواں مہینہ شروع ہونے میں دو دن باقی ہیں اگر ہم نے ہاتھ ڈالا کچھ بھی ہو سکتا ہے یہ سنتے ایک دم نواب عالیان کی آواز اونچی ہوئی تھی کسی عورت کے آگے ورنہ عورت کی عزت کیسے کی جاتی ہے کوئی

حیدر آباد کے نواب سے سیکھے آج انکی آواز اپنی ہی بیوی کی ڈاکٹر کے آگے اس لیے بلند اور سرد ہوئی کیوں کہ اندر اُن کی زندگی جو ایک جنگ لڑ رہی تھی --- بولیں ڈاکٹر کیا بولنا چاہتی ہیں تنے نقوش کے ساتھ بے حد سنجیدگی لیے بولے وہ مسٹر عالیان اگر ہم نے اگر ابھی آپریٹ کا سوچا تو ماں اور بچہ دونوں کی زندگی کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے اور نارمل ڈیلیوری ہونے میں ابھی وقت ہے کہ بچے ہیوی ہیں بہت اور روشال میں اتنی لیکن وہ بھی اب رسک پر ہے کیوں جان نہیں کہ وہ اس درد کو جھیل سکے ابھی ویسے بھی دو دن پڑے ہیں آٹھواں مہینہ میں بچے کو جنم دینا ماں اور بچے دونوں کے لیے خطرے کی علامت ہوتا ہے یہ سنتے نواب عالیان بے بسی سے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے بولے۔۔ دیکھیں ڈاکٹر کچھ تو کریں وہ تکلیف میں ہے دل کا حال جو تھا وہ بس عالیان علی خان ہی جانتے تھے دل کر رہا تھا خود کو ایسی سزا دیں کہ انکے شہر کے لوگ اپنے نواب کا انجام دیکھیں کیسے اُنہوں نے اپنی چھوٹی معصوم بیوی کی معصومیت ختم کرتے

اُس کو ایک مجسمہ بنا ڈالا

اُس ننھی سی گڑیا کو اتنی تکلیف دے دی تھی۔ دیکھیں مسٹر عالیان ہمیں انتظار کرنا ہو گا اس وقت میں ہاتھ نہیں ڈال سکتی کچھ گھنٹے مجھے روشال کی کنڈیشن کو اوبسرو کرنا ہو گا تب ہی میں اور میری ٹیم فیصلہ لے گی کیوں کے شاید روشال نے پچھلے کچھ گھنٹوں میں کچھ زیادہ ہی اسٹریس لیا اور کچھ زیادہ ہی اُنہوں نے اس حال میں اپنے وجود کو حرکت دی ہے جس سے بہت پیچیدگیاں بھی بڑھ گئی ہیں۔

دیکھیں ڈاکٹر تعبیر میں آپکے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں میری روشال کو کچھ نہیں ہونا چاہیے کچھ بھی نہیں۔

نواب عالیان جو اپنی روشال کے لیے ایک ڈاکٹر کے آگے ہاتھ جوڑ گئے تھے۔ پلز مسٹر عالیان آپ ایسے نا کریں

We are trying our best

انشاء اللہ خدا کے حکم سے سب بہتر ہو گا روشال ہماری انڈر اوبسرویشن میں ہے میں خود اُس کے پاس ہوں اللہ نے چاہا اُس معصوم بچی کے حق میں سب بہتر ہو گا

یہ سنتے نواب عالیان ڈاکٹر تعبیر کو دیکھتے ہلکا سا ہاں میں سر ہلاتے اپنی آنکھیں بند کر رہے تھے۔

ڈاکٹر تعبیر جو روشمال کے پاس بڑھ گئی تھیں۔ نواب عالیان جواب بے چینی سے کاریڈور میں چکر کاٹ رہے تھے وقفے وقفے سے روشمال کی درد سے بھری چیخوں کی آواز آرہی تھی اُس کی چیخیں سنتے اُنکا دل باہر آنے کو بے تاب تھا کتنی بار اُنہوں نے ڈاکٹر سے کہا اُن کو روشمال کو دیکھنے دیں پر ابھی ڈاکٹر نے اُن کو اندر آنے سے منع کیا تھا۔ نواب عالیان پھر سے اضطراب کی کیفیت میں کمرے کی طرف بڑھتے اُنکا فون بجاتا تھا۔ وہ فون کاٹنے ہی لگے تھے ایک دم فون پر جو نمبر دیکھا وہ دیکھتے نواب عالیان اٹھا گئے تھے وہ حیدر آباد کے کمشنر کا نمبر تھا جس سے نواب عالیان کے اچھے تعلقات بھی تھے ہیلو جی کمشنر بولو!! سلام کرتے اس نواب عالیان وجہ پوچھ گئے تھے انکو جہاں اپنی بیگم بچوں کی فکر تھی وہیں وہ اپنے شہر سے غافل نہیں ہو سکتے تھے۔ آخر وہ اس شہر کے نواب تھے سارا سسٹم اُنکے اندر تھا یہاں کا۔

ہیلو!!! جی بولیں۔۔۔ کیا مطلب۔۔ یہ بولتے نواب عالیان کی فون پر پکڑ  
مضبوط ہوئی تھی اُنکے نقوش حد سے زیادہ تنے تھے پیشانی پر بل پڑے تھے۔۔ وہ  
اپنے ایک ہاتھ کی مٹھی بند کر گئے تھے۔۔ جو فون پر کمشنر نے بولا تھا وہ سن کر  
نواب عالیان کا پارہ ہائی ہو رہا تھا اس شہر میں کسی کی اتنی مجال نہیں تھی وہ نواب  
عالیان کے ذاتیات انکی ذاتی زندگی اُن کی فیملی سے متعلق کوئی بات کر سکے اور  
یہاں تو کمیشنر اُن کی بیوی رباب کے بارے میں بات کر رہا تھا ایک دم نواب  
عالیان فون پر گرج اٹھے تھے ایک دائرے میں رہ کر بات کریں کمیشنر آصف  
جانتے ہیں نہ یہ شہر کس کا ہے اور آپ تو ایسی گھٹیا بات میری بیوی کے متعلق ہی  
فون پر کر رہے ہیں۔۔ کیا ثبوت ہیں آپ کے پاس یہ بولتے نواب عالیان کی  
آنکھیں خون چلکھا رہی تھیں۔

دوسری طرف کمیشنر آصف جو اپنے شاندار آفس روم میں بیٹھا تھا اپنی پیشانی  
ملتے بولا۔۔ دیکھیں نواب صاحب ہم جانتے ہیں کہ یہاں کا سسٹم بھی آپ کا ہے  
لیکن آپ کی بیوی ہمیں جہاں سے ملی اُن کو ہم ایسے نہیں چھوڑ سکتے کچھ تصویریں  
ہیں میں آپ کو بھیج رہا ہوں جب آپ آئیں گے خود پولیس اسٹیشن تو ہم آپ کی بیوی کو

خود آپکے ساتھ بھیج دیں گے لیکن آپ کو خود آنا ہو گا جو اُن کے ساتھ تھا وہ بھی بہت با اثر آدمی ہے وہ نکل گئے تھے پر یہ وہاں پولیس کے ہاتھ پکڑی گئیں۔ کیا نام تھا اُسکا !!! نواب عالیان سنجیدگی سے طیش کے عالم میں پوچھ گئے تھے۔

نواب صاحب اُس انسان کا نام ہے فیصل گیلانی۔ !!! یہ نام سنتے نواب عالیان کے پاؤں تلے زمین نکلی تھی زبان نے اور لفظ ادا کرنے سے انکار کیا تھا آخر اپنی پہلی سانس کے ساتھ اٹک کر بولے بہت ہی دھیمی آواز میں۔۔ فیصل گیلانی اور نواب عالیان جو پہلے ہی ٹوٹے ہوئے تھے اُنکا وجود رباب یہ بولتے ہوئے بھی اور زیادہ زلزلے کی زد میں آیا تھا نواب صاحب پلنر آپ اپنا واٹس ایپ چیک کریں میں نے بہت کچھ آپکو بھیجا ہے پر یقین مانے مسز عالیان آپکی واٹف ہیں اس لیے ہم اُن کی پردہ داری کر رہے ہیں آپ آجائیں ہم آپکی واٹف کو آپکے ساتھ کر دیں گے یہ بولتے کمیشنر نے فون رکھ دیا تھا اور نواب عالیان جو بے یقینی سے کھڑے تھے اُن کا روم روم اس وقت درد کا شکار تھا شاید بے وفائی کا درد وہ بھی اُس عورت سے جس سے اُنکا اٹھ سال کا تعلق رہا۔

ابھی نواب عالیان اپنی ہی سوچوں میں گم تھے اُنکا فون بجا تھا نواب عالیان نے  
کانپتے ہاتھوں کے ساتھ اپنا واٹس ایپ کھولا اور جو سامنے تھا وہ دیکھتے نواب  
عالیان کے ہوش باختہ ہوئے تھے۔ پوری روح اندر تک نواب عالیان جیسے  
حوصلہ مند انسان کی کانپ گئی تھی کیوں کہ اُنکا اب واٹس ایپ پورا کا پورا رباب  
اور فیصل گیلانی کی تصویروں سے ہی نہیں رباب کی اور بھی بہت سے لڑکوں کے  
ساتھ بہت ہی الگ پوز کی تصویروں سے بھرا ہوا تھا رباب بہت ہی شارٹ وائٹ  
ماڈرن ڈریس میں حیدر آباد کے کلب میں فیصل گیلانی کی گود میں بیٹھی ایک ہاتھ  
سے وائٹ پی رہی تھی اور ایک ہاتھ میں سگریٹ تھا بہت سی تصویریں رباب اور  
فیصل گیلانی کی ایسی تھیں جن سے اُنکے گہرے بے باک رشتے کی پہچان ہو رہی  
تھی اور کئی تصویروں میں رباب بہت سے آدمیوں کے ساتھ اکیلی بیٹھی جو  
کھیل رہی تھی اور کئی جوان لڑکوں کے ساتھ ڈانس کرتے اُنکے ساتھ بہت ہی  
زیادہ ٹچی ٹچی تھی یہ سب تصویریں دیکھتے نواب عالیان نے فون اٹھا کر دیوار پر مار  
ناچا ہاتھ جس عورت کو اتنے سال اپنے دل کے اونچے مقام پر مہارانی کی طرح  
بٹھایا آج وہ ایک وحشیہ بنتے ایک پاک رشتے کے تقاضے کو بھرے بازار میں نا

محرم مردوں کی پسند کا سامان بنتے تار تار کر رہی تھی آج پتہ لگا تھا نواب عالیان کو ایک چھپی ہوئی وحشیہ عورت کو نسی ہوتی ہے جس کے نزدیک نکاح جیسا پاک رشتہ بس ایک خالی کاغذ کی طرح ہوتا ہے جس کو وہ ایک سرٹیفکیٹ بنا کر اپنے شوہر کی ہی ناک کے نیچے سر عام فہاشی کا بازار گرم کرتی ہیں نواب عالیان فون بند کرتے طیش کے عالم میں خون اُتری آنکھیں لیے اپنے بھاری قدموں سے باہر کی طرف بڑھ گئے تھے آج ایک شوہر کو اُسکی اٹھ سال کی وفا کا یہ صلح ملا تھا اُسکا حساب تو ایک وفادار شوہر نے اپنی بیوفا بیوی سے پورا کرنا ہی تھا۔

---

کچھ ہی دیر میں نواب عالیان کی گاڑی پولیس اسٹیشن کے باہر تھی آج نواب عالیان علی خان پہلی دفعہ ایسی جگہ پر اپنے گارڈز کے بنا آئے تھے وہ جگہ جہاں وہ قدم ہی رکھتے تھے پورا سسٹم اُن کے پاؤں میں جھک جایا کرتا تھا آج وہیں اُن کی عزت اُن کی بیوی نے ہی اُن کی عزت کی نیلامی کر ڈالی تھی وہ جگہ جہاں نواب عالیان سراٹھا کر پورے رُعب اور دبدبے کے ساتھ آتے تھے آج پہلی بار زندگی میں اُن کی آنکھیں جھکی زمین پر لگی تھیں۔ نواب عالیان اپنی بلیک چادر



گلے میں جھٹکتے غصے کے عالم میں اندر کی طرف بڑھے تھے اُن کی پرسنلٹی آج بھی جانبدار اور شاندار تھی لیکن نواب عالیان اپنی نظروں میں خود کو بہت ہی گرا ہوا محسوس کر رہے تھے ایسے لگ رہا تھا اُنکے جسم اور روح پر بس ایک بیوفا عورت کے دیے ہوئے داغ ہی داغ ہوں۔

جس عورت کو اُنہوں نے ہر سرد ہوا سے بچا کر رکھا اتنے سال اور پھول ہی پھول اُس کی راہ میں بچھائے اُسی عورت نے اُنکے راستوں اور زندگی کو کانٹوں سے بھر دیا تھا نواب عالیان سیدھے کمیشنر کے کمرے میں گئے پولیس اسٹیشن میں جہاں جہاں سے وہ گزر رہے تھے پولیس اہلکار اُنکے آگے سر جھکا رہے تھے۔ جیسے ہی اُنہوں نے کمیشنر کے کمرے میں قدم رکھا کمیشنر اپنی کرسی سے کھڑا ہو گیا تھا پلز بیٹھیں نواب صاحب!! نواب عالیان بے تاثر لہجے میں بے حد سنجیدگی لیے بولے۔۔ کہاں ہے رباب؟

نواب صاحب میں اُن کو بلاتا ہوں آپ جب تک مہربانی کر کے بیٹھیں۔۔ میرے پاس وقت نہیں ہے کمیشنر جو کام کرنا ہے جلدی کروا کر نہیں ہوتا تو میں رباب کو لے کر جا رہا ہوں کل میری حویلی آکر ساری فورمالیٹیز پوری کر لینا دمدار

دبے لہجے میں ایسے بولے کہ کمیشنر اُنکے لہجے میں چھپی وار ننگ سمجھ گیا تھا۔۔۔ جی جی ضرور نواب صاحب۔۔۔ راشدہ راشدہ جاؤ جا کر مسز عالیان کو لے کر آؤ۔۔۔ اُس بیوفا عورت کے نام کے ساتھ اب اپنا نام سنتے نواب عالیان غصے سے اپنا ہاتھ زور سے لوہے کی ونڈوپر مار گئے تھے۔

وہ حویلی جا کر اس عورت کو چھوڑنے کا اور دہ نہیں رکھتے تھے اُسکی بیوفائی خود اُس کے منہ سے سنتے اُس کو بے حد بری سزا دینا چاہتے تھے جس نے اُن کی آٹھ سال کی وفا ایمانداری سب مٹی میں ملا دیا یہ سوچتے بھی بار بار نواب عالیان کے آنسو آنکھوں میں آکر ٹھہر رہے تھے۔ تقریباً کچھ ہی دیر بعد نواب عالیان کی گاڑی پوری سپیڈ سے چرچر کی آواز کے ساتھ حویلی کے پورچ ایریا میں آکر رکی تھی۔ نواب عالیان جو پورے راستے خاموشی سے آئے تھے اُنہوں نے ایک بار بھی رباب کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھا تھا وہ مزید اپنی توہین نہیں کروا سکتے تھے اس بشیرم بیوفا عورت سے جس نے آج کے دن اُن کو ہر طرح سے برباد کر دیا تھا کوئی راستہ بچا ہی نہیں تھا عالیان علی خان کے لیے چاروں طرف بس رسوائی

ہی رسوائی تھی ایک نواب اپنی بیگم کو اپنا وفادار نہیں کر سکا اور جو وفادار تھی اُس کو ایسے موڑ پر پہنچا دیا اس عورت پر اندھے یقین نے۔

نواب عالیان اپنی طرف سے اترتے رباب کی سائڈ کی طرف بڑھے کر دروازہ کھولتے اُس کو کندھے سے خالی پکڑ کے باہر بے دردی سے کھینچا تھا جو ابھی اُسی ماڈرن ڈریس میں تھی جس کی ٹانگیں پوری ہی بے پردہ تھیں اور گلا بھی اتنا گہرا تھا اُس کا تقریباً سب دکھ رہا تھا۔ چھوڑو مجھے! عالیان چھوڑو تم جیسے نامرد کے ساتھ مجھے نہیں آنا۔ رباب پاگلوں کی طرح بتمیزی سے چیخی تھی اُس کو جب سے فیصل گیلانی اور باقی مردوں کا نشہ لگا تھا تب سے عالیان علی خان کا وجود اُس کی زندگی میں خاک سے بڑھ کر کچھ نہیں تھا۔

نواب عالیان نے اپنی قہر بھری نگاہ اُس کے اوپر ڈالی رباب کی آواز بند ہوئی تھی پورا جسم لرزا اٹھا تھا ویسے نواب عالیان کو غصہ بہت کم آتا تھا انکی تربیت ہی دادی جان اور انکے بابا جان نے ایسی کی تھی لیکن جب آتا تھا ان سے برا کوئی ہوتا بھی نہیں تھا نواب عالیان اُس پر نگاہ ڈالتے ایک اچھوت کی مانند اُس کو کھینچتے اندر کی

طرف بڑھنے لگے۔ اب رباب چپ چاپ اُنکے ساتھ کھینچتی چلی جا رہی تھی اُس کو پتہ تھا اگر اُس نے ابھی بیچ حویلی آواز نکالی تو عالیاں اُسکی جان نکال دے گا۔ زر بیگم اور دادی جان جو ہسپتال جانے کے لیے نکل رہی تھیں رباب کو ایسی بے باک حالت میں عالیاں کے ساتھ اندر کی طرف آتا دیکھ اُنکے تو ہوش ہی گم ہوئے تھے آخر دادی جان بول اٹھیں۔۔۔ توبہ توبہ زر بہو تمہاری اس بھانجی نے کیسے کپڑے ڈال رکھے ہیں۔

زرتاج بیگم جن کو پتہ تھا اُن کی بھانجی بہت ہی زیادہ ماڈرن ہے لیکن اتنی زیادہ ہو گی یہ پہلی بار دیکھ رہی تھیں اُنکے ہوش خود ٹھکانے نہیں تھے اور اوپر سے عالیاں کا اتنے برے طریقے سے اُس کو کھینچ کر لانا۔ زر بیگم اور دادی جان کو تو معاملہ ہی کچھ اور لگا تھا۔ آخر زر بیگم ہمت کرتے اپنے بیٹے کے آگے آتی بولیں عالیاں یہ کیا کر رہے ہو بیٹا۔ ابھی ہٹ جائیں میرے راستے سے امی جان! ہٹ جائیں اپنے بیٹے کی آنکھوں میں بہت ہی زیادہ سرخی دیکھتے زر بیگم چپ ہوئی تھیں انکو بہت ہی کچھ خطرناک ہونے کا اندیشہ ہوا تھا نواب عالیاں رباب کو کھینچتے بے دردی سے اوپر کی طرف بڑھ گئے تھے اور کمرے میں آتے ہی اُس کو اچھوت کی مانند

زمین پر پھینکا تھا۔ نیچے گرتے رہا باب چلا اٹھی تھی۔۔۔ عالیان تمہاری تو۔۔ کیا  
تمہاری تو بے حیا بد کردار عورت۔۔!! یہ بولتے نواب عالیان ڈھاڑاٹھے تھے  
پورا کمرہ انکی آواز سے گرج اٹھا تھا یہ سنتے رہا باب اٹھتے عالیان کے مقابل آن  
کھڑی ہوئی تھی تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے یہ سب کہنے کی تم کیا سمجھتے ہو اپنے  
آپکو ایک کردار والا باوقار مرد۔۔ مجھ سے پوچھو تم سے زیادہ گھٹیا نامرد بد کردار  
اور بے کار مرد کوئی نہیں ہو گا جو اپنی چھوٹی بیگم کا ہریل بستر گرم رکھتا ہے اور  
مجھے وہ سکون وہ آگ بستر پر دے نہیں پاتا۔ یہ سنتے نواب عالیان ایک ہی جھٹکے  
میں چیختے رہا باب کا گلا دبوچ گئے تھے۔۔۔۔۔ باب!!!!!! رہا باب نواب عالیان  
کی ڈھاڑ پر لرزا اٹھی تھی وہ اپنا گلا چھڑوانے کی کوشش کرنے لگی جو شاید ہی ناممکن  
تھا نواب عالیان کے مضبوط ہاتھوں سے چھڑوانا ایک دم نواب عالیان کا فون زور  
شور سے بجا تھا۔

وہ جو رہا باب کو خون اتری آنکھوں سے دیکھ رہے تھے دل کر رہا تھا اس عورت کی  
قبر خود آج کے آج اس کمرے میں کھود دیں نواب عالیان رہا باب کو گھورتے اپنا

فون اٹھا گئے تھے۔۔۔ جی ڈاکٹر تعبیر۔۔ کیا مطلب! اپنی پیشانی ملتے آنکھوں  
کے کونے میں آنسو لیے بولے

بس اگلے دس منٹ میں۔۔ میں ہسپتال ہوں گا فون بند کرتے جانے لگے اور  
کمرے کا دروازہ لوک لگا کر بند کرنے لگے۔۔ رباب اوسان خطا کے ساتھ  
دروازے کی طرف بڑھی۔۔ یہ۔ یہ۔ کیا کر رہے ہو تم عالیان!!!! تمہارا  
فیصلہ بعد میں ہو گا جب تک تم اس کمرے میں بند رہو گی بہت سے حساب کتاب  
تم سے کرنے ہیں رباب زیدی

یہ بولتے کمرے کو باہر سے لوک کرتے نواب عالیان نکل گئے تھے ہسپتال کی  
جانب دادی جان اور زر بیگم کو لیتے اور رباب چیختی چلاتی ہے رہ گئی۔ دوسری  
طرف فیصل گیلانی جو اپنے کراچی کے عالیشان بنگلہ کے عالیشان روم کی گلاس  
ونڈو کے پاس کھڑا سگریٹ کے گہرے کش لیتا کمیشنر آصف سے بات کر رہا تھا

--

Thank you commissioner Asif For your  
help!!!

ارے فیصل صاحب آپ کیوں شکریہ کر رہے ہیں آپ میرے ایک بہت ہی  
پرانے دوست ہیں آپ کے لیے تو اتنا بنتا تھا اور فکر ناکریں میں نے آپ کی مس رباب  
کے ساتھ کچھ غلط نہیں ہونے دیا ہاں لیکن اُنکے شوہر نواب صاحب کو آپ کی اور  
انکی ایک ایک سچائی جیسا آپ نے کہا تھا بتادی

Thank you asif !!!

تمہارے اور تمہاری ٹیم کے لیے تحفے پہنچ جائیں گے جو ڈالرز میں ہوں گے آخر  
تم سب نے آج کے پلان میں میری مدد کی ہے۔۔۔ رکھتا ہوں فون فیصل گیلانی  
فون رکھتے گہرا مسکرایا تھا۔۔۔ یہی تو چاہتا تھا۔ رباب کسی طرح عالیان کو تمہارا  
اور میرا سچ پتہ چل جائے کب تک تم ایسے دو کشتیوں میں سوار رہتے میرے  
جذبات کے ساتھ کھیلتی رہتی۔۔۔ بس ایک دفعہ تم میری ہو جاؤ تمہارے  
سارے ناجائز شوق میں ختم کر دوں گا جو تمہارے دوسرے آدمیوں کی طرف  
بھی ہیں۔۔۔ بس اس وقت مجھے اپنا جنون اپنا عشق ہر حال میں تم سے نکاح کر کے  
پایہ تکمیل تک پہنچانا ہے چاہے اس کے لیے میں نے تمہیں عالیان کے سامنے  
پورا ایکسپوز کر دیا۔۔۔ یہ بولتے آصف کو میسج چھوڑا۔ آصف ہر جگہ سے

میری رباب کی ہر تصویر ڈیلیٹ کر وادو۔۔۔ مجھے کسی سائٹ پر غلطی سے بھی یہ میسج اُسکی کوئی تصویر دکھی تمہاری جان میں اپنے ہاتھوں سے نکالوں گا۔ کرتے ایک گہرا کش لیتے آصف کا سپلائے دیکھا تھا۔۔۔ جی جی فیصل سر آپکے آگے کون بول سکتا ہے آپ اور عالیان صاحب ایک بااثر پرسنلٹی میں آتے ہیں یہ دیکھتے فیصل مسکرایا تھا آخر عالیان تم سے میں نے اپنا عشق لے ہی لیا۔ اب رباب بس فیصل کیلانی کی ملکیت ہوگی۔

---

نواب عالیان جو ہسپتال پہنچ گئے تھے اب وہ بالکل ٹوٹے ہوئے مجسم کی طرح ڈاکٹر تعبیر کی بات سن رہے تھے اُنکا جسم حرکت کرنے سے انکاری تھا اُن کی ایسی بات سن کر۔ دیکھیں مسٹر عالیان۔۔۔ ہمیں ابھی کے ابھی روشال کا بڑا آپریٹ کرنا ہی ہوگا اُسکی لیبر پیس نہیں رک رہی اگر ہم نے مزید انتظار کیا تو شاید ہی ہم دونوں ماں اور بچوں کو بچا سکیں۔۔۔ انفیکشن روشال کے اندر پھیل رہا ہے۔۔۔ اس لیے جلدی فیصلہ کریں آپ ماں اور بچوں میں سے کس کو بچائیں گے۔۔۔ یہ بولتے ڈاکٹر تعبیر بھی ہل کر رہ گئی تھیں اتنا جان گئی تھیں اس نواب کی جان اپنی



چھوٹی بیگم میں بستی تھی دادی جان جو یہ سنتے کب سے رو رہی تھیں آج پتہ لگا تھا  
اُنکے پوتے کی دو اولادیں ہونے والی تھیں پر اس خوشی کے ملتے ہی اتنی بڑی غمی  
کی خبر بھی ملی تھی دادی جواب اللہ کے حضور اپنی روشال بہو اور بچوں کے لیے  
دعا گو تھیں وہیں زر بیگم آگے بڑھتے بولی۔۔ اس میں پوچھنے والی کیا بات ہے  
ہمارے پوتوں کو بچائیں اولاد ہونی چاہیے بیویاں ہزار۔۔

صرف اپنا سوچتے زر بیگم بول گئی تھیں جن کو ہمیشہ سے اپنے آپ سے ہی  
مطلب رہا تھا ایک دم جو نواب عالیان بولے اُس پر جہاں زر بیگم کا منہ کھلا تھا۔۔  
دادی جان رو دی تھیں اپنے پوتے کی آواز میں اپنی چھوٹی بیگم کے لیے تڑپ  
محسوس کرتے وہیں ڈاکٹر تعبیر کی آنکھیں بھی آنسو چھلک گئی تھیں۔

آپ میری روشال میری بیگم کو بچائیں گی ڈاکٹر تعبیر ہر حال میں۔۔۔ میری بیگم  
بس سلامت رہیں کیونکہ اُنکا عالیان اُنکے بنا کچھ نہیں وہ نہیں تو میں نہیں! یہ  
بولتے زر بیگم کی طرف دیکھتے اُن کو بتا گئے تھے روشال کی اہمیت اُن کی زندگی  
میں کیا ہے۔

روشال کا آپریٹ شروع ہو گیا تھا دادی جان جو کب سے ہاتھ اٹھائیں اپنے پوتے کی محبت کی زندگی کے لیے اپنے رب کے حضور التجاء کرتے دعا کرتی روئے جا رہی تھیں نواب عالیان جو بے سود اپنے حواس کھوئے دیوار کے ساتھ لگے ایک لت آپریشن تھیٹر کی ریڈلائٹ کی طرف دیکھے جا رہے تھے۔۔۔ آنسو سوکھ سے گئے تھے یا آنکھیں بھی اتنی غمگیں ہو گئی تھیں کہ آنسو چلکنا کچھ دیر کے لیے جیسے بھول سی گئی تھیں۔۔۔ کوئی حیدر آباد شہر کا عام آدمی اس وقت اپنے نواب کو دیکھتا تو وہ پہچان ہی نہیں پاتا کیونکہ وہ کہیں سے مضبوط نواب عالیان نہیں لگ رہا تھا بلکہ ایک چھوٹی سی لڑکی کا ٹوٹا ہوا شوہر اُسکے نواب جی لگ رہے تھے جو اپنی چھوٹی سی گڑیا کو پھر سے ویسا اپنے سامنے ہنستا کھیلتا دیکھنے کے لیے تڑپ رہے تھے ایک دم روشال کے وہ الفاظ اُنکے کانوں میں گونجے تھے کیسے وہ چھوٹی سی گڑیا نفس کے لیے رودی تھی۔۔۔ کیا کیا نہیں سہا انکی چھوٹی بیگم سڑک پر اپنی عزت نے انکی مضبوط پناہوں میں بھی ہوتے۔ یہ سوچتے نواب عالیان کی آنکھیں احساسِ ندامت سے بے پناہ سرخ ہوئی تھیں اس وقت چہرے پر بس درد اور کرب تھا۔۔۔ روشال کے الفاظ سیسہ پلائی کی طرح اُنکے کانوں میں جیسے گر

رہے تھے۔۔ ایک تو اپنی گڑیا کو کھونے کا ڈراؤ پر سے یہ سب۔۔ نواب عالیان  
جیسے پورے ہل کر رہ گئے تھے۔۔ اُن کو کچھ نہیں چاہیے تھا اس وقت۔۔ اگر  
کوئی اُن سے انکی سلطنت بھی مانگتا تو وہ اپنی چھوٹی بیگم کے سر سے وار کر اُس کو  
دے دیتے بس ایک ہی چیز مانگتے اُس انسان سے۔۔ کہ وہ انکی چھوٹی بیگم کی  
زندگی کے لیے دعا خیر کر جائے۔ ایک دم آپریشن تھیر کی ریڈ لائٹ کو دیکھتے  
نواب عالیان کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔ ایک دم اُنکا جسم لرزہ تھا وہ اپنے سینے پر  
ہاتھ رکھتے لمبے لمبے سانس لینے لگے۔ اگلا لفظ جو انکی زبان نے ادا کیا۔۔ میری  
روشال!!!! اب اُنکے دل نے اس بات کی گواہی دی تھی اُن کو اپنے عشق کو  
اب اللہ کے آگے رو کر مانگنا ہی تھا شاید اُنکا رب بھی ناراض ہو گیا تھا جو وہ اپنی  
چھوٹی سی بیوی کے ساتھ کر گئے تھے انجانے میں یا سوچ سمجھتے بھی پاگل بنتے اُسکا  
دل دُکھا گئے تھے۔ اب رب سے معافی مانگتے اُس عشق سے بھی اب معافیاں ہی  
مانگنی تھیں۔ نواب عالیان اب اپنے بھاری قدموں سے ہسپتال میں موجود مسجد  
کی طرف بھاگے تھے اُن کو اب اپنے دل کی ساری باتیں اپنے رب کو بتانی ہی تھی  
اور اپنے کیے کی معافیاں بھی مانگنی ہی تھیں۔۔ نواب عالیان جو کب سے نفلی

نماز پڑھے مصلے پر ہی بیٹھے دونوں ہاتھ پھیلائے اذیت کی انتہا پر اپنے رب کے آگے روتے گر گراتے دعا مانگ رہے تھے۔ آج وہ کہیں سے وہ مرد نہیں لگ رہے تھے جس کے پاس اللہ کا دیاسب کچھ تھا آج نواب عالیان کوئی فقیر معلوم ہو رہے تھے جن کے پاس سب ہوتے بھی کچھ نہیں تھا۔ کچھ نہیں سے مراد انکی عشقِ عالیان جو پچھلے ایک گھنٹے سے زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہی تھی اور اس کے نواب جی جو جیتے جی ہی مر رہے تھے۔۔۔

یارب!!! میں اپنے کیے اپنی نا انصافیوں پر تیرے آگے شرمندہ ہوں۔۔۔ بس تجھ سے یہی مانگتا ہوں میرے ہاتھوں کو میری زندگی کو میری چھوٹی بیگم کی موجودگی سے پھر سے سرسبز کر دے۔۔۔ بس وہی ایک وجود میرے لیے میرے ماں باپ اور دادی جان کے بعد کافی ہو گا۔۔۔ بیشک تو مجھ سے سب چھین لے بس روشال دے۔۔۔ دے۔ میری گڑیا پھر ہنستی کھیلتی مجھے لٹا دے مجھے میری پسندیدہ عورت واپس کر دے۔۔۔ نواب عالیان جو روتے بجھے دل کے ساتھ دعائیں مانگ رہے تھے۔۔۔ میں اقرار کرتا ہوں تیرے آگے میرے رب۔۔۔ میں اپنی روشال سے بہت محبت کرتا ہوں محبت تو شاید بہت چھوٹی چیز

ہے میں عشق کرتا ہوں۔۔۔ اور جانتا ہوں میں نے اپنی منزلوں کو اپنے لیے اور سخت بنا ڈالا ہے لیکن اللہ میں جانتا ہوں جب تو نے اس عورت کے لیے میرے روم روم میں اُسکی پسندیدگی ڈال دی ہے تو وہ عورت کیسے مجھ سے جدا ہو سکتی ہے وہ میری زندگی میں اسی لیے شامل ہوئی کیونکہ اُس نے !!! کیسے یارب۔۔۔

عالیان خان کا عشق بنتے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اُسکی پسندیدہ عورت بننا تھا۔۔۔ اس لیے یا خدا اسکو پھر سے میرے پاس بھیج کر میرا کر دے۔۔۔ نواب عالیان جو ابھی اپنے رب کے آگے پوری طرح سے دعائیں کرتے منار ہے تھے۔ ایک دم وارڈ بوائے بھاگتا ہوا آیا تھا۔۔۔ نواب صاحب نواب صاحب!!!! آپکو ڈاکٹر تعبیر بلا رہی ہیں۔۔۔ یہ سنتے نواب عالیان سجدہ کرتے فوراً اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔۔۔ اور اب اُنکا رخ پھر سے اپنے بھاری قدموں کے ساتھ آپریشن تھیٹر کی جانب تھا۔ جیسے ہی نواب صاحب نے وہاں قدم رکھا ڈاکٹر تعبیر جو مسکراتی نم آنکھوں کے ساتھ نواب عالیان کی طرف بڑھی تھیں۔۔۔ دادی جان کا بھی رونار کا تھا وہ بھی ڈاکٹر کی طرف متوجہ ہوئی تھیں۔۔۔ زر بیگم بھی اب بنانا اثر اپنے منہ کے زاویے

بگاڑتے اُسکی طرف دیکھ رہی تھیں اُنکار و شال سے کوئی لینا دینا نہیں تھا بس اپنے بیٹے کی اولاد خاص کر اُسکے ہونے والے بیٹوں سے مطلب تھا۔

کیا ہوا ڈاکٹر تعبیر۔۔!! نواب عالیان دھڑکتے دل کے ساتھ ڈاکٹر سے پوچھ گئے تھے۔۔۔ پیشانی پر بل پڑے تھے۔۔ نواب عالیان کی یہ پوچھتے بھی حالت ایسی تھی جیسے کسی وقت بھی اُنکا دل سینے سے نکل کر باہر آ جائے گا۔

آخر ڈاکٹر بولی!!! مسٹر عالیان مبارک ہو آپکو بہت بہت اللہ نے آپکو دود و اولاد سے نوازا ہے۔ یہ سنتے دادی جان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھری تھی وہیں زرتاج بیگم فوراً سے آگے بڑھتے پوچھ گئی۔ کیسے ہیں میرے پوتے ڈاکٹر۔

سوری میڈم پوتے نہیں اللہ نے آپکے بیٹے مسٹر عالیان کو اپنی دورِ حمتوں سے نوازا ہے۔۔۔ یہ بولتی ڈاکٹر تعبیر بہت خوش تھیں۔۔ نواب عالیان جن کو اس وقت اپنی اولاد سے زیادہ اپنی چھوٹی گڑیا کی فکر تھی ایک دم بولے میری روشال کیسی ہے!!!! آپکی بیوی بالکل ٹھیک ہے بس ابھی بیہوش ہے بہت ہی ہمت والی لڑکی ہے ماشاء اللہ اُسکا جسم پورے پروسیجر کے دوران بھرپور ریسپانس کر رہا تھا

۔۔ انشاء اللہ کچھ ہی گھنٹے میں ہم اُن کو پرائیویٹ روم میں شفٹ کر دیں گے پھر آپ سب مل سکتے ہیں۔

نواب عالیان کو جیسے روشمال کی خیریت کا پتہ لگا وہ ایک دم زمین پر بیٹھتے  
سجدے میں چلے گئے تھے سب نے اس منظر کو حیرانی سے دیکھا تھا ایک شوہر  
اپنی بیوی کی زندگی اور اپنے رب کے آگے سجدہ ریز تھا۔  
دادی جان تو اس خوشی کا سنتے پھولے نہیں سمار ہی تھیں زرتاج بیگم جو چہرے پر  
لڑکیوں کا سنتے ناگواری لیے کھڑی سکتے کے عالم میں تھیں۔ نواب عالیان جو ہاتھ  
اٹھاتے بول گئے دل ہی دل میں خدا سے۔ یا اللہ تیرا شکر تو نے میری بیوی کی جان  
کی حفاظت فرمائی اور مجھے ایک گڑیا کے ساتھ دودو گڑیا اور دے دیں۔ یہ بولتے  
ہلکے سے مسکراتے لبوں کے ساتھ پھر سے سجدہ ادا کر گئے تھے۔۔ شاید خدا نے  
اُن کو معاف کر دیا تھا تب ہی دودو بیٹیاں اُنکے لیے بھیج دی گئی تھیں رحمت کے  
تور پر۔

مسٹر عالیان کیا آپ اپنی بیٹیوں سے نہیں ملیں گے اُن کو ہم نے کچھ دیر کے لیے  
انڈراو بصر و لیشن رکھا ہے۔۔ نہیں ابھی نہیں۔۔ تب تک نہیں جب تک میں

اُس عورت کو نہیں دیکھ لوں جس کی وجہ سے یہ دونوں اس دنیا میں آئی ہیں میری بیگم میری روشال۔ جی جیسی آپکی مرضی!! یہ بولتی ڈاکٹر تعبیر اندر کی طرف بڑھ گئی تھیں۔۔۔ دادی جان جواٹھ کر عالیان علی خان کی طرف آئیں اور پاس آتے اپنے پوتے کا چہرہ پکڑتے پیشانی چوم گئیں۔۔۔ مبارک ہو پوتا جان۔۔۔ تمہیں دودو بیٹیوں کی۔

یہ سنتے نواب عالیان نم آنکھوں سے ہلکا سا مسکرا کر جھکتے دادی جان کے دونوں ہاتھ بہت عقیدت سے چوم گئے تھے۔۔۔ آخر زرتاج بیگم سے یہ سب برداشت نہیں ہوا بھڑکتی ہوئی دونوں کی طرف بڑھیں اماں جان کیا آپ لڑکیوں کی مبارک باد دے رہی ہیں جانتی ہیں نہ ہم نے عالیان کی دوسری شادی بس وارث یعنی بیٹے کے لیے کروائی تھی۔۔۔ اپنی ماں کے منہ سے یہ سب سنتے نواب عالیان نے تنے ہوئے نقوش کے ساتھ اپنی مٹھیاں ضبط سے بھنچی تھیں۔ اپنی ماں کے منہ سے ایسی ہتک آمیز گفتگو خاص کر بیٹی کو لے کر نواب عالیان کو بالکل بھی پسند نہیں آئی تھی کیسی باتیں کر رہی ہو زرتاج!!! دادی جان آخر اپنی بہو کی مطلبی بات پر بول اٹھی تھیں۔ تو کیوں نہ بولوں اس لڑکی کو ہم اپنے عالیان کی



نسل بڑھانے کے لیے لائے تھے نہ کہ سیٹیاں پیدا کرتے نسل کو ختم کرنے۔۔۔ زرتاج بیگم بیٹیوں کو لیتے اتنا زہر خند بول گئی تھیں۔ بس امی جان بس!!! کیا بس ہاں کیا بس عالیان ہمیں خوشی نہیں ہوئی تمہاری سیٹیاں ہوئی ہیں۔۔ آپکو نہیں ہوئی اسکا مطلب کسی کو نہیں ہوئیں۔۔ مجھ سے پوچھیں میں کیسا محسوس کر رہا ہوں ایسا لگ رہا ہے میرا اللہ مجھ سے راضی ہوتے سیٹیاں مجھے انعام کے تور پر دے گیا ہے شاید اس خدا کو آپکے بیٹے کی ٹوٹی ہوئی حالت پر ترس آگیا۔۔ تب ہی وہ مجھے بیٹیوں کا باپ بناتے یہ بتا گیا کہ بیٹی کا باپ ہونا کیا ہوتا ہے جب اپنی سیٹیاں ہوں تو پتہ چلتا ہے کسی دوسرے نے بھی اُس کو اپنی بیٹی بہت ہی نازوں سے پال کر اُسکی پناہ میں دی ہے اب اُس کی حفاظت کرنا اُسکے شوہر کا کام ہے۔۔ دادی جان اپنے پوتے کی باتوں پر نم آنکھوں سے اُسکی بلائیں لیتی مسکرا دی تھیں۔ نجو بھی ہو پر ہمیں یہ منظور نہیں عالیان!!! ایک دفعہ گھر آ جاؤ پھر ہم تم سے بات کریں گے۔

امی جان آپ بھی میری بات سن لیں آپکا بیٹا اپنی بیٹیوں کے معاملے میں چٹان سے بھی زیادہ سخت ہے کوئی اُن کو آنچ بھی پہنچائے گا اُس کو عالیان خان کے قہر

کو سہنا پڑے گا۔۔۔ میرا انش ہیں وہ۔۔۔ وہ دونوں میری پسندیدہ عورت کے بطن سے پیدا ہوئی ہیں۔۔۔ وہ دونوں اب کوئی عام نہیں سب سے پہلے تو وہ اللہ کی رحمتیں ہیں اُسکے بعد اس زمین پر وہ نواب عالیان کی شہزادیاں اُسکی سیٹیاں ہیں۔۔۔ نواب عالیان علی خان اور روشال عالیان کی سیٹیاں!! سنجیدہ بارعب اور فخریہ انداز میں بولتے اپنی امی جان کو جتلا گئے تھے وہ دوسرے نوابوں کی طرح نہیں جو بیٹی ہونے پر سوگ منائیں۔۔۔ وہ نواب عالیان خان ایک خالص با شعور اور اونچی سوچ کا مالک مرد تھا جو عورت کی عزت کرنا جانتا تھا اور دینا بھی۔۔۔ بس وقت نے ایسا کھیل کھیلا یا یہ بولا جائے وہ عورتوں کے بیچ میں توازن قائم کرنے کے چکر میں کچھ دیر کے لیے بھول گئے کہ توازن وہاں رکھا جاتا ہے جہاں دونوں طرف سے آپکو بھی برابر کا حق مل رہا ہو۔۔۔ ایک زیادہ دے رہی تھی اور دوسری بس اُنکے دیے ہوئے حق کا ناجائز فائدہ اٹھاتے نواب عالیان کی عزت کو ہی کلب اور دوسرے مردوں کی باہوں میں پامال کر گئی۔ زرتاج بیگم دانت پیستے بولی۔۔۔ جب گھر آنے والے ہو تو بتا دینا میں مزید یہاں اس عام سی لڑکی کے لیے نہیں رک سکتی۔۔۔ ایک دم نواب عالیان بلند آواز پر تنبھی لہجے

میں بولے۔۔ بیوی ہے میری امی جان میری عورت میری بیگم آئندہ میں کسی  
کے منہ سے اُسکے لیے ایک الفاظ حقارت بھرا نہیں سنوں۔۔۔ اپنی سرخ  
آنکھیں زمین پر گاڑتے بولے اماں جان دیکھ رہی ہیں میرے بیٹے اور آپکے  
پوتے کو کتنا بدل گیا ہے یہ۔۔۔۔!!! تم بھی تو باتیں ایسی کرتی ہو زربہو۔۔ ہم  
سے پوچھو ہم کتنا خوش ہیں۔ آخر ہمارا پوتا اٹھ سال کے طویل عرصے بعد ایک  
نہیں دو دو اولادوں کا باپ بنا ہے جب شروعات دو سے ہوئی ہے تو سوچو آگے  
ہمارا حویلی کا آنگن کتنے بچوں سے بھر جائے گا۔۔۔

دادی جان جو اپنی ہی دنیا میں تھیں اُن کو اس بات کی خوشی تھی اب اُنکے آنگن  
پوتا پوتی کی گونج سے بھرے رہیں گے۔ نواب عالیان جو اپنی ہی سوچوں میں گم  
تھے اُن کو بس اپنی روشال کی فکر ستارہی تھی۔ صبح فجر کا وقت تھا۔۔ بس نواب  
عالیان علی خان ہی ہسپتال روکے تھے دادی جان کو انہوں نے بھیج دیا تھا ڈرائیور  
کے ساتھ زرتاج بیگم جو پہلے ہی حویلی چلی گئی تھیں۔ نواب عالیان جو اس وقت  
بلیک شلوار قمیص پر اپنی مردانہ آف وائٹ شال ڈالے فجر کی نماز ادا کرتے اپنی  
معصوم گڑیا کی طرف بڑھ رہے تھے۔۔ جس کو کچھ دیر پہلے ہی پرائیویٹ روم

شفٹ کر دیا گیا تھا۔۔۔ نواب عالیان کو نرس نے مسجد سے اُن کے باہر نکلتے ہی بتا دیا تھا روشتال کو ہوش آ گیا ہے اور ڈاکٹر نے آپکو بلایا ہے۔ نواب عالیان جو اوپر کی طرف دیکھتے بھیگی آنکھوں سے اپنے رب کا شکر کرتے روشتال اپنی زندگی کی جیسے ہی نواب عالیان نے اندر قدم رکھا اپنے دل کو قابو طرف جارہے تھے میں رکھتے کمرے میں دل اور وقت جیسے رکاسا تھا۔۔۔ سامنے ہی ہسپتال بیڈ پر انکی چھوٹی بیگم ہلکی ہلکی ہوش میں آرہی تھیں۔۔۔ یہ دیکھتے نواب عالیان کی آنکھوں سے آنسو گرے تھے۔۔۔ دل ہی دل میں پھر سے شکر ادا کیا تھا۔۔۔ ڈاکٹر تعبیر جو روشتال کے پاس کھڑی اُسکا چیک اپ کر رہی تھیں ایک دم نواب عالیان کو دیکھتے بولی۔۔۔ آئیں نہ مسٹر عالیان دیکھیں آپکی بیگم اب اللہ کے حکم سے بالکل ٹھیک ہیں۔۔۔ !!! نواب عالیان کا نام سنتے روشتال نے ہلکا سا چہرہ اٹھائے انکی طرف دیکھا تھا۔ روشتال جو اس وقت چاندنی کا نور لگ رہی تھی آپریشن کے بعد بھی اُسکا چہرہ چاند کی طرح کھل اٹھا تھا شاید اب وہ ایک ماں بن گئی تھی ماں بنتے ہی ایک عورت کے حسن میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔۔۔ نواب عالیان کو اپنا دل روکتا سا محسوس ہوا تھا اُنکا محبوب اُنکا عشق انکی طرف نظر کرم جو کر گیا تھا روشتا

ل جو نم آنکھوں سے نواب عالیان کی طرف دیکھ رہی تھی اُسکی گھنی خوبصورت  
پلکیں جو آنسوؤں سے پوری بھگی تھیں۔۔ ایک یہی مرد تھا جس کی طرف وہ  
پورے حق سے دیکھ سکتی تھی۔۔ اگلے ہی لمحے روشال کے دودھیا خوبصورت  
ہاتھ اپنے پیٹ پر سرسرائے تھے۔ وہ اپنا پیٹ ٹٹولتے ہی گئی آخر ایک دم اپنی آواز  
کو نکالتے بولی۔ ڈاکٹر میرے بچے کہاں ہیں وہ میرے پیٹ میں کیوں نہیں !!!  
ایک ماں کو اب واقعی صحیح ہوش آیا تھا کہ اُسکی دنیا کہاں گئی۔۔۔ !!! نواب  
عالیان بھی ایک جست میں اپنی روتی ہوئی بیگم کے پاس پہنچے تھے جو بچوں کی  
طرح روتی اپنے بچوں کا پوچھ رہی تھی۔ عنقریب وہ اپنے بچوں کے لیے ایک پو  
زیسیو ماں بننے والی تھی۔

آپکے بچے بس ابھی آتے ہیں۔۔ ڈاکٹر تعبیر ہنستی ہوئی بولیں کہاں ہیں وہ !!!  
روشال کی آنکھیں دروازے پر ہی لگی تھیں۔۔ وہ دیکھیں بس آگئے۔۔ ڈاکٹر  
تعبیر نرس کی طرف بڑھیں اور دونوں چھوٹی صحت مند گول مٹول بچیوں کو  
ہاتھ پیلے کر روشال کی طرف بڑھیں۔ نواب عالیان جو بے یقینی سے یہ  
خوبصورت منظر دیکھ رہے تھے ابھی بھی کہاں یقین آ رہا تھا تینتیس سال کا

عالیان علی خان دودو بیٹیوں کا باپ بن گیا تھا۔ اب اُس کو دو نہیں آگے چل کر  
تین تین گڑیا پالنی تھیں۔۔۔ روشال بھی تو گڑیا ہی تھی۔ مسٹر عالیان پلزر روشال  
کو آپ ہلکا سا اٹھائیں!!! جی۔۔۔ نواب عالیان روشال کے بالکل پاس ہوئے۔۔۔ اور  
جھک کر روشال کی پشت پر ہاتھ لے کر گئے۔۔۔ روشال جو اپنے میں سمٹی تھی وہ  
اپنی بیٹیوں پر نظریں گاڑھے اپنے مرد کی خوشبو محسوس کرنے لگی جو ہر حال میں  
اُسکے حواس معطل کر دیتی تھی ایک یہی خوشبو تھی جو اب اُسکے جسم کا ایک خاص  
حصہ تھی نواب عالیان علی خان نے ابھی تک اپنی بیٹیوں پر نظر نہیں اٹھائی تھی  
اُنکے مطابق ان چاند سی بیٹیوں پر اُن سے زیادہ اُن کی چھوٹی سی گڑیا کا حق تھا جو  
اتنی تکلیف سے گزر کر اپنی زندگی کو موت کے قریب لے جا کر اُن کو اس دُنیا  
میں لے کر آئی تھی۔۔۔ نواب عالیان کے ہاتھ جیسے ہی روشال کی پشت کو  
چھوئے اُس کی نیلی آنکھوں نے بے اختیار اُن کی طرف دیکھا تھا۔ وہی  
خوبصورت نیلی نشیلی آنکھیں جن کے اسیر تھے نواب عالیان علی خان۔ نواب  
عالیان اور روشال کی آنکھیں کچھ لمحوں کے لیے ایک دوسرے میں ڈوبی  
تھیں۔۔۔ روشال جو ہسپتال کے وائٹ پنک مکس کلر کے گاؤن میں تھی۔۔۔ بال

جو بیسی بن میں فولڈ تھے۔۔۔ آوارہ لٹیں جو اُسکے آگے چہرے پر بکھری ہوئی  
تھیں پتہ نہیں نواب عالیان علی خان کو وہ کسی اپسر اسے زیادہ خوبصورت معلوم  
کا حسن ماں بننے کے بعد اور دوبالا ہو جاتا ہے۔ ہو رہی تھی۔۔۔ شاید ایک عورت  
یہ لیں روشال آپکی سیٹیاں۔۔۔ ڈاکٹر تعبیر نے اُن چھوٹی سی ایک دن کی گول  
مٹول بچیوں کو روشال کی طرف بڑھایا تھا روشال کا اب سارا دھیان اپنی بچیوں  
کی طرف ہوا تھا نواب عالیان پنک کمبل میں لپٹی اپنی شہزادیوں کو دیکھ ہلکا سا رخ  
موڑ اپنی نم آنکھیں مسل گئے تھے۔ روشال جو ہاتھ بڑھا کر اپنی ایک شہزادی کو  
گود میں لے گئی تھی اور دوسری کو بھی ڈاکٹر تعبیر نے اُسکے بہت قریب کیا۔۔۔  
روشال کی نظر جیسے اُنکے چھوٹے چھوٹے ہاتھ اور کیوٹ فیس پر گئی وہ دونوں  
بلکل ایک جیسی تھیں شکل صورت کے لحاظ سے۔۔۔ وہ چھوٹی سی روشال تھیں  
بس آنکھیں اُنہوں نے اپنے ابا جان نواب عالیان علی خان کی لی تھیں۔۔۔ بلیک  
رنگ کی مقناطیسی آنکھیں جو چھوٹی چھوٹی سی اپنی امی جان کو دیکھتے اپنی کیوٹ سی  
زبان نکالے ہلکا سا مسکرائی تھیں بچوں کی طرح یہ دیکھتے چھوٹی سی روشال کے  
عارض پوری طرح آنسو سے بھیگ اٹھے تھے اللہ نے اُسکے صبر کا اُس کو اتنا پیارا

پھل دیا تھا دو دھوروں کے ساتھ۔۔ لیکن ساتھ ہی دل ہی دل میں اپنی بچیوں  
کے نصیب کے لیے بھی ایک چھوٹی ماں فکر مند ہوئی تھی۔۔ اس ایک سال کے  
عرصہ میں اُس کو پتہ لگ گیا تھا بیٹیوں کے نصیب ہی تو ہوتے ہیں ورنہ ہر بیٹی اپنی  
ماں کی آنکھوں کا تارا ہی ہوتی ہے۔۔۔ دل ہی دل میں اُس نے اپنی ننھی بچیوں کو  
دیکھتے عہد کیا تھا وہ اپنی بیٹیوں کو بہت مضبوط بنائے گی۔۔ بہت زیادہ آہستہ آہستہ  
دونوں کی پیشانیوں پر لب رکھتے بولی۔۔ میری سیٹیاں !!! نواب عالیان جو رخ  
موڑے کھڑے تھے اپنی روشال کی آواز سنتے انہوں نے سکون کا سانس خارج  
کیا تھا۔۔ اُن کو ایک ہی دن میں انداز ہو گیا تھا۔ اس لڑکی کی آواز میں بھی انکی  
جان بستی ہے۔ روشال جب تھک گئی تو ڈاکٹر نے دونوں بچیوں کو نواب عالیان  
کو دینا چاہا۔۔ جس پر نواب عالیان بولے۔۔ ایک منٹ ڈاکٹر !!! یہ بولتے اپنی  
بیگم کی طرف بڑھیں روشال جو بیڈ کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔ اب اُس  
نے ایک سیکنڈ بھی اپنی نظر نواب عالیان کی طرف نہیں اٹھائی تھیں۔۔ ایک  
دم نواب عالیان ر کے اور بولے۔۔ ڈاکٹر پلز !!! ڈاکٹر تعبیر اُن کا مطلب  
سمجھ بھی تھیں۔۔ وہ دونوں بچیوں کو روشال کے پاس لٹھا کر کمرے سے باہر چلی



گئی تھیں۔۔ وہیں روشال جو اپنی بچیوں کی چھوٹی چھوٹی فنگرز ہاتھوں میں لے گئی تھی اب نواب عالیان کی پوری توجہ اپنی چھوٹی سی کیوٹ سی فیملی کی طرف تھی۔۔ وہ روشال کے پاس بڑھے باپ تھے اپنی اولاد کو لینے کے لیے اپنی باہوں میں تڑپ رہے تھے۔۔۔ پر وہ اپنی بیگم کی اجازت کے بنا نہیں اٹھا سکتے تھے آگے وہ اس لڑکی کو بہت غم دے گئے تھے۔۔ آخر بولے!!! بیگم!!! کیا میں یہ بول کر بھی نواب عالیان خان کا!!! آپکی بچیوں کو اپنی گود میں لے سکتا ہوں دل ٹکڑے ٹکڑے ہوا تھا وہیں روشال کے ہاتھ کا دباؤ چادر پر بڑھا تھا۔۔ اُس کو نواب عالیان کا اپنی ہی اولاد کو پکڑنے کے لئے اُس سے اجازت مانگنا اچھا نہیں لگا تھا۔۔ آخر نواب عالیان بھی ان بچیوں کے باپ تھے انہیں کی وجہ سے تو وہ اس دُنیا میں آئیں لیکن کہیں نہ کہیں ابھی بھی روشال ڈری سہمی ہوئی تھی کہیں نواب عالیان اُسکی بچیوں کو رباب بیگم کی جھولی میں پورا پورا ہی نہ ڈال دیں۔ روشال کو خاموش دیکھتے نواب عالیان بے بسی سے اپنی بچیوں کی طرف دیکھ گئے جو اپنی امی کے اندر چھپی ہوئی تھیں تقریباً۔۔ دل مچل رہا تھا اُن کو گود میں بھر کر ڈھیروں پیار کرنے اور دعائیں دینے کے لیے۔ آپ کی بھی بچیاں ہیں آپ

لے سکتے ہیں سپاٹ لہجے میں بولتے ایک لفظ پر زور دے گئی۔۔۔۔۔ بس آپ  
کوئی نہیں ہی لے سکتے ہیں یا انکی دادی جان اور پردادی جان اور اُسکے علاوہ  
!!!! یہ الفاظ نواب عالیان پورا کر گئے تھے اپنی سنجیدہ آواز میں۔۔ جانتے تھے  
اپنی بیگم کا بھروسہ جیتنے کے لیے اُن کو کتنے پاڑے بننے تھے۔۔ ساتھ ہی رباب کا دیا  
ہوا دھوکہ یاد آیا تھا ابھی اُن کو یہاں سے وقت نکال کر حویلی جا کر اُس بیوفا  
عورت کا بھی فیصلہ کرنا تھا۔۔ جس نے آٹھ سال کی اُن کی محبت اور مان کا یہ  
سلہ دیا وہ کہیں کے نہیں رہے تھے کہیں کے بھی نہیں۔ نواب عالیان اپنی بیگم  
کی اجازت ملنے کے بعد اپنی شہزادیوں کو اپنی دونوں مضبوط چٹان کی طرح باہوں  
میں بھر گئے۔۔ اور عقیدت کے ساتھ اُن کی چھوٹی چھوٹی پیشانی چوم گئے نواب  
عالیان کے گال سے آنسو پھسل کر دونوں بچیوں کے چہرے پر گرے تھے وہ بھی  
اپنے ابا جان کے آنسو محسوس کرتی تڑپ اٹھی تھیں۔۔ بیٹیوں کے لیے باپ کیا  
ہوتے ہیں وہ بیٹیاں ہی جانتی ہیں۔۔ اُنکی زندگی کا پہلا مرد اُنکا باپ ایک مضبوط  
دیوار کی طرح ہوتا ہے۔ لیکن ہائے رے قسمت ہر بیٹی کے نصیب میں مضبوط  
باپ نہیں ہوتا کچھ باپ اپنی ہی غربت سے تنگ آتے اپنی بیٹیوں کو ایسی جگہ بیاہ

دیتے ہیں جہاں وہ ساری زندگی سسک سسک کر مر جاتی ہیں پر نواب عالیان جیسا  
شوہر اور باپ بھی نصیب والی بیٹیوں کی قسمت میں آتا ہے یہ وقت بتانے والا تھا  
آگے جا کر

---

ماشاء اللہ میری بیٹیوں تم دونوں تو بالکل چھوٹی روشال ہو بس آنکھیں بابا سے چرا  
لی ہیں۔ یہ بولتے اُنکے چھوٹے چھوٹے دودھیا گالوں پر اپنا انگوٹھا سرسرا گئے تھے  
۔ روشال جو کن آنکھوں سے تینوں باپ بیٹیوں کا پیار دیکھ رہی تھی۔ وہ کبھی اپنی  
بچیوں کو اُنکے باپ سے علیحدہ نہیں کر سکتی چاہے وہ خود اُن سے دور چلی جائے  
۔ اتنا تو جانتی تھی کہ نواب عالیان ایک اچھے شوہر تو نہیں بن سکے پر وہ ایک  
باپ کے فرائض پوری شدت سے نبھائے گے نواب عالیان نے دونوں پر کتنی  
پانچ ہزار کی گدی اتار کر نرس اور ورڈ بوائز کو پکڑا دیں۔ آگے بڑھ کر نواب  
عالیان نے اپنی دونوں شہزادیوں کو روشال کی گود میں ڈالا اور جھکتے اس سے  
آنکھوں ہی آنکھوں میں اجازت لیتے۔۔۔ اُسکے ماتھے پر اپنے سلگتے لب رکھ گئے  
تھے۔۔۔ روشال نے اپنی آنکھیں شدت سے بند کی تھیں وہ نواب عالیان کو

اپنے قریب بھی نہ آنے دینا چاہتی تھی لیکن وہ اس وقت اُنکے جذبات سے غافل ہوتے اُن کو جھٹک بھی نہیں سکتی تھی نواب عالیان روشال کی پیشانی کو اپنے لمس سے سجا کر پیچھے ہوئے اور جھکتے اُسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولے۔ شکریہ عشقِ عالیان مجھے باپ کے مرتبے پر فائز کرنے کے لیے وعدہ کرتا ہوں اب کوئی دھوپ اور چھاؤں آپ تینوں پر سے نہیں گزر سکے گی۔۔۔ پوری پر اعتمادی سے بولتے اپنی آنکھیں روشال کی نیلی آنکھوں میں گاڑھ گئے تھے۔۔۔ پر روشال کچھ پل اُن کو دیکھتے اپنی آنکھوں کا زاویہ بدل گئی تھی۔۔۔ کیسے بولتی اتنے مہینے سک سک کر جیسے وہ نواب عالیان پر بھروسہ کرنا ہی چھوڑ گئی تھی۔۔۔ محبت عشق تھا ابھی بھی اس مرد کے لیے اُسکے دل میں بس چاہت نہیں رہی تھی پانے کی۔ یہ دیکھتے نواب عالیان افیت کے لمحات سے پھر ایک بار گزرے تھے۔ یہ وقت اور آنے والا وقت بہت ہی کٹھن ہونے والا تھا۔

رات کے دو کا وقت تھا۔ روشال جو نیند والے انجکشن کے زیر اثر سو رہی تھی۔۔۔ اور پیاری سی بچیاں جو روشال کے قریب کرب میں تھیں۔۔۔ نواب عالیان نے ابھی ایک کو بامشکل سولایا تھا۔ اب نواب عالیان صوفہ پر پیچھے سر گرائے

اوپر سیلنگ کو گھور رہے تھے۔ ایک دم اُنکے ذہن میں رباب کا خیال آیا تھا۔  
اب اُن کو کسی حالت میں بھی اس عورت کو چھوڑنا نہیں تھا جس نے انکی عزت کی  
دھجیاں بکھیر دیں۔۔ نواب عالیان سیدھے ہو کر بیٹھے اور اپنی گھنی بیئرڈ کورب  
کیا۔۔ اور روشال کے پاس جاتے اُسکے سوئے وجود کو اپنی آنکھوں میں بھرتے  
شال جھٹکتے ڈاکٹر تعبیر کی ایک خاص نرس کوروشال اور بچیوں کے پاس چھوڑتے  
حویلی کے لیے نکل گئے تھے

---

نواب عالیان اپنی شاندار پرسنلٹی کے ساتھ بلیک شلوار قمیض اور آف وائٹ  
شال ڈالے مفلمر سٹائل میں اپنے بھاری قدموں کے ساتھ سیڑھیاں چڑھتے اُس  
بیوفا عورت کے کمرے کی طرف بڑھے تھے جس کو اُنہوں نے کل رات سے بند  
کیا ہوا تھا۔

نواب عالیان علی خان کمرے کا لوک کھولتے اندر داخل نہوئے اور اندر کا منظر  
دیکھتے اُنکے حواس گم ہوئے تھے۔ آنکھیں غصے سے لال ہوئی تھیں کیوں کہ  
رباب جو بہت ہی ماڈرن ڈریس میں بیٹھی جو پورا ہی عیاں تھا جس میں اُسکی ہر

گہرائی عیاں تھی۔ وہ صوفہ پر بے باک انداز میں بیٹھی سگریٹ کے گہرے کش مار رہی تھی اور ایک ہاتھ سے وائٹ پی رہی تھی۔ عالیان خان نے اسکو مارنے والی آنکھوں سے دیکھا تھا کوئی عورت اتنی بے باک بد لحاظ ہو سکتی ہے وہ بھی جواٹھ سال انکی عورت رہی تھی اور اب بھی انہیں کے نام سے وابستہ تھی۔۔۔ آگئے تم عالیان۔ اپنی گندی زبان سے میرا نام مت لو رباب زیدی جو حر۔ ام مشروبات کو پیتی ہو۔ ایسے دھارے تھے نواب عالیان پورا کمرہ لرزاٹھا تھا۔ رباب کا قہقہہ گونجا تھا۔ نواب عالیان پاگل ہوتے ایک ہی جست میں اُسکی طرف بڑھتے اسکو ایک بازو سے پکڑتے۔ چھوت کی مانند کھڑا کر گئے تھے اپنے سامنے عالیان!!!! رباب چیخی تھی آواز نیچی!!!! تمہارے عاشقوں کی جگہ نہیں جہاں تم اُن کو اپنا آپ پلیٹ میں رکھ کر دیتے انکی آوازیں بند کرادو گی تو کہاں ہوں میں ہاں بولو اوہ پلزا اب یہ نہیں بولنا میں تمہارا شوہر ہوں

Husband My foot got it!!!!

تم جیسا نہ مرد مجھے برداشت نہیں اچھا ہوا تم نے دیکھ لیا سب پتہ لگ گیا میرا کام  
آسان ہوا آخرا ب میں آزادی سے اپنی زندگی جی سکتی ہوں جو مجھے پسند ہے وہ کر  
سکتی ہوں۔۔۔!!! یہ بولتی ہنسنے ہی لگی تھی اگلے ہی

لمحے وہ اپنے گال پر ہاتھ رکھ گئی تھی اتنا زوردار جو پڑا تھا نواب عالیان سے۔۔۔  
عالیان!!! چیختی غصے سے اگلا گال پکڑتے بیڈ پر گری تھی۔۔ کیوں کہ یہ والا پہلے  
والے سے بھی زیادہ شدت کا تھا رباب کے ہو۔ نٹ کی سائڈ سے خون کی باریک  
لکیریں نکلی تھیں۔۔ ایک شریف با کردار مرد کی مردانگی کو لکارا تھا یہ تو پڑنا ہی  
تھا اب نواب عالیان شیر کی طرح آگے بڑھتے اُس کو بالوں سے پکڑاٹھا گئے تھے  
ایسا نہیں تھا میں نہ میں بن سکتا ہوں لیکن تم جیسی بیوی کے روپ میں چھپی و۔  
یشیہ کے لیے مجھے ایسا بننا پڑا رباب زیدی۔ چھوڑو مجھے نہیں رہنا مجھے تمہارے  
ساتھ طلاق دو مجھے ابھی کے ابھی جو آدمی مجھے بستر پر خوش نہیں رکھ سکتا وہ کیا  
مجھے کچھ دے گا۔

اپنا آپ عالیان خان کی گرفت سے چھوڑوا کر بولی تھی آخر نواب عالیان اپنے  
منہ پر ہاتھ پھیرتے غصے کے عالم میں بولے۔۔۔ تم جیسی عورتوں میں اتنی آگ

ہوتی ہے ایک عام شوہر اسکو واقعی پورا نہیں کر سکتا تم جیسی عورتوں کی آگ اس دنیا کے ایک سے بڑھ کر ایک حوس پرست مرد اور جہنم کی آگ ہی ٹھنڈا کر سکتی ہے۔ عالیان!!!!!! آواز نیچی۔۔۔ تم کو میں اب کچھ نہیں مانتا جو تم بار بار میرے آگے اپنی آواز اونچی رکھو گی۔ تو دونہ طلاق دونہ۔۔۔!!! یہ ناجائز عمل میں خود نہیں کر سکتا جس کو حرام قرار دیا گیا ہے۔

ابھی تم نکلوں یہاں سے کیونکہ میں تم جیسی عورت اب مزید اپنی حویلی میں برداشت نہیں کر سکتا مجھے بھی نہیں رہنا تمہارے ساتھ تینتیس سال کے ہو بس لیکن مراد نہ طاقت تو تم میں ذرا بھی نہیں ہے۔ یہ سنتے نواب عالیان ایک ہی لمحے میں رباب کو اُسکے گلے سے پکڑ گئے تھے۔۔۔ اور دیوار پر بٹکھا۔۔۔

Shut up just shut up

عورت ہو اُسکا لحاظ کر رہا ہوں اور سب سے زیادہ ہمارے آٹھ سال کے رشتے کا تم جیسی نے تو مجھے بھی گندا کر دیا۔ پتہ نہیں کتنوں کے پاس ہو کر آتی تھی اور پھر میرے وجود کا بھی حصہ بنتی تھی۔ تمہیں میں کیا میرا خدا بھی معاف نہیں کرے گا رباب زیدی تم نے نہ صرف ہمارے پاک رشتے کو روند ابلکہ تم نے میری روشا



ل کو بھی کیا کیا نہیں بولا۔۔ ارے تم جیسی اُس جیسی پاکیزہ عورت کے پاس بھی  
کیا اُسکے قریب بھی نہیں آسکتی۔۔۔ تم کیا اُس کو داشتہ اور طوائف بولتی ہو۔ یہ  
بولتے بھی نواب عالیان کا انگ انگ غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔ یہ سامنے کھڑی  
عورت جو خود بے حیا تھی وہ کیسے انکی گڑیا کو اتنے گندے الفاظ بول گئی میری نظر  
سے دیکھو تم سے بڑھ کر بے حیا عورت کوئی نہیں ہو سکتی جو کسی کی بیوی ہوتے  
دوسروں کا بستر گرم کرتی رہی۔۔۔ تم واقعی ایک چھپی ہوئی باز۔ اروں عورت  
اُن مردوں میں سے نہیں جو انا کے چکر میں عورت کو اس دُنیا ہو۔۔۔ اور میں  
سے ہی رخصت کر دے میں وہ عالیان خان ہوں جو اپنے رب کے فیصلوں اور  
اُسکے انصاف پر یقین رکھتا ہے جو تم نے میرے ساتھ کیا میری گڑیا اور میری  
بچیوں کے ساتھ کرنے کا سوچا بھی اُسکا حساب تم سے میرا خدا لے گا۔ تمہیں بھی  
ایک دن پتہ لگے گا مخلص آدمی سے بیوفائی کرنا اور ایک لڑکی کو دوسری یا  
طوائف کہہ کر پکارنا کیسا لگتا ہے یہ بولتے نواب عالیان علی خان نم آنکھوں سے  
مُسکرا گئے تھے یا نم آنکھوں کے پیچھے اپنے غم کو چھپا گئے تھے اس عورت سے  
اُنہوں نے آٹھ سال وفا کی تھی اتنی جلدی تو اُسکا دیا ہوا زخم بھر نہیں سکتا تھا تم کیا

مجھے چھوڑو گے عالیاں میں رباب زیدی تمہیں چھوڑتی ہوں تم سے اب میرا کوئی  
!!! مطلب نہیں کوئی غرض نہیں۔۔ اور کیا بولایٹیاں ہا ہا ہا

تم جیسا مرد بس لڑکیاں ہی پیدا کر سکتا ہے بڑے ہی انصاف کے مورت بنے  
پھرتے ہو دیکھو کیسے میں نے تمہاری زندگی کی واٹ لگا ڈالی نہ یہاں کے رہے  
نہوہاں کے۔ اب کرو جتنی لڑکیاں پیدا کرنی ہیں یا جتنی شادیاں اور کرنی ہیں  
میری بلا سے۔ یہ بولتی پہلے سے پیک اپنا سوٹ کیس پکڑ گئی تھی۔ نواب عالیاں  
جو ضبط سے اپنی مٹھیاں بھینچے ہوئے تھے ہٹو سائڈ۔۔۔!!! رباب جو نواب

عالیاں کے آگے بد تمیزی سے بولی۔ زبان سمبھال کر رکھو اپنی رباب زیدی!!!  
اوہ پلرز زیادہ بوڑھے نہ بنو ویسے تمہاری سوچ تو ویسی ہی ہے۔۔ نواب عالیاں کو  
دھتکارتی کمرے سے شور مچاتی نکلی تھی۔۔۔ مجھے بھی کوئی شوق نہیں تمہاری  
فیملی کے ساتھ رہنے کا۔

یہ بولتی سیڑھیاں اترتی جا رہی تھی۔ نواب عالیاں جو اُس سے کہیں فاصلے پر تھے  
۔۔۔ آخر بولے تم ایسے نہیں جاؤ گی آگے میری عزت کا تماشا بنا چکی ہو مزید میں  
تمہیں بنانے نہیں دوں گا تمہیں عورت ہوتے اپنی عزت کا خیال نہ ہو پر ایک

نواب ہوتے مجھے ہے جب تک میرے نام کے ساتھ ہو تب تک میں تمہیں اپنی عزت اور اچھالنے نہیں دوں گا سمجھ گئی۔۔ نواب عالیان خان کی شیر جیسی دھار گونجی تھی۔۔۔ دادی جان اور زر بیگم اپنے اپنے کمروں سے نکل بیچ بڑے سے ہال میں آئی تھیں۔ رباب جو تملاتی بیچ ہال کے وسط میں ویسے ہی ماڈرن سٹائل میں کھڑی نواب عالیان کو گھور رہی تھی۔ یا خدا یہ کیا ہے۔۔!! دادی جان جو اپنے دل پر ہاتھ رکھ گئی تھیں زرتاج بیگم کو تو جیسے چکر سا آیا تھا انکی بھانجی جیسے کھڑی تھی اُن کو شرم آئی تھی۔

مجھے تمہاری کسی گاڑی گارڈز کی ضرورت نہیں میرا فیصل ہے مجھے ہینڈل کرنے کے لیے وہ بس آتا ہی ہو گا۔ دادی جان آگے بڑھتے بولی۔ کیا بول رہی ہو لڑکی چپ کریں آپ کچھ زیادہ ہی بولتی آئی ہیں میں رباب زیدی آپکے پوتے کو چھوڑ رہی ہوں جو ایک کمزرف مرد ہے جو اپنی پہلی بیوی کو کبھی بستر پر صحیح طرح گرم نہیں کر سکا۔۔۔ رباب!!!!!! زرتاج بیگم نے آگے بڑھتے لگائی تھی۔۔۔ رباب اپنے ایک گال پر ہاتھ رکھ گئی تھی آج بس تھپڑوں کی بارش ہی اُسکا نصیب ٹھہری تھی۔۔۔ وہ زر بیگم جو ہر وقت اُسکا ساتھ دیتی آئی تھیں پر بولتے ہیں نہ بیٹے

سے زیادہ عزیز کچھ نہیں وہ اپنے بیٹے کے متعلق ایسا گندالہجہ برداشت نہیں کر سکی آخر ایک ماں تھیں وہ۔۔ اسی بیٹے کی توہر خوشی سے مطلب تھا جس کو کتنی منتوں اور مرادوں کے بعد حاصل کیا تھا رب سے۔۔ نواب عالیان زر بیگم کی شادی کے تقریباً پانچ سال بعد پیدا ہوئے تھے اُنکے بابا جان بہت اچھے تھے جنہوں نے زر بیگم کا ساتھ کبھی نہیں چھوڑا تھا وہ تربیت تو نواب عالیان میں آئی تھی تب ہی جس عورت نے انکو اتنا رسوا کیا پھر بھی اسکو کچھ بولنے سے پہلے یا کرنے سے پہلے وہ اپنے رب سے ڈر رہے تھے کیونکہ اب وہ اکیلے نہیں تھے بلکہ دودو بچیوں کے باپ بھی تھے۔ نکلوں ابھی کے ابھی یہاں سے تمہاری ماں کو تو میں بتاؤں گی تمہاری کر توت۔۔۔ زرتاج بیگم چیخی تھیں

بتادیں۔۔

i really don't care

جائیں جا کر اپنے بیٹے کی تیسری شادی کا انتظام کریں افسوس دودو بیٹیاں جو ہوئی ہیں آپ لوگوں کی نسل آگے کیسے بڑھے گی۔ ایک دم نواب عالیان اپنی بلند گرج دار آواز میں بولے۔ میری نسل نواب عالیان علی خان کی نسل میری

بیٹیوں سے چلے گی اور مجھے اس بات پر فخر ہے۔۔۔!! یہ سنتے رہا باب طنزیہ  
زرتاج بیگم کا چہرہ دیکھتے ہنسی تھی وہیں دادی جان اپنے پوتے کی سوچ پر واری  
نیاری بگئی تھیں زرتاج بیگم کے چہرے کے رنگ اوڑھے تھے اوہ۔۔۔

poor khala

ھاھاھاھا ہنستی اپنا بیگ گھسیٹتے نکل گئی تھی حویلی کے باہری دروازے پر ہی  
فیصل گیلانی رہا باب کا انتظار کر رہا تھا۔

باب جیسے ہی گاڑی میں بیٹھی فیصل گیلانی مسکراتے رہا باب کے لبوں کو اپنے  
لبوں میں قید کر گیا تھا۔ کچھ دیر بعد دونوں الگ ہوئے

What faisal

چلیں میرے مینشن۔۔ آج کی رات ایک دوسرے کے اندر شامل ہوتے  
گزاریں

Why not....!!!

ایک سیکنڈ وہ پیپر زدو۔۔ فیصل گیلانی

divorce

پیپر زرباب کو پکڑا گیا تھا۔۔۔ رباب اُس پر سائن کرتے باہر کھڑے چوکیدار کو دے گئی۔۔۔ اپنے نواب کو دے دینا۔۔۔ یہ بولتی پکڑا گئی۔۔۔ اب رباب فیصل گیلانی کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہو گئی۔۔۔ یہ بھولے بنا۔۔۔ یہ دنیا مکافات عمل ہے جو آپ نے بویا ہے وہ کاٹنا ہی ہے جو آپ کسی مخلص انسان کے ساتھ کروا سکا خمیازہ آپ نے اس دُنیا فانی میں سہہ کر جانا ہی ہے۔

نواب عالیان کو وہ پیپر زمل گئے تھے اُنہوں نے اُن کو اسی وقت سائن کرتے واپس فیصل گیلانی کے ایڈریس پر بھجوا دیا تھا۔۔۔ اب اُن کی منزل اپنی مخلص چھوٹی گڑیا اپنی بیگم کی طرف تھی۔ جس کے پاؤں میں وہ دنیا جہاں کی ہر خوشی رکھنا چاہتے تھے

-----

صبح کے پانچ کا وقت تھا۔ نواب عالیان علی خان وائٹ کرکڑاتی شلووار قمیص پر بلیک مردانا شال مفکر کی طرح ڈالے ہسپتال میں روشال کے کمرے کی طرف اپنے بھاری قدموں کے ساتھ بڑھ رہے تھے۔۔۔ نواب عالیان اپنی بڑھتی دھڑکنوں کے ساتھ کمرے میں جیسے داخل ہوئے کیونکہ واحد یہی لڑکی تھی جو اُن کو سمجھا سکتی تھی انکی چھوٹی گڑیا اُن کی روشال اُنکا عشق عالیان۔

کمرے میں داخل ہوتے جیسے انکی نظریں سامنے گئیں انکی زندگی انکی چھوٹی سی بیگم سامنے بستر پر ٹیک لگا کر بیٹھی ایک بچی کو معصومیت سے اپنی گود میں لیے ہوئے تھی اور دوسری جو ڈاکٹر تعبیر کی نرس کے پاس تھی۔۔ وہ بھی دوسری بچی کو لے کر روشال کے بہت پاس کھڑی تھی پر وہ نرس کچھ سمجھا رہی تھی روشال کو جو روشال کو واقعی سمجھ نہیں آ رہا تھا کیسے وہ یہ سب کرے گی۔۔ جہاں اٹھارہ سال کی روشال میں معصومیت بہت زیادہ تھی وہیں شرم و حیا بھی بہت تھی

نواب عالیان جو کچھ سیکنڈ زوہیں جمعے اپنی چھوٹی سی خوبصورت دنیا کو دیکھ کر مسکرائے تھے۔۔ روشال جو معصومانہ انداز میں نرس سے کچھ پوچھتے انتہا کی سرخ پڑھ رہی تھی ویسی ہی سرخی تھی جو کبھی نواب عالیان کے ساتھ قربت کے

لمحات میں ہوتی تھی۔۔ یہ سوچتے نواب عالیان پھر اذیت سے گزرے تھے کیسے وہ اندھے بن گئے کیسے اُنہوں نے اپنی بیگم کی خوشی اُس کے دل میں چھپی ہوئی باتوں کو نظر انداز کر دیا کیسے۔۔ اب وہ اس لڑکی کے قدموں میں پوری دنیا لا کر رکھ دینا چاہتے تھے پھر سے اپنی معصوم نیلی آنکھوں والی خوبصورت بیگم کا بھروسہ یقین اور اُس کا پیار جیتنا چاہتے تھے۔ اور روشال تک بھی اپنے پیار کی آنچ پہنچانا چاہتے تھے۔ آخر مدھم آواز میں بولے!!۔۔ عالیان بہت ہی محنت کرنا ہوگی تجھے سامنے بیٹھی بھولی

بھالی لڑکی کو پھر سے جیتنے کے لیے جیسے ہی روشال کی نظر نرس سے بات کرتی دروازہ پر کھڑے نواب عالیان پر پڑی۔ نواب عالیان نے بھی اُسکی نیلینشیلی آنکھوں میں دیکھا تھا۔۔ پر روشال اپنی آنکھیں پھیرتے ہلکا سا منہ بناتے اپنی بچیوں کی طرف دیکھنے لگی۔

نواب عالیان نے اپنی پیشانی ملتے دل ہی دل میں بولا۔ عالیان بہت ہی پاڑ بیٹے پڑے گے تجھے تب ہی تیری چھوٹی بھولی بیوی تجھ پر اپنی نظر کرم کرے گی۔



آخر لمبا سانس خارج کرتے نواب عالیان بیڈ کی جانب بڑھے اور اپنی مردانہ بلند  
دمدار آواز میں بولے

کیا ہوا کیا کہہ رہی ہیں آپ میری بیگم سے!! روشال نے اپنا چہرہ بالکل ہی  
دوسری طرف گھمایا تھا کیونکہ نواب عالیان بالکل اُسکے پاس ہی کھڑے تھے اُنکے  
وجود کی مردانہ خوشبو آج بھی روشال کے حواسوں پر سوار سی ہوئی تھی لیکن وہ  
اپنی تذلیل کبھی نہیں بھول سکتی تھی اتنی آسانی سے وہ اپنی عزت نفس پر سمجھوتہ  
نہیں کرنے والی تھی۔۔۔ نواب عالیان یہ دیکھتے لمبی سانس لیتے پھر سے بولے  
۔۔۔ سب ٹھیک ہے نہ۔۔۔ اس کو مجھے دیں نواب عالیان نے آگے ہاتھ بڑھاتے  
اپنی دوسری بچی کو اپنی گود میں لینا چاہا۔۔۔ روشال جو نکلی سا اپنے آپ کو مصروف  
کرتی اپنی گود میں لیٹی بیٹی کی انگلیوں سے کھیل رہی تھی۔۔۔ نواب عالیان اپنی  
دوسری بچی کو گود میں لیتے اپنے لب اُسکی پیشانی پر رکھتے ایک انگلی سے اُسکے  
نازک عارض کو رب کرنے لگے۔۔۔ وہ نواب صاحب ر مشانرس جو تقریباً انیس  
سال کی حسین لڑکی تھی۔۔۔ دُبی پتلی سی پہلی نظر میں ہی اُس کو نواب عالیان پر  
کرش ہو گیا تھا۔ اور اب اپنے سامنے کھڑے واقعی کہانیوں کے شہزادے جیسے

نواب کو دیکھتے رہا کادل کیا تھا وہ اُنکا دھیان اپنی خوبصورتی کی طرف کر سکے  
کیونکہ لڑکیوں نے ویسے ہی کہانیوں اور اپنے بڑے بوڑھوں سے سن رکھا تھا۔  
سلطنت کے نواب بہت ہی عاشق مزاج ٹائپ کے ہوتے ہیں کتنی ہی وہ بیویاں  
اور دہشتہ رکھتے ہیں اپنی اور اپنے سے زیادہ کم عمر حسین روشال کو دیکھتے اُس کو  
انداز ہوا تھا تینتیس سالہ بھرپور مردانا وجاہت کا نواب ضرور اس لڑکی کے عشق  
میں بھی گرا ہو گا اب رہا بھی اتنے دلکش خوب و نواب کو اپنے پیچھے پاگل  
کرنے کا سوچنے لگی ایک معمولی سی نرس کے دل میں بھی یہ خواہش پیدا ہوئی  
کیوں نہ وہ اس لڑکی کی طرح اپنی خوبصورتی کے جال میں نواب عالیان کو پھنسا کر  
بچی میں سلطنت کی کوئی تیسری چوتھی بیگم بن سکے۔ نواب عالیان جو اپنی  
مصروف تھے روشال جو اُن کو نظر انداز کیے دوسری میں مصروف تھی لیکن اپنی  
تیسری آنکھ سے وہ نواب عالیان پر نظر رکھے ہوئے تھی۔ بولتے ہیں نہ عورتوں  
کی صرف دو نہیں چار آنکھیں ہوتی ہیں۔ وہ نواب صاحب میں بیگم صاحبہ کو بتا  
رہی تھی ڈاکٹر تعبیر کے کہنے پر کیسے بچیوں کو اُنہوں نے اپنا فیڈ کروانا ہے کیونکہ  
اب یہ دونوں بچیاں اُنکا ہی دودھ لیں گی لیکن ان کو کچھ سمجھ نہیں رہا۔ شاید

چھوٹی ہیں اس وجہ سے یہ سنتے جہاں روشال نے اُس نرس کو منہ بنا کر دیکھا تھا وہیں نواب عالیان نے بس ہمم میں جواب دیا۔ غیر نامحرم عورتوں سے وہ کام کے علاوہ زیادہ بات نہیں کرتے تھے۔

روشال جو رمشا کی نظریں اپنے نواب عالیان پر دوسری طرح دیکھتے جل بھنی تھی کیونکہ رمشا بہت ہی گہری نظروں سے اُسکے عالیان علی خان کا معائنہ اوپر سے نیچے کر رہی تھی جو اپنی بیٹی کے ساتھ مصروف اُسکے ننھے سے گالوں کو چومتے اُس کو مسکرا نے پر مجبور کر رہے تھے۔

آخر روشال بولی !!! آپ جاسکتی ہیں اگر مجھے کچھ ضرورت ہوئی میں آپ کو بلالوں گی نواب عالیان نے ایک نظر روشال کی طرف اٹھا کر دیکھا پھر نیچی میں مصروف ہو گئے۔ بیگم صاحبہ ڈاکٹر تعبیر کا حکم ہے میں آپکے پاس ہی رہوں رمشا نے یہ بولتے نواب عالیان خان کو مسکرا کر دیکھا تھا روشال کی تو دماغ کی بتی ہی گل ہوئی تھی۔ آخر بولی۔۔ مس رمشا بھی آپ جاسکتی ہیں جب ضرورت ہوگی میں کسی کو بول کر آپ کو بلوالوں گی۔ اپنے لب پیستے بولی تھی۔ پر بیگم صاحبہ !!! رمشا نے آس بھری نظر نواب عالیان پر لگائی تھی جن کی پر سنلٹی کی وہ دیوانی ہو چکی

تھی۔ اپنی بیوی کو اکتاہٹ کا شکار دیکھتے آخر نواب عالیان بولے مس!!! آپ  
جائیں جب ضرورت ہوگی ہمیں

I will call Dr tabeer!!!!

پر نواب صاحب!!!! ار مشام نہ بسورتی نواب عالیان کو ہلکا ہلکا دیکھتی کمرے سے  
نکل گئی تھی۔ روشال جس کا پارہ ہائی تھا غصہ اُس نرس پر نہیں اپنے شوہر پر آ رہا تھا  
جو نرس کی نظروں کا نظارہ بنے ہوئے اُسکی دوسری نظروں سے انجان بچی میں  
لگے ہوئے تھے۔

آخر دل ہی دل میں کن آنکھیوں سے اپنے نواب عالیان کو دیکھتی بولی!!!! ہر کسی  
کو اپنے پیچھے لگائے پھرتے ہیں ہیں تینتیس کے ہیں پر بنے یہ کوئی جوان ہیں یا  
سارے نواب ایسے ہی ہوتے پتہ نہیں کون سا مقناطیس ہوتا ہے ان میں عورتیں  
کھینچی چلی آتی ہیں۔ یہ سوچتے روشال اپنے ہونٹ کچکا گئی تھی۔ آخر روشال بولی  
۔۔ اس کو بھی مجھے دے دیں۔۔ ہم!!! نواب عالیان مسکراتے اپنی گڑیا کو اپنی  
بیگم گڑیا کے پہلو میں احتیاط سے لٹھا گئے تھے۔ آخر اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے  
اپنی بیگم کو گہری نظروں سے دیکھتے بولے۔۔ بیگم وہ میں آپکے لیے دلیہ اور

کھچری بنوا کر لایا ہوں۔۔۔ کھلاؤ آپکو۔۔ روشال بے رکھی سے بولی!! مجھے نہیں  
کھانا آپکے ہاتھ سے کچھ ویسے بھی مجھے بھوک نہیں لگی بھوک آپکو لگی ہوگی بس  
الگ بات ہے آپ مجھ سے ناراضگی کی وجہ سے بول نہیں رہی بیگم۔۔۔ نواب  
عالیان علی خان بہت ہی مٹھاس بھرے لہجے میں بول گئے تھے۔۔ پھر بھی روشا  
ل نے انکی طرف نظر نہیں اٹھائی تھی جہاں ایک طرف چوٹ بہت گہری تھیں  
وہیں دوسری طرف راستہ بہت ہی سخت تھا نواب عالیان علی خان نے اپنی گھنی  
بیرڈ مسلی تھی انکی بھولی سی بیوی بہت ہی زیادہ ہرٹ اور ٹوٹی ہوئی تھی اور وہ اُس  
کو حق بجانب بھی سمجھتے تھے۔۔ آخر انکی ذات سے اُس کو بہت تکلیف ملی تھی  
۔۔ نواب عالیان خان خود کھانا نکالتے بیڈ کی طرف بڑھے اور سٹول کھینچ کر روشا  
ل کے پاس بیٹھ گئے وہ عالیان علی خان جس نے کبھی کوئی کام نہیں کیا تھا وہ خود  
کھانا نکال کر ٹفن سے روشال کو کھلانے بیٹھا تھے منہ کھولیں گڑیا!!! مجھے نہیں  
کھانا کچھ یہ بولتی اپنی سوئی ہوئی بچیوں کو دیکھنے لگی کھانا تو آپکو ہوگا روشال اگر  
آپ نہیں کھائیں گی تو آپکی یہ دو جانیں بھوک کی رہ جائیں گی۔ یہ کیوں بھوک رہیں  
میں روشال بولی۔ اس لیے تو بول رہا گی ابھی انکی امی زندہ ہے!!! بھیگی نم آواز

ہوں کچھ کھالیں پھر آپ نے ان کو وہ بھی کرانا ہے۔۔۔ دے لہجے میں بولے  
کیونکہ وہ جانتے تھے انکی بیگم چھوٹی ہے ابھی وہ یہ سب کرتے شرم محسوس  
کرے گی۔ تھوڑی تو شرم رکھیں اب آپ کیا کچھ بھی بولیں گے!!! ہلکا سا غصہ  
لیتی روشال بولی تھی ٹھیک ہے غصہ نہ کریں میرے لیے نہ صحیح اپنی بچیوں کے  
لیے کھالیں۔۔۔ آخر التجا یا لہجے میں نواب عالیان علی خان روشال سے گویا ہوئے  
۔۔۔ آپ نے وہ وقت چھوڑا ہے کہ یہ روشال آپ کے لیے بھی کھا سکے کاش آپ  
!!! اتنا بولتی روشال کی تھی۔۔۔ روشال کی گہری بات کا مطلب سمجھتے نواب  
عالیان کا سر جھکا تھا اور آنکھوں کے کونے میں آنسو چمکے تھے۔۔۔ جن کو وہ نا  
محسوس انداز میں اپنی انگلی کے پور سے صاف کرتے اپنے اندر ہی اتار گئے تھے پھر  
سے بولے۔۔۔ پلز کھالیں بیگم!!! آخر روشال نے اپنی بچیوں کی طرف دیکھا  
بھی بول کر گئی تھی اُس کو اپنی بچیوں کا پیٹ بھرنے کے لیے کھانا ہی ہوگا ڈاکٹر  
جیسے نواب عالیان چمچا روشال کے منہ کے قریب لائے روشال اپنا منہ کھولتے  
وہ نوالہ لے گئی تھی۔۔۔ نواب عالیان کے ہونٹ مدھم سا مسکرائے تھے۔ اسی  
طرح نواب عالیان علی خان نے روشال کو اُس کا سارا کھانا تھوڑا تھوڑا کر کے کھلایا

۔۔۔ روشال جو ٹیک لگا کر بیٹھی تھی اُسکی گود میں اور پہلو میں اُسکی بچیاں اپنی ننھی  
منی آنکھوں سے اپنے امی ابا کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔ روشال جو نظریں اپنی بچیوں  
پر گاڑھے بیٹھی تھی نواب عالیان ایک دم اٹھ کر دوسری سائڈ آتے اُسکے پاس  
بیٹھتے اُسکے لبوں کے پاس اپنا ہاتھ لے گئے ایک دم روشال بولی۔۔!! آپ کیا  
کر رہے ہیں دور رہیں نارمل آواز میں سپاٹ لہجہ میں بولی۔۔ وہ گڑیا آپکے  
ہونٹوں پر!!! کیا!!! روشال جو اُن کو اب نا سمجھی سے دیکھ رہی تھی کہ نواب  
عالیان ایک دم اپنا چہرہ روشال کے چہرے کے بہت قریب لے جا کر۔۔ بہت  
نرمی سے اپنی آنکھیں بند کر کے اپنی زبان اور ہونٹ سے اُسکے ہونٹ کا کونا لک  
کرنے لگے۔۔ روشال جو نا محسوس انداز میں پتہ نہیں کیوں اپنی آنکھیں بند کر  
گئی تھی۔۔ آنسو کی لکیریں اُسکے عارض کو اب بھگونے لگی تھیں۔۔ نواب  
عالیان جو پورے ہی کھو گئے تھے اب اُنکے لب اور زیادہ اُسکے لبوں پر قابض  
ہونے لگے تھے وہ اپنا ایک ہاتھ روشال کی نازک کمر پر رکھتے اور دوسرے ہاتھ  
سے اُسکا نازک چہرہ اپنے ہاتھ میں بھرتے پوری طرح سے روشال کے ہونٹوں  
سے اپنے آپ کو سیراب کرنے لگے وہ اس طرح روشال کی نازک پنکھڑیوں کو

چھو رہے تھے جیسے کوئی بہت ہی نایاب چیز ہو۔ اور روشال بھی اُنکے لمس میں وہ چیز محسوس کر رہی تھی آنکھیں بند کر کے پر ایک دم پچھلا سب یاد آتے وہ نواب عالیان کو سینے پر ہاتھ رکھتے دور کر گئی تھی نواب عالیان جو مدہوشی میں اُس لبوں کا رس پی رہے تھے ایک دم پیچھے ہوئے۔ اب دونوں کی تیز تیز کے سانسیں چل رہی تھیں اور دونوں ایک دوسرے کو ہی نرم آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ دور رہیں مجھ سے مجھے اب آپکا قریب آنا پسند نہیں میں نہ ہی کچھ بھولی ہوں ابھی جو آپکو سہہ رہی ہوں صرف اس وجہ سے آپ میری بیٹیوں کے باپ ہیں اور میں اپنی بیٹیوں کے سر سے اُنکا مضبوط سایہ نہیں چھین سکتی لیکن اسکا یہ مطلب نہیں میں آپکو معاف کرتے آپکی پھر سے بن جاؤں گی شکوے سے بھرپور لہجہ میں روشال نواب عالیان کو بہت کچھ جتلا گئی تھی۔۔۔ ٹھیک کہہ رہی ہیں جب تکلیف دینے والا اور آپکو توڑنے والا میں ہوں تو آپکی سزا کا حق دار۔ بھی بنتا ہوں بیگم!!! یہ بولتے اٹھتے صوفہ کی طرف بڑھ گئے تھے اب دونوں میں پھر سے گہری خاموشی چھائی تھی روشال جو اپنی بچیوں کو اپنے میں ہلکا سا بھینچے ایک دم پیچھے ٹیک لگانے لگی اُسکی کراہا کی آواز نکلی تھی نیچے بلی میں ہلکی سی درد کی



لہڑ دوڑی تھی۔۔ جیسے ہی اُسکی آواز صوفے کی طرف بڑھتے نواب عالیان کے کانوں میں پڑی وہ تڑپتے ایک ہی سیکنڈ میں رخ موڑتے روشال کی طرف بڑھے

--

اور اُسکے چہرے کو بنا سوچے ایک دم اپنے ہاتھوں کی ہلکی گرفت میں نرمی سے پکڑتے بولے۔۔ کیا ہوا بیگم آپ ٹھیک ہیں نہ روشال جو ایک دم اُنکے پوچھنے کے انداز میں چونکی تھی عجب سی تڑپ اور فکر آج اسکو اُن میں محسوس ہوئی تھی پھر بھی چپ۔ وہ انکی آنکھوں میں دیکھتی رہی۔۔۔

ٹھیک ہیں نہ آپ بیگم بولیں کیا ہوار کے میں ڈاکٹر کو بلاتا ہوں میں ٹھیک ہوں نواب عالیان کا ہاتھ جھٹک گئی تھی بس آپ سے التجاء ہے نواب صاحب اب مجھ سے دور رہا کریں مجھے آپکی قریبی منظور نہیں اب۔۔ آپ بس اب میرے لیے ان بچیوں کے ابا ہیں اور اس سے زیادہ کچھ نہیں۔۔۔ سرد لہجے میں بولتی روشال پھر سے اُن سے اپنا منہ پھیر گئی تھی پھر سے یہ بات نواب عالیان کے دل میں لگی تھی اب کیا کرتے وہ واقعی اپنی زندگی میں توازن قائم کرنے کے چکر میں نہ صرف روشال کے ساتھ بلکہ اپنے ساتھ بھی بہت غلط کر گئے تھے آج اتنا بہادر

اعلیٰ طرف نواب عالیان اندر سے اپنی زندگی میں آئی پہلی عورت کی بیوفائی سے  
ٹوٹا ہوا تھا۔۔ پھر بھی اپنی چھوٹی گڑیا کے لیے ایک مضبوط چٹان کی طرح کھڑا تھا  
۔۔ نواب عالیان بنا کچھ بولے جا کر صوفہ پر نیم دراز ہو گئے تھے اب وہ صوفہ پر  
روشال جو چپ چاپ اپنی بچیوں کو سر پیچھے گرائے سیلنگ کو گھور رہے تھے  
لیے آنکھیں موند گئی تھی

---

سارا دن ایسا ہی گزراروشال نے نظر بھر کر بھی نواب عالیان کی طرف نہیں  
دیکھا جو بکھری ہوئی حالت میں بھی اپنی پسندیدہ عورت کے پاس ایک ٹانگ پر  
کھڑے رہے۔۔ اپنی گڑیا کی بے رُخی کے بعد بھی انہوں نے ایک لمحے کے لیے  
بھی اُس پر سے اپنا دھیان نہیں ہٹایا تھا۔۔ رات کے بارہ کا وقت تھا کچھ دیر پہلے  
ڈاکٹر تعبیر آ کر بچیوں کو بامشکل فیڈر سے فیڈ کروا گئی تھیں۔۔ اور روشال کو فیڈ  
کروانے کا طریقہ بتا گئی تھیں پھر بھی روشال بہت نروس محسوس کر رہی تھی۔۔  
آخر سارے بارہ کا وقت تھا نواب عالیان جو اپنے خاص منیجر سے بات کر رہے  
تھے وہ اُس کو کچھ دن سارا آفس ہینڈل کرنے کو بول رہے تھے اور ضروری فائلز

اُنہوں نے حویلی منگوالی تھیں چیک کرنے کے لئے۔۔ نواب عالیان ابھی فون رکھتے ایک دم انکی ایک بچی بلکتے رونے لگی تھی روشال کی تو دیکھتے سانسیں ہی تھی اوپر سے اب دود و بچیوں کو سنبھالنا روشال تھمی سی تھی وہ خود ابھی کم عمر کے لیے بالکل آسان نہیں تھا اور فیڈ کروانے کا مرحلہ اُس کو سب سے مشکل معلوم ہو رہا تھا۔ ایک بچی جو پاس ہی کرب میں ہلکی نیند میں تھی دونوں ماشاء اللہ سے بہت گول مٹول تھیں روشال کی کاپی۔۔۔ بس بس نہ رومیری بچی امی ہے نہ۔ روشال بڑی مشکل سے اُس کو اپنے سینے کے پاس لگائی جیسا ڈاکٹر تعبیر اُسکو گائیڈ کر کے گئی تھیں۔۔

پر اُس کو صحیح طرح ہینڈل کرنا ہی نہیں آ رہا تھا۔۔ آخر روشال جیسی بھی تھی وہ عمر کے لحاظ سے ہی نہیں سوچ سمجھ سے بھی ابھی گڑیا ہی تھی اتنا کچھ اُس کو معلوم نہیں تھا اور خاص طور پر بچہ سنبھالنا۔ اپنی زندگی کی جتنی عمر وہ اپنے بابا کے گھر رہی زیادہ تر کمرے میں ہی قید رہی نہ کبھی ٹی وی پر کچھ دیکھنا فون اُس نے استعمال کیا جو اُس کو پتہ لگتا زیادہ دنیا کے بارے میں جو وہ تھوڑی بہت سمجھ دار ہوئی تھی وہ نواب عالیان کی دوسری بیگم بن کر ہوئی تھی۔۔ روشال جو رونے

سی ہوئی تھی سامنے ہی نواب عالیان بیٹھے تھے ایک تو اُسکا شرم سے برا حال تھا  
اوپر سے بچی کو صحیح طرح اُس سے کیری ہو نہیں رہا تھا۔ روشال کو ایسے رونا سا  
ہوتے دیکھ نواب عالیان اپنی چادر جھٹکتے پرواہ کے ساتھ اُس کی طرف بڑھے۔  
لاؤ میری گڑیا میں مدد کرتا ہوں آپکی۔ آگے ہوتے جھکتے روشال کی وائٹ رنگ  
کی ہلکی سی کاٹن کی قمیض کے بٹن کھولنے ہی لگے تھے۔ ایک دم روشال ہلکا سا  
پیچھے ہوتی لڑکھڑاتی آواز میں بولی۔ ی۔۔۔ یہ۔۔۔ ی آپ کیا کر رہے ہیں دور  
ہوں مجھ سے روشال نے اپنی چادر لیتے شانوں پر ڈالی تھی۔ روشال مجھے کرنے  
دوا بھی آپ بچی ہیں تو آپ کو کونسا سب کرنا آتا ہے زیادہ مت بنے مجھے سب آتا  
ہے میں کوئی بچی وچی نہیں۔ اچھا سنیں میں نرس کو بلا لیتا ہوں وہ آپکو مدد کر  
دے گی۔ کوئی ضرورت نہیں اُس کو بلانے کی۔ روشال جلتی بھنتی بولی پھر  
سے اُس رمشا کی نگاہیں اپنے نواب جی پر یاد آئی تھیں۔ اچھا وہ پسند نہیں آپکو تو  
میں ڈاکٹر تعبیر سے بول کر کسی اور کو بلوا لیتا ہوں۔ یہ سنتے روشال نے دل ہی  
دل میں سوچا۔ اب کوئی اور آئی وہ بھی انکے پیار میں پڑھ جائے گی۔ ایک تو پتہ  
نہیں کون سے ان میں ہیرے موتی لگے ہیں جو عورتیں لڑکیاں بچیاں انکے پیچھے

ہیں۔۔ روشال نے غصے میں بھی کیوٹ سافیس بنایا تھا۔۔ نواب پاگل ہو جاتی  
عالیان کو سمجھ نہیں رہا تھا انکی گڑیا اُن کو اگر قریب نہیں آنے دے رہی تھی تو  
اُس کو نرس سے کیا مسئلہ ہو رہا تھا۔۔۔!!! آخر پھر لمبی سانس لیتے روشال کی  
چادر پے ہاتھ رکھتے اتارنے لگے۔۔ کیونکہ انکی بچی رورو کر پاگل ہو رہی تھی اور  
انکی بڑی بچی پتہ نہیں کیا کرنے کا سوچتے اپنے خیالوں میں ہی گم تھی۔۔ کوئی  
شک نہیں تھا آگے جا کر اُنہوں نے تین بچیوں کو پالنا تھا۔۔ ایک اُن کی بیوی بھی  
تو تھی۔۔ آپ کیا کر رہے ہیں بہت ہی بیدردی سے عالیان خان کا ہاتھ جھٹک گئی  
تھی۔۔ اور چرچڑاتی بولی جائیں نا آپ پلز روم سے باہر آپکی موجودگی میں مجھ سے  
کچھ نہیں ہو پارہا۔۔ مہربانی کر کے مجھے کچھ وقت اپنا دے دیں میں آپکے آگے  
اُنہیں فیڈ کروانے کے لیے کمفر ٹیبل محسوس نہیں کروں گی۔۔۔ یہ بات سچی  
لگی تھی وہ عورت جس کی دھڑکنوں سے وہ کچھ میں نواب عالیان کے دل کو  
وقت پہلے تک پوری پوری رات لپٹے رہتے تھے اب وہ اُنکا پسندیدہ حصہ۔۔ ہی اُن  
سے چھپا رہی تھی مطلب وہ اُن کی موجودگی میں اچھا محسوس نہیں کر رہی تھی۔

نواب عالیان بو جھل دل کے ساتھ بولے۔۔ ریلکس میں کچھ نہیں کرتا آپ  
آرام سے ہماری بیٹی کو فیڈ کرائیں جیسا آپکو ٹھیک لگے۔۔ یہ بولتے روشال کو  
دیکھتے باہر کی طرف بڑھ گئے اور جاتے روم کے باہر ہی ہلکا سادروازہ کھولے  
کھڑے ہو گئے وہ کسی حالت میں بھی روشال کے کہنے پر بھی اُس کو اکیلا نہیں  
چھوڑ سکتے تھے۔۔ جانتے تھے انکی معصوم گڑیا اُن سے ہی اپنا غصہ غم نکال کر ہلکا  
کرے گی ہلکا سادروازہ کھلا تھا نواب عالیان کی نظریں روشال پر ہی لگی تھیں اب  
وہ اپنا دوپٹہ نکال اپنی قمیض کے بٹن ایک ایک کر کے کھولنے لگی نواب عالیان  
نے نظریں چڑانی چاہیں لیکن وہ نہیں پھیر پارہے تھے اپنی نگاہیں روشال کی  
گہرائیوں پر سے جوا بھی بھی ہسپتال کے بیڈ پر ہوتے بھی نواب عالیان کے جواں  
جذبات کو بری طرح بیدار کر گئی تھی پر وہ تینتیس سال کے بھرپور مرد تھے  
اپنے جذبات کو کنٹرول کرنا جانتے تھے لیکن کب تک ہاں کب تک ویسے بھی  
پچھلے کئی مہینوں سے وہ اپنی روشال میں سمائے ہی نہیں تھے۔۔ تو اُنکے اندر اسکی  
طلب اُسکی تشنگی بڑھتی ہی جا رہی تھی۔۔ اُف عالیان کیا کر رہا ہے کنٹرول۔۔  
اتنے میں اندر سے دوسری بچی کی بھی رونے کی آوازیں آنا شروع ہو گئی۔۔ اور

ساتھ نواب عالیان خان کی بڑی گڑیا کی بھی یعنی انکی بچیوں کی امی کی بھی۔۔  
اُف!!! نواب عالیان سے اب رکا نہیں گیا تھا وہ ایک جست میں دروازہ کھولتے  
اندر گئے تھے روشال جو بے حال سی ہلکی سی اپنی قمیض اوپر کیے بڑی گڑیا کو اپنے  
ابھار سے لگا رہی تھی پر وہ بس روئے جا رہی تھی اور دوسری گڑیا جو مچلتے روئی جا  
رہی تھی اُس کو بھی بھوک لگی تھی۔ افو مجھ سے نہیں ہو رہا!!! روشال رودی  
تھی کیا ہوا میرا بچہ!! نواب عالیان پیار سے روشال کو پکار گئے تھے۔

وہ وہ نواب۔۔ جی۔۔ ابھی جی بولتی ساتھ روتے ہوئے روشال کی زبان رکی تھی  
احساس ہوا تھا وہ کیا بول گئی۔۔ نواب عالیان جو بے بسی سے اپنی آنکھیں بند  
کرتے بہت قریب ہوئے روشال کے۔ دیکھیں میری گڑیا مجھے مدد کرنے دیں  
اب آپ مجھے نہیں روکیں گی ہلکا سا ڈپتے بولے تھے۔۔ روشال جو خاموش ہوئی  
تھی اُس کو اس وقت اپنی اولاد کی فکر تھی پھر بھی معصومیت سے بولی۔۔ کیسے  
سنجھالتے ہیں بچے اس سے اچھا تو یہ میرے اندر تھیں۔۔ مجھے نہیں سمجھ آرہی  
میں کیسے ان کو پالوں گی اپنی معصوم سی بیوی کی معصومانہ بات پر نواب عالیان کے  
ہونٹوں کو مسکراہٹ نے چھو ہا تھا آخر وہ ایک گڑیا کو اپنی باہوں میں بھرتے روشا

ل کے بے حد قریب گئے روشال جواب اپنا آپ چھوڑے نظریں جھکائے بیٹھی تھی۔ نواب عالیان جنکے جذبات ڈول رہے تھے انکی نظریں اپنی بیوی کے کرتے اُسکا آخری سراپے سے ہٹ نہیں رہی تھیں وہ روشال کی گاؤن ا۔ وپر بلیک پردہ جو اندر کی گہرائیوں کو اپنی قید میں لیے ہوئے تھا جو بچے ہونے کے بعد اور زیادہ حسین ہو گئی تھیں۔۔ بہت ہی صحیح سائز میں یہ دیکھتے نواب عالیان کی دھڑکن بڑھی تھی وہ اپنے جذبات کو قابو میں رکھنے کے لیے اپنی نظریں دوسری طرف کرتے۔ ایک ایک کر کے دونوں بچیوں کو روشال کی دونوں سائڈ لٹھا گئے تھے۔ اور ہلکا سا جھکتے اُنکے سر کو نرمی سے پکڑتے اُس کے ابھار میں دے گئے تھے۔

اس دوران اُنکے ہاتھ روشال کی گہر۔ ایوں کو ٹچ ہو رہے تھے۔۔۔

روشال جو اُنکے ہاتھوں کا لمس محسوس کرتے اندر تک لرزی تھی وہ اپنی بھاری سانسوں کو قابو میں رکھنے کے لیے اپنے نچلے ہونٹ کو کاٹ گئی تھی۔۔ ایک واحد یہی مرد تھا آخر تک جو معصوم روشال کو بھی جذبات کی آگ پر بیٹھا دیتا تھا۔

میرا بچہ میری گڑیا اب آپ ان کو آرام سے پکڑ کر اپنا فیڈ کروائیں۔۔۔ ہم !! اتنا بولتی روشال اُن کو اپنا دودھ فیڈ کرانے لگی۔۔ اس بیچ نواب عالیان سامنے ہی



اُسکے سٹول پر بیٹھے بہت ہی گہری بے باک نظروں سے اپنی بیگم کو دیکھ رہے تھے۔ جو اُن کی اولاد کو اپنا دودھ دیتے بہت ہی خوبصورت عورت لگ رہی تھی نواب عالیان نے کبھی نہیں سوچا تھا انکی زندگی میں کبھی ایسے لمحات بھی آئیں گے۔۔۔

کافی دیر بعد روشال نے محسوس کیا اُس کی سیٹیاں اُسکی نر۔ م گہر۔ائی کو چھوڑ چکی ہیں۔۔۔ جب اُس نے اپنی گود میں دیکھا تو وہ دونوں سوچکی تھیں۔۔۔ نواب عالیان نے اٹھتے دونوں کو روشال سے لیتے پاس ہی کرب میں لٹھا دیا۔۔۔ اور پھر سے روشال کی طرف بڑھے جس سے سٹیچرز کی وجہ سے اپنی کوئی بھی چیز صحیح طرح نیچے نہیں ہو پارہی تھی آخر کار نواب عالیان روشال کے بالکل سامنے بیڈ پر بیٹھتے دیکھنے لگے وہ بہت ٹوٹے ہوئے تھے اور اُس کو کچھ سیکنڈز کا بے باکی سے اُس کو سکون انکی گڑیا ہی دے سکتی تھی۔ ایک دم روشال کی کلائی کو پکڑ گئے۔۔۔ میں کرتا ہوں اتنا زور نہیں دے اپنے آپ پر۔ یہ بولتے روشال کی آنکھوں میں دیکھتے جو وہ اب جھکا گئی تھی۔ اس حالت میں اُس کو واقعی سامنے بیٹھے مرد کی ضرورت تھی جس سے وہ بس اپنی بچیوں کے ابا جان کی حد تک رشتہء رکھنا چاہتی تھی۔

نواب عالیان نے روشال کے سیاہ نازک جعلی کے پر۔ وہ کو نیچے کرنے سے پہلے  
جھکتے اپنے بیقرار لب روشال کی گہرائیوں میں دیے تھے۔۔۔ نہ۔۔۔ نہیں۔۔۔ نہ  
نواب صاحب!! روشال جو اُنکے بالوں میں اپنی انگلیاں دے گئی تھی۔ پر نواب  
عالیان جو اپنا آپ چھوڑتے ایک ہی لمحے میں روشال کی نازک نرم گہرائی پر جھکتے  
گیلے اپنے لمس سے لال کرنے لگے اور ایک ہا۔ تھ دوسری پر رقص کر رہا تھا۔  
وہاں سے اپنے آپکو بھرپور سیر۔ اب کرتے اپنی تشنگی اپنی شدت اور اندر  
جذبہ باتوں کو لگی آگ ٹھنڈی کرنے لگے۔۔ ایک یہی عو۔ رت تھی جو اُنکے  
جذبات کو اپنی قربت میں آگ کی طرح گرم کرنا جانتی تھی۔۔

ام۔۔ نواب صاحب چھوڑیں مجھے۔۔ نواب عالیان جو بے باکی سے روشال کی نیچ  
کی گہرائیوں کو ہر طرح سے اپنے لمس سے سجا رہے تھے یہاں تک کہ اپنے  
ہاتھوں کی بے باکی بھی وہاں دیکھا رہے تھے۔۔ ایک دم روشال بولی۔۔ بس  
کریں دور رہیں مجھ سے۔۔ روشال کی یہ بات سنتے نواب عالیان اپنے ہوش کی  
دنیا میں آئے تھے اور ایک دم روشال کی گہر۔ ایوں سے اپنا چہرہ نکالتے اُس کی  
طرف دیکھنے لگے جو نرم اور غصے سے لبریز آنکھوں سے اُنہیں دیکھ رہی تھی۔۔

وہ سوری روشال۔۔۔!!! اتنا بولتے فوراً سیدھے ہوتے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے۔۔۔ روشال کو دیکھا جو منہ پھیرے بیٹھی تھی۔۔۔

رات کے دو کا وقت تھا نواب عالیان علی خان جو صوفہ پر اس طرح نیم دراز تھے انہوں نے سر صوفہ کی اتج پر گرایا ہوا تھا بارہ سے یہ وقت ہو گیا تھا انہوں نے ذرا بھی اپنی آنکھ نہیں جھپکی تھی بس اپنے ماتھے کو مسل رہے تھے انکا بی پی ہائی جا رہا تھا۔۔۔ عجیب سی گھٹن اور اضطراب کی کیفیت میں مبتلا تھے۔۔۔ نواب عالیان جو اب اپنے ہاتھ کا مکا بنا کر اپنے لبوں پر مار رہے تھے۔۔۔ آنکھوں سے آنسو نکلتے انکی دودھیا سائڈ گردن کو بھگور رہے تھے۔۔۔ سب تو انکا داؤ پر لگ گیا تھا جس عورت کو انہوں نے اٹھ سال اپنی عزت بنا کر اپنی بیگم کا مقام دیا اتنی وفا کی اُس سے پیار بھی بہت دیا وہ ہی اُنکے ساتھ سب سے بڑا دغا کر گئی تھی وہ بھی کوئی عام نہیں بیوفائی کا۔ بہت برا کیا تم نے رباب میرے انس میری محبت اور میری وفا کا ایسا سلہ دیا۔۔۔ یہ سوچتے جھنجلاتے اٹھ کر سیدھا بیٹھے تھے اور اپنے ہاتھ اپنی گھنی بیئر

ڈپر سہلاتے بے قراری سے اپنی چھوٹی سی دنیا کی طرف دیکھ گئے تھے انکی گڑیا  
بڑے سکون سے انکی دونوں چھوٹی گڑیوں کو اپنے دائیں بائیں لے کر شاید سو  
رہی تھی۔۔ یہ دیکھتے وہ نم آنکھوں سے مدھم سا مسکراتے دل ہی دل میں بول  
گئے۔۔ واقعی ایک مشرقی لڑکی اپنا آپ اپنا سب کچھ اس نکاح جیسے پاک رشتے پر  
لٹا دیتی ہے۔۔ صحیح بولتی تھیں دادی جان۔۔ کہ ایک مشرقی لڑکی ہی تیرے  
ساتھ نبھاسکتی ہے عالیان۔۔ لیکن شاید اس پیاری سی گڑیا کا بھی میں دل بہت  
دکھا گیا۔۔ یہ بولتے پھر سے اپنا سر پیچھے صوفہ پر گر گئے تھے سگریٹ پی نہیں  
سکتے تھے جس سے شاید اُنکا غم اتر جاتا۔۔ آخر اتنا آسان نہیں ہوتا آٹھ سال کے  
رشتے کو بھول جانا۔۔ اور خاص طور پر وہ عورت جو جاتے جاتے انکو پورا تباہ ہی  
کر گئی تھی۔ پر نواب عالیان اس بات سے بے خبر کہ انکی چھوٹی سی بیگم انکی روشا  
جو پچھلے ایک گھنٹے سے اُنہیں کو دیکھ رہی تھی انکی حالت اُنکا بیقرار ہو کر کبھی ل  
اس طرف پہلو بد لنا تو کبھی دوسری طرف۔۔ آخر روشا ل سے رہا نہیں  
گیا سامنے بیٹھا نواب بیشک اب اُسکی چاہت نہیں تھا لیکن دل ابھی بھی اُسکی محبت  
کا ہی غلام تھا۔ نواب عالیان جو آنکھیں موندے بار بار کبھی آنکھوں کو مسلتے تو

کبھی سر کو۔۔ درد بلڈ پریشر ہائی کی وجہ سے شدت کی تھی۔۔ روشال جسکو نیچے  
سٹیچز آئے تھے کیونکہ اُسکی بچیاں آپریٹ سے ہوئی تھیں۔ پھر بھی وہ سامنے  
بیٹھے مرد کے لیے اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھتی بڑی ہی مشکل سے اپنے درد پر قابو پاتی  
اٹھ کر بیٹھی تھی ہلکے میٹھے میٹھے درد کی وجہ سے اُسکے چہرے پر شکن کے تاثرات  
واضح تھے۔۔ وہ آہستگی سے اپنی دونوں بچیوں کو ایک ساتھ کرتی اُنکے ماتھے کو  
چومتی۔۔ اپنے پاؤں بیڈ پر سے آرام سے نیچے لٹکاتی۔۔ ہلکا سا نیچے زمین پر قدم  
جیسے کھڑی ہوئی تھی درد کی لہر دوڑی تھی جس کو وہ اپنے منہ پر ہاتھ رکھ رکھتی  
کر اندر ہی اندر دبا گئی تھی۔۔ آخر روشال اپنے درد پر قابو کرتے چھوٹے چھوٹے  
قدم سامنے صوفے کی طرف بڑھانے لگی۔۔ اس وقت وہ ہسپتال کے بے بی  
پنک گاؤن میں تھی سائڈ پر اُسکی بڑی سی براؤن شال کندھوں پر لہرا رہی تھی  
لائٹ براؤن سلکی بال جو میسی بن میں قید تھے اُسکے خوبصورت معصوم چہرے کو  
اُسکے بالوں کی آوارہ لٹیں چھو رہی تھیں۔۔ اور گہری نیلی آنکھیں جواب آنسوؤں  
سے بھری تھیں۔

روشال آرام سے جا کر ہلکا سا نواب عالیان کے فاصلے پر جا کر بیٹھ گئی۔ اب اُسکی آنکھیں اُنکے خوب رو نقوش والے دمدار چہرے کو سرسرا رہی تھیں۔ کوئی بھی عام یا خاص لڑکی ایک دفعہ بھی اُس شاندار مرد کو دیکھ لے تو واقعی انکی اسیر ہوئے بنا رہ ہی نہیں سکتی تھی۔ کتنی بار تو زرتاج بیگم نے روشال کو بتایا تھا فخر یہ کہ وہ بس وارث کے لیے نواب عالیان جیسے شاندار مرد کی زندگی میں لائی گئی ہے۔ ورنہ تو نواب عالیان کو انکی جوانی سے لے کر اس عمر تک کسی لڑکی کی کوئی کمی نہیں تھی۔

نواب عالیان جو آنکھیں موندے اپنی آنکھوں پر کہنی رکھے صوفے پر نیم دراز تھے ایک دم اُن کو اپنے بہت نزدیک بہت ہی مخصوص جانی پہچانی خوشبو محسوس ہوئی۔ اُسی عورت کی خوشبو جسکی قربت جسکے انداز نے اُن کو اُس سے عشق کرنے پر مجبور کر دیا اس عمر میں بھی۔ نواب عالیان اس سے پہلے اپنی آنکھ کھولتے انکو اپنے ماتھے پر اپنی گڑیا کا نرم نازک ہاتھ محسوس ہوا تھا اُسکی خوشبو اُسکی نرم مہٹ کو اپنے اندر اترتے دیکھ نواب عالیان کچھ پل کے لیے اور زیادہ خاموشی سے اپنی آنکھیں بند کر گئے تھے۔ اُنکے لبوں کے کونے کو مسکراہٹ نے چھوا

تھا کوئی شک نہیں تھا انکی چھوٹی سی بیگم انکی طبیعت کو جانچتے ہی اُنکے پاس آئی تھی  
اتنی ناراضگی میں بھی آج پتہ لگا تھا انکی روشال اُن سے روٹھ سکتی تھی ناراض ہو  
سکتی تھی پر اُنکی تکلیف سے کبھی غافل ہو کر نہیں بیٹھ سکتی تھی۔۔ یہی تو عشقِ  
محبت کی انتہا ہوتی ہے۔۔

روشال جو خود تکلیف میں تھی پر وہ نواب عالیان کا سراپے نرم نازک ہاتھوں  
سے دبا رہی تھی۔۔۔ اور نواب عالیان کے چہرے کا بہت قریب سے معائنہ کر  
رہی تھی۔ ایک دم نواب عالیان اپنی آنکھیں کھولتے روشال کو دیکھنے لگے روشا  
ل جو اُنکے آنکھیں کھولنے پر چونکی تھی ایک دم اپنا ہاتھ پیچھے لیتی اُس سے پہلے ہی  
نواب عالیان اُسکا ہاتھ اپنے ہاتھ کی گرفت میں لے گئے تھے۔ اب وہ انجان  
پنچھی کی طرح پوچھ گئے۔ گڑیا میرا بچہ آپ یہاں سب خیریت !!! وہ بس ہم  
ایک جگہ بیٹھ کر تھک گئی تھیں اپنا نچلا لب کاٹتے بولی۔ روشال کو اپنی کیئر اُن  
سے چھپانی ہی تھی وہ اب اس مرد پر اپنا نظر کرم زیادہ نہیں کر سکتی تھی ہاں لیکن  
اس دل کا کیا کرتی جو اُن کی پرواہ کرنا چھوڑتا ہی نہیں تھا اس دل کے ہاتھ مجبور  
ہوتی تو وہ اُنکے پاس بیٹھی اُنکا سرد بارہی تھی۔ نواب عالیان جواب بہت قریب

سے اپنی گڑیا اپنی روشال کا چہرہ دیکھ رہے تھے جو ماں کی دہلیز پر قدم رکھتے ہی بے حد حسین ہو گیا تھا ایک الگ سی رونق آگئی تھی اُسکے چہرے پر۔۔ اور نواب عالیان نے بھی تو پہلی عورت کو ایسے دیکھا تھا جو انکی عورت تھی جس نے اُن کو اٹھ سال کے طویل انتظار کے بعد باپ کے مقام پر بٹھایا تھا وہ بھی دو دو بیٹیوں کا باپ۔۔ نواب عالیان یہ سوچ بہت ہی فخریہ انداز میں اپنے دماغ میں سوچ گئے تھے۔۔ واقعی اس لڑکی نے مجھے اس عمر میں کسی کام کا نہیں چھوڑا بڑھتے وقت کے ساتھ بس اپنا دیوانہ بناتی جا رہی ہے۔

روشال جو چپ چاپ سپاٹ چہرہ لیے بیٹھی تھی۔۔ ایک دم اُسکی نظر پھر سے نواب عالیان پر پڑی جن کا شاید سر کا درد گیا نہیں تھا اوپر سے انکی آنکھیں بتا رہی تھیں وہ دوراتوں سے سوئے بھی نہیں۔۔ اب روشال ہلکا سا پیچھے ہوتی اس طرح بیٹھی تھی نواب عالیان اُسکا انداز دیکھتے ہی سمجھ گئے تھے۔۔ وہ اُسی پل اپنا چہرہ روشال کی طرف کرتے اپنا سر اُسکی گود میں رکھتے اپنے منہ کا رخ اُسکے پیٹ کی جانب کرتے اپنا چہرہ روشال کی بلی میں چھپا گئے تھے۔ روشال اُنکا لمس محسوس کرتے آنکھیں موندتی ایک ہاتھ اُنکے سر پر لے جاتی۔۔ آرام سے دبانے لگی۔



نواب عالیان جو کتنے دنوں بعد اس طرح روشال کے بہت قریب تھے۔۔ اُنکی آنکھوں سے نکلا پانی روشال کے گا۔ وُن کو بھگور ہاتھا۔۔ روشال جس کو پتہ لگ رہا تھا لیکن وہ بس اُنکے بالوں میں ہاتھ پھیرتی کچھ پل کا اپنی بچیوں کے باپ کو سکون دے رہی تھی پر اب اس مرد کو وہ زیادہ اپنے دل اپنی زندگی میں جگہ نہیں دے سکتی تھی۔۔ کچھ لمحوں بعد روشال نے اپنے پیٹ کی جانب دیکھا نواب عالیان جو اُسکے اندر اپنا منہ دیے کب کے سو گئے تھے۔۔ روشال بھی کچھ پل انکو دیکھتی اپنا سر صوفہ پر گراتی آنکھیں بند کر گئی تھی۔

---

ڈیڑھ ماہ کا وقت گزر گیا تھا نواب عالیان علی خان اور روشال کی زندگی میں ابھی بھی کچھ زیادہ تبدیل نہیں ہوا تھا نواب عالیان خان نے بہت منایار و شال کو پر وہ مانی ہی نہیں اب روشال کا رویہ نواب عالیان کے سیدھا دل پر وار کرنے لگا تھا۔۔ سب سے زیادہ روشال کا ان کو نواب صاحب بولنا۔۔ اب نواب عالیان خان کا دل چیر دیتا تھا اپنی پسندیدہ عورت کے منہ سے یہ سب اب برداشت نہیں ہوتا

تھا۔۔۔ اس ڈیڑھ مہینے میں روشال نے اُن کو اپنے کمرے میں بھی رات کو  
سونے نہیں دیا۔۔ اور نہ ہی نواب عالیان کو اُسکے ساتھ کوئی بے باکی دکھانے  
دی۔۔۔ اور روشال کو دادی جان نے رباب کا بھی بتا دیا تھا۔۔۔ پر سٹل روشال  
نواب عالیان کو ذرا نظر بھر کر نہیں دیکھ رہی تھی آخر نواب عالیان نے بھی اُسکے  
پیار کو دھتکار دی تھی تو اُن کو بھی اپنے پیار کو حاصل کرنے کے لیے یہ سارا خمیازہ  
ہی تھا۔ بھگتنا

ڈیڑھ مہینے بعد۔۔۔

خان حویلی جو دلہن کی طرح سجائی گئی تھی۔۔ رات کے ساتھ کا وقت تھا پوری  
حویلی کو جدید لائٹس اور گیندے گلاب کے پھولوں سے آراستہ کیا گیا تھا۔  
حویلی کے بڑے سے صحن میں دیگے پک رہی تھیں حویلی کے دروازے پر  
غریبوں کی قطاریں ہی قطاریں لگی ہوئی تھیں۔۔ کتنا صدقہ اور خیرات کیا جا رہا  
تھا۔۔۔ اندر حویلی کے بڑے سے ہال میں جیسے جشن کا سما تھا۔۔۔ مہمانوں کی آمد  
شروع ہو چکی تھی کیونکہ یہ کوئی عام فنکشن نہیں تھا بلکہ نواب عالیان کی دونوں  
بیٹیوں کا عقیقہ تھا اور آج میں دن انکی روشال بیگم چیدہ سے فارغ ہوئی تھیں۔۔۔

اور سب سے بڑی بات آج انکی دونوں گڑیوں کا نام بھی رکھا جانا تھا۔۔ یہ سب اُن کے چھٹے دن ہوتا لیکن دادی جان کا فیصلہ تھا انکی روشال بہو صحیح طرح ٹھیک ہو جائے پھر چلا پر ہی بڑا جشن کیا جائے گا۔ نواب عالیان علی خان جو کراتی براؤن کاٹن کی شلوار قمیص پر بلیک مردانا شال کندھوں پر ڈالے ابھی ابھی ڈیرہ سے ہوتے اندر ہال میں آئے تھے اپنی شاندار پرسنلٹی کے ساتھ۔۔ نقوش تنے ہوئے تھے۔۔ پورے دن میں اب وقت لگا تھا نواب عالیان کو حویلی میں آنے کا۔۔ کیونکہ صبح سے وہ اپنی بچیوں کے عقیقہ درگاؤں میں صدقات بانٹنے اور دور دراز شہروں کے نواب اور کہی علاقوں کے سردار آئے ہوئے تھے ان سے ملنے میں مصروف تھے اور ابھی کچھ دیر تک اُن کا خاص دوست سفید حویلی کا سب سے بڑا بیٹا اور اپنے علاقے کا اکتیس سالہ سردار ابراہیم داؤد دورانی آنے والا تھا۔ نواب عالیان جو ابھی ابھی ہال میں داخل ہوئے تھے سامنے ہی دادی جان بیٹھی ہوئی تھیں۔۔ پوتا صاحب!!! یہاں آئیں۔۔ جی دادی جان!!! نواب عالیان اپنی رُعب دار پرسنلٹی کے ساتھ آگے بڑھتے اپنا سزا احترام میں دادی جان کے آگے کر گئے تھے۔۔ جیتے رہو بیٹا۔۔ اچھا بیٹھو یہاں ہمارے پاس

نواب عالیان جو اپنی بیسڑ کورب کرتے دادی جان کے پاس بیٹھ گئے تھے۔۔۔  
کیا ہوا ابھی تک روٹھی ہوئی ہے منالوں گا جلدی اُن کو دادی جان۔۔۔ آخر آپکا پوتا  
نواب عالیان مسکرائے تھے۔ ہم جاؤ جا کر تیار ہوا اور جلدی اپنی n ہوں یہ بولتے  
بچیوں اور بیگم کو نیچے لے کر آؤ ویسے ہم نے شمسہ کوروشال بہو کے پاس بھیجا ہوا  
ہے اُسکی مدد کرنے کے لئے۔۔۔ جی دادی جان !!! یہ بولتے سیڑھیاں چڑھتے  
روشال کے کمرے کی طرف بڑھ گئے تھے جہاں بیچارے نواب کی انٹری رات  
کے وقت بند تھی۔ نواب عالیان جو سیڑھیاں چڑھتے اپنی بیگم کے کمرے کی  
طرف بڑھ رہے تھے ایک دم اُن سے کوئی ٹکرایا تھا۔۔۔ اوچ !!! وہ گرتا ہی  
نواب عالیان ایک ہاتھ آگے کرتے اسکو ہلکا سا تھام گئے تھے۔۔۔ پر نظریں اُسکی  
طرف نہیں کی تھیں اوہ تھینک یو آپ نے مجھے سمجھا لیا عالیان !!! اُنکے بہت  
قریب کھڑی لڑکی اکیس سالہ لڑکی نوال اپنی خوبصورت نسوانی آواز میں بولی  
تھی۔۔۔ نواب عالیان ہلکا سا اُس کو دور کرتے بے تاثر سپاٹ اور بنا اُسکی طرف  
دیکھے بولے۔ آپ مجھے بھائی جان بولیں زیادہ بہتر ہے بچے !!! چھوٹی ہیں آپ اور  
رشتے میں ہم آپکے بڑے بھائی لگتے ہیں۔۔۔ تو رشتے کا لحاظ رکھا کریں اور ذرا دیکھ

کر چلا کریں۔۔ یہ بولتے نوال کے سارے منصوبے پر پانی دھرتے لمبے لمبے  
ڈگ بھرتے روشال کے کمرے کی جانب بڑھ گئے تھے۔

اُف!!! اس عالیان خان کو پھنسانا کوئی معمولی بات نہیں زر پھپھونے تو بولا تھا  
نوال میرے بیٹے سے پیار سے بات کرو گی وہ پھنس جائے گا۔ پر مجھے تو نہیں لگتا  
یہ نواب مطلب عالیان خان تو کافی بلند کردار کا مالک معلوم ہوتا ہے اتنی آسانی  
سے یہ میرے قابو نہیں آئے گا ویسے کمال کی شخصیت ہے اس بندے کی۔ صحیح  
بات یہ واقعی ہی سلطنت کا شاندار شہزادہ ہے اب اس کو قابو کرتے مجھے اسکی  
تیسری بیگم بننا ہی ہے اور اُس چھوٹی اٹھارہ سال کی لڑکی کو یہاں سے چلتا کرنا ہی  
ہے۔

دل لے گئے عالیان تم اپنے روڈ بہو یور سے اس نوال کا اب تو آنکھیں بھی تم پر  
دل بھی تم پر یہ بولتی ہنستی چلی گئی تھی۔ (نوال جو زرتاج بیگم کے دور کے بھائی کی  
بیٹی نوال تھی اور اُنکا وہ بھائی اور اُسکی فیملی جرمنی رہتے ہیں زرتاج بیگم نے نوال کو  
اپنے بیٹے کے لیے بلوایا تھا کیونکہ وہ اب چاہتی تھیں نوال اُنکے بیٹے کی تیسری  
بیوی بن کر اُن کو اس خاندان کا وارث دے سکے اور وہ روشال کو یہاں سے

جلدی نکال دیں کیونکہ نواب عالیان کا عشق انکی دیوانگی اب اُن سے روشال کے لیے برداشت نہیں ہو پارہی تھی)

نواب عالیان گہرا سانس بھرتے کمرے کے اندر داخل ہوئے پر سامنے کا منظر دیکھتے اُنکا چہرہ اور دل مسکرایا تھا اُن کی چھوٹی سی بیگم دونوں بیٹیوں کو کپڑے پہنانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی جو اُسکے قابو میں نہیں آرہی تھیں۔۔۔  
دونوں ماشاء اللہ سے کافی گول مٹول اور پیاری پیاری چھوٹی پٹھانیوں کی طرح تھیں۔۔۔ ابھی بھی روشال بہت کچھ معصومانہ بڑبڑاتے اُن کو اُنکے چھوٹی چھوٹی پٹھانی ڈریس پہنانے کی کوشش میں لگی ہوئی تھی۔ کون کہتا ہے سیٹیاں ماؤں کی ہوتی ہیں تم دونوں تو پوری کی پوری اپنے ابا اور دادی کی دیوانی ہو۔۔۔ میری تو ہو ہی نہیں۔

اتنی پیاری پیاری شکایتیں سنتے نواب عالیان کے لب کو ہنسی نے چھو ہاتھا۔۔۔ ابھی ان کے ابا آئیں گے کون امی ہاں!! روشال ایک کو ہلکی سی چہرے پر چیٹ لگا کر بولی تھی۔ وہ آگے سے اپنی بچوں والی بولی بولتے اپنی ننھی سی زبان نکالتی ہنسی بولی تھی۔

نواب عالیان یہ دیکھتے ہنستے ہوئے ماں بیٹیوں کی طرف بڑھے پر اب انہوں نے اپنے چہرے پر سنجیدہ نکلی تاثرات سجائے تھے۔ روشال آپ تیار نہیں ہوئی ابھی۔ روشال انکی بات کو نظر انداز کرتی بچیوں میں اپنے آپکو مصروف ثابت کرنے لگی۔ بیگم میں نے آپ سے کچھ کہا آپ تیار ہو جائیں نیچے مہمان آنا شروع ہو گئے ہیں سب آپکو اور ہماری بچیوں کو بے شمار دعائیں دینا چاہتے ہیں۔ ہو جاؤں گی تیار آپکو مجھے بتانے کی کوئی ضرورت نہیں!! نواب صاحب!! ایسے لہجے میں بولی نواب صاحب کے دل کو لگا تھا۔ لیکن وہ اس کو ابھی بچی سمجھتے بس اُسکا انداز ہوا میں اُرا گئے اُنکے نزدیک انکی بیگم کا اُن سے ایسے بات کرنا بنتا تھا اُس نے بھی تو انکی وجہ سے اُس رات اور کتنے مہینہ کتنا کچھ سہا تھا۔ کیا کر رہی ہیں میری شہزادیاں۔!!! نواب عالیان جیسے بیڈ پر بالکل روشال کے سامنے بیٹھے اور اپنی بچیوں کے اوپر جھکنے لگے اُنکے ماتھے کو اپنا بوسا دینے کے لئے۔ ویسے ہی روشال کرنٹ کی طرح بیڈ سے اٹھ کر کھڑی ہوئی اس وقت وہ سیمپل سی ڈارک بلیورنگ کی شلوار قمیض میں بکھری ہوئی حالت میں بیٹھی ہوئی تھی۔ صبح کا شاور لیا ہوا تھا لیکن ابھی تک اُس نے اپنے اُلجھے بال سلجھائے ہی نہیں تھے اب

وہ صحیح طرح تیار بھی نہیں ہوتی تھی لیکن پھر بھی بڑھتے دنوں کے ساتھ نواب  
عالیان کے اندر اُس کے لیے طلب بڑھتی ہی جا رہی تھی لیکن اب تو وہ اُن کو  
اپنے ذرا قریب بھی نہیں آنے دیتی تھی کیا ہوا روشال!!! نواب عالیان آئی برو  
اُچکتے رسائیت کے ساتھ سوال کر گئے تھے۔۔۔ دل میں درد سا اٹھا تھا جانتے تھے  
اُنکے یہاں بیٹھنے کی وجہ سے ہی اُن کی چھوٹی بیوی اٹھی ہے اپنی جگہ سے۔۔۔ اب  
واقعی نواب عالیان کے اندر آگ لگی تھی۔۔۔ کیسے بتاتے وہ سامنے کھڑی لڑکی کو  
دینے کی وجہ سے اُنکے اندر اپنے لیے کہ وہ دن بادن اپنے قریب اُن کو نہ آنے  
کتناز زیادہ جنون طلب اور دیوانگی بھرتی جا رہی تھی جس دن وہ نواب عالیان کے  
بدن سے ہوتی اُسکے نازک بدن کی ہر گہرائی میں اُترتی اُس دن نہ صرف پورے  
کمرے کے در و دیوار ہلتے بلکہ روشال کا پورا بدن انکی شدت سے پانی پانی ہو جاتا  
۔۔۔ آپکی سیٹیاں بھی آپکی جیسی ہی ہیں کوئی کسر نہیں چھوڑتیں اپنی امی کو تنگ  
کرنے کی۔۔۔ اور آپکے آتے ہی اتنا بدل جاتی ہیں بس پھر اباجان ہی ہیں سب امی  
کون۔



اپنے دانت پیستے بولی تھی وہیں نواب عالیان اب واقعی ہنسی دبا گئے تھے اور انکی  
ننھی شہزادیاں اپنی ماں کی باتیں سنتے اپنی امی کو اور تپ چڑھانے کے لیے اپنے ابا  
جان کی طرف اپنے ننے منے ہاتھ پھیلا گئی تھیں۔

ارے میری بیٹیوں نواب عالیان دونوں کو اپنی مضبوط باہوں میں اٹھا گئے  
تھے۔۔۔ وہیں روشال نے اپنی ناک سکوری تھی کیسی ہیں یہ دونوں!!! اپنی کمر  
پر ہاتھ رکھتے بہت ہی معصومیت سے بولی۔۔۔ نواب عالیان کی اب نظریں روشا  
ل پر ہی جمی تھیں۔۔۔ فٹنگ والی قمیص جس میں سے اُسکے صحیح سائز کی ناز کی۔۔  
گول گول بہت ہی خوبصورت انداز میں عیاں تھیں اُنکے لیے وہ اندر ہی اندر  
ترسی نگاہ سے اُن گہرایوں کو دیکھ رہے تھے جن کا جام اُنہوں نے ڈیڑھ مہینے سے  
نہیں لیا تھا۔ بس یہ جام آجکل انکی دو گول مٹول شہزادیوں کی پسندیدہ غذا بنا ہوا  
تھا۔ کیا دیکھ رہے ہیں آپ روشال ایک دم اپنی اپری گہرایوں کو اچھی طرح دوپٹے  
سے ڈھک گئی جن کو نواب عالیان بچیوں کو گود میں لیے پیاسی نگاہوں سے دیکھ  
رہے تھے۔

کچھ بھی تو نہیں جو میری چیز ہے اسے ہی دیکھ رہا ہوں چھپا ایسے رہیں ہیں جیسے ان کا نظارہ میں نے کبھی کیا ہی نہیں روشال کو بے باکی سے دیکھتے بے شرمی کی طرح بول گئے تھے نواب عالیان۔ یہ سنتے روشال کے کان اور گول مول عارض سرخ ہوئے تھے۔۔۔ دیکھیں ایسی باتیں کرنے کی میں آپکو اجازت نہیں دیتی۔۔ ایک کام کریں آپ ہی اب ان دونوں کو تیار کریں گے جب تک میں جا کر تیار ہو جاؤں۔۔ یہ بولتی روشال شرم حیا اور غصے کی سرخی لیے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھنے لگی۔ ایک دم جو نواب عالیان بولے اُس پر روشال اندر تک سرخ ہوئی تھی۔۔ اگر آپ بولیں تو آپکو بھی تیار کر دیتا ہوں بیگم صاحبہ !!! دھیان بیٹیوں پر تھا پر بے باک الفاظ اپنی چھوٹی سی معصوم بیوی کو سنائے جا رہے تھے۔ کو شرم نہیں آپ میں دو ویسٹیاں ہو گئی ہیں اور اتنے ہی آپ رنگیلے مزاج ہوتے جا رہے ہیں۔ کوئی بیس سال کے جوان نہیں ہیں تینتیس سال کے بھرپور مرد ہیں غصے میں جھنجلا کر بولی تھی اور پاؤں پٹھکتی ڈریسنگ روم کی طرف بڑھنے ہی لگی اتنے میں نواب عالیان بولے اچھا مجھے تو لگتا ہے میں ابھی بھی جوان ایک بھرپور مرد ہوں آج کی رات آزمائیں چھوٹی بیگم آپکے اندر اتر کر

آپکے چکے چڑھوا سکتا ہوں۔ توبہ توبہ کیسی باتیں کر رہے ہیں۔۔ اپنی بیٹیوں کو  
تیار کریں کوئی لڑکے نہیں ہیں آپ۔۔ یہ بولتی غصہ کرتی خالص بیویوں والا روشا  
ل ڈریسنگ روم میں بند ہوئی تھی وہیں نواب عالیان اپنی بیٹیوں کو ان کی چھوٹی  
چھوٹی پٹھانی لباس زیب تن کراتے گانا گنگنانے لگے

او سجنی رے

کیسے کٹے دن رات

او سجنی رے

کیسے ملے تیرا ساتھ

یہ گانا اونچی آواز میں گنگنا رہے تھے اور روشال اندر اپنی ڈارک بلیو پکڑے کھڑی  
اپنے کانوں میں ہاتھ رکھ گئی تھی۔ اُف اتنی بے باکیاں ان کی پر اب میں بھی پرانی  
!!!! والی روشال نہیں اتنا آسان نہیں میرے قریب آنا نواب صاحب  
یہ بولتی سب نکال گئی تھی۔

---

نواب عالیان جو اپنی دونوں شہزادیوں کو تیار کرتے گنگنار ہے تھے اور وہ دونوں ایک ٹک اپنے ابا جان کو دیکھ رہی تھیں دونوں روشال سے زیادہ اپنے ابا جان کی دیوانیاں تھیں ان دونوں کا بس چلتا تو نواب عالیان کو ایک پل کے لیے بھی نہیں چھوڑتی۔۔۔ بامشکل آج کل نواب عالیان ڈیرہ اور آفس جا پاتے تھے کیونکہ انکی ننھی بیٹیوں کو صبح دوپہر شام اور پھر رات کو اپنے ابا کا چہرہ دیکھنا ہی ہوتا تھا۔ روشال جو پچھلے بیس منٹ سے ڈریسنگ روم میں بند تھی نواب عالیان جو بے تابی سے اپنی بیٹیوں کے ساتھ کھیلتے انکی امی کا انتظار کر رہے تھے وہ سب سے پہلے اپنی گڑیا کو سجا سنورا دیکھنا چاہتے تھے۔۔۔ آج کا خوبصورت لہنگا بھی نواب عالیان کی پسند کا تھا وہ دادی جان کو اپنے ساتھ لے جا کر بڑی اسٹائلش سے اپنی بڑی گڑیا اور دو میں چھوٹی گڑیوں کا ڈریس لے کر آئے تھے نواب عالیان نے اضطرابی کیفیت اپنا پہلو بدلہ تھا کہاں رہ گئی میری بیگم !!! ایسے لگ رہا ہے جیسے ہماری پھر سے شادی ہو جو اتنا سچ رہی ہیں اندر۔۔۔ یہ سوچتے نواب عالیان علی خان نے اپنے ماتھے کو مسلہ تھا۔۔۔

کیسے بتاتے اپنی چھوٹی سی بیوی کو کہ وہ اُس میں سمانے کے لیے پاگل ہو رہے تھے  
۔ اتنے میں ڈریسنگ روم سے روشال کی ہلکی سی آواز آئی تھی شمسہ شمسہ

۔۔۔!!! نواب عالیان جو روشال کی آواز سنتے دونوں بچیوں کو آرام سے بستر پر  
لٹھا کر اُنکے ارد گرد تکیے رکھ گئے تھے۔ ابا آتے ہیں شہزادیوں تب تک آپ  
کھیلیں اُنکے گالوں کو چومتے ڈریسنگ روم کی جانب بڑھے۔

شمسہ شمسہ۔۔۔!!! روشال جو اندر آدھے بکھری حالت میں کھڑی تھی۔۔  
اُسکے اندر کے نازک کالے پر۔ دے کے ہک آج اُس سے نہیں لگ رہے تھے۔۔  
پتہ نہیں کیوں آج اُسکا ہاتھ پیچھے تک نہیں جا رہا تھا وہ جھنجلا گئی تھی اور جانتی تھی  
باہر کمرے میں نواب عالیان بیٹھے ہیں اُن کو تو وہ کسی صورت اپنے قریب آنے  
نہیں دے سکتی تھی۔۔ اس لیے شمسہ شمسہ پکارنے لگی شاید اُس کا بے باک  
نواب اُسکی آواز سنتے شمسہ کو بلا دے جس کو روشال نے خود نیچے بھیجا تھا۔ اُف  
!!! ہم بھی نہ کاش شمسہ کو روک ہی لیتے تو انکی اتنی بے باک باتیں نہ سنی پڑتی۔  
نواب عالیان جو خاموشی سے دروازے کے باہر ہو کھڑے تھے اب اُن کو تب  
تک اپنی بیوی کو جواب نہیں دینا تھا جب تک وہ اُن کو خود نہ پکارتی شمسہ سن رہی

ہو!!! اب روشال نے ڈریسنگ روم کا سلائڈنگ دوڑہلکا سا کھولتے باہر منہ نکال  
دیکھا تھا پر نظر جس پر گئی۔۔ روشال اپنا تھوک نگل گئی تھی اُسکا پورا بدن شرم حیا  
کی سرخی سے لال ہوا تھا کیونکہ اُسکا بے باک نواب اُس کو اپنی بلیک مقناطیسی  
آنکھوں سے آئی برواچکا کر دیکھ رہا تھا روشال کو تو اب سمجھ نہیں لگی وہ کیسے  
بولے کیسے بتائے نیچے بھی جانا تھا اور جلدی تیار بھی ہونا تھا۔۔ کیا ہوا بیگم  
صاحبہ وہ وہ۔۔۔ شمسہ کہاں ہے!!! اُس کو بلا دیں نواب عالیان کی نظریں روشال  
کو ایسے دیکھ خمار آلود ہوئی تھیں کیونکہ دروازے سے باہر آدھا منہ نکالنے کی وجہ  
سے روشال کے گردن سے نیچے کی گھر۔ اییاں تقریباً ویسے دکھ رہی تھیں جیسے  
قربت کے لمحات میں اُنکے نیچے پورے آب و تاب سے چمکتی تھیں۔۔ نواب  
عالیان کا دل کیا تھا ابھی کے ابھی دروازہ کھولتے روشال کو اپنے ساتھ لگاتے اُس  
کو بتا جائیں وہ کتنا ٹرپ رہے ہیں۔۔ ایک یہی تو حلال راستہ تھا نواب عالیان کے  
بھی منہ نہیں لگا سکتے تھے کچھ بات ہے کیا لیے۔۔ حرام تو وہ کبھی غلطی سے  
نواب عالیان انجان بنتے بولے جیسے اُن کو کچھ اندازہ ہی نہیں۔ وہ آپ پلز شمسہ کو  
بلا دیں مجھے ضرورت ہے کیسی ضرورت تھوڑا پاس ہوتے بولے!!! روشال

نے دروازہ اور بند کیا تھا اب بس اُسکا منہ ہی دکھ رہا تھا ہے ضرورت بس، ہر بات آپکو بتانا ضروری نہیں!!!! یہ بولتی اپنی ناک سکور گئی تھی جو وہ دن میں کتنی دفعہ نواب عالیان سے بحث کرتے بگاڑتی تھی ہر بات آپ مجھے بتائیں گئی تو حل نکلے گا نہ۔۔ اس لیے بہتر ہے مجھے بول دیں میں آپکی شاید مدد کر دوں ویسے بھی ہم نے اگلے بیس منٹ کے اندر ہی اندر نیچے جانا ہے بیگم صاحبہ!!!! بیگم صاحبہ سنتے روشال کے تن بدن میں آگ لگی تھی میں کوئی چالیس سالہ نہیں جو آپ مجھے صاحبہ سے مخاطب کر رہے ہیں۔۔ ہاں مانتی ہوں دو دو بچوں کی ماں بن گئی ہوں پر اتنی بھی بڑی نہیں۔۔ اب مجھے بھی آپ نے اپنا جیسا سمجھا ہے کیا خود تو بوڑھے ہو گئے ہیں اور مجھے بھی بنا رہے ہیں۔۔ پر میں نے نہیں بننا سنا آپ نے۔۔ پھر آپ بتائیں کیا بولوں۔۔ کچھ پیار سے اب بولو آپ چڑ جاتی ہیں۔۔ اور قریب ہوئے دروازے کے نظریں بے باکی سے روشال کے حسین نقوش کا طواف کر رہی تھیں۔ ایک کام کریں آپ مجھے کچھ نہیں بولیں مہربانی ہوگی آپکی۔۔!!!! کیوٹ سے غصے میں بولی۔ ٹھیک ہے پر مجھے جو بولنا ہے بیگم وہ میں بولوں گا۔ اب نواب کی بیوی ہیں بیگم کا لقب تو آپکے ساتھ لگے گا ہی ویسے آپ

باتیں کرنے میں اتنا وقت ضائع کر رہی ہیں ابھی تک تو میں آپ کی مدد کر چکا ہوتا۔ یہ سنتے روشال کی آنکھیں پھیلی تھیں گھر براتی بولی۔۔ سنیں!! مجھے آپ کی مدد کی کوئی ضرورت نہیں۔ ایک دم دروازہ بند کرنے لگی۔۔ اُس سے پہلے ہی نواب عالیان دروازے کے بیچ اپنا ہاتھ پھنساتے دروازہ کھولتے اندر داخل ہوئے تھے اور جو سامنے کا نظارہ تھا اُس کو دیکھتے نواب عالیان کے حواس ہی گم ہوئے ایک مرد کے لیے اُسکی عورت کا جائز تھے۔۔ کیونکہ نظارہ ہی اتنا دلنشین تھا حلال عورت کا۔ یہ سب اتنا اچانک ہوا تھا روشال جو منہ پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے دیوار کے ساتھ لگے نواب عالیان علی خان کو اپنی نیلی پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی نواب عالیان جو اُس کی طرف ہلکے قدموں سے بڑھ رہے تھے گہری نگاہیں روشال کے اوپر ہی تھیں۔۔ تقریباً ڈیڑھ مہینے سے کے بعد نواب عالیان روشال کو اپنی من پسندیدہ حالت میں دیکھ رہے تھے جس میں وہ روشال کو رات اپنی قربت میں دیکھتے ہر حد پار کرتے پاگل ہو جایا کرتے تھے۔ روشال جو بھیگی بلی کی طرح سہمی شرمائی حیا سے دیوار کے ساتھ لگی تھی۔۔ وہ انگوری لہنگا میں تھی اوپر باریک کالا جعلی کا پردہ تھا جو بس نازک خموپر بامشکل ہی لٹکا ہوا



تھا۔ اُس کی گول گول گہر۔ انیاں جو اتنی زیادہ خوبصورت ہو گئی تھیں ماں بنے  
علی خان ایک ہی جست کے بعد جو با۔ ہر نکلنے کو بے تاب تھیں نواب عالیان  
میں روشال کے بہت قریب ہوئے۔۔۔ یہ گنگناتے

جو دھوپ نکلے

چھایا بن جاؤں گا

جو ہو تو اکیلی

سایہ بن جاؤں گا

تو جہاں

میں وہاں

سنگ سنگ یوں چلوں تیرے

جیسے تیرا آسمان

تو جہاں

میں وہاں

یہ گنگناتے روشال کے گالوں پر ہاتھ رکھنے ہی لگے تھے ایک دم روشال اُنکا ہاتھ جھٹک گئی۔ دور رہیں قریب مت آئیں!!! اُن کو اپنے ہاتھوں سے پیچھے کرتے آئینے کی طرف بڑھی ہی تھی کہ نواب عالیان ایک دم اُسکے پیچھے جاتے پیچھے سے ہی اُسکی نازک کمر کے گرد اپنے ہاتھ کی گرفت کرتے اُس کو کھینچتے اپنی پشت کے ساتھ لگا گئے تھے۔ روشال کی سانسیں تیز ہوئی تھی خوبصورت نیلی آنکھیں حد سے زیادہ بڑی ہوئی تھیں چھوڑیں مجھے۔۔ اتنا ہی الفاظ ادا کیا تھا کہ ایک دم وہ سسکتے اپنے لہنگے کا کنارے دبوچ گئی کیونکہ نواب عالیان اپنا بے باک لمس بنا کسی رکاوٹ کے اُس کی دودھیا پشت پر چھوڑ رہے تھے۔۔۔ اور ساتھ ساتھ ایک ہاتھ آگے لے جا کر اُسکے خم کو اپنے ہاتھ میں لیتے بے دردی سے وہاں اپنے ہاتھوں کی شرارت کرنے لگے۔۔ اب نواب عالیان سے اور رہا نہیں گیا جام تو پینا ہی تھا۔۔ کرتے۔ روشال کی سانسیں اندر ہی دبی تھیں وہ پیچھے سے بھی آخر اور کتنا انتظار نواب عالیان کے جسم میں بدلتی تبدیلیوں کو باخوبی محسوس کر رہی تھی۔۔ اُنکا بے باک لمس جو پورے حق سے اس کو چھو رہا تھا۔۔ نواب عالیان خماری کی سرخی لیے روشال کا رخ اپنی طرف کرتے بے قرار عالم میں اُسکی گر۔ دن سے

نچلی بیچ کی گہر۔ ایوں پر جھکے اُن کو گھیلا کرتے اپنے بے باک نشانہ دینے ہی لگے تھے۔۔ اور ایک ہاتھ سے وہ جعلی کانازک پر۔۔ وہ بھی کھسکا ڈالا تھا تقریباً اور مزید اُن گہرا یوں کو لال کرتے اُس سے پہلے ہی روشال اُن کو دھکا دے گئی تھی نواب عالیان جو خماری کے عالم میں روشال کے اوپر جھکے ہوئے تھے۔۔ وہ دھکا ملنے پر پیچھے کو لڑکھڑائے تھے اور ہوش کی دنیا میں آئے تھے۔

روشال جو آنکھوں میں آنسو ماتھے پر پسینہ تیز سانسوں کے ساتھ نواب عالیان کو اپنے پورے غصے میں دیکھ رہی تھی گڑیا!!! نواب عالیان اپنی بیڑ ڈرب کرتے بولے مت بولا کریں مجھے گڑیا!!! اب آپکے منہ سے یہ الفاظ اچھے نہیں لگتے۔۔

ایک دم ہنسی!!! ہاں اب میرے پاس آکر ہی اپنی طلب پوری کریں گے نہ کیونکہ اب چارہ ہی کیا بچا ہے آپکے پاس۔۔ پہلے تو دودو ملی ہوئی تھی کبھی میرے پاس تو کبھی اُنکے پاس۔ بس بیگم بس!!! نواب عالیان جو بے یقینی کے عالم میں بلند آواز میں چلا اٹھے تھے۔ کیا بس ہاں کیا بس۔۔ آپکا اب میرے قریب آنا مجھے اچھا نہیں لگتا ایسا لگتا ہے کہ آپ کے پاس اب کوئی نہیں اس لیے میرے پاس آرہے ہیں اپنی حوس پوری کرنے یہ بات سیدھی نواب عالیان کے دل پر ایک کا

ٹ کی طرح لگی تھی۔۔۔ بس روشال!!! اتنا سا ہی بولے صحیح ہی بول رہی ہوں  
۔۔ جب تک آپکی وہ تھیں کیا بولتے ہیں بڑی بیگم تب تک روشال کی کوئی اہمیت  
کوئی حیثیت نہیں تھی پیار بھی اُس کو بھیک میں دیا جاتا تھا اور میرے پیار کو دھتکار  
دیا جاتا تھا۔۔ اب وہ نہیں تو چلو سب روشال سے ہی پورا کرتے ہیں روشال  
!!!! نواب عالیان ڈھاراٹھے تھے۔۔ روشال جو اُنکے گرجنے پر ہلکا سا ڈری سہمی  
تھی نواب عالیان پاس آئے اور روشال کا چہرہ اپنے ہاتھوں کی گرفت میں لے  
گئے۔۔ کیا بولا حوس رکھتا ہوں میں تمہاری اگر اتنا اپنی طلب کا دیوانہ ہوتا تو  
ایسے ہی اتنے مہینے تم میں سماے بنا نہیں رہ پاتا۔۔ لیکن رہا میں۔۔ اور جسکے تم  
تانہ دے رہی ہو نہ اُسکے جانے کے بعد بھی تم سے ڈیڑھ مہینے سے اوپر دور رہا  
ہوں۔۔ یہاں سے دیکھ لو اپنے نواب کا اپنے اوپر کنٹرول۔۔ اگر تم اس وقت جان  
لو نہ میری حالت اندر سے کیا ہو رہی ہے تو کبھی مجھے دور نہیں کرتی۔ یہ بولتے اپنا  
آپ اُس سے مس کرتے اُس کو اچھی طرح بتا گئے تھے اُنکا جسم اس وقت کتنی  
پیک پر تھا جذبات کی اونچائی پر مرد کو اپنی عورت سے وہ نہ ملے جو وہ چاہتا ہے تو  
اُسکے بعد ایک عام مرد حرام راستہ اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے لیکن یہ نواب

عالیان علی خان تھے جو مر جاتے اپنی طلب میں لیکن اپنی بیوی کے حق میں کبھی بیوفائی نہیں کرتے۔ روشال جو اُن کو بھیگی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی جلدی تیار ہوں نیچے جانا ہے اگر میری مدد کی ضرورت ہے تو مجھے بتا دیں اپنی بیگم کو ایسے بیچ مرہدار میں چھوڑ کر نہیں جاسکتا۔ یہ بولتے اپنی باروب نگاہ سے روشال کو دیکھتے کمرے کی جانب بڑھنے لگے۔ ایک دم روشال بولی یہ لگاتے جائیں میرے پاس بھی وقت نہیں۔ اس گھر میں ہوں صرف اپنی بچیوں اور دادی جان کی محبت کی وجہ سے ورنہ میرا اس گھر میں رہنے کا کوئی جواز نہیں بنتا تھا۔ گئے تھے اور روشال جو پہلے نواب عالیان اپنی آنکھیں بند کر کے گہرا سانس بھر ہی اُنکی طرف اپنی پشت کر کے کھڑی تھی نواب عالیان پاس ہوتے دونوں طرف سے اُس پر۔ دے کی سٹر۔۔۔ پ پکڑتے اُنکا ہک لگا گئے تھے اب اُنہوں نے

ایک بار بھی اپنی نگاہیں روشال کی پچھلی گہرا یوں پر نہیں ڈالی تھیں۔ تیار ہو کر جلدی نیچے آئیں میں تیار ہو کر جا رہا ہوں نیچے شمسہ کو بھیج دوں گا۔ یہ بولتے اپنی شاندار پرسنلٹی کے ساتھ باہر نکل گئے تھے۔ روشال جو آنکھیں بند کرتی روتی

سک اٹھی تھی جتنا اوپری سخت بن جائے پر دل اُسکا بھی دکھتا تھا اپنے نواب جی کا دل دھکا کر۔ پر زخم اتنا گہرا لگا تھا کہ اُسکا اپنے جذبات پر زور نہیں تھا وہ اپنے زخم اتنی جلدی دل سے نہیں نکال پار ہی تھی۔۔

---

نیچے حویلی کا پورا ہال جگمگ تھا اتنی خوبصورت ہال کے بیچ میں ڈیکوریشن کا رروائی گئی تھی روشال اور اُسکی بیٹیوں کے لیے۔۔ بہت پیارے گیندے اور گلاب کے پھولوں کے ساتھ ہی دونوں شہزادیوں کا جھولار کھا گیا تھا۔۔

حیدر آباد شہر کی تمام عوام آئی تھی نواب عالیان اور اُنکی شہزادیوں کو دعا دینے اب شام کے آٹھ کا وقت تھا اس وقت حویلی کے بڑے سے ہال میں اب نواب عالیان کے خاندان کے لوگ اور کچھ خاص لوگ ہی تھے۔

نواب عالیان خان اس وقت مردان خانہ میں تھے اپنے دوست و احباب کے ساتھ جو اُن کو مبارکباد دینے آئے تھے ہال میں دادی جان جو سکینہ کے ساتھ لگی تھیں باتوں میں آج اُنکا دل اتنا خوش تھا کیونکہ اُنکے پوتے کی نسل آگے بڑھی تھی کیا ہوا امان بیگم !!! آپ ماشاء اللہ بہت مسکرا رہی ہیں۔۔۔ سکینہ ہنستے ہوئے

بولی۔۔۔ ایک ہاتھ سے اُنکے قدموں میں بیٹھی اُنکی ایک ٹانگ دبا رہی تھی۔  
ارے خوش کیوں نہ ہوں !!! میرا پوتا ایک ہی دفعہ میں دو دو اولادوں کا سکھ جو  
دے گیا۔۔۔ دادی جان جو اپنے ہی خیالوں میں گم تھیں۔۔۔ ایک بار میں دو بچے  
جلدی اللہ کے فضل سے میرے عالیاں اور بہوروشال کے بیس بیس بچوں سے  
میرا آنگن بھر جائے گا۔ یہ بولتے جہاں دادی جان کی آنکھوں میں خوشی تھی  
وہیں نمی بھی تھی۔۔۔ کیونکہ اُنکے خاندان میں اولاد کی بہت کمی تھی بچے بہت  
مشکل سے ہوتے تھے دادی جان کی خود بس ایک ہی اولاد ہوئی تھی وہ بھی  
عالیاں کے بابا۔۔۔ پہلی دفعہ اُنکے خاندان میں سیدھا جڑوا بچے پیدا ہوئے تھے یہ  
خوشی ہی الگ تھی۔ صحیح بولا اماں بیگم !!! جلدی ہمارے نواب صاحب کے بچے  
ہی بچے ہوں گے۔۔۔ یہ بولتی سکینہ ہنس دی تھی۔ کچھ ہی دیر بعد روشال شمسہ  
کے ساتھ اپنی دو شہزادیوں کو لے کر نیچے آگئی تھی ہال میں۔۔۔ اُس کو دیکھتے  
پورے خاندان کی عورتوں نے دل ہی دل میں اس بات کی تائید کی تھی کوئی شک  
نہیں تھا عالیاں علی خان کی دوسری بیوی انتہا کی معصوم اور خوبصورت نیلی  
آنکھوں والی اپسرا تھی۔ روشال جو انگوری رنگ کے شیشے کے کا مدار لہنگا پر ریڈ

رنگ کی چھوٹی سی قمیض پہنے اوپر انگوری ریڈرنگ کا دوپٹہ سر پر دلہن کی طرح  
لیے بہت ہی خوبصورت لگ رہی تھی اُس نے دونوں ہاتھوں میں گجرے پہنے  
ہوئے تھے ہلکا سا میک اپ اور بالوں کا ہلکا سا خوبصورت جوڑا کیا ہوا تھا وہیں روشا  
ل کی دونوں بچیاں انگوری رنگ کی بہت ہی خوبصورت پٹھانی ڈریس میں ملبوس  
ہر کسی کی آنکھوں کا نظارہ بنی ہوئی تھیں دونوں ہی بہت ہی خوبصورت اور  
آنکھیں بالکل اپنے ابا سے لی تھیں۔۔۔ وہ دونوں اپنے جھولے میں لیٹی پھولوں کو  
دیکھتی کھلکھلا رہی تھیں۔ زرتاج بیگم جو دور سے دیکھ رہی تھیں لیکن اُنکی انا اتنی  
بڑی تھی کہ اُنہوں نے ان ڈیڑھ ماہ میں ایک دفعہ بھی اپنے بیٹے کی اولاد کو گود  
میں لے کر دادی والا پیار نہیں دیا تھا وہیں دادی جان سکینہ کے سہارے اٹھتے  
روشال کی طرف بڑھیں۔۔ اور پاس پہنچ کر کتنی ہی نوٹوں گدیاں روشال اور  
دونوں بیٹیوں پر سے وار کر ملازموں کو پکڑا دیں اور پاس بیٹھتے بولی۔ اللہ  
تمہیں میرے عالیاں کے بیس بیس بچوں کی ماں بنائے۔ سدا سہاگن رہو اور  
میرے عالیاں کی نسل آگے بڑھاتی رہو چاہئے ہر سال بیٹی ہی کیوں نہ ہو۔ بس  
گو نج اٹھے۔۔ یہ سنتے جہاں ہم چاہتے ہیں یہ آنگن بچوں کی آوازوں سے



ساری بیٹھی عورتیں منہ پر ہاتھ رکھتے دے انداز میں ہنس دی تھیں۔۔ وہیں دادی  
جان کی ایسی دعاؤں پر روشال کی آنکھیں پھٹی تھیں۔ اندر تک وہ لال پڑی  
تھی۔۔۔ بیس بچے۔۔۔ اُف ابھی یہ دو نہیں سنبھل رہیں اور اُنکے ساتھ بلکل  
بھی نہیں روشال نواب عالیان کی بے باکیاں یاد کرتے اپنی ناک سکوڑ گئی  
تھی۔۔۔ اب اُس انسان کا اپنے اندر اترنا بلکل منظور نہیں تھا۔۔۔ زرتاج بیگم  
کی تو بھونیں تنی تھیں۔ اماں جان بھی بلکل ہی پاگل ہو گئی ہیں لگتا ہے ان کو شوق  
چڑھا ہے اس آنگن کو لڑکیوں سے بھرنے کا جو اصل میں ایک پرایا سمان ہی ہوتی  
ہیں ایک دن اُنہوں نے اُڑ جانا ہی ہوتا ہے مجھے تو ہر حال میں اپنے بیٹے کا وارث  
چاہیے اُسکی اتنی بڑی سلطنت ہے وہ آگے جا کر اُسکا بیٹا ہی سمجھا لے گا نہ کہ  
بیٹیاں۔

زہر خند الفاظ دل ہی دل میں بولتی زرتاج بیگم دوسرے ہال کی طرف بڑھ گئی  
تھیں۔۔ لیکن جلد ہی یہی زرتاج بیگم اپنی ہی بیٹے کی اولاد کے لیے ایک پوسیسو  
دادی جان بننے والی تھیں۔۔ کہتے ہیں نہ بیٹے کی اولاد خود ہی اپنے آپ سے محبت  
کرنا سیکھا دیتی ہے

دوسری طرف نواب عالیان علی خان جو اپنی شاندار شخصیت کے ساتھ اپنی پوری  
آن بان کے ساتھ مردان خانے میں اپنی باروب پر سنلٹی کے ساتھ اپنے پرانے  
دوستوں کے ہمراہ بیٹھے تھے جس میں کتنے نواب سردار سرکار اور کمیشنر ڈی  
ایس پی وغیرہ تھے۔ اتنے میں زائد نواب عالیان کا خاص بندہ اندر آیا۔ نواب  
صاحب وہ صوابی علاقے کے سردار سفید حویلی کے سب سے بڑے بیٹے اور  
آپکے خاص دوست ابراہیم داؤد دورانی آگئے ہیں۔۔۔ اپنے سب سے خاص  
دوست کا سنتے نواب عالیان کے چہرے کو مسکراہٹ نے چھوہا تھا جو خاص کر  
پنجاب سے اتنا لمبا سفر کر کے اپنے چھوٹے بھائی کی مہندی کا فنکشن چھوڑ کر خاص  
کر نواب عالیان خان سے ملنے اور ان کو اولاد کی خوشی کی مبارک باد دینے آئے  
تھے۔ نواب عالیان اپنی خوب رو شخصیت کے ساتھ اپنے خاص بندوں کے احصار  
میں حویلی کے بڑے سے کارپورچ میں آئے تھے جہاں سامنے ہی سردار ابراہیم  
داؤد دورانی کی جدید عالیشان گاڑی آکر رکی تھی۔۔۔ درجنوں گارڈز کی گاڑیوں  
کے احصار میں انکے ایک گارڈ نے فوراً اترتے دروازہ کھولا تھا۔ ابراہیم داؤد

دورانی۔۔ جو 6.1 فٹ لمبا ہلکا سا گندمی رنگ لیکن بہت ہی سحر انگیز شخصیت کا مالک ڈارک براؤن آنکھیں جو اُسکی پرسنلٹی میں اضافہ کر رہی تھیں پُرکشش شخصیت کا مالک تھا۔۔ اس وقت ابراہیم داؤد دورانی نے بلیک ویسکوٹ کے ساتھ آف وائٹ کرکراتی شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی وہیں نواب عالیان علی خان جو ڈارک بلیورنگ کے کاٹن قمیض شلوار پر مردانہ بلیک شال مفلر سٹائل میں ڈالے ہوئے تھے۔

نواب عالیان علی خان کو سامنے دیکھتے ابراہیم داؤد دورانی مسکرایا تھا۔۔۔۔۔ وہیں نواب عالیان بھی مسکراتے اُس کی طرف بڑھتے اکتیس سال کے ابراہیم دورانی سے بلگیر ہوئے تھے پوری محبت اور جوش و خروش سے۔ کیسے ہوا ابراہیم !!! میں ٹھیک ہوں تم کیسے ہو عالیان !!! ابراہیم دورانی بھی خوش اخلاقی سے بولے تھے۔ دو سال بعد ملنا ہوا !!! نواب عالیان مسکراہٹ سجائے بولے۔۔۔۔۔ ہاں !!! بس تم بھی اپنی لائف میں مصروف اور میں بھی۔ ویسے میں تو شادی شدہ بندہ تھا لیکن تم کہاں مصروف ہاں مانا اپنے علاقے کے سردار اور بڑے جاگیردار ہو۔۔ لیکن ابھی کنوارے ہو۔۔ ہم سے پوچھو شادی کے بعد کیا حال ہوتا

ہے۔۔۔ نواب عالیان یہ بولتے ہنس دیے تھے وہیں ابراہیم کے ہونٹوں کو بھی مسکراہٹ چھو گئی تھی۔ آواز اب یہیں کھڑے سب باتیں نہیں کرنی۔۔!!  
یہ بولتے نواب عالیان ابراہیم دورانی کو لیے مردان کھانے کی طرف بڑھ گئے تھے۔ اب دونوں کب سے بات چیت میں لگے تھے ویسے ابراہیم دورانی کم گو انسان تھا لیکن اپنے خاص دوستوں سے بات کر لیا کرتے تھا۔

اپنے محبوب کو کسی اور کا ہوتے دیکھنا بہت مشکل ہے یا اور خاص کر جب وہ انسان آپکا اپنا بھائی ہو۔۔ یہ سنتے ابراہیم دورانی ہلکا سا ہنسا تھا پر آنکھوں میں آئی نمی اُسی پل نا محسوس انداز میں چھپا گیا تھا وہ رحم دل ذمے دار سردار ایسا ہی تھا اپنی تکلیف اپنے دل میں رکھنے والا۔ نواب عالیان بھی اُسکی آنکھوں میں آئی نمی با خوبی محسوس کر گئے تھے۔ مشکل ہے پر۔۔ اتنا سا بولا تھا ابراہیم دورانی پر یہ بولتے ہی اُسکی دل کی دھڑکن تیز ہوئی تھی ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچی تھی اور وہ اپنی سحر انگیز ڈارک براؤن آنکھیں کچھ دیر کے لیے بند کرتے ٹھنڈی اہیں بھر گیا تھا اور اُسی پل آنکھوں کی جھلی کے آگے وہ نازک سا وجود لہرایا تھا جواب اُسکا نہیں تھا بلکہ اُسکے بھائی کا ہونے والا تھا کیا ہوا ابراہیم!!!! نواب عالیان اُسکے

کیونکہ اب وہ بھی اپنی جیسپر کو دیکھتے ہی سمجھ گئے تھے دردِ عشق احساس ہوا تھا  
زندگی میں ایسا ہی محسوس کرنے لگے تھے۔ عشق چیز ہی ایسی ہے۔۔۔ کچھ نہیں  
بس!!!!!! کچھ یاد آگیا تھا۔۔۔ بات بدلتے ابراہیم دورانی بولا!!!!!! خیر چھوڑو  
عالیان اپنی شہزادیوں سے تو ملواؤ۔ ہاں کیوں نہیں!! سکینہ سکینہ۔۔۔۔۔ جی نواب  
صاحب چھوٹی بی بی سے بچیوں کو لے کر آؤ۔۔۔ جی!!!!!! کچھ ہی دیر میں نواب  
عالیان کی سیٹیاں مردان خانہ میں تھیں ایک بیٹی اُن کی گود میں تھی اور ایک  
ابراہیم دورانی کی۔ وہاں بیٹھے سارے دوست اور احباب نواب عالیان کو بہت  
حیرت سے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔ کیسے حیدر آباد کا نواب اپنی بیٹیوں کو اپنا وارث بنا  
کر بڑے ہی فخریہ انداز میں بیٹھا تھا ماشاء اللہ کتنی پیاری ہیں تمہاری سیٹیاں  
عالیان خان اللہ انکے نصیب اچھے کرے اور یہ تمہارا نام روشن کریں یہ بولتے  
ابراہیم دورانی نے پانچ ہزار کے نوٹوں کی کتنی گدیاں وار کر دونوں بچیوں پر سے  
کو پکڑا دی تھیں تقریباً بیس لاکھ کا صدقہ وارا تھا ابراہیم دورانی نوکروں  
نے۔۔۔!! نواب عالیان جو اپنی چھوٹی سی پٹھانیوں پر وارے نیارے جا رہے

تھے۔۔۔ اور بڑے ہی فخر سے سب کو بتا رہے تھے یہ دونوں اُنکی وراثت لے کر چلیں گی۔

کچھ دیر بعد ابراہیم دورانی نکل گیا تھا کیونکہ ابھی سالک دورانی اُسکا چھوٹا بھائی کی شادی کے فنکشن سفید حویلی میں چل رہے تھے۔۔۔

روشال جو کب سے ہال کی مین انٹرنس کی طرف دیکھتے اپنی بچیوں کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔ اتنے میں اُسکی نگاہیں جھکی تھیں اور وہ ہلکا سا منہ پھیر گئی تھی کیونکہ سامنے سے ہی نواب عالیان اپنی بیٹیوں کو اُٹھائے اسی طرف آرہے تھے اور آتے ہی اُنہوں نے روشال کو گہری نظروں سے دیکھتے دونوں بچیاں اُس کی گود میں دیں۔۔۔ روشال نے ان کی طرف دیکھا بھی نہیں تھا۔ اچھا ہوا پوتا صاحب آپ آگئے !!! ہم ہماری پرپوتیوں کا نام ہی رکھنے والے تھے۔ بتاؤ تمہاری بچیوں کا کیا نام رکھنا چاہیے۔۔۔!! نواب عالیان اپنی بیگم کی طرف دیکھتے بولے۔۔۔ جب پیدا اُنہوں نے کیا ہے تو نام بھی یہی رکھیں گی۔ یہ سنتے روشال نے بے اختیار نواب عالیان کی طرف دیکھا تھا آنکھیں بھیگی تھیں۔ نواب عالیان روشال

کو دیکھتے اپنی آنکھیں اپنی بیٹیوں پر مرکوز کر گئے تھے جانتے تھے آج کل اُن کی  
اُنکا اُس کی طرف دیکھنا اچھا نہیں لگتا تھا۔ نواب عالیان کی آنکھیں بیگم کو زیادہ  
پھیر ناروشال کے دل کو لگا تھا۔۔۔ نہ دیکھیں مجھے کیا۔۔۔ روشال بہو بولو  
تمہارے ذہن میں کوئی نام ہے ان پریوں کے لیے دادی جان میں نے اُنکے نام  
بہت پہلے ہی سوچے تھے کیا بہو!!! اس بڑی گڑیا کا نام جہان آراء اور چھوٹی کا نور  
جہان!!! جیسے روشال نے یہ نام ادا کیے نواب عالیان کی آنکھیں بھیگی تھیں بے  
اختیار منہ سے نکلامیری آراء اور نور!!! دل نے پھر سے اپنے عشق کا اقرار کیا  
تھا یہی وہ عورت تھی جو اُنکے دل کا حال بھی سمجھ لیتی تھی جو نام وہ اپنی بیٹیوں کا  
رکھنا چاہتے تھے وہ کیسے اُن کی روشال نے اُنکے دل کی بات کو سمجھتے رکھ دیے  
ٹھیک جہاں آراء اور نور جہان نواب عالیان کی پردادی اور پر نانی کا نام تھا۔  
وہیں دادی جان کی آنکھیں بھی شدت سے بھیگی تھیں زرتاج بیگم حیران ہوئی  
تھیں۔ واہ واہ روشال بہو آج سے ہماری پوتیوں کے نام جہاں آراء اور نور جہان  
ہیں ویسے ہمارا عالیان بھی اپنی بیٹیوں کا ہمیشہ سے یہی نام رکھنا چاہتا تھا۔۔۔ یہ  
سننے روشال کا رخ اب نواب عالیان کے چہرے کی طرف تھا جو اپنی بھیگی

آنکھیں چھپانے کے لیے اپنا آپ اپنی بیٹیوں میں مصروف میں کیے بیٹھے تھے۔  
روشال نے آنکھیں بند کرتے گیارہ مہینے پہلے کا ایک پاسٹ سوچا تھا جب اُسکی  
شادی کو مشکل سے چھ مہینے ہوئے تھے وہ نئی نئی اپنے نواب کے عشق میں ڈوبی  
ہوئی تھی۔ ایک رات جب وہ دادی جان کے کمرے میں تھی اور نواب عالیان  
رباب کے ساتھ لاہور کے لیے نکلے تھے اُسی رات دادی جان نے روشال کے  
آگے نواب عالیان کی خواہش رکھی تھی کتنے سالوں سے اُنکے پوتے نے دل ہی  
اُنکا بیٹا ہوا تو اُسکا نام شہر وار دل میں اپنے بچوں کے نام سوچ رکھے تھے اگر  
عالیان خان رکھیں گے جو اُنکے پردادا کا نام تھا اور اگر اُنکی بیٹی ہوئی تو اُسکا نام اپنی پر  
دادی کے نام پر جہاں آراء یا پر نانی کے نام پر نور جہاں رکھیں گے۔۔۔ یہی بات  
روشال کو دادی جان نے ایک دن باتوں ہی باتوں میں بتائی تھی تب ہی روشال  
نے سوچ لیا تھا اگر اُسکے بچے ہوئے تو وہ اُنکے نام اپنے مجازی خدا کی خواہش پر  
رکھے گی۔۔ اور آج اُس نے سب کے سامنے اپنے شوہر کی مرضی کے نام رکھ  
بھی دیے تھے چاہے وہ کتنی ہی نواب عالیان سے روٹھی ہوئی تھی اپنی عزت  
نفس کو لے کر لیکن وہ اپنی بچیوں کو کبھی اُنکے باپ کی آغوش اور اُنکی خواہشات



سے دور نہیں رکھ سکتی تھی کیونکہ آخر کار وہ دونوں عالیاں علی کہاں کا ہی انش  
تھیں۔

دادی جان ایک دم جو بولیں۔ اُس پر نواب عالیاں نے اپنی بیٹیوں سے نظر ہٹاتے  
حیرانگی سے اپنے کھلے منہ کے ساتھ اپنی بیگم کی طرف دیکھا تھا جواب نظریں  
جھکائے اپنے دوپٹہ کو اپنی موٹھیوں میں جکڑ گئی تھی۔ عالیاں بیٹا تمہاری بیگم نے  
تمہاری خواہش کا خیال رکھتے ہی ان دونوں کا نام تمہاری مرضی کے مطابق رکھا  
ہے یہ بات ہم نے اس کو تم دونوں کی شادی کے پانچواں مہینے میں بتائی تھی۔۔۔  
ہمیں نہیں پتہ تھا تمہاری بیگم کو تمہاری خواہش اتنی عزیز ہوگی۔۔۔ اچھا لگا روشال  
بہو ہمیں!!! یہ بولتی پھر سے دادی جان اپنے پوتا اور اُسکی بہو کی بلائیں لے گئی  
تھیں۔۔۔ نواب عالیاں جو آنکھوں کے کونے میں آئے آنسو سے اپنی بیگم کو  
دیکھ رہے تھے آگے اُس کے حسن نے اُن کو پورا گھائل کر دیا تھا جو وہ آج کسی  
صورت بھی روشال کے پاس جا کر اپنے جذبات کو ٹھنڈا کرنے کا ارادہ رکھتے تھے  
اور اب اُس کی خوبصورت اداؤں اور اُنکی خواہش کی پرواہ کا خیال کرنا بھی اور  
زیادہ نواب عالیاں کو اپنی چھوٹی بیوی کا گرویدہ بنا گیا تھا۔

ابھی بھی خان حویلی میں جشن کا ہی سماں تھا نواب عالیان جو پھر سے مردان خانہ کی طرف بڑھ گئے تھے وہیں روشال جو ابھی بھی اپنی بیٹیوں کے ساتھ ہال میں بیٹھی تھی ابھی بھی اُسکا اور بیٹیوں کا صدقہ اُتارنے اور دعائیں دینے کی رسم جاری تھی۔۔ نواب عالیان کے خاندان کی ایک ایک عورت باری باری روشال کے پاس آکر بیٹھتی اُس کا صدقہ وار تتی اور دعائیں دیتی ماں اور بچیوں کو۔۔ جہان آراء اور نور جہاں جو بہت ہی آرام سے کھلکھلاتی جھولے میں لیٹی اپنے ہاتھ پاؤں مار رہی تھیں۔۔ روشال کو اپنی مسکراتی بچیوں کو دیکھ کر خود بھی مسکرا نے لگتی۔۔ اب نوال کی باری تھی وہ زرتاج بیگم کے کہنے پر اپنے ہی بہت

ہی زیادہ

attitude

پر روشال کی طرف بڑھی تھی۔۔ نوال جانتی تھی اُس کو زرتاج بیگم نے کس مقصد کے لیے پاکستان بلوایا تھا جرمنی سے نوال جو کافی خوبصورت اور دلکش جوان کم

عمر لڑکی تھی لیکن اتنی ہی ماڈرن بھی ظاہر سی بات ہے جرمنی کی نیشنلسٹی رکھتی  
تھی نوال جو سیمپل سی بہت ہی زیادہ ماڈرن گہرے دار بلیک رنگ کی خوبصورت  
فراک میں ملبوس تھی بھورے لمبے بال جو اُس کی کمر پر ایک ادا سے پڑے تھے  
فراک اتنی فٹنگ اور ماڈرن سٹائل میں تھی نوال کے جسم کی ایک ایک گہرائی  
خدو خال اچھی طرح دکھائی دے رہے تھے۔۔۔ ہلکا سا میک اپ گلے کی گہرائیوں  
پر اُس نے گلٹر لگایا ہوا تھا۔۔۔ اور باریک سادو پیٹہ نہ ہونے کے برابر اُس نے گلے  
میں پیٹی بنا کر ڈالا ہوا تھا گوری رنگت مغرور نقوش۔۔۔ کسی بھی عام مرد کو اپنے  
پیچھے دیوانہ کر لے ایسی ادائیں تھیں نوال کے اندر۔۔۔ نوال چلتی ایک ادا سے  
نے اُسکی طرف دھیان سے دیکھا وہ اس روشال کے پاس آکر بیٹھی۔۔۔ روشال  
کو جانی پہچانی سی نہیں لگی روشال سمجھی شاید یہ لڑکی بھی مہمانوں میں سے آئی  
کوئی ہے۔۔۔ کیسی ہو روشال!! پہلے تو بہت بہت مبارک ہو تمہیں بیٹیوں کی  
!!! جی شکریہ پر آپ کون!!! روشال جو مسکرا کر اپنی آراء اور نور کی طرف دیکھ  
رہی تھی نوال کے اس طرح اُسکی جانے پہچانے بنا مبارک باد دینے پر پوچھ  
گئی۔۔۔ تم مجھے نہیں جانتی!!! روشال نے اپنے سر کو ہلکا سا نفی میں ہلایا اور

چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ سجائے نوال کی طرف متوجہ تھی۔ روشال کی تربیت ہی اُس کے ماں باپ نے ایسی کی تھی وہ کبھی اپنے اندر چلنے والے طوفان یاد کھ سے کسی کو آگاہ نہیں ہونے دیتی تھی وہ اپنی تکلیف اپنے اندر ہی رکھتی تھی تب اُسکی ناراضگی باہر آتی تھی جب وہ پوری ٹوٹ جایا کرتی تھی ابھی اُسکی ساری نہیں ناراضگیاں بس اپنے نواب سے تھیں جن کو وہ کبھی معاف کرنے کا ارادہ رکھتی تھی دماغ سے لیکن دل آج بھی اپنے نواب کے لیے ہی دھڑکتا تھا اور منت سماجت کرتا تھا اُسکے آگے کہ وہ اپنے نواب عالیان کو ایک موقعہ دے تم نہیں جانتی مجھے!! نہیں میں نہیں جانتی آپکو، آپ ہیں کون! ویٹ!! زرتاج پھپھو۔۔۔!! زر بیگم جو اماں بیگم کے ساتھ بیٹھی تھیں نوال کے بلانے پر اُسکی طرف بڑھیں۔۔۔ کیا ہوا نوال! روشال جواب دونوں کی طرف دیکھ رہی تھی نا سمجھی کی کیفیت سے۔۔۔ بھلا اُسکے پاس بیٹھی خوبصورت لڑکی کون تھی حالانکہ وہ لڑکی روشال کے آگے کچھ بھی نہیں تھی۔۔۔!! زر پھپھو آپ بتائیں نہ اپنی بہو کو میں کون ہوں۔۔۔ اوہ اچھا زرتاج بیگم جن کو روشال ایک آنکھ پسند نہیں تھی۔۔۔ اوپر سے اس نے وارث کی جگہ دو دو بیٹیاں پیدا کی اُسکے بعد سے زرتاج بیگم کی

دن رات یہی خواہش اور جدوجہد تھی وہ کسی طرح روشال کو اپنے عالیاں کی  
کو اس گھر کی مالکن بنا ڈالیں اور پھر سے اس سے زندگی سے چلتا کرتی اپنی بھتیجی  
اُن کی نسل آگے بڑھے۔

یہ میرے دور کے بھائی کی بیٹی ہے نوال ماشاء اللہ سے کافی پڑھی لکھی ہے۔۔ اگر  
میرا عالیاں رباب سے شادی نہیں کرتا نہ تو میں نے تو اس کا رشتہء بچپن میں ہی  
اپنے عالیاں کے لیے لے رکھا تھا یہ سنتے جہاں نوال کے چہرے پر الگ سی کمینگی  
مسکراہٹ بکھری تھی وہیں روشال کی آنکھوں میں نمی بڑھی تھی۔

روشال بے یقینی سے زرتاج بیگم کو دیکھ رہی تھی جو اُس کے سامنے ہی ایسی باتیں  
کر رہی تھیں۔۔ ویسے جلد ہی میں عالیاں کی ایک اور شادی تو کرواؤں گی تمہارا  
کیا تم نے تو بس لڑکیاں ہی اب کرنی ہیں جہاں دو ہو گئیں اکٹھی وہیں آگے دس  
بھی ہو جائیں گی ایک دفعہ لڑکیوں کی لائن شروع ہو جائے تو رکتی ہی کہاں  
ہے۔۔ یہی تمہارے ساتھ ہو گا وہ کیا بولتے ہیں تمہارے نصیب میں بس  
لڑکیاں ہی ہیں۔۔ زرتاج بیگم یہی الفاظ بہت ہی تلخ آمیز لہجے میں روشال کے  
آگے دے دے مدام انداز میں ایک ایک الفاظ پر زور دیتی ادا کر گئی تھیں۔۔۔ روشا

ل جو ضبط سے خون کے گھونٹ پیتی اندر ہی اندر اپنے آنسو پینے لگی اُسکا پورا کمن بدن پھر سے ایک بار آندھیوں کی زد میں آیا تھا ایسے لگا تھا اُسکا وجود اس حویلی میں نہ ہونے کے برابر ہے وہ کچھ بھی کر لے تب بھی وہ ایک دوسری عورت ان چاہی بیوی پیسے دیکر لائی گئی لڑکی اور ایک لڑکیوں کی ماں اور بے ضرر سا فرد ہی کہلائی جائے گی اس حویلی میں۔

روشال لمبی مدھم سانس لیتی اپنے آنسو اندر اتارنے کے لیے اپنی نظریں نجی کرتے اپنے لہنگے کو دونوں مٹھیوں میں جکڑ گئی تھی۔۔۔ پورا جسم اُسکا لرزہ تھا۔۔۔ نہیں ہوتی تھی برداشت اپنے من پسند مرد کے قریب کوئی بھی عورت۔۔۔ کوئی بھی۔ گزرتے وقت کے ساتھ روشال جو بیشک حد سے زیادہ نواب عالیان سے روٹھی اور خفا تھی لیکن وہ اتنا ہی اپنے تینتیس سالہ شوہر کے لیے پاگل جنونی اور پاسیو ہوتی جا رہی تھی۔۔۔ روشال کبھی اتنے لوگوں کے سامنے اپنے سسرال اپنی دادی جان کی عزت خراب نہیں کرنا چاہتی تھی اس لیے چپ چا پ زرتاج بیگم کی ایسی باتیں سن رہی تھی۔ اس لیے میں نے نوال کو بلا یا سوچا زیادہ دیر تو میں انتظار نہیں کروں گی جس طرح تم رباب کے اوپر آئی وارث

دینے کے لیے ویسے ہی تمہارے اوپر بھی کوئی نہ کوئی آتے ہمیں ہمارا وارث  
بیگم کے منہ سے کھلے دے گا ہی۔۔ تو نوال جانی پہچانی ہے۔ روشال جو زرتاج  
الفاظ میں اُس کے اوپر سوتن لانے کا سنتے مجسم ہوئی تھی آنسو بہنے کو تیار تھے جن  
کو وہ خود پر کھلواڑ کرتے بے دردی سے اپنی آنکھیں لگر گئی تھی اس دُنیا کے آگے  
اب اسکو بے فضول اپنے آنسو بہا کر انہیں بے مول نہیں کرنا تھا۔۔ وہ مزید اپنی  
بے قدری نہیں سہہ سکتی تھی۔۔ اُس نے دل ہی دل میں تہیہ کر لیا تھا اگر نواب  
عالیان اُسکے اوپر کوئی اور لائے تو وہ اُنکے نکاح میں نہیں رہے گی کیونکہ وہ بھی  
کبھی کسی کے اوپر سوتن بن کر نہیں آتی جانتی تھی ایک شادی شدہ لڑکی کے لیے  
مرنے کے مترادف ہوتا ہے اپنے اوپر سوتن کو برداشت کرنا یا اپنے شوہر کی  
دوسری شادی کو قبول کرنا۔۔۔ اگر اُسکے خدا نے اُسکا نصیب اُسکے ہاتھ دیا ہوتا تو  
وہ کبھی کسی مرد کی دوسری بیوی نہیں بنتی اور نہ ہی اس افیت میں جلتی۔۔۔ !!!  
مطلب کی دُنیا کے آگے روشال سسکی لیتے اپنے دل کو بند باندھ گئی تھی۔۔ اس  
اُس کو مزید اپنے آپکو کمزور نہیں دیکھنا تھا۔۔ دل ہی دل میں خود سے گویا ہوئی  
۔۔ تین کریں یاد کریں مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا پر اُس معصوم نیلی آنکھوں

والی اپسرا کو فرق پڑھ رہا تھا وہ خود نہیں جانتی تھی وہ نواب عالیان سے عشق کرتے عشق کی انتہا پر چلی گئی تھی نہیں بانٹ سکتی تھی اب اٹھارہ سال کی لڑکی اپنے عالیان علی خان کو۔

نوال تم رسم کرو!!! جی پھپھو۔۔ نوال جو ہنسی میں بھی سٹائل مارتی روشال کے سر سے پیسے وار گئی تھی روشال جو بالکل مجسم بنی سپاٹ سی بیٹھی تھی دماغ میں اُس نے عہد کر لیا تھا اُس کو ان باتوں سے کوئی فرق نہیں پڑھتا پر اندر ہی اندر وہ سلگ رہی تھی۔۔ پاگل ہو رہی تھی روشال۔۔ کوئی شک نہیں تھا نواب عالیان کی آج رات خیر نہیں ہونے والی تھی۔ اتنے میں آراء رونے لگی جھولے میں۔۔ روشال جو اپنے ہی خیالوں میں گم اندر اپنی ہی ایک جنگ لڑ رہی تھی زرتاج بیگم نے اپنی پوتی کے رونے پر منہ بسور کر اُنکی طرف دیکھا اور دیکھتی ہی رہ گئیں جہاں آراء رو رہی تھی اپنی امی کی آغوش میں آنے کے لیے وہیں نور جو اپنی خوبصورت بلیک مقناطیسی آنکھوں سے اپنی دادی کو دیکھتی چھوٹی سی پٹھانی گڑیا چیخ مارتی کھلکھلا گئی تھی اور اپنے ننے منے ہاتھ کرتی اپنی دادی کو اپنی ہی زبان میں مجھے۔۔ زرتاج بیگم جو ایک لمحے کے لیے حیران ہوئی تھیں کیا اُنکے بولی۔ اٹھاو



بیٹے کی بیٹی اُن کو پہنچان گئی تھی۔۔ کیونکہ وہ کیوٹ سی سائل کرتے قہقہے مارتے  
اپنی ننھی انگلی منہ میں دیتی تھی کبھی ہاتھ پھیلا کر اپنی دادی جان کی طرف اشارہ  
کرتی اٹھانے کا۔۔ زرتاج بیگم جو کچھ لمحوں کے لیے واقعی اپنی پوتی کی طرف جیسے  
کھینچ سی گئی تھیں۔ کہتے ہیں نہ خون خون کو دیکھ کر جوش مارتا ہے اور یہ تو زرتاج  
بیگم کے عالیاں کی اولاد تھی۔۔ کیسے ایک دادی اپنی پوتی کی طرف نہیں دیکھتی  
جو اتنے پیار سے اُن کو اپنی طرف متوجہ کیے ہوئی تھی۔۔ آخر کب تک زرتاج  
بیگم اپنی انا اپنی صدیوں پرانی وارث کی سوچ کو لے کر اپنی خوبصورت چھوٹی  
پٹھانی پوتیوں کو اگنور کرتی۔

جہاں آراء جو گلا پھاڑ کر رو رہی تھی وہیں نور دلکشی سے کھلکھلا رہی تھی۔۔ آگے  
جا کر یہی دونوں گڑیا انشاء اللہ زرتاج بیگم کی آنکھوں کا سکون بننے والی تھیں اُن  
کی سوچ کو بدل کر۔۔ کہتے ہیں نہ سیٹیاں خود محبت کرنا سیکھا دیتی ہیں اور اس  
دنیا کو بھی بتا دیتی ہیں سیٹیاں واقعی رحمتیں ہوتی ہیں نور کی کیوٹ حرکتیں بھی  
آج ایک چھوٹی سوچ کی دادی کو اپنی طرف راغب کر گئی تھیں۔۔ لیکن کہتے ہیں  
نہ ٹیرھی چیز اتنی جلدی سیدھی نہیں ہوتی ایسا ہی حال زر بیگم کا تھا۔۔ زرتاج بیگم

جن کے چہرے پر چھوٹی سی نور پٹھانی کو دیکھتے مسکراہٹ بکھری ہی تھی پر اگلے ہی سیکنڈ اُن کی انا ان پر اپنا قبضہ جما گئی تھی وہ منہ پھیرتی آگے کی طرف بڑھ گئیں وہیں نور کا ہنستا کیوٹ فیس مر جھا گیا تھا۔ روشال جو اٹھتی اپنی آراء کو اگود میں نہ لیتی سینے میں بھیج گئی تھی۔ بس بس میری گڑیا امی کے پاس آگئی شمسہ باجی۔ جی روشال بی بی یہ لیں اسکا فیڈر روشال فیڈر شمسہ سے لیتی آراء کے منہ میں لگا گئی تھی اب آراء اپنی امی کو اپنی خوبصورت مقناطیسی آنکھوں سے دیکھتی مسکراہٹ چہرے پر سجائے فیڈ کرنے لگی۔ روشال جو اُسکی آنکھوں کو دیکھ رہی تھی اپنی بیٹیوں کی آنکھوں پر ہی تو سب سے زیادہ مرتی تھی کیونکہ یہ آنکھیں اُنہوں نے اپنے ابا سے جولی تھیں۔ اتنے میں ساتھ بیٹھی نوال بولی۔ کیا روشال تم اپنی بیٹیوں سے آگے جا کر اپنے آپ کو امی بلواؤ گی ویسے ابھی میں نے سنا ز پھپھو کی ساس وہ بھی عالیاں جی کو انکا ابا بول رہی تھیں کتنے عجیب لگتے ہیں نہ۔ اس زمانے کی ہوتے ہوئے بھی تم کیسے رکھ رہی ہو یہ نام اپنے آپ کو ممی بلوایا کرو۔

دادی جان جو روشال کے پاس ہی آرہی تھیں یہ سنتے بولی ارے بیٹی ذرا اٹھنا یہاں  
 سے۔۔۔!! جی آپ مجھ سے بولیں۔۔!! نوال منہ بسور کر بولی۔۔ روشال جس  
 کی ویسے ہی نوال کو دیکھ کر عجیب سی حالت ہو رہی تھی اس کا دل کر رہا تھا اس بے  
 باک بیشرم لڑکی کو شوٹ کر دے۔۔۔ اوپر سے اُسکا ہر بات میں بلاوجہ بولنا روشا  
 ل کو چھ رہا تھا۔۔ ہوتی کون تھی وہ بیچ میں فضول بولنے والی۔۔ اندر ہی اندر  
 بولی۔۔ آئی بڑی ذرا بھٹکو تم نواب عالیان کے قریب بھی بتاتی ہوں تم کو  
 ۔۔۔ آراء کو فیڈ کراتی اپنی کیوٹ سی ناک سکور گئی تھی ہاں تم سے ہی بولے!!  
 اٹھو ہم کو اپنی پوتا بہو کے پاس بیٹھنا ہے۔۔ نوال جو منہ بناتی اٹھ کر سائڈ کھڑی  
 ہوئی وہ تو یہاں کی مالکن بننے کے لیے بلوائی گئی تھی پر کوئی عزت مل نہیں رہی  
 تھی اُس کو۔۔۔ ماشاء اللہ ماشاء اللہ۔۔ میرے عالیان کی چھوٹی سی دنیا اپنی من  
 کے ماتھے کو چومتی بولیں۔۔۔ اچھا کیا بول رہی تھی یہ پسند روشال بہو  
 لڑکی۔۔۔!!! روشال جو بولنے ہی لگی۔۔ دادی جان بولیں۔۔ بیٹی تم خاموش  
 رہو تم بیگم ہو اس حویلی کی چھوٹی موٹی باتوں میں نہیں بولنا۔۔۔ شمسہ شمسہ  
 ۔۔۔ جی انا بیگم!!! کیا بولی یہ لڑکی ذرا بتاؤ مجھے۔۔۔ نوال جس کی شرم سے جان

نکل رہی تھی اتنی بے عزتی پر اُس کا چہرہ لال ہوا تھا۔ روشا لجنس کی ہنسی نکلنے کو تھی  
پر وہ دبا گئی تھی کیونکہ نوال کا چہرہ کہیں نہ کہیں سکون دے گیا تھا۔

اما بیگم یہ لڑکی یہی بولیں روشا ل بی بی اور نواب صاحب اپنے آپ کو پرانے زمانے کی  
طرح امی ابا کیوں بلوار ہے ہیں۔ شمسہ رسانیت سے بول گئی تھی سر جھکا کر۔

اچھا ایسا بولی۔۔۔ کہاں سے آئی ہو تم۔۔۔!!! میں!! نوال حیرانگی سے  
بولی۔۔۔ ہاں تم!!! ایک دم زر بیگم آئی اما جان یہ میرے دور والے بھائی کی بیٹی  
ہے جو جرمنی سے آئی ہے۔۔۔ اچھا اچھا!!! جرمنی سے آئی ہے اور پاکستان کے  
نواب خاندان کو ان کی روایت بتانے چلی ہے۔۔۔!!! یہ سن کر جہاں روشا ل  
مزے لے رہی تھی وہیں نوال کی بتی ہی گل ہوئی تھی۔ ارے بیٹی۔۔۔ تم  
حیدر آباد کے نواب عالیان علی خان کی خان حویلی میں کھڑی ہو۔۔۔ اور یہ جو لڑکی  
ہے یہ کوئی عام نہیں نواب کی بیگم اور یہ بچیاں اس حویلی کی شہزادیاں ہیں۔

ہمارے خاندان کی صدیوں سے کچھ روایات چلی آرہی ہیں۔۔۔ یہاں ہر ایک کو  
کی روایت میں آتا ہے۔۔۔ ابا جان امی احترام سے پکارا جاتا ہے جیسے اما ابا بولنا یہاں  
جان نواب خان آج کل کے مطابق نہیں چلتا بیشک ہمارا عالیان بہت ہی پڑھا لکھا

ہے امریکا سے اپنی ڈگری کر کے آیا ہے لیکن وہ ایک نواب ہے جس کو اپنی نسل  
بھی ہماری تہذیب روایت کے مطابق لے کر چلنی ہے۔ حضوری مطلب  
احترام من بولنا ہمارے حسب و نسب میں آتا ہے۔۔۔ آج کل کے لقب نام سے  
ہمارا خاندان نہیں چلتا۔ کیونکہ اس شہر کے کرتادھرتا ہم ہیں اور یہاں وہی ہوتا  
ہے جو ایک نواب چاہتا ہے۔ اور ہم اپنے خاندان کی روایت میں تبدیلی کا حکم  
نہیں دیتے اور ہم جانتے ہیں ہمارے عالیاں اور ہماری یہ چھوٹی بہو کبھی ہمارے  
خاندانی ورثے کو ختم نہیں ہونے دیں گے۔ کیوں روشال بہو روشال جو نم  
آنکھوں سے مسکرا گئی تھی۔۔۔!!! دادی جان اُس کو ہمیشہ کی طرف اپنے الفاظ  
سے مان دے گئی تھیں ابھی تک اس حویلی میں رہنے کی وجہ میں سے سب سے  
بڑی وجہ روشال کے لیے دادی جان کا پیار اور انس تھا روتے نہیں مسکراؤ بہت  
بڑی خوشی دی ہے تم نے اس حویلی کو ہمارے خاندان کو اللہ تمہاری گود ایسے ہی  
آباد رکھے اور ہمارا یہ آنگن تمہارے دس بارہ بچوں س بھرے یہ سنتے روشال  
اندر تک سرخ ہوئی تھی اُسکے عارض سرخ انار بنے تھے۔۔۔!!! وہیں زر بیگم نے

اپنے سر کو خم دیا تھا منفی انداز میں اور نوال تو آنکھیں بناتی جلتی بھنتی وہاں سے  
نکل گئی تھی کچھ پینے۔۔ اُس سے یہاں کی سو

## Called

روایات نہیں سنی جارہی تھیں۔ ایسے ہی فنکشن جاری تھا

ایک عورت نے پوچھا خاندان کی اماں بیگم اس رسم کے بعد لڑکی اپنے بچوں کے  
ساتھ میکے جاتی ہے یا اُسکے فیملی والے آتے ہیں۔۔ کہاں ہیں آپکی بہوروشال کے  
گھر والے وہ آئے نہیں اپنی بیٹی کی خوشی میں۔

اپنے گھر والوں کا سنتے اٹھارہ سال کی روشال کی آنکھیں نمی سے لبریز ہوئی تھیں  
۔۔ آنسو نکلتے اُسکے گول مول حسین عارض کو بھگونے لگے۔۔ جتنا وہ چاہتی تھی  
وہ اپنے گھر والوں کو سوچ کر نہ روئے اتنا ہی اس ظالم سماج نے اُن کا ذکر کر کے  
اُسکے دل کو چوٹ لگادی تھی۔ ایک ماں باپ کا ہی گھر ہوتا ہے جہاں ایک لڑکی جا  
کر اپنے دل کی بات رکھ سکتی ہے اپنی آپ بیتی بتا سکتی ہے لیکن بیچاری روشال کو  
شاید اپنے نصیب کی ماری تھی۔۔ اُسکا باپ تو اُس کا سودا کر کے شاید اُس سے بے  
خبر ہی ہو گیا تھا۔

شادی کے شروع کے وقت ایک بار نواب عالیان روشال کو اُسکے میکے لے گئے  
تھے پر روشال اپنی بہنوں سے ملکر واپس آ گئی تھی اُسکا اپنے باپ سے ملنے کا دل  
نہیں تھا اُس گھر میں دل گھٹ رہا تھا جہاں سے اُس کا سودا کر بیجا گیا تھا اسلیے فوراً  
واپس لوٹ آئی اور نہ اُسکے باپ نے مزید کبھی اُس سے رابطہ رکھا تھا۔ کاش امی  
آج آپ ہوتی اس دنیا میں آپکی بیٹی آج تنہا محسوس نہیں کر رہی ہوتی۔!! دل  
ہی دل میں بولتی سسکا اٹھی تھی روشال۔۔۔!! دادی جان کچھ بولتی اُس سے  
پہلے ہی سامنے بڑے سے ہال کے دروازے سے اندر آتی سکینہ کے ساتھ روشا  
ل کی بڑی بہن آسیہ پر روشال کی نگاہ پڑی روشال جو بے یقینی سے اپنی سب سے  
بڑی بہن کو جو ابھی چوبیس کی ہی تھی اپنی طرف اتادیکھ رہی تھی۔۔ جو شکل  
صورت میں پیاری تھی پر روشال سے زیادہ نہیں۔ ایک دم اپنے دل پر ہاتھ  
رکھتی روشال جھولے سے اٹھ کر کھڑی ہوئی تھی اُسکا جسم کانپ رہا تھا۔  
ایک دم ٹوٹی آواز میں بولی!!! آپا۔۔۔۔۔ آنسو سے اُسکے عارض اور گردن بھیگی  
تھی آنکھوں کو یقین نہیں آ رہا تھا اُسکی بہن اُسکے گھر آئی تھی۔۔۔ کیسے۔۔ جب  
بیٹیوں کو بیچ دیا جاتا ہے تو کوئی کوئی ہی ماں باپ اُن سے رابطہ رکھتے ہیں۔ آسیہ

سب سے ملتی نم آنکھوں سے اپنی سب سے چھوٹی خوبصورت بہن کی طرف  
بڑھتے۔۔ روشال بولتی اپنے سینے سے لگائی تھی روشال جو سسکتی اپنی بہن کی  
آغوش میں رود و تھی ڈیڑھ سال کے بعد اس نے کوئی اپنا دیکھا تھا جو اُس کا تھا  
مطلب اُس کا رشتہء جو وہ عالیان علی خان سے شادی کے بعد پیچھے چھوڑ آئی تھی آیا  
آپا۔۔ روشال روتی پیچھے ہوئی۔۔ آپ کیسے یہاں!!!! بس روش میرا بچہ رو  
نہیں!!!! دیکھ تیری آپا یہاں تیرے سامنے ہیں۔۔ آسیہ جو روشال کا چہرہ  
پکڑتے اُس کو اپنی موجودگی کا یقین دلارہی تھی۔ پر آپا آپ کیسے یہاں!!!! وہ  
حیرانگی میں تھی اُسکی بہن کیسے یہاں آگئی۔۔ آسیہ مسکرا کر بولی۔۔ ہم خود  
تھوڑی آئیں ہیں ہمیں نواب صاحب نے اپنی گاڑی بھیج کر خاص طور پر فون کر  
کے تمہارا اور تمہاری بچیوں کی خوشخبری کا بتا کر بلوایا ہے۔۔ یہ سنتے روشال کو  
تو ایسے لگا جیسے کوئی ایسی چیز سن رہی ہو جس کا وجود ممکن ہی نہیں تھا اُس کو کبھی  
لگا ہی نہیں تھا وہ کبھی اس حویلی میں رہتے اپنے غریب باپ اور بہنوں سے اس  
عالیشان حویلی میں مل سکتی ہے اور سب سے بڑی بات نواب عالیان نے انہیں  
یہاں بلوایا تھا روشال جو شکاک کی کیفیت میں تھی۔۔ سچی روشال ہمیں نواب



صاحب نے بلوایا ہے اور میں اکیلی نہیں آئی بابا بھی آئے ہیں تم سے اور تمھاری بچیوں سے ملنے کیونکہ نواب عالیان نے خاص کر بابا سے کہا تھا وہ ہر حال میں آئیں گے اپنے باپ کا سنتے روشال جو رودی تھی۔۔ سترہ سال کی شادی کر کے بچوں کی ماں بن گئی تھی اور آئی تھی آج اٹھارہ کی ہونے کے ساتھ ساتھ وہ دودو آج تقدیر نے اُس کے باپ کو اُسکی دہلیز پر بھیجا تھا اُس سے ملنے اور یہ سب کام اُسکے شوہر نے سرانجام دیا تھا۔۔ روشال اپنے نواب کی اس احسان پر پوری شک تھی۔۔ وہ ہل کر رہ گئی تھی دل نے کہیں نہ کہیں اقرار کیا تھا اُسکے رب نے اُسکے نصیب میں بہت ہی خوبصورت مرد لکھا تھا لیکن پھر ساتھ ساتھ اُس کا دل افیت کی انتہا سے گزرا جو وقت اُس نے نو مہینے کا ٹٹا تھا سلگتے جلتے ہوئے۔۔ اور اپنے عشق کی دھتکار پر۔۔ ابھی نواب عالیان نے بہت بے رخی سہنی تھی اپنی اٹھارہ سال کی بیوی کی۔

---

کچھ دیر پہلے ہی خان خاندان کی سب سے بڑی بی جان آئی تھیں جو اماں بیگم کے خاندان کی تھیں وہ عمر میں اماں بیگم سے بڑی تھی اور رتبے میں بھی۔۔ بی جان

جوشکار پور حویلی سے ابھی ابھی حیدر آباد پہنچی تھیں اب وہ اپنی خاص ملازمہ  
ریشما کے ساتھ خان حویلی کے ہال میں تھیں۔۔۔ وہ روشال کو بہت ساری  
دعائیں دیتی اب اماں بیگم کے پاس بیٹھیں روشال کی دونوں بچیوں پر سے صدقہ  
وار رہی تھیں۔۔۔ ریشما جاؤ جا کر یہ سب ملازموں میں بانٹ دو۔۔۔ جی اماں  
حضور۔۔۔!! روشال جو آسیہ کے پاس بیٹھی تھی۔۔۔ بی جان کے پاس نور جواب  
مچلتے رونے لگی تھی۔۔۔ روشال فوراً اٹھتی بی جان کی طرف بڑھی۔۔۔ دادی حضور  
اس کو بھوک لگی ہے۔ ہاں ہاں لے جاؤ عالیان کی دلہن!!!! یہ بولتی منہ میں  
پان چھاتی نور کو روشال کے حوالے کر گئی تھیں آراء جو ابھی بھی بی جان کے  
کروانے میں مصروف تھی۔۔۔ پاس تھی۔۔۔ روشال جو بلک کر روتی نور کو چپ  
بی جان نے کچھ ایسا بولا سب اُن کی طرف دیکھنے لگے اس وقت ہال میں خاندان  
کے بہت خاص اور اہم لوگ ہی موجود تھے۔۔۔ ماشاء اللہ بیگم جان تمہارے  
پوتے کی سیٹیاں بہت ہی خوبصورت ہیں پوری ہمارے خاندان پر گئی ہیں چھوٹی  
چھوٹی پٹھانیاں۔

(بی جان اماں بیگم کو بیگم جان بولتی ہیں پیار سے) جی ماشاء اللہ بی جان۔۔ لیکن  
سیٹیاں تو ہو گئی اللہ اب تمہارے پوتے کو بیٹا بھی دے جو اُسکی نسل آگے لے کر  
چل سکے۔۔ یہ بات سنتے روشال نے نم آنکھوں سے بی جان کی طرف دیکھا تھا  
آج اس جشن میں آئے کتنے لوگوں نے اُس کو بتا دیا تھا وہ ایک لڑکی کی ماں بنی ہے  
تو زیادہ خوش نہ ہو کیا سیٹیاں پیدا کرنے والی ماں کی خوشیاں اتنی عارضی ہوتی ہیں  
کیا۔۔ روشال یہ سوچتے نم آنکھوں سے اپنے ہی حال پر مسکرا دی تھی اتنی سے  
عمر میں شاید اُس نے اس دُنیا کے ہر کڑوے سچ کو دیکھنا تھا جینا تھا

۔۔ افسوس!!!! نواب عالیان جو روشال کے بابا کو مردان خانہ میں ایک  
سسر کی طرح عزت دیتے بی جان کا سنتے ہال کی طرف ہی آرہے تھے لیکن ہال  
کے اندر آنے سے پہلے ہی وہ بی جان کے یہ الفاظ سن چکے تھے۔۔ اس وقت وہ راہ  
داری میں کھڑے اپنے خوبرونقوش کوتنے مٹھیاں بھینچے یہ الفاظ سن رہے تھے۔  
ہو جائے گا اللہ کے حکم سے بی جان۔۔ ہونے بھی چاہیے بیگم جان!!!! نسل  
بیٹوں سے چلتی ہے۔۔ روشال جو اندر ہی اندر ٹوٹی سی تھی اوپر سے نور جو اپنی  
امی کا فیڈ کیے بنا نہیں رہ پاتی تھی وہ اور زیادہ رونے لگی آخر روشال اپنی بیٹی کی

بھوک کو مٹانے کے لیے ان باتوں کو نظر انداز کرتی ہال سے نکلتی نیچے ہی موجود  
گیسٹ روم کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔ نواب عالیان کا چہرہ سرخ پڑا تھا ضبط  
سے۔۔۔ اگلی بی جان کی بات سن کر اُنکے گلے میں گلٹی سی اُبھر کر معدوم ہوئی تھی  
وہ اپنی آنکھیں میچتے لمبے سانس لینے لگے۔۔۔!!!! یہ سب چھوڑو بیگم  
جان۔۔۔ عالیان کی بڑی بیگم کہاں ہیں!!!! دادی جان کوئی جواب دیتی بی جان کو  
ایک دم نواب عالیان ہال میں آئے تھے بولتے ہوئے۔۔۔ وہ چلی گئی!!!!؟ اتنا  
سابول کر بی جان کے پاس بڑھتے اپنا سر اُنکے آگے کرتے اُنکی دعا لے گئے  
جان۔۔۔ اپنی خوب رود مدار تھے۔۔۔ جیتے رہو عالیان بیٹے!!!! آپ کیسی ہیں بی  
پر سنلٹی کے ساتھ اپنی دمدار آواز میں بولے۔۔۔ ہم ٹھیک ہیں یہ بتاؤ کہاں گئی  
تمہاری بڑی بیگم!!!! نواب عالیان نے لمبا سانس چھوڑتے بولا۔

میں اُسکے ساتھ نبھا نہیں سکا اُس نے کی بہت کوشش پر مجھ سے نہیں ہو سکا۔ اتنا  
سابولتے اس انداز میں چپ ہوئے تھے کہ بی جان خود ہی آگے نہیں بول  
سکیں۔۔۔ جانتی تھیں جتنا رحمدل سامنے کھڑا نواب تھا اتنا ہی اپنے رشتوں کو لے  
کر پرائیویٹ تھا اُس کو اپنے رشتوں کے بارے میں بات کرنا سب کے بیچ پسند

نہیں تھا۔۔۔ اور آج بھی نواب عالیان رباب کی عزت کا پاس رکھ گئے کیونکہ کہ ایک اصل مرد وہی ہوتا ہے جو کبھی اپنی پناہ میں آئی ہوئی عورت کو اُسکے جانے کے بعد بھی رسوا نہیں ہونے دیتا اور نواب عالیان علی خان اُنہیں مردوں میں سے ایک مرد تھے باوقار اونچی سوچ کا۔ نواب عالیان اپنی آراء کو بی جان کی گود سے اٹھا کر اپنی گود میں لیتے اُسکے گول سفید عارض کو چومتے بولے فخر یہ انداز میں !! بی جان اگر خدا نے مجھے دود و بیٹیوں سے نوازا ہے تو اسکا مطلب وہ مجھے اس قابل سمجھتا ہے میں ان کی پرورش بہترین کر سکتا ہوں اور رہی بیٹے کی بات یہ سب اللہ کی دین ہے۔۔۔ اگر اللہ نے مجھے بیٹیوں کے لیے چنا ہے اس کا مطلب وہ چاہتا ہے میں اپنی نسل اپنی بچیوں سے بڑھاؤں اور میرے نزدیک آج کے دور میں جس کی سیٹیاں ہیں وہی سب سے زیادہ خوش اور اللہ کی رحمتوں سے مالا مال ہے بس فرق سوچ کا ہے۔ آج میں نواب عالیان علی خان سب کے سامنے بھرپور انداز میں والہانہ اس بات کا اقرار کرتا ہوں۔۔۔ میری نسل میری بیٹیوں سے چلے گی اگر خدا نے مجھے اور بھی سیٹیاں دیں میں اُس کا شکر ادا کرتے اُن کو

اپنے اس محل کی شہزادیاں بنا کر رکھوں گا۔ یہ بولتے اوپر کی طرف دیکھتے اپنے  
رب کا شکر ادا کرتے اپنی آراء

کے ماتھے پر بوسادے گئے تھے۔۔۔ آسیہ جو نواب عالیان کی  
بات سن کر اپنی بہن کے نصیب پر رشک کر رہی تھی آج اس  
کو اپنے بابا کا فیصلہ سچ میں اچھا معلوم ہو رہا تھا۔

-----

نواب عالیان جو آراء کو دادی جان کے پاس چھوڑتے اپنی چھوٹی بیگم کی تلاش  
میں اندر کی طرف بڑھے۔۔۔ نواب عالیان اپنی طلسماتی شخصیت کے ساتھ اپنی  
گھنی بیرڈروب کرتے گیسٹ روم میں داخل ہوئے جہاں روشال اپنے اوپری  
پر۔۔۔ وہ سرکائے نور کو اپنے میں بھینچے فیڈ کر رہی تھی۔۔۔ ویسے نور اپنے ابا اور  
دادی کی دیوانی تھی بس بھوک کے وقت اُس کو اپنی امی کہیں سے بھی چاہیے  
ہوتی تھیں۔۔۔ نواب عالیان کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھ روشال چونکی تھی  
اور اُنکی گہری نگاہیں اپنی گہرا یوں کی طرف محسوس کرتے روشال کا انگ انگ  
سرخ ہوا تھا کیونکہ اُسکی دلکشی عیاں تھی اور نور جو اپنی بھوک اپنی

ماں سے پوری کر رہی تھی۔۔ نواب عالیان جو گہری نظروں

سے اپنی بیوی کے احساس حصے کا باخوبی پورے استحقاق سے

معائنہ کرتے آنکھوں سے ہی اپنی پیاس ابھی مٹا رہے تھے ایک دم روشال نے  
اپنا رخ ہلکا سا اُنکی طرف سے موڑا اس طرح اُس کی گہرائی اُسکے بے باک نواب کی  
آنکھوں سے چھپ سکے جن کا وہ قربت کے لمحات میں دیوانے تھے۔۔ کتنی کتنی  
دیر وہ روشال کی دھڑکنوں سے لپٹ کر اپنی پیاس کو بجھاتے تھے اب بھی اُنکی  
نظروں میں پیاس اور تشنگی نمایاں تھی۔ ایک دم روشال اُنکی نظروں کو بدلنے  
کے لیے بولی اپنے سینے پر دوپٹہ آگے کرتے تاکہ وہ اپنے مخملی کندن نشیب و  
فراز کو کچھ تو چھپا سکے سامنے بے باک گہری نظروں سے دیکھتے اپنے بیشرم نواب  
سے۔۔ جو کب سے اپنی بیترد سہلاتے اپنی چھوٹی سی بیوی کے ہر خطہر کروہر  
گہرائی کو بہت ہی بے باکی سے اپنی آنکھوں میں قید کر رہے تھے۔ آپ۔۔ آپ  
یہاں کیا کر رہے ہیں۔۔ اٹک اٹک کر بولی نظریں ابھی بھی نواب عالیان سے  
نہیں ملائی تھیں۔۔ کیونکہ وہ اُن سے ہلکا سا رخ موڑے ہوئی تھی اور وہیں نواب  
عالیان پیچھے سے بھی اپنی چھوٹی سی گڑیا کے خوبصورت خدو خال کا بھرپور معائنہ

کر رہے تھے۔ ایسے کوئی آتا ہے بھلا کیا دروازہ بجا نہیں سکتے تھے کیا حیا اور شرم  
باقی نہیں رہی آپ میں۔۔۔ روشال ایک ایک لفظ چبھا کر بولی کیونکہ ابھی بھی  
اُسکے دماغ اور دل میں آگ سی لگی تھی جب سے زرتاج بیگم نے اتنے کھلم کھلا  
نواب عالیان کی تیسری شادی کی بات کی اوپر سے دادی حضور کا پوتے کی بات  
کرنا۔۔۔ روشال جلتی ہوئی بھٹی میں بیٹھی ہوئی تھی اس وقت۔ نواب عالیان جو  
اپنے لبوں پر مسکراہٹ سجائے اپنے بھاری قدموں کی دھمک لیے روشال کے  
پاس بیڈ کے سامنے آکر کھڑے ہوئے اب دونوں کی نظریں ایک دوسرے کی  
نظروں میں گڑھی ہوئی تھیں جہاں ایک کی نظر میں پیار بس پیار تھا اور دوسرے  
کی نظر میں غصے کے ساتھ چپھے پیار کے اثرات بھی تھے۔

بیوی ہیں میری آپ دروازہ بجا کر بھلا کیوں آؤں میں۔۔۔ آگے ہوتے نور کے  
گال کو چھونے کے بہانے روشال پر جھکتے دودھ پیتی نور کے گال کو ایسے اپنے ہاتھ  
سے چھو ہاتھ کہ وہ ہاتھ پورے حق سے روشال کی گہرائی پر اپنا حق جتا گیا تھا۔  
روشال نواب عالیان کے چھونے سے ایک دم کرنٹ کی مانند پیچھے سر کی  
تھی۔۔۔ آپ کیا کر رہے ہیں کیا بتمیزی ہے یہ مانا یہ آپ کی سلطنت آپ کی حویلی ہے



پر ایسے ہی کہیں بھی شروع ہو جائیں گے بیشتر م نواب کی طرح غصے میں اپنی  
ناک کیوٹ سے انداز کے سکورتی بولی۔۔ نواب عالیان کی اتنی قریبی اُنکے بدن  
اور پرفیوم کی خاص خوشبو جیسے اُسکے حواس سلب کر رہی تھی روشال کی دھڑکنے  
تیز ہوئی تھیں اسی مرد کی خوشبو تو اُسکے روم روم میں رچتی تھی۔ آپ کیا ک۔۔  
رہے۔۔ ٹوٹے الفاظ ادا کر گئی تھی نور جو مصروف تھی اپنے ابا کی بے باکی سے  
بے خبر اپنی بھوک مٹانے میں۔۔ نواب عالیان اپنے سلگتے لب روشال کی  
پیشانی پر رکھتے وہاں اپنی ز۔ بان کا گھیلا لمس دیتے بہت ہی خمار اور بھاری لہجے میں  
بولے۔ کب یہ بدلہ پنک میں۔۔۔!!! یہ سنتے روشال اُلجھی سانسوں اور  
دھڑکتی دھڑکنوں کے ساتھ اُن کی طرف دیکھ گئی۔۔۔ منہ کھلا تھا لفظ ہی ایسے  
بے باک ادا کیے تھے۔۔ جانتی ہیں نہ مجھے بلیک اور ریڈ زیادہ پسند ہے ویسے گللابی  
پنک بھی کافی دلکش لگ رہا ہے اس کو چھونے اور زمین بو۔ س کرنے میں اور  
آپ کی گہرائیوں کا کھلا نظارہ کرنے پر زیادہ ہی مزہ آئے گا۔ ویسے پنک بھی میرے  
اندروں میں جذبات کو آگ لگا گیا ہے۔۔ روشال جسکے چہرے کے رنگ اوڑھتے  
ایک رنگ آرہا تھا تو ایک جا رہا تھا اس تینتیس سال کے نواب نے تو واقعی عاشقی ما

شقی میں پی ایچ ڈی کر رکھی تھی۔ دیکھیں شرم کریں آپکی بیٹی بھی ہے۔ روشال  
دانت پیستے اپنی شرم حیا کی سرخی کو اپنے اندر نامحسوس انداز میں چھپاتے بولی تو کیا  
ہوا بیٹی بھی تو اسی پروسیس کے بعد آئی ہے جب میں آپکے اندر شامل ہو کر ہر  
گہر۔ ائی کو اپنے لمس سے سجاتے گھلتے آپ کی چیخ نکالتے شدت سے سماتا تھا۔  
جوان نہیں ہیں آپ ایک ہاتھ نواب عالیان خان کے سینے پر رکھتی انکو ہلکا سا پیچھے  
کر گئی جو تقریباً بیٹھی روشال کے اوپر ہی جھکے تھے۔ کتنا جوان ہوں آج رات کی  
تاریخی میں باخوبی آپکو بتاؤں گا پیاری بیگم، ابھی آپ باہر آ کر اپنی بہن کے ساتھ

ڈنر کریں میں نے آپکا اور بہن  
کا ڈنر باہر والے چھوٹے ہال میں

arrange

کر دیا ہے۔۔۔۔ میں دادی جان اور بی جان کے ساتھ کروں گا۔۔ یہ بولتے پھر  
سے روشال کے کان کے پاس جھکتے وہاں اپنی زبا۔۔۔ پھیر۔۔۔ بولے کمرے  
میں جب بھی جائیں چینج مت کرے گا پیاری بیگم مجھے آج رات آپکی خوبصورتی

کا حق ادا کرنا ہے تو میرا انتظار کرے گا۔۔۔ یہ بولتے روشال کے کان کو کاٹتے  
کھڑے ہوئے سیدھے۔۔۔ روشال سسکی تھی اور غصہ والا چہرہ بنا گئی۔  
کوئی میں آپکا انتظار نہیں کرنے والی بڑے آئے۔۔۔ منہ کا کیوٹ زاویہ بناتی بولی  
۔۔۔ کرنا تو ہو گا ورنہ آپکے سوتے ہوئے بھی سب گر۔ اتنا آپکو لذت اور درد کے  
انتہا پر لے جاؤں گا آج میں نہیں رکنے والا بیگم اس لیے بہتر ہے میرا انتظار کرے  
گا۔۔۔ اپنی مونچھوں کو تاؤ دیتے اپنی بلیک شال جھٹکتے باہر نکل گئے تھے وہیں روشا  
ل کی جان اب صحیح معنوں میں لبوں پر سچی تھی۔ کوئی نہیں آنے دینا آپکو میں نے  
!!!! قریب آپکی معافی اتنی آسانی سے نہیں نواب عالیان

---

روشال جو ایک ہاتھ سے اپنی نور کو پکڑتی اور ایک ہاتھ سے اپنا لہنگا سمجھالیتی ڈنر  
ہال کی طرف بڑھ رہی تھی بربراتی۔۔۔ اتنا ہیوی لہنگا پہن کر اب میں کیا ان کا  
انتظار کروں گی رات کو آپکی غلط فہمی ہے نواب صاحب یہ روشال بہت بدل گئی

ہے اب اس کی زندگی میں سب سے اہم اُسکی سیٹیاں ہیں اور پھر وہ خود ہے۔۔  
آئے بڑے آپ کو آپ کا حق اب میں نہیں لینے دوں گی!!!!! پر اگلے ہی سیکنڈ  
ابھی کچھ دیر پہلے والی نواب عالیان علی خان کی بے باک گفتگو یاد کرتی روشال  
کے عارض سرخ پڑے تھے وہ اندر تک لال ہوئی تھی۔۔۔ اُف بہت ہی کوئی  
بے شرمی چلائی ہوئی ہے انہوں نے۔۔۔!!! اُنکے بارے میں ہی سوچتی آگے  
بڑھ رہی تھی مین ہال سے گزرتی چھوٹے ہال کی طرف جہاں نواب عالیان نے  
اُس کا ڈنر ملازموں سے وہاں ایرنج، کروایا تھا اُسکی بڑی بہن آسیہ کے ساتھ۔۔۔ تا  
کہ وہ کچھ پل اپنی بہن کے ساتھ اکیلے میں گزار سکے۔ روشال جو آہستگی سے اپنی  
بچی کو اٹھائے وہیں جا رہی تھی پر اُسکے قدم ایک لمحے کے لیے ٹھہرے تھے اور  
اُسکی نظریں سامنے گئی تھیں جہاں اُس کا نواب اپنی بی جان اور دادی جان کے  
ساتھ بیٹھے کچھ باتیں کر رہے تھے۔۔۔ روشال کچھ لمحوں کے لیے رکتی نواب  
عالیان کو دیکھ گئی تھی جو کسی بات پر مسکرا رہے تھے کوئی شک نہیں تھا سامنے  
بیٹھے مرد کی ہنسی بہت ہی جان لیوا تھی جو کسی کو بھی اپنے سحر میں جکڑ سکتی تھی۔  
روشال جو اپنی نیلی خوبصورت آنکھوں سے ایک لت نواب عالیان کو دیکھ رہی

تھی اُن کی آنکھیں اُنکے مسکراہٹ سے لبریز لب اُنکے خوب رو سخت طلسماتی  
نقوش جو واقعی شہزادوں جیسے تھے۔۔۔ اُنکی گھنی بیڑ ڈجو قربت کے لمحات میں  
روشال کے حسین بدن پر جلن پیدا کر دیتی تھی۔۔۔ کیونکہ وہ کتنی ہی دیر اپنی  
ل بیڑ ڈروشال کے گال دھڑکنوں اور گردن پر لگڑتے رہتے تھے۔ ابھی روشا  
اُنہیں کا معائنہ کر رہی تھی اور نور جو اُسکی گود میں اپنی امی کے خوبصورت ڈائمنڈ  
لاکٹ کو ہاتھوں میں لیے کھیل رہی تھی۔۔۔ اور بار بار اپنی امی کا چہرہ دیکھتی  
کھلکھلا اٹھتی وہیں روشال نے سامنے اپنے نواب کو دیکھتے ایک دم چہرے زاویے  
خطرناک حد تک بدلے تھے۔ اُسکا چہرہ لال ہوتا آگ کا گولہ بنا تھا کیونکہ سامنے  
ہی اُسکا شوہر اُس کا نواب جو اٹھ کر جانے ہی لگے تھے پر ایک دم نوال سے ٹکڑا  
تے ٹکڑا تے بچے تھے۔۔۔ پھر بھی نوال اپنے آپ کو سمجھالتی اپنے ہاتھ ان کے  
سینے پر رکھتی کھڑی ہوئی تھی اسی بیچ نواب عالیان کا ایک ہاتھ ہلکا سا نوال کی  
ویسٹ کو چھو گیا تھا۔۔۔ روشال کی تو جیسے دماغ کی رگیں ہی پھولی تھی دل اور  
دماغ میں جکڑ کے دھماکے سے ہوئے تھے۔۔۔ دل ہی دل میں بولی۔۔۔ پتہ نہیں  
اس نواب میں ایسی کونسی مقناطیس لگی ہے جو ہر لڑکی اور اس جیسی پھلجھڑیاں

جرمنی ریٹرنزان کی طرف ہی اٹریکٹ ہوتی پھرتی ہیں۔۔۔ یہ بولتی روشال بے  
دردی سے اپنا نچلا لب کاٹ گئی تھی۔۔۔ اور غصے جلن میں نور کو لیے چھوٹے ہال  
کی طرف بڑھ گئی تھی اسکو اب اپنے اس عاشق مزاج نواب کو دیکھنا ہی نہیں تھا  
۔۔۔ اس وقت روشال پوری ہی تپتی ہوئی تھی۔ ذرا دھیان سے چلا کرو۔۔۔ نواب  
عالیان بنا دیکھے نوال سے اپنے بھڑکتے اعصاب کو کنٹرول میں کرتے بول گئے  
تھے وہ عالیان اچلی !!! نوال جو اُن کو لبھانے والے انداز میں بولی۔۔۔ اپنی ادائیں  
دکھاتی۔۔۔ پر نواب عالیان نے ایک نظر بھی اُس پر نہ ڈالی تھی وہ اپنے دونوں ہاتھ  
پیچھے کرتے ایک دوسرے میں دبائے اپنی بھرپور مراد نہ وجاہت کے ساتھ  
کھڑے تھے۔۔۔ ایک دم سخت رعب دار لہجے میں نوال کو بولے۔۔۔ بھائی جان  
ہوں تمہارا رشتے میں تو لہذا رشتے کا احترام کرو۔۔۔ کیونکہ نواب عالیان بھی اُسکی  
اُن کو اچھا نہیں لگا تھا کوئی بھی نامحرم گہری نظر اپنے اوپر محسوس کر گئے تھے  
عورت اُن کو دیکھے۔۔۔ اُنہیں دیکھنے کا حق بس اُن کی شریک حیات کا تھا یعنی اُن کی  
نیلی آنکھوں والی چھوٹی معصوم بیگم کا !!!۔۔۔ پر۔۔۔ نوال کچھ بولتی !!! نواب عالیان  
علی خان اُسکی بات کو خاطر میں نہ لاتے اپنی شال جھٹکتے اپنی دمدار شخصیت کے

ساتھ مردان خانے کی طرف بڑھ گئے تھے کیونکہ وہاں کچھ دوست احباب ابھی  
بھی اُنکا انتظار کر رہے تھے۔

---

آپا!!! آپ لیں نہ اور۔۔ روشال جو مسکرا کر اپنی بہن کو بہت ہی پیار سے اور  
کھانے کا پوچھ رہی تھی۔۔ روشال اور آسیہ جو چھوٹے ہال میں ٹیبل پر بیٹھی تھیں  
اور اُنکے آگے ایک سے ایک لوازمات رکھے ہوئے تھے۔۔ جہاں روشال کی گود  
میں آراء تھی وہیں آسیہ نور کو لیے بیٹھی تھی۔ بس روشال اور نہیں کھائیں گے  
ہم!!! آسیہ بے پناہ محبت لیے اپنی چھوٹی بہن کو بولی۔۔ آپا آپ نے کون سا روز  
روز آنا ہے شاید ہم پھر سے آجائیں روشال!!! مطلب آپا!!! میری چھوٹی بہن  
ماشاء اللہ سے اللہ نے تمہارا نصیب اتنا اچھا لکھا ہے تمہارے نصیب میں اتنا اچھا  
شوہر بھیج کر روشال ایک دم آسیہ کو ٹوکتے بولی!!! زیادہ تعریفیں نہ کریں اُن کی  
کوئی اتنے بھی اچھے نہیں ہیں!!! روشال جو یہ سب بولنا نہیں چاہتی تھی وہ نوال  
کو اپنے نواب کے قریب دیکھ کر اور بلبلا اٹھی تھی۔ ارے ایسا نہیں ہے ایسے  
شوہر تو روشال قسمت والیوں کو ملتے ہیں۔۔ ایسی بھی کوئی بات نہیں آپا۔۔ روشا

ل اپنی ناک کے نیچے انگلی پھیرتی بولی !!! چھوٹی ہو تم روشال اس لیے ابھی سمجھ  
نہیں پار ہی ایسے مرد نعمت ہوتے ہیں جو شاید نصیب سے ہی ملتے ہیں شاید امی  
نے تمہارے لیے بہت دعا کی ہے۔ ایسا نہیں ہے آپ اب روشال ضدی ہوتے  
بولی تھی ابھی فلحال اُس کو نواب عالیان سے متعلق کچھ نہیں سننا تھا۔۔۔ جو بھی  
ہو روشال تمہارے شوہر کی بہترین سوچ والی باتیں باہر سنی ہیں جیسے وہ اپنی اولاد  
کے لیتے کھڑا تھا اس دنیا میں چند مرد ہی ہوتے ہیں جو اپنی بیٹیوں کے لیے زمانے  
کے آگے ڈھال بن کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔۔۔ روشال جواب چپ آسیہ کی  
باتیں سن رہی تھی۔۔۔ آسیہ نے اس کو حرف با حرف نواب عالیان کے الفاظ  
بتائیں جو انہوں نے باہر اپنی بیٹیوں کو لے کر اپنے خاندان کے آگے بولے۔۔۔  
پر وہ انہیں نا محسوس انداز میں صاف کر گئی تھی۔ روشال کی آنکھیں بھیگی تھیں  
اب بتاؤ ایسے مرد کتنے کم ہوتے ہیں ہم بھی پانچ بہنیں تھیں لیکن ہمارے ابوہر  
روز ہماری امی کو سیٹیاں پیدا کرنے پر طعنہ مارا کرتے تھے تب ہی تو ہماری امی  
اندر ہی اندر گھٹ گھٹ کر اپنی عمر سے پہلے ہی موت کی وادیوں میں چلی گئیں یہ  
سنتے دونوں بہنے بنا آواز اپنے آنسو چھلکا گئیں تھیں بتاؤ؟! ہیں نہ تمہارا مرد سب



سے الگ بس آپا!!! روشال جھنجلا اٹھی تھی۔ اُس سے مزید برداشت نہیں ہوا  
تھا کیونکہ اس ڈیڑھ سال میں وہ جس افیت سے گزری تھی کسی کی دوسری بیوی  
بن کر وہ بس وہ جانتی تھی سب کی نظر میں وہ مرد اُس کا شوہر بہت عالیشان تھا  
لیکن یہ وہی جانتی تھی کیسے اسی شوہر کی محبت پانے کے لیے وہ دن رات تڑپتی  
تھی کسی عورت کے لیے سب سے مشکل مرحلہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے شوہر کو  
دوسری عورت سے بانٹتی ہے وہ تو روز بانٹتی تھی۔۔ بیشک دوسری وہ خود تھی کسی  
اور کے اوپر سوتن بنا کر لائی گئی تھی وہ اپنی مرضی سے تو نہیں آئی تھی نہ خود اُس  
نے کبھی دعا میں بھولے سے بھی ایسا ہمسفر نہیں مانگا تھا جو پہلے سے ہی بنٹا ہو پر  
اُس کے نصیب میں ایسا ہی شخص آیا تھا جو اٹھ سال سے کسی کا تھا۔ وہی جانتی  
تھی اس ڈیڑھ سال میں اُسکے ذہنی توازن کا کتنا بُرا حال ہوا تھا۔ آپا مجھے کچھ نہیں  
سننا اور آپ کا بھی کیا قصور آپ کیا جانتی ہیں ان نوابوں کو اور ان کی عاشقی مزاج  
کو ابھی کل کوئی تیسری آئے گی یہ اُن کے ہو جائیں گے۔۔ میں تو محض ابھی بس  
اُنکی اولاد پیدا کرنے والی مشین اور ایک رد و بدل ہوں اُن کی زندگی میں۔۔ پہلی  
بھاگ گئی کسی کے ساتھ اب افسوس اُنہیں میرے ساتھ ہی اپنا کام چلانا ہے۔۔

وہ کیا بولتے ہیں اس رشتے کی سب سے اہم چیز مرد ذات کی طرف سے جسمانی تسکین۔۔۔ نیڈز!!!!!! روشال جو اپنے اندر کا غبار اس طرح نکال گئی تھی اپنی کے آگے یہ جانے بنا نواب عالیان جو اپنی روشال کو دیکھنے چھوٹے ہال بڑی بہن کی طرف آئے تھے جاننے کہ اُس نے صحیح طرح کھایا یا نہیں۔۔۔ یہ الفاظ سنتے رک گئے تھے جو اُنکے دل کے کسی کونے میں بہت ہی بری طرح لگے تھے ایک چوٹ کی طرح۔۔۔ نواب عالیان کی آنکھوں کے گوشے میں ہلکی سی نمی اُبھری تھی۔۔۔ پر اگلے ہی سیکنڈ وہ اُس نمی کو پرے د کھیل گئے تھے ہنستے ہوئے۔۔۔ کوئی نہیں عالیان ابھی چھوٹی ہے یہ کچھ بھی بولتی ہے۔۔۔ ویسے بھی ابھی ناراض ہیں اُنکا اس طرح بولنا بالکل جائز ہے۔۔۔ پر پھر بھی یہ الفاظ کہیں نہ کہیں پیوست ہو گئے تھے۔۔۔ اب یہ ہلکا پھلکا غم نواب عالیان نے سگریٹ پھونک کر ہی کم کرنا تھا۔۔۔ اس لیے وہ ڈیرہ کی طرف بڑھ گئے تھے۔۔۔

---

اتنے میں سکینہ آئی چھوٹے ہال میں۔۔۔ روشال بی بی وہ آپکے بابا باہر حویلی کے آپکا انتظار کر رہے ہیں اور آسیہ بی بی آپ کو بلا یا جا رہا ہے کیونکہ نواب صاحب کی

گاڑی تیار ہے جس نے آپکو اور آپکے بابا کو واپس گاؤں چھوڑنے جانا ہے جی ہم آتے ہیں آسیہ یہ بولتی اپنی ہی سوچو میں گم روشال کی جانب بڑھی۔۔ چلو روشال ابو سے بھی مل لو۔۔ نہیں مجھے نہیں ملنا۔۔ جب دل نے اجازت دی تب مل لوں گی آپ خیریت سے جائیں آپا۔۔ اپنی بہن کے گلے لگتی اُس سے آراء کو لیتی بامشکل لہنگے میں اپنے اوپر کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔ رات کا ایک بج رہا تھا۔۔ روشال جو ابھی بھی لہنگے میں بیٹھی نواب عالیان کا انتظار کر رہی تھی۔۔ دونوں بچیوں کو وہ فیڈ کروا کر کرب میں سلا گئی تھی۔۔ اب اُس کی غصے سے لال آنکھیں سامنے گھڑی پر تھیں۔ بولا تھا انتظار کرنا جب تک میں نہیں آ جاؤں اب جب میں انتظار کر رہی ہوں تو انکا کوئی اتنا پتہ نہیں ہے مجھے چلیج مت کرنا سنی ہی نہیں چاہیے تھی۔۔ اُٹھ روشال اس بھاری لہنگے کو اپنے جسم سے آزاد کر۔۔ کوئی نئی نویلی دلہن تھوڑی ہوں میں جو سیج پر بیٹھ کر اپنے عاشق شوہر کا انتظار کروں برہم ہوتی روشال خود سے ہی گویا تھی اور وہ نواب عالیان کا سارا غصہ اپنے نچلے ہونٹ کو بار بار کاٹ کر نکال رہی تھی۔۔ آئیں ذرا ان کو تو میں بتا تی ہوں۔۔ ضرور حویلی کے کسی کونے میں اُس جرمنی سے آئی ماڈرن پھلجھڑی

سے ٹکڑاتے پھر رہے ہوں گے۔۔ یہ بولتے بھی روشال کا جلن سے خون کھول اٹھا تھا۔۔ دل کیا تھا اُس نوال کی بچی کو بالوں سے پکڑ کر اس حویلی سے نکال کر چلتا کرے روشال اب جلتی بھونتی بس صوفہ پر بیٹھی پہلو پر پہلو بدل رہی تھی جہاں نواب عالیان سے ناراضگی بھی بہت تھی وہیں یہ فکر کھائے جا رہی تھی کہیں نیچے وہ نوال تو اُنکے پاس گھومتی نہیں پھر رہی نا۔

نواب عالیان جو کتنی ہی دیر سے اپنے کچھ خاص دوست سے بات کرتے ڈیرہ پر سگریٹ پھونک رہے تھے کیونکہ حویلی کے اندر خاص کر کمرے میں اب وہ سگریٹ نوشی نہیں کرتے تھے کیونکہ اب وہ صرف ایک شوہر ہی نہیں بچیوں کے باپ بھی تھے اپنی بچیوں کے سامنے وہ ایسی کوئی حرکت سرانجام نہیں دے سکتے تھے۔ نواب عالیان علی خان جو اپنی گھنی بیڑ ڈپر ہاتھ پھیرتے اضطرابی کیفیت میں اپنی پیاری سی بیگم کے کمرے کی طرف بڑھ رہے تھے شٹ کیسے بھول گیا بیگم کو تو میں نے کہا تھا ایک بجے پورے میرا انتظار کرے گا اور لباس بالکل بھی تبدیل نہیں کرنا۔ پر وہ جانتے تھے آجکل جتنی اُن کی چھوٹی سی بیوی روٹھی ہوئی تھی وہ ضرور اُنکی فریاد کو ان سنا کرتی اپنا لہنگا تبدیل کر دی ہوگی لیکن

دل کے کسی کونے میں یہ احساس تھا کہ وہ ضرور اُنکا انتظار کر رہی ہو گی کیونکہ اس معصوم سی لڑکی کی فرما برداری سے تو نواب عالیان کو عشق ہوا تھا۔

عالیان خان اپنی گھنی بیڑ ڈپر ہاتھ پھیرتے اپنے کمرے کا دروازہ اندر کی طرف دھکیلتے اندر آئے تھے جہاں سامنے ہی صوفہ پر اُن کی معصوم سی بیوی ابھی بھی اُسی گرین ریڈ مکس لہنگے میں بیٹھی شاید انتظار کر رہی تھی۔ روشال جو ایک ہاتھ اپنے سر کے نیچے رکھتی تھکاوٹ سے چور صوفہ کے ہینڈل کے ساتھ ٹیک لگا کر آنکھیں بند کئے بیٹھی تھی۔۔۔ پر اپنے شوہر اپنے نواب کی خاص پرفیوم کی تیز

خوشبو محسوس کرتے ہی روشال کی آنکھیں کھلی تھیں اور اگلے گی لمحے وہ چہرے پر بے پناہ غصہ لیے پاس پڑا ٹیبل پر واس اٹھا کر سامنے پھینک گئی تھی۔۔۔ جس پر

نواب عالیان بامشکل بچتے ہوئے دوسری طرف ہوئے تھے۔۔۔ روشال نے اُن کو بچتا دیکھ ابھی بھی شدید غصے میں اٹھتے ڈریسنگ ٹیبل کی طرف بڑھتے ایک ایک اُنکی پرفیوم، باڈی سپرے کی بوتلیں اٹھا اٹھا کر اُن کی طرف پھینکی تھیں۔۔۔

جس سے نواب عالیان علی خان حیرانگی کے تاثرات لیے کبھی اپنے آپ کو اُن بوتلوں کے نشانے سے بچاتے اپنا سر جھکالیتے تو کبھی تیزی سے یہاں وہاں

ہوتے اپنا بچاؤ کر رہے تھے۔۔ اپنی سچی سنوری بیوی کا شیر نیوں والا روپ دیکھتے ہوئے پہلی بار جو اپنی گڑیا کا ایسا روپ دیکھ رہے تھے۔

پر یہی روپ اُنکے دل کی پھر سے دوارے ہلا گیا تھا۔ اُنکا دل زور زور سے دل کی ہی دیواروں سے پٹکتا باہر نکلنے کو بے تاب تھا کیونکہ اُنکی روشال ویسے بھی آج اس دلہن کے روپ میں پھر سے اُن کو اپنا گھائل کر گئی تھی۔ آخر نواب عالیان اپنا بچاؤ کرتے ہوئے اپنی جان پر کھیلتے ہوئے ایک ہی جست میں تیز تیز قدم اٹھا کے اُس تک پہنچتے نازک کمر میں ہاتھ ڈال کے اپنی طرف کھینچتے اُسکے ہاتھ میں پکڑی شیشے کی بوتل کو پکڑ پھر سے ڈریسنگ ٹیبل پر رکھ گئے تھے۔ چھوڑیں مجھے !!! ابھی بھی کیوں آئیں ہیں !!! صبح آتے جب میں واقعی آپکا انتظار کرتے کرتے پاگل ہوتی تھک کر سو جاتی۔۔ ایسا ہی کرتے ہیں آپ نواب صاحب !!! روشال شدید غصے میں پتی اپنے پیٹ پر بندھے اُنکے ہاتھوں پر اپنے ناخن گاڑھ چکی تھی۔۔ روشال کی خالصتاً بیویوں والی ڈانٹ پر نواب عالیان علی خان کے ہونٹوں کو مسکراہٹ نے چھوا تھا۔۔ مجھے نہیں پتہ تھا میری بیگم مجھ سے ملنے کے لیے اتنا ٹرپ رہی تھیں !!! خیریت بیگم اب نواب عالیان اپنی معصوم بیوی کو

جان بوجھ کر تنگ کرتے اپنے چہرے پر حیرانگی کے تاثرات سجائے بولے تھے  
۔۔ جس پر روشال کو اور زیادہ غصہ آیا تھا ضرور اُسکا عاشق مزاج نواب نیچے  
لڑکیوں کے جھرمٹ سے ہو کر آ رہا تھا اب تو لائنسنس تھے اُنکے پاس کیونکہ اب  
اُن کی امی اور بی جان اتیسری چوتھی شادیاں کروانے کے چکر میں جو تھیں دل ہی  
دل میں روشال نے اپنے رب سے شکوہ کیا تھا آخر کیوں اُسکے نصیب میں یہ  
شادی شدہ نواب لکھا لکھا تو لکھا لیکن اس نواب سے محبت کیوں ہونے دی۔ اب  
روشال اپنا رخ اُنکی طرف سے موڑتے غصے سے اُنکے سینے پر اپنے مکے برسائے  
تھے۔۔ جو ایک تو پورا آدھا گھنٹہ لیٹ آئے تھے۔۔ اور اب بھی آکر اُسی کو پکڑ  
پکڑ کر تنگ کر رہے تھے۔۔ نواب عالیان نے اسکی اداؤں پر اسے جان وارنے  
والے انداز میں دیکھتے روشال کی دونوں خوبصورت دودھیا کلائیوں کو پیار سے  
تھامتے ہوئے اپنا لمس دیا تھا۔ روشال ایک دم اُنکے ہاتھ سے اپنے ہاتھ چھڑوا کر  
بولی۔۔ دیکھ لیانہ آپ نے مجھے۔۔۔ بس اب چھوڑیں مجھے۔۔ روشال اُنکے پیار  
جتانے پر چڑھتی ہوئی بولی تھی جس پر نواب عالیان علی خان نے ایک دم اسے  
اپنی طرف کھینچتے اپنے سینے میں بھینچے اُسکی نازک کمر کو سہلایا تھا۔۔

تاکہ اپنی بیگم کا کچھ غصہ کم کر سکیں۔۔۔ پر نواب عالیان کو روشمال کا یہ خالص بیویوں والا انداز بہت اچھا لگ رہا تھا کتنے مہینوں بعد وہ اُن سے ایسے روٹھ رہی تھی اور صحیح میں اُنکی بیوی اُنکا انتظار کر رہی تھی نواب عالیان بے خودی میں اُس کو اپنے بے حد قریب کرتے اُسکے کان پر جھکتے گھمبیر آواز میں سرگوشی کرتے شکوہ کر گئے تھے۔۔۔ آپکا بیگم آج بیوہ ہونے کا ارادہ تھا کیا!!!!!! جس پر روشمال کی جیسے جان نکلی سی تھی وہ تو خواب میں بھی کبھی اپنے نواب عالیان کو لے کر ایسا نہیں سوچ سکتی تھی اتنی ناراضگی دل ٹوٹنے پر بھی وہ ہر دعا میں اپنے سہاگ کی لمبی عمر مانگتی تھی۔۔۔ اپنے شوہر سے لاکھ شکوے پر اصل میں سامنے کھڑا مرد اُسکے سر کا تاج اور اُسکی بچیوں کا باپ اور اُنکا سایہ تھا جس پر روشمال فوراً سے دہلتے دل کے ساتھ اُنکے سینے سے سراٹھاتے آنکھوں میں دیکھا تھا جو اُس سے شرارت کرنے کے چکر میں کتنی غلط بات بول چکے تھے۔ اُنکے منہ سے ایسی بات سن کر روشمال کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری تھیں وہ روتی سسکتی اُنکے سینے پر زور زور سے مارتی اُن سے دور ہوئی تھی۔



ارے میری پیاری بیگم کیا ہوا!!! نواب عالیان جو اپنی بیوی کے اس طرح  
رونے پر اُس کو اپنی باہوں میں بھر چکے تھے آپ واقعی میں دماغ سے بوڑھے  
نواب ہیں عمر سے تو ہے ہی۔۔۔۔۔!! ایسا بول بھی کیسے سکتے ہیں آپ میرا تو  
چھوڑے اپنی بیٹیوں کے سر پرست تو بن کر رہیں آپ خبردار جو آپ نے آئندہ  
کوئی ایسی گھٹیا بے فضول بکواس کی ہو تو!!!!!! روشال اُن کی باہوں سے نکلنے کی  
کوشش کرتے شیرنی کی طرح دھاری تھی۔ صاف صاف بولیں بیگم آپ تڑپ  
گئی کیونکہ آپ آج بھی اپنے نواب سے ویسا ہی پیار کرتی ہیں۔۔۔ روشال کے  
قریب ہوتے اُسکے آنسو چن گئے تھے۔ کوئی پیار نہیں کرتی میں آپ سے ہاں  
اپنی بیٹیوں کے باپ کی فکر ضرور کرتی ہوں۔۔۔ وہ نواب عالیان کے چہرے کو  
خود سے دور کرنے کی ناکام کوشش کرتی بھرائی آواز میں بولی تھی۔ اُنکی ایسی  
بات سیدھا دل پر لگی تھی۔ ایک دم نواب عالیان علی خان روشال کو بہت ہی  
گہری بے باک نظروں سے دیکھتے اپنا آپ بے باکی سے اُس کے ساتھ لگاتے  
اُسکے خوبصورت چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے اُسکے ماتھے پر  
شدت سے اپنے ہونٹ رکھ کر اُسکی ناک میں پہنی ہیرے کی لونگ پر اپنا لب

رکھتے بولے آج آپ سچی میں نئی نویلی میری دلہن لگ رہی ہیں اور یہ لونگ  
--- کیا بات ہے بیگم !!! صرف ایسی لونگ پہن کر بھی آپ میرے جذبات  
میں آگ لگا دیتی ہیں روشال جو کہیں نہ کہیں سرخ پڑھتے اپنی نظریں جھکا گئی  
تھی کیونکہ نواب عالیان اتنے قریب تھے اُن کے جسم کی بدلتی تبدیلیاں روشال  
کو بھرپور محسوس ہو رہی تھیں۔۔ آئی ایم سوری بیگم۔۔۔ !!! میں نے دیر سے  
آکر اپنی چھوٹی سی کیوٹ بیوی کو غصہ دلا دیا۔

نواب عالیان روشال کی سرخ ناک پیار سے چومتے اپنی غلطی مانتے ہوئے بولے  
تھے۔ کہاں تھے آپ۔۔ کہاں دیر کردی ضرور کسی نئی آئی پھلجھڑی سے ٹکراتے  
اُس کو تھامتے گم ہو گئے ہوں گے۔ روشال اپنے اندر کی جلن کیوٹ انداز میں  
اپنے دانت پر دانت پیستے نکالتے ہوئے بولی تھی۔ نواب عالیان جو منہ کھولے  
اپنی بیوی کی جیلیسی سن رہے تھے آخر وہ کیا بات کر رہی تھی وہ سوچتے سمجھتے  
نواب عالیان اندر ہی اندر اپنی معصوم بیوی کی جیلیسی پر مسکرائے تھے۔ اس نیلی  
آنکھوں والی افسر کو کیا معلوم تھا اب یہ نواب بس اُس کا تھا وہ غلطی سے بھی کسی  
کا نہیں ہو سکتا تھا کسی کا بھی نہیں !!! روشال جو انکو اس بات پر مسکراتا دیکھ اور

پاگل ہوئی تھی اب وہ بے دردی سے اُن کو پیچھے کرتی جانے لگی ڈریسنگ روم کی طرف۔۔ ایک دم نواب عالیان آگے ہوتے کلائی سے پکڑ گئے تھے۔۔ روشال نے آنکھیں دیکھائی تھیں۔۔ کہاں بیگم!!!! جانے دیں مجھے اب میں تھک گئی۔۔ دیکھ لیا نہ۔۔ اب بس آخر روشال جھوٹ موٹ کی جمائی لیتی بولی جس پر نواب عالیان نے اُس کو آنکھیں دیکھاتے کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنی گود میں اٹھایا تھا۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں نیچے اتاریں مجھے!!! روشال دبی آواز میں بولی تھی۔۔ اُس کو آخر خیال آیا تھا اُسکی سیٹیاں سورہی تھیں لیکن کچھ دیر پہلے اُن کو اٹھانے میں اُس نے کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی پرفیوم کی بوتلیں توڑتے وقت۔۔۔ لیکن مجال ہے اُسکی شہزادیاں اٹھی ہوں صحیح میں اپنے باپ پر گئی ہیں دل ہی دل میں بولی۔۔!! کیونکہ نواب عالیان بھی جب سوتے تھے تو گہری نیند ہی سوتے تھے اسلیے روشال کو رات کے وقت کم ہی تنگ کرتی تھی وہ پر اُنکا باپ وہ کمی پوری کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

تھک گئی ہوں میں اتاریں مجھے نیچے کمر ٹوٹ جائے گی آپکی جوان نہیں ہیں آپ اچھے خاصے بڑھے ہو گئے ہیں اب آپ پر شوبہ نہیں دیتا مجھے گود میں لیے

پھرے۔۔۔!!! پردل میں روشال اپنے وزن پر جو بچوں کے بعد تھوڑا بڑھ گیا تھا اُسکی وجہ سے پریشان تھی پردل کی بات زبان پر لانے میں شرم محسوس ہو رہی تھی کوئی نہیں بیگم۔۔۔!!! میں آپکی تھکن اُتار دیتا ہوں۔۔۔ یہ بولتے بے باک بیشرم نظروں سے دیکھتے روشال کو اُٹھائے بیڈ کی طرف بڑھتے اُس کو احتیاط سے بیڈ پر لٹھا گئے تھے۔ روشال جو شرم حیا کو اندر ہی اندر کنٹرول کرتی اُن کو غصے اور الجھن بھری آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔ نواب عالیان جو جھکتے روشال کے خوب صورت پاؤں کو ہیل کی قید سے آزاد کرتے اُسکی تھا۔ نیز پر ہاتھ رکھتے بولے۔۔۔ اچھی طرح یہ تھکن اپنے اندر لے لوں گا بیگم۔۔۔!!! پھر تھکن نہیں بس میٹھا میٹھا درد ہو گا۔۔۔ اتنی بے باکی پر روشال نے تھوک نگلتے ہوئے نواب عالیان کو دیکھا تھا۔۔۔ جن کا شاید رومانٹک موڈ آن ہو چکا تھا۔ ناول:

روشال نے تھوک نگلا تھا حلق میں نواب عالیان علی خان کی خمار آلود آنکھوں اور اُنکے چھونے کے انداز سے ہی اُس کو پتہ لگ رہا تھا آج وہ زور زبردستی اپنا حق

لے کر رہیں گے۔۔۔ سنیں دیکھیں!!! روشال جو ایک دم اُن کے احصار سے نکلنے ہی لگی تھی اٹھ کر ہلکا سا۔۔ ایک دم نواب عالیان روشال کو اُس کے پاؤں سے کھینچ کر اپنے نیچے کرتے تقریباً اُسکے آدھے اوپر آئے تھے بس بیگم زیادہ ہلکی مت اگر غلطی ولتی سے آپکا کچھ میری ایسی جگہ کو چھو گیا تو شاید ہی میں ابھی کے ابھی آپکو سکون دیے بنا آپکے تن بدن میں گھل جاؤں۔۔ بے باکی سے بولتے نواب عالیان علی خان اُس کے لہنگا چولی کے بھاری کام دار دوپٹہ کو پنز سے آزاد کرتے ہوئے دوپٹے کو دور پھینکتے ہوئے اُسکے بالوں میں اپنا چہرہ چھپاتے ایک ہاتھ بے باکی سے ا۔ حساس حصے کو چھوتے اُسکی گردن پر اپنے آگ جیسے لب رکھے تھے نواب۔۔۔ صا۔۔ ابھی بولتی ہی روشال نواب عالیان اپنے لبوں کا گھیل لمس اوپر سے نیچے دیتے ہوئے اُسکے پاؤں کے پاس آئے تھے۔

پیارے بیگم ہیل اُتار کے کچھ دیر آرام کر لیتی آپکا ہی فنکشن تھا کوئی آپ مہمان تھوڑی یہاں پر آپ تو اس حویلی کی اکلوتی بیگم ہیں!!!! یہ بولتے نواب عالیان اُسکے دودھیا سفید پیروں پر زیادہ دیر ہیل پہننے کی وجہ سے اس کے پاؤں پر موجود سرخ نشان دیکھتے فکر مندی سے بولے تھے۔ آپ میرے پاؤں تو چھوڑیں۔۔

نواب۔۔۔ صا۔۔۔!!!! روشال کا دل اندر ہی اندر شدت سے ٹکڑا رہا تھا نواب  
عالیان کے نرم گرم لب اپنے پاؤں پر محسوس کرتے۔ چھوڑیں نواب  
صاحب۔۔۔ جائیں نیچے جائیں بہت سے نئی نئی پھلجھڑیاں آئی ہیں آپکے لیے  
اس حویلی میں پھر میں اکلوتی نہیں کسی اور کے اوپر ضرور بڑی بیگم بن جاؤں گی  
۔۔ پھر کچھ دن بعد آپ اُسکے نام کی مالا چپے گئیں۔۔ روشال کو نیچے ہال کا سین یاد  
آیا تھا جب نوال نواب عالیان سے ٹکرائی تھی نواب عالیان جو روشال کے پاؤں  
میں گم تھے اُسکے لہجے میں عجب سی جلن جیلیسی محسوس کرتے گہرا مسکرائے تھے  
۔ وہ ساری عمر اپنی معصوم بیگم سے یہ طعنہ سن کر گزار سکتے تھے لیکن اپنی روشا  
ل کے بنا ایک پل نہیں اتنی شدت سے اپنی پیاری سی بیگم سے عمر کے اس حصے  
میں عشق کر بیٹھے تھے اس عمر کا عشق واقعی ہی جان لیوا ہوتا ہے۔  
نواب عالیان اپنی روشال کی جیلیسی اگنور کرتے شدت سے اُسکے پاؤں پھر سے  
چومتے اوپر ہوتے اُسکے اوپر سایہ فگن ہوتے اُسکے لبوں کو اپنے ہونٹوں میں دبوچ  
چکے تھے اُس کے منہ سے نواب صاحب سن کر ویسے ہی نواب عالیان پاگل  
ہوئے تھے اپنی بیوی کے منہ سے نواب جی منظور تھا پرنواب صاحب

نہیں!!!! نواب عالیان نے شدت سے اُسکی سانسیں اپنے سینے میں انڈیتے ا  
نازک کمر میں ہاتھ ڈال کے اُسے تھوڑا سا اوپر اٹھاتے ہوئے لہنگے کا اوپری پردہ  
پچھے سے ز۔ پ کھسکا کر نیچے کرنا چاہتا تھا۔ جس پر روشال کی نیلی آنکھیں پھیلی  
تھیں۔

وہ اپنی نازک مٹھیوں سے اُنکی قمیض کا کالر جکڑ گئی تھی اُسکے ہونٹوں کا شدت بھرا  
بوسا لینے کے بعد نواب عالیان نے سائڈ ٹیبل پر پڑا گلاب کا پھول اٹھا کر اُسکے نرم  
ملائم سرخ عارض پر لگایا تھا اپنی مخمور نگاہیں اُس پر گاڑھے ہوئے۔ روشال جو تپتی  
تھی یہ نواب تو اُس کے ساتھ فری ہی ہو بیٹھے تھے ذرا سا کیا اُس نے اُن کا انتظار کر  
لیا دیکھیں یہ چھجوری حرکتیں نہیں کریں پلز ہٹیں میرے اوپر سے۔۔۔ روشال  
ان کے مضبوط چٹانی کندھوں پر اپنے نازک چھوٹے ہاتھ مارتی بولی تھی۔

نہیں ہٹوں گا بیگم آپ کے اوپر سے کیا کر لیں گی آپ!!!! اپنی ناک اُس کی چھوٹی  
کیوٹ سی ناک سے سہلائی تھی۔ لگتا ہے آپ ہر دوسری لڑکی کو ایسا ہی بولتے  
ہیں نواب صاحب!!!! خاص کر نواب صاحب پر زور دیا تھا روشال نے اپنے  
دانت پیستے۔۔ وہ بھول ہی نہیں پار ہی تھی کیسے وہ نوال اُس کے نواب جی کو چھو

بھی گئی۔۔ غصے جیسی سے لال ہوئی تھی روشال۔۔ آہستہ بولیں بیگم ہماری  
بیٹیاں اٹھ نہ جائیں۔۔ میں نہیں چاہتا میری بڑی گڑیا کی وجہ سے دو چھوٹی گڑیا  
اٹھیں۔۔ مجھے اپنا کوالیٹی ٹائم اپنی پیاری بیگم کے ساتھ سپونل نہیں کرنا۔ یہ  
بولتے روشال کی گردن کو گھیرا کر گئے تھے۔۔ روشال نواب عالیان اس انداز  
پر اپنی آنکھیں میچ گئی تھی اور کیا بولا آپ نے میں ہر دوسری لڑکی سے ایسی گفتگو  
کرتا ہوں پھر تو آپ اپنے نواب کو صحیح طرح جان ہی نہیں پائیں آپکا نواب بس  
کے میرے زندگی میں آنے کے بعد یہ حق حلال پر عقیدہ رکھتا ہے اور آپ  
نواب مزید اس قابل نہیں رہا وہ کسی اور کو اپنی زندگی میں شامل کرنے کا گناہ کر  
سکے آپ نے مجھے اور میرے وجود کو اس قابل ہی نہیں چھوڑا آپکو دیکھتے ہی  
میرے جوان جذبات پوری شد و مد سے سراٹھاتے ہیں بیگم۔ یہ بولتے نواب  
عالیان اُس کی بیچ کی گھر۔ ائی کی لائن پر اپنے سلگتے لب رکھ گئے تھے۔۔ روشال  
سکی تھی۔۔ جھوٹ سب جھوٹ۔۔ کل ہی آپ کو کوئی نئی مل جائے اپنے  
وارث کے لیے آپ اُسکے بھی ہو جائیں گے۔۔ میں ابھی بس آپکی زندگی میں  
آپکی پہلی کے جانے کے بعد بس ریپلیسمنٹ کا ہی تورول ادا کر رہی ہوں۔۔ یہ



بولتی روشال اُنکے بھاری وجود کے نیچے دبے اپنے چہرے کا رخ موڑ گئی تھی  
دوسری طرف شدید غصے میں نمی آنکھوں میں لیے۔ نواب عالیان کچھ پل اُس کو  
دیکھتے رہے آخر مسکرا کر ضبط کی انتہا پر بولے۔ آپ کوئی رپلیسمنٹ نہیں ہیں  
ل آپکا اپنا ایک وجود ہے ایک الگ مقام ہے۔۔ یہ بولتے میری زندگی میں روشا  
روشال کا روٹھا ہوا چہرہ شدت سے اپنے ہاتھوں کے گوشوں میں بھرا تھا بڑے  
پیار اور عقیدت سے۔

روشال جسکی بھیگی آنکھیں نواب عالیان کی سرخ نم اور مخمور آنکھوں میں گر گئی  
تھیں۔ معافی کا طلبگار ہوں بیگم آپ سے بہت سہا ہے آپ نے میری وجہ سے  
میں نے بہت دکھ دیے آپ کو میں ایک اچھا شوہر کیا ایک اچھا نواب بھی نہیں  
بن پایا۔۔ میری سرپرستی میں آئی ہوئی عورت اتنا کچھ سہتی رہیں وہ بھی اُس  
عورت کی وجہ سے نجس نے میرے نام میرے مان میرے خاندان کی عزت کی  
دھجیاں اوڑھا کر رکھ دیں۔۔ خیر اپنے آنسو پیچھے دھکیلتے بولے تھے روشال جو  
اب خاموش اُن کے الفاظوں کو سن رہی تھی جس میں سچائی تڑپ اور بے بسی  
صاف صاف دکھ رہی تھی۔ لیکن فلحال وہ اس نواب پر بھروسہ نہیں کر سکتی تھی

جس نے شاید خود ہی اُس کو اس دہرائے پر پہنچا دیا تھا جہاں روشال کو ہر رشتہء  
مطلبی لگ رہا تھا۔ اُس کو ایسا لگ رہا تھا جیسے اب اُن کی وہ پیاری بیوی نہیں رہی تو  
وہ اُسکے پاس آگئے کل کو اگر اُن کی امی نے پھر وارث کے لیے اُنہیں شادی کا زور  
دیا تو وہ پھر روشال کو بیچ مچدار میں چھوڑ جائیں گے بیگم !!! نواب عالیان اب  
روشال کی بھگی پلکوں کی نمی اپنے اندر اُتارتے بولے۔۔۔ بہت چاہتے ہیں ہم آپکو  
آپ کوئی عام نہیں اس عمر کا عشق ہیں اپنے عالیان کا کہتے ہیں نہ اس عمر کا عشق  
محبت آپ کو کہیں کا نہیں چھوڑتا میں بھی کہیں کا نہیں رہا بیگم آپ کا عالیان واقعی  
آپ کی محبت کو اُس پل اپنے گلٹ میں دھتکار کر خدا کے آگے ایک مجرم بن گیا  
تب ہی رب نے آپ کی محبت نہیں آپ کا عشق اس سینے میں ڈال دیا۔۔۔ اب تو ایسا  
لگتا ہے اگر آپ بھولے سے بھی مجھ سے الگ ہوئی وہ دن آپ کے نواب کا آخری  
دن ہوگا۔

بہت محبت کرتا ہوں آپ سے میری محبت کو قبول کر کے مجھے میری غلطیوں پر  
معاف کر کے مجھے اپنی آغوش میں لے لیں بیگم !!! روشال جو کچھ پل خاموشی  
سے اُن کو دیکھتی رہی آخر تلخی سے بولی۔۔۔ آئی ہیٹ یو نواب صاحب آئی ہیٹ

یو!! یہ روشال آپکی اب نہیں بنے گی آسانی سے اب آپکی باتوں میں نہیں آئے گی یہ بولتے روشال اپنی چوڑیوں سے سچے ہاتھوں سے نواب عالیان کے سینے کو مارنے لگی۔۔۔ پر نواب عالیان زخمی سا مسکرا کر روشال کے چوڑیوں اور مہندی سے سچے ہاتھوں کو اپنی مضبوط سخت ہاتھوں کی گرفت میں پکڑ گئے تھے۔

چھوڑیں مجھے!!! زبردستی آپ میرے ساتھ کچھ نہیں کر سکتے سنا آپ نے۔۔۔ روشال جتنا ہوسکا اپنی چھوٹی سی جان کے حساب سے نواب عالیان کے چہرے پر ہی چیخ کر بولی تھی نہیں چھوڑوں گا کیا کر لیں گی آپ۔۔۔ یہ بولتے نواب عالیان علی خان روشال کے اوپر پی پر۔ دے کو دونوں کندھوں سے تھوڑا سر کا کر وہاں اپنی ز۔ بان سے چھو گئے تھے۔۔۔ روشال جس نے سسکتے تڑپتے اپنی آنکھیں میچ کر کھولی تھیں چھوڑیں نواب صاحب آپ ایسا نہیں کر سکتے۔۔۔ آخر نواب عالیان بے خود ہوتے روشال کی پنکھڑیوں کو ایک بار پھر اپنے لبوں میں دبا کر خود کو اچھی طرح سیراب کرتے بولے۔ نواب نہیں روشال آپ عالیان بولیں مجھے آپکے ان میٹھے ہونٹوں اور زبان سے میں عالیان سننے کا خواہش مند ہوں۔ پھر سے روشال کی پیشانی کو اپنی گھلے لمس کی حدت دے گئے تھے میں کوئی نہیں

بھی اس عشق م پاگل بولنے والی سنا آپ نے گر بڑا کر بولی روشال وہ بھول کر  
نواب کو عالیاں سے نہیں پکار سکتی تھی۔۔ جانتی تھی جس دن اُس نے مقابل کو  
اُس کے نام سے پکارا وہ خود شرم حیا سے سرخ پڑتی زمین کا حصہ بن جائے گی۔۔  
یہ سوچتے بھی روشال کے خوبصورت دودھیاءارض سرخ انار ہوئے تھے۔۔ وہ  
اپنی شرم نہیں چھپا پار ہی تھی۔

نواب عالیاں اب اپنی گھنی بیڑ ڈ روشال کی گردن پر رگڑتے بولے۔۔۔ شرما  
لیں ابھی پر جلد ہی میں بھی آپ کو اپنا نام بلوا کر رہوں گا۔۔۔ روشال کے  
چاروں طبق نواب عالیاں کی پخی بے باک جسا۔ رت سے روشن ہوئے تھے۔  
اب نواب عالیاں نے روشال کے بھک شرم سے اوڑھے چہرے کو دیکھ کر نرمی  
سے اُسکے نچلے ہونٹ کو کاٹتے ہوئے اُسکا رخ موڑا تھا۔۔۔ نواب۔۔۔ جی۔۔۔ آخر  
روشال کے منہ سے اُسکا میٹھا نواب جی نکل ہی گیا تھا نواب عالیاں نے سنتے فوراً  
سے آنکھیں بند کرتے سکون کا سانس خارج کرتے روشال کی دودھیاء سفید کمر  
دیکھی تھی جو اُنکی مخمور آنکھوں کے لیے واضح چمک رہی تھی اب بنا دیر کیے اُسکی  
کمر پر جھکتے اپنی شدتوں کے نشان رقم کرنا شروع ہو چکے تھے نواب عالیاں نا

۔۔۔ وا۔۔۔ ب۔۔۔ جی۔۔۔ روشال نے تڑپتے ہوئے اُنکی شدت پر بیڈ شیٹ کو اپنی  
مٹھیوں میں دبوچے پُکارا تھا اپنی بھاری سانسوں کے ساتھ۔۔۔ نواب عالیان نے  
کمر کو اپنی شدت کے رنگ سے سجا کر رکھ دیا تھا اور اس بیچ کمرے میں دونوں کی  
معنی خیز آوازوں کا رقص چل رہا تھا۔

روشال جو سسکیاں لیتی کان کی لوت تک سرخ پڑی ہوئی تھی۔ جسم کا سارا خون چہرے پر سمٹ آیا تھا۔ آخر روشال سے اب اور نہیں ہو رہا تھا وہ بہت ہمت کرتے اپنا رخ مورتی فوراً سے نواب عالیان کے کشادہ سینے میں چھپ گئی تھی کیونکہ اوپری نازک پر۔ دے تقریباً آدھے ادھورے ہی اُسکی گہرا یوں پر تھے۔۔۔ نواب عالیان جو مسکراتے اور زیادہ اس کو اپنے سینے میں بھرتے بے باکی سے اپنے ہاتھوں کی گردش دیکھانے لگے۔ روشال کی دھڑ۔ کنوں کو اپنے سینے میں بجتے محسوس کر کے نواب عالیان نم آنکھوں سے گہرا مسکرائے تھے۔ کیونکہ وہ جانتے سے مرد کی پسندیدہ عورت ناز نخرے اور ناراضگی دیکھاتی ہے کیونکہ وہ جانتی ہے اُسکا مرد اُسکی ناز کی اُسکا ضدی انداز سہتے اُس کو اپنے پیار سے ہی نوازے

نواب عالیان خان نے اسے خود سے تھوڑا پیچھے کرتے روشال کے مخملی کندن  
سراپے پر اپنی نظریں جمائی تھیں اُسکے کندھے سے کھسکتا آدھا دھور اپر۔ دہ اور  
اُس پر تضاد اُسکے خوبصورت بھاری نشیب و فراز دیکھتے عالیان خان نے جھکتے  
ہوئے وہاں اپنے لمس کی چھاپ چھوڑتے وہاں اپنی جنون خیزیاں بکھیری  
تھیں۔۔ اور پھر اُسکی ملائم دودھ جیسی گردن میں اپنا چہرہ گھسیرا تھا۔۔ روشال  
نے تھوک نگلتے اُنکی سیاہ چادر کو گلے سے اپنی مٹھیوں میں دبوچا تھا چھوڑیں۔۔  
مجھے۔۔ نواب جی!!! اس عمر میں بھی توبہ توبہ آپکی شدتیں روشال نے اُنکا دل  
جلانا چاہا تھا اپنے الفاظوں سے۔ اپنی گہرائیوں پر نواب عالیان کے سفید موتیوں  
کا بڑھتا دباؤ محسوس کرتے تڑپتے کرہٹ لہجے میں بولی نواب عالیان جو اُسکی  
گہر۔ ایوں میں گم تھے کہیں نہ کہیں اپنی پیاری بیگم کے الفاظ دل پر لگ رہے تھے  
الفاظوں کا ذمہ دار سمجھ کر پھر بھی مسکرا گئے تھے۔ لیکن وہ خود کو اُسکے کڑوے  
اب نواب عالیان عاشقانہ انداز میں اُسکی گہرائیوں پر دیے اپنے نشانوں پر انگلی  
پھیرتے ہوئے پھر سے اُسکی ناک میں دلہن کی طرح پہنی لونگ پر اپنے لب  
رکھے تھے۔ سنیں چھوڑیں مجھے نور اور آراء کے بابا۔۔ میں واقعی تھک گئی ہوں

ابھی آپ کے اس لمس کو اپنے نازک بدن پر مزید نہیں سہن کر سکتی۔۔۔ روشا  
ل دانت کچھکاتے چیخی تھی۔۔۔ نواب عالیان علی خان کا آج اس نازک جان کو  
چھوڑنے کا بالکل ارادہ نہیں تھا اس لیے ایک بار پھر سے روشا کے چہرے پر  
جھکتے اُسکی پنکھڑیوں کو اپنے بے رحم لمس کا نشانہ بنایا تھا۔

نواب عالیان اُسکے ہو۔۔۔ نوٹوں پر اچھی طرح جلن دے کر پیچھے ہوئے۔۔۔ اب  
روشا پوری شیرنی بیویوں کی طرح نواب عالیان کو اپنا غصہ اور پتی آنکھوں سے  
دیکھ رہی تھی جیسے آج انکو کچا ہ ہی کھا جائے گی۔ نہ کریں بیگم یار مجھے واقعی ڈر لگ  
رہا ہے آپ سے۔۔۔ بچہ بنتے نواب عالیان خان روشا کی بھاری بھر کم گہر۔ائی کو  
اپنے لبوں میں بھرتے۔۔۔ اچھی طرح لطف مزہ لیتے وہاں سے بولے۔۔۔۔۔  
اُس کی آنکھیں دیکھانے پر عالیان خان نے ڈر نے ایکٹنگ کی تھی۔ جس پر روشا  
ل نے اپنی ناک سکوڑ کر اپنا منہ پھیرا تھا۔۔۔ نواب عالیان علی خان کا روشا کی  
اس معصومانہ حرکت پر والہانہ قہقہہ گونجا تھا۔۔۔ جس پر روشا پھر سے اُن کو گھور  
ی سے نواز گئی تھی۔ نواب عالیان مسکرا کر روشا کی پیشانی کو عقیدت سے چوم  
گئے تھے۔

اور آخر وہ پوچھ گئے جو وہ کب سے پوچھنا چاہ رہے تھے پیاری بیگم آپ میں میری  
خواہش پر ہماری بچیوں کے نام رکھے۔۔۔ یہ بولتے پھر سے روشال کی ایک نرم  
ناز کی سے اپنے ہاتھوں سے کھیلنے لگے۔ گہری بے باک نظریں روشال کے  
خوبصورت چہرے پر ہی ٹھہری ہوئی تھیں ایک دم روشال اُن کا ہاتھ پیچھے کرنے  
کی کوشش کرتے بولی زیادہ خوش فہمی میں نہ رہیں اتنے برے دن نہیں آئے  
اب ہمارے ہم آپ کی خوشی کا خیال رکھیں گے۔۔۔!!! یہ لہجہ نواب عالیان کے  
دل پر لگا پھر بھی اپنی غلطی کو سامنے رکھتے پھر ضبط کرتے مسکرا کر اُس کا ہاتھ پیچھے  
کرتے اور زیادہ

نازک نرمی کو اپنے سخت ہا۔ تھوں سے مسلتے بولے۔ روشال سسکی تھی!!!  
میرے ہاتھ اپنے آپ سے جھٹکامت کریں! بیگم برداشت نہیں ہوتا!!! اور  
ہمیں سب پتہ ہے دادی جان نے سب بتا دیا ہے مجھے۔ اس جواب پر  
روشال کچھ دیر چپ رہی دونوں کی نظریں ایک دوسرے میں ڈوبی ہوئی تھیں  
آخر روشال کچھ منٹس کی خاموشی کو توڑتی بولی۔۔۔!!! آپ زیادہ خوش نہ ہوں  
مجھے اچھے لگے نام رکھ لیے ویسے بھی آپ کو اتنے سالوں بعد میری وجہ سے بچے



نصیب ہوئے ہیں۔ میری وجہ سے سنا آپ نے۔۔۔ جیسے روشال نے انہیں بتایا  
ہو اُنکے بچوں کی ماں وہ ہے اور کوئی نہیں بن سکتی !!! نواب عالیان اس جواب کو  
مسکرا کر اپنے اندر اُتارتے شوق لہجہ اپناتے بولے۔ ایسا تو مت بولیں بیگم یہ  
یسیاں ہم دونوں کی وجہ سے آئی ہیں۔۔۔ !!! آنکھوں میں الگ سی چمک تھی  
جی نہیں یہ دونوں بس میری وجہ سے آئی ہیں سمجھے آپ روشال پھر سے اُنکے  
سینے پر ہاتھ مارتی بولی لگتا ہے میرا سینہ میری روشال کو بہت پسند ہے ایک کام  
کریں یہاں اپنے موتی جیسے دانت لگا دیں مزہ آجائے گا اور میرے جذبات  
موقع دے دیں گے عروج پر پہنچ کر آپ میں اپنی گرمی اُتار کر پھر سے آپ کو  
آپ ہی وجہ بنے میرے اگلے آنے والے بچوں کے لیے یہ سنتے روشال کے  
پورے بدن میں سنسنی دوڑی تھی اتنے بے باک لفظ جو نواب عالیان بول گئے  
سے b تھے۔ اتنے مہینے ہو گئے تھے ویسے قریب آئے ہوئے روشال اندر  
قربت کے لمحات کے سوچتے خوف بھی کھا رہی تھی۔ زیادہ نہ بنے !!! روشال  
پھر سے اپنی پوری قوت سے اُن کو پیچھے کرتے بولی۔ کیوں نہ بنوں بیگم ہیں میری

-- دن رات کی میری محنت کی وجہ سے ہی یہ دونشانیاں آئی ہیں۔۔ آپ نے تو

بس ساری ساری رات نواب جی نواب جی ہی کیا تھا۔

بہت ہی کوئی بیشرم ہو گئے ہیں آپ کہیں سے بھی حیدر آباد کے معصوم نواب

نہیں لگ رہے۔۔!! روشال شرم سے لال ہوتی اپنا نچلا لب کاٹتے بولی۔

نواب عالیان جو اپنا آپ کھور ہے تھے وہ نشیلی نگاہوں سے روشال کا اچھی طرح

معائنہ کرتے تھوڑا اوپر ہوتے اپنی شال اور کرتا زمین بو۔ س کر گئے تھے۔۔ روشا

ل تو اُنکا چھوڑا کسرتی سینا دیکھتے پسینے میں تر ہوئی تھی۔۔ نواب عالیان اب روشا

ل کی او۔ پری بندش۔۔ ختم کرتے۔۔ وہاں شدت سے لپٹے تھے۔ اب روشال

کی سسکیاں معنی خیز آواز گونج رہی تھی کیونکہ نواب عالیان اپنی پیا۔ س باخوبی

اُسکی خوبصورت کندن جیسی گہرا یوں سے بجھا رہے تھے جو آراء اور نور کے

ہونے کے بعد مزید خوبصورت دلکش ہو گئی تھیں۔

روشال جو کہیں نہ کہیں اُنکے لمس پر اپنا آپ چھوڑتی اُنہیں دیتی مدہوش ہو رہی

تھی۔۔ ایک دم اُسکی آنکھوں کے آگے وہی قیامت والی رات آئی جب وہ اپنے

بچوں کے لیے حویلی سے نکلتی حوس پرست مردوں سے بچتی اس دنیا کی ٹھوکر  
کھاتی دردِ سرک پر ماری ماری پھر رہی تھی۔

نواب عالیان جو نیچے ہوتے آخری آر بھی جد۔ اکر نے لگے تھے ایک دم روشال  
ان کو بہت بری طرح سے جھٹکتے دھکا دے گئی تھی نواب عالیان جو بیڈ پر ہی پیچھے  
لڑکھڑائے تھے بخودی میں روشال جو روتی سسکتی اب آپ کو ہاتھوں سے کور  
کرتی نواب عالیان کو سرخ انگار آنکھوں سے دیکھ رہی تھی طیش کے عالم میں  
وہیں نواب عالیان جھنجلا کر اپنا غصہ قابو میں کرتے مدھم پر سخت لہجے میں  
بولے۔ کیونکہ اُن کو روشال اس طرح آخری لمحات میں اُن کو بے دردی سے  
جھٹکنا اچھا نہیں لگا تھا کیونکہ اس وقت وہ اپنے جذبات کی عروج پر پہنچے ہوئے  
تھے۔

یہ کیا طریقہ ہے بیگم جانتی ہیں نہ آپ اس وقت میرا کیا حال ہو رہا ہے۔۔۔ ایک  
دم روشال کی طرف بڑھنے لگے قریب مت آئیں میرے روشال غرائی  
تھی۔۔ اگر اب آپ میرے قریب بھی آئیں نہ اپنے آپکو میں مار دالوں گی نواب  
صاحب!!!! چینی تھی۔ بیگم!!!! بس بیگم مت بولیں پہلی والی روشال مر گئی

ہے جو آپکے لمس سے سکون لیتی تھی لیکن اب والی روشال کو بس آپکے لمس سے گھن آتی ہے۔۔۔ نفرت ہو رہی ہے ابھی مجھے اپنے وجود سے جہاں ابھی ابھی آپ نے اپنی حوس چھوڑی ہے زیادہ ہی آپ کے جوان جذبات بیدار ہو رہے ہیں نہ تو مجھے معاف کریں کیونکہ آپکا یہ لمس میں تو برداشت نہیں کر سکتی ایک کام کریں آپ تیسری شادی کر لیں اُس کو دن رات اپنی حوس کا نشانہ بناتے اُس سے اپنی طلب پوری کرے گا کیونکہ جتنی اس عمر میں آپکے اندر آگ ہے وہ ایک معمولی غریب لڑکی پوری نہیں کر سکتی ہاں ایک داشتہ ضرور کر سکتی ہے میں تو بولتی ہوں اب کی دفعہ آپ اپنی راتوں اور اپنے وارث کی خواہش کے لیے ایک طوائف کا انتخاب کرے گا۔۔۔ روشال بہت ہی غلط کرہٹ لہجے میں حد سے زیادہ دل کو زخمی کرنے والے ظالم الفاظ ادا کر گئی تھی۔ جہاں روشال یہ بولتے پھولی سانسوں کے ساتھ نواب عالیان کو غصے سے دیکھ رہی تھی۔۔۔ وہیں نواب عالیان جو بے یقینی کے عالم میں روشال کو دیکھ رہے تھے اتنے گندے الفاظ سیدھا اب واقعی اُن کا دل زخمی اور روح تک گھائل کر گئی تھی آنسو نکلتا نواب عالیان کی آنکھوں سے اُن کے سخت بیڑ ڈوالے گال کو بھگو گیا تھا۔۔۔ روشال

جوانکے آنسو دیکھتی ایک دم ہلی تھی لمحوں میں اس کو احساس ہوا تھا وہ واقعی میں  
بہت ہی غلط بول گئی تھی۔ وہ مرد جس نے ہمیشہ ایک بچی کی طرح اُسکے ناز  
نخرے اٹھائے تھے وہ سب کیسے بھول گئی وہ۔

نواب عالیان خاموشی سے اٹھے بیڈ سے نیچے سے اٹھا کر اپنی قمیص اور شال ڈالی  
۔۔۔ روشال جو بھیگی آنکھوں سے اُنکی پشت دیکھ رہی تھی۔ اُس کو اپنی غلطی اپنے  
الفاظ کا شدید احساس ہوا تھا۔ اُسکا شوہر واقعی ایسا نہیں تھا پھر بھی وہ ایسا کیسے بول  
گئی۔ نواب عالیان انگلی سے اپنے آنسو کو صاف کرتے اُس کے پردے پکڑ گئے  
تھے بنا اُس کو دیکھے۔۔۔ نواب جی!!!! پہن لیں اب کبھی آپ کو تنگ نہیں  
کروں گا۔۔۔ سو جائیں آرام سے!!! اتنا سا بولتے اپنی شال جھٹکتے کمرے سے  
نکل گئے تھے۔ روشال کے اب آنسو صحیح میں نکلے تھے وہ روتی بیڈ پر الٹی ہوئی  
تھی اور سسکتے بیڈ شیٹ کو جکڑ گئی تھی۔۔۔ اُس کو پتہ لگ گیا تھا وہ بہت ہی جارحانہ  
بول چکی تھی۔

---

دوسری طرف نواب عالیان علی خان حویلی کی بڑی سی بالکونی میں کھڑے  
سگرٹ پھونک رہے تھے۔۔ آنسو ابھی تک اُنکے سخت عارض کا حصہ بنے تھے  
۔۔ روشال کے بے درد الفاظ جو نواب عالیان خان کی سماتوں میں گونج رہے تھے  
کسی سیسہ کی طرح۔

ایک دم وہ گرل کو پکڑ کر چیخ اٹھے۔۔ اور اپنی سرخ غم غصے سے بھری آنکھیں  
نیچے کی طرف گاڑتے بولے۔ میں ایسا نہیں ہوں کیا اپنی حلال بیوی کی چاہت  
رکھنا غلط ہے۔۔ اُس وقت دونوں میں توازن قائم کرنا کیا غلط تھا۔۔۔ بھلا کیسے  
وہ ایسا بول گئی کیا میں اتنا بیچ سوچ اور نظر کا مالک لگتا ہوں ان کو۔۔ اگر اُن کو  
میرے لمس سے گھن آتی ہے تو پھر میں اب اُن کے قریب نہیں جاؤں گا اپنے  
جذبات پر تالا لگا دوں گا۔۔ بے رحمی سے بولتے اندر کی طرف بڑھ گئے تھے۔

-----

صبح کے دس کا وقت تھا روشال جو پوری رات نہیں سوئی تھی ایک تو اپنے  
الفاظوں کے احساس کی وجہ سے اوپر سے اُس کی دونوں سیٹیاں جلدی اٹھ گئی  
تھیں۔ روشال جو شاہور لے کر بیڈ پر بیٹھی آراء کو فیڈ کر رہی تھی اور نور جو

سامنے ہی اُس کے پاس لیٹی اپنی زبان نکال کے کھلکھلا رہی تھی۔۔۔ روشال جو آراء کو توفیڈ کر وار ہی تھی لیکن اُس کا سارا دھیان نواب عالیان کی طرف لگا تھا۔ اس وقت روشال سیمپل سی ریڈ شلوار قمیص میں ملبوس گیلے لمبے بال جو اُسکی پشت پر لہرا رہے تھے۔۔۔ ہلکا سا وزن بڑیادہ ہونے کی وجہ سے روشال کا سراپا اور زیادہ آٹرایکٹو ہو گیا تھا ہلکی سی بس گلابی لپسٹک لگائی تھی جو اُس کا ماننا تھا ایک سہاگن کو اپنے سہاگ کے لیے ہمیشہ لگانی چاہیے۔۔۔ اتنے میں نواب عالیان کمرے میں اپنی خوب رو شخصیت کے ساتھ اپنے نم بالوں میں ہاتھ پھیرتے سپاٹ تاثرات کے ساتھ آئے تھے۔ اُن کو دیکھتے روشال نے اپنی آنکھوں کی نمی کو کنٹرول میں کرتے اپنے نیچلے لب کو کاٹتے اپنی نظریں جھکائی تھیں پر وہ چوری چوری اُن کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ نواب عالیان جو اس وقت وائٹ رنگ کی کرکراتی شلوار قمیض میں مفکر کی طرح بلیک شال ڈالے ہوئے تھے۔۔۔ وہ روشال کے قریب آتے اُسکے سامنے ہی بیٹھتے بنا اُسکی طرف دیکھے نور کو اپنی باہوں میں لیتے اُسکی پیشانی کو نرمی سے چوم گئے تھے نور جو کھلکھلا کر ہنسی تھی آخر دونوں شہزادیاں اپنی امی سے زیادہ اپنے ابا کی دیوانی تھیں نواب عالیان جو اُس کے ننھے

عارض پر اپنی بیئر ڈر گڑتے اُس کو اور زیادہ سائل کرنے پر مجبور کر گئے تھے۔  
اپنے ابا کی آواز سنتے آراء نے بھی فوراً سے اپنی امی کا دودھ چھوڑتے اُس کے سینے  
سے منہ نکال کر اپنے ابا کو دیکھا تھا اور زور سے بچوں والی چیخ ماری تھی۔۔۔ کہ  
اُسکی چھوٹی بہن کیوں سارا پیارا کیلی لے جائے اُسکے ابا کے پیار پر اُس کا بھی حق تھا

-

روشال جو گھیلی آنکھوں سے دونوں باپ بیٹیوں کا پیار دیکھ رہی تھی۔۔۔ آنسو  
گر رہے تھے۔۔۔ اُسکا شوہر واقعی ایک بہت پیارا باپ تھا۔۔۔ آخر اپنی دونوں  
شہزادیوں کو بہت پیار دینے کے بعد نواب عالیان بولے۔

روشال ایک بات بول دوں!!! نظریں ابھی ابھی اُسکی طرف نہیں کی تھیں اور  
روشال جو مر رہی تھی اُسکے نواب عالیان اُس کی طرف ایک بار تو دیکھے۔۔۔!!  
دیکھیں روشال اگر میں آپکے قریب نہیں آؤں گا تو کسی کے بھی قریب نہیں  
جاؤں گا اب آپ کے علاوہ اس دنیا کی ہر عورت مجھ پر حرام ہے۔۔۔ یہ نواب اپنے  
جذبات اندر ہی اندر مار دے گا لیکن ان کو پورا کرنے کے لیے کبھی کوئی حرام  
راستہ یا شادی نہیں کرے گا۔۔۔ شاید میرے نصیب میں یہی دو بیٹیاں ہیں اور



میں خوش ہوں۔۔۔ اب ساری زندگی آپ کی قربت کے بنار ہوں گا۔۔۔ پر آپ کے علاوہ کوئی اور عورت اب شامل نہیں ہو سکتی۔۔۔ اتنا بولتے اپنی بیٹیوں کی طرف متوجہ ہوئے۔۔۔ روشمال جو یہ سنتے اپنے دل کو جکڑی سسک گئی تھی ابا کی جان۔۔۔ ابالا ہو رہا ہے ہیں تین سے چار دنوں کے لیے جلد ہی آجائیں گے تب تک امی کو تنگ نہیں کرنا۔۔۔۔۔

اتنا سا بولتے اپنی بیٹیوں کی پیشانی کو بوسا دیتے آرام سے ان کو روشال کی گود میں  
ڈالتے کھڑے ہوئے تھے۔ اچھا میں چلتا ہوں!! بنا روشال کو دیکھے سنجیدہ  
تاثرات لیے کمرے سے نکل گئے تھے۔ روشال جو رودی تھی جب بھی نواب  
عالیان کہیں باہر جاتے تھے تو اُس کی پیشانی کو عقیدت سے چومتے تھے۔

نواب عالیان جو پچھلے تین دن سے لاہور کی سفید حویلی تھے اپنے بزنس کے کام کے سلسلے میں وہیں دوسری طرف روشمال جس کو اپنے بولے گئے غلط الفاظ کا شدت سے احساس تھا لیکن وہ بول ہی نہیں پار ہی تھی۔۔ جب سے نواب عالیان

لاہور گئے تھے اُنہوں نے وہاں سے کال تو کی تھیں اپنی بچیوں کی اور اُنکی ماں کی  
خیریت طلب کرنے کے لیے پر روشمال سے ویسے انداز میں بات نہیں کی جیسے  
وہ کیا کرتے تھے۔

ابھی بھی صبح کے گیارہ کا وقت تھا روشمال جوا بھی ابھی شاور لے کر ڈھیلی ڈارک  
بلیورنگ کی قمیض اور نیچے کھلا پلاز وپہنے نکلی تھی اُسکے گیلے لمبے بال جواُسکی بل  
کھاتی خوبصورت کمر پر اُلجھے سے بکھرے تھے روشمال کی نیلی خوبصورت  
آنکھیں جو شاید شاور کے نیچے رونے کی وجہ سے سرخ متورم ہو رہی تھیں کانوں  
میں ہلکی سی گولڈ کی بالیاں پہنی ہوئی تھیں اور گلے میں ڈائمنڈ کالائٹ سالا کٹ  
ڈالا ہوا تھا۔ ہاتھ کی بیچ والی انگلی میں نواب عالیان کی دی ہوئی انگوٹھی پہنی ہوئی  
تھی۔۔۔ وہ ایک جھلک اپنی آئینے میں دیکھتی بیڈ کی جانب بڑھی جہاں اُس کی  
دونوں سیٹیاں اٹھی ہوئی کھیلتی کھلکھلاتی اپنے نئے ہاتھ پاؤں مار رہی تھیں۔۔۔  
اُن کو ایسے کھیلتا دیکھ کر روشمال کے ہونٹوں پر مسکراہٹ سی بکھری تھی۔۔۔ وہ  
اپنی آنکھوں میں آئی نمی کو پیچھے کرتی اُن کی طرف بڑھتی بیڈ پر بیٹھتی نور کو گود  
گئی تھی۔۔۔ آراء جو اپنی امی کو دیکھ کر بچوں واقعہ قہقہہ لگا گئی تھی۔ میں لے

دونوں نے خوبصورتی و رشال سے لی تھی بس آنکھیں نواب عالیان پر گئی  
تھیں۔۔ رشال جو اپنی بیٹیوں سے کھیل رہی تھی اُن کو پیار سے پچکارتے۔۔  
ہاں ہاں میری مانوبلیوں امی کو تنگ کرتی ہو۔۔ نور اور آراء جن کو کچھ نہیں سمجھ  
رہا تھا پر اپنی امی کی باتیں اُن کو ہنسنے پر مجبور کرتی تھیں۔۔

رشال جو اُن سے کھیلتی تین دن بعد صحیح طرح ہنس رہی تھی لیکن دل ابھی بھی  
اندر ہی اندر مایوس تھا بار بار دونوں سے کھیلتی فون کی طرف دیکھتی شاید نواب  
عالیان کی کال آجائے پر ابھی تک کل رات سے اُن کا کوئی اتا پتہ نہیں تھا۔ رشال  
ل منہ کے اندر ہی بر بڑاتی بولی۔۔ ایسے لاہور جا کر گم ہوئے ہیں جیسے وہاں اُن کی  
شادی چل رہی ہو۔ شادی!!!! یہ خود سے بولتی رشال جیسی کے مارے اپنا  
نچلا لب کاٹ گئی تھی۔۔ کریں ذرا یہ شادی میں نے ان کو چھوڑنا نہیں ہے۔

اتنے میں نور اور آراء دونوں ہی رونے لگیں صبح آٹھ بجے کا دونوں نے رشال کا  
فیڈ کیا ہوا تھا۔ اب اُن کو صحیح میں بھوک لگی تھی۔۔ کیا ہوا میری شہزادیوں  
رشال دونوں کو ایک ایک کر اپنے بازو سے اپنی گود میں بھرتے بولی۔۔ بو  
۔۔۔ بی۔۔۔ وہ اپنے ننے سے ہونٹوں کو گول کرتی روتی اپنی امی سے بول رہی

تھیں اُن کو بھوک لگی ہے۔ روشال فوراً سے اپنے اوپری پردے ہٹاتی اُن دونوں کو بیک وقت اپنے سینے میں بھینچ گئی تھی۔۔۔ اب دونوں اپنی طلب اپنی امی کے دودھ سے پوری کر رہی تھیں۔۔۔ روشال جو اپنے ہی خیالوں میں گم نور اور آراء کو فیڈ کر رہی تھی۔ ایک دم اُس کا فون بجا تھا۔۔۔۔۔ روشال نے ایک ہی لمحے میں اپنا بجتا فون اٹھایا تھا سامنے سکرین پر اپنے بے رحم نواب کا نمبر دیکھتی شکوہ کن آنکھوں سے منہ پھیرا تھا۔ اب آئی ہے ان کو ہماری یاد!!! بہت ہی ظالم نواب ہیں یہ لیکن اگلے ہی لمحے اُس کو احساس ہوا نواب عالیان کی ویڈیو کال آرہی تھی۔۔۔ یہ دیکھتے روشال کا دل منہ میں آیا تھا۔ اور اپنی بکھری ہوئی حالت کا بھی خیال آیا تھا۔۔۔ بیشک اُس نے شاور لیا تھا لیکن وہ ان دونوں مانوبلیوں میں اتنی مصروف ہوئی تھی اپنے بال برش ہی نہیں کیے تھے۔ ویسے بھی روشال بڑھتے وقت کے ساتھ بہت ہی زیادہ انسکیور ہو رہی تھی نواب عالیان کو لے کر۔۔۔ اُس کو ایسے لگنے لگا تھا وہ کبھی بھی کسی لمحے بھی اُس کو چھوڑ نہ جائیں یا اُس پر کوئی سوتن لا کر نہ بیٹھا دیں۔ اُف میری حالت ان کو بھی ابھی ہی کال کرنی تھی کل رات میں کتنا تیار ہو کر بیٹھی تھی پر انہوں نے کال ہی نہیں کی اور اب دیکھو۔۔۔ روشال

اپنا نچلا لب اپنے دانتوں سے کچلتے دونوں بیٹیوں کے چہرے پر اپنا دوپٹہ پھیلا کر  
ڈالتے مسلسل بجتا فون اٹھا گئی تھی۔ آراء اور نور فیڈ کر رہی تھیں تو اُسکی گہرایاں  
کی وجہ سے مکمل واضح تھیں۔۔ لیکن فون اٹھانے سے پہلے وہ ہلکی کھلی ہونے  
پھلکی گہر۔ ایوں کو اور عیاں کر گئی تھی۔ تاکہ وہ نواب عالیان کو تڑپا کر انہیں کے  
جذبات کی بھٹی میں اُن کو گرم کر سکے جیسے وہ پچھلے تین دن سے اُس کو بے  
اعتنائی کی مار مار رہے تھے۔

روشال نے جیسے نواب عالیان کی ویڈیو کال اٹھائی تو اُس نے فون ایسے رکھا وہ  
اپنے بے رحم نواب کو اپنے حسن سے مچلا سکے۔۔۔ جیسے ہی فون روشال کی  
طرف سے اٹھایا گیا نواب عالیان جو اپنے لاہور کے آفس کے اپنے کیبن کی بوس  
چیر پر نیم دراز تھے۔۔ اپنی گھنی بیئرڈ کو مسلتے بنا نظریں اٹھائے بولے۔۔۔ ہیلو  
کیسی ہو تم!!!! روشال جس نے کوئی جواب نہیں دیا تھا دینا چاہتی تھی پر فون پر  
سامنے نظر آنے والے نواب کو دیکھ کر اُس کو اپنی انا یاد آ گئی تھی۔۔۔ ویسے ہی وہ  
بہت زیادہ نواب عالیان سے روٹھی ہوئی تھی جو اُس سے بولنے کی بجائے اُس  
رات خود ہی بے اعتنائی کی اُس کو مار مار کر لاہور بھاگ گئے تھے وہ بھی پتہ نہیں

کیوں!!! یہی چیز یہی شک روشال کو ستارہا تھا جب روشال کا جواب نہیں آیا تو  
نواب عالیان نے نظریں اٹھا کر دیکھا اور دیکھتے ہی رہ گئے۔۔ روشال جو خفا  
چہرے کے ساتھ بیٹھی اُن کی بیٹیوں کو فیڈ کروا رہی تھی۔

پراسکی گہرایاں جو جواب عالیان علی خان کی آنکھوں کے لیے عیاں تھیں جہاں  
اُنکی طلب تھی۔۔ آخر وہ جھجلا کر رہ گئے تھے پھر بھی اپنے جوان جذبات کو لگام لگا  
تے بناب روشال کی نرمی پر نظر ڈالیں بولے۔۔ لگتا ہے آپ نے بات نہیں  
کرنی چلیں چھوڑیں بس یہ بتادیں میری بیٹیاں کیسی ہیں روشال کے ایسے  
تاثرات جو نواب عالیان کو اندر ہی اندر گھائل کر رہے تھے۔۔ روشال جو نواب  
عالیان کی بات پر تپتی تھی اور سلگ کر انگارہ ہوئی تھی۔۔ آپ خود ہی ان سے  
بات کر لیں روشال نے بھی غصے میں فون اپنی آراء اور نور کی طرف کیا تھا جواب  
اپنی ماں کے سینے سے منہ نکالے اپنے ابا کو دیکھ رہی تھیں۔۔ آراء نور دیوانی  
تھیں اپنے ابا اور دادی کی۔۔ سچی میں بیٹیوں کو باپ سے بہت محبت ہوتی ہے  
۔۔ اب تینوں باپ اور بیٹیاں آپس میں لگے تھے اور روشال جو جل جل کر پاگل  
ہو رہی تھی اُس کو نواب عالیان کا ٹھنڈا لہجہ اور انور نس کھائے جا رہا تھا۔ آخر

دس پندرہ منٹ اپنی بیٹیوں سے بات کر کے بناروشال کی طرف دیکھے بولے جو پہلے ہی اُن کو اپنی بھگی سرخ آنکھوں سے گھور رہی تھی۔ میں رکھتا ہوں فون اپنا اور بچیوں کا خیال رکھے گا۔ سنجیدگی سے بولتے بناروشال کی طرف متوجہ ہوئے فون رکھ گئے تھے۔ روشال جو اُن کی اس بے رخی پر دیوانی ہوئی تھی۔ نہیں کرنی آپ نے مجھ سے بات تو نہ کریں میں بھی کوئی مری نہیں جا رہی لیکن اُس دفعہ آپ نے پھر سے کسی عورت کی مار مجھ پر ماری نہ وعدہ کرتی ہوں آپ کو چھوڑ کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چلی جاؤں گی یہ بولتی بے دردی سے اپنی آنکھیں رگڑ گئی تھی۔

---

ڈیرہ غازی خان کی ایک بہت ہی عالیشان حویلی کے بڑے سے ہال میں صبح کا ناشتہ چل رہا تھا۔ ایک لڑکی اپنے جسم کے سائز سے زیادہ کھلی ریڈ شلوار قمیض میں بڑی سی چادر سر پر ڈالے اس طرح کہ اُس کا آدھا چہرہ گھونگھٹ کی طرح کور تھا اُس لڑکی کی حالت ایسی تھی جیسے کوئی حویلی میں کام کرنے والی ملازمہ ہو۔

بکھرا حلیہ کپڑے بھی شاید دو دن سے بدلے نہیں تھے یا اپنا ہوش ہی نہیں تھا۔۔۔ اُسکے ہاتھوں میں آٹا لگا ہوا تھا چہرے پر ہلکا ہلکا پکانے والے آئل لگا ہوا تھا۔۔۔ وہ لڑکی جس نے اٹھائیس سال کوئی کام نہیں کیا تھا جس کے ہاتھ اتنے نرم ملائم ہوا کرتے تھے جو ہر وقت سچی سنوری کتنے ہی آدمیوں کا ایمان ڈگمگا کر کتنی لڑکیوں کو اپنی خوبصورتی سب سے زیادہ اپنے سٹائل کے آگے مات دے دیا کرتی تھی۔۔۔ وہ کوئی اور نہیں رباب زیدی تھی جو جب سے رباب فیصل گیلانی بنی تھی رہا تھا عورتوں کی زندگی کوئی آسان نہیں ہوتی وہ کچھ ہی اب اس کو صحیح پتہ لگ خاص مرد ہوتے ہیں جو اُن کو اپنے محل کی ملکہ بنا کر رکھتے ہیں!!!! اور وہ آدمی رباب کی زندگی میں ایک ہی بن کر آیا تھا نواب عالیان علی خان جو اُسکے لیے خدا کی طرف سے جزا سے کم نہیں تھا لیکن اُس سے بیوفائی کر کے رباب نے اپنی آگے والی زندگی سزا سے کم نہیں بنادی تھی۔

رُباب مر جھائی ہوئی ڈائننگ ٹیبل کی طرف بڑھ رہی تھی جہاں اُسکی ساس روبینہ بیگم جو صحیح روایتی ساس کی طرح کب سے رباب کو گالیوں سے مخاطب کر کے ناشتہ لانے کو بول رہی تھیں۔۔۔ رباب نے صحیح طرح کا کھانا بنانا یہیں آکر



سیکھا تھا یا یہ کہا جائے اُسکی ساس نے صحیح اُسکی لگام کس کر اُسکو بہو کی طرح رہنا سکھایا تھا۔۔۔ وہ رباب جو اپنے چہرے اور ہاتھوں پاؤں پر ایک داغ برداشت نہیں کرتی تھی کبھی ایسا ہوتا تھا تو عالیاں کی حویلی میں بوچھال کھڑا کر دیتی تھی کیونکہ وہاں رہنے والے لوگ دل والے تھے۔ ہر سسرال ہر گھر ہر شوہر ایک جیسا نہیں ہوتا۔ اس لیے کہتے ہیں لڑکیوں کو نصیب کی دعا مانگو۔۔ لیکن کچھ ایسی ہوتی ہیں جن کو ملتا سب ہے لیکن وہ اپنی انا اپنی دوسری خواہشات کے چکر میں ہیرا کھو کر پتھر چن لیتی ہیں ایسا ہی حال رباب کا ہوا تھا جو وہ روشال کے ساتھ کر اُسکا انجام بھی تو بھگتنا تھا پر اُس رب ذات کے ارادوں سے۔۔ اس آئی تھی اب لیے بولتے ہیں یہ دنیا مکافات عمل ہے۔۔ جو آپ کسی معصوم یا اللہ کے بندے کے ساتھ کر بیٹھے ہو اُس کا انجام اُسکی پکڑ آپ نے اسی دنیا میں سہن کر کے جانی ہے۔۔ وہی حال رباب کا تھا رباب جو دل ہی دل میں کلستی ٹیبل کی طرف بڑھی اس کا دل کرتا تھا یہاں سے بھاگ جائے۔۔ ایسے لوگوں کی فطرت اتنا سب کچھ اُنکے ساتھ ہونے کے بعد بھی نہیں بدلتی۔۔ ایسی ہی رباب تھی ازل کی ڈھیٹ بتمیز اور سر پھری عورت لیکن اُسکے پیچپس کسنے کے لیے اُس کا دوسرا شوہر فیصل

گیلانی ہی کافی تھی جس کے ساتھ اُس نے عالیاں کے نکاح میں ہوتے راتیں گزاری تھیں۔ کیا ہوا چلا نہیں جا رہا ہے تجھ سے جلدی آناشتہ لگا روبینہ بیگم چیخ اٹھی تھیں رُباب کی ایسی حرکتوں پر وہ اُس کو بخشتی نہیں تھیں۔۔۔ لائی۔۔۔

رُباب دل میں لاکھ برا بھلا بولتی روبینہ بیگم کے آگے ناشتہ رکھ گئی تھی۔۔۔ اور سامنے بیٹھی دودو کم عمر لڑکیوں کو دیکھ کر جلی بھنی تھی۔۔۔ جو پھر بھی اُسکے مقابلے میں عزت سے بیٹھیں ناشتہ کر رہی تھیں۔ رُباب بیٹھنے ہی لگی ناشتہ کرنے کے لیے۔۔۔ اے جا جا کر اپنے کمرے میں کرناشتہ تجھ جیسی بانجھ عورتوں کی جگہ یہاں نہیں اپنی حویلی میں رہنے کی جگہ دے دی اپنے بیٹے کی وجہ سے لیکن زیادہ اپنی حدود سے مت نکل۔۔۔ روبینہ بیگم ترک لہجے میں بولی تھیں۔ یہ بھی تو بیٹھی ہیں اماں جان یہاں پر۔۔۔ رُباب جلتی اپنے لب کاٹتے بولی۔۔۔ ہاں بیٹھی ہیں کیونکہ یہ فیصل کی پہلی اور دوسری بیویاں ہیں پر یہ تیری طرح بانجھ نہیں اولاد جنی ہے انہوں نے چلو بیٹیاں ہی صحیح۔۔۔ یہ بولتے روبینہ بیگم اُن دو کم عمر بیس اور بائیس سال کی لڑکیوں کو بھی تار گئی تھیں جو فیصل گیلانی کی گاؤں کی بیویاں تھیں جن سے وہ شادی کر کے اپنی گاؤں کی حویلی میں بچے پیدا کر کے

چھوڑ جاتا تھا۔ اور سال میں دو مہینے ہی اُنکے پاس آتا تھا خبر لینے۔ وہ دونوں لڑکیاں بھی یہ طعنہ سنتے سر جھکائے اپنے آنسو پہنچ گئی تھیں۔۔ کیونکہ اُن کی ساس روز اُن کو برا بھلا بولتی تھی سیٹیاں پیدا کرنے پر اور رُباب کا تو اس سے بھی بدتر حال تھا جہاں لوگوں کو عزت احترام ملتا ہے وہ اکثر اُنہیں لوگوں کی عزت نیلام کر کے نکل اتے ہیں۔ رُباب جو غصے سے لال ہوتی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی تھی

-----

-----

رات کے دو کا وقت تھا۔ فیصل گیلانی جو آج رُباب کی باری پر کمرے میں آکر اُس سے اپنا حق بہت ہی بے دردی اور تکلیف سے لے رہا تھا رُباب جیسی عورت چپخیں مار رہی تھی اُس کا لمس اُس کی شدتیں اتنی تکلیف دہ تھیں کہ رُباب جو خود ان سب کی ماری تھی جس کی وجہ سے اُس نے عالیاں جیسے مرد سے بیوفائی کی جو

اسکو بستر پر بڑے ہی پیار اور عزت سے چھوتا تھا وہیں فیصل گیلانی صحیح گھٹیا  
مردوں کی طرح اُس جیسی کی چٹخے نکال کر اُسکے اوسان خطا کر دیتا تھا۔  
اب بھی وہ رُباب کی ہر گہرائی کو طرح سے طرح سے آزماتا اپنا حق لے رہا تھا۔  
رُباب سے اب برداشت نہیں ہو رہا تھا وہ اُسکی دھڑکنوں پر جھکے فیصل گیلانی کے  
کندھے پر مار گئی تھی۔۔ چھوڑو مجھے ایسے لے رہے ہو حق جیسے میں کو وحشیا ہوں

-

اگلے ہی لمحے رُباب اپنے دونوں گالوں پر ہاتھ رکھ گئی تھی پڑا جواتنی زور کا تھا  
دونوں طرف۔۔۔ تم۔۔ حشیا ہی ہو میری نظر میں رُباب زیدی۔۔ یہ بولتے  
فیصل گیلانی جیسا ذہن سے سائیکو آدمی پاگلوں کی طرح ہنسا تھا۔ فیصل تم مجھ سے  
پیار کرتے تھے نہ اسی پیار کو دیکھا کر تم نے مجھے عالیاں سے بیوفائی کرنے پر مجبور  
کیا۔۔ اب تم ہی ایسا سلوک کرتے ہو میرے سے۔۔ نکاح کر کے پانچ دن بعد  
ہی یہاں لے آئے اور تو اور حنفے میں مجھے تم نے کیا دیا میں تمہاری تیسری بیوی  
ہوں۔۔ یہ بولتے بھی رُباب کو وہ وقت یاد آیا تھا جب وہ معصوم سی روشال کو  
دوسری دوسری بول کر اُس کو پاگل بناتی تھی۔۔ آج وہی تم اچے اُسکے منہ کو لگ

رہے تھے بنا آواز۔ ہاں کیا۔۔۔!! کیونکہ تم میری محبت تھی ہر حال میں تم کو پانہ  
تھا جب پالیا تو تم میرے لیے بے مول ہو گئی۔۔۔ ویسے بھی تم جیسیوں کو میں  
زیادہ چڑھا کر نہیں رکھتا مجھ جیسی کیا مطلب تمہارا!!! ایک اور لگا تھا باب کو  
گال پر۔

آواز نیچے۔۔ ایک تو اپنے شوہر کے آگے کسی نامحرم کا نام لیتی ہو بے حیا عورت  
۔۔ اوپر سے زبان درازی۔۔ میں عالیان خان نہیں جو تمہاری جیسی کو سر  
چڑھائے میں فیصل ہوں فیصل۔۔۔ اور خبردار جو میری پہلی دوسری بیوی کو کچھ  
بولا ہو تو انہوں نے مجھے اولاد تو دی ہے چاہے بیٹیاں ہی ہوں۔۔۔ ویسے بیٹیوں  
سے میرا کوئی لینا دینا تو نہیں۔ رُباب جواب صحیح اس سے نکاح کے بعد انسان  
کے روپ میں چھپے بھڑیے کو دیکھ رہی تھی۔ اور تم تو بانجھ ہو بانجھ اور کیا بولا  
ویشیا۔۔۔ ہاں تم وحشیا ہی ہو وہ عورت جو کسی کے نکاح میں ہوتے کتنے آدمیوں  
کے ساتھ سوئی ہو وہ یہی لقب سے پکاری جاتی ہے۔ اب فیصل گیلانی رُباب کو  
بالوں سے جکڑ گیا تھا۔ رُباب جو سسکتے آنکھیں بند کر کے عالیان کا سوچ گئی  
تھی۔ جس نے اٹھ سال آنکھیں بند کر کے اس کو مان دیا تھا اور نہ ہی کبھی بانجھ

ہونے کا طعنہ دیا تھا۔ فیصل اُسکے بال بے دردی سے نوچتے بولا۔۔ فیصل درد ہو رہی ہے۔۔۔ چپ گھٹیا عورت !!! سن اب تو میرے نکاح میں ہے اگر تو نے کچھ گند مچانے کا بھی سوچا نا کسی کے ساتھ تیری قبر میں اپنے ہاتھوں سے کھود دوں گا۔۔ رُباب جو ڈر کر آنکھیں میچ گئی تھی یہ شیطان نما مرد کچھ بھی کر سکتا تھا وہ واقعی اپنی زندگی کو اسی دنیا میں اپنی ہی فطرت اپنے کیے کی وجہ سے جہنم بنا گئی تھی جہاں سے رہائی بس موت کی شکل میں تھی۔ اور کل میری چو تھی شادی ہے بیٹے کے لیے۔۔ تم کچھ بولی تو میں تمہاری زبان گدی سے ہی اوڑھا ڈالوں گا۔ یہ بولتے ہی فیصل گیلانی رُباب کو دوسری طرف کرتا اُس پر اپنی شدت ڈھانے لگا یہ بولتے بہت آگ ہے نہ تمہارے جسم میں اب میں مٹاؤں گا تمہاری آگ۔۔

فیصل گیلانی ہوں انسان کے روپ میں چھپا شیطان تو واقعی غلط انسان کو اپنی زندگی دے گئی رباب زیدی۔۔ ہا ہا ہا۔۔ ڈراؤ نے انداز میں ہنستا رُباب کے چاروں طبق روشن کر گیا تھا۔ رُباب دل ہی دل میں عالیاں کا نام لے گئی تھی۔۔

معاف کرنا عالیاں واقعی میں تم جیسے مرد کے ساتھ غلط کر کے اس دنیا کی ٹھوکروں میں آ گئی۔۔۔ اور تم جیسے مرد کے ساتھ اتنے سال رہ کر پتہ ہی نہیں لگا

ہر مرد تمہارے جیسا نہیں ہوتا۔۔۔ یہ بولتی آنسو اُسکے تکیہ کو بھگو گئے تھے۔۔  
اب تو ساری زندگی اسی آگ میں جلنا تھا۔۔۔ افسوس نہیں مکافات عمل کی چکی  
میں پیسنا تھا

---

اگلے دن دوپہر کا وقت تھا روشال جو کسی کام میں لگی تھی نیچے ہال میں اُس نے  
کچھ پلانٹس میں اپنے من پسند پودے لگائے تھے وہ اُنہیں کو بیٹھی دیکھ رہی تھی  
وہیں اُس کی دونوں سیٹیاں جو ہال میں ہی صوفہ پر لیٹی اپنے سو فٹ کھلونے ہاتھ  
میں لیے منہ میں ڈالے ہوئے تھیں۔

جانتی تھیں اُن کی امی ابھی مصروف ہیں تو تنگ نہیں کرنا بہت ہی صابر اور خوش  
اخلاق بچیاں تھیں۔ روشال جس کو یاد آیا اُس نے جیلی بنائی تھی اُس کو نکالنا تھا  
فریج سے اور میٹھے میں ڈالنا تھا۔ رات کے کھانے میں روشال کی کوشش ہوتی  
تھی وہ کچھ نہ کچھ بنائے روشال جو اس وقت سیمپل سی لونگ چو نوں والی بلیک  
فراک میں تھی ہلکا سلک کا دوپٹہ اُس نے سائڈ پر ڈال رکھا تھا۔ خان حویلی میں

اُس کو کسی بھی چیز پر کوئی روک ٹوک نہیں تھی ایک رُباب ہی تھی جو اُس کو بہت تنگ کرتی تھی۔ آراء نور آپ یہاں آرام سے لیٹھوں امی بس آئیں۔۔ روشال انہیں آس پاس کشن لگا کر شمسہ کو اُن کے پاس بیٹھا کر کچن کی طرف بڑھ گئی۔۔ اب دونوں بچیاں جو شمسہ کو زبان دکھا دکھا کر کھیل رہی تھیں۔۔ اتنے میں زرتاج بیگم جو ہال میں آکر اپنے صوفہ پر بیٹھی تھیں سامنے ہی اُن کے آراء زرتاج بیگم نے ہال میں قدم رکھا تھا نور کی آنکھیں بس اور نور تھیں۔۔ جیسے ہی اُن پر ہی لگ گئی تھیں کوئی شک نہیں تھا نور نواب عالیان کی چھوٹی بیٹی اپنے بابا اور دادی جان کی دیوانی تھی جبکہ زرتاج بیگم نے ابھی تک اسے گود میں نہیں لیا تھا لیکن نور کی نظریں وہیں ہوتی تھیں جب جب اُسکی دادی جان اُنکے سامنے ہوتی تھیں۔۔ اب بھی زر بیگم کے آتے ہی نور کی خوبصورت بلیک مقناطیسی آنکھیں اُنہیں پر لگی تھیں اب ٹھٹھ مارتی اپنی دادی کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کر رہی تھی زرتاج بیگم جو ایک بک ریڈ کر رہی تھیں۔۔ دیکھنے میں بظاہر وہ کتاب پڑھ رہی تھیں اپنی نظر کے چشمے کو لگا کر لیکن اُن کی نظر اپنی پوتیوں پر ہی ٹکی تھی خاص کر نور پر جو اُنہیں کی طرف دیکھتی زبان باہر نکال کر اپنی ہی



زبان میں اپنی دادی سے لگی تھی۔۔۔ جیسے بتانا چاہ رہی ہو کہ وہ اُن سے کتنا پیار

آنا چاہتی ہے۔ کرتی ہے اور وہ اپنی دادی کی گود میں

شمسہ کسی کام سے کچن کی طرف بڑھی تھی پیچھے نور نے اپنی دادی جان کے پاس

جانے کے لیے ہر حال میں رونا شروع کیا تھا۔۔۔ آراء بھی اپنی بہن کو روتا دیکھ

رونے ہی لگی تھی کہ زرتاج بیگم سے اب رہا نہیں گیا آخر وہ اپنی کتاب رکھتیں

فوراً سے صوفے کی جانب بڑھتی دونوں کو اٹھا گئی تھیں۔ کتنی دیر بعد اُنہوں نے

اپنی پوتیوں کے پیدا ہونے کے بعد آج پہلی دفعہ اُن کو اپنی گود میں لیا تھا۔۔۔ جیسے

ہی زرتاج بیگم نے دونوں کو لیا ایک الگ سا احساس دل میں جاگا تھا یہ گود میں کوئی اور

نہیں اُنکے بیٹے کی اولاد تھیں۔۔۔ وہی بیٹا جس کو کتنی منتوں سے مانگا تھا۔ زرتاج

بیگم جو آراء اور نور کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔ جواب رونا بند کیے اپنی دادی کی گود میں

کھلکھلا رہی تھیں اتنے میں روشال جو اپنے ہاتھ پہنچتی باہر آئی تھی کچن سے اپنی

سامنے کھڑی بیٹیوں کو زرتاج بیگم کی گود میں دیکھتے اُسکا دل ڈرا تھا ڈرنا بنتا تھا

اُس کی ساس نے کب اُسے کبھی پیار سے بھی بلایا تھا بلکہ وہ ہر وقت بچیاں ہونے

کے بعد بھی عالیاں خان کی تیسری شادی کی بات کرتی رہتی تھیں۔۔۔ ایک دم

آتی زرتاج بیگم کی گود سے اپنی بیٹیوں کو لینے لگی جو اُن کو ہلکا سا مسکرا کر دیکھ رہی تھیں۔۔۔ انہیں مجھے دے دیں پلزامی جان۔۔۔ روشال زرتاج بیگم سے اپنی بیٹیاں چھین گئی تھی نور اور آراء جو پٹ پٹ آنکھوں سے کبھی اپنی امی کو تو کبھی دادی کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔ یہ کیا طریقہ ہے روشال زرتاج بیگم کو پتہ نہیں کیوں اپنی پوتیوں کی اب ذرا سی بھی دوری پر غصہ سا آیا تھا۔ ان دونوں کو میرے پاس ہی رہنے دیں امی جان۔۔۔ میں جانتی ہوں میری بیٹیوں کو پکڑ کر آپ کو اچھا محسوس نہیں ہوگا کیونکہ یہ میری جو ہیں ایک عام اور غریب لڑکی کی اور سب سے بڑی بات یہ لڑکیاں ہیں۔۔۔ مجھے ڈر لگتا ہے کہیں آپ میری سزا یا میرا غصہ میری بیٹیوں پر نہ نکال دیں۔۔۔ آخر آپ مجھ سے اتنی نفرت جو کرتی ہیں۔

یہ بولتی روشال نم آنکھوں سے زرتاج بیگم کو دیکھتی اوپر کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔ وہیں زرتاج بیگم نا محسوس انداز میں صوفہ پر بیٹھتی سوچ میں پڑ گئی تھیں۔۔۔ اور آج پہلی بار اپنے بیٹے کی اولاد کے لیے ٹرپ اٹھی تھی۔ وہ اپنی گود دیکھ رہی تھیں جہاں کچھ دیر پہلے اُنکی پوتیاں تھیں کیا میں اتنی بری دادی ہوں۔۔۔

کیا میں اپنے ہی عالیاں کی بچیوں کو دردوں گی۔۔۔ ویسے اُس لڑکی کا سوچنا بنتا ہے  
میں نے کونسا اپنے بیٹے کی اولاد کو پکڑا اُن کو سینے سے لگایا کیسے میں بھول گئی وہ  
میرے عالیاں کی سیٹیاں ہیں میرے عالیاں کی۔۔۔ یہ بولتی روتی اپنے کمرے  
کی جانب بڑھ گئی تھیں۔

---

-----

روشال جو دن کے وقت باہر پیچھے کے لان میں روایتی ماؤں کی طرح دونوں کو  
دھوپ میں تخت پر لیے بیٹھی تھی شمسہ کے ساتھ۔۔۔ وہ دادی جان کے  
بولنے پر اُن کو دھوپ۔ لگوانے لائی تھی۔۔۔ پر اُسکی سیٹیاں آج روئے ہی جا  
رہی تھیں۔۔۔ روشال نے اپنا بھی فیڈ کر دیا پر وہ دونوں چپ ہونے کو تھی نہیں  
۔۔۔۔۔ بس آراء نور کیا ہوا ہے تم دونوں کو روشال ایک چھوٹی سی ماں اپنی بچیوں  
سے پوچھ گئی تھی شمسہ پاس ہی بیٹھی تھی۔ اُس نے بھی کافی ٹوٹکے روشال کو  
استعمال کرنے کو بولے اُس کو لگ رہا تھا چھوٹی بی بیوں کو شاید پیٹ میں درد ہے  
۔۔۔ زرتاج بیگم جو ہال سے نکل کر باہر کارپورچ کی طرف بڑھ رہیں تھیں وہ

اپنی کسی خاص دوست سے ملنے جا رہی تھیں۔۔ اپنی پوتیوں کے رونے کی آواز  
سنتی ٹینشن میں پیچھے لان کی طرف بھاگی۔

روشال جو اُن کو چپ کر وارہی تھی پر وہ ہو ہی نہیں رہی تھی خاص کر نور۔۔ اُس  
نے تو آتک مچایا ہوا تھا آراء بھی اپنی بہن کے زیادہ رونے کی وجہ سمجھ نہیں پارہی  
تھی ایک دم زرتاج بیگم آتے ہی اپنی چھوٹی پوتی نور کو روشال کی گود سے پکڑ گئی  
تھی۔۔۔ امی جان !!! بس روشال بہو پوتی ہے میری میرے عالیاں کی

بیٹیاں۔۔ کیوں رولارہی ہو میری جان کو۔۔ نور کو پیار دیتی آراء کو اپنے  
ہاتھوں کا لمس دے گئی تھیں اب دونوں اپنی دادی جان کا پیار لیتی مسکرا رہی  
تھیں۔۔ روشال کی آنکھوں میں پانی آیا تھا آج واقعی زرتاج بیگم اُسے اُسکی  
بیٹیوں کی دادی لگ رہی تھیں کیونکہ آج اُن کی آنکھوں میں آراء نور کے لیے  
بہت پیار دکھ رہا تھا۔۔ روشال روتی ہنس دی تھی۔۔ بیٹھی کیوں ہو بہو جاؤ جا کر  
تیل لاؤ میں اپنی شہزادیوں کی خود مالش کروں گی۔۔ ان کو پیٹ میں درد ہے نیم  
امی جان۔۔ روشال خوشی کے آنسو لیے شمسہ کے گرم پانی بھی لاؤ۔۔۔ جی  
ساتھ اندر کی طرف بڑھنے لگی۔ سنور روشال بہو !!! جی امی۔۔۔ آج سے

میری پوتیاں زیادہ میرے پاس رہیں گی تم آرام سے میرے عالیاں کے ساتھ  
اپنا وقت گزار سکتی ہو۔

کچھ نہ بولتے ہوئے بھی زرتاج بیگم بہت کچھ بول گئی تھیں اُنہوں نے روشال کو  
بتا دیا تھا وہ اُس کو بہو کے روپ میں تسلیم کر چکی ہیں۔۔۔ جہاں روشال کی  
آنکھوں میں خوشی کے آنسو آنسو تھے وہیں زرتاج بیگم کی آنکھوں میں آرا نور  
کے لیے پیار ہی پیار تھا

---

ایک ہفتہ گزر گیا تھا نواب عالیاں ابھی تک لاہور سے واپس نہیں آئے تھے۔۔  
روشال جس کی بڑھتے دنوں کے ساتھ نواب عالیاں کا سوچ سوچ کر دماغی  
حالت ابتر ہوتی جا رہی تھی۔۔۔ سب سے زیادہ نواب عالیاں کی بے اعتنائی اُس  
کو دن رات مار رہی تھی۔ وہ مرد جو ایک لمحے کے لیے بھی اُس سے کبھی غافل  
نہیں ہوا آج وہ اُس سے بالکل ہی منہ پھیرے لاہور بیٹھا تھا۔۔ کیسے ہاں  
کیسے۔۔۔ روشال جو تنہا ہاں میں بیٹھی تھی دونوں سیٹیاں زرتاج بیگم کے

پاس آج سو رہی تھیں روشال جو ریڈ کا مدار سوٹ میں اوپر بڑی سی بلیک شال  
لیے ہر رات کی طرح آج بھی ہال میں چکر کاٹے نواب عالیان کی آمد کا انتظار کر  
رہی تھی۔۔۔ شاید آج آجائیں اُسکے نواب لیکن آج بھی کوئی آثار نہیں لگ رہے  
تھے۔۔۔ روشال اب اپنے غصے میں بر بڑائی تھی۔

ضرور کوئی تیسری لانے کے چکروں میں ہی ہیں آئیں ذرا کسی کو لے کر اُسکی  
ٹانگیں توڑ دوں گی۔۔۔ روشال جو پاگلوں کی طرح اپنے آپ سے ہی بول رہی تھی  
ایک دم دادی جان کی آواز پر وہ گڑ برا کر پیچھے کودیکھ گئی جہاں دادی جان اپنی  
سٹک کے سہارے کھڑی اُس کو مسکرا کر دیکھ رہی تھیں۔ دادی جان آپ!!!!  
ادھر آؤ بیٹھو کچھ باتیں کرنی ہیں تم سے جی!!!! اب دونوں صوفہ پر بیٹھی تھیں  
دادی جان جو روشال کو سمجھا رہی تھیں۔ بیٹی میں دیکھ رہی ہوں جب سے عالیان  
گیا ہے لاہور تم اپنے ہوش حواس میں نہیں۔۔۔!!!! ایسا کچھ نہیں دادی جان  
روشال اپنی انگلیاں مروڑتی بولی۔ میں تو یہ بھی جانتی ہوں بیٹی وہ تم سے ناراض  
ہو کر گیا ہے اُس کی آنکھیں پڑھ کر ہی ہم جان لیتے ہیں بچپن سے ہمارا عالیان  
کس تکلیف سے گزر رہا ہے۔۔۔ کیونکہ بچپن سے ہمارا عالیان زرتاج بہو سے زیادہ

ہم نے کیا کیا۔۔ ہم کیسے وہ سب بھول ہمارے نزدیک رہا ہے۔ پردادی جان  
جائیں جو ہمارے دل میں بیٹھ چکا ہے۔۔۔ روشال آنسو آنکھوں میں سجائے بولی  
تھی۔ بیٹی ہم جانتے ہیں ہمارے عالیاں سے کچھ نا انصافیاں ہوئی ہیں تمہارے  
ساتھ پر ہمارا عالیاں سب سے الگ ہے ایسا مرد نصیب والیوں کو ہی ملتا  
ہے۔۔۔ روشال جو چپ چاپ سن رہی تھی۔۔ آنسو چھلک کر عارض پر گر رہے  
تھے۔ بیٹی معاف کرنے والا بڑا ہوتا ہے!! اسکو سمجھو بیٹی اُس نے بھی اپنا ہر  
رشتہ چاہے تمہارا ساتھ تھا یا اُس کے ساتھ سچے دل کے ساتھ نبھایا وہ کسی کے  
ساتھ نا انصافی نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن شاید تم سے ہو گئی۔۔ لیکن بیٹی تم نے بھی  
عالیاں کو کچھ نہیں بتایا وہ تمہارے ساتھ کیا کرتی رہی تھی۔  
روشال جو زمین کو گھورتی آنسو بہا رہی تھی وہی اذیت بھر اوقت آنکھوں کے  
آگے پھر سے گھوما تھا۔۔ اور زیادہ شدت سے آنسو گرے تھے۔ دیکھو بیٹی میرا  
مقصد تمہیں وہ سب یاد کروانا نہیں پر اس گھر کی بڑی ہونے کے ناتے تم کو میں  
سمجھا سکتی ہوں ایک عورت اپنے مرد کو کیسے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنا بنا سکتی  
ہے۔۔ روشال جو روتے سسکی بھر گئی تھی۔ بیٹی وہ تو ویسے ہی پھنسا تھا دودو

شادیوں میں جو میرا پوتا چاہتا بھی نہیں تھا بڑی مشکل سے وہ دوسری شادی کے لیے راضی ہوا تھا ورنہ اُس کا ماننا تھا عورتوں کے معاملے میں خدا سے ڈرو۔۔۔ بیٹی تم تو بہت قیمتی ہو اُسکے لیے عشق ہو تم اُس کا وہ بھی اس عمر کا۔۔۔ جب ایک مرد عشق کرتا ہے تو کمال کا کرتا ہے۔۔۔ اس لیے بیٹی اب میرے عالیاں کو اپنے الفاظ۔ اپنے رویے سے اور تکلیف نہیں دو اُس کو اپنے اندر سمیٹ لو۔ آگے وہ اُس لڑکی کی بیوفائی سے اندر تک ٹوٹ گیا ہے اب تمہارا روٹھنا اُس کو اندر تک مار رہا ہے۔۔۔ بیٹی زندگی کا پتہ نہیں خوشی خوشی گزار لو تم دونوں کے لیے ہی نہیں تمہاری اولاد کے لیے بھی بہتر ہے۔۔۔ ماں باپ ہنستے ہوئے ہوں تو اولاد راج کرتی ہے۔

یہ بولتی دادی جان روشال کے سر پر ہاتھ رکھ گئی تھیں۔ پردادی جان میں کیسے اُس رات کو بھولوں یہ بولتی روشال رو دی تھی۔ کیا ہوا تھا اُس رات!!!!۔ روشال نے اُس رات جو جو ہوا وہ سب دادی جان کو حرف با حرف بتا دیا تھا۔ کیا!!!! دادی جان جو اُس دن کی یہ بات جو باب اور عالیاں کے بیچ ہوئی اُس کو سن کر کچھ پل خاموش ہوئی تھیں پھر ایک دم بولیں۔۔۔!!! میرے ساتھ آؤ



روشال بہو۔۔ مجھے لگتا ہے اگر میرا پوتا بے گناہ ہے تو اُسکی سچائی اسٹڈی روم کے  
کیمروں نے ضرور قید کی ہوگی۔ دادی جان!!! آؤ میرے ساتھ۔۔ روشال  
دادی جان کے پیچھے چل دی تھی کیمرہ روم کی طرف۔۔ جہاں بس نواب عالیان  
ہی جاسکتے تھے وہاں حویلی کے کسی فرد کی گارڈز ملازم وغیرہ کو بھی جانے کی  
اجازت نہیں تھی بڑی بیگم اگر نواب صاحب کو پتہ لگا وہ ہمیں نہیں چھوڑیں گے  
نوید نواب عالیان کا خاص بندہ بولا۔۔ جس سے دادی جان نے کہا تھا کیمرہ روم  
کھولے جہاں سارا دن حویلی کی کمروں کے علاوہ باقی ہر جگہ کی ریکارڈنگ ہوتی  
تھی۔

ہمارا پوتا ہے ہم دیکھ لیں گے تم بنا خوف دروازہ کھولو!!!! پر بڑی بیگم!!! ہم نے  
بولانہ۔۔۔ نوید دروازہ کھول گیا تھا اور کچھ دیر بعد دادی جان اور روشال کمرے  
سے باہر آئی ہیں اسٹڈی روم کی اُس رات کی ریکارڈنگ دیکھ کر کیسے رُباب نے  
نواب عالیان کو اپنی باتوں کے جال میں پھنسا کر اُنکے ساتھ کھیلا تھا۔ روشال جو  
آنسو لیے صوفہ پر بیٹھ گئی تھی۔۔ آج پتہ لگ گیا تھا اُس رات اُسکے نواب جی کے

بولے ہر لفظ سچ تھے۔۔ دیکھا بیٹی تم نے ہم نے بولا تھا نہ ہمارا عالیان ایمو شمل  
ضرور ہے پردھو کے باز نہیں۔

ہمم۔۔۔ روشال اتنا سا ہی بولی تھی ندامت تھی اب اپنے الفاظوں پر جو اُس نے  
نواب عالیان کو بولے۔ آخر دادی جان روشال اور نواب عالیان کو پھر سے  
قریب کرنے کے لیے جان بوجھ کر بولیں۔۔۔ وہ جانتی تھیں اب اُن کا پوتا بس  
روشال کا تھا۔ دیکھو بیٹا ایک پتے کی بات بول دوں۔۔۔ مرد با کردار بھی ہو پھر  
بھی عورت کو اُس کو اپنے جال میں پھنسا کر ہی رکھنا پڑتا ہے۔۔۔ اور تمہارا مرد تو  
بہت ہی حسین اور خوب رو ہے ویسے ہی جوانی سے کتنی ہی لڑکیاں عالیان کے  
پیچھے منڈلاتی رہتی ہیں اور جانتی ہونہ آج کل ایک اور اُس کے آگے پیچھے گھوم  
رہی ہے۔۔۔ بیٹی مرد پنچھی کی طرح ہوتے ہیں اس لیے اُس کو پوری طرح اپنے  
حسن اپنی قربت کے جال میں قابو میں کر لو۔۔۔ جیسے وہ چاہتا ہے ویسی بن کر دیکھو  
پھر وہ بس تمہارا ہی تمہارا ہے۔۔۔ دادی جان روشال کو آنکھ مار گئی تھیں۔۔۔  
کی ان باتوں پر جہاں جیلیسی بڑھی وہاں وہ ایک روشال جو رو رہی تھی دادی جان  
دم اُنکی بے باک باتوں پر اندر تک سرخ ہوئی تھی۔ ویسے بیٹی تم ہی اُسکا نصیب

تھی جیھی دیکھو اُسکا اصل کمرہ جہاں وہ بچپن سے لے کر اپنی جوانی تک رہا وہ  
تمہارے حصے میں آیا کیونکہ اُس پہلی والی کو اُس کا کمرہ اور ٹیسٹ اولڈ لگا تھا۔۔۔  
مطلب دادی جان !!! روشال جو بے یقینی سے دیکھ رہی تھی مطلب وہ اسی بات  
میں کڑھتی رہی کہ اُس کے حصے میں تو اُس کے شوہر کا کمرہ بھی نہیں آیا لیکن یہ  
حقیقت واقعی جان لیوا تھی۔۔۔ مطلب یہی جس کمرے میں تم شادی ہو کر آئی  
ہو وہ عالیان کا اصل کمرہ تھا۔

یہ بات سنتے تو روشال کی دھڑکنے بڑھی تھیں۔۔۔ اس کا مطلب اُسکا عالیان اُس  
کا تھا۔ اب اگلی دادی جان کی بات پر روشال کے عارض سرخ انار بنے تھے۔  
کل آرہا ہے عالیان تمہاری اب صحیح والی شب عروسی کے لیے میں تمہیں تیار  
کروں گی روشال بہو۔۔۔ !!!؟ دادی جان !!! روشال کی جان لبوں پر سچی تھی  
وہ حیا شرم سے اندر تک لال ہوئی تھی اب وہ نواب عالیان کی قربت کی سوچ سے  
ہی اندر۔ تک لارزی تھی۔۔۔۔۔ اتنے دن بعد جو قریب آنا تھا بلکہ مہینوں بعد

اگلے دن رات کے گیارہ کا وقت تھا روشال جو اپنے کمرے میں کب سے ڈریسنگ  
ٹیبل کے آگے کھڑی سج رہی تھی۔۔۔ آراء اور نور زرتاج بیگم کے پاس تھیں  
آج رات۔۔۔ روشال جو بہت ہی خوبصورت وائٹ گراہ میں ملبوس تھی جس پر  
گولڈن رنگ کا دبتے کا کام ہوا تھا اور دوپٹہ کے پلوپر گولڈن رنگ کا خوبصورت  
گوٹالیس لگی ہوئی تھی۔۔۔ اس وقت روشال جو آئینے کے سامنے سٹول پر بیٹھی  
پہلی رات کی دلہن کی طرح اپنے خود کو سنوار رہی تھی۔۔۔ روشال جو اب اپنے  
ہاتھوں کی کلائیوں میں نواب خاندان کے پشتینی سونے کے کنگن ڈال رہی تھی جو  
نواب عالیان نے اسے تحفے کے طور پر دیے تھے۔ وائٹ گراہ خوبصورت لہنگے  
کی فٹنگ والی چھوٹی سی قمیض جس میں سے روشال کے مخملی نشیب و فراز باہر  
آنے کو بیتاب تھے۔

گلے ہاتھوں میں سونے کی جیولری، لمبے سیلکی بالوں کو کمر پر ڈال رکھا تھا بہت ہی  
حسین انداز میں کرلز ڈال کر لائٹ میک اپ لیکن لپسٹک روشال نے ڈارک

مہرون رنگ کی لگائی تھی۔۔ کیونکہ نواب عالیان کو اُسکے ہونٹوں پر ریڈ یا مہرون  
رنگ ہی اچھا لگتا تھا۔

قربت کے لمحات میں وہ کتنی دفعہ روشال کو لپسٹک لگانے کا بولتے بار بار اور اتنی  
ہی بار اُسکی نازک پنکھڑیوں سے چرا بھی لیتے تھے۔۔۔ گزرے وقت میں نواب  
عالیان کی قربت کے لمحات میں کی گئی بے باکیاں یاد کرتے روشال نم آنکھوں  
سے بھیگا سا شرمائی تھی۔

اُف!!! نواب جی کو جھیلنا وہ بھی رات رات بھر کوئی آسان کام تو نہیں۔۔ روشا  
ل جو سامنے آئینے میں دیکھتی خود سے باتوں میں لگی تھی۔۔ مسکرا کر!!! آج  
کتنے مہینوں بعد اُس نے نواب عالیان کے قریب جانا تھا۔ وہ بھی بہت قریب  
!!!!؟ دیکھی ہیں میں نے اُنکی بے قراریاں اجسم کی بدلتی ہوئی تبدیلیاں جب  
جب وہ میرے قریب آتے اپنے جذبات پر بندھ بندھ جاتے تھے۔۔ آج صبح  
آپکو آپکا حق لینے دوں گئی نواب جی آج آپکی روشال پھر سے آپکی ہوتے آپ کی  
بننا چاہتی ہے۔

لیکن اُس روشال اور آج کی روشال میں بس اتنا فرق ہے کہ اب کی روشال آپکے لیے پاگل جنونی اور حد سے زیادہ پوسسیو ہو چکی ہے۔۔ ابھی تو آپکی اس بے رخی پر بھی آپکی روشال نہیں ماننے والی کیسے آپ مجھ سے اتنے خفا ہو گئے آجائیں ایک دفعہ پھر سے میری پناہوں میں اب کی بار آپکو ایسے اپنے میں سینچوں گی۔۔ با مشکل ہی آپ میرے سحر سے نکل سکیں گے نواب جی!!! آجائیں بس آجائیں ایک دفعہ آجائیں آپ کو اپنے عشق کی تپش میں ایسا بھگوننا ہے اب کی بار کوئی تیسرا کیا کسی بے جان چیز کو بھی ہمارے بیچ میں آنے کی اجازت نہیں ہو گی!!!!!! یہ بولتی روشال نم آنکھوں سے مسکراتی اپنی بھگی آنکھیں ملتی دوپٹہ اٹھائے پن کے ساتھ سائڈ کندھے پر سیٹ کرنے لگی۔۔ اور بار بار اپنا دوا آتشہ روپ دیکھتی حیا کی سرخی لیے ہوئی تھی۔۔

---

رات کے بارہ کا وقت تھا نواب عالیان خان کی جدید بلیک لینڈ کروزر گارڈز کی گاڑیوں کے احصار میں حویلی کے طویل ڈرائیو سے ہوتی کارپورج میں آکر

رکی تھی۔ آج نواب عالیان خان نہیں اُنکا ڈرائیو کر رہا تھا وہ دادی جان کے کال پر گھر آئے تھے بہت ہی ایمر جنسی میں۔

آخر دادی جان نے کہہ ہی کچھ ایسا دیا تھا کہ نواب عالیان اپنی بہت اہم میٹنگ بیچ میں چھوڑتے حیدر آباد پہنچے تھے۔ نواب عالیان سفید شلوار قمیض پر سیاہ مردانہ شمال اوڑھے گاڑی سے اترتے اپنی گھنی بیرڈ سہلاتے اپنی بارعب شخصیت کے ساتھ عجلت کے عالم میں اپنی حویلی داخل ہوئے تھے۔ اس وقت رات بہت زیادہ گہری ہو چکی تھی آسمان پر کالی گھٹائیں اور بادل سے بن چکے تھے۔ شاید آج کی رات شدید بارش برسنی تھی۔۔۔ وہ اپنے بھاری قدموں سے اپنے کمرے کی طرف بڑھے تھے۔ کیونکہ دادی جان نے کال پر بولا تھا کہ اُنکی چھوٹی بیگم کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔

یہ سنتے نواب عالیان اپنی کروڑوں کی میٹنگ پر لات مار آئے تھے کیونکہ اس میٹنگ اس پر وجیکٹ یہاں تک کہ اُنکی زندگی سے بھی زیادہ ضروری تھی یہ عورت اُنکے لیے۔ جیسے ہی نواب عالیان کمرے میں داخل ہوئے کمرہ اس وقت پورا خالی تھا۔ روشال کمرے میں کہیں نہیں تھی بستر جو سلوٹوں سے پاک تھا

پورا کمرہ ہی نکھرا ہوا تھا۔ ایسے لگا جیسے کافی ٹائم سے روشال اور بچیاں یہاں نہیں تھیں۔

نواب عالیان اضطراب کی کیفیت میں واشروم کی طرف بڑھے پردروازہ کھلا ہوا تھا اس کا مطلب اُن کی گڑیا وہاں بھی نہیں تھی اب نواب عالیان نے کمرے کے بیچونچ کھڑے ہو کر نظر دوڑائی اپنی سیرڈ کورب کرتے۔۔ ایسا کبھی نہیں ہوا تھا وہ رات کے اس پہر کمرے میں نہیں ہو۔ روشال نے آج تک اتنی ناراضگی پر بھی اُن کا کمرہ نہیں چھوڑا تھا آخر وہ بیماری کی حالت میں کہاں گئی تھی۔ مضطرب انداز میں سوچتے نواب عالیان کمرے کو دیکھ رہے تھے۔ ایک منٹ ڈریسنگ روم تو چیک کیا ہی نہیں۔۔ نواب عالیان جلدی سے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھے اور وہاں داخل ہوتے ہی اُنکے پاؤں زمین پر ہی منجمد ہوئے تھے سامنے آئینے کی طرف دیکھ کر۔۔ جہاں مہرون لپسٹک سے آئینے پر لکھا تھا۔ ہمیں آپکے ساتھ نہیں رہنا آپ اچھے نواب نہیں ہیں آپ ہمیں اگنور کر رہے تھے نہ لیں ہم نے رہنا ہی نہیں ہم آپکو واقعی روشال عالیان خان نے آپکو اگنور کیا آپکے ساتھ برداشت نہیں کر سکتے اب تو بالکل بھی نہیں۔۔ اور آپکو اپنی بیٹیوں سے بس



مطلب ہے لیں ہم نے آپکی سیٹیاں آپکی حویلی میں ہی چھوڑ دی ہیں اور خود ہم نکل گئے ہیں پتہ نہیں کہاں۔۔ لیکن ہم نکل گئے ہیں نواب صاحب!!! آپ ایک کام کرنا لاہور سے کوئی حسینہ لے آئے گا اور ہو سکتا ہے ہم بھی آگے بڑھ جائیں اب ساری زندگی تو آپکے لیے نہیں بیٹھ سکتے نہ اور ہاں آپکی سیٹیاں میرا فیڈ کرتی ہیں۔۔ بس فیڈ ہی کرتی ہیں ورنہ پیار کے معاملے میں آپ سے سب سے زیادہ پیار کرتی ہیں تو بہتر آج رات کیا ہر رات اُن کی آپکے ساتھ ہو۔ اور ہاں نواب صاحب دعا کرتی ہوں آپکو میری ہی عمر کی خوبصورت حسینہ مل جائے جو آپ کو جھیل سکے کیونکہ آپکو بس کم عمر لڑکیاں ہی جھیل سکتی ہیں۔۔!!! اب روشال میں اتنا دم خم نہیں آپکی بے باکیاں سہے تو سوچا ہے میں نے آپکو آزاد ہی کر دیتی ہوں میرا کیا ہے میری زندگی تو گزر ہی جائے گی کوئی مل ہی جائے گا۔ اس الفاظ پر زیادہ زور دے گئی تھی لکھتے وقت اچھا میں چلتی ہوں اگر آپکو مل جاؤں تو پھر آپ میرے اور میں آپکی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔۔!!! ابھی کے لیے خدا حافظ شبہ خیر!!! آئیے پر یہ لکھا سب پڑھتے نواب عالیان کی آنکھیں سرخ ہوئی تھیں۔۔ سمجھ نہیں آ رہا تھا لکھا کس نے ہے مطلب ایسا لگ

رہا تھا کوئی اٹھارہ سال کی بچی اپنے بچنے سے اُن سے کھیل گئی ہو۔۔ الفاظ ہی ایسے  
بے مطلب تھے۔۔ نواب عالیان خان کا سر چکرایا تھا پورے وجود کی رگیں ظاہر  
ایک واحد ہی پیس تھا جو اُنکے نصیب میں لکھا ہوئی تھیں۔ اُنکی روشاں اس دنیا کا  
ہی نہیں تھا بلکہ اب وہ پورے حق سے اُنکے دل کی ملکہ بنتے اُنکا عشق بن چکی  
تھی۔۔ جو اُن کو ترپانے کے لیے بہت ہی اعلیٰ اپنی طرف سے تو لکھ گئی تھی پر اُس  
کے مقابل کے حیدر آباد سلطنت کا نواب عالیان تھا جو سامنے لکھی تحریر پڑھ کر  
ہی جان گیا تھا۔ اُسکی چھوٹی معصوم گڑیا بیوی کے دماغ کے کچھ اسکرینوں پر  
ہلے تھے بلکہ وہ پاگل پن اور جنونیت میں ہر حد پار کرتی نظر آرہی تھی۔ باب پتہ  
نہیں کہاں نکل گئی تھی اپنی بیوقوفی میں !!! اُن کو اپنا حال باخوبی سامنے دکھتا نظر  
آ رہا تھا۔ اُن کی چھوٹی سی عورت نے آگے پورے پورے ناک کے چنے چبوتے  
والی تھی۔ روشاں بیگم آپ ایسا نہیں کر سکتی کہاں گئیں آپ ہاں !!! اور جو آپ  
نے بولانا آپ کسی کی ہو جائیں گی ہاتھ لگے میرے ذرا پھر بتاؤں گا جب نواب  
تو پھر صرف تن ہی درد سے چور ہوتا عالیان اپنی حق ملکیت بتانے پر آمادہ ہے نہ  
ہے !!! یہ بولتے نواب عالیان علی خان روشاں کی سائڈ کی الماری کھول گئے

تھے اُسکا کوئی کپڑا وہاں موجود نہیں تھا۔۔ صرف نواب عالیان اور بچیوں کے کپڑے تھے۔ آپ ایسا نہیں کر سکتی روشال!!! آپ ایسے مجھے بچکانی باتوں پر چھوڑ کر نہیں جاسکتیں ناراض ہونا میرا بنتا تھا پر یہاں تو آپ معاملہ ہی مخالف سمت کر گئیں خود ہی سنا کر خود ہی روٹھ گئیں ہاتھ لگے میرے آج آپ کو بتاتا ہوں!!! نواب عالیان اب اپنی بل دار پیشانی کو انگلی سے مسلتے اپنے اندر اٹھتے طیش والہ کو با مشکل قابو پاتے کمرے سے نکلتے حویلی کے کمروں کی طرف بڑھے اُنکا یہی خیال تھا اُن کی بیوی غصے میں روٹھ کر کسی کمرے میں چھپ کر نہ بیٹھی ہو۔۔ کیونکہ اُنکی روشال کتنی شیرنی کیوں نہ بن جائے پر رہے گی وہ معصوم ہی اٹھارہ سال کی بچی۔۔ دو بچیوں کی ماں بننے کے بعد بھی۔

حویلی کا ایک ایک کمرہ نواب عالیان نے چھان مارا تھا بس دادی جان اور زرتاج بیگم کے کمرے کو چھوڑ کر جانتے تھے اُنکی روشال کسی قیمت بھی ان دونوں کے کمرے میں نہیں جائے گی۔۔ وہ کہیں نہیں تھی پوری حویلی میں کہیں نہیں تھی۔۔ اب صحیح میں نواب عالیان علی خان

کا وجود زلزلوں کی زد میں آیا تھا۔ نواب عالیان نے پسینے سے شرابور پیشانی کے ساتھ اپنے مضبوط ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچی تھیں۔۔ اب نواب عالیان کے بھاری قدموں کا رخ کارپورچ کی طرف تھا محمود خان!!!! وہ حلق کے بل پوری قوت سے ڈھارا تھا

---

جی نواب صاحب!! نواب عالیان علی خان اپنی گاڑی کا دروازہ کھولتے بیٹھنے ہی لگے تھے۔۔ ایک دم رخ موڑ کر محمود خان کو دیکھا۔۔ کہاں تھے تم جب میری بیگم یہاں سے نکلی!! نواب صاحب ہم تو صبح سے ایک منٹ گیٹ سے نہیں ہلا تو ب بیگم صاحبہ بھلا کیسے حویلی سے نکل سکتا ہے۔ محمود خان ڈرتے ہوئے بولا تھا جانتا تھا اُس کا نواب رحمدل انسان ہے لیکن جب بات اُسکی بیگم اُسکی فیملی پر آجائے تو اُس سے زیادہ بے رحم کوئی نہیں!!!! اب صحیح میں نواب عالیان خان کی جان نکلی تھی آخر اُن کی بیگم اُنکی روشال کہاں چھپ گئی تھی۔

اکیلی تو وہ نہیں جاسکتی پر ایک دفعہ وہ نکل چکی ہیں حویلی سے لیکن اب کی بار نہیں جائے گی مجھے یقین ہے لیکن ہے کہاں یہ پاگل لڑکی!!!! نواب عالیان جو تپ کر

انگار ہوئے تھے اتنے میں اُن کا فون بجا!!! نواب عالیان بنا نمبر دیکھے فون کان سے لگا گئے تھے۔ نواب جی!!!۔۔۔ چھوٹی بیگم کہاں ہیں آپ!!! نواب عالیان فون پر دبے انداز میں ایک سائنڈ پر ہوتے چیخے تھے۔ اوپر آجائیں حویلی کی چھت پر ورنہ روشال عالیان خان کو زندگی میں آگے بڑھنے پر وقت نہیں لگے گا نواب جی!!! آرہا ہوں بیگم اچھی طرح آپ کی جان نکالتا ہوں پھر مت کہے گا نواب جی آپ بہت ظالم ہیں!!! دانت پیستے بولے تھے نواب عالیان۔۔۔ یہ بولتے فون غصے سے بند کرتے حویلی کے اندر کی طرف بڑھے تھے۔

---

وہیں ایرہ جود لہن کی طرح سچی حویلی کی چھت پر تھی پوری چھت کو دادی جان کے کہنے کے مطابق لایٹوں اور گلاب کے پھولوں سے سجایا گیا تھا۔۔۔ جہاں ہر طرف کینڈل اسٹینڈ رکھے گئے تھے۔ ایک طرف بہت ہی خوبصورت سا چھت پر ہی خیمہ لگایا گیا تھا۔ جس میں بستر تکیے کمبل رکھا ہوا تھا۔ باہر اب سردی کی شدت میں موسم کی خرابی کی وجہ سے اضافہ ہو رہا تھا تو اندر ہیٹرز بھی

رکھوائے گئے تھے۔۔۔ روشال جو پچھلے ایک گھنٹے سے اپنے نواب عالیان کا انتظار کر رہی تھی۔

وہ اتنے دنوں سے اُس کو بے رخی کی سزا مار رہے تھے۔۔۔ آج وہ بھی آئینے پر خود سے ال فال لکھتی اُن کی جان نکال گئی تھی۔۔۔ پر اب صحیح میں روشال کی سردی اور نواب عالیان کے غصے کے خوف سے جان لبوں پر سبجی تھی۔۔۔ وہ فون پر بہت ہی بے باک سزا کا جو بول گئے تھے۔ روشال اندر تک سرخ ہوئی تھی۔۔۔ پر اگلے ہی لمحے نواب عالیان کی تڑپ اُس کے لیے فون پر محسوس کرتی روشال کو ان جانی سی خوشی ہوئی تھی اُس کو سکون سا محسوس ہو رہا تھا یہ سب اُس کو دادی جان نے آخری لمحات میں کرنے کو بولا تھا اُن کا کہنا تھا جتنی تڑپ ہوگی آج کی رات۔۔۔ اتنی ہی آج کی رات تم دونوں کی گہری ہوگی۔ لیکن اب اپنے نواب جی کی دھمکی فون پر سن کر اُس کو ڈر لگ رہا تھا۔۔۔ اپنے نواب کو جانتی تھی غصہ کم ہی آتا تھا اُن کو لیکن جب آتا تھا تو اُن سے برا کوئی ہوتا بھی نہیں تھا اُف!! ہم نے کیا ن کی بات سُنی ہی نہیں چاہیے تھی اب پتہ نہیں کیسے مجھے وہ کر دیا ہم کو دادی جا سزا دیں گے۔

روشال اب بری طرح پریشان ہوئی تھی سیڑھیوں پر بھاری قدموں کی دھمک  
کی آواز سنتے اُسکا دل اچھل کر حلق میں آیا تھا۔

---

نواب عالیان جو سیڑھیاں چڑھتے تیزی سے اوپر کی جانب طیش عالم میں بڑھ  
رہے تھے اُن کی دودھیارنگت میں سرخیاں سی گھلی تھیں وہ اپنی بیگم کو آج  
چھوڑنے کا ارادہ نہیں رکھتے تھے۔ چہرے کے نقوش تنے تھے۔۔ آخر کار وہ  
سیڑھیاں چڑھتے اوپر چھت پر آئے تھے۔ چھت کو سجادیکھ کر بھی نواب عالیان  
کے قدم نہیں رکے تھے یا یہ بولا جائے وہ اتنے غصے سے پاگل ہو رہے تھے اُن کو  
کوئی سجاوٹ ہی نہیں دکھی سب سے زیادہ توروشال کے یہ الفاظ سیدھا سینے پر وار  
کر گئے تھے وہ کسی اور کے ساتھ آگے بڑھ جائے گی مذاق میں ہی سہی لیکن اُن  
کی چھوٹی بیگم نے یہ الفاظ بھی منہ سے آخر کیوں نکالے !!! اُنکی حق ملکیت آج  
روشال کو سخت سزا دینے کی روادار تھی !!! نواب عالیان جیسے ہی چھت کے بیچ  
پر پہنچے توروشال اُن کو دلہن کی طرح تیار کھڑی دکھائی دی۔۔ ایک لمحے کو اُن  
کے بھاری قدم رکے تھے۔

کچھ سیکنڈز اُس کو دیکھا لیکن دوسرے ہی لمحے وہ طیش و اشتعال سے اُسکی طرف  
بڑھے۔ روشال نواب جی کو اتنے غصے میں اُسکی طرف بڑھتا دیکھ کر سہمتے  
ہوئے اپنے قدم پیچھے کی جانب بڑھا گئی تھی۔ یہ کیا طریقہ ہے!!! یہ کیا بکواس  
کی ہے آپ نے بیگم آئینے پر لکھ کر اور فون پر۔۔۔!! اہمیت کیسے ہوئی آپکی مذاق  
کرنے کی!! وہ اسے دونوں بازوؤں سے پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے چیخاٹھے تھے۔  
نواب جی!!! اپنے نواب کو اتنے غصے میں دیکھتی روشال لرزاٹھی تھی۔ کیا  
نواب ہاں کیا نواب!!! یہ سب کر کے آپ کرنا کیا چاہتی تھیں بیگم!!! دل کر  
رہا ہے بیگم آپ کو ایسی سزا دوں آپ ایسی بچوں والی حرکت کرنے سے پہلے بھی  
سو بار سوچیں اب نواب عالیان غصے کے عالم میں روشال کو بری طرح جکڑتے  
اچھی طرح ڈانٹ لگا گئے تھے۔ وہ اپنے اس بچکانہ مذاق سے اُنکی جان نکال گئی تھی  
روشال نے بھیگی شکوہ کن!!!! وہ تو جیسے جان سے گئے تھے!!! نواب جی  
نگاؤں سے نواب عالیان خان کو دیکھا تھا جو اُس کے حسن کی گئی سجاوٹ کو ہی  
فراموش کر بیٹھے تھے اپنے غصے کے آگے۔



آج کی رات آپکے جسم کو اپنی شدت سے داغ دوں گا بیگم اس لیے اب کچھ اور  
بچکانہ بول کر میرے اندر کے سخت مرد کو مت جگائیں۔۔۔ ورنہ بستر پر آج رات  
آپکا بہت برا حال کروں گا جانتی ہیں نہ کتنے مہینوں سے اپنے جذبات پر تالے  
لگائے بیٹھا ہوں۔ یہ تالے کھلے نہ پھر آپکا شریر بس آپکے حوس پرست نواب کے  
دیے گئے بے درد نشانات سے بھرا ہو گا پھر آپ پورے دو سے تین ہفتے تک اپنا  
آپ سب سے چھپاتی پھریں گیں۔۔۔!! وہ تنبیہ لہجے میں بولتے روشال کو  
اپنی گرفت میں لرز نے پر مجبور کر گئے تھے۔ روشال جو بھیگی آنکھوں سے نواب  
عالیان کو دیکھ رہی تھی جہاں شکوے ہی شکوے تھے وہیں شرم خفت اور حیا سے  
سرخ ہو رہی تھی۔۔۔ نواب عالیان نے آج بے باک لفظوں کی ساری حدیں جو  
کر اس کر دی تھیں۔

اب روشال نواب عالیان کو اور زیادہ بھیگی زخمی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔  
ایک تو وہ اتنا سچی سنوری یہ سب ناٹک کیا اپنے شوہر کی قربت میں بھگنے کے لیے  
پر اس کا شوہر ازل سے ہی ایسا ہی کرتا تھا کوئی نواب عالیان سے سیکھے بیویب کے  
سر پر ایز کو کیسے خراب کرتے ہیں۔

مقابل اس کی محبت کے لائق ہی نہیں تھا۔۔ وہ اس تیاری اور اس رات کے قابل ہی نہیں تھے۔۔ وہ بنا اُس کو نوٹس کیے اُسکی تیاری کو نظر انداز کرتے کیسے اُس پر بھڑک سکتے تھے آخر کیسے۔۔ اسکا مطلب اسکا نواب اُسکا تھا ہی نہیں روشال اپنے معصوم دل میں پتہ نہیں کیا کیا فسانے گڑھ گئی تھی۔۔ اُسکا معصوم دل بہت خفا ہوا تھا۔۔ وہ اس طرح آتے ساتھ ہی اُسکی خوبصورتی کو دیکھے بنا ایسے تذلیل کریں گے۔۔ وہ ابھی بھی بے یقین ہوئی تھی۔۔ دادی جان نے ہی بولا تھا مرد حسن اور نزاکت کا اسیر ہوتا ہے پر اُس کے نواب جی تو پتہ نہیں کیا چیز تھے۔۔ کیسے وہ اس نواب کو اپنے پلو سے باندھ کر رکھے گی۔۔ آخر روشال اُن کا ایک ہاتھ اپنی کمر سے جھٹک کر بولی۔ آپکے لیے تیار ہوئی نواب جی اور آپ ایسے غصہ کر رہے ہیں روتی ہوئی اپنی ناک سکور گئی تھی۔ کیوں تیار ہوئی آپ میرے لیے اپنے قریب آنا پسند نہیں!!!! پسند تو تھا مجھے پر لگتا ہے آپکو روشال آپکو تو میرا پسند نہیں یا یہ بولوں کوئی تیسری ڈھونڈ کر رکھی ہے ضرور وہ لاہور کی سفید حویلی میں ہے۔

نواب عالیان روشال کی بات میں بچوں کی طرح ضد کا عنصر محسوس کرتے سر  
نفی میں ہلا گئے تھے اب وہ حیرت سے منہ کھولے اُس کی باتیں سن رہے تھے  
بولیں اب آپکے اندر مجھے دیکھتے ذرا بھی جذبات نہیں بڑھتے نہ۔۔ کیوں جذبات  
جاگے گیں آپ کی وجہ سے میں موٹی ہو گئی ہوں اور ایک موٹی بیوی کو کون  
پسند کرتا ہے!!!! روشال یہ بولتی اپنی ناک اپنے دوپٹے سے ہی صاف کر گئی تھی  
نواب عالیان جو مورت بنے کھڑے کھلے منہ سے اپنی بھولی جذباتی بیوی کی  
باتیں سن رہے تھے جو بات کو کہاں سے کہاں لے کر جا رہی تھی۔ میں نے کیسے  
آپکو موٹی کیا اور کیا بولا میں نے سفید حویلی میں تیسری رکھی ہے۔۔ اور نہیں تو  
کیا آپ نے تیسری ہی رکھی ہے تب ہی آپکو میرے حسن کے جلوے نظر نہیں  
آ رہے ہیں۔ اتنا تیار ہوئی میں آپ کے لیے سوچا آج آپکو آپکا حق لینے دوں گئی  
اُس دن آپ کو ناراض کر دیا اپنی باتوں سے لیکن میں بھول گئی میرا شوہر تو کچھ  
سمجھتا ہی نہیں ہے آتے ہی مجھ پر چلانے لگا یہ نہیں بولا بیگم آپ کتنی پیاری لگ  
رہی ہیں۔۔ بیشک تھوڑی موٹی ہو گئی ہیں لیکن ابھی بھی آپ قابل تعریف ہیں  
میں آپکے حسن کا دیوانہ ہوں میں آپ پر کیسے غصہ کر سکتا ہوں آپ ہی میرے

لیے کافی ہیں لیکن نہیں یہاں تو معاملہ ہی الٹا نظر آرہا ہے۔۔ نواب عالیان جنگی حیرانگی اور منہ کھلتا ہی جا رہا تھا روشال کی کیوٹ کیوٹ سی کمپلین پر۔۔ وہ اب دلچسپی سے اُس کو مزید سننا چاہ رہے تھے۔ اور کیا کہا آپ نے مجھے کیسے موٹی کیا !!! آپ کو ابھی بتاتی ہوں آگے بڑھتی نواب عالیان کی شال کو اپنی مٹھیوں میں جکڑتی اُن کا چہرہ کھینچ کر اپنے لیول پر کرتی بولی۔۔ نواب عالیان جو روشال کی نیلی خوبصورت آنکھوں میں دلکشی سے دیکھ رہے تھے۔ آپ نے ہی کیا ہے مجھے موٹا کیوں آپ آپکی وجہ سے میرا خوبصورت بدن اب بھاری بھر کم ہو گیا ہے۔۔

نے میرے اندر دود و بچیاں ڈالیں ہاں !!! یہ سب آپ کی شدتوں کی وجہ سے ہوا ہے ساری ساری رات مجھے سونے نہیں دیتے تھے کتنی بار مجھ میں سما کر بھی آپ تھکتے نہیں تھے۔۔ اور بول رہے کیسے آپ نے مجھے موٹی کیا۔۔ !!! نواب عالیان نے اندر ہی اندر اپنی مسکراہٹ پر قابو پایا تھا اُنکی بیوی اس وقت کوئی قاتل حسینہ لگ رہی تھی منہ کیوں بند کر لیا آپ نے جواب دیں نہ اور جھنجھوڑ گئی تھی روشال اُن کو شال سے پکڑ کر۔۔ وہ تپتی تھی مجھ سے ہی غلطی ہو گئی جو دادی جان کی باتوں میں آکر آپکے لیے اتنا تیار ہوئی روشال شال چھوڑتی پیچھے ہوتی اپنا

آپ بے باکی سے دوپٹہ سائڈ کرتی نواب عالیان کو دیکھا گئی تھی غصے کے عالم میں  
۔۔۔ نواب عالیان کی اب آنکھیں سہی بے خماری سے کھلی تھیں۔۔۔ وہ اپنی گھنی

بیرڈ کو ہلکا ہلکا رب کرتے بہت ہی گہری گرم نگاہوں سے روشال کا سراپا لہنگے  
میں سجادیکھ رہے تھے۔ یہ دیکھیں آپکے لیے یہ گرا راپہناد لہن کی طرح سچی  
خاص کر قمیض آپ کے لیے اور زیادہ فٹنگ میں کرائی تاکہ میں آپکے اندر اپنا خمار  
اپنی طلب جگادوں۔۔۔ یہ دیکھیں میرا گلا آپکی وجہ سے انتہا کا گہرا پہنا ہے۔۔۔ مجھے  
لگا ایسے دیکھتے فوراً سے میری ناز کی میرے مخملی نشیب و فراز سے لپٹ جائیں گے  
پر یہاں تو میرا شوہر میری طرح صحیح بطرح دیکھنے کی تو دور کی بات ہے آتے ہی  
مجھے ڈانٹ لگا رہا ہے۔۔۔ روشال گہرے سانس لیتی نواب عالیان کو بھیگی زخمی  
نگاہوں سے دیکھتے بول رہی تھی سچی میں آپ میرے بن ہی نہیں سکتے اب تو  
میں موٹی کم حسین اور عجیب سی ہو گئی ہوں کہاں آپ کے اندر میرے لیے تشنگی  
طلب اُڈے گی پاگل دیوانی۔۔۔ کیا کیا بولوں اپنے آپکو جو میں نے اپنے دل کے  
کہنے پر آپ کو معاف کرنے کا سوچا یہاں تک کے اُس دن کے اپنے جاہل رویے

ہم ہی پاگل تھیں جو اپنی عزت نفس کو مار کر یہ پر آپ سے معافی مانگنے کا سوچا پر  
سب کیا۔

اب روشال نے چیختے ہوئے اپنا جھمکا اتار کر فرش پر پھینکا تھا جو سیدھا نواب عالیان  
کے قدموں میں جا کر گرا تھا۔ آپ میری محبت کے لائق ہی نہیں ہیں جائیں  
آپ واپس اپنی سفید حویلی۔۔ روشال جو روتے ہوئے اپنی کلائیوں سے چوریاں  
ایک ایک کر کے نکال پھینک رہی تھی نواب عالیان جو اپنی مٹھیاں بھینچ گئے  
تھے۔۔ کیسے وہ سمجھاتے اس پاگل لڑکی کو اُس کا نواب اسی کا ہے بس میں کیوں  
آپ کی دل کی دھڑکنیں اب بڑھاؤں گی۔۔ میں کیسے بڑھا سکتی ہوں اب میں ہلکی  
سی بھاری ہو گئی ہوں۔۔ دل کی دھڑکنے آپ کی میں بڑھا ہی نہیں سکتی آخر بات  
یہ ہے میں زیادہ ماڈرن ڈریسنگ نہیں کر سکتی نہ ہی میں آپ کے لیے وہ چیپ نائی  
زیب تن کر سکتی ہوں جو آپ کی پہلی عورت پہن کر آپ کا خوں گرمائے رکھتی تھی یا  
میں آپ کو قربت کے لمحات میں خوش نہیں کر پاتی۔ نہیں ہوں میں آج کی  
۔۔ نواب عالیان جنکی نظریں روشا عورتوں کی طرح مجھے ایسے ہی سنورنا آتا ہے  
ل کی آنکھوں سے لے کر اُسکے دو آتشہ روپ پر ٹکی تھیں وہ بہت باریکی سے اپنی

بیوی کی غلط فہمیاں اُسکے شکوے کان سے سنتے اُس کا بھرپور معائنہ کر رہے تھے۔ کیا دیا ہے آپ نے مجھے اپنی قربت میں نواب جی!!! بس دو سیٹیاں دے کر مجھے موٹا ہی کر دیا ہے تب ہی آپ کو بھانپیں رہی اوپر سے پینڈو میں گاؤں کی عام نہ زیادہ پڑی لکھی۔۔۔ آخر ہے کیا مجھ میں جو آپ میرے دیوانے ہوتے پھیریں گے جیسے میں نے اس حویلی کی ملازموں سے سنا ہے آپ اپنی پہلی عورت کے پیچھے پیچھے ہی رہتے تھے شادی کے بعد تو آپ دو مہینے ہنی مون سے ہی نہیں آئے تھے اور حویلی میں تو ہر کوئی اس بات کا گواہ ہے اُس عورت کے بدن پر کتنی نشانیاں ہوتی تھیں آپ کی آج بھی روشال نوکروں سے رُباب اور عالیان کی پرانی باتیں یاد کرتے سلگ اٹھتی تھی جو شمسہ رُباب کے وقت میں کہیں دفعہ اُن کے پیار کے قصے بتا چکی تھی۔۔۔ روشال کو تو اب سامنے کھڑے مرد کے ساتھ اُس کا ماضی بھی برداشت نہیں تھا اتنی حق ملکیت وہ اس مرد پر اپنی محسوس کرنے لگی تھی کہ آج اُسکی زبان بھی پورے رُعب سے اُن کو اپنی جنونیت سے آگاہ کر رہی تھی۔ بیگم وہ سب معاملات ختم ہو گئے کسی ایسی کا ذکر مت کریں جس کا کوئی اب وجود ہی نہیں!!!! اور سزا تو آپ بھی شد و مد سے دیتی ہیں کوئی شک نہیں کب دی آپ کو

سزاہاں !!! وہ ہچکیوں سے روتے ہوئے بولی جب آپ نے مجھے سزا دیتے خود کو  
موت منہ میں پہنچا دیا مجھ سے پوچھے کیسے اپنے خدا سے آپکو پھر سے مانگا ہے کتنے  
مہینے اپنے قریب آنے نہیں دیا یہ جانتے ہوئے آپ کا نواب آپکی قربت کا دیوانہ  
ہے۔۔ وہ بھاری قدموں سے آہستگی سے اُسکی طرف بڑھے۔ روشال جو روتی  
اپنے قدم پیچھے کی جانب بڑھا رہی تھی۔ جھوٹ جھوٹ نواب جی !!! کوئی  
جھوٹ نہیں اب بس سچ ہی سچ ہے میری واحد بیگم کوئی واحد نہیں میں آپکی ابھی  
دس اور آنی باقی ہے کیوٹ انداز میں بولی۔ اب واحد ہی ہیں آپ مر جاؤں گا اب  
اپنی ضروریات اپنی واحد اٹھارہ سال کی خوبصورت دلکش تن کی مالکن بیگم سے  
ہی کروں گا۔ اب آپکو اپنے الفاظ سے نہیں اپنے ایکٹ سے ہر روز بتاؤں گا آپ  
کا نواب اب آپکا ہی ہے۔۔۔ میری واحد نخریلی بیگم !!! جھوٹے کل کو کوئی دل  
میں بسی تو پھر کون روشال !!! اپنے آنسو اور برساتی بولی ایسا کچھ نہیں ہونے والا  
بیگم آپکو دیکھ کر ہی یہ نواب اپنا آپ کھوتا ہے جیسے ابھی کھورہا ہے میں آپکو ایسے  
دہکتے روپ میں دیکھ کر بھول چکا ہوں آپ انسان ہیں یا جنت سے اُتری ہوئی حور



وہ اُسکی طرف قدم بڑھاتے اُسکے نازک خوبصورت لہنگے میں سجے وجود کو دیکھتے  
بھاری آواز میں بولے تھے۔

-----

نواب عالیان علی خان جو اپنے بھاری ہلکے قدموں کی دھمک کے ساتھ اپنی چھوٹی  
نخریلی بیگم کی طرف بڑھ رہے تھے جو ویسے ہی اس وائٹ گولڈن مکس لہنگا میں  
تنگ قمیض کے ساتھ اُنکی دھڑکنے اُنکے بس سے باہر کر چکی تھی۔۔۔ آنکھوں  
میں خمار کی سرخی اُتری تھی آج کسی قیمت بھی نواب عالیان کا اپنی چھوٹی بیگم  
اکلوتی بیگم کو چھوڑنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

روشنال نواب عالیان کے جسم کی بڑھتی تبدیلیاں اور اُنکے آنکھوں کی خمار کی  
دیکھتے اپنی دھڑکنوں کو پکڑ گئی تھی۔۔۔ اُس کو پتہ لگ گیا تھا آج شاید ہی اُسکا نواب  
اُس کو چھوڑے لیکن ابھی اُسے اپنے نواب جی کی پناہوں میں نہیں جانا تھا بلکہ اُن  
کو اور زیادہ تنگ کرتے رات میں ہی سورج چاند اور تارے دیکھانے تھے۔ آخر

وہ بھی حیدر آباد کے نواب کی بیگم تھی کوئی عام عورت تھوڑی تھی۔۔۔ روشال  
کے دماغ میں الگ ہی طرح کا خیال آیا تھا اُس کو اپنے نواب جی کو بہت تنگ کرنا  
تھا۔۔۔ نواب عالیان جو اپنی روشال کو بہت ہی گرم گہری اور خمار زدہ نگاہوں سے  
دیکھتے اُس کی طرف بڑھ رہے تھے۔ اور ساتھ ساتھ اُنکی زبان بھی گنگناتے آج  
نہیں تھک رہی تھی آج وہ اپنی معصوم بیگم کو اپنا صحیح پیار دینا چاہتے تھے اُس میں

پوری طرح شامل ہو کر

آپکے نینا بڑے قاتل

مار ہی ڈالیں گے

وہ گھمبیر آواز میں گنگناتے اُس کی طرف بڑھ رہے تھے

قاتلانہ اداؤں سے

ایک دن اس دل کو

ہنسائیں گے رلائیں گے

مار ہی ڈالیں گے

آپکی ان اداؤں میں اور ان نکلی باتوں میں اب کبھی نہیں آؤں گی نواب  
جی۔۔۔ روشال کیوٹ سامنہ بنا کر اپنی بھرپور آواز میں چیختی اپنی چھوٹی سی ناک  
بچوں کی طرح سکور گئی تھی سنیں قریب نہیں آنا آپ نے میرے روشال اپنی  
شہادت کی انگلی اُسکی طرف بڑھتے نواب عالیان کی طرف کرتی ہر بڑا کر بولی تھی  
وہ آج رات اُنکی متوقع قربت کو سوچتے اب شرم حیا سے سرخ پڑتی لرز نے لگی  
تھی۔۔۔ کہاں آج وہ یہ سب ہی چاہتی تھی اپنے نواب جی کی باہوں میں پر اتنے  
مہینے بعد ایک ہونے کا کہیں نہ کہیں تھوڑا سا خوف اور شرم اُس کو اندر تک سرخ  
کر گیا تھا۔

بیشک وہ ہمیشہ نواب عالیان کی قربت میں بہک کر اپنا آپ بھی بھول جاتی تھی  
اس عمر میں بھی لیکن جانتی تھی اُسکا نواب کیسے کیسے کس طرح سے اُس میں  
شامل ہوتا اُس سے اپنا حق لیتا تھا۔ سنیں مجھے نہیں رہنا آپ کے ساتھ آپ مجھے  
کوئی گارنٹی بھی نہیں دیتے کہ تیسری چو تھی نہیں آئے گی۔۔۔ روشال جو ٹوٹے  
الفاظوں میں اب کچھ بھی بول رہی تھی کیسی گارنٹی چاہیے بیگم آج رات آپکو

سب گارنٹی ہی نہیں اپنی جان بھی دے دوں گا آج کی رات اپنے نواب کی بے باکیا  
ں تو ایک دفعہ آزمالیں۔

روشال جو اپنا دوپٹہ ایک ہاتھ میں پکڑتی ابھی شہادت کی انگلی نواب جی کی طرف  
کرتی پسینہ میں شرابور پیچھے کی طرف بڑھ رہی تھی آہستگی سے۔۔ دیکھیں  
قریب نہیں آنا ابھی میں آپ سے راضی نہیں!! وہ اب اُسکی طرف ایک ہی  
جست میں بڑھتے اُسکی نازک کمر میں ہاتھ ڈالتے ہوئے اُسکی خوبصورت  
پنکھڑیوں پر جھک گئے تھے۔۔ اب صحیح میں روشال کی بتی اور سیٹی گل ہوئی تھی  
روشال نے نواب عالیان کے چوڑے سینے پر اپنے دونوں نازک گول مول ہاتھ  
رکھ کر اُن کو اپنے سے دور کرنے کی بہت کوشش کی پر وہ ذرا سا بھی اُسکے لبوں کو  
چھوڑنے کے لیے راضی نہیں تھے۔۔ اب وہ روشال کے خوبصورت لمبے سلکی  
بالوں میں اپنا ہاتھ اُلجھا گئے تھے اُسکے ہونٹوں پر اپنا قہر ڈھانے کے ساتھ  
ساتھ۔۔ روشال جو اُنکے اندر ہی سسک رہی تھی اُسکے ہاتھوں نے اُنکی قمیض کو  
آگے سے جکڑ رکھا تھا۔ نواب عالیان جو دیوانوں کی طرح اُسکے لب قندھاری کر  
رہے تھے۔۔ اب روشال نے صحیح میں اُنکے سینے کو اپنے مکووں کی بارش سے

بھگو نا شروع کیا تھا لیکن نواب عالیان آج پیا سے ساحلی کی طرح بھرپور اپنے آپکو  
روشال کی نازک پنکھڑیوں سے سیراب کر رہے تھے۔۔۔ اب وہ روشال کا خود  
کو اُن سے دور کرنے کی کوشش سے ہلکا سا سیخ پا ہوتے اُسکے کر لڑ بالوں کو بے  
دردی سے اپنی مٹھی میں بھرتے ہوئے اُس کی سانسیں بے دردی سے چرارہے  
تھے۔۔۔ روشال کے خوبصورت بالوں میں لگے موتی باریک باریک نواب  
عالیان کے ہاتھوں کی شدت سے ٹوٹ کر بکھرے تھے زمین پر۔۔۔ روشال کی  
سانسیں اب صحیح معنوں میں جیسے جارہی تھیں اُسکے نواب جی اتنے پیا سے ہونگے  
وہ نہیں جانتی تھی۔۔۔ واقعی اُس نے صحیح اپنے نواب عالیان کو اتنے مہینے ترپایا تھا  
۔۔۔ اب وہ سسکتی اُن کی بلیک شال اپنے ہاتھوں میں جکڑ گئی تھی۔۔۔ آج نواب  
کی طرح ہی صحیح طرح پی عالیان اُسکی سانسوں پر پوری طرح قابض ہوتے پہلے  
گئے تھے۔

روشال جو اُنکے مضبوط احصار میں تڑپ کر اُنہیں کے سینے میں سمائی اُنکی شدت کو  
اپنے لبوں پر برداشت کر رہی تھی روشال کی سانسوں میں حد سے زیادہ ہلچل  
محسوس کرتے نواب عالیان اور زیادہ اُسکی سانسوں کو اپنے اندر قید کر گئے تھے۔

کافی دیر بعد نواب عالیان نے روشال کو اپنے بے رحم گھلے لمس سے اپنی نازک جان بلی بیوی کو رہائی دی تھی۔ روشال جو اپنے نیچلے ہونٹ کو چھوتی سسکتی ہلکا سا بے حال ہوتی پیچھے کو لڑکھڑائی تھی۔۔۔ نواب عالیان پھر ایک قدم آگے ہوتے پھر سے اُسکی نازک بھری بھری کمر سے تھامتے اُس کو اپنی باہوں میں بھر گئے تھے۔۔۔ پھر سے نواب عالیان اُسکے رسیلے ہونٹوں پر جھکنے لگے تھے۔۔۔ کہ روشال اُن کو دھکمار گئی تھی۔۔۔ نواب عالیان جو اپنا آپ کھوئے روشال میں ہی ڈوبے تھے ایک دم اُسکے دھکمار نے پر ہر بڑا کر رہ گئے تھے۔۔۔ کچھ نہیں سمجھا تھا ہوا کیا ہے ان کچھ سیکنڈز میں بہت گندے ہیں آپ نواب جی روشال اپنا زخمی ہونٹ اپنی قمیض کی آستین سے صاف کرتی بولی تھی۔۔۔ اب وہ بے حد کیوٹ طریقے سے اُن کو گھوری سے نواز رہی تھی دیکھیں بیگم ایسے دور نہیں کرتے اب آپ آپکے نواب کو آپکوز بردستی پکڑ کر چھت کی دیوار ایسے بار بار دور کریں گی نہ پھر سے لگا کر ہی کھڑے کھڑے ہی اپنا حق لینا ہو گا۔۔۔ یہ سنتے روشال کے سرخ گول حسین عارض تپ کر انار ہوئے تھے۔۔۔ اب وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اپنے شوہر کو دیکھ رہی تھی جو شاید ہر بے باکی کی حد سے گزرنے والے تھے۔

ایک دم روشال اپنا لہنگا دونوں ہاتھوں میں لیتی پیچھے کو ہوتی سر نفی میں ہلاتی  
بولی۔۔ آج آپ مجھے پکڑیں گے تو ہی آپ مجھ سے اپنا حق لیں گے نہ۔۔۔!!! یہ  
بولتی شرارتی نگاہوں سے دیکھتی بہت کچھ سمجھا گئی تھی مطلب میری واحد  
معصوم اکلوتی بیگم!!! نواب عالیان جو اپنی ننکھٹ بیوی کا شرارتی انداز سمجھنے کی  
کوشش ہی کر رہے تھے اتنی دیر میں روشال اپنا لہنگا اپنے ہاتھوں دبوچتی بھاگی  
تھی۔ بیگم!!! نواب عالیان کا منہ کھلا تھا انکی روشال کرنا کیا چاہ رہی تھی روشا  
ل اوپر والی چھت کی سیڑھیوں کی طرف بڑھتی رکی اور رخ موڑ کر بولی۔۔ اگر  
آج آپ نے پکڑ لیا پھر شاید ہم آج کی رات آپ کے لمس میں بہتے آپ کو اپنے اندر  
برداشت کر لیں۔۔ اور اب آپ پر ہے آپ ہمیں کیسے پکڑتے ہیں نواب  
جی!!! یہ بولتی اونچی اونچی سیڑھیاں چڑھتی پورے سپیڈ میں بھاگی تھی۔  
نواب عالیان جو ابھی بھی اپنی خوبروسر انگیز آنکھیں پھیلائیں اپنی بیوی کی بچکانہ  
حرکت دیکھ رہے تھے۔ اللہ یہ تو پوری کی پوری نیچی ہی ہیں، بس میرے حال پر  
رحم کر۔۔ یہ بولتے آسمان کی طرف دیکھتے اپنی پوری مراد نہ طاقت سے اپنی ارن  
کٹولی بیوی کے پیچھے بھاگے تھے۔ رک جائیں بیگم!!! نواب عالیان جو روشال

کے پیچھے بھاگ رہے تھے کبھی اوپر تو کبھی نیچے حویلی کی چھت جو بہت ہی زیادہ بڑی تھی چھت کے اوپر بھی کہیں چھوٹی چھتیں اور سیڑھیاں تھیں۔۔۔ روشال جو مسکرا کر کھلکھلا کر کبھی ایک سیڑھیاں اتر کر دوسری پر چڑھتی تو کبھی تیسری پر۔۔۔

نواب عالیان جو اپنی چنچل نازک شرارتی بیوی کے پیچھے بھاگتے بھاگتے ہلکان ہو رہے تھے۔۔۔ مزہ آیا نہ!!! اب پکڑ کر دکھائیں مجھے آج میں آپکے قابو میں نہیں آنے والی اور آپ میں اتنا دم خم نہیں اپنی بیوی کو پکڑ لیں۔۔۔ آئے بڑے مجھے اپنی قربت میں آج بھیگا دینے والے۔ وہ رکتی کچھ سیکنڈز نواب عالیان کی طرف ضدی شرارتی انداز میں دیکھتی ہنسی تھی۔ اُنکے حال پر جو اُسکے پیچھے پیچھے بھاگتے ہلکان نظر آ رہے تھے جو پھولی سانسوں کے ساتھ اپنی بیوی کو نیچے کھڑے دیکھ رہے تھے۔ مان لیں آپ میں دم نہیں!!! تو آج کی رات آپکی شاید ایسے ہی گزرے گی!!!! ابھی فیصلہ نہیں ہوا بیگم جب آپ میرے نیچے ہوتے میری شدت سہیں گی تب بولے گا نواب جی آپ میں واقعی دم نہیں، کیونکہ آپ جانتی ہیں دم مجھ میں کتنا ہے تب ہی آپ قربت کے لمحات میں خوب سرور



حاصل کرتی بے باکی دیکھا کر مجھے اور پاگل کرتی ہیں جانتی ہیں نہ آپکا ہاتھ کہاں  
کہاں بے باکیاں دیکھاتا ہے۔۔ نواب عالیان آئی برواچکا کر رومانٹک سماءل  
کرتے روشال کو بہت کچھ دے انداز میں اُسکے ایکٹ بتا گئے تھے روشال جو سب  
سے اوپر والی سیڑھی پر کھڑی تھی۔۔۔ یقدم اپنی ناک چراتے بولی۔

آپ کوئی بھولے نواب نہیں ہیں بلکل ہی بیشرم ہیں آپ! پچھلی راتوں کی باتیں  
نہ کریں آج کی رات ہی گزار لیں میرے ساتھ بڑی بات ہے!!! چھوٹی بیگم  
رک جائیں اب آپ بھاگی اور پھر میرے ہاتھ لگیں پھر سزا بہت بری ہوگی۔

کوئی سزاوزا نہیں آپ پکڑ لیں یہیں غنیمت ہے۔۔ یہ بولتی روشال پھر سے بھاگی  
تھی۔۔۔ نواب عالیان نے اپنے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا!!! کہیں سے نہیں  
لگ رہا یہ دو بچیوں کی ماں ہیں۔۔۔ لگتا ہے میرا حال تین تین کو سمجھانے میں ہی  
لگ جائے گا۔۔۔ میری اکلوتی گڑیار کیں نہ نواب کی جان پھر سے نواب عالیان  
اٹھارہ سال کے نوبالغ لڑکے کی طرح سیڑھیاں پھلانگتے اوپر اپنی چنچل گڑیا کے  
پیچھے دوڑے تھے۔۔۔ جسکا بھاگتے بھاگتے اب سانس اکھڑنے لگا تھا۔ ایک دم  
روشال رکتے اپنے گلے پر ہاتھ رکھتی تیز تیز سانسیں لینے لگی پھر سے پیچھے مڑتے

انکو زبان چرھا گئی تھی۔۔ اب پکڑے ذرا اب تو میں اور زیادہ تیزی سے بھاگوں گی۔۔ یہ بولتی پھر سے اوپری چھت کی سیڑھیاں چڑھ گئی تھی نواب عالیان رکتے اُسکی پھرتی دیکھ اپنے لب بھینچ گئے تھے اب وہ اپنی کمر کے دونوں سائڈ ہاتھ رکھے اپنی گڑیا کو دیکھ رہے تھے جس نے اُن کو تنگنی کا ناچ نچا ڈالا تھا۔۔ وہ جانتے تھے اُنکی گڑیا کو پتہ لگ گیا ہے کہ وہ اب اُسکی من پسند عورت ہے اور ایک من پسند عورت اُسی مرد کو اپنا نکھرا دیکھاتی ہے جہاں اُس کو پتہ ہوتا ہے اُسکا نکھرا اور اُسکی ہر ضد پوری کی جائے گی جانتے تھے اُنکی روشال کو معلوم ہو گیا تھا اب وہ اُنکی کمزوری ہے اور یہ نواب واقعی اُسکا اسیر ہو گیا تھا۔۔ اب اسکو اپنے نواب سے اپنے چاہے جانے کا غرور تھا۔۔ نواب عالیان نے اپنی پیشانی کو مسدہ تھا انکو اپنی ہر رات ایسے ہی گزرتی نظر آرہی تھی فیوچر میں۔

گڑیا میری ڈول میرے بچوں کی اماں رک جائیں نواب عالیان پھر سے اپنی اٹھارہ سالہ بیوی کے پیچھے بھاگے تھے۔ آپ نہیں پکڑ سکتے ہمیں روشال ابھی یہ بولی ہی تھی ایک دم ایک چھوٹا سا پتھر اُسکے پاؤں میں آیا تھا وہ ابھی لڑکھڑا کر گرتی اس سے پہلے ہی نواب عالیان تیزی سے اُسکے پاس پہنچتے اپنا مضبوط ہاتھ آگے کرتے

اُس کو اپنی باہوں میں کھینچ گئے تھے روشال جو گم سم اُن کی باہوں میں قید ہوئی  
تھی اُس کے دونوں ہاتھ اب اُنکے چوڑے سینے پر تھے اور نواب عالیان کے  
دونوں ہاتھ روشال کی نازک بھری ہوئی کمر کا احاطہ کیے ہوئے تھے۔

وہ میں!!! اتنا سا بولتے روشال نے اُنکے احصار میں سے نکلنے کی کوشش کی تھی۔  
بس بیگم اب نہیں!!! ہمم۔۔۔ روشال جواب صحیح میں ڈری سہمی اُن کو دیکھ  
رہی تھی۔۔۔ نواب عالیان جو نکلی غصہ چہرے پر سجائے اپنی اتنی شیطان بیوی کو  
جھپ لگا رہے تھے اُن کو تو آج پتہ لگا تھا اُنکی بیوی تو بہت ہی زیادہ شریر ہے!!!  
سنیں چھوڑیں مجھے!!! روشال چڑیا کی طرح اُنکی باہوں میں پھر پھرائی تھی۔۔  
اب تو ہاتھ لگی ہیں اب تو بامشکل ہی آپ میری پناہوں سے آزادی حاصل کر  
سکے گیں۔ یہ بولتے روشال کی تیکھی چھوٹی کیوٹ سی ناک کو اپنا لمس دے گئے  
تھے۔۔۔ مجھے نہ چھوہیں میں ابھی بھی آپ سے راضی نہیں ناراض ہوں ابھی بھی  
مجھے آپ پر ذرا اعتماد نہیں پلکیں جھکائے شرم حیا کی سرخی لیے بول گئی تھی کیونکہ  
نواب عالیان کے جسم کی تبدیلیاں اُس کو باخوبی اپنے احساس حصے پر محسوس ہو  
رہی تھی۔

آپکی ناراضگی بھی سر آنکھوں پر آپکے سارے شک شبہات میں گزرتے وقت  
کے ساتھ اپنے پیار سے اپنے انداز سے سب سمیٹ لوں گا۔۔ یہ بولتے اپنی روشا  
ل کا حسین سراپا دیکھتے کھینچ کر اُس کو اپنے سینے سے لگا گئے تھے۔

جو دل ہی آپکا ہے روشال اُس پر شک کر کے آپ اس دل کی بے قرار یوں کو اپنے  
لیے کم نہیں کر سکتیں۔ یہ دل آپکے لاکھ شکوے شکایات سن کر بھی آپکے لیے  
دھڑکنابند نہیں کرے گا آدمی عمر کا عشق ہیں آپ میرا جو اس عمر میں ہوتا ہے وہ  
عشقِ آخر ہوتا ہے اب وہ روشال کو ہلکا سا پیچھے کرتے اُسکا اثر میلا چہرہ مسکرا کر  
اپنے ہاتھوں میں بھرتے اپنی زبان اُسکے ہو۔ نٹ کے زخم پر پھیرنے لگے۔۔  
اب روشال آنکھیں بند کرتی اپنے نواب جی کا میٹھا لمس اپنے لبوں پر برداشت  
کرنے لگی جو شہد سے بھی زیادہ میٹھا تھا۔ آپ عشق ہیں میرا روشال ساری زندگی  
بھی مجھے شک کی نگاہ سے دیکھیں گی تب بھی یہ نواب آپکا ہی اسیر اور غلام بن کر  
رہے گا۔۔ کوئی عورت اب اس عالیاں علی خان کے دل تک رسائی حاصل نہیں  
کر سکتی۔۔ اب وہ اُسکے سرخ نرم عارض کو اپنے دانتوں سے کھینچ گئے تھے روشا  
سک اٹھی تھی۔۔ کانٹا ہی اتنا بے رحم تھا۔ پر ل اُنکی شال مٹھیوں میں جکڑتی

آپ کبھی نہ کبھی تو بیٹے کے لیے اپنی حویلی کو پھر سے اپنی تیسری دلہن کے لیے  
سجادیں گے بھگے لہجہ میں بولی روشال پاگل ہیں آپ میرے لیے بیٹا اور بیٹی میں  
کوئی فرق نہیں ہماری دو بیٹیاں ہی ہمارے لیے بیٹے اور میرے وارث ہیں سنا  
آپ نے!!! سختی سے روشال کو بتلا گئے تھے اُنکی بچیوں کی اہمیت اس حویلی میں  
اور اُنکی زندگی میں کیا تھی۔ روشال کی آنکھیں اس بات پر بھیگی تھیں۔۔ اب  
نواب عالیان اپنی آنکھوں میں غصہ نمی لیے روشال کا دوپٹہ کھینچ کر پھینک گئے  
تھے اور اُسکی گردن پر موجود تل پر اپنے دانت بے رحمی سے گاڑ رکھے تھے۔۔  
روشال نے سسکی لی تھی اُنکا کندھا جکڑ کر۔۔ آپکا تو یہ تل ہی کافی ہے مجھے جنونی  
اور پاگل کرنے کے لیے۔۔ روشال کی آنکھیں اب شدت سے بھیگی تھیں جیسے  
کر عقیدت سے چوماروشال کا رونا ہی نواب عالیان نے اُس تل کو اپنا نشانی بنا  
سسکیوں کے ساتھ بندھ گیا تھا۔۔ اب وہ اور زیادہ اس نواب کو اور اپنے آپکو بھگا  
نہیں سکتی تھی اُس کو بھی سکون چاہیے تھا جو اس ظالم نواب کی پناہوں میں ہی اُس  
کو ملنا تھا کیونکہ میاں بیوی کا رشتہ ہی ایسا ہوتا ہے وہ نکاح کے بعد ہی ایک

دوسرے کا سکون بن جاتے ہیں۔۔ اب نواب عالیان اپنی روشال کے آنسوؤں کو اپنے لبوں سے چنتے اُسکی کمر کو پیچھے سے بے باکی سے چھوتے دو۔ رُی کو آزاد کرتے اپنا دہکتا لمس اُسکی دودھیا گردن پر بکھیرنے لگے۔ روشال اب آنکھیں بند کئے نواب عالیان کی پشت کو جکڑے اُن کا لمس اپنی گردن میں محسوس کر رہی تھی اُسکا روم روم آج کتنے مہینوں بعد اپنے محرم کے لمس پر سکون پارہا تھا اپنے نواب جی کے بنا رہنا کونسا روشال کے لیے آسان تھا وہی جانتی تھی کیسے ان مہینوں میں اُس نے اپنے عالیان علی خان کو اپنے سے دور رکھا۔ روشال کو ہی پتہ تھا کیسے وہ ہر رات اپنا عالیان اُنکی پہلی بیگم سے کیسے بانٹتی تھی۔۔ وہ بھی عورت تھی چاہے دوسری ہی صحیح پر اپنے شوہر کو ہر ایک ہفتے بعد اُنکی پہلی بیگم کے کمرے میں جاتے دیکھنا بھی اُسکے لیے انگاروں پر لوٹنے کے برابر تھا۔ اُس نے کبھی نہیں چاہا تھا کہ اُسکی وجہ سے نواب عالیان اپنی پہلی بیگم کے حقوق میں کوئی نا انصافی کریں۔۔ پر بیوی چیز ہی ایسی ہے پہلی ہو یا دوسری ہو یا تیسری جذبات ایک ہی ہوتے ہیں۔۔۔ پر کتنا ہی وہ روٹھ جائے اپنے نواب عالیان سے لیکن کبھی اُن سے نفرت ہی نہیں کر سکی کیونکہ عشق ہی اتنا کمال کا ہوا تھا اسے۔

نواب عالیان جو روشال کی گردن کو اپنے لمس سے داغ دار کر رہے تھے۔۔  
روشال کی اب سسکیاں عروج پر تھیں ایک دم روشال اُن کو اپنے سے دور کر  
گئی۔۔ نواب عالیان جو اپنا آپ کھوئے ہوئے تھے اُسکے حسین بدن میں اپنی  
آنکھیں اُسکی آنکھوں میں گاڑھے سوال کر گئے کیا!!!؟؟؟ وہ سب سے اوپر والی  
چھت پر ہیں اور میں بھاگتے بھاگتے تھک گئی اب اٹھائیں مجھے اور نیچے لے کر  
چلیں ویسے اٹھا سکیں گے نہ مجھے آپ کی وجہ سے ہی اتنا پھولی ہوں میں۔۔!! پھر  
سے منہ بنا گئی تھی کیونکہ روشال کو اپنے وزن بڑھنے کا غم کھا رہا تھا کہیں اُسکا  
نواب بھاگ نہ جائے کتنا ہی وزن بڑھا ہے آپ کا بس سینتالیس سے ستاون ہوا  
موٹی ہو گئیں ہوں آپ۔۔!!! ہے اور آپ بول ایسے رہی ہیں جیسے کتنی ہی  
نواب عالیان جھکتے پھر سے روشال کے تل پر اپنی با۔۔ٹ بنا گئے تھے چھوڑیں  
مجھے آپ سے بات ہی نہیں کرنی۔ اُن کو دھک مار کر جانے لگی۔۔ ایک دم نواب  
عالیان پھر سے اُس کو کمر سے پکڑ اپنی طرف کھینچ نیچے ہلکا سا جھکتے اپنی باہوں میں  
اٹھا گئے تھے۔۔ روشال جو ابھی روٹھی تھی اب وہ کھلکھلا گئی تھی۔۔ نواب  
عالیان اُس کو اپنی گود میں لیتے بگھومے تھے گول گال۔۔۔ روشال کی ہنسی کی

چنکھار رات کے پہر گونج رہی تھی۔۔ نواب جی!!!! عالیاں بولیں جان  
عالیاں!!!! نہیں ہم نہیں بول سکتے یہ بولتی اُنکی گردن میں منہ چپھا گئی تھیں  
شرم سے لال ہوتی۔ آج کی رات جب میں آپ میں اتر اہوا ہوں گا مجھے عالیاں  
ہی سننا ہے بیگم ورنہ آپکے سارے ہوش باختہ کر دوں گا شرم کریں آپ!!؟؟  
روشال شر ملی سا بھیگا سا ہنسی تھی۔۔ دود و بچیاں پیدا کرنے کے بعد کوئی شرم  
نہیں مجھ میں سنا آپ نے۔۔ یہ بولتے بے باکی سے اپنی روشال کی دھڑ۔ کنوں کو  
چھو گئے تھے۔۔۔۔۔ نواب جی۔۔۔۔۔!!!! عالیاں بولیں تب ہی آج کی رات آپکی  
ناز کی کی بخشی ہوگی۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔!!!! روشال کے اب رو نگٹے کھڑے  
ہوئے تھے۔۔۔۔۔!!!! اُسکی بچیوں کا یہ واحد فوڈ تھا جس کو اُسکے شوہر نے آج اپنی  
صحیح شدت کا رنگ رنگنے کا سوچا ہوا تھا۔

پراگلے ہی لمحے نواب عالیاں روشال کو اپنی گود سے زمین پر اتارتے ایک ہی سیکنڈ  
میں اُسکے بالوں کو گدی سے پکڑ گئے تھے۔۔ نواب جی!!!!؟ روشال جواب بے  
یقینی سے اُن کو دیکھ رہی تھی۔۔ کبھی آپکے منہ سے کسی مرد کا ذکر بھی نہیں  
سنوں بیگم ورنہ پکا آپکا پور پور میرے نشانوں سے رنگے گا۔ یہ بولتے جنونی



ہوتے عالیاں علی خان کی آنکھوں میں آنسو چمکے تھے۔۔۔ روشال سے سہن  
نہیں ہوا تھا اور اپنے الفاظ کا شد و مد سے احساس ہوا تھا وہ ہلکا سا اپنی ہیل پر ہوتی  
اپنے لمبے چوڑے نواب کو انکی شال سے پکڑتی اپنے منہ کے پاس کھینچتی انکی  
آنکھوں کی نمی کو اپنے حلق میں اتار گئی تھی اتنا پیار!!! آخر روشال بول گئی تھی  
جو اُس کو بولنا نہیں تھا۔۔۔ کوئی شک آپکو میری حسین اکلوتی بیگم!!! اب تو  
نہیں۔۔۔ پر آگے کا پتہ نہیں کیونکہ میں روشال عالیاں علی خان ہوں اپنے نواب  
کی نکھر لی بیگم!!! یہ بولتے ہلکا سا نیچے ہوئے اُسکے گرا رہ کے پاس سائڈ  
ڈو۔ریاں آزاد کی تھیں۔۔۔ اُسکی آنکھیں شرم سے جھکی تھیں۔ نا انکی حرکت ہی  
اتنی زیادہ بے باک اور گہری تھی نواب عالیاں اُس کا حسین چہرہ نیچے سے ہی اپنی  
آنکھوں میں بھرتے زمین سے اٹھتے اُس کو اپنی پھر سے باہوں میں اٹھا گئے  
تھے۔۔۔ اور انتظار نہیں ہوتا اب آپ نے اور بولا یا کوئی شرارت کی قسم کھاتا ہوں  
بیگم اسی چھت پر آپ سے اپنا حق لوں گا پھر آپ جانتی ہیں اس پتھر لی چھت پر  
آپ کی کمر کی کیا حالت ہوگی۔۔۔ روشال یہ سنتے اپنے بازوؤں اُنکے کندھوں کے  
گرد کرتی بولی۔۔۔ نہیں میں یہاں آپکو نہیں سہن کر سکوں گی۔۔۔ اچھا۔۔۔ گڈ

بیگم؛!! بچیاں کہاں ہیں۔۔۔ وہ امی جان کے پاس۔۔۔!! کیوں چھوڑا۔۔۔ زو معنی

انداز میں پوچھ گئے تھے۔۔۔ جب جانتے ہیں تو مجھ سے کیوں پوچھ رہے

ہیں۔۔۔!!؟ یہ بولتی اُنکے سینے میں چھپی تھی جانتی تھی آگے سے بہت ہی بے

باک کچھ بولا جائے گا پھر سے۔۔۔ اچھا پھر آج رات آپکی دھڑ۔۔۔ کنیں آزاد ہیں

میرے لیے۔۔۔!! نواب جی!!! روشال جو منہ کھولیں اُن کو دیکھ گئی

تھی۔۔۔ کیا نواب جی بیگم!!! آزاد ہیں پر آپکی بچیوں سے شوہر سے نہیں۔۔۔ اُسکے

خوبصورت نقوش کو گہرائی سے دیکھتے اُسکی نیلی آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑھے

بولیں!!!۔۔۔ اب روشال اُنکی گردن میں منہ چھپا کر کچھ ہلکا سا گنگنا گئی تھی۔۔۔

جو بھی ہے سب میرا

تیرے حوالے کر دیا

جسم کا ہر رواں

تیرے حوالے کر دیا

روشال کے خوبصورت اظہار پر نواب عالیان کا بلند و بالا قہقہہ لگا تھا وہ پہلے ہی سمجھ

گئے تھے اُنکی پیاری سی گڑیا کو یہ سب انداز اُنکی دادی جان نے سیکھائے تھے۔

اب نواب عالیان روشال کو لیے سیڑھیاں اترتے چھت میں سچے ٹینٹ کی طرف لے کر بڑھے اندر آتے ہی اپنی روشال کو نرمی سے بیچ میں موجود سوفٹ سے بستر پر لٹھا گئے تھے۔۔۔ روشال جو حیا سے اپنے شوہر کی پشت دیکھ رہی تھی جو ٹینٹ کو پورا ہی بند کر رہے تھے۔۔۔ اب وہ اپنی شال زمین میں پھینکتے اُسکی طرح بڑھتے اُس پر جھکے تھے۔

روشال جو پلکیں نجی کرتے اُنکی قمیص کو جکڑ گئی تھی اس وقت روشال پورا گلاب کا پھول بنی ہوئی تھی۔۔۔ نگاہیں اب اٹھنے کا نام ہی نہیں کر رہی تھیں۔ آج رات آراء اور نور کو اپنی دھڑک۔۔۔ نوں سے لپٹنے نہ دینے کا مقصد میں کیا سمجھوں بیگم!!!؟ اپنے نواب کی آواز میں گہری بے باکی اور شوخی انداز محسوس کرتی اب روشال لال ہوتی اپنا منہ اپنے ہاتھوں کے پیچھے چھپا گئی تھی کیا بتاتی آج ان دھڑ۔۔۔ کنوں پر وہ خود اُنکا لمس پانے کے لیے شاید تڑپ رہی تھی۔۔۔۔۔ اب نواب عالیان مسکرا کر روشال کے دونوں ہاتھ اُسکے چہرے سے ہٹا گئے تھے آپکا سب آپکی سترہ سال کی عمر سے میرا ہے جیتا آپنے خود کو نہیں دیکھا ہو گا اتنا آپکے عالیان نے آپکو دیکھا ہے میری پاگل بیگم۔۔۔ اس لیے شرمانے کا کیا فائدہ؟؟؟

اس لیے آپکواب میں آپکی اٹھارہ سال کی عمر میں بتاؤں بگا کیسے آپکا یہ تراشابدن  
جذبات کی سولی پر لٹکائے رکھتا ہے۔۔ آج آپکو ہر وقت مجھے میرے جوان  
بتاؤں گا آج کی رات آپکا فیصلہ کرنا صحیح تھا آراء اور نور کو اپنا فیڈ نہ کروانے کا۔  
وہ بھاری مخمور آواز میں بولتے اسکی کمر پر ہاتھ ڈالتے اوپر کی گولڈن چمکیلی کرتی  
کھسکا کر باریک نازک پردے کی سٹر۔۔ پ میں اپنی کھر در ری انگلیاں پھنسا گیا  
تھا۔۔ روشال تڑپ اٹھی تھی۔۔ کیا ہوا بیگم ابھی سے آپکا بدن ایسے تڑپ رہا تھا  
ابھی تو بات باقی رات باقی !!! نواب عالیان مسکراتے ہوئے اُس پر جھکے اپنا ہلکا  
بھاری وزن اُسکے نازک و۔ جو دپر ڈال گئے تھے نواب عالیان جو اپنا کام بھرپور  
طریقے سے سرانجام دے رہے تھے دونوں کی ڈونکی کی ماند چلتی سانسیں اس  
بات کا ثبوت تھیں۔۔ کہ دونوں کے بدن اور روحیں کیسے ایک دوسرے کو  
تسکین پہنچا رہی تھیں۔۔ روشال جو اپنی انگلیاں اُنکے گھنے بالوں میں پھیر رہی  
تھی نواب عالیان کا ایک ہاتھ جو روشال کی ہر گھر۔ائی کو پورے حق سے ماپ رہا  
تھا۔۔ روشال جو سرخیاں لیے شرم و حیا کی خود میں ہی سمٹی جا رہی تھی۔۔ وہ  
اب اوپری کالے پر۔۔ دے کو جد۔اکرتے اُسکی دھڑکن کے مقام پر موجود تل کو

اب صحیح اپنی شدت کا نشانہ بنا گئے تھے۔۔۔ اب وہ آہستہ آہستہ اُس کی ناز کی کو پوری طرح لال کرتے نیچے کو آئے تھے۔۔۔ ہر پر۔۔۔ آ۔۔۔ زاد کرتے خود بھی اُسی حالت میں آتے۔۔۔ اُس کے بیچ میں فاصلے قائم کرتے شدت سے اُس کو اپنے میں قید کرتے اُسکے وجود میں گھل گئے تھے۔ اب دونوں مکمل طور پر ایک دوسرے کی روحوں تک سما گئے تھے۔۔۔ پاس جلتے آتش دان کی گرمی کی حدت بھی کم تھی دونوں کے سلگتے وجود کے آگے جو ایک دوسرے کی خواہشات کو تسکین پہنچاتے ایک دوسرے کی گرمی کو اپنے اندر بے رہے تھے آج نواب عالیان کی شدتیں اور روشال کی سسکیاں عروج پر تھیں۔۔۔ آج اُنکی شدتیں ایسی تھیں اُسکی کمر ٹوٹنے کے درپے تھی۔۔۔ ایسا لگ رہا تھا کتنے مہینوں کی پیاس آج اُسکے اندر انڈیلی جا رہی ہو۔۔۔ روشال بے حال سی ہوئی تھی نواب عالیان ذرا بھی رحم نہیں کھا رہے تھے آج اپنی نازک جان پر۔۔۔ کہاں باہر ٹھنڈک کی کھنک بڑھتی جا رہی تھی وہیں اندر ٹینٹ میں گرمی بڑھتی جا رہی تھی۔ دونوں کا عشق آج الگ ہی پروان چڑھ چکا تھا۔۔۔ وہ دونوں دنیا سب سے بے نیاز ہوئے ایک دوسرے کی ضروریات پوری کرتے ایک نیا ہی رنگ رنگ رہے تھے۔۔۔

صبح کے پانچ کا وقت تھا باہر جہاں اتنی ٹھنڈک پھیلی ہوئی تھی وہیں حویلی کے عالیشان کمرے کے اندر اتنی ہی گرمی بڑھی ہوئی تھی نواب عالیان روشال کو اپنی گود میں اٹھائے دلہن کی طرح واشر و م سے شاور لے کر نکلے تھے۔۔ دونوں نے ساتھ ہی شاور لیا تھا اور شاور کے پانی کے نیچے بھی دونوں کی بے باکیاں نہیں رکی تھیں۔۔ نواب عالیان نے رات سے ابھی تک روشال کو اپنے لمس سے آزادی نہیں دی تھی اتنے مہینوں بعد روشال کی قربت میں بھیگ کر نواب عالیان اور زیادہ اپنی چھوٹی سی بیگم کے اور زیادہ دیوانے ہو گئے تھے۔ روشال کا پورا بدن اُنکے رنگ میں رنگا تھا اب تو اُسکے تن سے اُنہیں کی خوشبو پھوٹ پھوٹ کر مہک رہی تھی۔۔ نواب عالیان بس بلیک ٹراؤزر میں شرٹس بے بی پنک کلر کے ہاتھ روب گاؤن میں ملبوس روشال کو اٹھائے آنکھوں میں خمار کی سرخی جس کا گاؤن گھٹنوں سے بھی بے لیے پھر سے بستر کی طرف بڑھے تھے روشال

حد اوپر تھا جو بامشکل اُس کی نازک بھری تھائز کو ڈھانپ نہیں پارہا تھا۔۔ بس نہ نواب جی ابھی کہاں بس بیگم ابھی تو صبح کا ٹائم شروع ہوا ہے اب تو آپکی اس ننھی جان کی کوئی خلاسی نہیں۔ یہ بولتے روشال کو بہت گہری گرم بے باک نگاہوں سے دیکھتے بیڈ پر ایک موم کی گڑیا کی طرح پھینک گئے تھے روشال جو نرم گدے پر اوچھلی تھی۔۔۔ نواب جی!!! اب منہ کھولے اپنی نیلی آنکھوں کو بڑا کیے نواب عالیان کو دیکھ رہی تھی خالصتاً بیویوں کی طرح کیا۔۔۔ ہو ایپاری بیگم یہ بولتے اپنا ایک گھٹنا بیڈ پر رکھتے روشال۔ کو مخمور آنکھوں سے دیکھتے اُسکی دودھیا پنڈلی کو پکڑ اپنی طرف کھینچ گئے تھے آپ نہ بہت برے ہیں نواب جی!!! منہ پھولا کر اُنکے نیچے اپنا منہ پھیر گئی تھی۔۔ نواب عالیان کا بلند و بالا قمقہ لگا تھا۔ اتنی ناراضگی بیگم کس بات پر۔۔۔ نواب عالیان روشال کے حسین بھرے سراپا کو دیکھ کر اسکے لبوں کو اپنے سے کھینچ گئے تھے۔۔ نواب جی!!! روشال سسکی تھی۔۔ اور اُنکے چوڑے کسرتی سینے پر ملکوں کی بارش کرنے لگی۔ گڑیا لگ رہی ہے!!! نواب عالیان نکلی تکلیف چہرے پر سجائے روشال کے پورا اوپر ہوتے بولے۔۔۔ آپکو تو ہم اور تکلیف دیں

گے۔۔ ساری رات چھوڑا نہیں پورا بدن ہمارا داغ دار ہے اور شاور میں کیسے  
آپنے اپنا حق لیا جانتے ہیں نہ ساری کمر ہماری درد کر وادی۔۔ روشال روٹھ کر  
بولی تھی۔ نواب عالیان کو اپنی گڑیا کی ان اداؤں پر بہت ہی پیار آیا تھا نوہ اور زیادہ  
اپنی روشال کے اسیر ہوئے تھے۔

ابھی تو آپکا انگ انگ درد ہو گا پر فکر نہیں کرے گا میری اکلوتی۔ بیگم اُسکے بعد  
آپکا نواب خود ہی آپکی ہر گہرائی پر مرہم بھی لگائے۔ گا۔۔ آج ہم نہیں رکنے  
والے بہت مہینوں کی پیاس ہے اور یہ پیاس آپکی پنکھڑیوں سے بار بار لپٹ کر ہی  
بجھے گی اور بدن کی گرمی آپکے جسم کے اندر جا کر ہی ٹھنڈک حاصل کرے گی  
یہ بولتے بے بی پنک بندش اُسکی دھڑکنوں سے ہٹا کر وہاں جھک گئے۔۔ روشال  
جسکے گال سرخ گلاب بنے تھے اتنی بے شرمی کی باتیں جو بول رہے تھے اُسکے  
نواب جی۔۔!! واقعی اس بات کی گواہ تو وہ بھی تھی اُسکے نواب عالیان کا دل آج  
اُس سے بھر ہی نہیں رہا تھا بار بار اُسکی ناز کی سے لپٹتے اُسکی تنگ گہرایوں میں اتر  
کر اُسکے ہوش حواس ہی ختم کر رہے تھے بس نہ سنیں!!! چھوڑ دیں نہ ساری  
رات آپ اپنا اتنا بھاری وزن مجھ پر ڈالے رہے اور اٹکھ پٹخ کرتے رہے۔۔ کیا



آپ۔ کی کمر نہیں ٹوٹی۔۔ روشال رونے سی ہوتے نواب عالیان کو کندھوں سے  
پکڑ پیچھے کرتے بولی۔

نواب عالیان جو خود کو روشال کی اوپری گھر۔ ایوں سے بھرپور اپنے لب لپیٹے خود  
کو سیراب کر رہے تھے۔ روشال کی اس بات پر وہ اپنا سر اُسکے دل کے مقام سے  
اٹھا کر نکلی سنجیدگی سے دیکھ گئے تھے۔۔ اچھا آپکو یہ سب باتیں اسی وقت یاد آتی  
ہیں بیگم۔۔ !!! ہاں نہیں تو کیا، پھر کب یاد آئیں گی، رات سے آپ مجھے ہلکان  
ہی کیے ہوئے ہیں چھوڑ ہی نہیں رہے۔۔ یاد رکھیں آپکی دودھیٹیاں بھی ہیں  
جنکی ضرورت بھی یہیں سے پوری ہوتی ہے معصومیت سے اپنی دھڑکنوں کی  
طرف شرمیلا سا دیکھ گئی تھی جو پوری لال تھیں اُسکے شوہر کے لمس سے۔ اچھا  
جی پر ابھی یہاں سے بس میری ضرورت ہی پوری ہوگی اور کیا کہا میں اپنا وزن  
آپکے اوپر ڈالے ہوا ہوں اور میری کمر نہیں ٹوٹی تو بتادوں۔۔ آپکا نواب بہت ہی  
فٹ فاٹ ہے بیگم روز اپنی حویلی کی جم میں ورک آؤٹ کرتا ہوں ۱۲۰ کلوویٹ  
روز اٹھاتا ہوں یہیں سے دیکھ سکتی ہیں آپ اپنے نواب کی ڈیٹیکشن میری معصوم  
بیگم !!! روشال جسکا منہ کھلا تھا اُسکا نواب کب جم کرتا تھا اس نے تو کبھی نہیں

دیکھا۔۔۔ اب اُس نے صحیح طرح اپنے نواب جی کے سحر انگیز کسرتی چوڑے  
سینے اور مسلز کو دیکھا تھا جو واقعی بتا رہے تھے اُسکا نواب بہت ہی محنت کرتے ہیں  
جم میں۔ ویسے بھی آپ میرے سٹیمنا کا اندازہ ایسے بھی لگا سکتی ہیں۔۔۔ یہ بولتے  
روشال کے چہرے پر آئی نم لٹوں کو کان کے پیچھے کرتے اُسکی کیوٹ سی نیلی  
آنکھیں چومتے بولے۔ آپکے اندر جس طرح میں اترتا ہوں جس انداز میں آپ  
سے حق لیتا ہوں یہ انداز بس ایک بھرپور مرد میں ہوتے ہیں۔۔۔ کیوں بیگم !!!  
روشال نے اتنی کھلی بات پر اندر ہی حلق میں اپنا تھوک نگلا تھا۔ ویسے کم تو آپ  
بھی نہیں بیگم جب میرے اوپر بیٹھتی ہیں قربت کے لمحات میں جنونی ہوتے تب  
آپکا نواب بھی آپکے بھاری بدن کو کیسے جھیلتا ہے یہ آپ مجھ سے پوچھیں شرارتی  
انداز میں روشال کو تنگ کرنے کے لیے بولے لیکن اُن کو یہ نہیں پتہ تھا اُنکا بولا  
اُنہیں ہی الٹا پڑھ جائے گا۔

بے باکی سے ہر لفظ شرارت میں ادھ کرتے روشال کی ناز کی کو اپنے ہاتھ میں  
کرتے مسلتے پھر سے جھک گئے تھے۔ روشال جس کو ابھی صحیح معنوں میں اپنے  
وزن کی فکر لگی۔ تھی وزن کی نہیں اپنے نواب کی کہیں اُسکے اس بھاری بھر کم

وزن کی وجہ سے اُسکے نواب جی اُس سے بور ہوتے بھاگ نہ جائیں۔۔۔ سنیں  
نواب جی!!! روشال اپنی خوبصورت آنکھوں میں نمی لیے بولی۔۔

ہم۔۔۔!!! نواب عالیان جو اتنا بولتے پھر سے اُسکے سینے میں اپنا چہرہ چھپا گئے  
تھے۔۔ ہمیں بھی اپنا وزن کم کرنا ہے آپکی والی جم کرنی ہے۔۔ نواب عالیان جنگلی  
زبان ناف پر تھی وہ اُسکے پیٹ سے چہرہ نکالتے حیرانگی تجسس سے روشال کو  
دیکھ گئے تھے۔۔ اور اوپر ہوتے اپنی بیگم کے چہرے کے قریب ہوئے۔ کیا بول  
رہی ہیں گڑیا!!!! یہی کہ ہمیں بھی اب پتلا ہونا ہے سنا آپ نے!!!! اپنی ناک  
روشال کا اب نکھرا کے نیچے اپنی انگلی پھیرتی ضدی بچوں والے لہجے میں بولی۔  
اپنے پسندیدہ مرد سے تھا!!!! نہیں بیگم ہمیں آپ ایسے ہی پسند ہیں۔۔۔ یہ  
بولتے نواب عالیان بے باکی سے روب کھسکاتے زمین بوس کرتے بولے۔۔۔  
نواب جی بس نہ!!!! آپ یہ۔ کیا میں ہاں!!!! سن لیں آپ ہمیں ایسی ہی ہلکی ہلکی  
بھری اچھی لگتی ہیں آپ کیا جانے آپکی بھاری گہرایاں کیسے ایک پل میں ہمیں  
پسنے میں نہلا کر ہمارا خون گرما کر ہمارے جوان جذبات عروج پر پہنچا دیتی ہیں۔  
ہمیں کچھ نہیں پتہ ہم کو کل کے کل ہی سمارٹ ہونا ہے نواب جی کو اپنے اوپر سے

پیچھے کرتی کمر لیتی اُن سے رخ موڑ لیٹھ گئی تھی۔۔ نواب عالیان اپنے حال پر اپنے رب سے رحم مانگتے اپنی چھوٹی گڑیا کی بر۔ ہنہ پشت کو دیکھ گئے تھے جہاں اُس کے نم سلکی بال پڑے تھے۔۔ اب وہ اُن سے روٹھی منہ میں ہی کچھ بر بڑا رہی تھی۔ اس لیے نہیں چاہتے ہم پتلی ہوں کیونکہ پھر ان کو وجہ مل جائے گی کسی سمارٹ ماڈرن لڑکی سے تیسری شادی کرنے کی نواب ہیں دس دس شادیاں انکے لیے جائز ہیں!!! اُف!!!؟ کیا کروں میں انکا، نواب عالیان اپنی بل کھاتی پیشانی کو انگلیوں سے مسل گئے تھے۔۔ سمجھ نہیں آرہا تھا اپنی بیوی بلکہ ایک روٹھی چھوٹی بچی کو کیسے سمجھائیں جو اُنکے لیے ایک ضدی بچی بن چکی تھی۔۔ نواب عالیان کھسک کر اپنی روٹھی بیگم کے پاس ہوئے اور پیچھے سے ہی اُسکی دودھیا گردن میں اپنا چہرہ رکھ گئے۔۔ دور رہیں پاس نہ آئیں جب آپ ہمیں جم نہیں کروا سکتے پھر کیا ہی ہماری اور ضدیں پوری کریں گے۔

روشال جو آگے سے کمرل اوپر کرتی اپنا حسین چہرہ اُس میں چھپا گئی تھی۔۔ اچھا اچھا روئے تو نہیں بیگم۔۔ ہم آپکو جم کروادیں گے۔۔ یہ سنتے ہی روشال مسکرا کر اُنکی طرف پلٹ کر دیکھ گئی تھی۔۔ سچی!!! نواب جی۔۔ ہاں بیگم!!! نواب

عالیان جن کی نظریں روشال کی چمکتی گہرائیوں پر تھی جو کمبل نیچے ہونے کی وجہ سے پھراُنکی آنکھوں کے لیے عیاں تھیں۔۔۔ روشال انکی نظروں کا مرکز جانتی سرخ ہوتی کمبل اوپر کرنے لگی۔۔۔ ایک دم نواب عالیان کمبل پورا ہی سائڈ کرتے اُسکے اوپر حاوی ہوئے تھے۔۔۔ کتنی دفعہ بولا ہے اپنا آپ مجھ سے مت چھپایا کریں سب دیکھا ہے میں نے۔۔۔ بہت کچھ بتا گئے تھے۔

روشال کی حسین کالی پلکیں جھکی تھیں۔۔۔ لیکن ہماری ایک شرط ہے بیگم !!!؟ کیا !!! روشال اپنا معصوم منہ پورا ہی کھول گئی تھی۔۔۔ جم تو ہو گی ہی ہو گی۔۔۔ پر اُسکے ساتھ آپکو مجھے بھی کچھ دینا ہو گا۔ ہم کیا دیں گے آپکو۔۔۔ اب کیا آپ ہم سے پیسے لیں گے بھولیں مت ہم اس سلطنت کے نواب کی اکلوتی چھوٹی بیگم ہیں !! اتر کر بولی تھی۔۔۔ اب روشال کی آنکھوں میں کل رات سے خود کو چاہئے جانے کا غرور تھا۔ الگ سی چمک تھی جو شاید نواب عالیان خان کی خوبصورت قربت میں ملی تھی۔ آپ جانتی ہیں ہمیں پیسے نہیں کیا چاہیے۔۔۔ !! کیا چاہیے آپکو نواب جی۔۔۔ آپ کا وقت آپکی قربت !!! جم میں بھی بھر پور رومانس ہو گا چھوٹی بیگم۔۔۔ جی !!! روشال جواب سچ میں گر بڑائی تھی اُسکا شوہر اُس کو جم ورک

آؤٹ میں بھی شاید نہیں چھوڑنے والا تھا پر پتلا ہونے کے لیے اُس کو یہ سب  
کی پھر سے پلکیں سجدہ ریز ہوئی تھیں نواب برداشت کرنا ہی تھا۔ روشال  
عالیان کی جم میں ہونے والی گستاخیوں کو سوچ کر ہی۔

آپ ہم سے سودا بازی کر رہے ہیں نواب جی!!! پھر سے روشال نقلی غصہ اور  
برہمی سجائے چہرے پر بولی تھی شہادت کی انگلی اُنکی طرف اٹھا کر!!! سودا بازی  
تو نہیں ہمارا پیار ہے بیگم جو آپکو جم میں بھی سہنا ہو گا اب شاید ہی کوئی دن  
گزرے جب آپکے بال دن رات خشک نظر آئیں۔ نواب جی!!! ہاں نواب کی  
جان!!!! یہ بولتے اپنے آپکو بھینا سکی کی حا۔ لت میں لاتے اپنی بڑھتی  
تبدیلیوں سے روشال کو بھرپور روشناس کرا گئے تھے۔ نواب جی!!! روشال جو  
پھر سے اُنکی متوقع شدتیں سہنے کا سوچ کر ہی زرد ہوئی تھی۔

عالیان بولیں میری جان!!! یہ بولتے پھر سے اپنا نچلا لمس روشال کے ساتھ بے  
باکی سے مس کر گئے تھے۔ ہم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بولیں گے اٹک  
اٹک کر بولی کیونکہ نواب عالیان کی بڑھتی گستاخیوں سے اُسکی سانسیں تیز ہو رہی  
تھیں۔ آپکو بولنا ہی ہو گا ابھی نہیں تو جم میں ہی سہی ورنہ نوورک آؤٹ نوپتلا ہونا

-- میری اکلوتی حسین بیگم آپ ہمیں دھمکی دے رہے ہیں!!! جو سمجھنا ہے  
سمجھیں نفلہال ابھی ہمیں خود میں برداشت کریں اور رک نہیں سکتے یہ بولتے  
کبل اوپر کرتے اُس میں روشال کے ساتھ غروب ہوتے اُس پر اپنی دم دار  
شدتیں نچھاور کرنے لگے۔۔۔ اب پورا کمرہ پھر سے نواب عالیان کی شدت سے  
لرز رہا تھا روشال کی سسکیاں گونج رہی تھیں۔۔

---

دو مہینے بعد۔۔ روشال جو دادی جان کے ساتھ آراء کو لیے نواب عالیان کی جدید  
مرسیڈیز میں اُن کی خاص دوست کی حویلی جا رہی تھی۔۔۔ پر راستے میں کہیں  
رکنا تھا دادی جان کو اپنی سہیلی کے لیے سوٹ اور کچھ تو حفے تحائف لینے تھے۔۔  
نور حویلی میں اپنی دادی جان کے پاس تھی اب ماشاء اللہ سے دونوں بچیاں چار ماہ  
کے قریب تھی اور بہت ہی زیادہ گول مٹول ہو گئی تھیں۔۔ اپنے ابا کی تود یوانی  
تھیں جب جب نواب عالیان اُن کے پاس ہوتے تو وہ مشکل سے ہی روشال کو کوئی  
لفٹ دیتی تھیں۔۔ یا انکو اپنی امی خود ہی کسی بچی سے کم نہیں لگتی تھیں۔۔ وہ بھی  
تو اُن کے ابا کی گڑیا ہی تھی کہیں دفعہ تو ماں سیٹیاں ایک دوسرے سے ہی جیلس

ہوتی اپنے ابا اور اپنے شوہر کے پیار اور وقت کے لیے کیوٹ سا لڑتی بھی تھیں۔  
ابھی گاڑی اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھی۔ دادی جان جو روشال کی  
کے ساتھ جو اپنی آراء کے ساتھ کھیل رہی طرف دیکھ گئی ہلکی سی مسکراہٹ  
تھی اُسکے ننے منے ہاتھ پکڑ کر۔۔ آراء جو اپنی امی کو دیکھ کر کھلکھلا رہی تھی اس  
وقت آراء نے ڈول والا بہت ہی خوبصورت رومپر پہنا تھا۔ جس میں وہ چھوٹی  
سی گول مٹول ڈول لگ رہی تھی۔ ابھی ابھی وہ سوکراٹھتی اپنی امی کے ساتھ  
کھیلنے میں مصروف تھی ہاں میری بیٹی!!! روشال جو مسکرا کر اُسکے گول گال چوم  
گئی تھی۔ روشال بہو!!! جی دادی جان، ہنستے اُنکی طرف دیکھ گئی وہ ہم مارکیٹ  
میں گاڑی روک رہے ہیں تم ایک کام کرنا سکینہ کے ساتھ اتر کر جا کر۔۔ مراد  
سنز سے ہماری دوست کے لیے خود اپنی پسند کا لے لو۔۔ پر دادی جان آراء!!!  
اس کو ہم سمجھا لیں گے تم سکینہ کے ساتھ جانا۔۔ جی!!! مسکرا کر اُنکا کہنا مان  
گئی تھی۔ ایک دادی جان ہی تھیں جن سے اُسکا رشتہء حویلی میں سب سے  
خاص تھا کچھ ہی دیر میں روشال سکینہ کے ساتھ اُس بڑی سی دکان میں تھی۔  
کافی دیر شاپنگ کرنے کے بعد دونوں نکل ہی رہی تھیں۔ ایک دم روشال سے



کوئی ٹکراتے ٹکراتے بچا تھا۔۔۔ وہ معاف کریں میم !!! اتنا بولتا وہ لڑکا سامنے  
روشال کی طرف دیکھ گیا تھا جسکے ہاتھ سے ایک شاپنگ بیگ چھوٹ کر گرا تھا  
جس کو وہ اٹھا رہی تھی۔۔۔ روشال جو سیمپل سی ڈارک گرین رنگ کی خوبصورت  
کام دار فراک میں ملبوس کھلے بالوں کے اوپر ہلکا سا جعلی کا دوپٹہ لیے ہوئے تھی  
۔۔۔ سکینہ جو روشال کے پاس ہی کھڑی تھی ایک دم وہ لڑکا روشال کو دیکھتے بولا  
۔۔۔ روشال !!! اُسکی آواز پر روشال نے اُسکی طرف نگاہیں اٹھا کر دیکھا تھا اور  
آنکھیں دونوں کی کچھ سیکنڈز کے لیے ایک دوسرے پر ٹھہر سی گئی تھیں۔ ایک  
دم روشال سپاٹ انداز میں بولی سکینہ باجی آپ گاڑی کی طرف جائیں میں آتی  
ہوں۔۔۔ جی بی بی !!! روشال جو سکینہ کے پیچھے ہی اُس لڑکے کو دیکھتی بڑھنے  
لگی اپنا آپ ٹھیک کرتی۔۔۔ ایک دم وہ بولا۔۔۔ روشال رکو پلز کیا بات ہے !!!  
روشال غصے میں سپاٹ طرح بولی۔۔۔ اسکو سہیل کا اسے بار بار ایسے روکنا پسند  
نہیں آرہا تھا کیا بات ہے کیوں بار بار آپ میرا نام لے رہے ہیں روشال اب بتتی  
بولی تھی۔۔۔ سہیل جو یہاں ہی کسی دکان میں چھوٹا سا ملازم تھا نواب عالیان کی  
حویلی کا کام چھوڑنے کے بعد۔۔۔ سہیل پھر سے روشال کے مقابل آن کھڑا ہوا۔

روشال تم خوش ہو کیا دیکھو ابھی بھی تمہارا سہیل تمہارے انتظار میں بیٹھا ہے  
جانتی ہو نہ تم میرا پہلا پیار تھی۔۔۔ تھی نہیں ہوا اگر تم وہاں خوش نہیں تو نواب  
عالیان سے خلا لے کر میری بن جاؤ میں تمہیں ہر طرح سے اپنا لوں گا!!!! اور  
بولتا ایک دم روشال بولی۔۔۔ بس ایک لفظ اور بولا آپ نے پھر کے آپ کو بتاؤں  
گی ایک شوہر کی بیوی کیا کیا کر سکتی ہے۔۔۔ ایک بات آپ آج آخری دفعہ کان  
کھول کر سن لیں سہیل!!!! یہ جس روشال سے آپ بات کر رہے ہیں نہ وہ کچھ  
نہیں لگتی آپ کی آپ نامحرم ہیں میرے لیے میں ہمیشہ سے اپنے شوہر کی وفادار  
ہوں اور رہوں گی اگر کبھی اُن سے الگ بھی ہوتی نہ تو بھولے سے بھی آپ کی  
طرف نہیں پلٹتی کیونکہ یہ روشال اپنی آخری سانس تک اپنے نواب کی ہے۔۔۔  
جس کی روح میں بس ایک ہی شخص بستا ہے عالیان علی خان!!!! میں ایک  
عورت ہوں جو سوچ میں بھی اپنے محرم سے بے وفائی کرنے کا سوچ بھی نہیں  
سکتی۔۔۔ یہ بولتی نم آنکھوں سے کھڑے سہیل کو اپنے محرم کی محبت کا جتنا ہی گاڑی  
کی طرف بڑھنے لگی۔۔۔ ایک پل کے لیے رکی اور بنا موڑے ہی  
بولی۔۔۔۔۔ سہیل آپ اب زندگی میں آگے بڑھیں کیا آپ کو اچھا لگتا ہے کہ

آپ ایک شادی شدہ دو بچوں کی ماں کے پیچھے اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں اس  
روشال نے کبھی آپکا نہیں بننا تھا میرا نصیب تو پیدا ہوتے ہی میرے نواب  
عالیان کے ساتھ لکھ دیا گیا تھا۔ یہ بولتی دل میں اپنے شوہر کی محبت کا سوچتے  
گاڑی کی طرف بڑھ گئی تھی وہیں سہیل جو روشال کو نم آنکھوں سے جاتا دیکھ گیا  
تھا۔۔۔ شاید اُس کا پیارا دھورا ہی رہنا تھا پر اُس کا دل خوش تھا اُسکی روشال اپنے  
ہمسفر کے ساتھ اب خوش تھی۔۔۔ وہ مسکراتا نم آنکھوں کے ساتھ اپنی منزل  
کی طرف بڑھ گیا تھا۔

---

چھ ماہ بعد۔۔۔

خان حویلی کی بڑی سی جم میں دو جانوں کی سانسوں کا رقص زور و شور سے چل رہا  
تھا۔ رات کے دو کا وقت تھا جہاں پوری حویلی اندھیرے میں ڈوبی تھی سارے  
حویلی والے نیند کی آغوش میں تھے وہیں دو لوگ جم میں ایک دوسرے میں گھلے  
ایک دوسرے کو تسکین پہنچا رہے تھے۔۔۔ اتنے مہینوں سے رات کے وقت  
ہی نواب عالیان روشال کو پرنسپل جو دگی میں اپنی ٹریننگ میں جم کرواتے تھے

لیکن جم کم ہوتی تھی جتنی جم میں روشال کی کمر درد کا شکار ہوتی تھی اور پھر اسی کمر پر صبح کے وقت خود نواب عالیان ایک گھنٹہ مالش دیتے تھے۔۔۔ بہت بڑی جدید جم کے ایک کونے میں سوفٹ میٹ کے اوپر دو جسم ایک جان ہو رہے تھے۔۔۔ روشال جو ٹوٹ ٹوٹ کر انکے سینے میں ہی سمار ہی تھی پوری جم میں روشال کی چیزیں بکھری تھیں۔۔۔ وہ نواب عالیان کی پسندیدہ حالت میں انکے نیچے انکی رنگی تھی دونوں ایک ہی بے درد شدتیں سہہ رہی تھی وہ پوری ان میں ہی حالت میں تھے روشال جو بار بار انکے کندھے کو اپنے دموتیوں سے کھینچتی روکنے کی کوشش کر رہی تھی پر مجال تھی نواب عالیان رک جاتے۔ بس نہ سنیں !!! روشال چیخ اٹھی تھی۔۔۔ آخرا ب اُس کی بس ہوئی تھی وہ تو روز رات کی طرح اپنے شوہر کے پاس وزن کم کرنے آئی تھی پر انہوں نے اُس کو ڈمبل اٹھواتے ہی اپنی قربت میں قید کر لیا تھا۔

نواب عالیان کے عمل سے اُسکی بھاری دھڑکنے اب دودھیارنگ کی جگہ لال رنگ پیش کر رہی تھیں انکے لمس کی شدت ہی وہاں اتنی تھی۔۔۔ ہم بس نہیں کریں گے بیگم جب تک آج آپ ہمیں عالیان نہیں بولیں گی۔۔۔ پھر سے اور

زیادہ آخری حد تک روشال کی گہرائوں میں اترے تھے۔ ہم نے نہیں بولنا نہ  
۔۔ بچ میں سسکیاں لیتی بامشکل بولی تھی کیونکہ نواب عالیان کا سامنہ ہی اتنا جان  
لیو اتھاروشال کی جان منہ پر سچی تھی۔ گزرتے وقت کے ساتھ عالیان علی خان  
اپنی روشال کی قربت کے پیچھے دیوانے پاگل ہوتے جارہے تھے۔ کیوں نہیں  
بولنا!!!؟ زور سے پھر سے روشال کی روح فنا کر گئے تھے۔۔۔ بس نہ

نواب۔۔ ج۔۔ عالیان بولیں بیگم!!! اب کی دفعہ رعب دار انداز میں بولے۔  
۔۔ کتنے مہینوں سے آپ بول رہے ہیں۔۔ نہیں بولا جاتا نہ ہم سے شرم آتی  
تھی اتنا ہے!!! یہ بول کر فوراً سے نواب عالیان کے بر۔۔۔ ہناسینے میں چھپی  
ہی نواب عالیان اپنے عمل میں تیزی لائے تھے ان کو آج کسی صورت اپنی گڑیا  
کے منہ سے اپنا نام سننا ہی تھا نواب جی بس نہ۔۔ بولیں بیگم آج میں نہیں رکنے  
والا۔۔ عا۔۔ لیا۔۔ ن۔۔۔ سنیں عالیان بس نہ!!!! یہ سنتے ہی نواب عالیان  
اُسی پل رکتے اپنی روشال کا پسینہ میں بھیگا چہرہ دیکھ گئے تھے۔۔ جو خود حیران تھی  
آخر وہ کیسے اپنے نلبوں سے اپنے مجازی خدا کا نام ادا کر گئی تھی آج۔۔ کیا بولا پھر  
سے بولیں۔۔۔ ایک ہاتھ سے روشال کے عارض کو نرمی سے چھوا تھا۔۔۔ وہ۔۔

وہ عالیان۔۔ بس نہ، آپکی سیٹیاں اٹھنے والی ہوں گی۔۔ پھر انہوں نے بھی میری جان ہلکان کرنی ہے۔۔ نواب عالیان بے حد خوش ہوئے تھے اُنکی من پسند عورت نے اپنے منہ سے اُنکا نام بولا۔۔ وہ فوراً نئے روشال کی پیشانی پر بوسا دے گئے تھے۔۔ روشال آنکھیں بند کرتے اُنکے لمس کو محسوس کر گئی تھی آج زندگی میں پہلی بار اپنا نام اتنا میٹھا اور اتنا خوبصورت لگا ہے کیونکہ اس کو میری من پسند عورت نے بولا ہے آج سے تو آپکا عالیان اور آپ پر مر مٹا ہے۔ ایسا مت بولیں روشال اُنکے منہ پر ہاتھ رکھ گئی تھی آپکو میری بھی زندگی لگ جائے اب تو آپکے ساتھ ہی جینا ہے بیگم۔۔ بس آدھا گھنٹہ دیں خود کو اور آپ کو اچھی طرح سکون دے دوں نہیں نہ نواب جی!!!! نواب عالیان جو اور زیادہ اپنے عمل کو بے باکی سے سرانجام دیتے اپنی گڑیا کو لذت کی انتہا پر لے گئے تھے۔

---

کچھ مہینے گزرنے کے بعد۔۔ روشال جو کب سے منہ پھولائے بیٹھی تھی سامنے کا حسین منظر دیکھ کر۔۔ نواب عالیان جو صوفہ پر نیم دراز تھے۔۔ اور اُنکی دس ماہ کی سیٹیاں آراء اور نور جو اُنکے سینے پر لیٹی تھیں۔۔ وہ اپنی امی کو آج

صحیح میں جلا رہی تھیں کہ ابائے نکلے پہلے ہیں امی بعد میں نواب عالیان جو بلیک  
ٹراؤز اور وائٹ شرٹ میں ملبوس اپنی بیٹیوں کو بہت ہی پیار دے رہے تھے۔۔  
آراء اور نور جو گزرتے ٹائم کے ساتھ اور زیادہ اپنے ابا کیلئے پاگل ہوتی جا رہی  
تھیں آراء جو بار بار نواب عالیان کو کیوٹ سا چہرہ بنا کر ا۔۔ با۔۔ بولتی اُنکے  
کھد رے گال کو اپنے ننے لب سے گھیلا کر رہی تھی اور نور جو اپنے ابا کا کندھا پکڑ  
ے کھڑی اپنے ننے سے ہاتھ سے اُنکی پیشانی دبا رہی تھی۔۔ نواب عالیان جو  
ابھی کچھ دیر پہلے ہی ڈیرہ سے آئے تھے۔ اور آتے ہی اپنی امی کی گود میں موجود  
دونوں اپنے ابا کو دیکھتے چہچہاتے تب سے اُنکے اوپر سوار تھیں اب دونوں ہی  
اپنی امی کو بالکل بھاؤ نہیں دے رہی تھیں۔ اُن کو روشال امی کم اُنکی سہیلی زیادہ  
لگتی تھی۔۔ واقعی میں اٹھارہ سال کی روشال اب وزن کم ہونے کے بعد کوئی  
سولہ سال کی کمسن پھر سے معلوم ہونے لگی تھی۔ اتنی معصومیت تھی اُسکے  
چہرے پر ہاں ابا کی جان!!! نواب عالیان دونوں کے چھوٹے چھوٹے ہاتھ  
چومتے بہت ہی پیار بھرے لہجے میں بولے۔ ایک نظر اُن کی سامنے بیٹھی گڑیا  
پر تھی جو اس وقت اپنی بیٹیوں کو ہی اپنا دشمن سمجھے بیٹھی تھی اب کیا سمجھاتے

نواب عالیان اپنی بیوی کو جو خود حرکتوں میں ایک بچی ہی تھی۔۔۔ بھلا کوئی ماں اپنے شوہر کے وقت کے لیے ہی اپنی بچیوں سے کمپمٹیشن کرتی ہے پر اُنکی روشا ل کرتی تھی۔۔۔ اُسکی کوشش ہوتی تھی نواب عالیان کے گھر آنے سے پہلے ہی اپنی بیٹیوں کو اچھی طرح فیڈ کروا کر سلادے اور پھر نواب عالیان کے سارے پیار دلار کی وہ حق دار ٹھہرے۔ نواب عالیان جو مسکرا کر اُسی پل اپنی ہنسی چھپا گئے تھے بکیونکہ اُنکی بیوی صحیح میں تپتی ہوئی تھی۔

آراء اور نور جواب کھیلتے کھیلتے تھکی تھیں اب وہ اپنے چھوٹے بچھوٹے ہاتھ اپنی آنکھوں میں مارتی بھوک سے رونے لگیں ماں کو اب اپنی امی کے دودھ کی طلب ہوئی تھی۔

وہ اب ہلکا ہلکا رونے لگی تھیں۔۔۔ اب دونوں نے اپنے ابا سے نظریں ہٹا کر اپنی امی کی طرف نظریں کرم کی تھیں۔۔۔۔۔ می۔۔۔۔۔ سب سے پہلے دونوں نے پہلا الفاظ ہی ابا بولا تھا اب آہستہ آہستہ وہ امی ٹوٹے پھوٹے انداز میں بولنے لگی تھی۔ روشال جو منہ پھیر گئی تھی کیوٹ انداز میں۔۔۔ نواب عالیان جو اپنی روٹھی بیوی کو دیکھتے دل ہی دل میں مسکراتے اپنی گھنی بیرڈ کو سہلا گئے تھے۔ اب نواب



عالیان دونوں کو لیے روشال کی طرف بڑھے فیڈ کروائیں انہیں۔۔۔!!!  
روشال جو آنکھیں اٹھا کر اُن کو دیکھ گئی تھی۔۔ مجھے نہیں کرانا۔۔ آراء اور نور  
جواب معصومیت سے اپنی امی کو دیکھ رہی تھیں اب امی سے مطلب تھا تو امی کو  
بھاؤ دینا ہی تھا۔ روشال دونوں کو دیکھتی بولی !!! مجھے مت دیکھو بہت چالاک ہو  
تم دونوں !! جب ابا کے پاس ہوتی ہو تو کون امی ہاں !! بیگم بچیاں ہیں یہ !!!  
چلیں شاباش فیڈ کروائیں انہیں دونوں کو روشال کی گود میں ڈال گئے تھے۔۔  
یہ میری بچیاں کم آپکی زیادہ ہیں جب آپ ہو تو نوامی کو لفٹ روشال دونوں کی  
طرف دیکھ گئی تھی جو آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لیے اپنی امی کو دیکھ رہی  
تھیں۔۔ اور اپنا انگوٹھا منہ میں لیتی بولی۔۔۔۔۔ م۔۔۔ ی۔۔۔ بو۔۔۔ بو کہ اُن  
کو شدید بھوک لگی ہے روشال جو اُن کو ہی دیکھ رہی تھی آخر ماں تھی بس شوہر کو  
لے کر اسکی جیلیسی چلتی تھی لیکن اپنی بیٹیوں پر وہ جان چھڑکتی تھی۔

آخر وہ اپنی بیٹیوں کو اپنے میں بھینچ گئی تھی اور اُن کو فیڈ کروانے لگی۔ نواب  
عالیان اپنی تینوں شہزادیوں کو دیکھتے مسکراتے بہوئے واشر و م کی طرف بڑھنے  
لگے تھے کہاں جا رہے ہیں آپ۔۔۔ بیگم فریش ہونے اگر آپ کہتی ہیں تو انتظار

کر لیتا ہوں۔۔ پھر ساتھ ہی ہو جائیں گے فریش ایک سیشن واشروم میں کرتے۔  
شرم کریں!!!؟ روشال کی آنکھیں پھیلی تھیں۔ میری اکلوتی حسین بیگم اب مجھ  
سے بہتر کون جانتا ہے میری بیگم میری قربت کی دیوانی ہیں۔۔ روشال جو اندر  
تک سرخ ہوئی تھی وہیں۔ نواب عالیان بے باکی سے روشال کو آنکھ مارتے اندر  
فریش ہونے چلے گئے تھے۔

نواب عالیان روشال کے اوپر جھکے اُسکی گردن کو دیوانگی کے عالم میں اپنی شدتوں  
سے جامنی کر رہے تھے اُنکے بوسوں کی بو چھاڑ پوری گردن کو جیسے جھلسا سی گئی  
تھی روشال جسکے دودھیا ہاتھ اُنکے گلے کا ہار بنے تھے۔ اُسکے خوبصورت لمبے  
ناخن کبھی اُنکی پشت پر لگتا تو کبھی کندھوں پر، اُسکی سسکیاں پورے کمرے میں  
ارتعاش کا سماپیدا کر رہی تھیں معنی خیز آوازوں سے کمرے کے در و دیوار جیسے  
ہلنے کو آئے تھے۔۔ نواب عالیان جنہوں نے کچھ لمحے پہلے ہی روشال کو اپنی  
قربت سے رہائی دی تھی اب وہ صبح فجر کے وقت دوبارہ شروع ہو گئے تھے۔۔

روشال کی نظریں سامنے گئی تھیں صوفہ پر اُسکی بلیک نا۔ میٹی پڑی تھی جو بے باک  
نواب کے عمل کی وجہ سے وہاں تھی۔۔ روشال جو اُنکے نیچے نہایت ہی بے باک  
حالت میں تھی۔۔ وہ اتنے جنونی ہو رہے تھے۔۔ اُنکے ہاتھوں کی بے باکیوں  
آخر اپنی شدت کی حدیں دل کے مقام پر بکھیرتے کی واقعی کوئی حد نہیں تھی  
اوپر کو ہوتے روشال کی کان کی لو کو کھینچتے بولے۔۔ اب آپکی باری میرا گڑیا!!!  
بھرپور پر فارمنس دیکھنی ہے اب آپکی یہ سنتے ہی روشال کان کی لو سے لے کر  
اند رتک پوری سرخ پری تھی اب اُسکے نواب جی قربت کے لمحات میں کتنی ہی  
دفعہ ایسی بے باک فرمائش کیا کرتے تھے۔۔ آخر وہ روشال کو کمر سے جکڑے اپنے  
اوپر کرتے۔۔ پیٹ پر بیٹھا گئے تھے روشال جو پلکیں سجدہ ریز کیے بیٹھی تھی  
دونوں ایک ہی حالت میں ایک دوسرے کی جان بنے ہوئے تھے۔۔ اب وہ  
بہت نرمی سے اُسکی پشت کو اپنی مٹھیوں میں بھرتے مساج کرتے کمرے کی  
گولڈن ڈم لائٹس میں اپنی نیلی آنکھوں والی حسینہ کے حسن کا باخوبی معائنہ کر  
رہے تھے جو ہر طرح سے اُن کی خوب رو بے باک آنکھوں کے لیے عیاں تھا۔  
روشال اُنکی گہری نظروں میں دیکھتے اور زیادہ شرم حیا کا شکار ہوئی تھی یہ روز

اور دن کی بات تھی نواب عالیان ایسے ہی کتنی دیر اُسکے حسن کو اپنی رات  
آنکھوں سے سرہاتے رہتے۔ تھے۔۔ اب نواب عالیان مسکراتے ہوئے اُسے  
ایک جھٹکے سے اپنے سینے میں سما گئے تھے۔ روشال اُن کا مطلب سمجھتے اب اُنکی  
گر۔ دن اور چوڑے سینے کو لال کر رہی تھی اپنی نازک پنکھڑیوں کے لمس سے  
نواب عالیان جو مدہوشی کے عالم میں اپنی آنکھیں میچ گئے تھے۔۔۔ کچھ لمحوں  
بعد نواب عالیان سے اور رکا نہیں گیا وہ اپنے جذبات کی انتہا پر تھے وہ فوراً سے  
اُسے اپنے نیچے کرتے اُس پر حاوی ہوتے، اُسکے بدن کو دیوانوں کی طرح داغ  
دار کرنے لگے۔۔ اب پورا عالیشان کمرہ نواب عالیان۔ اور روشال کی تیز ہوتی  
سانسوں کے ساتھ گونج رہا تھا۔ وہ ایک بار پھر سے اُسکے اندر آخری حد تک شامل  
ہوتے اُس کے چاروں طبق روشن کر گئے تھے۔ اب وہ اپنے عمل کو جنونی  
انداز میں تیز کرتے اپنی گرمی اُسکے اندر انڈیلے پھر سے تکیے پر ہوتے روشال کو  
اپنے اوپر بیٹھا کر اُسکے لبوں کا جام پیتے اور زیادہ مدہوش ہونے لگے ساتھ ساتھ  
اُسکی گہر۔ ایوں میں آہستگی سے اپنا عمل جاری رکھا تھا روشال سسکتے اُنکے سینے  
میں شدت سے سمار ہی تھی اب نواب عالیان نے روشال کو اپنے کھدرے لمس

سے آزاد کرتے اپنی بے ترتیب سانسوں کو درست کرتے روشال کی مدد ہوش  
بھری آنکھوں میں جھانکتے کچھ بہت۔ ہی بے باک جملہ ادا کر گئے تھے۔۔ روشا  
ل سرخ ہوتے اپنا چہرہ اُنکی گردن میں چھپا گئی تھی۔

نواب عالیان نے پھر سے روشال کو اپنے نیچے کرتے پھر سے اُس میں گھلنا  
چاہا!!!! ایک دم روشال کو رات کی اُنکی حرکت یاد آئی تھی وہ روٹھ کر اُن کے  
سینے پر ہاتھ رکھتی اپنی دھڑکنوں سے پیچھے کر گئی تھی جو بچوں کی طرح پھر سے  
خود کو سیراب کرنے کے لیے ان سے لپٹنے کو بے تاب ہوئے تھے یہ کیا حرکت  
ہے بیگم!!! کیوں دور کر رہی ہیں اپنے آپ کو مجھ۔۔۔ اس وقت مجھے آپکا دور  
جھٹکنا نہیں پسند، ان ہاتھوں سے بس آپکی بے باک حرکتیں ہی اچھی لگتی ہیں وہ  
دیکھا سکتی ہیں تو دکھائیں ورنہ میں اور زیادہ شدت سے اپنا حق وصول کروں  
گا۔۔۔ سنجیدگی لیکن نرم لہجے میں روشال کو بول گئے تھے۔۔۔ روشال جو ایک  
انچ اپنے نواب عالیان سے اب۔ نہیں ڈرتی تھی اُسکی آنکھوں میں نواب عالیان  
کے دیے ہوئے پیار پر نہ صرف مغروریت ہوتی تھی بلکہ گزرتے وقت کے  
ساتھ وہ بہت زیادہ ضدی اور نخریل ہو گئی تھی بس اپنے نواب کے لیے

۔۔۔ نواب عالیان کی میٹھی وار ننگ کے بعد بھی روشال اُنکے نیچے سے نکلتی چادر  
لیے رخ موڑ گئی تھی۔ اب اُسکی نظر سامنے دو کرب پر تھیں جہاں اُسکی  
شہزادیاں سکون سے نیند کی وادیوں میں تھیں۔۔۔ نواب عالیان اپنا۔۔۔ ماتھا مسلتے  
روشال کے بہت پاس ہی لیٹ کر اپنا ایک ہاتھ اُسکی نازک کمر پر ڈال اپنی طرف  
کھینچتے اپنے سینے پر کر گئے تھے۔۔۔ روشال نے اُنکے سینے کے بالوں کو اپنی مٹھیوں  
میں جکڑ اُنکی طرف دیکھا تھا، نواب عالیان جواب روشال کی ناز کی محسوس کرتے  
سکون کا سانس لیتے اُسکے بالوں کو نرمی سے پکڑتے چہرہ قریب کیا تھا۔

کیا ہوا بیگم کیوں روٹھ گئیں !!! ابھی تو اصل بے باکی کا کھیل پھر سے شروع ہونا  
تھا۔۔۔ کوئی نہیں ہو گا کھیل شروع ہم آپ سے ناراض ہیں !!! یہ بولتی کیوٹ سا  
چہرہ بنا کر اُنکے کسرتی کشادہ سینے پر اپنا سر رکھ گئی تھی۔۔۔ اچھا جی ناراضگی بھی ہی  
اور رہنا بھی نہیں ہمارے بنا !!! پھر سے روشال اپنا چہرہ اٹھا کر اُنکی آنکھوں میں  
آنکھیں ڈال کر بولی !!! آپکو تو ہم ایک پل اکیلا نہیں چھوڑیں اتنا حسین مرد ہے  
ہمارا لاکھوں دیوانی ہوئی پیچھے پھرتی ہیں۔۔۔ آپکو تو اپنے پلو سے باندھ کر رکھیں  
ہم !!! اچھا جی۔۔۔ ویسے آپکے پلو سے بندھتے کب کے ہم آپکے مرید ہوئے

بیٹھے ہیں پر ہماری بیگم نظریں کرم ہی بامشکل کرتی ہیں اچھا جی!!! جو آپ روز  
 ہم سے دوبار اپنا حق لیتے ہیں اُسکا کیا۔۔۔!!! تو آپ بھی تو ہماری قربت کے لیے  
 پاگل ہوتی ہیں۔۔۔ یہ سنتے روشال کی پلکیں جھکی تھیں۔۔۔ دور ہٹیں!!! اُنکے اوپر  
 سے اٹھنے لگی۔۔۔ نواب عالیان اور سختی سے اُس کو خود میں بھیج گئے تھے۔۔۔ کیا  
 ہوا ہے بیگم اب کونسی بات پر ناراض ہے میری گڑیا!!! اگر یامت بولیں آپ  
 مجھے۔۔۔ ابھی تو رات کو آپ کی گڑیا کوئی اور تھیں۔۔۔ ناک سکور کر بولی تھی۔۔۔ اپنی  
 بچیوں سے جیلسی ہو رہی ہے آپ کو گڑیا!!!!!!؟ نواب عالیان اپنی ہنسی کنٹرول کر  
 تے بولے تھے یہ روز کا تھا ماں بیٹیاں ایسے ہی روز اُنکے پیار دلار پر ایک  
 دوسرے سے جیلس ہوتی اپنے ابا اور شوہر کے لیے لڑتی تھیں۔۔۔ پھر بعد میں  
 تینوں ماں بیٹیوں کی جوڑی ساتھ ہی بیٹھ کر کھلتیں اور اُنکی بڑی گڑیا بڑے پیار سے  
 اپنی دو شہزادیوں کو فیڈ کرواتی بس تینوں کا کام تھا روز رات نواب عالیان کی جان  
 کو آزار کرنا اور نواب عالیان کو یہ سب بہت اچھا لگتا تھا۔ میں جیلس نہیں  
 ہوں!!! جو نام میرا ہے ازل سے آپ وہ ہماری بیٹیوں کو کیسے دے سکتے ہیں آپ کا  
 نواب عالیان کا قہقہہ چھوٹا تھا۔۔۔ روشال جوپٹ بڑا بچہ میں ہوں اس بات پر

پٹ اُن کو اپنی نیلی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ آپ ہنس رہے ہیں۔۔۔۔۔  
!!! ہنسنے والی بات ہی ہے بیگم۔۔۔ نہیں نہیں میری گڑیا!!! یہ بولتے روشال کی  
چھوٹی سی ناک کو اور نوزین پر اپنے لب رکھ گئے تھے میری آخری سانس تک  
میری بڑی گڑیا کی جگہ کبھی میری سیٹیاں بھی نہیں لے سکتیں آپ کی وجہ سے تو  
اور خدا کے حکم سے وہ ہماری زندگی میں آئیں ہیں۔۔۔ آپ نے تو ہمیں باپ بننے کا  
شرف نصیب کیا ہے۔۔۔ آپ گڑیا ہیں تو وہ ہماری شہزادیاں۔

یہ سنتے روشال خم آنکھوں سے مسکرا کر نواب عالیان کے سینے میں چھپتے وہاں  
اپنے لب رکھتی بولی۔ اگر میں آپ کی گڑیا ہوں تو آپ میری فیری ٹیل کے راجمار  
اور میری کہانی میں میرے پر نس ہیں پر سچائی والے۔ سوچا نہیں تھا کبھی مجھ جیسی  
عام لڑکی کو سلطنت کا شہزادہ ملے گا۔۔۔ یہ بولتے بھی روشال کی آنکھیں خوشی  
سے خم ہوتی مسکرا رہی تھیں۔۔۔ اب اُس کو واقعی اپنی قسمت پر روزِ رشک ہوتا تھا  
وہ ہر نماز میں اپنے خدا کا شکر ادا کرتی اپنے مجازی خدا کی لمبی عمر کی دعا مانگتی۔  
جب آپ کو یقین ہو ہی گیا ہے آپ ایک راجا کی رانی ہیں تو اپنے بیچارے نواب پر  
رحم کھاتے اگلا ایک گھنٹہ پھر سے میری قربت میں بھگتے مجھے راحت دے



جائیں۔۔ نواب جی!!! عالیاں۔۔۔ بولیں۔۔۔ عالیاں آپ بھی نہ۔۔۔!!! نام  
کے ساتھ پھر سے آپکے ہونٹوں اور ہاتھ کی بے باکی دیکھنی ہے یہ بولتے روشال  
کو اپنے احسا۔۔۔ س حصے پر بیٹھا گئے تھے۔۔۔ روشال کے اب صحیح معنوں میں چکے  
چھوٹے تھے۔۔۔ پھر سے ایک دفعہ دونوں کی سانسوں اور گرمائش کا تال میل  
شروع ہو گیا تھا۔

دو سال کا عرصہ گزر گیا تھا اس بیچ نواب عالیاں اور روشال کی زندگی بس  
خوشیوں سے ہی مہکتی رہی تھی دونوں کی سیٹیاں جواب تین سال کی ہونے والی  
تھیں۔۔ اور نواب عالیاں کی بڑی گڑیا جو گزرتے وقت کے ساتھ عمر میں تو بڑی  
ہو رہی تھی لیکن سٹل وہ اپنے نواب کے لیے بچی اور اُنکی لاڈلی بیگم ہی تھی۔۔  
نواب نے ان دو سالوں میں اپنی بیگم اور اپنی بیٹیوں کو راجکمار یوں کی طرح پالا  
تھا۔۔ اپنی بیٹیوں سے زیادہ اُنکی ماں کو اپنی پلکوں پر بٹھایا تھا کیونکہ روشال اور  
زیادہ نواب عالیاں کے لیے شدت پسند جنونی اور پوزیسیو بیوی بن گئی تھی ان دو  
سالوں میں نواب عالیاں نے اپنی بیوی اور بیٹیوں کو پوری دنیا کی سیر

کروائی۔۔۔ جہاں بھی جاتے روشال آراء نور کو ساتھ لے کر جاتے دو سال پہلے  
ہی اُنہوں نے روشال کا داخلہ کالج میں کروادیا تھا اب اللہ کے حکم سے روشال  
کے سپر زپر ایسویٹ دے رہی تھی۔ انٹر پاس ہو کر آگے گریجویشن  
خود تو نواب عالیان اپنی زندگی میں اونچائی پر تھے اب اُنکی زندگی کا خاص مقصد  
اپنی معصوم لاڈلی بیوی کو پڑھانا اور اپنی بیٹیوں کو مضبوط بنانا تھا۔ وہ روایتی  
مردوں جیسے نہیں تھے روایتی فیملی سے ہو کر بھی۔۔۔ اُن کی سوچ بہت اونچی تھی  
۔۔۔ اُنہوں نے آراء کو پہلے ہی اپنا جان نشین نامزد کر دیا تھا اٹھارہ سال کی ہونے  
کے بعد وہ اپنے ابا کے شانہ بشانہ کھڑے ہو کر سلطنت کے کام سمجھالے  
گی۔۔۔ ماشاء اللہ سے نواب عالیان کی دونوں بیٹیاں نور اور آراء جتنی بڑھی ہوتی  
جار ہی تھیں اتنی ہی روشال کی کاپی بنتی جارہی تھیں پر آنکھیں نواب عالیان کی  
طرح خوبصورت اٹریکٹو اور مقناطیسی تھیں آراء اور نور دو مہینے بعد تین کی ہونے  
کو تھیں۔۔۔ پر اتنی ہی کیوٹ گول مول ڈول تھیں۔۔۔ پوری حویلی کی جان  
تھیں۔۔۔ ابا امی دادی جان سے زیادہ اب زرتاج بیگم کی جان دونوں میں تھی وہ  
اپنی پوتیوں کو اپنے سے جدا ہوتے نہیں دیکھ سکتی تھیں سارا ایک پل کے لیے

سارا دن اُنکے پیچھے پھرتی تھیں۔۔ بس رات کو ہی دونوں کبھی کبھی ہی اپنی امی کے پاس جاتی تھیں۔۔ کیونکہ دادی جان اور زرتاج بیگم کا ماننا تھا بیشک اُنکا بیٹا ابھی اور اولاد نہیں چاہتا تھا لیکن اُنکی بہو جان جوان تھی۔۔ چھوٹی عمر میں ماں بن گئی تھی۔۔ لیکن جیسے جیسے وہ بڑھ رہی تھی اُس لڑکی کو شوہر کی سب سے زیادہ ضرورت ہوتی تھی۔۔ اور روشال کو دیکھ کر دونوں سمجھ گئی تھیں اُن کی معصوم بہو اپنا آپ نواب عالیان کے پیچھے چھوڑ چکی ہے وہ کوئی دیوانی عاشق معلوم ہوتی تھی۔

---

روشال جو اپنے کمرے میں ادھر سے ادھر غصہ آنکھوں میں لیے چکر کاٹ رہی تھی اُسکے چہرے کے تاثرات بگڑے ہوئے تھے۔۔ نواب عالیان اب کی دفعہ لاہور اکیلے گئے تھے پہلی دفعہ ان دو سالوں میں۔۔ روشال کو وہ اپنے ساتھ لے کر جانا چاہتے تھے۔۔ لیکن روشال کے پیپر ز قریب تھے اس لیے وہ روشال اور بچیوں کو حویلی ہی چھوڑ کر ایک دن کابل کر گئے تھے لیکن اب اُنہیں گئے ہوئے پورے تین دن ہو گئے تھے اور کل سے اُنکا کوئی رابطہ روشال سے نہیں ہوا تھا

۔۔۔ وہ پاگلوں کی طرح فون ملاتی رہی آج لیکن نواب عالیان نے اُسکا فون ہی نہیں اٹھایا تھا اب روشال پوری تپی سمپل سے بے بی پنک فرائک میں ملبوس چکر کاٹ رہی تھی۔۔۔ جیسے جیسے روشال کی عمر بڑھ تھی تھی اُسکا حسن دوبالا ہوتا جاہا تھا یا کمال نواب عالیان کے پیار کا تھا جو وہ دن رات اپنی بیوی پر لٹاتے تھے۔

روشال نے کمرے کے بیچ و بیچ رک کر ٹائم دیکھا تھا اور پھر۔۔۔ فون۔۔۔ جب فون اٹھانا ہی نہیں ہوتا تو لے کر ہی کیوں جاتے ہیں آپ عالیان!!! دانت پیستے بولی تھی۔ دل کیا تھا اپنا آئی فون اٹھا کر سامنے مار توڑ دے اتنا غصہ آ رہا تھا لیکن نہیں توڑ سکتی تھی یہ اُسکے عالیان نے پانچ دن پہلے ہی شادی کی سالگرہ پر گفٹ کیا تھا۔۔۔ بول کر ایک دن کا گئے تھے اور آج تین دن ہو گئے ہیں کل سے تو ایسے غائب ہوئے ہیں جیسے لاہور سے ولیمہ کر کے ہی آئیں گے۔۔۔ آئیں ذرا ایسا ویسا کچھ کر کے نواب عالیان آپکی روشال آپکو حویلی کے اندر گھسنے نہیں دے گی روشال جس کی بس ہو رہی تھی وہ تڑپ رہی تھی نواب عالیان کی باہوں میں جانے کے لیے پر اُنکا کوئی پتہ ہی نہیں تھا۔۔۔ پھر سے فون اٹھایا اور اُنکا نمبر ڈائل کرتی کان کو لگا گئی۔۔۔ اب کی بار اگر انہوں نے فون میرا اٹھایا تو مجھے اپنی بچیوں کی

پورا ایک مہینہ ان کو اپنے قریب نہیں آنے دوں گی پر اس بار فون اٹھالیا قسم ہے  
گیا تھا۔۔ بیگم۔۔۔ کوئی بیگم نہیں ہیں ہم آپکی، کان کھول کر سن لیں اگر آپ  
اگلے ایک گھنٹے میں میرے پاس حویلی میں ہمارے کمرے میں نہیں ہوئے۔۔  
آپکی اور میری بات چیت تو بند ہوگی ہی ہوگی ساتھ ساتھ آپ میرے قریب  
بھی نہیں آ سکیں گے۔

بیگم ایک گھنٹے میں کیسے، میں ضروری میٹنگ میں بس پھنس گیا۔۔ ابھی اور بولتے  
روشنال اُن کی بات کاٹتے بولی۔۔ مجھے کچھ نہیں سننا، حیدر آباد کے نواب ہیں نہ تو  
کچھ بھی کریں لیکن مجھے آپ ایک گھنٹے کے اندر اندر حویلی میں چاہیے۔۔۔ یہ  
بولتی فون رکھ گئی تھی۔ روشنال!!؟؟ گڑیا میرا بچہ سن۔۔۔ نے۔ آگے سے ٹوٹو کی  
آواز سنتے اب نواب عالیان کی سیٹی گل ہوئی تھی اُنکی لاڈلی واقعی اُن سے روٹھ  
گئی تھی اور اپنی ضدی روشنال کو منانا آسان نہیں تھا۔۔ وہ فوراً سے نوید کو کال ملا  
گئے۔ نوید اگلے پانچ منٹ میں میرا چوپر تیار ہو ہم ابھی کے ابھی حیدر آباد کے  
لیے نکل رہے ہیں!!! یہ بولتے فون رکھتے گھر اسانس لیا تھا اُن کی بیگم گزرتے  
وقت کے ساتھ بہت ہی شرارتی اور ضدی ہو گئی تھی۔۔۔ پر نواب عالیان کا ہی

کمال تھا جو اُس کو اپنے سر چڑھا کر رکھا تھا وہ باپ اور شوہر کی طرح اُسکے سارے  
نخرے اٹھاتے تھے۔۔۔ نواب عالیان اپنی بل پڑی پیشانی کو ملتے کاٹن کی ناز  
براؤن شلوار قمیض میں کندھوں پر بلیک مردانہ شال ڈالے اپنی خوب رو سحر انگیز  
شخصیت کے ساتھ خان حویلی کی طرف بڑھے۔۔۔ جہاں اُنہوں نے چوپر سے  
حیدر آباد کے لیے نکلنا تھا۔۔۔

---

دوسری طرف روشال اپنے چہرے پر مسکراہٹ سجائے ڈریسنگ روم کی طرف  
بڑھی تھی جانتی تھی اگلے ایک گھنٹے کے اندر اندر اُسکا نواب اُسکے پاس ہوگا۔  
لیکن پھر بھی وہ نواب عالیان سے ان دو دنوں کا حساب رکھنے کا ارادہ رکھتی تھی  
اپنے انداز میں۔۔۔ اب اُس کو اپنے شوہر کی کمزوری پر اُنکا ضبط آزما کر اپنا غصہ نکالنا  
تھا وہ الماری سے سفید رنگ کی نائیٹ نکالتی غصے سے واش روم میں بند ہوئی تھی۔  
وہ یہ سب نواب عالیان کے لیے نہیں بلکہ اپنی قربت کی پیاس اُن میں جگانے  
کے لیے کر رہی تھی تاکہ دو دن کا جو انتظار اُنہوں نے روشال کو کرایا ہے اُس پر

وہ اُسکے حسن کے جال میں گرتے شدید افسوس کریں اور اگلی دفعہ ایسے دودن غائب ہونے سے پہلے وہ دس بار سوچیں۔۔۔!!! کچھ دیر بعد روشال پاؤں میں پائل۔ کی چانکھار لیے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ سفید نیٹ کی پاؤں کو چھوتی نائیٹی میں ملبوس روشال اپنے لمبے گیلے بالوں کو اپنی پشت پر جھٹکتے بیڈ کی طرف بڑھتی بیٹھی تھی۔ آج وہ اپنے نواب جی کو اپنے حسن کے آگے زیر کرتی تڑپانا۔۔۔ اُسکا روپ سفید نائیٹی میں بہت زیادہ دمک رہا تھا اگر بھولی روشا چاہتی تھی ل خود کو ایک دفعہ دیکھ لیتی تو حیا سے ہی شرماتی۔۔۔ کیونکہ اُسکے کندن جیسے نشیب و فراز قیامت ڈھارہے تھے۔۔۔ نواب عالیان کے تو بیشک اُسکا ترکتا بھڑکتا روپ دیکھ کے چکے چھوٹنے والے تھے۔

اور ویسے بھی نواب عالیان خان تو پہلے ہی روشال کے عشق میں پورے ہی ڈوبے ہوئے تھے۔ آخر ایک گھنٹہ پورا ہو چکا تھا لیکن اُسکے نواب عالیان کی ابھی تک آمد نہیں ہوئی تھی روشال جو گھڑی کی طرف دیکھتی سر نفی میں ہلاتی نم سرخ آنکھیں بند کر گئی تھی حسین رخسار آنسوؤں سے سجے تھے۔۔۔۔ اب آئیں ذرا آپ گھسنے بھی نہیں دوں گی۔۔۔ سو سو کرتی رو دی تھی۔۔۔ وہ پاس پڑا واس

اٹھا کر سامنے دروازہ پر مارنے ہی لگی تھی۔ جب براؤن شلوار قمیض میں ملبوس  
عالیان علی خان۔ دروازہ کھولتے اندر داخل ہوئے تھے۔

وہ دروازہ بند کرتے روشال کی طرف رخ موڑ بڑھنے ہی لگے تھے دور سے روشا  
ل کا سونے کا کنگن اُنکے ہاتھ کے پاس سے گزرتا دروازے کو لگتا زمین پر گرا تھا  
۔۔۔ اب نواب عالیان نے نظریں اٹھا کر اپنی بیوی کا غصہ ملاحظہ کیا تھا جو شدید  
غصے سے سرخ چہرہ لیے سفید اُنکی من پسند نائیٹی میں اپنا دودھیا سراپا لیے نواب  
عالیان کے ہوش اڑا چکی تھی اُنہوں نے کہاں سوچا تھارات کے اس وقت اُن کو  
اپنی چھوٹی بیگم ایسے اپنے جلوے دیکھا کے اُنکا استقبال کرتی ملے گی نواب عالیان  
کی گہری نگاہیں اپنی بھولی ضدی نکھریلی بیگم کے سراپے پر جمی تھیں۔ روشال جو  
گہری سانسیں لیتی پوری آگ بگولا بنی اپنے نواب کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ نواب  
عالیان روشال کی تیز سانسوں کے ساتھ اُسکی اوپر نیچے ہوتی کندن جیسی ناز کی کو  
دیکھ رہے تھے جہاں اُنکی دی ہوئی شدتوں کے نشان ابھی تک پورے حق سے  
چمک رہے تھے۔



روشال جیسے جیسے بڑھتی جا رہی تھی اُسکا بدن اور زیادہ دلکش سراپے میں ڈھلکتا جا رہا تھا اور نواب عالیان اور زیادہ روشال کے مجنوں بنتے جا رہے تھے کہاں تھے آپ دو دن اور ایک گھنٹے سے پہلے کیوں نہیں پہنچ پائے!! کونسی میری سوتن کے ساتھ آپ ولیمہ کی رسم کر رہے تھے جانتی تھی اُسکا نواب کبھی اُسکے ساتھ اب شراکت نہیں کرے گا لیکن اسے مزا آتا تھا نواب عالیان کو اُس پر سوتن لانے کے طعنہ دینے پر۔ روشال اپنی پوری طاقت سے چیخنی تھی۔۔۔ نواب عالیان اپنی بیئر ڈمسلتے اُسکی طرف بڑھنے ہی لگے تھے کہ قریب مت آئے گا وہ بیڈ کے قریب کھڑی شہادت کی انگلی اُن کی طرف اٹھا کر بول گئی تھی۔۔۔ گڑیا پلز کام ڈاؤن میں ساری وضاحت دیتا ہوں نہ آپکو ابھی آپ مجھے اپنے پاس آنے دیں نہ۔۔۔!!! نہیں آنے دوں گی آپکو اپنے پاس وہیں رہیں ورنہ میں بے بیڈ سے چھلانگ لگا دینی ہے!!! روشال اپنے دانت پیستی معصومانہ انداز میں بولی۔۔۔

یا اللہ ایسا ستم نہیں کریں اپنے نواب پر آپکے بناتو ایک پل گوارہ نہیں نواب عالیان چہرے پر نکلی معصومیت اور مایوسی سجائے بولے

اُن کو پتہ تھا انکی معصوم ضدی روشال کو وہ ایسے ہی سمجھا سکتے  
ہیں۔۔۔ خبردار!!! آپ قریب بھی آئے میرے مجھ۔۔۔ سے کوئی برا نہیں ہوگا،  
جہاں آپ تین دن رہے نہ اُسکے۔ پاس ہی جائیں!!!! چیخی تھی جب میری جان  
میرے سامنے ہے کوئی کافر ہی ہو گا جو اپنی محرم کو چھوڑ کسی اور کی قربت میں  
سکون تلاش کرے۔۔۔ نواب عالیان سائل کرتے اناسنٹ لہجے میں بولے!!!  
اگلے ہی لمحے روشال تیزی سے آگے بڑھتی آگے سے اُنکی قمیض کالر سے پکڑتے  
پاگلوں کی طرح چیختی بولی آپکی ٹانگیں توڑ دو نگنی کسی کو نظر بھی اٹھا کر دیکھا ہو!!!  
نواب عالیان کی مسکراہٹ اور گہری ہوئی تھی وہ اپنی حسین بیوی کو کمر سے جکڑ  
اپنے سینے سے لگا کر اُسکی ناز کی محسوس کر گئے تھے۔۔۔ دل کیا تھا ابھی سارے  
پردے گرا کر اس نازک سی گڑیا میں سما کر اسکے سارے ہوش ہی ار اڈالیں!!!  
اب نواب عالیان کے سینے پر نازک ہاتھوں سے مکے کی بارش ہوئی تھی۔۔۔ اُف  
بیگم لگ رہی ہے۔۔۔ نواب عالیان جو اپنی ہنسی کنٹرول کیے اپنی بیوی کے مزے  
لے رہے تھے جو تپ کر انار بنی تھی۔۔۔ مکے نہیں برسائے اپنے ہونٹوں کی  
شدت یہاں دیکھا دیں۔ اپنی قمیض سینے کے پاس سے روشال کی نظروں کے

لیے وا کر گئے تھے۔ روشال جسکا منہ کھلا تھا، وہ نواب عالیان کے سینے پر اپنے۔ دو ہاتھ رکھتی اُن کو پیچھے کر گئی تھی۔۔ ایسی چھپوڑی حرکتیں آپ پر سوٹ نہیں کرتیں۔۔ بھولیں نہیں دو بچیوں کے باپ ہیں آپ اور بچے آپ نے تو کرنے ہی نہیں۔۔ روشال جو ناراضگی میں بول گئی تھی۔ نواب عالیان کی آنکھیں حیرت سے پھیلی تھیں۔ کیا بولا!!!! کچھ نہیں روشال ہر بڑا گئی تھی۔

نہیں نہیں بیگم سننا ہے مجھے، میں کیا نہیں کرتا!!!!۔۔ آپ اور بچے نہیں کرتے!!!! روشال اپنا چہرہ ادھر ادھر کرتی حیا کے ساتھ بامشکل بولی تھی جو وہ کافی دنوں سے بولنا چاہ رہی تھی آج شدید غصے میں آخر کار منہ سے نکل ہی گیا تھا

-

نواب عالیان آگے ہوتے روشال کی کمر کے گرد اپنا احصار مضبوط کرتے پھر سے اپنے ساتھ لگاتے بولے۔!! میں بچے نہیں کرتا تو پھر ہماری تین سال کی بیٹیاں کیسے آئیں اس دنیا میں بتائیں ذرا؟؟۔۔ روشال شرم سے اُنہیں پیچھے کرنے لگی۔۔ دور کر کے نہیں بیگم بلکہ پاس آ کر بچے کیے جاتے ہیں۔۔!! اور ابھی میں نہیں چاہتا میری معصوم گڑیا اور بچوں کی ذمے داریوں میں پھنسنے۔۔

کیوں!! ذمے داری!!! مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے!!! روشال پتی تھی۔ پر میں  
ابھی نہیں چاہتا، میں چاہتا ہوں ابھی آپ خود کو سنبھالیں صحیح طرح زندگی میں  
پھر پانچ چھ سال تک تیسرے بچے کا۔ سوچیں گے ورنہ دو بیٹیاں ہی کافی ہیں۔۔  
کیا!!!؟؟ روشال نے پیچھے ایکتا پور کے ڈراموں کا میوزک محسوس کرتے نواب  
عالیان کی طرف دیکھا تھا۔

سن لیں آپ مجھے اور بچے چاہیے!!! روشال نے بھی اعلان کیا تھا۔۔ نواب  
عالیان اپنے سر کو خم دیتے بولے۔۔ اُنکی چھوٹی سی بیوی تو پاگل ہو رہی تھی پھر  
سے ماں بننے کے لیے۔۔ (نواب عالیان نے خود دو سال تک بچے نہیں ہونے  
دیے تھے دن رات روشال کے پہلو میں ہی گزار دی لیکن احتیاط برتی اُنکا یہی ماننا  
تھا اُنکی بیوی ذرا تھوڑی بڑی اور میچور ہو جائے تب ایک اور بچے کا سوچیں گے)  
دیکھیں روشال کیسے آپ تین تین ہینڈل کریں گی بیشک ملازمین بھی ہیں حویلی  
میں لیکن پھر بھی ایک ماں ہی بچے کی صحیح تربیت کرتی ہے۔

مجھے نہیں پتہ مجھے ایک اور بچہ چاہیے، کچھ بھی کریں بچہ دیں اپنی ناک سکور کر  
بولی!!!! اتنا سب کرتا تو ہوں بیگم پر احتیاط سے مجھے آپکی فکر ہوتی ہے۔۔ میری

فکر چھوڑیں!! ویسے آپ سے کچھ نہیں ہو پارہا آج کل۔ بیگم موٹی ہو جائیں گی  
آپ!!! کتنی مشکل سے آپکو پتلا کیا ہے یہ سنتے روشال سوچ میں پڑی تھی لیکن  
اُس کو ایک اور بچہ ہر حال میں چاہیے ہی تھا اُسکے لیے چاہے اُس کو کتنا ہی وزن  
کیوں نہ بڑھانا پڑے۔ کوئی بات نہیں آپ ہمیں بعد میں پھر سے پتلا کروادے گا  
معصومیت سے بولی!!! پر بیگم محنت پھر زیادہ ہو گی سہ لیں گی نہ آپ، روشال  
کے مخملی نشیب و فراز پر اپنی بے باکی دیکھتاتے بولے۔۔ یہ آپ کیا ویسے میں  
ساری محنت کر لوں گی۔۔ نواب عالیان کی مخمور نگاہوں میں جھانکتی روشال پیچھے  
ہوئی تھی ایسے پیچھے ہونگی تو محنت پھر کیسے ہو گی، پیچھے نہیں ہونا ہو گا کبھی میرے  
نیچے کبھی میرے اوپر کبھی مشین پر کبھی سوفٹ کارپیٹ پر اور کبھی دیوار کے  
ساتھ اور کبھی آپکی پشت میری طرف۔۔ پھر بس محنت ہی محنت بیگم۔۔!!!  
بلکل پرفیکٹ سراپے میں ڈھل جائیں گی آپ بس دو ہفتوں میں ہی یہ کیسی محنت  
ہے!!! روشال تھوک حلق میں نگلتے بولی بھرپور رومانس اور کیا!!! آنکھ و نک  
کر گئے تھے، دوسری طرف روشال کے تو سہی ہلے پچکس ٹائیٹ ہوئے تھے۔  
دور ہٹیں میں ناراض ہوں۔۔ روشال اپنے اوپر جھکے نواب عالیان کو صوفے پر

دکھیل گئی تھی یہ کیا بیگم !!! نواب عالیان کھلے منہ کے ساتھ پوچھ گئے تھے آج رات آپ یہیں سوئے گئیں، تکیہ اور کمبل بھی اٹھا کر۔ صوفے پر پھینکا تھا۔ کیا، ایسے کیسے پھر بچہ آئے گا بیگم، بچہ آپ کے پیٹ میں ڈالنے کے لیے میرا آپ کے قریب کیا آپ کو روح میں گھلا ہونا ضروری ہے۔۔۔

روشال شرمائی تھی اُسکے نواب جی واقعی گزرتے وقت کے ساتھ بہت ہی بے باک ہوتے جا رہے تھے۔ شرم ہوتی ہے کچھ حیا ہوتی ہے لیکن آپ میں دونوں ہی۔ نہیں ہیں۔۔۔ روشال انکو آنکھیں دیکھا کر سامنے ہی بیڈ پر بیٹھی تھی۔۔۔

نواب عالیان جو سامنے صوفہ پر ہی نیم دراز تھے۔۔۔۔۔ روشال کی دودھیا پنڈلی اُن کو ویسے ہی پاگل کر رہی تھیں۔۔۔ دل کر رہا تھا ابھی کے ابھی اپنی بیگم کے پاؤں میں بیٹھ کر شدت سے چوم دیں۔ سو جائیں مجھے مت دیکھیں، یہ بولتی کمبل اپنی خوبصورت ٹانگوں پر ڈال گئی تھی جانتی تھی اُسکے بدن کے کچھ حصے اُسکے نواب جی کی کمزوری تھے۔ سو جاؤں بیگم سوچ لیں، بچوں کے لیے سونا نہیں جاگنا پڑھتا ہے۔۔۔ اپنے کندھے اچکا کر بولے۔ میری بلا سے آپ سوئیں یا

جاگے!!! یہ بولتی کروٹ لیے لیٹ گئی تھی۔۔۔ نواب عالیان جو مسکرا کر اپنی  
پر رکھ گئے تھے۔ شال سامنے ڈالتے صوفہ پر لیٹتے ایک بازو اپنی آنکھوں

رات کے دو کا وقت تھا، سوئے ہوئے نواب عالیان کو اپنے چوڑے سینے پر خاص  
لمس محسوس ہوا جیسے ہی نواب عالیان نے اپنی آنکھیں کھول کر دیکھا تو روشال  
جو اُنکے اوپر بیٹھی بے باکی سے اپنا ہاتھ اُنکی گردن میں پھیر رہی تھی۔۔۔  
بیگم!!!! مجھے بچہ چاہیے سن لیں!!! یہ بولتی اُن پر حاوی ہوتی اپنے خوبصورت  
دانت اُنکی گردن پر شدت سے گاڑھنے لگی۔ نواب عالیان جو بے یقین ہوئے  
تھے اُنکی بیوی تو واقعی ایک اور بچے کے لیے باؤلی ہی ہو گئی تھی وہ خود سے اُنکی  
شدتوں میں لپٹنے کے لیے آگئی تھی دونوں کی دھڑکنیں بے ترتیبی سے دھڑک  
رہی تھیں۔ روشال جو نواب عالیان کی گردن کو اپنے لمس کے نشان دے رہی  
تھی نواب عالیان اُسکے اس ایکٹ پر پاگل ہوئے تھے۔

اب وہ اٹھتے اُنکے پیٹ پر ہی بیٹھے بولی سفید پر۔ وہ سر کا کر۔ دودھیا مخملی کندن  
جیسے نشیب و فراز چھلک کر باہر آئے تھے نواب عالیان کا ہاتھ بڑھا تھا اور بے باکی

دیکھا گیا۔۔ پتہ ہے آپکو!!! آپ کسی کام کے نہیں رہے عالیاں، سچی میں کسی بھی کام کے نہیں۔ کیا مطلب!!! یہی اگلے ہی کچھ منٹوں میں دونوں کا سب زمین پر تھا۔۔ روشال براؤن قمیض اور اونی سفید نائی۔۔ دیکھ کر شرمائی تھی پر کیا سب خود تھا۔۔ اب بتائیں، ایسے کریں گے تو کچھ ہو گا نہ، آج رات مجھے ہر حال میں ماں بننا ہی بننا ہے۔ نواب عالیاں کا ایک بار پھر بلند و بالا قہقہہ گونج اٹھا تھا۔۔ اُنکی روشال کی یہ بھی سائڈ تھی انہیں تو معلوم ہی نہیں تھا اب روشال خود کی بے باک حرکت سوچتی اُنکی آنکھوں میں دیکھتے سرخ پڑتے مسکراتے ہوئے اُن پر جھکی تھی میں چاہتی ہوں میں ہمیشہ آپکی قربت میں بھگیقتی آپکے بچوں کی ماں بنتی آپکی پسندیدہ عورت بن کر رہوں۔۔ بھگی آواز میں سرگوشی کر گئی تھی ایک دم نواب عالیاں صوفے پر ہی روشال کو خود کے نیچے کرتے اُس کے اوپر ہوئے تھے۔

آپ صرف میری بن کر رہیں روشال!!! مجھے اور کچھ نہیں چاہیے پھر جتنے بولیں گی اتنے بچے آپکو دے دوں گا بس ایسے ہی مسکرا کر اپنے نواب سے لپٹ کر میرے عشق کو پروان چڑھاتی رہیں روشال کھلکھلا کر اُن سے لپٹی تھی نواب



عالیان ٹیبل پر پڑے ریموٹ سے کمرے کی ساری لائٹس آف کرتے ایک ہلکی سی لائٹ آن کرتے، آخری پردے بھی نیچ سے ڈھلکا کر کمبل ڈالتے جسم کی گہرائیوں میں اترے تھے۔ روشال آنکھیں میچ کر اُنکی چوڑی پشت پر اپنا احصار مضبوط کر گئی تھی۔۔۔ نواب عالیان اُسکے لبوں کو نرمی سے پیتے اپنی نرم گرم شدتیں اُس پر ڈھانے لگے، کمرے میں اب مدھم سانسوں کا رقص گونج رہا تھا۔۔۔ گھڑی کی سوئیاں آگے بڑھتی جا رہی تھیں۔۔۔ پر نواب عالیان رک ہی نہیں رہے تھے۔

کمرے کا کوئی کونا نہیں چھوڑا تھا بہت ہی زیادہ اٹک پٹخ ہوئی تھی۔ ابھی بھی دونوں کرسی پر تھے۔۔۔ روشال اُنکے اوپر تھی اور شدتیں عروج پر تھیں۔۔۔ بس نواب جی!!! روشال نے سسکی لیتے پکارا تھا۔۔۔ جی عالیان کی جان!!! اُسکے ماتھے پر چمکتی پسینے کی بوندوں کو اپنے لبوں سے چن گئے تھے۔۔۔ بس اب برداشت نہیں ہو رہا۔۔۔ روشال التجاء لہجے میں بولی تھی بچہ چاہیے تو آج آپکو مجھے گہرائی تک محسوس کرنا ہو گا۔ اس لیے آج میری پناہوں سے آپکو آزادی نہیں ملنے والی نہیں۔۔۔!!! روشال کے حواس باختہ ہوئے تھے

پر نواب عالیان روشال کو اٹھا کر اپنے کندھے پر ڈالتے دیوار کے ساتھ لگائے اور  
زیادہ اپنی شدتوں میں تیزی لانے لگے۔ روشال سک کر اُنہیں کے کندھے پر  
اپنا چہرہ گرارہی تھی بچہ مانگنے کی ڈیمانڈ شاید اسی پر بھاری پڑھ گئی تھی۔۔۔ اب  
پورا روم معنی خیز آوازوں سے رنگا تھا

---

تین ہفتے بعد۔۔۔

پوری حویلی میں خوشی کی لہر تھی آخر کار نواب عالیان اور روشال کی دن رات کی  
کوشش رنگ لے آئی تھی خان حویلی کی بہو نواب عالیان خان کی بیگم پھر سے  
ماں جو بننے والی تھی۔۔۔ دادی جان اور زرتاج بیگم جو روشال پر واری نیاری جا  
رہی تھیں تین سال کی گول مول آراء اور نور جو بے بی بے بی کرتے تالیاں بجاتی  
پوری حویلی میں سکینہ شمسہ کی نگرانی میں پھر رہی تھیں۔۔۔ نواب عالیان نے  
درگاہ اور غریبوں میں کتنا ہی صدقہ خیرات اور کھانا تقسیم کروایا تھا۔ روشال  
اور آنے والے بچے کے لیے دعائیں کروائی گئی تھیں۔

بس دونوں کو آپس میں ابھی تک خوشخبری آنے کے بعد کوئی اکیلا وقت نہیں ملا تھا کیونکہ روشال کو بچیاں دادی جان اور زر بیگم چھوڑ ہی نہیں رہی تھیں اوپر سے نواب عالیان زیادہ تر آج باہر ڈیرہ پر تھے اور شام کو انہوں نے اپنی روشال کے ساتھ گورنر سندھ کی طرف سے رکھی گئی پارٹی میں جانا تھا چیف گیسٹ کے طور پر۔ روشال جو پھولے نہیں سمار ہی تھی اُسکی اتنی بڑی خواہش پھر سے آخر کار تین سال کے عرصے کے بعد پوری ہونے جارہی تھی۔ اوپر سے حویلی میں ویسے ہی نواب عالیان کی چھوٹی بہن زینب کی شادی کی تیاریاں چل رہی تھیں جو عنقریب جلدی ہونے والی تھی۔ شام کا وقت تھا نواب عالیان کی بلیک مرسیڈیز گارڈز کی گاڑیوں کے احصار میں گورنر ہاؤس داخل ہوئی تھی نواب عالیان بلیک تھری پیس میں اپنی بارعب شخصیت کے ساتھ اپنی طرف کا دروازہ کھولتے باہر آئے تھے ساتھ نائک روشال بھی آئی تھی، اب وہ جہاں بھی جاتے تھے بزنس میٹنگ یا کسی بھی پارٹی فنکشن میں ٹیو بروشال بھی اب اُنکے ساتھ ہی جاتی تھی۔۔۔ وہ اپنی بیوی کو اپنے ساتھ رکھتے بہت ہی زیادہ پر اعتماد بنا گئے تھے۔ جہاں نواب عالیان بلیک تھری پیس میں تھے وہیں روشال نے خوبصورت نیٹ کی باریک

ستاروں کے کام پر بلیک ساڑھی پہنی ہوئی تھی گلے میں خوبصورت ڈائمنڈ کا  
لاکٹ پہن رکھا تھا۔ نواب عالیان اُسکی طرف کا دروازہ کھولتے اپنا ہاتھ آگے کر  
گئے تھے روشال جو پہلے ہی پر یگننسی کی وجہ سے شرم حیا کا شکار تھی اب تو اپنے  
ہینڈ سم نواب کو تھری پیس میں دیکھ کر اُسکا دل اچھل کر باہر آ رہا تھا۔ دونوں کو  
نیوز ملنے کے بعد۔ ایک لمحہ بھی نہیں ملا تھا ساتھ اپنی تیسری اولاد کی خوشی شیئر  
کرنے کے لیے۔۔ سارے راستے بھی نواب عالیان فون پر اہم کام اپنے منیجر سے  
پر ڈسکس کرتے ہوئے آئے تھے۔ آئیں بیگم!!!! جی۔۔۔ روشال اپنے پیٹ  
ہلکا سا ہاتھ رکھتی نواب عالیان کے شانہ بشانہ اُنکے ساتھ اندر بڑے سے گورنر  
ہاؤس کے ہال کی طرف بڑھ گئی تھی۔

جہاں پارٹی چل رہی تھی بزنس ورلڈ کی سب بڑی شخصیت اور نوابوں کو بھی بلایا  
گیا تھا کافی دیر بعد۔۔۔ نواب عالیان جو روشال کے ساتھ بیٹھے تھے بڑے ہی  
شاندار صوفہ پر اُنکے پاس اُنکے کچھ پارٹنرز اور اُنکی بیویاں تھیں۔۔۔ جو روشال سے  
باتیں کر رہی تھیں اور نواب عالیان اپنے دوست احباب کے ساتھ مصروف  
تھے۔۔۔ پر دور کوئی تھا جو بیٹھا دونوں کو دیکھ رہا تھا وہ اور کوئی نہیں فیصل گیلانی

تھا جسکی نظریں کب سے نواب عالیان کی چھوٹی بیگم روشال پر جمی تھیں۔۔۔ جو دور سے ہی کوئی اپسرا معلوم ہو رہی تھی۔۔۔ فیصل گیلانی جو اپنے خاص دوست کے ساتھ اس پارٹی میں آیا تھا۔۔۔ کیونکہ ان تین سالوں میں فیصل گیلانی کا نام خدا کی طرف سے ختم ہوتا جا رہا تھا ہر طرف اب ناکامی کا ہی سامنا تھا۔ یہاں بھی اس لیے آیا تھا کوئی بزنس پارٹنرز کو اپنی باتوں میں لا کر اپنی ڈوبتی کمپنی کو پار لگا سکے۔

لیکن فیصل گیلانی جیسے عیاش مرد کی نظریں نواب عالیان کی بیوی پر پڑ گئی تھی۔ ویسے اس نواب عالیان کی قسمت بہت ہی کمال ہے ایک سے بڑھ کر ایک عورت اس کی زندگی میں آئی ہے اور یہ والی تو اپسرا ہے۔۔۔ کوئی شک نہیں وہ شراب پیتا۔۔۔ اپنی گندی نگاہیں روشال پر گاڑھے ہوئے تھا۔۔۔ ابھی تک نواب عالیان اور فیصل گیلانی کا سامنا نہیں ہوا تھا۔ کچھ ٹائم بعد کھانا کھلا تھا روشال جو لیڈیز کے ساتھ ڈنر ٹیبل پر گئی تھی۔۔۔ وہ اپنے لیے ڈیزرٹ ڈال رہی تھی۔ ایک دم اپنے عالیان کی طرف بڑھنے لگی۔۔۔ وہ کسی سے ٹکراتے بچی تھی۔۔۔ سامنے فیصل گیلانی تھا جو روشال کو گندی نظروں سے چک آؤٹ کر رہا تھا۔۔۔

روشال اُسکی نظروں کا مرکز سمجھی تھی۔۔ آپ بہت خوبصورت ہیں کیا ہم بات کر سکتے ہیں۔ فیصل گیلانی مسکرا کر بولا تھا۔۔ میں آپ سے کیوں بات کروں انکل!!!!۔ کیا انکل!!!؟؟؟ فیصل گیلانی حیران پریشان ہوتے بولا تھا اور کیا انکل کو انکل نہیں بولوں تو کیا آپکو بھائی جان بولوں۔ ویسے آپ سائڈ ہوں میرے شوہر وہ سامنے ہیں اور میں اُنکے تین تین بچوں کی ماں ہوں یہیں سے دیکھ لیں میری اُنکے ساتھ وفاداری۔۔ اگر آپکو لڑکیاں دیکھنے کا اتنا شوق ہے نہ تو کسی بازاروں عورت کے پاس چلے جائیں شریف عورتیں آپ جیسوں کو گھاس نہیں ڈالیں گی۔

یہ بولتی دانت بیستی آگے بڑھنے لگی۔۔ نواب عالیان کو دیکھتے رکی تھی کو اپنی خون اُتری آنکھوں سے فیصل گیلانی کو دیکھ رہے تھے۔۔ جس کی نظر ہمیشہ سے اُنکی عزت پر رہی تھی۔۔۔۔۔ نواب جی!!!!۔ نواب عالیان روشال کو نرمی سے دیکھتے اپنے پیچھے کر گئے اپنی سحر انگیز بارعب شخصیت کے ساتھ فیصل گیلانی کے سامنے آئے۔۔ فیصل گیلانی جو اپنی نظریں پھیر گیا تھا آخر تین سال بعد اُس آدمی کے سامنے تھا جسکی عزت پر ڈاکا ڈالا تھا یا اُس کی عزت کی چور پہلے ہی اُنکے

گھر میں ہی تھی اتنے سالوں سے ہر عورت ایک جیسی نہیں ہوتی، جو بیوفائی کرے وہ میرے نزدیک عورت ہی نہیں ہوتی۔۔ تین سال پہلے تم نے جو میری پیٹ پر خنجر مارا تھا وہ محض دو ٹکے کی عورت کے لیے مارا تھا۔۔ پر یہاں خنجر الٹ کر تم پر ہی وار کر دے گا کیونکہ یہ عورت میری عورت ہے جو اصل میں وفا کا منہ بولتا ثبوت ہے۔۔۔ صحیح مشرقی پاکستانی عورت۔۔ جان جائے پر عزت اور اپنے شوہر کے ساتھ وفاداری نہ جائے۔۔۔۔ یہ بولتے فیصل گیلانی کو بہت کچھ جتلا کر اپنی روشال کا ہاتھ پکڑتے باہر کارپورچ کی طرف بڑھ گئے تھے۔ صحیح بولا تمہاری یہ والی عورت تو واقعی میرے سے پھنسنے والی تھی ہی نہیں۔۔ جو پھنسی تھی وہ عورت کم ویشیا زیادہ تھی۔۔ فیصل گیلانی استہزایہ مسکرایا تھا۔

---

روشال جو کب سے بیڈ پر بیٹھی سامنے بیٹھے نواب عالیان کو دیکھ رہی تھی جو سگریٹ ہی پھونکے جا رہے تھے۔۔ جب سے دونوں آئے تھے واپس تب سے ہی عالیان علی خان گم سم بیٹھے تھے۔۔ روشال کو انکی یہ بے تعلقی اُس سے بالکل بھی اچھی نہیں لگ رہی تھی۔۔ آج تو اُس کو دوبارہ ماں بننے کی خبر ملی تھی۔۔ سب

سے بہت مبارک باد ملی۔۔ جب ڈاکٹر نے نیوز دی تھی تب ہی نواب عالیان نے اس خبر پر خوش دلی کا اظہار کرتے ہوئے اسے گلے سے لگاتے شکر تو ادا کیا۔ تھا لیکن ویسا ٹائم دونوں کو نہیں ملا وہ صحیح طرح اپنے تیسرے بچے کی خوشی شیئر کرتے۔

آراء اور نور جتنی بڑی ہوتی جا رہی تھیں اتنا ہی وہ اپنی دادی جان اور بڑی دادی کے پاس زیادہ رہتی تھیں بس جب نواب عالیان حویلی ہوتے تھے تو ان کا سارا دھیان اپنے ابا کا پیار بٹورنے پر ہوتا تھا امی تو ان کی خود ہی بچی تھیں نواب عالیان بھی روشال پر اتنا زور نہیں دیتے تھے وہ بچیوں کو زیادہ سمجھالے۔۔ ان کا ہوتا تھا رات اور دن کے وقت ان کی بیگم بس ان کے احصار سے نہ نکلے اپنی بچیوں کو وہ اپنا پر اپر ٹائم دیتے تھے۔ جب انہوں نے مجھے دیکھنا ہی نہیں ہے پھر اس ڈریس کو اتار ہی دیتی ہوں روشال کلستی ہوئی اپنی الماری کی طرف بڑھتے سادہ سی بلیک شلوار قمیض نکال کر ڈریسنگ روم میں بند ہوئی تھی۔۔ کچھ منٹوں بعد جب وہ باہر آئی تو نواب عالیان بیڈ پر اپنی جگہ۔ نیم دراز تھے وہ بلیک پینٹ اور شرٹ میں تھے کوٹ انہوں نے صوفے پر پھینک دیا تھا۔



روشال اب واقعی پریشان ہوئی تھی۔۔ واپسی پر بھی نواب عالیان نے بس اُسکا حال پوچھنے کے علاوہ کوئی خاص بات نہیں کی تھی۔ روشال اپنے شانوں پر دوپٹہ ڈالتی اُنکی طرف بڑھی کیا ہوا ہے آپکو!!! اتنے خاموش اور بجھے کیوں ہیں آپ عالیان۔ روشال اُنکے قریب بیٹھ کر فکر مندی سے پوچھ گئی تھی کچھ بھی نہیں مجھے کیا ہونا ہے گڑیا!!! آپ تھک گئی ہونگی سو جائیں!!! نرمی سے پردہ ہم لہجے میں بول گئے لیکن سنیں آپکی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی!!! اُنکے ماتھے پر ہاتھ لگاتی پریشانی کے عالم میں پوچھ گئی تھی روشال میں ٹھیک ہوں گڑیا!!!۔۔ آپ سو جائیں میں کچھ دیر تک سو جاؤں گا۔۔ نواب عالیان اُسکی پریشانی چوم۔۔۔ تے پھیکی سی مسکراہٹ سجائے بولے۔ اُن کی پھیکی مسکراہٹ اور سنجیدگی دیکھ کر روشال کا دل بجھا تھا ایسے لگا جیسے اُسکے عالیان بچے کی خوشی سے خوش نہیں۔۔ اسکو تو لگا تھا وہ آج کی رات اُس سے نئے ہونے والے بچے کے بارے میں باتیں کریں گے لیکن وہ تو اسکو سلائے پر ہی لگے ہوئے تھے۔ صحیح، میں سو ہی جاتی ہوں۔۔۔ روشال سپاٹ انداز میں بولتی اپنی جگہ پر آ کر نیم دراز ہوتی کمبل لیتی اُنکی طرف سے کروٹ بدل کر لیٹ گئی تھی۔۔ نواب عالیان جو روشال کے

سپاٹ لہجے پر اپنی تمام پریشانی ایک سائڈ پر کرتے اُسکی طرف متوجہ ہو چکے تھے۔  
اُف، اپنی بیگم کو ناراض کر بیٹھا اپنے گھنے بالوں میں یہ بولتے ہاتھ پھیر گئے تھے۔  
وہ اُس عیاش فیصل گیلانی کے بارے میں اُس کا روشال کے قریب آنے کا سوچتے  
اپنی ہی جان سے لا تعلق ہو گئے تھے اُنکے دل میں ڈر سا لگا تھا کہیں کوئی اُنکی روشا  
ل اُن سے چھین نہ لے۔

---

نواب عالیان اُسکی طرف کھسکتے ہوئے بولے۔۔ روشال!! لیکن اُس نے کوئی  
جواب نہیں دیا۔۔ نواب عالیان اُسکے بے حد قریب ہوتے اُس کو کندھوں  
سے پکڑ کر سیدھا کرتے اُسکے دائیں بائیں ہاتھ رکھ اُس پر جھکے تھے جوا بھی بھی بنا  
کسی ریکشن کو دیے آنکھیں موندے لیٹی ہوئی تھی۔۔ اب نواب عالیان جھک  
کر اُسکی پیشانی کو اپنے بوسے کے رنگ میں رنگ گئے تھے۔ روشال میری  
گڑیا!!!! نواب عالیان نے اُسکی ناک کے ساتھ اپنی ناک سہلاتے اُسے پیار سے  
پُکارا تھا۔۔ آپ جائیں جن اپنی فی آنے والی بیگمات کے خیال میں گم تھے۔

انہیں کے سینے جا کر دیکھیں۔۔۔ روشال معصومیت سے روٹھتی اُنکا چہرہ خود سے دور کرتی ہنوز سپاٹ انداز میں دھیمی آواز میں چلائی۔ تھی۔۔۔ نواب عالیان نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے بے بسی سے۔ اپنی چھوٹی نٹ کھٹ بیوی کو دیکھا تھا اب نواب عالیان نے اُسکی توجہ اپنی طرف کرنے کے لئے اپنا چہرہ اُسکی گردن میں چھپائے بہت سے نشانات دیے تھے روشال اُنکی شدت پر بے حال ہوتی اپنے ناخن نواب عالیان کی گردن پر گاڑھ گئی تھی۔ دور ہٹیں۔، جو پارٹی میں میری سوتن پسند آئی ہے نہ اُسکے خیال دیکھیں دل میں اب ارمان جاگ رہے ہونگے تیسری کر لیتا ہوں۔۔۔ کیونکہ اب روشال تو نو مہینے کسی کام کی نہیں رہی۔۔۔ روشال انکو خود سے پیچھے کرنے کی غرض سے غصے سے اپنی کہنی سینے پر مارتی اُنکی کچھ دیر پہلے کی لا تعلقی پر چیخ اٹھی تھی۔۔۔ نواب عالیان جن کو روشال کیوں مجھ پر جھوٹے الزام لگاتی ہیں کے اس انداز پر دل و جان سے پیار آیا تھا۔ کیوں گناہ گار بنتی ہیں آپ بیگم!!!! اپنے پیارے مظلوم شوہر پر بہتان لگانا کتنا سخت گناہ ہے۔۔۔ نواب عالیان اُسکے گالوں پر اپنی بیئر ڈر گرتے مدھم آواز میں اپنی بیگم کو عقل کی بات بتائی تھی۔

اور جو اپنے مجھے اگنور کیا اتنی دیر سے اُسکا کیا۔۔۔ پاگل ہو نگا جو میں اپنی اتنی  
پیاری گڑیا کو اگنور کروں۔۔۔ وہ بس میں کسی پر وجیکٹ کو لے کر ٹینشن میں تھا  
بس اسی وجہ سے۔۔۔ کیا آپ بزنس کے کام کی وجہ سے مجھے اگنور کر گئے نواب  
جی۔۔۔ روشال اُن کو دھکا دیتی اٹھ کر بیٹھی تھی جائیں نیچے جا کر اسٹڈی میں اپنا  
کام کریں یہاں آپ کیا کر رہے ہیں اب کیوں آپ کو میری ضرورت ہو گی۔۔۔  
نواب عالیان اپنا ہلکا پھلکا غصہ ضبط کرتے اپنی کینیٹی مسئلے بولے جو ہر بار اُنکے عشق  
کو ناراضگی میں ضرورت کا نام دے دیتی تھی پھر بعد میں غلطی کا احساس ہونے  
پر گھنٹے اُنکے کھد رے عارض چوم کر سوری بولتی تھی۔ ایسی ہی تھی اُنکی روشال  
پاگل دیوانی معصوم ضدی نکھر لی !!! آپ غلط سوچ رہی ہیں بیگم۔۔۔ آپ میری  
محبت کو ہمیشہ ایسے بے مول نہیں کر سکتیں۔۔۔ میں نے سچی میں آپ کو اگنور نہیں  
ل اب اُنکے لیے کتنی پوزیسیو ہو گئی ہے روشال کیا۔۔۔ وہ جانتے تھے اُنکی روشا  
جواب بھیگی آنکھوں سے اُن کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ پر جیسے ہی نواب عالیان اُس پر  
پھر سے جھکنے لگے۔ روشال تکیے پر گرتی کروٹ لے گئی تھی اپنی آنکھیں بند  
کرتے ہلکے سے سخت تاثرات کے ساتھ بولے۔۔۔ آپ کو کیا مسئلہ ہے بیگم !!!

کس طرح آپکو اپنے عشق کا احساس دلاؤں، کیوں آپ چھوٹی چھوٹی باتوں پر مجھ پر شک کرتی ہیں۔۔۔ نواب عالیان جو پہلے ہی فیصل گیلانی کے یوں اُنکی بیوی کو دیکھنے پر پاگل ہو رہے تھے آخر روشال کی بچکانہ حرکتوں پر غصے سے ڈھارا ٹھے تھے۔

روشال جو اُنکے غصہ کرنے پر انہیں نم آنکھوں سے دیکھنے لگی اُس کو احساس ہوا تھا، وہ زیادہ بول گئی تھی اُسکا شوہر کام کی وجہ سے پریشان بھی ہو سکتا تھا لیکن اُسکے دل میں نواب عالیان کی اتنی محبت کے بعد بھی سوتن کا ڈر لگا رہتا تھا نواب عالیان روشال کو دیکھتے سائڈ ٹیبل سے اپنا سگریٹ اٹھا کر بالکونی کی طرف بڑھ گئے۔۔۔ روشال نے انکو جاتے دیکھا۔ تھا اُسکی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر اُسکے عارض پر گرے تھے اب آئیں ذرا آپ میرے پاس، میں آپکو کبھی نہیں مناؤں گی۔ آپکو ہی مجھے لاڈ دلار کر نا ہو گا جب عادت بگاری ہے میری تو بھگتے۔۔۔ روشال یہ بولتی کنبل لیتی آنکھیں بند کر گئی تھی نواب عالیان جو کب سے سگریٹ پھونک رہے تھے آخر انکو اپنی روشال کا خیال آیا تھا کیا کرتا ہے عالیان وہ بچی ہے

پر تو بڑا ہے اوپر سے پھر وہ تیرے بچے کی ماں بننے والی ہیں ضرور موڈ سونگنز  
ہونگے۔

نواب عالیان کمرے کی طرف بڑھے۔۔ کمرے میں آتے ہی اپنی شرٹ کو  
صوفے کی زینت بناتے کمرے کا ہیٹر آن کرتے۔ بیڈ کی طرف بڑھے تھے۔  
جہاں اُن کی زندگی ناراض خفالیٹی تھی۔۔ کمبل کے اندر سے اُسکے رونے کی آواز  
سننے عالیان خان نے اپنا نچلا لب بے دردی سے کاٹا تھا۔۔ وہ اُسکے بے حد قریب  
نیم دراز ہوئے۔۔ آخر وہ روشال کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسکو اپنے سینے پر کر گئے  
تھے۔ روشال جو معصومیت لیے اُن کو دیکھ رہی تھی نواب عالیان کو خود پر غصہ  
آیا تھا وہ اپنی بچی جیسی بیوی کو کیسے ہرٹ کر گئے وہ کتنا خوش تھی اس نیوز  
سے۔۔۔ وہ اُسکی سرخ چھوٹی تیکھی سی ناک کو پیار سے چوم گئے تھے آئی ایم  
سوری میرا بچہ!!! دونوں گالوں کو اپنے ہاتھوں میں بھرتے بولے۔۔ اور جھک  
کر لبوں کو اپنے میں قید کر گئے۔ روشال جو خاموشی سے اُنکی شدت اپنے ہونٹوں  
پر سہن کر رہی تھی۔ میرے بچوں کی اماں، آئی ایم سوری میری جان۔۔ میرے  
دل۔۔ نواب عالیان روشال کی خاموشی پر اُسکے پیٹ پر نرمی سے اپنا ہاتھ

پھیرتے اُسکے لبوں کو چو۔ متے پھر سے گویا ہوئے تھے۔۔۔ اُنکی میٹھی پُکار اور ہاتھوں کی بے باکی پر روشمال دہک کر لال ہوئی تھی۔۔۔ وہ اپنی شرم چھپانے کے چکر میں اُن کے اوپر سے اٹھتی پاس ہی لیٹی تھی سیدھی۔ نواب عالیان سمجھ گئے تھے وہ انکو کیا اشارہ کر رہی ہے وہ پہلی فرصت میں اُسکی گردن کے پاس پر۔۔۔ دے کو سائڈ کرتے اپنا منہ وہاں دینے لگے۔۔۔ کہ روشمال بولی۔۔۔ دور ہٹیں مجھ سے۔۔۔ میرا بیٹا آنے دیں تو میں آپکو اپنے قریب کیا بیڈ پر بھی سونے کی اجازت نہیں دوں گی میری بیٹیوں کو تو آپ اپنی ٹیم میں کر چکے ہیں پر بیٹوں کو کرنا مشکل ہو گا سنا آپ نے۔۔۔ !!! ایسی کی تیسری میرے بیٹے کی اُسکے کان کھینچ لوں گا جو اُس نے میری بیوی سے مجھے دور کرنے کی بھی کوشش کی ہو بیٹیوں کے نہ بیٹوں کے لیے۔ مجھ سے زیادہ سخت باپ کوئی نہیں معاملے میں جتنا نرم ہوں ہو گا سن لیں آپ بیگم اُسکی تربیت میں چٹانوں کی طرح کروں گا کہ وہ آئیڈیل بیٹا بن سکے۔۔۔ زیادہ نہ بنے آپ، ذرا میرے بیٹے کو ڈانٹ کر تو دکھائے گا پھر آپکو بتاؤں گی۔۔۔ اور میں تو بیوقوف شکی ہوں پھر کیوں آئیں میرے پاس۔ میں نے کب ایسا کہا بیگم میں جانتا ہوں میری بیوی سے زیادہ پیارا کوئی نہیں ہو سکتا۔

آپ تو بس جیلس ہوتی ہیں وہ بس ایسے ہی نکل گیا منہ سے۔۔ نواب عالیان اُسکی ناز کی کوز۔ بان سے چھو کر بولے۔۔ سچی نواب جی!!!! سچی بیگم، اگر آپکو ابھی بھی یقین نہیں آرہا ہے تو آپ میرے سینے پر اپنے نشانات دے کر میرے۔ جذبات کو تسکین دے سکتی ہیں جو آگ کی طرح اٹھ گئے ہیں اندر ہی اندر۔۔ اب وہ بدن اور روح کا وصل چاہتے ہیں بتائیں کیا کروں۔۔ ابھی آپ ان سے کام چلائیں آج میرا کوئی موڈ نہیں آپکی شدتیں سہنے کا۔۔ کس سے کام چلاؤں بیگم!!!!؟ روشال اپنے مخملی کندن جیسے نشیب و فراز آزاد کرتی، نواب عالیان کو بے باکی سے اشارہ کر گئی تھی کہ اب وہ اپنے آپکو جب تک چاہے اُسکی بھا۔ ری ناز۔ کی سے اپنے آپکو سیرا۔ ب کر سکتے ہیں۔۔ نواب عالیان مسکرا کر روشال کی دھڑ۔ کنوں کا حصہ بن گئے تھے۔

---

اسٹڈی روم میں آراء اور نور کی ہنسی گونج رہی تھی تین سال کی گول مٹول خوبصورت روشال کی طرح دکھنے والی اپنی امی کو دیکھتے کھلکھلا رہی تھیں تالیاں بجاتی۔ کیونکہ روشال کی انگلش کلاس چل رہی تھی اُس کی ٹیوشن ٹیچر مس



تزیلہ کے ساتھ۔۔ روشال جس کو کبھی پڑھنے کا کوئی خاص شوق نہیں رہا تھا وہ تو نواب عالیان کے کہنے پر اور اُنکی تھوڑی پڑھائی کے معاملے پر سختی کرنے پر آخر کار روشال نے کچھ ہی مہینوں میں گریجویشن کے پہلے سال کے ایگزیم دینے تھے۔

روشال جو ساتھ مہینے کی پریگنٹ اپنا بھاری کیوٹ سا وجود لیے کیوٹ چہرہ بنائے اپنی اسٹرکٹ ٹیچر مس تزیلہ کے سامنے بیٹھی تھیں۔۔ جو روشال کو اچھی خاصی ڈانٹ لگا رہی تھیں۔۔ روشال رونے سی ہوئی تھی اوپر سے اُس کا کیوٹ سا غصہ اپنی تین سال کی شہزادیوں پر بڑھا تھا۔ جو اپنی اکیس سال کی کیوٹ سی امی کو تنگ کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتی تھیں۔۔ وہ لولی پوپ کھاتی اپنی۔ امی کے پاس کھڑی اُنکی ڈانٹ لگنے پر تالیاں بجا رہی تھیں کیونکہ روشال کو مس تزیلہ سے بہت ہی زیادہ پیاری ڈانٹ لگتی تھیں۔۔ وہ بھی اتنا ہی نواب کی بیگم کو ڈانٹ لگاتی تھی جتنی وہ سہن کر لے۔۔ کیونکہ نواب عالیان نے انہیں بولا تھا بیشک پڑھائی کے معاملے میں سختی کریں پر زیادہ نہیں پر روشال تو بہت ہی زیادہ لاڈلی بن گئی تھی نواب عالیان کی اب کسی کی ہلکی سی ڈانٹ پر بھی اُنکے آگے

گھنٹے رو کر اُن کا پیار بڑھتی تھی۔ روشال آپ کب صحیح طرح فوکس کریں گیں  
پڑھائی پر ایسے کیسے چلے گا، لاسٹ وارنگ ہے آپ کو کل مجھے آپ کا ٹیسٹ صحیح  
چاہیے۔ ہم میم!!! اتنا سا بولتی اپنی ننھی گڑیوں کو دیکھ گئی تھی جو اپنے گول گال  
ہاتھ منہ پر رکھے دبی دبی ہنس رہی تھیں۔

مس تنزیلہ چلی گئی تھیں پر پیچھے روشال جو اپنی بچیوں کو ڈانٹ لگا رہی تھی۔۔۔  
بہت ہنسی آرہی تھی اپنی امی پر آنے دو میرے دو دو بیٹوں کو پھر بتاؤں گی۔۔  
بہت زیادہ اپنے ابا کی لاڈلی بنتی ہونہ پھر دیکھنا میرے بیٹے اپنی امی کے لاڈلے  
ہونگے۔ آراء اور جو ابھی بھی مسکرا کر اپنی امی کو دیکھ رہی تھیں بیشک وہ بہت  
پریشان کرتی تھیں روشال کو پر ماں بیٹیوں کا پیار بھی بہت تھا۔۔۔ امی!!! کوئی  
امی نہیں ہم آپ دونوں کی۔۔ بس آپ اپنے ابا کی ہی ہیں۔ امی کا مذاق اڑاتی ہیں  
گندی بچیاں۔ اب آراء اور نور ہلکا سا رونے والی ہوئی تھیں۔۔ روشال تڑپ کر  
اپنے سینے سے لگا گئی۔۔ سوری امی کی جانوں!!! اب آراء اور نور روشال کی  
آغوش میں تھیں۔۔ بس کیا کریں غصہ آجاتا ہے آپ کے ابا جانتے ہیں ہمیں پڑھنے  
میں کوئی دلچسپی نہیں پھر بھی اب یہ مس تنزیلہ ذرا مجھے ڈانٹ لگائیں بوم سے ارا

دینا ہے ان کو میں نے جانتی نہیں نواب کی اکلوتی بیگم ہوں میں بھی روشال  
عالیان علی خان۔۔ کیوں آراء اور نور۔۔ وہ دونوں اپنی امی کی بیوقوفی پر سنتے ہنستے  
اس کے عارض چوم گئی تھیں۔۔ روشال اُن کو اپنے اندر بھیج گئی تھی۔۔۔)

روشال کے دو بیٹے ہونے والے تھے ٹوینز، جب اس حویلی میں سب کو پتہ لگا تھا  
جشن کا سماں۔ تھا، دادی جان کا تو خواب ہی پورا ہونے کو تھا اُنکی حویلی عالیان کے  
بچوں کی فوج سے آہستہ آہستہ بڑھ رہی تھی ایک ہی واری میں دودو جو آرہے  
تھے۔ نواب عالیان کو جب سے پتہ لگا تھا وہ خوشی کی انتہا پر تھے اگر سیٹیاں بھی  
ہوتی اس بار تب بھی اُنکی خوشی کا یہی عالم ہوتا اور روشال جس نے جب یہ خبر سنی  
تو دودن تک نواب عالیان کے آگے نظر نہیں اٹھائی کیونکہ نواب عالیان روشال  
کو تنگ کرنے کے لیے بول گئے تھے۔۔۔ کہ اُسکے رومانس کی وجہ سے ڈائریکٹ  
!!! دودو ہم اس بات خاص کر اُنکے اوپر بیٹھ کر۔۔ ہا ہا ہا

---

!!! چھ مہینے بعد۔۔۔

روشال کے دونوں بیٹے اب کی بار ساتھ خیریت کے ساتھ اس دنیا میں آگئے تھے۔۔۔ اب کی بار دونوں کا نام نواب عالیان اور روشال نے مل کر رکھا تھا۔۔۔ پانچ منٹ بڑے بیٹے کا نام عرش اور چھوٹے کا شایان جو روشال کی پسند پر رکھا گیا تھا۔۔۔ نواب عالیان کے نام کے ساتھ میچ کر کے۔۔۔ حویلی میں اب بس خوشیاں ہی خوشیاں تھیں روشال واقعی میں اس حویلی کی رونق بن کر آئی تھی اب پوری حویلی نواب عالیان کے بچوں کی کلکریوں سے ہی گونجتی تھی دونوں کے چار چار بچے ہو گئے تھے ابھی بھی دونوں نے کہاں رکنا تھا۔۔۔ نواب عالیان تو پھر بھی سمجھداری کا مظاہرہ کرتے تھے لیکن اُن کی بیگم اُنکے عشق میں گوڈے گوڈے ڈوبی اُنکی قربت کی دیوانی ہوتی جا رہی تھی۔

حویلی میں زینب کی شادی کے فنکشن چل رہے تھے آج رخصتی تھی۔۔۔ نواب عالیان جو پچھلے ایک مہینے سے اپنی بہن کی شادی کی تیاریوں میں بہت زیادہ مصروف رہے تھے روشال نے بھی اپنی نند کی شادی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔ آراء نور نے بھی بہت انجوائے کیا تھا۔۔۔ عرش اور شایان ابھی محض چار ماہ کے تھے وہ پورے کے پورے نواب عالیان کی کاپی تھے۔۔۔ !!! ماشاء اللہ رخصتی

کے بعد سب حویلی آگئے تھے۔۔ نور آ رہ کو شمسہ نے سلا دیا تھا عرش اور شایان کوزر بیگم اپنے کمرے میں لے گئی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی ایسی راتوں میں کہاں شوہر اپنی بیویوں کو چھوڑتے ہیں جب اُنکی روشال بہو اپنے عالیان کے لیے اتنا سچی سنواری تھی۔ روشال جو خوبصورت سے بھاری مہرون برائیڈل لہنگے میں ملبوس بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگاتی نواب عالیان کے کہنے کے مطابق اُنکا انتظار کر رہی تھی۔ رات کے ایک کا وقت تھا۔۔ وہ اس بھاری لہنگے میں تھکتے نڈھال ہو رہی تھی پر اپنے مجازی خدا کا انتظار کر رہی تھی۔۔ نواب عالیان نے واپسی پر بچوں کی موجودگی میں بھی بہت سی بے باک حرکتیں کی تھیں شکر تھا آراء نور۔ زرتاج بیگم کی گاڑی میں تھیں روشال کے پاس عرش اور شایان تھے جو خود چار ماہ کے تھے اُن کو کیا پتہ لگنا تھا آخر اُنکے ابا اُنکی امی کے ساتھ کیا کر رہے ہیں۔

اتنے میں نواب عالیان کمرے کا دروازہ بند کرتے اپنا گرے کوٹ صوفے پر پھینکتے روشال کی طرف بڑھے جو آنکھیں بند کیے نواب عالیان کی گاڑی میں کی گئی بے باکیاں یاد کرتے شرمارہی تھی۔

نواب عالیان پل میں سمجھے تھے آخر وہ کیوں شرمسار ہی ہے وہ آئی برواچکا کر اُسکے  
دائیں بائیں تکیے پر ہاتھ رکھتے اُس پر جھکے تھے۔۔ جو اپنے ہی خیالوں میں گم تھی۔  
نواب عالیان نے اُس کو خوابوں کی دنیا سے نکالنے کی خاطر اُسکے لبوں پر اپنی بیسِر ڈ  
مسلتے اپنی گرفت میں لیا تھا روشال کی اچانک آنکھیں کھلی تھیں اُس اچانک افتدہ  
پر گاڑی میں بھی کہاں چھوڑا تھا عالیان خان نے اُسکی نازک۔ پنکھڑیوں کو۔۔  
نواب جی!!! سنیں۔۔۔ اتنا سا بولتی اُن کو ہوش میں لانے لگی جو اُس میں پورے  
ہی گم تھے۔۔ جو اُسکی سانسوں کے آج پورے دشمن بنے ہوئے تھے۔۔ آخر  
اپنی شدت اُسکے اندر انڈلتے پیچھے ہوئے۔ بیگم چینیج کر لوں پھر فرست سے اپنی  
یہ رات منائیں گے شب عروسی کی طرح کیوں!!!! ویسے آپ بھی چاہے تو  
میرے من پسند حالت میں آسکتی ہیں۔۔ جانتی ہیں نہ وہ حالت کونسی ہے۔۔  
آنکھوں سے بولی تھی۔۔ چلیں آپ بھی نہ!!!! روشال ہر بڑا کر پھٹی پھٹی  
میں آیا جب تک آپ وزن ہلکا کریں اشارہ زیور کی طرف تھا۔۔ مجھے نہیں کرنا،  
روشال تپ کر بولی تھی ایسی راتوں میں یہ کام شوہر کے ہوتے ہیں اور وہ اُس کو

ہی یہ سب کرنے کو کہہ رہے تھے اچھا نہ ناراض نہیں ہوں آیا میں !!! آنکھ  
ونک کرتے واشر و م کی طرف بڑھے تھے۔

مجھے کیا جائیں آپ، اب میں یہ لہنگا ہی نہیں رہنے دوں گی آئے بڑے، یہ بولتی  
ڈریسنگ روم کی طرف بڑھی تھی تھوڑی دیر بعد روشال جو غصے میں اپنے کنگھن  
نکال کر ڈریسنگ ٹیبل پر پھینک رہی تھی۔ یہ نہیں خود کرتے یہ سب، مجھے کرنا پڑ  
رہا ہے پھر کیسے رات۔ منائیں گے کیا بھول گئے ہیں ان راتوں میں بیوی کے سب  
کام خود ہی کرنے ہوتے ہیں۔ غصہ کرتی بول رہی تھی کہ ایک دم نواب عالیان  
جو بس وائٹ ٹراؤزر میں روشال کے پیچھے کھڑے ہو کر اپنی ہنسی ضبط کر گئے تھے  
وہ روشال کی کیوٹ باتیں سن کر اُسی پل اُسکے پیٹ پر ہاتھ جماتے اُسکے بال پیچھے  
کرتے اُسکے بیک کے گہرے گلے سے نظر آتی برہنہ پشت پر اپنے سلگتے لب بہت  
ہی نرمی سے رکھ گئے تھے۔ اف !!! روشال نے عالیان علی خان کے لمس  
پر جھنجلاتے ہوئے۔ اپنے چوکر کو ڈریسنگ ٹیبل پر مارا تھا نواب عالیان اُسکی  
بیٹھتے اُسکی بیک کو لہنگے کے اوپر سے ہی پشت پر لب رکھتے نیچے گھٹنوں کے بل  
نرمی سے اپنے لمس سے داغ دار کر رہے تھے۔ اُنکے لمس کی پرواز بڑھتی ہی جا

رہی تھی۔۔ روشال جو اُنکے لمس پر سرخ ہوتی اپنی پلکیں جھکا گئی تھی۔۔ وہ اب اُسکا رخ اپنی طرف کرتے اُسکے پیٹ پر اپنے لب رکھ گئے۔ روشال آنکھیں موند اُنکے بالوں میں اپنی انگلیاں چلانے لگی۔

وہ زمین سے اٹھتے اوپر ہوتے اُسکے نشیب و فراز کو لبوں سے چھوتے اُسکی گر۔ دن  
پر جھکتے اب اپنے سلگتے لب رکھ رہے تھے اب وہ اُسکا چہرہ تھا مے اُسکی پنکھڑیوں پر  
جھکے اُسکی مہرون لپسٹک سرے سے ہی چور آنے لگے۔ ایک ہاتھ پیچھے بے باکی  
سے اٹکا تھا اور دوسرا دھڑکن پر۔۔

اب ہا۔ تھ اوپر سے ہوتا نیچے لہنگے میں اُ۔ لچھا تھا۔۔ عالیان !!! روشال نے سسکتے ہوئے پکارا تھا اب وہ اُسکی آواز کو نظر انداز کرتے اُس کو گود میں لیے اوپر ڈریسنگ کی شیلو پر بیٹھا گئے تھے۔۔ پردے ڈھلکے تھے۔۔ وہ اُسکی حالت سچی میں خراب کر چکے تھے۔۔ روشال جو سرخ چہرے کے ساتھ اُن کو دیکھ رہی تھی۔۔ وہ پھر سے اُسکی گردن پر جھکے وہاں اپنی جنون خیزیاں رقم کرنے لگے۔ نواب جی آپ یہ کیا۔۔ روشال نے آخر ہمت کرتے پوچھا تھا جانتی تھی آج کی رات اُسکی کوئی جان بخشی نہیں وہ اُسکی گر۔ دن کا حال برا کرتے، کالا آخر۔ ی پردہ بھی



کند۔ ہوں سے سر۔ کا کر صحیح میں جنونیت وہاں دینے لگے۔ آپکو بتا رہا ہوں آپ  
کتنی خوبصورت لگ رہی ہیں بیگم۔۔ آپکو اس لہنگے میں دیکھ کر آپکا نواب پوری  
طرح بہکتے اپنے حواس کھو چکا ہے۔۔ اب وہ اُسکی کان کی لو پر نرمی سے زبا۔ن  
پھیرتے بولے تھے۔۔ ساتھ اُنکے ہاتھ پورے حق سے اپنا حق جتا رہے  
تھے۔۔ یہیں کریں گے کیا!!!! اس بات پر نواب عالیان نے خمار بھری  
نگاہوں سے مسکرا کر دیکھا تھا۔

آج شا۔ور اور با۔تھ ٹب میں ہو گا جو ہو گا۔۔ ویسے احتیاط پر۔ ہے نہ آپ  
بیگم۔۔ مجھے کوئی احتیاط نہیں کرنی ابھی آپ کی نشانیاں مجھے منظور ہیں۔۔ روشا  
ل اُنکے کندھوں کے گرد اپنے ہاتھوں کا ہار بنائے اُن کو اپنے قریب کرتی سینے پر  
لب رکھ گئی تھی۔

نواب عالیان نے اب بے قابو ہوتے جھکتے اُسکی گردن کو پھر سے لال کرنا شروع  
کیا تھا۔۔ روشال آنکھیں بند کرے اُن کو محسوس کر رہی تھی۔ اب وہ اپنی  
سو غائیں دے رہے تھے اُسکے پور پور پر بیگم آپکا سب میرا ہے صرف میرا!!!! یہ  
بولتے جنونیت کے عالم میں روشال کے نرم گال کھینچ گئے تھے۔۔ بیگم اب صحیح

والا کچھ کرتے ہیں ابھی آدھے پردے زمین بوس ہونے ہیں پھر صحیح آپکا اچھی  
طرح حق ادا کروں گا۔

وہ سنیں!!!! شش بیگم۔۔ ابھی اوپر سے نیچے تک آپکو لال کرنا ہے۔۔ وہ روشا  
ل کو اوپر اٹھائے مدھم سرگوشی کرتے مسکراتی نگاہوں سے اُسکی نیلی آنکھوں  
میں دیکھتے واشروم کی طرف بڑھے۔۔ اب پورا واشروم پانی سے نہیں عالیاں  
خان کی شدت سے بھیک رہا تھا۔

---

چھ ماہ بعد۔۔۔ نواب عالیاں جو روشال اور بچوں کو لے کر ڈزنی لینڈ پیرس گئے  
ہوئے تھے۔۔۔ اپنی چار سال کی بیٹیوں کی فرمائش پر۔۔۔ ایک دن ایسے ہی  
انہوں نے اپنے ابا سے بول دیا۔ ابا۔۔ دیدنی لینڈ دانا ہے۔۔ (ابا ڈزنی لینڈ جانا  
ہے)!!!! اُسکے بعد نواب عالیاں ایک ہی دن میں اپنی فیملی کے ساتھ اپنے  
پرائیویٹ پلین میں پیرس کی سرزمین پر تھے۔ اتنی محبت کرتے تھے نواب

عالیان اپنی بیٹیوں سے دود بیٹے ہونے کے بعد بھی کوئی فرق نہیں رکھتا تھا، آراء کو تو اپنی جان نشین کی طرح اپنے ساتھ رکھتے تھے

عرش اور شایان کے آنے کے بعد نواب عالیان کے خاندان کے بڑے بزرگوں نے اعتراض بھی کیا جب دود بیٹے ہو گئے ہیں پھر کیوں بڑی بیٹی کو جان نشین بنانا۔۔ نواب عالیان کا یہی کہنا تھا بیٹیوں کے ہونے پر بھی اللہ کا شکر ہے لیکن بیٹیاں اللہ نے مجھے اٹھ سال کے طویل انتظار کے بعد دیں اور بیٹیوں کے ہونے سے ہی میں باپ کے عہدے پر فائز ہوا۔ اس کا مطلب میرا اللہ چاہتا ہے میں اپنی بیٹیوں کو اپنا جان نشین بناؤں، جانتا ہوں نواب خاندان میں بیٹے ہی نسل اور وراثت لے کر چلتے ہیں باپ کی لیکن میں پہلا نواب ہوں گا جس کے بیٹے ہوتے بھی اُسکی بیٹی سے وارثت چلے گی۔۔ !!! نواب عالیان نے اپنے بڑے بیٹے عرش کو اپنی بڑی بیٹی آراء کا محافظ مقرر کیا تھا۔ عہدے پر آراء بیٹھے گی سارے فیصلے اُسکے ہاں کے منتظر ہونگے لیکن عرش اپنی بہن کے ساتھ ریاست کی پوری بھاگ دوڑ سمجھالے گا شانہ بشانہ ہوتے ابھی سے سب بچوں کے نام برابر کے شیئر کر دیے تھے تاکہ آگے جا کر کوئی تکلیف نہ ہو۔۔

اس وقت نواب عالیان اپنی چھوٹی بیگم اور بچوں کے ساتھ پیرس کے اپنے خوبصورت ویلا میں تھے جب اُنکی بیٹی نے۔ ڈزنی لینڈ کی فرمائش کی اُسی پل نواب عالیان نے پیرس میں اپنی فیملی کے لیے اپنا ذاتی ویلا خرید لیا تاکہ ہر سال اپنے بیوی بچوں کے ساتھ یہاں آسکیں۔

نواب عالیان پیرس ویلا کے ہال میں بیٹھے تھے اُنکی چھوٹی سی بیگم جو کچن میں تھی۔۔۔ دو گھنٹے پہلے ہی دونوں اپنے بچوں کو ڈزنی لینڈ کی سیر کروا کر آئے تھے۔۔

اب روشال نواب عالیان کے لیے پیرس میں اُن کی پسندیدہ بریانی اور مٹن چاپ بنا رہی تھی۔ نواب عالیان باہر اپنے بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔۔ وہ

صوفے پر نیم دراز تھے اُنکی سیٹیاں جو اُنکے اوپر چڑھی ہوئی تھیں اور دس ماہ کے عرش اور شاپان واکر میں بھاگتے کبھی اپنے ابا کے پاس آتے تو کبھی اپنی امی کے پاس کچن میں گھس جاتے پورے ویلا میں خوبصورت ماحول اور شور سا برپا تھا۔

نواب عالیان کو اب اپنی بیگم کو دیکھنے کی طلب ہوئی تھی جو پچھلے ایک گھنٹے سے کچن میں مزے کے کھانے بنا رہی تھی جب جب عالیان خان فرمائش کرتے تھے کچھ کھانے کی تو اتنے باورچی کے ہونے کے باوجود روشال خود اُنکے لیے کھانا بنا

تی تھی۔ اُف بیگم بھی نہ ذرا آرام نہیں کرتیں!!!؟ گڑیا۔۔۔ نواب عالیان  
روشال کو آواز لگائے تھے۔ اُنکی سیٹیاں جواب پاس بیٹھی اپنی اپنی ڈول سے  
کھیل رہی تھیں اور بیٹے اپنے ابا کی پکار اپنی امی کے لیے سنتے کچن میں دوڑ لگائے  
تھے امی کو بلانے کے لیے۔۔ اُنکی اکیس سالہ امی جو ویسٹرن ماڈرن کافی اسٹائلش  
گاؤن میں ملبوس تھی اُسکا خوبصورت سراپا ویسٹرن ڈریس میں قیامت ڈھا رہا تھا  
۔۔۔ مخملی نشیب و فراز گہرے گلے سے صحیح طرح عیاں تھے۔۔ جب سے روشا  
ل یہاں آئی تھی وہ ایسی ہی ڈریسنگ کر رہی تھی۔۔ کیونکہ نواب عالیان کو اپنے  
خوبی آگیا تھا اس حال میں بھی نواب عالیان نے یہاں آکر قابو میں رکھنا اُس کو با  
بھی رات کو بچوں کے سونے کے بعد اُس کو کہاں چھوڑا تھا۔۔ پچھلی تین راتوں  
سے دونوں نہیں سوئے تھے۔۔ ابھی بھی روشال کا بدن درد سے چور تھا پورا  
بدن رنگا تھا۔ اُنکے نشانات سے۔۔۔ ایک دم عرش اور شایان اپنی وا کر لے  
کر کچن میں گھسے تھے۔۔۔ می کرتے۔۔۔ روشال جو چمچا چلا رہی تھی۔۔  
کیا ہوا میرے بیٹوں!!!۔۔۔ می۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اتنا سا بولتے دونوں  
کھلکھلا گئے تھے۔۔

آ رہی ہوں آپ دونوں چلو!!!! وہ دونوں جس پھرتی سے وا کر چلا کر آئے تھے  
اپنے ننہ قدموں سے ویسے ہی وا کر گھسیٹ کر باہر ہال کی طرف بڑھ گئے۔۔  
کچھ دیر بعد روشال نواب عالیان کے سامنے تھی۔۔ کیا ہوا!!!! نواب عالیان  
نور اور شاول

آ رہی ہوں آپ دونوں چلو!!!! وہ دونوں جس پھرتی سے وا کر چلا کر آئے تھے  
اپنے ننہ قدموں سے ویسے ہی وا کر گھسیٹ کر باہر ہال کی طرف بڑھ گئے۔۔  
کچھ دیر بعد روشال نواب عالیان کے سامنے تھی۔۔ کیا ہوا!!!! نواب عالیان  
نور اور شایان کو گود میں لیے

صوفے پر سیدھے ہو کر بیٹھتے روشال کا معائنہ اپنی گہری گرم نظروں سے کر  
گئے تھے۔۔ روشال اُنکی نظریں پل میں سمجھی تھی اُسکا شوہر پھر سے اپنے  
جذبات کی عروج پر تھا۔۔ اب تو وہ اُنکا موڈ سیکنڈز میں سمجھ جایا کرتی تھی سنیں  
کیا دیکھ رہے ہیں!!!! آج ہمت نہیں مجھ میں اپنا ایک ہاتھ پیٹ پر رکھتی نواب

عالیان کے پاس بیٹھی تھی بچے دونوں کے آس پاس تھے۔ کیوں آج ہمت نہیں  
!!! دیکھ نہیں رہے۔۔ اپنے پیٹ کی طرف اشارہ کر گئی روشال پھر سے چار مہینے  
کی پریگنٹ تھی۔

تو آپ نے ہی چاہا تھا بیگم یہ سب۔۔ میں نے تو کہا تھا چار کافی ہیں !!!؟ زیادہ  
معصوم نہ بنے آپ سارا الزام مجھ پر نہیں ڈال سکتے۔۔ کتنے شریف ہیں آپ میں  
اچھی طرح جانتی ہوں۔۔ ڈائریکٹ دو دو بچوں کی ماں بنا یہ ہے آپ نے۔۔ یہ  
سب آپ کی بے باک کارروائی کا نتیجہ ہے یہ سنتے نواب عالیان مسکرا کر روشال کی  
گردن پر اپنا لمس چھوڑ گئے تھے۔۔ بس کریں نہ کھانا رکھا ہے دیکھنا ہے جا کر۔۔  
اُس کو چھوڑیں مجھے دیکھ لیں کھانے سے زیادہ آپ کی بھوک لگی ہے۔۔ یہ بولتے  
روشال کا چہرہ پکڑ پاس کرتے لب پر جھکنے لگے تھے کہ ایک دم عرش شایان کو  
بھوک لگی تھی اب وہ کرائنگ کرتے روشال کے پاؤں کو پکڑ کھڑے ہوتے اُسکی  
دھڑکنوں میں اپنا چہرہ چھپا گئے تھے۔۔ انکی تو!!!! کچھ مت بولیں میرے بیٹوں  
کو آپ کی بیٹیوں کی طرح نہیں جو امی کو نولفٹ کا سگنل دیتی ہیں۔

روشنال آراء اور نور کو دیکھ کر بولی جواب اپنے ابا کے ہاتھوں کی انگوٹھیوں سے  
کھیل رہی تھی اُن کو واقعی اپنی بچی امی پر کوئی انٹر سٹ نہیں تھا انٹر سٹ کی بات  
نہیں اچھولی اُن کو اپنی امی اپنی جیسی ہی لگتی تھیں چھوٹی۔

در اصل بیگم یہ دونوں آپکو امی کم اپنی دوست زیادہ سمجھتی ہیں۔۔ اکیس کی ہو گئی  
ہیں پر لگتی سولہ کی ہی ہیں روشال یہ سنتے اپنی ناک سکور گئی تھی۔۔ اب وہ اپنی  
چار سال کی بیٹیوں کو جلانے کے لیے عرش شایان کو اپنا فیڈ کروانے لگی۔

آراء اور نور جیلس ہوتی اپنے ابا کی گود میں چڑھی تھیں اُن کو اب امی چاہیے  
تھی۔۔ دیکھا میرے بیٹے میرے ہیں۔۔ روشال بچوں کی طرح اپنی بیٹیوں کو  
چڑھا کر بولی۔ اچھا جی بیگم ابھی دیکھتا ہوں !!! آراء اور نور ابا آپ سے بہت محبت  
کرتے ہیں۔۔ جیسے یہ بولے عرش شایان نے اپنا کیوٹ چہرہ روشال کی

دھڑکنوں سے نکال اپنے ابا کو سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا۔ نواب عالیان سمجھ گئے تھے اُنکی سیٹیاں تو تھی ہی اُنکی دیوانی پر بیٹے بھی ایک دو ہاتھ آگے تھے وہ اُنکے پیچھے واکر میں سارا دن۔۔۔ با۔۔ جو (ابا حضور!) کرتے پھرتے تھے۔ ہاں ہاں عرش شایان ابا آپ سے بھی بہت پیار کرتے ہیں اس بات پر عرش شایان



روشال کافیڈ چھوڑا اپنے ہاتھوں کی تالیاں بجا کر اپنے ابا سے محبت کا اظہار کرنے لگے۔۔

روشال جو کبھی اپنے عالیان کو دیکھتی تو کبھی بچوں کو چاروں کے چاروں اپنے ابا کے دیوانے تھے۔۔ اور ضرور یہ جو پانچواں آنے والا تھا وہ بھی اُسکا نہیں اُسکے نواب کا ہی اسیر ہونے والا تھا۔ اب چاروں بچے نواب عالیان کے ارد گرد تھے اور اپنے ابا کو بہت ہی پیار سے دیکھتے مسکرا رہے تھے۔ کیا ہوا چھوٹی بیگم !!! کچھ نہیں ہم آپ سے ناراض ہیں کیوں !!! نواب عالیان نے اپنی ہنسی کنٹرول کر کے پوچھا تھا جانتے تھے اُنکی بیوی اب خفا ہو گئی ہے ہم آپ سے ناراض ہیں کیونکہ آپ نے ان چاروں کو اپنا دیوانہ بنالیا ہے۔۔۔ پتہ نہیں کونسا میگنیٹ ہے آپ میں ہر کوئی آپکے پیچھے پاگل ہی ہو جاتا ہے آپ نہیں ہوئی تھیں کیا پاگل بیگم !!! عرش کے گال کو چومتے بولے روشال کو پیار سے دیکھتے یہ سنتے روشال کے عارض دھک کر سرخ انار بنے تھے۔ نواب عالیان باتوں ہی باتوں میں بتا گئے تھے آخر اُنکے بچے ماں پر ہی گئے تھے جیسے ماں باپ کی دیوانی تھی ویسے ہی بچے بھی باپ کے دیوانے تھے۔

اب شرمائے مت آپکا شرمانہ آج رات نکالتا ہوں۔۔۔ پر آج آپ میرا سمانا اور  
میری شدتیں یہاں برداشت نہیں کر پائیں گی۔۔۔ میری پیاری بیگم!!!! سنیں  
!!!! روشال کی آنکھیں پھیلی تھیں۔۔۔ پر اگلے ہی پل اُسکی پلکیں شرم حیا سے  
سجدہ ریز ہوئی تھیں۔

---

کہاں جارہے ہو فیصل۔۔۔ رُباب اُسکے پیچھے بڑھتی اُسکا ہاتھ پکڑ گئی تھی۔۔۔ کیا  
مصیبت ہے تمہیں ہاں!!!! فیصل گیلانی جھنجلا کر رہ گیا تھا۔ اب مصیبت لگنے لگی  
ہوں تمہیں جب میں عالیان کے ساتھ خوش تھی پھر کیوں جھوٹ بول کر مجھے  
بتاتے تھے تم سے اچھا مرد کوئی نہیں ہو سکتا۔۔۔ فیصل گیلانی اب استہزاء یہ ہنسا تھا  
۔۔۔ اچھا مرد۔۔۔ میں، ویسے ایک بات بولوں نہ میں اچھا مرد تھا نہ تم اچھی  
عورت۔ اس لیے تم اچھے مرد کے پاس ہوتے ہوئے بھی میرے پاس آ گئی۔  
یہ تم مجھے روز بولتے ہو فیصل، ہاں میں اچھی عورت نہیں ہوں لیکن جب مجھ سے  
شادی کر چکے ہو تو میرا خرچہ تو اٹھاؤ نہیں ہے میرے پاس اب اتنا تم جیسی التو فالتو

کا خرچہ اٹھاؤں کنگلا ہو گیا ہوں میں۔۔۔۔ بہت ہی کوئی منہوس ہو تم میری  
زندگی میں آتے ہی مجھے مالی طور پر کمزور کر دیا کیا میری وجہ سے !!! رُباب نے  
حیرت سے پوچھا تھا۔۔ ہاں تمہاری وجہ سے کیونکہ ایک زانی عورت کو جو لے آیا  
جو صرف میرے ساتھ نہیں کتنوں کیساتھ کرتی تھی۔ اس لیے تو منہوسیت ہی  
چھاگئی میرے گھر۔۔ یہ بولتا فیصل گیلانی پھر سے دروازے کی طرف بڑھنے  
لگا۔۔

پھر میری ضروریات کون پوری کرے گا۔ کونسی ضروریات !!! آئے برواچکا کر  
پوچھ گیا۔۔ جو ہر بیوی کی ہوتی ہیں کیڑے جوتی اور کیا۔۔۔۔ اچھا میں سمجھا  
جسمانی۔۔ ویسے اب مجھے تم میں کوئی خاص دلچسپی نہیں رہی اگر تم اپنی آگ یا  
کچھ اور بجھانا چاہتی ہو تو۔۔ کوئی گاہک ڈھونڈ لو۔۔ ویسے تمہیں اب کوئی نہیں  
ملے گا کیونکہ بہت استعمال جو ہو گئی ہو تم !!! یہ بولتا نکل گیا تھا، وہیں رُباب اب  
اپنے حال پر بہت ہی زیادہ ماتم کدہ تھی۔۔

---

دو سال اور مزید گزر گئے تھے۔۔۔!!! نواب عالیان اس وقت سفید شلوار قمیض  
میں ملبوس جس پر سیاہ مردانا شال کندھوں پر ڈال رکھی تھی سرخ و سفید رنگت  
میں سرخیاں گھلی ہوئی تھیں، چہرہ ضرورت سے زیادہ سنجیدہ ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ  
اپنے نرم بالوں میں انگلیاں پھیرتے لاؤنج میں داخل ہوئے تھے۔۔۔ دادی جان  
زرتاج بیگم جو سارے بچوں کو لیے ہال میں بیٹھی ہوئی تھیں۔۔۔ حویلی میں اب  
بس نواب عالیان کے بچوں کی کلکاریاں ہی تھیں۔۔۔ ایک اور بیٹی ہوئی تھی  
دونوں کی ڈیڑھ سال پہلے اُسکا نام امبر رکھا تھا۔۔۔

امبر زرتاج بیگم کی گود میں تھی وہ روشال اور نواب عالیان کا مکسچر تھی۔۔۔ چھ  
سال کی آراء نور سکول گئی ہوئی تھیں نواب عالیان کے شرارتی تین سال کے  
بیٹے عرش اور شایان جو اپنی چھوٹی گاڑیاں ہال میں چلا رہے تھے۔  
نواب عالیان کا سنجیدہ چہرہ دیکھتی دادی جان زرتاج بیگم سے پوچھ گئیں۔۔۔ زربہو  
یہ میرے پوتے کا چہرہ ایسا بجھا بجھا کیوں ہے۔۔۔ لگتا ہے اماں جان آپکے پوتے  
صاحب کو رومانس کی شدید کمی ہوئی ہے۔۔۔ اس بات پر دادی جان منہ پر ہاتھ  
رکھے ہنس دی تھیں۔۔۔ اب تو بچے بچے کو پتہ تھا حیدر آباد کا نواب اپنی بیگم کا

عاشق ہے۔۔۔ نواب عالیان چار دن پہلے لندن سے آئے تھے بزنس میٹنگ تھی کوئی ضروری تب سے اُن کی چھوٹی بیگم ناراض تھیں۔۔۔ کیونکہ نواب عالیان لندن سے آتے ہی ایک ضروری فیصلے کے لیے ڈیرہ چلے گئے تھے۔۔۔ توروشال کو ایسے لگا اُسکا نواب اسے اگنور کر رہا ہے۔۔۔ اس لیے روشال نے اُن کو کمرے میں گھسنے سے پہلے ہی باہر پھینک دیا تھا اور نواب عالیان کو بس اُنکی بیگم ہی کمرے سے باہر نکال سکتی تھی چار دن سے نواب عالیان کی راتیں اپنی بیٹیوں کے کمرے اُنکی تئیس سالہ بیوی اپنے بیٹوں اور میں رُخی سوکھی گزری تھیں۔۔۔ کیونکہ چھوٹی بیٹی امبر کے ساتھ کمرے میں سو رہی تھی۔۔۔ اور نہ ہی نواب عالیان کو اپنی شکل دیکھا رہی تھی۔ وہ کیسے اپنی گڑیا کو بتاتے اُنکا آدمی عمر کا عشق تھی اُسکے بنارہنا محال تھا۔

روشال اسی اثناء میں ہال میں داخل ہوئی تھی۔۔۔ ڈارک بلیورنگ کی خوبصورت شرٹ اور پلازوپہن رکھا تھا۔ اور شانوں پر جعلی کا دوپٹہ ڈال رکھا تھا صلکی بال کھلے کمر پر بکھرے تھے۔۔۔ نیلی آنکھیں جھکی تھیں۔

نواب عالیان روشال کو دیکھتے سیدھے ہوئے تھے صوفے پر گہری بے باک  
نظریں اپنی روشال پر ٹکی تھیں روشال مجھے آپ سے کام ہے۔ ذرا کمرے میں  
چلیں نواب عالیان کو دوپہر کا وقت ہی صحیح لگا تھا آج کیونکہ آج اُنکے بچے سب  
مصرف تھے۔ روشال کا دل اُن کو دیکھتے اختیار سے باہر ہوا تھا یہی مرد تو اُسکی  
دھڑکنیں بڑھانے کا ہنر رکھتا تھا۔ وہ مجھے امبر کو سنبھالنا ہے مم۔۔ روشال نے  
اُن کی نشیلی مخمور آنکھوں میں دیکھتے بامشکل بولا تھا۔۔ نواب عالیان کی پیاسی  
نگاہیں اس کو بتا گئی تھیں وہ کیا کرنے کے لیے اُس کو لے کر جانا چاہتے تھے  
۔۔۔ امبر کو امی سنبھال لیں گی تم چلو۔۔۔!! یہ بولتے روشال کا ہاتھ پکڑتے اوپر  
کی طرف بڑھ گئے تھے۔۔ پیچھے دادی جان اور زر بیگم کی مسکراہٹ چھوٹی تھی  
۔۔ جانتی تھیں نواب عالیان پاگل ہیں روشال کے پیچھے روشال کی ہر ٹائم کی بھیگی  
زلفیں بہت کچھ بتا جاتی تھیں۔

نواب عالیان روشال کی کلائی پکڑے کمرے میں لاتے دروازہ کھولتے اُسے بے  
دردی سے بیڈ پر پھینک چکے تھے۔۔ روشال نے سیدھے ہوتے اُن کی طرف  
دیکھا تھا جو خود کو آدھی بند۔ شوں سے آڑ۔ اد کرتے اُسکی طرف بڑھے تھے

روشال نے تھوک نگلاتھا حلق میں۔۔۔!!! ایسے کیا دیکھ رہی ہیں بیگم؟؟؟ آپکو  
ترس نہیں آیا اپنے نواب پر۔۔۔ ایک ڈیرہ جانے کی آپ مجھے یہ سزا دیں گی نہیں  
رہ سکتا آپکے بنا جانتی ہیں نہ آپ میری حلال بیوی ہیں ساری ضروریات آپ سے  
ہی پوری کرنی ہیں۔ وہ اس پر جھکتے اُسکے بالوں کو گدی سے پکڑتے اُسکا چہرہ اپنے  
قریب کرتے بول گئے تھے۔۔۔ اب جب تک آپ سے چار دنوں کا حساب نہیں  
لے لوں آپ اس کمرے سے بھی باہر نہیں نکل سکتیں۔۔۔ وہ یہ بولتے اُسکے لبوں  
پر جھک گئے تھے۔۔۔!!! نواب جی۔۔۔!!! دوپہر کا وقت ہے بچیاں آتی ہی  
ہو گئی۔

نہیں رہ سکتا آپکے بنا!!! نہ آپکو اس وقت میری پناہوں سے آزادی مل سکتی ہے  
نہ آج آپ پر رحم کھا سکتا ہوں نواب عالیان اُسکے نقوش کو لبوں سے چھوتے خمار  
زدہ لہجے میں بولے سنیں!!! بچے ابھی سب جگ رہے ہیں اُن کو ضرورت پڑھ  
گئی میری تو!!! روشال نے بے ترتیب سانسوں سے کہا میرا بچہ میری گڑیا!!!  
صرف ایک گھنٹہ دے دو کیا ایک گھنٹہ میں آپ کیا کریں گے، روشال حیرت  
سے پوچھ گئی تھی۔۔۔ آپکو کیا پتہ ایک گھنٹے میں ہی آپکو پاگل کر دوں گا۔ اتنا آسان

مت لیں مجھے۔۔ اب خاموش مجھے میرا کام کرنے دیں۔۔ یہ بولتے روشال کو  
اپنی ہی حا۔ لت میں لاتے کبل میں غروب ہوئے تھے۔

---

فیصل گیلانی جو رُباب کی روح کو چیر رہا تھا۔۔ دونوں کی معنی خیز آوازوں سے پورا  
کمرہ لرز رہا تھا۔ فیصل گیلانی جو روڈ پر آچکا تھا بس ایک حویلی ہی اُسکی رہ گئی تھی۔۔  
وہ ایک مہینے بعد آیا تھا کہیں سے تب سے آتے ہی چھ گھنٹے ہونے کو آئے تھے  
رُباب کی جان نہیں بخشی تھی رُباب کو آج لگ رہا تھا اُسکی حوس پرستی نے اُس  
کو کہیں کا نہیں چھوڑا تھا۔ آخر فیصل رُباب کے چہرے کے قریب ہوتے بولا۔۔  
تمہیں ایک بات بولوں۔۔ میں نے اپنے ٹیسٹ کروائے ہیں اور میں

H.....I.....V +

نکلا ہوں۔ کیا!!!! رُباب فیصل کو پیچھے دخیل گئی تھی۔۔ دور رہو مجھ سے۔۔۔  
چیجی تھی پاگلوں کی طرح۔ اب تو نہیں دور رہنا کیونکہ اب تم اور کچھ بازاروں  
عورتیں ہی میرے پاس میرے اندر کی گرمی مٹانے کا ذریعہ ہو۔۔ یہ بولتے پھر



سے اُس میں داخل ہوا تھا پاگل ہو گئے ہو۔۔ اپنی بیماری مجھ میں کیوں۔۔ رُباب  
چیختی روئی تھی۔۔ کیونکہ تم ایک ناپاک عورت ہو اور اپنی پہلی دوسری بیوی کو  
میں گندا نہیں کر سکتا کیونکہ وہ میرے بچوں کی ماں اور پاکیزہ عورتیں ہیں جنہیں  
صرف میں نے چھو ہا ہے۔۔ لیکن تم تو میرے علاوہ ہر ایک کے بستر کی زینت رہی  
ہو۔۔ کل مجھے ایک میرا دوست ملا۔۔ تم نے تو عالیاں کے نکاح میں ہوتے اُس  
سے بھی راتیں رنگین کی ہیں۔۔ واہ اب شریف پارسا بن رہی ہو۔۔ تم گھٹیا  
ہو فیصل!!؟ اور تم تو میرے سے بھی زیادہ گری ہوئی ہو۔۔ عورت کے نام پر  
کلنک ہو۔۔

جب زنا کاری ساتھ کی ہے تو پھر مرنا ساتھ کیسا ہے رُباب اور فیصل کا انجام تو خدا  
کے پاس تھا کیونکہ دونوں نے جو کام کیے تھے اُسکی اللہ کے حضور میں شاید ہی  
کوئی معافی ہو ز۔ ناکاری کی کوئی معافی نہیں وہ بھی ایک عورت کو جو کسی کے  
نکاح میں ہوتے کر رہی تھی۔ ابھی تو سزائیں دونوں کی شروع ہوئی تھیں اور یہ  
سزائے کہاں جا کر ختم ہونی تھیں دونوں کو ہی نہیں پتہ تھا کیونکہ دونوں نے ابھی

تک اپنے عمل پر سچے دل سے معافی نہیں مانگی تھی۔!!!! مکافات عمل دونوں کا  
ہی بہت برا ہونے والا تھا شاید وہ وقت ہی بتانے والا تھا۔

---

تھوڑا وقت اور گزر گیا تھا، نواب عالیان اور روشال کی زندگیاں خوشیوں سے  
بھر گئی تھیں۔ ایک مضبوط مرد کا ملنا کیا ہوتا ہے یہ کوئی روشال جیسی نازک  
عورت سے پوچھتا۔ جو خود تو مضبوط تھا ہی اُس کو بھی اچھا خاصا مضبوط بنا دیا تھا  
۔۔ نواب عالیان نے ابھی سے اپنی ساری جائیداد سب بچوں میں برابر تقسیم کر  
دی تھی آج سنڈے کا دن تھا لیکن روشال کی آنکھ نہ جانے الگ سے احساس سے  
کھلی تھی وہ ہلکا سا مسکرا کر پھر اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھ گئی تھی شاید پھر سے خوشخبری  
تھی۔ روشال نے شرم سے لال ہوتے اپنے سے لپٹے عالیان خان کو دیکھا جو اُس  
کو تکیے کی طرح دبوچے سو رہے تھے روشال جو اُنکے نقوش کو چھو رہی تھی مسکرا  
تی ہوئی اب اُسکی انگلیاں اُنکی مغرور ناک پر تھی۔ لیکن نواب عالیان سٹل نیند  
میں گھم تھے۔۔ اب جیسے ہی روشال اُن کی پلکوں کو چومنے لگی۔۔۔ اُس سے پہلے

ہی سیکنڈز میں نواب عالیان روشال کو اپنے نیچے کر گئے تھے اور کرتے ہی روشال کو بولنے کا موقع دیے بنا ہی اُسکی پنکھڑیوں کو شدت کا نشانہ بنا بیٹھے تھے۔ کچھ دیر بعد وہ اُس سے الگ ہوتے اُسکے بے عیاں سراپے کو مخمور نگاہوں سے دیکھنے لگے جو اُنکے لیے دعوت عام بنا ہوا تھا۔ روشال اپنا تھوک نگلتی بولی !!! آپ جاگ رہے تھے۔ !! ہاں کب سے اپنی بیگم کی اداؤں کا موازنہ کر رہا تھا۔ یہ بولتے اُسکی محملی ناز کی کو چھو ا تھا جو اُنکی طلب بڑھا گئی تھی۔ اُن کو پھر سے رات والے موڈ میں آتا دیکھ کر روشال نے اُنکی گستاخیوں پر بند باندھنے کے لیے اُنکے کان کے قریب جا کر بولی۔ آپ پھر سے ابا بننے والے ہیں۔ کیا !!! نواب عالیان کا شا کڈر یکشن آیا تھا امبر کے ہونے کے بعد اُنہوں نے دل میں فیصلہ لے لیا تھا اب وہ اپنی پاگل بیوی کو اور من مانی نہیں کرنے دیں گے اللہ کے حکم پانچ ہو گئے تھے کافی تھے ویسے بھی نواب عالیان کو بڑھتی عمر کیساتھ سے پانچ چھوٹے چھوٹے بچوں کا ابا بنتے شرم آنے لگی تھی۔۔۔ پر وہ اپنی بیو قوف پاگل بیوی کو کیسے سمجھاتے۔۔۔ جو بھولے پن میں بچوں کی لائن لگائے ہوئی تھی۔ وہ تو بہت احتیاط کرنے کی کوشش کرتے تھے پر مجال ہے روشال نے اُن کو اپنے

بھڑکتے روپ سے احتیاط کرنے دی ہو۔۔ کیا ہوا آپ خوش نہیں!!! روشال  
اُنکے سینے پر ہاتھ پھیرتی بولی۔۔ خوش ہوں بیگم لیکن یہ لاسٹ اب میں آپکو نا  
دائیاں نہیں کرنے دوں گا۔۔ یہ بولتے روشال کی گر۔ دن کو چھو گئے تھے۔ پر مجھے  
اچھا لگتا ہے نہ۔۔ کیونکہ

I love u aliyan!!!

یہ سنتے روشال کے منہ سے کتنے سالوں بعد نواب عالیان کے حواس گم ہوئے  
تھے۔ کیا بولا پھر سے ایک بار بیگم!!!؟ آنکھیں پھیلا کر بولے  
!!! وہ

I love u so much!!!!

یہ سنتے نواب عالیان اُسکی پیشانی پر بوسہ دیتے بولے۔ آپ تو میرا عشق ہیں اور  
آپکا یہ اقرار سر آنکھوں پر نواب کی بیگم۔۔ اب اس بات پر آپکو صبح اس حال میں  
اپنے نواب کو برداشت کرنا ہی ہو گا۔۔ یہ بولتے کمرے کی لائٹس آف کرتے  
دونوں پر کھیل کرتے اُس کے دل کے مقام پر اپنے لب رکھ گئے تھے سنیں نواب  
جی!!! شش بیگم اب جو پیار ہو گا اُس سے آگے اب ماں نہیں بس میری طلب

بنے گئیں آپ نے پہلے ہی مجھے ساری رات سونے نہیں دیا۔ جھوٹی آپ خود ایسی  
حرکتیں کرتی ہیں میں آپ کو سونے نہیں دوں۔۔ اب پورا اُس پر حاوی ہوتے،  
شدت سے آخری حد تک احتیاط سے روشمال کا حصہ بنے تھے۔ اب پھر سے  
خوبصورت سانسوں کا تال میل شروع ہو گیا تھا جو صدیوں ایسے ہی چلنے والا  
تھا۔۔ نواب عالیان اور روشمال عالیان علی خان کا حسین سفر اُنکے بچوں کے  
ساتھ۔۔ نو مہینے بعد اللہ نے دونوں کو ایک خوبصورت بیٹے سے نوازا جس کا نام  
دونوں نے ارہان عالیان علی خان رکھا تھا۔

ختم شد